وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِن مُّدَّكِرٍ

پوری دنیا میں انٹرنیٹ پر سنے جانے والے دروس قرآن کا مجموعہ

آسان درسِ قرآن

تفسیر سورۃ الفاتحہ و سورۃ البقرۃ مکمل

تقریظ

شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب

صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان

پسند فرمودہ

شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی صاحب

نائب رئیس جامعہ دارالعلوم کراچی

از افادات

داعی قرآن، مفسر قرآن

حضرت مولانا محمد اسلم شیخوپوری

جمع و ترتیب

مولانا اشفاق احمد

فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی

مکتبہ عمر فاروق

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِن مُّدَّكِرٍ

پوری دنیا میں انٹرنیٹ پر سنے جانے والے دروسِ قرآن کا مجموعہ

آسان درسِ قرآن

از افادات

داعیِ قرآن، مفسرِ قرآن

حضرت مولانا محمد اسلم شیخوپوری

جمع و ترتیب

مولانا اشفاق احمد

فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی

مکتبہ عمر فاروق

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب .... آسان درس قرآن

افادات .... حضرت مولانا محمد اسلم شیخوپوری ﷫

اشاعت اوّل .... مارچ 2012ء

تعداد 1100

طابع .... القادر پرنٹنگ پریس کراچی

ناشر .... مکتبہ عمر فاروق 4/491 شاہ فیصل کالونی کراچی

021-34594144 Cell: 0334-3432345

ای میل .... M farooq.12317@yaho.com

ملنے کے پتے

دارالاشاعت، اردو بازار کراچی
اسلامی کتب خانہ، علامہ بنوری ٹاؤن کراچی
قدیمی کتب خانہ، آرام باغ کراچی
ادارۃ الانور، علامہ بنوری ٹاؤن کراچی
مکتبہ رشیدیہ، سرکی روڈ کوئٹہ
کتب خانہ رشیدیہ، راجہ بازار راولپنڈی
مکتبہ العارفی، جامعہ امدادیہ ستیانہ روڈ فیصل آباد
مکتبہ رحمانیہ، اردو بازار لاہور
مکتبہ سید احمد شہید، اردو بازار لاہور
مکتبہ علمیہ، جی ٹی روڈ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ
وحیدی کتب خانہ، محلہ جنگی قصہ خوانی بازار پشاور
امام و خطیب جامع مسجد بلال ناظم آباد نمبر ۲ کراچی ..... فون 03212343648

www.toobaaelibrary.com

فہرست مضامین

آسان درسِ قرآن

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
پیش لفظ......از حضرت مولانا محمد اسلم شیخوپوری صاحب	۱۷	کائنات کے مختلف عالم	۴۱
تقریظ......از حضرت مولانا سلیم اللہ خاں صاحب مدظلہم	۲۰	سورج اللہ کی ایک عظیم نعمت ہے	۴۱
دعائیہ کلمات......از حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم	۲۲	ایک عجیب نکتہ	۴۲
تقریظ......از حضرت مولانا مفتی عبدالمنان صاحب	۲۳	بادلوں کی نعمت	۴۲
تقریظ......از حضرت مولانا مفتی خالد محمود صاحب	۲۴	کائنات کی ہر چیز حضرت انسان کے لئے	۴۳
کلمات تشکر......مولانا اشفاق احمد صاحب	۲۵	فیصلے کا دن	۴۳
ثواب وعذاب	۲۹	یوم قیامت کی ایک جھلک	۴۴
عَمَّ پارہ کی سورتوں کا انداز خطاب	۳۳	جہنمیوں کا کھانا پینا	۴۴
آج امت اپنے مقام سے ہٹ چکی ہے	۳۴	اہلِ جہنم کے لئے سب سے سخت وعید والی آیت	۴۴
وہ تو کافر تھے ہم تو مسلمان ہیں	۳۵	اہل جنت کا انعام	۴۵
نبأ عظیم کیا ہے؟	۳۶	جنت کی نعمتوں کی حقیقت	۴۵
اللہ کی قدرت کے دلائل	۳۷	قیامت کا ایک منظر	۴۶
قرآن کا کمال	۳۷	قیامت کے دن کافر کی تمنا	۴۷
زمین کو گہوارہ بنادیا:	۳۸	**متقین اور مجرمین کا انجام**	۴۹
پہاڑوں کا قیام:	۳۹	گنہگار کی جان کنی	۵۲
کائنات کی ہر چیز کو جوڑا جوڑا بنایا	۳۹	مؤمن کی جان کنی	۵۲
اللہ کی خاندانی منصوبہ بندی	۳۹	قرآن کا مقصد اصلی	۵۳
نیند اللہ کی ایک عظیم نعمت ہے	۴۰	راجفہ اور رادفہ کیا ہیں؟	۵۴
دن اور رات کا قدرتی نظام	۴۱	قیامت کا یقین	۵۴
دن کے فوائد	۴۱	درود شریف کو وظیفہ زندگی بنالو	۵۵

www.toobaaelibrary.com

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ	۵۶	اللہ تعالیٰ کا قرآن کسی کا محتاج نہیں	۷۴
قرآن کی مستند تفسیر	۵۷	منکرین قرآن پاک پر عتاب	۷۴
دعوت کا انداز و طریقہ	۵۸	تکریم انسان	۷۵
حضرت موسیٰ کی فرعون کو دعوت	۵۸	قدرت خداوندی میں غور وفکر کی دعوت	۷۵
فرعون کا خدائی دعویٰ	۵۹	قرآن کتاب ہدایت ہے	۷۶
فرعون کا انجام	۶۰	نفسا نفسی کا دن	۷۷
قرآن کس کے لئے ناصح ہے	۶۱	روشن اور سیاہ چہرے	۷۸
اللہ کی بندوں سے محبت	۶۱	**حقانیت قرآن**	۷۹
بعث بعد الموت پر کائنات کی گواہی	۶۱	سورج کے فوائد	۸۱
زمین قدرت خداوندی کا عظیم مظہر ہے	۶۲	قیامت سے پہلے سات نشانیاں	۸۲
حسرت کا دن	۶۳	قیامت کے دن سارا نظام درہم برہم ہو جائے گا	۸۲
بری خواہش چھوڑنے کا انعام	۶۳	قیامت کی دہشت	۸۳
وقوع قیامت کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے	۶۴	اللہ کی قدرت	۸۴
آداب وعقائد	۶۵	انسانوں کی تقسیم کا دن	۸۴
شان نزول	۶۷	قیامت کا دن کامل عدل کا دن ہے	۸۵
حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبوبانہ خطاب	۶۸	انسانیت پر ترس کھانے کا صلہ	۸۶
تبلیغ کے لئے تقدیم و تاخیر کا اصول	۶۹	مغربی تہذیب کا اثر	۸۷
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا غمگین دن	۶۹	بیٹیوں کی تربیت کے فضائل	۸۷
قرآن محمد کا کلام نہیں	۷۰	مغربی تہذیب نے سنگدل بنا دیا	۸۸
حضور علیہ السلام کی مجلس اور فقراء کا حال	۷۰	اعمال نامہ کھلے گا	۸۹
فضیلت کا معیار کیا ہے؟	۷۱	آسمانی نظام درہم برہم ہوگا	۸۹
امیر المومنین کی تواضع	۷۲	ہر چیز واضح نظر آئے گی	۹۰
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حسب ونسب کے بت توڑے	۷۲	قرآن اللہ تعالیٰ کی سچی کتاب ہے	۹۰
سبق آموز واقعہ	۷۳	حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کوئی عقلمند نہیں ہے	۹۲
قرآن کی عظمت وصداقت	۷۴	جبرائیل علیہ السلام اپنی اصلی صورت میں	۹۳

www.toobaaelibrary.com

عنوان	صفحہ
عزت دینے والا کلام	۹۲
رب کریم اور انسان	**۹۵**
قیامت کے مختلف مناظر	۹۷
آسمان پھٹ جائے گا	۹۷
سمندر کیسے پھٹیں گے	۹۸
واقعہ:	۹۹
قیامت میں ہر شخص اپنی محنت دیکھ رہا ہوگا	۱۰۰
قرآن کی ہر آیت ہی عجیب ہے	۱۰۰
کریم کی جامع تعریف	۱۰۱
اللہ کریم کیوں ہے؟	۱۰۲
تخلیق انسان قدرت خداوندی کا عظیم شاہکار ہے	۱۰۳
معاندین کا رویہ	۱۰۵
ابرار اور فجّار کا انجام	۱۰۶
قیامت کے حالات کی حقیقت دنیا میں بیان کرنا مشکل ہے	۱۰۷
قیامت کے دن کا مالک صرف اللہ	۱۰۷
مالک حقیقی ذات خداوندی ہے	۱۰۸
نیک اور بد	**۱۰۹**
ناپ تول میں کمی کرنے والوں کی مذمت اور انجام	۱۱۲
دیندار بننے کے لئے تجارت، ملازمت چھوڑنا ضروری نہیں	۱۱۳
غیر مسلم صنعت وتجارت پر کیوں چھاگئے؟	۱۱۴
مقدس نام بدنام نہ ہوجائیں	۱۱۵
تطفیف کا تفصیلی مفہوم	۱۱۵
تطفیف کیا ہے؟	۱۱۷
باطل خیالات کی تردید	۱۱۷
سجّین کیا ہے؟	۱۱۸
مکذبین قیامت	۱۱۸
دلوں کا زنگ کیسے دور ہوگا؟	۱۱۹
رب کا دیدار اہم چیز ہے	۱۲۰
ایمان والوں کو رب کا دیدار ہوگا	۱۲۰
جھٹلانے والوں کا انجام	۱۲۱
علّیین کیا ہے؟	۱۲۱
ابرار کے انعامات	۱۲۲
نیکی کی رغبت	۱۲۲
تسنیم کیا چیز ہے؟	۱۲۲
ایمان والوں پر مجرمین کا استہزاء	۱۲۳
قیامت کے دن ایماندار کافروں پر ہنسیں گے	۱۲۴
حساب وجزاء	**۱۲۵**
احوال قیامت	۱۲۷
زمین انسان کی رازدان ہے	۱۲۸
سب سے پہلے حضور علیہ السلام کی قبر مبارک شق ہوگی	۱۲۸
انسانی زندگی اور مشقتیں	۱۲۹
مصیبت کو راحت میں بدلنے کا طریقہ	۱۲۹
شکر کا بدلہ	۱۳۰
انسانی زندگی فانی ہے	۱۳۰
آسان حساب کس سے لیا جائے گا؟	۱۳۱

www.toobaaelibrary.com

عنوان	صفحہ
آخرت میں کامیاب لوگوں کے حالات	۱۳۳
ناکام لوگوں کے نتائج	۱۳۴
شفق کیا ہے؟	۱۳۵
رات کی حالت	۱۳۵
چاند کی مختلف حالتیں:	۱۳۵
زندگی کے مختلف ادوار	۱۳۶
اللہ کا انسان سے شکوہ	۱۳۶
آنسو بہادینے والا کلام	۱۳۷
دل بدلنے والا کلام	۱۳۸
حضور کی دعوت قرآن تھی	۱۳۸
کفار کے لئے عذاب الیم	۱۳۹
اہلِ ایمان کے لئے اجرِ عظیم	۱۳۹
ایمان کے لئے قربانی	۱۴۱
کائنات کی وسعت	۱۴۳
جنت کو عقل سے نہ پرکھیں	۱۴۴
ستاروں کی گواہی	۱۴۴
وعدے کا دِن	۱۴۴
شاہد ومشہود سے مُراد کیا ہے؟	۱۴۵
حضور ﷺ سب کے گواہ	۱۴۶
فرشتے کی گواہی	۱۴۶
اصحاب الاخدود کا ایک عجیب واقعہ	۱۴۷
بچے کی گواہی	۱۴۹
مؤمنین کا قصور صرف ان کا ایمان تھا	۱۴۹
مؤمنین کو ستانے کی سزا	۱۵۰
ایمان قربانی مانگتا ہے	۱۵۰

عنوان	صفحہ
ایمان سب سے قیمتی متاع ہے	۱۵۱
توبہ کا دروازہ ہر وقت کھلا ہے	۱۵۱
ایمان داروں کے لئے اجر	۱۵۲
سخت پکڑ کا مفہوم	۱۵۲
اللہ کی صفات کاملہ	۱۵۳
عرش کیا چیز ہے؟	۱۵۳
اللہ تعالیٰ اپنے ارادوں میں فعال ہے	۱۵۴
اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ	۱۵۴
حفاظتِ قرآن	۱۵۵
لوح محفوظ کیا ہے؟	۱۵۶
دوسری زندگی	۱۵۷
وَمَآ اَدْرٰىكَ اور مَا يُدْرِيكَ میں فرق	۱۵۸
ستاروں کی دنیا	۱۵۹
انسان کے نگہبان	۱۶۰
عجیب واقعہ! موت کا وقت اور سبب مقرر ہے	۱۶۱
انسان کا ہر عمل محفوظ ہو رہا ہے	۱۶۱
ایک جملے نے غلامی سے آزادی عطا کردی	۱۶۲
تخلیق انسانی کا مادہ	۱۶۲
مادہ منویہ کا مرکز	۱۶۳
تخلیق انسانی قیامت پر دلیل ہے	۱۶۴
قیامت کے دن راز ظاہر کردیئے جائیں گے	۱۶۵
توبہ کا پردہ گناہوں کو ڈھانپ لے گا	۱۶۶
کوئی طاقت اور مدد کام نہیں آئے گی	۱۶۶
قرآن فیصلہ کن کلام ہے	۱۶۷
اللہ تعالیٰ کی تدبیر کا مطلب	۱۶۸

www.toobaaelibrary.com

عنوان	صفحہ
توحید اور قدرت کے دلائل	**۱۶۹**
ساری کائنات اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتی ہے	۱۷۱
تخلیق کائنات میں اللہ کی دقیق حکمتیں	۱۷۲
قَدَّرَ کا پہلا معنی	۱۷۲
قَدَّرَ کا دوسرا معنی	۱۷۳
شہد کی مکھی اور قدرت خداوندی	۱۷۴
کنگرو اور قدرت خداوندی	۱۷۶
مگرمچھ اور قدرت خداوندی	۱۷۷
کوئل اور قدرتِ خداوندی	۱۷۷
وحی کی حفاظت ہمارے ذمہ ہے	۱۷۸
اعجاز قرآنی کا انوکھا پہلو	۱۷۸
شریعت محمدی ﷺ آسان شریعت ہے	۱۷۹
آپ اپنا فریضہ رسالت ادا کیجیے	۱۸۰
شقی کا انجام	۱۸۱
دوزخ میں نہ موت ہے نہ زندگی	۱۸۱
تزکیہ کرنے والوں کا انعام	۱۸۲
شریعت کے چار بنیادی اصول	۱۸۲
پہلا اصول:...... باطن کی پاکیزگی	۱۸۲
دوسرا اصول:...... تواضع	۱۸۲
تیسرا اصول:...... خودغرضی سے بچنا	۱۸۳
چوتھا اصول:...... عدل وانصاف	۱۸۳
نماز درحقیقت خالق حقیقی کی یاد ہے	۱۸۳
دنیا وآخرت کی زندگی میں تقابل	۱۸۴
آسمانی صحیفے	۱۸۴
دو مختلف گروہ	**۱۸۵**
پہلا گروہ...... ذلیل چہرے	۱۸۷
اہل جہنم کی زندگی مشقت میں ہوگی	۱۸۷
بعض عبادت گذار بھی جہنم میں جائیں گے	۱۸۸
عمل کی قبولیت کے لئے ایمان شرط ہے	۱۸۸
اللہ تعالیٰ کے ہاں بدعتی اور مشرک کے اعمال کی کوئی قیمت نہیں	۱۹۰
عمل کی قبولیت کے لئے عقیدہ کا صحیح ہونا اور مومن ہونا ضروری ہے	۱۹۰
حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا پادری کو دیکھ کر آنسو بہانا	۱۹۱
کفار کا انجام	۱۹۲
بدترین کھانا	۱۹۲
دوسرا گروہ...... شگفتہ چہرے	۱۹۲
اصل عمل کی قبولیت ہے	۱۹۳
مسلمان کی زندگی کا مقصد	۱۹۴
جنت کی نعمتوں کی حقیقت دنیا میں سمجھ نہیں آسکتی	۱۹۵
اللہ کی قدرت کے دلائل...... اونٹ کی تخلیق	۱۹۶
کائنات کی وسعت	۱۹۷
پہاڑوں کی نعمت	۱۹۸
زمین بچھونا ہے	۱۹۸
نکتہ	۱۹۹
حضور ﷺ نصیحت کرنے والے ہیں	۱۹۹
منکرین کا حساب ہمارے ذمہ ہے	۱۹۹

www.toobaaelibrary.com

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
اللہ تعالیٰ کی آزمائش	۲۰۱	**انسان کی نیک بختی اور بدبختی**	۲۱۹
سورۃ الفجر کا خلاصہ	۲۰۳	مکہ کے فضائل	۲۲۱
چار قسمیں اور اہل عقل کے لئے نصیحت	۲۰۳	مکہ کو فضیلت کس وجہ سے ملی؟	۲۲۲
دس راتوں سے کیا مراد ہے؟	۲۰۴	انصار کی محبت اور حضور ﷺ کی وفا	۲۲۳
کائنات کی ہر چیز جوڑا جوڑا ہے	۲۰۴	انسان پر مختلف حالات آتے ہیں	۲۲۴
باطل ہمیشہ نہیں رہے گا حق کا سویرا ہوگا	۲۰۵	غموں سے بچنا ہو تو آپ ﷺ کا دیوانہ ہو جائے	۲۲۵
قوم عاد کی مختصر تاریخ	۲۰۶	انسان کی خام خیالی	۲۲۶
قوم عاد کی ہلاکت	۲۰۷	مال کی ہلاکت	۲۲۶
قوم صالح کا انجام	۲۰۷	اللہ کے انعامات بے شمار ہیں	۲۲۷
فرعون کے مظالم	۲۰۷	زبان اور ہونٹ کی نعمت	۲۲۸
سرکشوں کا انجام	۲۰۸	دو راستوں کی رہنمائی	۲۲۸
خوشحالی یا تنگی مقبول و مردود ہونے کی نشانی نہیں	۲۰۹	اونچی گھاٹی کیا ہے؟	۲۲۹
رضا بالقضاء کا مطلب	۲۱۰	پہلا عمل......غلامی سے آزادی دلانے کی	
ایمان افروز واقعہ	۲۱۱	فضیلت	۲۲۹
یتیم اور مسکین پروری	۲۱۲	قیدیوں کو رہا کرائیں	۲۳۰
اسلام نے خواتین کو حقوق دیئے ہیں	۲۱۲	دوسرا عمل/......یتیم اور مسکین کی کفالت کا صلہ	۲۳۱
مال کی محبت	۲۱۴	مستحق کو تلاش کرنا مالدار کی ذمہ داری ہے	۲۳۲
فرشتے صف بستہ کھڑے ہوں گے	۲۱۴	صبر اور رحم کی تلقین	۲۳۲
جہنم حاضر کر دی جائے گی	۲۱۵	کامیاب لوگ	۲۳۳
قیامت کے دن کی نصیحت بے سود ہوگی	۲۱۵	ناکام لوگ	۲۳۳
عجیب مثال	۲۱۵	**تزکیہ نفس اور تذلیل نفس**	۲۳۵
خدا کی سزا بڑی سخت ہوگی	۲۱۷	آیات کی اقسام	۲۳۵
مومن کامل کے لئے بشارت	۲۱۷	اللہ تعالیٰ نے قسمیں کیوں کھائیں؟	۲۳۷
		آسمانی نظام	۲۳۷

www.toobaaelibrary.com

عنوان	صفحہ
سات چیزوں کی قسم	۲۳۸
اللہ تعالیٰ کی ناشکری سے بچیں	۲۳۹
تقویٰ اور گناہ کی تعریف	۲۴۰
کامیاب شخص	۲۴۱
حضور ﷺ کا تدبّر قرآن	۲۴۱
حضور ﷺ کی مناجات	۲۴۲
انبیاء کی محنت کا مرکز دل تھا	۲۴۳
تزکیہ نفس ضروری ہے	۲۴۴
تزکیۂ نفس کے طریقے	۲۴۴
قوم ثمود کا تعارف	۲۴۶
متعصب ہندو کا اعتراض اور اس کا جواب	۲۴۶
قوم ثمود کی تکذیب	۲۴۷
انسانی جدوعمل اور اس کی جزاء	**۲۴۹**
دن اور رات مظاہر قدرت ہیں	۲۵۰
نر اور مادہ قدرت خداوندی کی نشانیاں	۲۵۱
قرآن جدید کتاب ہے	۲۵۲
عجیب واقعہ	۲۵۲
قرآن مجید میں ہر ایک کا تذکرہ ہے	۲۵۳
عمل کے اعتبار سے انسانوں کی دو جماعتیں	۲۵۴
پہلی جماعت کی تین صفات	۲۵۴
پہلی صفت انفاق فی سبیل اللہ	۲۵۵
دوسری صفت تقویٰ	۲۵۵
تیسری صفت تصدیق	۲۵۶
تین صفات کے حامل کے لئے انعام	۲۵۶
انسان اپنا اختیار استعمال کرے	۲۵۸
دوسری جماعت کی تین صفات	۲۵۹
بخل خطرناک بیماری ہے	۲۵۹
تکذیب کا انجام	۲۵۹
آقا ﷺ کی شخصیت	۲۶۱
انسان ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا محتاج ہے	۲۶۱
اللہ سب سے بڑا ہے	۲۶۲
نصیحت آموز واقعہ	۲۶۴
قبر میں مال نہیں اعمال کام آئیں گے	۲۶۵
انسانی اعضاء گواہی دیں گے	۲۶۵
قرآن وفادار ساتھی ہے	۲۶۶
اہل وعیال پر خرچ کرنا صدقہ ہے	۲۶۷
اللہ تعالیٰ نے مال کس لئے دیا ہے؟	۲۶۷
مال کمانا کب عبادت ہے؟	۲۶۷
ہدایت اللہ تعالیٰ کے قبضے میں ہے	۲۶۸
ہدایت کا آخری ایڈیشن قرآن ہے	۲۶۹
دینی مجالس کی قدر کریں	۲۶۹
کم از کم قرآن کی صحبت تو اختیار کریں	۲۷۰
اللہ تعالیٰ پر کوئی بھی چیز فرض یا واجب نہیں	۲۷۱
حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور رضائے الٰہی	۲۷۲
آقا ﷺ کی شخصیت	**۲۷۵**
سیرت کی سب سے مستند کتاب	۲۷۵
قرآن کو سمجھنے کے لئے حضور اکرم ﷺ کا واسطہ ضروری ہے	۲۷۷
شانِ نزول	۲۷۸

www.toobaaelibrary.com

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
ایک سبق آموز واقعہ:	۲۷۸	اسلام اُمید کا چراغ روشن کرتا ہے	۳۰۱
قسمیں کھا کر حضور ﷺ کو تسلی دی	۲۷۹	محنت اور ریاضت	۳۰۲
بہتر مستقبل کی بشارت	۲۸۰	**نوعِ انسان کی تکریم**	**۳۰۴**
آپ ﷺ کی تربیت الٰہی	۲۸۱	وجہ تسمیہ	۳۰۴
روحانی تربیت	۲۸۲	انجیر اور زیتون کے خواص	۳۰۴
غناء قلب	۲۸۳	کوہِ طور اور بلد امین	۳۰۵
ظاہری غنیٰ	۲۸۳	تکریم انسانی کی مختلف صورتیں	۳۰۶
باطنی غنیٰ	۲۸۳	نکتہ	۳۰۶
پہلی ہدایت: یتیم کے ساتھ شفقت	۲۸۴	شرافت انسانی کے مختلف پہلو	۳۰۷
دوسری ہدایت: سائل کے ساتھ حسن سلوک	۲۸۵	واقعہ	۳۰۹
پیشہ ور بھکاری کو زکوٰۃ دینا	۲۸۶	حقیقی حُسن ''اچھی سیرت'' ہے	۳۱۰
تیسری ہدایت۔ انعامات الٰہیہ کا اظہار	۲۸۷	بدترین مخلوق	۳۱۱
حضور ﷺ پر تین بڑے احسان	**۲۸۹**	ایمانداروں کے لئے انعامات:	۳۱۲
تین احسانات	۲۹۰	اعلیٰ ترین عدالت	۳۱۳
پہلا احسان...... ظاہری شرح صدر	۲۹۰	**تخلیق انسان کی حکمت**	**۳۱۵**
باطنی شرح صدر	۲۹۱	وحی کی ابتداء	۳۱۷
صحابہ ؓ نے ایمان کے لئے کیسی کیسی قربانیاں دیں		وحی کے اثرات	۳۱۸
	۲۹۲	حضرت خدیجۃ الکبریٰ ؓ کی تسلی	۳۱۹
ہر عبارت کی لذت الگ الگ ہے	۲۹۳	آپ ﷺ کے اوصاف حمیدہ	۳۲۰
دل کا سکون خالق کی یاد میں ہے	۲۹۴	باوفا نبی	۳۲۰
شرح صدر بہت بڑی نعمت ہے	۲۹۵	ورقہ بن نوفل کی حق شناسی	۳۲۲
عجیب بات	۲۹۶	رب کس کو کہتے ہیں؟	۳۲۳
دوسرا احسان...... بوجھ ہٹانا	۲۹۷	تعلیم انسان کا زیور ہے	۳۲۳
تیسرا احسان...... حضور ﷺ کے ذکر کی بلندی:	۲۹۹	تخلیق انسانی کے مختلف مراحل	۳۲۴
نعمت قرآن اور غلامی رسول کی عظمت کو پہچانیں:	۳۰۱		

www.toobaaelibrary.com

عنوان	صفحہ
کریم کسے کہتے ہیں؟	۳۲۶
قلم کی فضیلت	۳۲۶
قرآن سائنس کی نفی نہیں کرتا	۳۲۷
سرکش انسان	۳۲۷
نماز سے روکنے والا کون؟	۳۲۹
سجدہ کمال تواضع کی نشانی ہے	۳۳۰
نزول قرآن کی رات	**۳۳۱**
لیلۃ القدر کی وجہ تسمیہ	۳۳۲
دنیا وآخرت میں عزت وعظمت عطا کرنے والا کلام	۳۳۳
قَدْر کا معنی	۳۳۳
لیلۃ القدر میں اُتارنے کا مطلب	۳۳۴
لیلۃ القدر کی فضیلت	۳۳۵
لیلۃ القدر کے بارے میں مختلف اقوال	۳۳۷
روح سے کیا مُراد ہے؟	۳۳۸
نزول ملائکہ	۳۳۸
پانچ بدنصیب	۳۴۰
لیلۃ القدر کو مخفی کیوں رکھا گیا؟	۳۴۰
سچائی کا عمل	**۳۴۱**
بینہ سے کیا مُراد ہے؟	۳۴۳
سورۃ البینۃ کی فضیلت	۳۴۳
بینہ سے مراد نبی آخر الزماں ہیں	۳۴۵
معجزہ کی تعریف	۳۴۶
حضور ﷺ کی زندگی سب کے لئے نمونہ	۳۴۶
سید سلیمان ندویؒ اور ہندو فلسفی کی گفتگو	۳۴۸
رائے کا اختلاف مذموم نہیں	۳۴۹
عبادت الٰہی واجب ہے	۳۵۰
اخلاص عبادت کی جان ہے	۳۵۱
حنیف کا حقیقی مفہوم	۳۵۲
نماز اور زکوٰۃ کو اکٹھا ذکر کرنے کی حکمت	۳۵۲
بدترین افراد	۳۵۳
ایمان کے بغیر انسان جانوروں سے بھی بدتر ہے	۳۵۳
بہترین لوگ	۳۵۴
جنتیوں کے لئے سب سے بڑی نعمت	۳۵۴
جب زمین پر زلزلہ برپا ہوگا	**۳۵۷**
فضائل سورت	۳۵۸
قیامت کا زلزلہ اور اس کی ہولناکی	۳۵۸
قیامت کے مناظر کی جھلک	۳۶۰
قیامت کے دن تین مقامات میں کوئی کسی کو یاد نہیں کرے گا	۳۶۰
زمین کے خزانے ظاہر ہوجائیں گے	۳۶۱
راز فاش ہوجائیں گے	۳۶۲
انسانی اعضاء کی گواہی	۳۶۳
گروہ در گروہ ہونے کا مطلب	۳۶۴
اعمال نامہ سامنے رکھ دیا جائے گا	۳۶۵
اصلاح انسانی کی چند تدابیر	۳۶۶
قیامت کے دن نیک اور بد حسرت کریں گے	۳۶۷
سورۂ زلزال سن کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا رونا	۳۶۸

www.toobaaelibrary.com

عنوان	صفحہ
انسان کا ناشکرا پن	۳۶۹
پانچ قسمیں	۳۷۰
گھوڑے کی وفاداری اور انسان کا ناشکرا پن	۳۷۱
اللہ پاک کی نعمتیں بے شمار ہیں	۳۷۲
نیند اللہ کی نعمت	۳۷۳
مختلف نعمتیں	۳۷۳
دینی نعمتیں	۳۷۴
اگر اللہ کی نعمتیں نہ ہوتیں تو پھر کیا ہوتا؟	۳۷۵
شاکر اور شکور میں فرق	۳۷۶
مصیبت میں بھی اللہ کا شکر ادا کریں	۳۷۶
واقعہ:	۳۷۷
حیوانوں کی وفاداری اور انسان کا ناشکرا پن	۳۷۸
ادائیگی شکر کے تین طریقے	۳۷۹
شکر کی تعلیم	۳۸۰
مال کی محبت	۳۸۱
سارے حقائق کھل جائیں گے	۳۸۱
اللہ کے خبیر ہونے کا مطلب	۳۸۲
قیامت کا منظر	۳۸۳
قیامت کے مختلف نام	۳۸۴
قیامت کا نقشہ	۳۸۵
دنیا کا سب سے بڑا حادثہ	۳۸۶
وَمَآ اَدْرٰكَ اور مَا يُدْرِيكَ میں فرق	۳۸۶
قیامت کی پہلی نشانی...... لوگ انتشار کا شکار ہوجائیں گے	۳۸۶

عنوان	صفحہ
قیامت کی دوسری نشانی...... پہاڑ ذرات بن کر بکھر جائیں گے	۳۸۹
عبادت کا مفہوم	۳۹۰
کامیابی و ناکامی کی بنیاد	۳۹۰
وزن اعمال کی حقیقت	۳۹۱
حدیث تبسم	۳۹۲
تین چیزوں سے اعمال کا وزن بھاری ہوگا	۳۹۳
آگ کا گھڑا	۳۹۴
ایک نفسیاتی بیماری	۳۹۵
ایک نفسیاتی بیماری اور اس کا علاج	۳۹۶
مال کی محبت	۳۹۸
زیارت قبور کے شرعی احکام	۴۰۰
قساوت قلب کا علاج	۴۰۱
ذاتی تجربہ	۴۰۲
دل سوز واقعہ	۴۰۲
دنیا کی محبت اور ہماری سوچ	۴۰۳
عین الیقین کیا ہے؟	۴۰۵
ہر شخص سے پانچ سوال ہوں گے	۴۰۶
انعامات الٰہی کے متعلق باز پرس	۴۰۷
کامیابی کے چار اصول	۴۰۹
سورۂ عصر کی فضیلت	۴۱۰
عصر کا مفہوم کیا ہے؟	۴۱۰
نفع بخش تجارت کون سی ہے؟	۴۱۰
دوسرا قول: نماز عصر	۴۱۲

www.toobaaelibrary.com

عنوان	صفحہ

عنوان	صفحہ
تیسرا قول: مبارک زمانہ	۴۱۳
چوتھا قول: انسانی زندگی	۴۱۳
پانچواں قول: زمانے کی گواہی	۴۱۵
قسم بطورِ گواہی	۴۱۵
قسمیں کھانے میں حکمت کیا ہے؟	۴۱۶
فلاحِ انسانی کی چار صفات	۴۱۷
پہلی صفت: ایمان وعقائد کی درستگی	۴۱۷
دوسری صفت	۴۱۹
عمل صالح کیا ہے؟	۴۲۰
تیسری صفت: حق کی وصیت	۴۲۲
اسلام اجتماعیت کا علمبردار ہے	۴۲۲
	۴۲۳
ہمارا حقیقی محسن کون ہے	۴۲۳
اُمت محمدیہ کی امتیازی خصوصیت	۴۲۴
چوتھی صفت: صبر کی تلقین	۴۲۶
انسان کی تین کمزوریاں	**۴۲۸**
تین بڑے گناہ اور ان کی سزا	۴۲۸
۱) پہلا گناہ، هُمَزَة......(۲) دوسرا گناہ، لُمَزَة	۴۲۹
تکبر گناہوں کی جڑ ہے	۴۳۰
دین کا مذاق اُڑانا کفر ہے	۴۳۰
اللہ کے مذاق کا مطلب	۴۳۱
تیسرا گناہ مال کی حرص	۴۳۲
مال مؤمن کا ہتھیار ہے	۴۳۳
حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کا عجیب قول	۴۳۳
اسلاف کا مال کے متعلق عجیب قول	۴۳۴
مالدار کی خام خیالی	۴۳۴
مال کے متعلق حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فرمان	۴۳۵
سرمایہ دار کا حشر	۴۳۶
آگ کا اثر دل پر	۴۳۶
حقیقی سکون کا راز	۴۳۷
عظمتِ کعبہ	**۴۳۹**
تعمیر کعبہ کا اجمالی تذکرہ	۴۴۰
عبرت آموز واقعہ	۴۴۱
درسِ عبرت	۴۴۲
فضیلت کعبہ	۴۴۳
خارجی لوگوں کے لئے مکہ کی سب سے افضل عبادت	۴۴۴
حج ایک عاشقانہ عبادت ہے	۴۴۴
عبادت طواف بیت اللہ کے ساتھ خاص ہے	۴۴۴
حجرِ اسود کی فضیلت اور بوسہ	۴۴۵
بیت اللہ کی زیارت اور ملتزم کی فضیلت	۴۴۵
مقام ابراہیم کس کو کہتے ہیں؟	۴۴۶
ماءِ زمزم حوضِ کوثر کے پانی سے افضل ہے	۴۴۷
سچی طلب پر بیت اللہ کی حاضری کا ثواب	۴۴۷
واقعۂ فیل کا تاریخی پسِ منظر	۴۴۸
پہلا واقعہ	۴۴۸
دوسرا واقعہ	۴۴۹
ابابیل کا کارنامہ	۴۵۰

www.toobaaelibrary.com

عنوان	صفحہ
واقعہ اصحاب فیل تمہید نبوت تھی	۴۵۰
دو نعمتیں	۴۵۳
سورۃ قریش کی فضیلت	۴۵۴
قریش کا شجرۂ نسب	۴۵۴
بیت اللہ کے لئے سرزمین مکہ کا اللہ نے انتخاب کیوں کیا؟	۴۵۵
حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تین دعائیں	۴۵۵
تینوں دعائیں قبول ہوئیں	۴۵۶
قریش کا پیشہ تجارت اور عزت واکرام	۴۵۷
بعض اوقات تعریف تکبر کا سبب بن جاتی ہے	۴۵۷
دینی نسبت اور اس کے تقاضے	۴۵۹
حضور ﷺ کی دعائیں	۴۶۰
اللہ کے رزق دینے کا مطلب	۴۶۱
آج کا مسلمان بھکاری بن گیا	۴۶۱
پیٹ کا مسئلہ اور ایمان	۴۶۲
بدامنی اور بدسکونی کا سبب	۴۶۳
ریاکاری کی مذمت	۴۶۵
ابولہب کی صفات	۴۶۶
صفات ذکر کیں، نام کا تذکرہ کیوں نہیں کیا؟	۴۶۶
قرآن عمل کی نیت سے سننا چاہیے	۴۶۷
دین کے کئی معانی آتے ہیں	۴۶۸
آخرت کا خوف گناہوں سے روک دیتا ہے	۴۶۸
یتیم کے ساتھ شفقت کا معاملہ	۴۶۸
حضور ﷺ نے یتیموں کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا	۴۶۹
مسکین کو کھانا کھلانا	۴۷۰
بخل کی مذمت	۴۷۰
نماز سے غفلت اور اس کا اثر	۴۷۲
اخلاص کے بغیر عمل بے کار ہے	۴۷۳
ریاکاری کا عذاب	۴۷۴
ایمان افروز واقعہ	۴۷۵
ساری رسومات میں دکھلاوا ہے	۴۷۵
قرآن خیر کثیر	۴۷۷
منکرین قرآن کے لئے قرآنی چیلنج	۴۷۸
قرآن حضور ﷺ کا معجزہ ہے	۴۷۹
فضائل سورۃ الکوثر	۴۷۹
شانِ نزول	۴۷۹
کوثر کی مختلف تفاسیر	۴۸۰
قرآن کریم بھی خیر کثیر ہے	۴۸۱
قرآن کا علم سب سے بڑی نعمت ہے	۴۸۱
نصیحت آموز واقعہ	۴۸۲
اللہ کے خواص کون ہیں؟	۴۸۳
اصلاح کے لئے اہل اللہ کی صحبت ضروری ہے	۴۸۳
قرآن کی صحبت بھی اصلاح کا ذریعہ ہے	۴۸۳
عشاق قرآن	۴۸۴
خدمتِ قرآن کا صلہ	۴۸۵
نعمت کی قدردانی	۴۸۶
دشمن کی ناکامی	۴۸۶

www.toobaaelibrary.com

عنوان	صفحہ
حضور ﷺ کی کامیابی	۴۸۷
تمہارا دین	**۴۸۹**
سورۃ الکافرون کے فضائل	۴۹۰
تشریح مضامین	۴۹۰
سیرت کی سب سے زیادہ مستند کتاب	۴۹۱
صحابہ کی استقامت دین	۴۹۲
حضور اکرم ﷺ کی استقامت	۴۹۲
مشرکین مکہ کا منصوبہ	۴۹۳
شانِ نزول	۴۹۴
اللہ تعالیٰ شرکت کو برداشت نہیں کرتا	۴۹۴
توحید اور شرک دو الگ الگ نظام	۴۹۶
بدنصیب لوگ	۴۹۶
کامل مسلمان کون ہے؟	۴۹۷
بدعتی کو توبہ کی توفیق نصیب نہیں ہوتی؟	۴۹۸
بدعملی کا عجیب بہانہ	۴۹۸
توبہ واستغفار	**۵۰۱**
سورۂ نصر کا نزول اور آپ ﷺ کی جدائی کا صدمہ	۵۰۲
قربانی کے بعد مدد آئی	۵۰۳
آقا ﷺ کا اسوۂ	۵۰۴
اللہ کی مدد کب آئے گی؟	۵۰۵
حضور ﷺ کا غم	۵۰۵
حضور ﷺ کے اخلاق حمیدہ	۵۰۶
تکمیل مشن	۵۰۷

عنوان	صفحہ
حصول نعمت کے بعد ادائیگی شکر ضروری ہے	۵۰۸
ساری زندگی اگر سجدہ میں پڑا رہے تب بھی شکر ادا نہیں ہوسکتا	۵۰۹
نبی علیہ السلام کا استغفار	۵۰۹
گناہوں کا تریاق توبہ واستغفار	۵۱۱
توبہ کرنے پر اللہ کی خوشی	۵۱۲
توبہ واستغفار کے فوائد	۵۱۳
مال کا غرور	**۵۱۵**
ابولہب اور اس کی بیوی کا تعارف:	۵۱۶
اِنذار کا معنی	۵۱۶
دعوت وتبلیغ کا طریقہ کار	۵۱۷
شانِ نزول	۵۱۷
ابولہب کی دشمنی کی انتہاء	۵۱۸
اُمِ جمیل کی حضور ﷺ سے عداوت	۵۱۹
ابولہب اور اس کے خاندان کا انجام	۵۲۰
حلال مال اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے	۵۲۱
مال کا دھوکہ	۵۲۲
قارون بھی مال کے دھوکے کا شکار ہوگیا	۵۲۴
قارون کا انجام	۵۲۵
خلاصہ کلام	۵۲۵
توحید کی حقیقت	**۵۲۷**
سورۃ الاخلاص کی وجہ تسمیہ	۵۲۸
فضائل سورت	۵۲۸
توحید کی پہلی قسم توحید ربوبیت	۵۲۹

www.toobaaelibrary.com

عنوان	صفحہ
توحید کی دوسری قسم توحید الوہیت	۵۳۰
شرک کا آغاز کیسے ہوا؟	۵۳۱
اللہ سے براہِ راست مانگیں	۵۳۱
انبیاء اور اولیاء کی تعلیم	۵۳۲
خلاصہ توحید	۵۳۳
توحید کی تیسری قسم توحید اسماء وصفات	۵۳۳
امام مالک رحمہ اللہ کے خواب کی تعبیر	۵۳۴
شرک کو اللہ کیسے برداشت کرسکتا ہے؟	۵۳۵
مخلوق کا شر	**۵۳۴**
فضیلت معوذتین	۵۳۸
شانِ نزول	۵۳۹
معوذتین کی تعلیم	۵۳۹
ہر چیز میں خیر اور شر کا پہلو	۵۴۰
مال میں خیر کے پہلو	۵۴۰
مال میں شر کے پہلو	۵۴۱
سواری میں خیر اور شر کا پہلو	۵۴۲
شر سے بچنا اہم ہے خیر کے حصول سے	۵۴۲
خیر اور شر کا مالک اللہ ہے	۵۴۲
اندھیرے کا شر	۵۴۴
عاملوں کے چکر اور لوگوں کی بیوقوفی	۵۴۵
تعویذ مؤثر بالذات نہیں	۵۴۶
عبرت انگیز واقعہ	۵۴۶
زمین وآسمان میں سب سے پہلے ہونے والا گناہ	۵۴۷
حسد سے بچنے کا علاج	۵۴۸
حسد اور غبطہ میں فرق	۵۴۸
وساوس کی یلغار	**۵۴۹**
وجہ تسمیہ	۵۵۰
فضائل سورت	۵۵۰
وساوس اور جادو ٹونے سے بچنے کا مجرب عمل	۵۵۱
آج ہر چیز کی صورت رہ گئی حقیقت غائب ہے	۵۵۱
رَبّ کس کو کہتے ہیں؟	۵۵۲
انسان کا مقام ومرتبہ	۵۵۴
انسان کی بے تکریمی کرنا جائز نہیں	۵۵۴
سورۂ فاتحہ اور سورۂ ناس میں مناسبت	۵۵۴
اللہ کمزوروں کی برکت سے رزق دیتا ہے	۵۵۶
حقیقی مالک اللہ ہے	۵۵۶
معبودانِ باطلہ کو برا بھلا کہنا درست نہیں	۵۵۷
وسوسہ کی بیماری بہت خطرناک ہے	۵۵۸
وساوس کے علاج کا ایک دلچسپ واقعہ	۵۵۸
وساوس سے بچنے کا علاج	۵۵۹

ختم شد

www.toobaaelibrary.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

پیش لفظ

(از حضرت مولانا محمد اسلم شیخوپوری مدظلہم)

قرآن کریم ایک بے مثال کتاب ہے۔ فصاحت و بلاغت، فضیلت و عظمت تاثیر اور جامعیت ہر اعتبار سے بے مثال کتاب!

مشرق و مغرب کی تاریخ کو کھنگال لیجئے، کوئی ایسی کتاب نہیں ملے گی جس نے بے مثال ہونے کا نہ صرف دعویٰ کیا ہو بلکہ سارے انسانوں کو چیلنج بھی دیا ہو کہ اگر تمہیں اس کی صداقت کے بارے میں ذرہ برابر بھی شک ہے تو اس جیسی ایک سورت بنا کر لے آؤ، یہ چیلنج سن کر سارے شعراء، خطباء، ادباء، جن اور انسان، عربی و عجمی، ہندی اور چینی آج تک دم سادھے ہوئے ہیں اور کسی کے اندر ہمت نہیں کہ وہ اسے قبول کرنے کی جرأت کر سکے۔

یہ بھی ناقابل تردید حقیقت ہے کہ انسانی تاریخ میں کوئی ایک بھی ایسی کتاب نہیں ملتی جس نے انسانوں کے عقائد، اخلاق، معاملات، سیرت و کردار اور شب و روز میں وہ انقلاب برپا کیا ہو جو انقلاب قرآن نے برپا کیا ہے۔

قرآن کریم ہمارے آقا ﷺ کا دائمی معجزہ بھی ہے اور دعوت کا مؤثر ہتھیار بھی، جب آپ ﷺ مشرکین اور کفار کو دعوت دیتے تو بسا اوقات لمبی چوڑی تقریر کے بجائے چند آیات تلاوت فرما دیتے اور سننے والے کے دل و دماغ میں ہلچل سی پیدا ہو جاتی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا بھی یہی حال تھا نہ صرف وہ خود کثرت کے ساتھ قرآن کی تلاوت کرتے تھے بلکہ مخالفین کو دعوت دینے کے لئے بھی ان کے پاس سب سے مؤثر چیز قرآن ہی تھا۔

قرآن کریم کے الفاظ اور معانی، مضامین اور علوم و معارف دوسروں تک پہنچانا اس کے حقوق میں سے ایک حق ہے۔ ہر دور کے علماء اور مشائخ اس حق کی ادائیگی میں اپنی صلاحیتیں لگاتے رہے ہیں، برصغیر میں خانوادۂ ولی اللہ کی خدمات اس سلسلے میں بے مثال ہیں۔

مبالغہ پسند لوگ ''ایں خانہ ہمہ آفتاب است'' جیسی ضرب المثل ماوشما کے لئے بھی استعمال کر دیتے ہیں مگر اس خانوادۂ ولی اللہ پر یہ ضرب المثل بلا مبالغہ صادق آتی ہے، اس خانوادہ کی خوش نصیبی دیکھئے کہ آپ کے دادا شاہ وجیہہ الدین رحمۃ اللہ علیہ اگرچہ عالم نہ تھے مگر وہ دوران تلاوت شہید ہوئے آپ کے والد گرامی شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ اپنے وقت کے نامور مفسر اور محدث تھے خود شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے ایسی عزت دی کہ بعض حضرات کا خیال ہے کہ دورِ صحابہ کے بعد ایسی جامع شخصیت اسلامی تاریخ میں نہیں گذری، آپ نے قرآن کا مستند ترجمہ لکھا یہ ترجمہ بعد کے

www.toobaaelibrary.com

مترجمین اور مفسرین کا ماخذ رہا۔ ''الفوز الکبیر'' جیسی عظیم کتاب بھی آپ ہی کے قلم سے نکلی ہے، آپ کے چاروں بیٹوں یعنی شاہ عبدالعزیز، شاہ عبدالقادر، شاہ رفیع الدین اور شاہ عبدالغنی رحمہم اللہ تعالیٰ کو اللہ تعالیٰ نے خدمت قرآن کے لئے قبول فرمایا، شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ ساٹھ سال تک دہلی میں درسِ قرآن دیتے رہے۔ حقیقت یہ ہے کہ متحدہ ہندوستان میں درسِ قرآن کے جتنے حلقے بھی قائم ہوئے یا ہوں گے ان کا ثواب کسی نہ کسی درجہ میں خانوادۂ ولی اللہ کو پہنچتا رہے گا۔

پاکستان میں مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب، حضرت مولانا حسین علی صاحب، حضرت مولانا عبدالہادی صاحب، حضرت مولانا احمد علی لاہوری صاحب، حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر صاحب، اور حضرت مولانا صوفی عبدالحمید سواتی صاحب رحمہم اللہ کے حلقہ درسِ قرآن کو خصوصی شہرت اور قبولیت حاصل ہوئی۔

یہ ناچیز اپنے تمام اساتذہ اور مشائخ کا خوشہ چین ہے۔ ذاتی طور پر تو اس کے اندر کوئی صلاحیت نہیں، البتہ اپنے بزرگوں کے افادات کی مدد سے دروس تیار کر کے عوام کے سامنے پیش کرتا رہتا ہے جس کی وجہ سے اسے بھی ''مدرس قرآن'' ہونے کی شہرت حاصل ہوگئی ہے اور وہ ''مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ'' سے دعا کرتا رہتا ہے کہ روزِ محشر بھی اس کا تعارف قرآن کی نسبت سے ہو جائے تو کریم ورحیم رب کے خزانے میں کیا کمی واقع ہو جائے گی؟

آج سے دس گیارہ سال پہلے جامع مسجد مدنی (نارتھ ناظم آباد کراچی) میں جس ہفتہ واری درسِ قرآن کا آغاز ہوا، اس کو خاصی شہرت حاصل ہوئی، اب یہ درس جامع مسجد تو ابین (گلشن معمار کراچی) میں منتقل کر دیا گیا ہے، اور اب تک اس میں انیس (۱۹) پارے مکمل ہونے کو ہیں۔

مولانا اشفاق احمد صاحب جو کہ جامعہ دارالعلوم کراچی کے فاضل اور میرے مخلص محبین میں شامل ہیں، انہوں نے کئی سال پہلے ان دروس کو کیسٹ سے کاغذ پر منتقل کرنے کا سلسلہ شروع کر دیا تھا، اب تک وہ گیارہ پارے مسودہ کی شکل میں مرتب کر چکے ہیں مگر انہیں کوئی ڈھنگ کا ناشر نہ ملا، اگر کوئی ملا بھی تو اس نے خدمت قرآن سے زیادہ مادی منفعت کو پیش نظر رکھا جس کی وجہ سے بیل منڈھے نہ چڑھ سکی، کافی تگ ودو کے بعد ان کا تعارف مکتبہ عمر فاروق ؓ کے مالک جناب محمد فیاض صاحب سے ہوا اور انہوں نے اپنی آخرت سنوارنے کی نیت سے ان دروس کو شایانِ شان انداز میں شائع کرنے کا عزم ظاہر کیا، وہ اس سے پہلے بیسیوں کتابیں خوبصورت اور معیاری انداز میں شائع کر کے اہل علم سے داد وصول کر چکے ہیں۔

مولانا اشفاق احمد صاحب نوآموز قلم کار ہیں اس لئے ممکن ہے جمع وترتیب میں ان سے کوئی غلطی ہوگئی ہو، تحریر و تقریر کا انداز یوں بھی بے حد مختلف ہوتا ہے بالخصوص جبکہ مدرس اور مقرر میرے جیسا خالص دیہاتی ہو جو کوشش کے باوجود اپنے درس وبیان کی خامیوں پر قابو نہیں پاسکا، اس لئے قارئین سے دست بستہ درخواست ہے کہ کمزوری ان کی

www.toobaaelibrary.com

نظر میں آئے، ناشر اور مرتب کو اس کی اطلاع دیں تاکہ اگلے ایڈیشن میں اس کا ازالہ کیا جاسکے۔

الحمدللہ! یہ درس کسی بھی وقت اور کسی بھی ملک اور شہر میں انٹرنیٹ پر بھی سنے جاسکتے ہیں "www.darsequran.com" کے نام سے بنائی جانے والی ویب سائٹ پوری دنیا میں مشہور و مقبول ہے، جس سے بلا مبالغہ ہر ماہ لاکھوں مسلمان پوری دنیا میں مستفید ہوتے ہیں اگر آپ بھی اس ویب سائٹ کی طرف رجوع کریں تو ان شاء اللہ مایوس نہیں ہوں گے اور یہاں آپ کو بہت کچھ ملے گا۔ خوش الحان قاریوں کی تلاوت مشہور نعت خوانوں کی حمد و نعت، عظیم مبلغین اور خطباء کے پردرد بیانات، مفتیان کرام کے فتاویٰ، نامور صحافیوں کے کالم اور مضامین، غرضیکہ مسلمانوں کی دلچسپی اور ضرورت کا سارا ہی سامان موجود ہے۔

قطعاً نامناسب ہوگا اگر میں یہ وضاحت نہ کروں کہ اس ویب سائٹ کے بنانے اسے عام کرنے اور اس میں نت نیا مواد ڈالنے میں بنیادی کردار برادرِ محترم شفیق اجمل صاحب کا ہے جو خود تو اس ویب سائٹ کی تزئین و آرائش اور توسیع و تعمیر میں لگے ہی رہتے ہیں، اپنے بیٹے، بیٹیوں اور بھانجوں بھتیجوں کو بھی انہوں نے اس مشن میں لگا رکھا ہے ان کی مساعی صرف درسِ قرآن ڈاٹ کام تک محدود نہیں بلکہ "You Tub" اور "Face Book" میں بھی ان کی کوششوں کے اثرات و ثمرات ملاحظہ کئے جاسکتے ہیں۔

ہر نئے درس کے آغاز میں جو عنوانات دکھائی دیتے ہیں یہ بھی حقیقت میں جناب شفیق اجمل صاحب کا کارنامہ ہے چونکہ وہ ہر درس کی کیسٹ اور سی ڈی تیار کیا کرتے ہیں اس لئے ان کا اصرار ہوتا ہے کہ اس کا کوئی عنوان بھی ہونا چاہئے۔ چنانچہ غالب مضمون کے اعتبار سے کوئی نہ کوئی عنوان تجویز کرلیا جاتا ہے۔ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اس درس میں ساری گفتگو اسی عنوان کے حوالے سے کی گئی ہے۔

اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ وہ اس سلسلۂ دروس کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور مرتب کو اس کی تکمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

محتاج دعا

محمد اسلم شیخوپوری

خطیب جامع مسجد توابین

سیکٹر X6 گلشن معمار کراچی

www.toobaaelibrary.com

تقریظ

محدث العصر، بقیۃ السلف، مخدوم العلماء، صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان شیخ الحدیث و مہتمم جامعہ فاروقیہ شاہ فیصل کالونی کراچی

حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب ادام اللہ ظلہم و فیوضہم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الحمدللہ و کفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

اما بعد!...... قرآن کریم اللہ تبارک وتعالیٰ کا کلام ہے اس کے علاوہ کہیں بھی کسی کتاب میں کلام الٰہی محفوظ نہیں، دوسری آسمانی کتابیں تحریف وتبدیل کی وجہ سے کلام الٰہی سے محروم ہوگئی ہیں۔ قرآن کریم کی حفاظت خود اللہ پاک نے کی ہے دوسری کتابوں کی حفاظت ان امتوں کے ذمہ تھی جن کے لئے وہ کتابیں نازل ہوئی تھیں مگر وہ حفاظتِ کتب کی ذمہ داری سے عہدہ برآنہ ہوسکیں اور ناکام رہیں یہ دونوں باتیں مسلمات میں سے ہیں، کسی نے بھی اس سے اختلاف نہیں کیا اور اگر کوئی اختلاف کی بات کرتا ہے تو وہ بلا دلیل بلکہ خلاف دلیل خواہ مخواہ وقت ضائع کرتا ہے اہل نظر کے یہاں اس کی بات کی نہ وقعت ہے نہ شنوائی۔

قرآن کریم واحد کتاب ہے جو اپنی افادیت، تاثیر، ہدایت، بلاغت، شوکت، برکت، وجوہ اعجاز اور حقائق کو واشگاف انداز میں بیان کرنے میں منفرد اور یکتا ہے اسی لئے قرآن کریم کی طرح تلاوت کی کثرت کسی کتاب کو نصیب نہیں، اس کی تلاوت معنی سمجھ کر ہو یا معنی کو سمجھے بغیر ہر صورت میں قاری متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتا اور اجر وثواب کا مستحق قرار پاتا ہے، قرآن کے حافظ دنیا میں لاکھوں کی تعداد میں نہیں بلکہ بے شمار ہیں۔

قرآن کی تفسیر وترجمے ہر زمانے میں اور ہر علاقے میں اور ہر زبان میں ہوتے رہے ہیں ہندو پاک میں علماء ربانی اور فضلاء حقانی کی تفسیر وترجمے کی خدمات متداول اور معروف ہیں۔ فی زمانہ مولانا محمد اسلم صاحب شیخوپوری کو اللہ تعالیٰ نے اس عظیم الشان خدمت کے لئے منتخب فرمایا ہے۔ مولانا موصوف کا علمی مقام علماء معتبرین کے یہاں مسلم ہے، ان کا شغف، انہام، محنت، کاوش اور خطاب کا انداز قابل رشک ہے، مولانا موصوف کے "درس قرآن" کو ذوق وشوق سے سنا جاتا ہے، تمام طبقات کے حضرات اس میں شرکت کرتے ہیں، ماشاءاللہ (اللہ پاک نظر بد سے محفوظ رکھیں)

قرآن کریم کے فیوض وبرکات کو عام کرنے کی بہترین کوشش کی جارہی ہے اسی لئے مولانا اشفاق احمد نے حضرت علامہ شیخوپوری صاحب کے درسِ قرآن کو "آسان درس قرآن" کے نام سے شائع کرنے کا ارادہ فرمایا ہے یہ بہت قیمتی اور مبارک ارادہ ہے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس مستحسن کوشش کو حسن قبول سے سرفراز فرمائیں۔ حضرت داعی قرآن اور مولانا اشفاق احمد کے لئے صدقہ جاریہ اور امت کے لئے ہدایت کا ذریعہ بنائیں۔ آمین ثم آمین

سلیم اللہ خان

سلیم اللہ خان

جامعہ فاروقیہ کراچی

۲۰ محرم الحرام ۱۴۳۳ھ ۱۶ دسمبر ۲۰۱۱ء یوم الجمعہ

www.toobaaelibrary.com

JAMIA FAROOQIA

الجامعۃ الفاروقیۃ

P.O.Box 11020, KARACHI-25, P.C. 75230 PAKISTAN

www.farooqia.com email: info@farooqia.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ۔

وبعد!

قرآن کریم اللہ تبارک وتعالیٰ کا کلام ہے اور اسکے علاوہ

اب دنیا میں کسی کتاب میں کلام الٰہی محفوظ نہیں ہے۔ دوسری آسمانی کتابیں تحریف و تبدیل کی وجہ سے کلام الٰہی سے محروم ہو گئیں۔

قرآن کریم کی حفاظت خود اللہ پاک نے کی ہے۔ دوسری کتابوں کی حفاظت ان امتوں کے ذمہ تھی جن پر وہ کتابیں نازل ہوئی تھیں مگر وہ حفاظتِ کتب کی ذمہ داری سے عہدہ برآ نہ ہو سکیں اور ناکام رہیں۔

یہ دونوں باتیں مسلمات میں سے ہیں کسی نے بھی اس سے اختلاف نہیں کیا۔ اور اگر کوئی اختلاف کی بات کرتا ہے تو وہ بے دلیل بلکہ صرف [illegible] وقت ضائع کرتا ہے اہل نظر کے یہاں اسکی بات کی نہ کوئی قیمت ہے نہ شنوائی۔

قرآن کریم واحد کتاب ہے جو اپنی افادیت، ہدایت، بلاغت، شوکت، برکت، تاثیر اور حقائق کو باوجود اعجاز اختصار سے بیان کرنے میں منفرد حیثیت رکھتا ہے، اس کی طرح قرآن کریم کی طرح تلاوت کی کثرت کسی کتاب کو نصیب نہیں، اسکی تلاوت معنی سمجھ کر ہو یا معنی کو سمجھے بغیر ہر صورت میں قاری متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتا اور اجر و ثواب کا مستحق قرار پاتا ہے قرآن کے حافظ دنیا میں لاکھوں کی تعداد میں [illegible] نہیں بلکہ بے شمار ہیں۔

قرآن کی تفسیر و ترجمے ہر زمانے میں اور ہر علاقے میں اور ہر زبان میں ہوتے رہے ہیں۔

ہندو پاک میں علماء ربانی اور بے شمار حقانی کی تفسیر و ترجمے کی خدمات متداول اور معروف ہیں۔

فی زمانہ مولانا محمد اسلم صاحب شیخوپوری کو اللہ تعالیٰ نے اس عظیم الشان خدمت کے لئے منتخب فرمایا ہے مولانا موصوف کا علمی مقام علماء و مشائخ کے یہاں مسلم ہے۔ ان کا تفسیر کا انداز، تحقیق، کاوش اور خطابت کا انداز قابل رشک ہے، مولانا موصوف کے درس قرآن کو ذوق و شوق سے سنا جاتا ہے تمام طبقات کے حضرات اس میں شرکت کرتے ہیں، ماشاء اللہ (اللہ پاک نظر بد سے محفوظ رکھیں) قرآن کریم کے فیوض و برکات کو عام کرنے کی بہترین کوشش کی جا رہی ہے۔

عزیزم مولانا اشفاق احمد نے حضرت علامہ شیخوپوری کے درس قرآن کو "آسان درس قرآن" کے نام سے شائع کرنے کا ارادہ فرمایا ہے یہ بہت قیمتی اور مبارک ارادہ ہے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس مستحسن کوشش کو حسن قبول سے سرفراز فرمائیں حضرت والا اور مولانا اشفاق احمد کے لئے صدقہ جاریہ اور امت کے لئے ہدایت کا ذریعہ بنائیں۔ آمین ثم آمین

سلیم اللہ خان

جامعہ فاروقیہ کراچی

۲۰ محرم الحرام ۱۴۳۳ھ ۱۶ دسمبر ۲۰۱۱ء

یوم الجمعہ

www.toobaaelibrary.com

دعائیہ کلمات

عالم اسلام کی نابغۂ روزگار اور عبقری شخصیت، محدث کبیر، مجدد دوراں، استاذ المحدثین
شیخ الاسلام والمسلمین حضرت مولانا **مفتی محمد تقی عثمانی** ادام اللہ ظلہم وفیوضہم علینا ابدًا

MUFTI MUHAMMAD TAQI USMANI
Vice President Jamia Darul-Uloom Karachi - Pakistan

المفتي محمد تقي العثماني
نائب رئيس جامعة دار العلوم كراتشي، باكستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عزیز گرامی قدر جناب مولوی اشفاق احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

یہ معلوم کرکے مسرت ہوئی کہ آپ مولانا محمد اسلم شیخوپوری صاحب کے درسِ قرآن کو منضبط کر رہے ہیں۔ آپ نے مسودہ بھی بھیجا ہے۔ اسے دیکھنے کا موقع تو نہیں ملا، لیکن ماشاء اللہ مولانا شیخوپوری کے دروس کافی مقبول ہوئے ہیں۔ دل سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی اس کاوش کو نافع اور مقبول بنائیں۔ آمین۔

والسلام

بندہ

محمد تقی

۱-۳-۱۴۳۳ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عزیز گرامی قدر جناب مولوی اشفاق احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

یہ معلوم کر کے مسرت ہوئی کہ آپ مولانا محمد اسلم شیخوپوری صاحب کے دروسِ قرآن کو منضبط کر رہے ہیں۔ آپ نے مسودہ بھی بھیجا ہے، اسے دیکھنے کا موقع تو نہیں ملا، لیکن ماشاء اللہ مولانا شیخوپوری کے دروس کافی مقبول ہوئے ہیں۔ دل سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی اس کاوش کو نافع اور مقبول بنائیں۔ آمین

والسلام

بندہ

محمد تقی

۱۔۳۔۱۴۳۳ھ

Jamia Darul-Uloom Karachi
Korangi Industrial Area,
Karachi - Pakistan, Post Code : 75180
Phone: (92) (21) 5043192, Fax : (92) (21) 5040234

جامعة دار العلوم كراتشي
كورنجي انڈسٹريل ايريا، الرمز البريدي ٧٥١٨٠
كراتشي - باكستان
الهاتف: ٥٠٤٣١٩٢ (٢١) (٩٢) فاكس: ٥٠٤٠٢٣٤ (٢١) (٩٢)

www.toobaaelibrary.com

تقریظ

حضرت مولانا مفتی عبد المنان صاحب دامت برکاتہم

نائب مفتی واستاذ جامعہ دارالعلوم کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی وہ عظیم الشان معجز کتاب ہے کہ جس کی نظیر لانے سے دنیا عاجز ہے، مشرکین مکہ جو قرآن کریم کے بارے میں شک کرتے تھے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا کلام نہیں ہے ہے محمد عربی ﷺ نے اپنی طرف سے بنا کر پیش کر دیا ہے، تو اللہ تعالیٰ نے اس کی تردید کرتے ہوئے انہیں ذیل کی آیت میں دعوت مقابلہ دی ہے:

وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ ۠ وَادْعُوْا شُهَدَاۗءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ؀ (البقرۃ:۲۳)

تاہم مشرکین مکہ نے ہر چند کہ قدم قدم پر نبی کریم ﷺ کی مخالفتیں کیں، بے شمار جنگیں لڑیں، لیکن وہ اس آسان صورت کو اختیار نہ کر سکے باوجود اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں یہ سہولت بھی دے رکھی تھی کہ اگر کوئی تن تنہا یہ کام نہ کر سکے تو اپنی پوری جماعت کے ساتھ مل کر یہ کام انجام دے دے، لیکن اس پر بھی وہ کامیاب نہ ہو سکے، یہ قرآن کریم کا کھلا معجزہ ہے جو رہتی دنیا تک قائم رہے گا۔

امت محمدیہ کے عظیم المرتبت علماء متقدمین و متاخرین نے جس شاندار طریقے سے قرآن کریم کی گراں قدر خدمات انجام دی ہیں اس کی تاریخ بہت طویل ہے، اور آئندہ بھی جس جس اسلوب اور انداز سے قرآن کریم کی خدمات انجام دی جائیں گی اس کے بارے میں ابھی کچھ کہنا مشکل ہے، بس اتنا سمجھ لیا جائے کہ (لا تنقضی عجائبہ) (ترمذی الحدیث ۲۹۰۶)

زیر نظر کتاب "آسان درسِ قرآن" بھی اسی سلسلہ کی ایک حسین کڑی ہے، جو کہ مفسر قرآن حضرت مولانا محمد اسلم شیخوپوری مدظلہم کے ان دروس کا مجموعہ ہے جو انٹرنیٹ پر تقریباً پوری دنیا میں سنے جاتے ہیں اور اس سے لوگوں کو عظیم نفع اٹھانے کا موقع مل رہا ہے۔

مولانا شیخوپوری مدظلہم کے ان دروس کو کتابی شکل میں لانے کے لئے ہمارے جامعہ دارالعلوم کراچی کے فاضل جناب مولانا اشفاق احمد صاحب نے انتھک کوششیں کی ہیں، پہلے ان دروس کو کیسٹ کی مدد سے کاغذ پر اتارا اور پھر اس کی نئی ترتیب قائم کی اور مضامین کے لحاظ سے مناسب عنوانات قائم کئے اور یہ دروس جو کہ تقریری انداز میں تھے ان کو تحریری شکل دی اور اب یہ باقاعدہ کتابی شکل میں نظرِ ثانی کے بعد شائع کئے جا رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ان مبارک دروس کو قبول و منظور فرمائے اور صاحبِ دروس نیز فاضل مرتب کو جزائے خیر عطا فرمائے اور اس مبارک سلسلہ کو پایۂ تکمیل تک خیر و خوبی کے ساتھ پہنچائے اور اپنے بندے اور بندیوں کے لئے نافع بنائے۔

آمین۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ واللہ المستعان

محمد عبد المنان عفی عنہ

نائب مفتی واستاذ جامعہ دارالعلوم کراچی

۵/۲/۱۴۳۳ھ

www.toobaaelibrary.com

تقریظ

حضرت مولانا مفتی خالد محمود صاحب مدظلہم

نائب مدیر اقرأ روضۃ الاطفال ٹرسٹ پاکستان

سابق استاذ حدیث جامعہ بنوریہ العالمیہ سائٹ کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

چھٹی صدی عیسوی میں جبکہ ہر طرف کفر وشرک کی تاریکی چھائی ہوئی تھی، جہالت وگمراہی کا دور دورہ تھا۔ ظلم وستم کا بازار گرم تھا، پوری نوع انسانی پیغمبروں کی تعلیمات کو فراموش کر چکی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے انسانیت کی ہدایت کا فیصلہ فرمایا اور حضور اکرم ﷺ کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا اور آپ کو قرآن کریم کی صورت میں ایک مکمل ہدایت نامہ ایک نسخہ کیمیا عطا فرمایا جس نے دنیا کی کایا پلٹ دی اور انسانیت کو اپنے مقام سے آشنا کیا اور اسے یہ بھولا ہوا سبق یاد دلایا کہ اس کائنات میں تو سب سے بہتر اور اشرف ہے۔ غرض یہ کہ قرآن کریم نے انسان کی ہر شعبۂ زندگی میں راہنمائی کی اور اسے گمراہی کے گڑھے سے نکال کر ترقی واصلاح اور ہدایت کی بلندیوں پر فائز کیا۔

قرآن کریم چونکہ مسلمانوں کی زندگی کی اساس ہے، اس کے بغیر اسلامی تعلیمات پر عمل کرنے کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا، اس لئے ہر دور میں قرآن کریم کو صحیح تلفظ کے ساتھ پڑھنے کا بھی اہتمام کیا گیا اور اس کو سمجھانے پر بھی بھرپور توجہ دی گئی۔ حضور اکرم ﷺ نے خود قرآن کریم کی تفسیر اپنے اقوال وافعال سے کی، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ سے سیکھ کر دوسروں تک قرآن کریم پہنچایا اور ہر دور میں یہ سلسلہ جاری رہا۔ ہمارے دور میں بھی خصوصی اور عوام الناس کے لئے عمومی انداز کے دروس قرآن کا سلسلہ جاری ہے۔

اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے داعیٔ قرآن، مفسرِ قرآن، حضرت مولانا محمد اسلم شیخوپوری مدظلہ العالی کو، جنہیں تفسیر قرآن کا خاص ذوق بھی اللہ تعالیٰ نے عطا کیا ہے اور انہیں درسِ قرآن سے خاص شغف بھی حاصل ہے۔ انہوں نے اپنی زندگی قرآن کریم سمجھنے اور سمجھانے کے لئے وقف کردی ہے اور بڑی استقامت اور پابندی کے ساتھ وہ طویل عرصہ سے مختلف علاقوں اور مختلف محافل ومساجد میں درس قرآن دیتے چلے آرہے ہیں، ان کا باتفصیل ترتیب وار درسِ قرآن پہلے نارتھ ناظم آباد کی مدنی مسجد میں ہوتا رہا اور اب مسجد تو ابین گلشنِ معمار میں ہوتا ہے جس کا اہتمام ہمارے برادر عزیز شفیق اجمل صاحب کرتے ہیں پھر اس درسِ قرآن کو عام کرنے اور اسے زیادہ سے زیادہ عوام الناس تک پہنچانے کے لئے انہوں نے درسِ قرآن کے نام سے ایک ویب سائٹ بنائی جو آج ایک عزین اسلامی ویب سائٹ ہے جس کا شمار ٹاپ ٹین میں ہوتا ہے۔

اس درسِ قرآن کو کتابی شکل دینے کے لئے ہمارے بھائی مولانا اشفاق احمد صاحب نے محنت کی ہے چنانچہ سی ڈیز اور کیسٹ سے نقل کر کے عم پارہ کے دروس کو تحریری شکل دی ہے مستقل تحریر کا انداز علیحدہ ہوتا ہے اور تقریر کا انداز علیحدہ۔ زیر نظر تحریر میں درس وتقریر کا انداز ہی برقرار رکھنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس محنت اور کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور اسے لوگوں کے لئے نافع بنائے۔ آمین۔

مفتی خالد محمود

نائب مدیر اقرأ روضۃ الاطفال

---

www.toobaaelibrary.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

کلماتِ تشکر

حمد وستائش اس ذات کے لئے ہے جس نے اس کارخانۂ عالم کو وجود بخشا

اور

درود وسلام اس کے آخری پیغمبر ﷺ پر جنہوں نے دُنیا میں حق کا بول بالا کیا

جہالت سے علم کی طرف سفر کرنا خلاقِ عالم نے اس کائنات میں یہ مقام ومرتبہ اگر کسی مخلوق کو عطا کیا ہے تو وہ صرف بنی نوع آدم ہے۔

ارشادِ خداوندی ہے: سُبۡحٰنَکَ لَا عِلۡمَ لَنَاۤ اِلَّا مَا عَلَّمۡتَنَا ؕ اِنَّکَ اَنۡتَ الۡعَلِیۡمُ الۡحَکِیۡمُ۔

اس علیم وحکیم ذات نے اپنی صفت علم میں سے ایک معجز کلام اور آسمانی پیغام بنا کر جس کتاب کو رہتی دنیا تک کے انسان کی علمی وعملی رہنمائی کا ذریعہ قرار دیا ہے، وہ رُشد وہدایت اور علم وحکمت سے بھرپور کلام قرآنِ مجید ہے، جسے دنیا کی تمام زبانوں میں منتقل کرنے کا بیڑا ''خاصانِ خدا'' اُٹھاتے چلے آئے ہیں۔

ملک پاکستان کی قومی زبان اُردو میں قرآنِ پاک کے تراجم وتفاسیر پر مختلف جہات سے گراں قدر کام ہوتا چلا آرہا ہے، قرآنی رُموز واسرار کے بحرِ بیکراں میں غوطہ زن، اہلِ حق وارثینِ نبوت کی جو جماعت دورِ حاضر میں مصروف عمل ہے اس میں سیدی ومرشدی، مفسرِ قرآن، صاحب درد، مشفق ومربی استاد حضرت مولانا محمد اسلم شیخوپوری ادام اللہ ظلہٗ کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں۔

فنافی القرآن زندگی کے مالک، دورِ حاضر کے تقاضوں پر گہری بصیرت رکھنے والے، عجز ونیاز کے پیکر، علم القرآن والحدیث میں مضبوط استعداد کے حامل کہنہ مشق استاذ، داعی قرآن حضرت مدظلہم العالی نے جہاں اپنی معروف ومقبول تفسیر ''تسہیل البیان فی تفسیر القرآن'' کو چار جلدوں میں سورۃ الحجر تک تحریری شکل میں قارئین کرام کی خدمت میں پیش کر دیا ہے یہ تو انہیں کا مقام ہے جس کا اندازہ خود اس تفسیر کو پڑھنے والا ہی لگا سکتا ہے۔ لیکن دوسری طرف باری تعالیٰ نے حضرت مدظلہم العالی کو تفسیر قرآن عوامی سطح پر بیان کرنے کی جو توفیق عطا فرمائی، آہستہ آہستہ اہلِ درد مسلمانوں کا یہ حلقہ درس بڑھتا چلا گیا۔ اور برادرم مکرم ومحترم شفیق اجمل صاحب اور ان کے مخلص احباب کی کاوشوں سے (مدنی مسجد نارتھ ناظم آباد کراچی) میں سلسلہ درسِ قرآن انتہائی اہمیت کا حامل ہو گیا جو چند ناگزیر وجوہات کی بناء پر اب (جامع مسجد تو ابین گلشن معمار) منتقل ہو چکا ہے۔

اس حلقہ درس کی نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ اسے محب قرآن برادرم شفیق اجمل صاحب مع احباب کے اس درس کو پہلے تو کیسٹ کے ذریعے ریکارڈ کرنے لگے پھر انتہائی معیاری سی ڈیز (C.DES) میں منتقل کیا اور ان سب پر مستزاد یہ کہ اس سلسلۂ دروس کو دورِ حاضر کی نئی ایجاد انٹرنیٹ کے ذریعے پوری دنیا میں نشر کرنے کا اہتمام کرتے چلے آرہے ہیں اور اہلِ علم

www.toobaaelibrary.com

اور باخبر حضرات اس ویب سائٹ (www.darsequran.com) کو اہلِ حق کی ترجمان ایک معیاری ویب سائٹ کا درجہ دیتے ہیں۔

ایں طاقت بزور بازو نیست

اللہ تعالیٰ کا دین کسی کا محتاج نہیں جس سے چاہتے ہیں خدمتِ دین کا کام لے لیتے ہیں، یہ بات مجھ ناچیز پر بھی صادق آتی ہے جسے اپنی علمی و عملی کمزوریوں کا بخوبی علم ہے جب اپنی تہی دامنی پر نظر ڈالتا ہوں تو میرا دل گواہی دیتا ہے کہ ذٰلك فضل اللہ یوتیہ من یشاء کا مصداق بنا دیا گیا ہوں لہٰذا منعم حقیقی کا جتنا شکر بجالاؤں کم ہے۔ اللّٰھم لك الحمد ولك الشکر کلّه۔

دل میں یہ داعیہ پیدا ہوا کہ کیوں نہ یہ سلسلہ درسِ قرآن جو تقریر کی شکل میں میڈیا پر محفوظ ہے اسے سپردِ قلم کر دیا جائے اور حضرت والا کے یہ تفسیری افادات تحریر کی شکل میں ہمیشہ کے لئے محفوظ ہو جائیں تا حال درس ۱۹ پاروں کا مکمل ہو چکا ہے جس میں پانچ پارے آخر سے تھے اور شروع سے چودھویں پارے کا درس جاری ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب باقاعدہ درس کا آغاز عمّ پارہ سے ہوا تھا تو اس تبرک کو حاصل کرنے کے لئے کیسٹ اور سی ڈیز سے پارہ عمّ کو تقریر سے تحریر میں لانے کا کام شروع کر دیا جو ربّ کریم کے فضل و احسان سے گیارہ پاروں تک پہنچ چکا ہے اور ترتیب و تصحیح اور کمپوزنگ کے مراحل میں یکے بعد دیگرے داخل ہو رہا ہے۔

بلا شبہ تقریر سے تحریر کا اسلوب اختیار کرنا مجھ جیسے عاجز انسان کی طاقت سے باہر ایک کام تھا جو حضرت والا کی توجہ اور حوصلہ افزائی سے ممکن ہوا اس کے باوجود نہ یہ باقاعدہ تفسیر ہے اور نہ ہی ایسی کتاب ہے جس میں تحریر کے لوازمات کو پورا کیا گیا ہو۔ اسی لئے اسے ''آسان درسِ قرآن'' کا نام دیا گیا ہے اور مطالعہ کے بعد اسے اسم با مسمّٰی پائیں گے، جن امور کا میں نے لحاظ رکھا ہے وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

۱:...... حضرت والا کی تقریر کا حقیقی مفہوم حتی الوسع تحریر میں جمع کر دیا گیا ہے۔

۲:...... مکررات حذف کرنے کے بعد، آسان اسلوب میں تفسیری گفتگو کا مفہوم جمع کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

۳:...... ہر سورت کے مضامین پر تفسیری عنوانات مختلف تفاسیر سے استفادہ کرتے ہوئے لگا دیئے گئے ہیں۔

۴:...... کسی بھی سورت کے مختلف مضامین میں سے غالب مضمون کو اجمالی عنوان قرار دے دیا گیا ہے۔ یہ تمام عنوانات حضرت والا کے خود نوشتہ ہیں۔

۵:...... مجددِ وقت، محقق و مدقق، شہرہ آفاق شخصیت، شیخ الاسلام استاد محترم حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی ادام اللہ ظلہم و فیوضہم کا مقبول و معروف آسان ترجمہ کو بطور ترجمہ قرآن شامل کیا گیا ہے، تاہم تفسیری آیات کا ترجمہ حضرت شیخوپوری صاحب دامت برکاتہم کا رہنے دیا گیا ہے۔

۶:...... پارہ عمّ ۳۸ دروس پر مشتمل ہے جس کے عنوانات تقریباً سات سو بیس بنتے ہیں جو خود عمّ پارہ کی تفسیر کا ایک انڈکس ہے۔

www.toobaaelibrary.com

محترم قارئین! راقم سطور بخوبی جانتا ہے کہ اس کا دامن، علم و عمل کی روشنی سے خالی ہے خطاء وعصیان سے بھری جھولی لے کر اللہ تعالیٰ کے حضور عرض گذار ہوں کہ وہ حلیم وبصیر اور علیم وحکیم میری غلطیوں سے چشم پوشی فرماتے ہوئے اس عظیم کام کو قبول فرمالے۔ اس میں جو خیر ہو وہ پوری امت کو عطا فرمائے اور جو نقص وعیب ہے اس سے درگذر فرمائے۔ آمین۔

اللہ تبارک وتعالیٰ مشفق الامۃ استاذ الاساتذہ حضرت مولانا محمد اسلم شیخوپوری مدظلہم العالیٰ کی حیات طیبہ میں برکت اور درازی عطا فرمائے اور ان کے تمام تفسیری ودرسی کام کو بخیر وخوبی پایہ تکمیل تک پہنچائے اور اس کے فیض سے تمام دنیا کو مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائے اللہ تعالیٰ ان کی روحانی اور نسبی آل اولاد کے علاوہ ان کے علم وعمل، تقویٰ ورع، جان ومال بالخصوص ایمان میں ترقی عطا فرمائے آمین۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم کی محبت کو اپنی حرز جان بنانے والے برادرم محترم شفیق اجمل صاحب کی کوششوں اور کاوشوں کو قبول فرمائے۔ اور اہلِ حق کی میڈیا پر ترجمانی کا انہوں نے جو بیڑا اُٹھایا ہے اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں ان کے لئے صدقہ جاریہ وذخیرہ آخرت بنائے۔ آمین۔

ناسپاسی ہوگی اگر میں محترم ومکرم برادرم فیاض احمد صاحب مالک مکتبہ عمر فاروق کا شکریہ ادا نہ کروں کیونکہ یہی وہ مرد مجاہد ہیں کہ جب میرے اس کام کو چند دوستوں نے درس قرآن مکمل ہونے تک مشروط کر دیا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ صفت انسان کی شکل میں جناب فیاض احمد صاحب سے شرف ملاقات عطا فرمایا۔ جنہوں نے خالص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ''آسان درسِ قرآن'' کی طباعت کی ذمہ داری سعادت سمجھتے ہوئے انتہائی خوشدلی سے قبول کر لی، اور حضرت والا کی دعاؤں اور حوصلہ افزائی سے اس خدمت عالیہ کی سرپرستی فرمانے لگے۔

آخر میں میں انتہائی ممنون ومشکور ہوں ان تمام علماء وساتھیوں کا جنہوں نے کمپوزنگ، تصحیح، مشاورت الغرض کسی بھی اعتبار سے قدم قدم پر میرے ساتھ تعاون کیا ہے، جن میں بالخصوص برادرم مولانا شمس الرحمٰن سمیٹی صاحب، برادرم مولانا خالد محمود صاحب، برادرم مولانا مفتی عبدالسمیع صاحب، برادرم مولانا مفتی محمد ابراہیم صاحب، برادرم محمد جاوید اقبال صاحب شامل ہیں۔

بارگاہ رب العالمین میں عجز ونیاز کے ساتھ دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس حقیر کوشش کو میری اور میرے گھر والوں، والدین، اساتذہ اور تمام معاونین کے لئے اور اس ''آسان درس قرآن'' سے استفادہ کرنے والوں کے لئے ذخیرہ آخرت بنادے اور روزِ قیامت قرآن کریم کی شفاعت نصیب فرمائے۔ آمین۔

محتاج دعا

اشفاق احمد بن محمد ثناء اللہ

فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی

امام وخطیب جامع مسجد بلال ناظم آباد نمبر ۲ کراچی

www.toobaaelibrary.com

بسم الله الرحمن الرحيم

www.toobaaelibrary.com

سُوْرَةُ النَّبَاِ مَكِّيَّةٌ

موضوع

ثواب وعذاب

www.toobaaelibrary.com

الحمد للہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علی من لا نبی بعدہٗ
اما بعد! فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

www.toobaaelibrary.com

اٰیَاتُھَا ۴۰ (۷۸) سُوْرَةُ النَّبَاِ مَكِّيَّةٌ (۸۰) رُکُوْعَاتُھَا ۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

عَمَّ يَتَسَآءَلُوْنَ ۝۱ عَنِ النَّبَاِ الْعَظِيْمِ ۝۲ الَّذِيْ هُمْ فِيْهِ مُخْتَلِفُوْنَ ۝۳ كَلَّا
سَيَعْلَمُوْنَ ۝۴ ثُمَّ كَلَّا سَيَعْلَمُوْنَ ۝۵ اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ مِهٰدًا ۝۶ وَّالْجِبَالَ
اَوْتَادًا ۝۷ وَّخَلَقْنٰكُمْ اَزْوَاجًا ۝۸ وَّجَعَلْنَا نَوْمَكُمْ سُبَاتًا ۝۹ وَّجَعَلْنَا الَّيْلَ
لِبَاسًا ۝۱۰ وَّجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا ۝۱۱ وَّبَنَيْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعًا شِدَادًا ۝۱۲ وَّجَعَلْنَا
سِرَاجًا وَّهَّاجًا ۝۱۳ وَّاَنْزَلْنَا مِنَ الْمُعْصِرٰتِ مَآءً ثَجَّاجًا ۝۱۴ لِّنُخْرِجَ بِهٖ حَبًّا
وَّنَبَاتًا ۝۱۵ وَّجَنّٰتٍ اَلْفَافًا ۝۱۶ اِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ كَانَ مِيْقَاتًا ۝۱۷ يَّوْمَ يُنْفَخُ فِي
الصُّوْرِ فَتَاْتُوْنَ اَفْوَاجًا ۝۱۸ وَّفُتِحَتِ السَّمَآءُ فَكَانَتْ اَبْوَابًا ۝۱۹ وَّسُيِّرَتِ الْجِبَالُ
فَكَانَتْ سَرَابًا ۝۲۰ اِنَّ جَهَنَّمَ كَانَتْ مِرْصَادًا ۝۲۱ لِّلطّٰغِيْنَ مَاٰبًا ۝۲۲ لّٰبِثِيْنَ فِيْهَآ
اَحْقَابًا ۝۲۳ لَا يَذُوْقُوْنَ فِيْهَا بَرْدًا وَّلَا شَرَابًا ۝۲۴ اِلَّا حَمِيْمًا وَّغَسَّاقًا ۝۲۵ جَزَآءً
وِّفَاقًا ۝۲۶ اِنَّهُمْ كَانُوْا لَا يَرْجُوْنَ حِسَابًا ۝۲۷ وَّكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا كِذَّابًا ۝۲۸ وَكُلَّ شَيْءٍ
اَحْصَيْنٰهُ كِتٰبًا ۝۲۹ فَذُوْقُوْا فَلَنْ نَّزِيْدَكُمْ اِلَّا عَذَابًا ۝۳۰ اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ مَفَازًا ۝۳۱
حَدَآئِقَ وَاَعْنَابًا ۝۳۲ وَّكَوَاعِبَ اَتْرَابًا ۝۳۳ وَّكَاْسًا دِهَاقًا ۝۳۴ لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا
وَّلَا كِذّٰبًا ۝۳۵ جَزَآءً مِّنْ رَّبِّكَ عَطَآءً حِسَابًا ۝۳۶ رَّبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا
بَيْنَهُمَا الرَّحْمٰنِ لَا يَمْلِكُوْنَ مِنْهُ خِطَابًا ۝۳۷ يَوْمَ يَقُوْمُ الرُّوْحُ وَالْمَلٰٓئِكَةُ

www.toobaaelibrary.com

صَفًّا ۖ لَّا يَتَكَلَّمُونَ إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمَٰنُ وَقَالَ صَوَابًا ﴿٣٨﴾ ذَٰلِكَ الْيَوْمُ الْحَقُّ ۖ
فَمَن شَاءَ اتَّخَذَ إِلَىٰ رَبِّهِ مَآبًا ﴿٣٩﴾ إِنَّا أَنذَرْنَاكُمْ عَذَابًا قَرِيبًا ۚ يَوْمَ يَنظُرُ الْمَرْءُ
مَا قَدَّمَتْ يَدَاهُ وَيَقُولُ الْكَافِرُ يَا لَيْتَنِي كُنتُ تُرَابًا ﴿٤٠﴾

ترجمہ:...... یہ (کافر) لوگ کس چیز کے بارے میں سوالات کر رہے ہیں؟ (۱) اُس زبردست واقعے کے بارے میں جس میں خود ان کی باتیں مختلف ہیں! (۲ و ۳) خبردار! اُنہیں بہت جلد پتہ لگ جائے گا، (۴) دوبارہ خبردار! اُنہیں بہت جلد پتہ لگ جائے گا۔ (۵) کیا ہم نے زمین کو ایک بچھونا نہیں بنایا؟ (۶) اور پہاڑوں کو (زمین میں گڑی ہوئی) میخیں؟ (۷) اور تمہیں (مرد و عورت کے) جوڑوں کی شکل میں پیدا کیا، (۸) اور تمہاری نیند کو تھکن دور کرنے کا ذریعہ ہم نے بنایا، (۹) اور رات کو پردے کا سبب ہم نے بنایا، (۱۰) اور دن کو روزی حاصل کرنے کا وقت ہم نے قرار دیا، (۱۱) اور ہم نے ہی تمہارے اُوپر سات مضبوط وجود (آسمان) تعمیر کیے، (۱۲) اور ہم نے ہی ایک دہکتا ہوا چراغ (سورج) پیدا کیا، (۱۳) اور ہم نے ہی بھرے ہوئے بادلوں سے موسلادھار پانی برسایا، (۱۴) تاکہ اُس سے غلہ اور دوسری سبزیاں بھی اُگائیں، (۱۵) اور گھنے باغات بھی، (۱۶) یقین جانو فیصلے کا دن ایک متعین وقت ہے، (۱۷) وہ دن جب صور پھونکا جائے گا تو تم سب فوج در فوج چلے آؤ گے، (۱۸) اور آسمان کھول دیا جائے گا، تو اُس کے دروازے ہی دروازے بن جائیں گے، (۱۹) اور پہاڑوں کو چلایا جائے گا تو وہ ریت کے سراب کی شکل اختیار کرلیں گے۔ (۲۰) یقین جانو جہنم گھات لگائے بیٹھی ہے، (۲۱) وہ سرکشوں کا ٹھکانا ہے۔ (۲۲) جس میں وہ مدتوں اِس طرح رہیں۔ (۲۳) کہ اُس میں نہ وہ کسی ٹھنڈک کا مزہ چکھیں گے اور نہ کسی پینے کے قابل چیز کا، (۲۴) سوائے گرم پانی اور پیپ لہو کے، (۲۵) یہ اُن کا پورا پورا بدلہ ہوگا۔ (۲۶) وہ (اپنے اعمال کے) حساب کا عقیدہ نہیں رکھتے تھے، (۲۷) اور اُنہوں نے ہماری آیتوں کو بڑھ چڑھ کر جھٹلایا تھا۔ (۲۸) اور ہم نے ہر ہر چیز کو لکھ کر محفوظ کر رکھا ہے، (۲۹) "اب مزہ چکھو! اس لئے کہ ہم تمہارے لئے سزا کے سوا کسی چیز میں اضافہ نہیں کریں گے"۔ (۳۰) جن لوگوں نے تقویٰ اختیار کیا تھا، اُن کی بیشک بڑی جیت ہے، (۳۱) باغات اور انگور! (۳۲) اور نوخیز ہم عمر لڑکیاں! (۳۳) اور چھلکتے ہوئے پیالے! (۳۴) وہاں پر وہ نہ کوئی بے ہودہ بات سنیں گے، اور نہ کوئی جھوٹی بات (۳۵) یہ تمہارے پروردگار کی طرف سے صلہ ہوگا۔ (اللہ کی) ایسی دین ہوگی جو لوگوں کے اعمال کے حساب سے دی جائے گی (۳۶) اُسی پروردگار کی طرف سے جو سارے آسمانوں اور زمین اور اُن کے درمیان ہر چیز کا مالک، بہت مہربان ہے! کسی کی مجال نہیں ہے کہ اُس کے سامنے بول سکے۔ (۳۷) جس دن ساری رُوحیں اور فرشتے قطاریں بنا کر کھڑے ہوں گے، اُس دن سوائے اُس کے کوئی نہیں بول سکے گا جسے خدائے رحمن نے اجازت دی ہو، اور وہ بات بھی ٹھیک کہے۔ (۳۸) وہ دن ہے جو برحق ہے۔ اب جو چاہے، وہ اپنے پروردگار کے پاس ٹھکانا بنا رکھے۔ (۳۹) حقیقت یہ ہے کہ ہم نے تمہیں ایک ایسے عذاب سے خبردار کر دیا ہے جو قریب آنے والا ہے، جس دن ہر شخص وہ اعمال آنکھوں سے دیکھ لے گا جو اُس کے ہاتھوں نے آگے بھیج رکھے ہیں، اور کافر یہ کہے گا کہ کاش! میں مٹی ہو جاتا۔ (۴۰)

www.toobaaelibrary.com

عَمَّ پارہ کی سورتوں کا اندازِ خطاب

یہ سورۃ النبا ہے اس میں چالیس آیات ہیں، یہ عم پارہ کی پہلی مکی سورت ہے اور عم پارہ کی دو سورتوں یعنی سورۃ البینۃ اور سورۃ النصر کے علاوہ عم پارہ کی ساری سورتیں مکی ہیں مکی سورتوں کا بالعموم اور عم پارہ کی سورتوں کا بالخصوص ایک ہی رنگ ہے، ایک ہی انداز ہے، تقریباً ایک ہی موضوع ہے، ایک ہی لہجہ ہے اور ایک جیسا اسلوب ہے۔

یوں محسوس ہوتا ہے کہ ایک قوم ہے جو غفلت اور نشے کی حالت میں، لہو ولعب اور دنیا کی خرمستیوں میں بے ہوش ہے ایک درد رکھنے والا داعی غار حراء سے آتا ہے، دل میں درد ہے قوم کی ابتری پر، ضلالت پر، گمراہی پر، بے راہ روی پر، ظلم وستم پر، قتل وغارتگری پر اور وہ داعی اپنے ساتھ ایک نسخۂ کیمیا بھی لے کر آتا ہے اور قوم کو چیخ چیخ کر پکارتا ہے، کبھی محبت سے سمجھاتا ہے، کبھی ڈراتا ہے، اور وہ جو کلام لے کر آیا ہے اس کی ابتدائی سورتوں میں بھی یہی پکار ہے، یہی درد ہے، یہی آواز ہے۔

ارے ہوش میں آؤ! عقل سے کام لو! کہاں بھٹکتے پھر رہے ہو؟ کس گمراہی میں پڑے ہوئے ہو؟ یہ کائنات، یہ زمین، یہ آسمان یہ اللہ نے بے مقصد تو نہیں بنایا اور تمہیں اللہ نے محض کھیل کود کے لئے تو پیدا نہیں کیا، ایک دن آنے والا ہے جب تمہیں اپنے کیے کا حساب دینا ہے، پھر جنت ہو گی یا جہنم ہو گی یہ داعی احساسات اور جذبات پر مسلسل ضربیں لگاتا ہے، ایک کے بعد دوسری تیسری ضرب، چوتھی ضرب، ضرب پر ضرب دلوں پر ضرب، جذبات پر ضرب تا کہ لوگ نیند سے بیدار ہو جائیں۔ پورا عَمَّ پارہ آپ پڑھ لیں اس کا انداز یہی ہے جیسے سوئے ہوؤں کو جگایا جا رہا ہے بس بیدار کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے نہ حلال کا حکم ہے نہ حرام کا حکم ہے نہ جائز اور نہ ناجائز کے مسائل ہیں، نہ نماز کے مسائل ہیں، نہ زکوٰۃ کے مسائل ہیں، نہ روزے کے مسائل ہیں، نہ حج کے مسائل ہیں، پہلے دلوں کو جگایا جا رہا ہے سوئے ہوؤں کو بیدار کیا جا رہا ہے اور جھنجھوڑا جا رہا ہے مسلسل جھنجھوڑا جا رہا ہے۔

ساری سورتوں کا انداز یہی ہے کہ دل بیدار ہو جائیں، دلوں میں اللہ کا خوف آجائے، آخرت کا یقین آجائے، عقائد درست ہو جائیں، روحانیت بھی کوئی چیز ہے، ایمان بھی کوئی چیز ہے اس کو یہ مان لیں یہ جو عالم ہے، محسوسات کا عالم، مادی عالم، مادی جہاں اس کے سوا بھی کچھ ہے، یہ یقین دلوں میں پیدا ہو جائے یہی کوشش ہو رہی ہے۔ چنانچہ اس داعی کی پکار سن کر کچھ سعادت مند بیدار ہوتے ہیں، اتباع کرتے ہیں، ایمان لاتے ہیں، عمل کرتے ہیں کچھ دوبارہ آنکھیں بند کر کے سو جاتے ہیں اور کچھ ایسے بھی ہیں کہ مرنے مارنے پر تل جاتے ہیں، بڑی بدتمیزی کرتے ہیں ارے! جاؤ اپنا کام کرو بڑے آئے سمجھانے والے، وہ داعی قسمیں کھا کھا کر سمجھاتا ہے مگر بات سمجھ میں نہیں آتی۔

www.toobaaelibrary.com

آج امت اپنے مقام سے ہٹ چکی ہے

میرے بزرگو اور دوستو!

اُس دور سے ہٹ کر میں کچھ دیر کے لئے اس دور کی طرف آنا چاہتا ہوں جس دور میں یہ عم پارہ کی مکی سورتیں نازل ہوئیں اور ہمارے آقا حضرت محمد ﷺ یہ آتشیں کلام غفلت میں ڈوبی ہوئی قوم کی طرف لے کر آئے، میں اس زمانے سے ذرا صرفِ نظر کرتے ہوئے اپنے دور کی طرف آنا چاہتا ہوں اگر آپ حقیقت کو تسلیم کرنے کی جرأت رکھتے ہوں تو آپ یہ مانیں گے کہ آج پھر وہی غفلت ہے، وہی مدہوشی ہے، خرمستی ہے، وہی لہو ولعب میں دلچسپی ہے، ہنسی مذاق، شراب دستیاب، کھیل کود بس اسی میں امت لگی ہوئی ہے امت اپنے مقام سے ہٹ چکی، یوں سمجھئے کہ شاہوں کی اولاد ہے اور چوراہے پر کھڑی بھیک مانگ رہی ہے، نیکوں کی اولاد ہے اور گندگی میں ڈوبی ہوئی ہے، کس نبی سے نسبت رکھنے والی امت ہے، کس عظیم انسان کی غلامی کا دعویٰ کرنے والی امت ہے، لیکن آج غفلت کا وہی دور لوٹ آیا میں مانتا ہوں نمازیں بھی پڑھی جارہی ہیں، روزے بھی رکھے جارہے ہیں زکوتیں بھی دی جارہی ہیں، عمرے بھی کیے جارہے ہیں، چہروں پر داڑھیاں بھی نظر آتی ہیں، سروں پر عمامے اور ٹوپیاں بھی دکھائی دیتی ہیں، مدارس بھی ہیں اور مساجد بھی ہیں اور اللہ سے دعا ہے کہ اللہ ان کو ہمیشہ دائم اور باقی رکھے۔ لیکن اکثریت کا حال یہ ہے کہ دل بجھے ہوئے ہیں، دلوں کی انگیٹھیاں سرد ہو چکی ہیں، دلوں میں ایمان کی حرارت باقی نہیں ہے اگر مسجدیں آباد ہیں تو سنیما بھی آباد ہیں، کلب بھی آباد ہیں بلکہ گندگی کے اڈے نیکی کی جگہوں سے زیادہ آباد ہیں نیکی ہو رہی ہے لیکن برائی کا پھیلاؤ اس سے کہیں زیادہ ہے، دین پر بھی مسلمان خرچ کر رہے ہیں لیکن برائی پر خرچ کرنے والے بہت زیادہ ہیں، دین کی دعوت بھی دی جارہی ہے لیکن برائی کی دعوت دینے والے بہت زیادہ ہیں ان کی تعداد بے شمار، لہو ولعب، کھیل کود، شریعت کی حدود کا خیال رکھ کر اگر ہو تو کھیل کود جائز ہے، بلکہ اگر جسمانی ورزش مقصود ہو تو پھر تو یہ مستحب بھی ہے بلکہ اگر کہوں کہ یہ عبادت ہے تو یہ غلط بات نہیں ہوگی۔ جسمانی ورزش کے لئے، صحت کے لئے کوئی کھیل کود میں حصہ لیتا ہے تو یہ مستحسن ہے لیکن یہاں تو صورت یہ ہے کہ کھیل کود مقصد بن گیا، کسی مقصد کا ذریعہ نہیں ہے پوری قوم کو بخار چڑھا ہوا ہے۔ قرآن کے لئے ایک گھنٹہ نہیں ہے لیکن کھیل کود کے لئے پورا دن اور ایک دن نہیں پورا مہینہ بھی آسان۔ یہ جو کھیل کا سلسلہ شروع ہوا ہے میڈیا نے پوری قوم کو بخار میں مبتلا کر دیا ہے ایک بخار سا چڑھ گیا ہے بے دینوں کی بات چھوڑیے دینداروں تک کا یہ حال ہے کہ نماز سے غافل، قرآن سے غافل، نماز پڑھ رہے ہیں لیکن کان ریڈیو کی کمنٹری کی طرف، یا ٹی، وی کی طرف لگے ہوئے ہیں اور ایسے بھی ہیں جو اپنے آپ کو مطمئن کر کے تاویل کر کے نماز ہی ہضم کر لیتے ہیں، قرآن کے لئے وقت نہیں ہے۔ وہی مدہوشی وہی غفلت اور وہی

www.toobaaelibrary.com

گناہوں کی نجاست۔

وہ تو کافر تھے ہم تو مسلمان ہیں

آج پھر ضرورت ہے جذبات واحساسات پر ضربیں لگانے کی، جھنجھوڑنے کی، ارے کیا کر رہے ہو؟ وہ تو مشرک تھے وہ تو کافر تھے ہم تو مسلمان ہیں کلمہ پڑھتے ہیں:

"لاالٰہ الااللہ محمد رسول اللہ"

کیا کر رہے ہو! ارے مانا دنیا بھی کچھ ہے، تجارت بھی کچھ ہے، کھیل کود بھی کچھ ہے، مانتا ہوں سب کچھ ہے، بیوی بچوں کے حقوق بھی ہیں، لیکن کیا ایک مسلمان کے لئے سب کچھ یہی ہے؟ یہی چالیس سال کی زندگی، یہی ساٹھ سال کی زندگی، یہی ستر سال کی زندگی سب کچھ ہے، کیا فرق ہوا ایک مسلمان اور کافر کے درمیان؟ اور کافر بھی وہ جو آخرت کا سرے سے انکار کرتا ہے۔ تو ان سورتوں میں جھنجھوڑنے کا انداز ہے، بیدار کرنے کا انداز ہے آپ پورا پارہ پڑھ لیں کس انداز میں جھنجھوڑا گیا ہے۔ میں تو کہتا ہوں قربان اللہ کی اپنے بندوں سے محبت پر کہ اللہ کو اپنے بندوں کے ساتھ کتنی محبت ہے کیسے انداز بدل بدل کر اللہ اپنے بندوں کو سمجھا رہے ہیں۔

يٰٓاَيُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيْمِ ۝۶ الَّذِيْ خَلَقَكَ فَسَوّٰىكَ فَعَدَلَكَ ۝۷

ارے میرے پیدا کیے ہوئے میرے بنائے ہوئے، میرے پالے ہوئے انسان! تجھے کس چیز نے میرے بارے میں دھوکے میں ڈال دیا ارے مجھ سے بھی زیادہ تیرا کوئی محسن تھا، مجھ سے بھی زیادہ تیرے اوپر کسی کے احسانات تھے جو تو نے مجھے چھوڑ دیا اور دوسروں کے پیچھے پڑ گیا۔ کہیں فرمایا:

وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ ۝۱ وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ ۝۲ وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ ۝۳ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ ۝۴

ارے انسان! میں انجیر کی قسم کھاتا ہوں، زیتون کی قسم کھاتا ہوں، طور سیناء کی قسم کھاتا ہوں، اس امن والے شہر کی قسم کھاتا ہوں ہم نے تجھے بہت خوبصورت پیدا کیا ہے لیکن پھر ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِيْنَ ۝۵ تیرے کرتوتوں کی وجہ سے تجھے اس جگہ ڈالا جہاں کے لئے تجھے پیدا نہیں کیا تھا۔ تجھے پیدا تو جنت کے لئے کیا تھا اس لیے تیرے ابا کو، تیرے جد امجد کو پہلے وہیں ٹھہرایا تھا تاکہ سب کو پتا چل جائے اصل مقام یہ ہے۔ کہیں پر فرمایا:

وَالْعَصْرِ ۝۱ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ ۝۲

زمانے کی قسم کھا کر کہتا ہوں انسان خسارے میں ہے، اگر ایمان اور عمل صالح نہیں۔

وَالشَّمْسِ وَضُحٰىهَا ۝۱ وَالْقَمَرِ اِذَا تَلٰىهَا ۝۲

قسم ہے سورج اور اس کی روشنی کی اور چاند کی جب وہ اُس کے پیچھے آئے۔
قسمیں، تاکیدات اور اسالیب بدل بدل کر اللہ نے بندے کو جھنجھوڑا ہے اور آج مسلمان کو بھی اسی انداز سے جھنجھوڑنے کی ضرورت ہے۔
(ہم نے جو پہلے عم پارہ کا درس شروع کیا تو خیال آیا کہ پہلے ذہن بن جائیں۔ دل اس کو قبول کرنے کے لئے تیار ہو جائیں۔ اس کے بعد ان شاء اللہ دوسرے پاروں کا درس ہوتا رہے گا) تو پورے پارہ میں یہی انداز ہے اس سورۂ نبا کا انداز بھی یہی ہے فرمایا کہ:

عَمَّ يَتَسَآءَلُوْنَ ﴿١﴾ (یہ لوگ کس چیز کے بارے میں سوال کرتے ہیں؟)

یہ کیا پوچھ رہے ہیں؟ اللہ کہہ رہا ہے یہ لوگ کس چیز کے بارے میں سوال کر رہے ہیں۔ اللہ کا یہ سوال کرنا، اللہ کا یہ پوچھنا معلومات کے لئے نہیں بلکہ ان کی حالت پر تعجب کے لئے ہے۔ ارے! یہ کس چیز کے بارے میں سوال کر رہے ہیں؟

نبأ عظیم کیا ہے؟

عَنِ النَّبَاِ الْعَظِيْمِ ﴿٢﴾ (کیا اس بڑی خبر کے بارے میں سوال کر رہے ہیں)

روزنامہ چھپتا ہے تو اس میں ایک دن کی خبریں ہوتی ہیں۔ ان میں سے بڑی خبر کی سرخی لگتی ہے اور ہفت روزہ میں پورے ہفتے کا جو سب سے نمایاں واقعہ ہوتا ہے اس کی بڑی خبر اور اگر کوئی سال نامہ ہو تو اس میں پورے سال کی جو سب سے بڑی خبر ہو گی اس کو نمایاں طور پر شائع کیا جاتا ہے جیسا کہ بعض اخبار سال کے بعد خصوصی ایڈیشن شائع کرتے ہیں تو ان میں سے سال بھر میں جو بڑی خبر ہوتی ہے، اس کو نمایاں کر کے دیتے ہیں۔ اگر بالفرض کوئی ایک ایسا اخبار ہو جو دنیا (کی عمر ہے اس کی) خبروں کو سمیٹے ہوئے ہو، مثال کے طور پر اگر دنیا کی عمر دو ارب سال ہے اور اس اخبار میں دو ارب سالوں کی خبریں دی گئی ہوں تو ان خبروں میں جو سب سے بڑی خبر اور سب سے بڑی سرخی ہو گی وہ قیامت کی سرخی ہو گی۔ کوئی ایسا واقعہ نہیں جسے قیامت کے سامنے پیش کیا جا سکے، جو اس سے بڑی خبر ہو۔

الَّذِيْ هُمْ فِيْهِ مُخْتَلِفُوْنَ ﴿٣﴾ (جس کے بارے میں یہ مختلف چہ میگوئیاں کر رہے ہیں۔)

كَلَّا۔ ہرگز نہیں ارے باز آ جاؤ، اس بڑی خبر کا انکار کرنے سے باز آ جاؤ!

سَيَعْلَمُوْنَ۔ (عنقریب انہیں معلوم ہو جائے گا۔)

ثُمَّ كَلَّا سَيَعْلَمُوْنَ۔ پھر فرمایا: پھر باز آ جاؤ، انکار کرنے سے باز آ جاؤ۔ عنقریب ان کو معلوم ہو جائے گا۔

مجھے اس بات کا یقین ہے الحمد للہ، کہ قرآن نے جو کچھ کہا ہے وہ عملی طور پر انسان قیامت کے واقع ہونے سے

www.toobaaelibrary.com

پہلے اس دنیا میں دیکھ لے گا۔ کیسے مُردوں کو زندہ کیا جاسکتا ہے یہ انسان پر یکٹیکل طور پر اس کو دیکھ لے گا تو دنیا میں بھی جان لے گا اور آخرت میں تو ہر حال میں جان لے گا۔

ارے کیا تمہیں دوسری دفعہ پیدا کرنے پر تعجب ہو رہا ہے؟ کہ یہ اللہ دوسری دفعہ کیسے پیدا کرے گا؟ کیا تم اللہ کی قدرت کے بارے میں شک کرتے ہو؟

اللہ کی قدرت کے دلائل

یہاں اللہ کی قدرت کے نو دلائل بیان کیے۔ فرمایا کہ:

اَلَمۡ نَجۡعَلِ الۡاَرۡضَ مِهٰدًا (کیا یہ حقیقت نہیں کہ ہم نے زمین کو فرش بنایا؟)

وَّالۡجِبَالَ اَوۡتَادًا (اور پہاڑوں کو میخوں کی طرح گاڑ دیا۔)

وَّخَلَقۡنٰكُمۡ اَزۡوَاجًا (اور ہم نے تم کو جوڑوں کی شکل میں پیدا کیا)

وَّجَعَلۡنَا نَوۡمَكُمۡ سُبَاتًا (اور تمہاری نیند کو باعث سکون بنایا۔)

وَّجَعَلۡنَا الَّيۡلَ لِبَاسًا (اور رات کو لباس بنایا۔)

وَّجَعَلۡنَا النَّهَارَ مَعَاشًا (ہم نے دن کو معاش کا وقت بنایا۔)

وَّبَنَيۡنَا فَوۡقَكُمۡ سَبۡعًا شِدَادًا (اور ہم نے تمہارے اوپر سات مضبوط آسمان قائم کیے۔)

وَّجَعَلۡنَا سِرَاجًا وَّهَّاجًا (اور ہم نے ایک انتہائی روشن اور گرم سورج اور چراغ بنایا۔)

وَّاَنۡزَلۡنَا مِنَ الۡمُعۡصِرٰتِ مَآءً ثَجَّاجًا (اور ہم نے بادلوں سے لگاتار بارش برسائی۔)

لِّنُخۡرِجَ بِهٖ حَبًّا وَّنَبَاتًا (تا کہ ہم اس کے ذریعے سے اگائیں غلہ اور سبزی۔)

وَّجَنّٰتٍ اَلۡفَافًا (اور گھنے باغات۔)

یہ نو دلائل بیان کیے۔

قرآن کا کمال

قرآن اس انداز سے بات کرتا ہے کہ عام سے عام آدمی بھی قرآن کے مفہوم کو پالیتا ہے۔

کیونکہ قرآن دیہاتیوں کے لئے بھی ہے اور شہریوں کے لئے بھی اور عالموں کے لئے بھی، پڑھے لکھوں کے لئے بھی، اور ان پڑھوں کے لئے بھی، سائنسدانوں کے لئے بھی، اور غیر سائنسدانوں کے لئے بھی، یہ پہاڑ کے زمانے اور پتھر کے زمانے کے انسان کے لئے بھی نازل ہوا، اور آج کی جدید ٹیکنالوجی کے زمانے کے انسان کے لئے بھی نازل ہوا۔

www.toobaaelibrary.com

اور قرآن کا کمال یہ ہے جو دنیا کی کسی کتاب میں نہیں ہے کہ وہ ہر طبقے کو مطمئن کر سکے۔
دیہاتی کو بھی مطمئن کر سکے۔ اور شہری کو بھی، اور ایک چرواہے کو بھی اور ایک پڑھے لکھے پروفیسر، اور سائنسدان کو بھی مطمئن کر دے۔

یہ خصوصیت صرف قرآن کے اندر ہے اور کسی کتاب میں نہیں۔

اب یہ جو میں نے نو دلائل، ان کا ترجمہ آپ کو سنایا۔ ایک دیہاتی جب ان کو سنتا ہے تو اس کا دل بھی مطمئن ہوتا ہے اور ایک صاحب علم، صاحب تحقیق اور صاحب نظر انسان ذرا گہرائی میں جا کر ان آیات میں غور و فکر کرتا ہے تو اسے اس عمومی بیان کے پیچھے حقائق کی ایک دنیا نظر آتی ہے۔ جن میں اہل علم کے۔ لئے غور و فکر کا کمال ہے۔ اور وہ جان لیتا ہے کہ اس کائنات کی تخلیق میں بڑی حکمت اور منصوبہ بندی سے کام لیا گیا ہے۔ اس کے اندر ایک پیچیدہ قسم کی ٹیکنالوجی رکھ دی گئی ہے۔

زمین کو گہوارہ بنا دیا:

آپ ذرا غور فرمائیں فرمایا:

اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ مِهٰدًا ﴿۶﴾ (کیا یہ حقیقت نہیں کہ ہم نے زمین کو فرش بنا دیا۔)

کیا ہم نے زمین کو فرش نہیں بنایا؟ بچھونا نہیں بنایا ایک عام آدمی سمجھ لیتا ہے کہ ہاں زمین فرش ہے، بچھونا ہے اس پر لیٹا جا سکتا ہے، اس پر چلا جا سکتا ہے، اس پر عمارتیں تعمیر کی جا سکتی ہیں۔ لیکن جب ایک سائنسدان اس نظر سے غور و فکر کرتا ہے کہ یہاں پہلے کیا تھا۔ کچھ کہتے ہیں کہ پانی ہی پانی تھا۔ کچھ کہتے ہیں زمین کے نیچے آگ ہے اور گیسیں تھیں اور وہ جان لیتا ہے کہ اللہ کیا کہہ رہا ہے؟ ارے زمین ایسے ہی فرش اور بچھونا نہیں بن گئی۔ اس کو کسی بنانے والے نے بنایا ہے۔ تمہارے لیے اس کائنات میں کروڑوں نہیں زمین جیسے اربوں سیارے ہیں۔ لیکن کسی سیارے کے اندر زندگی کا وہ ساز و سامان نہیں جو زمین کے اندر پایا جاتا ہے۔ یہ جو چاند پر بھاگے بھاگے جا رہے ہیں اگر وہاں زندگی کا ساز و سامان ہوتا تو یہ اب تک وہاں محلات تعمیر کر چکے ہوتے لیکن وہاں زندگی کا ساز و سامان نہیں ہے۔ اللہ کہتے ہیں زمین کو ہم نے بچھونا بنایا۔ اور اس میں انسان کے لئے زندگی گزارنے کا ساز و سامان فراہم کیا اور پھر کہا جاتا ہے آپ بھی جانتے ہیں بلکہ آپ تو مجھ سے زیادہ جانتے ہیں۔ میں تو کتابوں سے پڑھ کر جو باتیں بتاتا ہوں آپ حضرات نے خود یہ چیزیں پڑھی ہوئی ہیں سائنس جانتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ یہ دنیا متحرک ہے اتنی تیز رفتاری سے حرکت کر رہی ہے کہ اگر زمین کی رفتار میں چلنے والی کوئی گاڑی ایجاد ہو جائے، یا کوئی ہوائی جہاز ایجاد ہو جائے، تو بائیس منٹ کے اندر پوری دنیا کا چکر لگا لے اتنی تیزی سے زمین حرکت کر رہی ہے۔ اور آپ کبھی جھولے پر بیٹھے ہوں گے، جھولا بھی حرکت کرتا ہے لیکن کیا جھولا بھی اتنی رفتار میں حرکت کرتا ہے، دس میل فی گھنٹہ

www.toobaaelibrary.com

ہوگی بلکہ اس سے بھی کم، لیکن سر چکرا جاتا ہے، انسان چند منٹ پُرسکون نہیں بیٹھ سکتا۔ وہ کون ہے جو زمین کو مسلسل حرکت میں بھی رکھے ہوئے ہے، زمین تیزی سے حرکت بھی کررہی ہے اور انسان کو جنبش تک نہیں ہوتی ہے۔ انسان اس پر تعمیرات بھی کررہا ہے۔ کبھی کبھی یہ دکھانے کے لئے کہ میں اللہ زمین کو تھامے ہوئے ہوں کبھی کبھی وہ زمین کے کسی بھی حصے میں زلزلہ برپا کردیتا ہے ذرا زمین ہل جاتی ہے تو شہر کے شہر آناً فاناً تباہ ہوجاتے ہیں۔

جاپان جیسا ترقی یافتہ ملک، جدید ٹیکنالوجی، بڑے بڑے ماہرین اور تعمیرات میں بڑی ذہانت کا ثبوت دیا گیا، لیکن آپ نے دیکھا کہ چند سال قبل زلزلہ آیا تو کیا ہوا؟ فلک بوس عمارتیں ایک دم زمین دوز ہوکر رہ گئیں۔

پہاڑوں کا قیام:

وَّالْجِبَالَ اَوْتَادًا ﴿۷﴾ (اور پہاڑوں کو میخوں کی طرح گاڑ دیا)

کہتے ہیں کہ پہاڑوں کو زمین کے جوڑوں والے مقامات پر میخوں کی مانند گاڑا گیا ہے جس کی وجہ سے زمین اس طرح مضبوط ہوگئی جس طرح میخیں ٹھوکنے سے لکڑی کے تختے آپس میں جڑ جاتے ہیں، اور اگر یہ پہاڑ نہ ہوتے تو یہ زمین مسلسل حرکت کرتی رہتی۔

کائنات کی ہر چیز کو جوڑا جوڑا بنایا

وَّخَلَقْنٰكُمْ اَزْوَاجًا ﴿۸﴾ (ہم نے تم کو جوڑوں کی شکل میں پیدا کیا)۔

ہر چیز میں اللہ نے نر اور مادّہ پیدا کیا۔ مرد بھی پیدا کئے عورتیں بھی اور صرف انسانوں میں نہیں حیوانوں میں بھی، نر پیدا کیے اور مادہ بھی، اگر نر ہی نر ہوتے تو بھی زندگی مشکل اور مادہ ہی مادہ ہوتیں تو بھی زندگی مشکل۔

اللہ کی خاندانی منصوبہ بندی

ارے! خاندانی منصوبہ بندی کرنے والے کیا کرسکتے ہیں؟ سب سے زیادہ تو منصوبہ بندی کرنے والا وہ اللہ ہے جو ایک منصوبے کے تحت نر کو بھی پیدا کررہا ہے اور مادہ کو بھی پیدا کررہا ہے۔ جو انسانی جرثومہ ہوتا ہے اور نطفہ ہوتا ہے اس کے اندر مذکر بننے کی بھی صلاحیت اور مؤنث بننے کی بھی صلاحیت پیدا کرتا ہے۔ وہ کون ہے جو اس انداز میں بچے اور بچیاں، نر اور مادہ پیدا کررہا ہے کہ نسل کی بقاء کا سلسلہ جاری رہے، نسل ختم نہ ہوجائے؟

ایسا تو ہوتا ہے کہ کسی کو صرف اللہ بچیاں دے دے اور کسی کو صرف بچے دے دے لیکن ایسا نہیں ہوسکتا کہ کسی شہر میں یا کسی ملک میں بچے ہی بچے پیدا ہوں اور بچیاں پیدا نہ ہوں اور بچیاں ہی بچیاں ہو اور بچے نہ ہوں، اس نے ایک خاص تناسب رکھا ہے۔ اس لیے کہ اس نے ایک خاص وقت تک دنیا کو باقی رکھنا ہے اور باقی رکھنے کے لئے

www.toobaaelibrary.com

ضروری ہے کہ نر بھی ہو اور مادہ بھی تا کہ تناسب کا سلسلہ جاری رہے۔

اللہ فرماتا ہے کہ ہم نے تم کو جوڑوں کی شکل میں پیدا کیا اور پھر آپس میں محبت والفت قائم کر دی۔ ایک مرد ہے اور ایک عورت ہے۔ خاندان مختلف، قبیلہ مختلف، شہر مختلف، جان پہچان نہیں، نکاح ہوا اور اللہ پاک نے محبت دلوں میں ڈال دی، انس ڈال دیا۔

نیند اللہ کی ایک عظیم نعمت ہے

وَّجَعَلْنَا نَوْمَكُمْ سُبَاتًا ۝ (اور ہم نے تمہاری نیند کو باعث سکون بنایا۔)

نیند کو سکون کا باعث بنایا، نیند انسان کی قوتِ عمل کو کچھ وقت کے لئے موقوف کر دیتی ہے۔

انسان سو کر اٹھتا ہے تو دوبارہ زندگی ملتی ہے، یہ کہتا ہے مجھے کیسے زندہ کرے گا؟ ارے بیوقوف! ہر رات سوتا ہے، ہر رات مرتا ہے، اور ہر رات صبح زندہ ہوتا ہے اور پھر کہتا ہے کہ کیسے زندہ کرے گا۔ اسی لیے تو کہا گیا کہ جب صبح اٹھو تو یہ دعا پڑھو۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْٓ اَحْیَانَا بَعْدَ مَآ اَمَاتَنَا وَاِلَیْهِ النُّشُوْرُ۔

(تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے جس نے موت کے بعد ہمیں زندگی عطا کر دی اور اسی کی طرف اُٹھنا ہے۔)

قربان جاؤں اپنے آقا کی مقدس زبان پر کیسی دعائیں سکھائیں۔ اب نیند سے اٹھ رہا ہے گویا کہ موت کے بعد زندگی مل رہی ہے تو اس موقع پر دعا آقا نے ایسی سکھائی کہ آخرت کی زندگی یاد آ جائے وَاِلَیْهِ النُّشُوْرُ ارے اسی کی طرف اٹھنا ہے جیسے آج اٹھا ہے اور اٹھ کر اپنے بیوی بچوں کی طرف جا رہا ہے۔ ایک دن اٹھے گا تو بیوی بچوں کے پاس نہیں جائے گا سیدھا اس بڑی عدالت میں حاضر ہو جائے گا۔

کتنے ہی ایسے واقعات درپیش آئے کہ رات کو سوئے اور صبح اٹھانے کے لئے گئے تو معلوم ہوا کہ وہ تو مر چکا ہے۔ وہ جس نے روح قبض کی تھی، اس نے چھوڑا ہی نہیں، موت آ چکی۔ اور ہم نے رات کو تمہارے لیے باعث سکون بنایا، سو کر اٹھے تھکاوٹ دور ہوگئی اور سو کر اٹھے صرف جسمانی تھکاوٹ ہی دور نہیں ہوئی بلکہ روحانی اور قلبی پریشانیاں بھی دور ہو جاتی ہیں۔ جو زیادہ پریشان ہوتا ہے، بعض اوقات ڈاکٹر اسے نیند کا انجکشن لگا دیتا ہے کہ اگر اس کو نیند نہ آئی تو یہ پاگل ہو جائے گا۔

غزوۂ اُحد کے موقع پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ستر کی تعداد میں شہید ہوئے۔ ہائے اللہ! ستر صحابہ شہید اور حضور ﷺ خود زخموں سے چور، اللہ نے کیا کیا؟ صحابہ پر نیند طاری کر دی۔ تلواریں ہاتھ میں ہیں اور سو رہے ہیں، لاشیں پڑی ہوئی ہیں ان کو کفن نہیں دیا، دفن نہیں کیا، اور اللہ نے نیند طاری کر دی۔ فرمایا:

اِذْ یُغَشِّیْكُمُ النُّعَاسَ اَمَنَةً مِّنْهُ وَیُنَزِّلُ عَلَیْكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً لِّیُطَهِّرَكُمْ بِهٖ

www.toobaaelibrary.com

(ہم نے نیند طاری کی تھی تم پر تاکہ تم سے یہ غم دور ہو جائے، یہ شکست کا غم دور ہو جائے۔)

دن اور رات کا قدرتی نظام

وَّجَعَلْنَا الَّيْلَ لِبَاسًا ﴿١٠﴾ (ہم نے رات کو لباس بنایا)

جیسے لباس جسم کو چھپا لیتا ہے رات پوری کائنات کو چھپا لیتی ہے، پوری کائنات چھپ جاتی ہے۔ یہ انسانوں نے دنیا میں کسی مرکز میں اکٹھے ہو کر طے نہیں کیا کہ ہمیں کب سونا چاہیے کب جاگنا چاہیے۔ اللہ نے فطرت میں رکھ دیا، ایک نظام سا بنا دیا کہ رات سونے کے لئے ہے اور دن کام کے لئے ہے۔

دن کے فوائد

وَّجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا ﴿١١﴾ (اور ہم نے دن کو معاش کا وقت بنایا)

یہاں سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کسبِ معاش، محنت، ملازمت، تجارت، مزدوری، کاروبار، یہ تقویٰ اور توکل کے منافی نہیں ہے۔ اللہ خود کہہ رہا ہے کہ ہم نے دن کو کسب معاش کے لئے بنایا۔ کام کرو نکھے کیوں بنے بیٹھے ہو۔

لیکن اللہ کے نبی کی تعلیم یہ ہے کہ رات کو جلدی سویا کرو اور صبح جلدی اٹھا کرو۔ افسوس کہ بگڑے ہوئے مسلمان نے آج اس کے الٹ عمل شروع کر دیا۔ اللہ ہمیں ہدایت عطا فرمائے۔ امین۔

کائنات کے مختلف عالم

وَّبَنَيْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعًا شِدَادًا ﴿١٢﴾ (اور ہم نے تمہارے اوپر سات مضبوط آسمان قائم کیے)

سائنسدانوں نے جب زمین کی کرہ ہوائی کی ساخت کا جائزہ لیا تو اس کے اندر سات تہیں ثابت ہوئیں کہ واقعی سات تہیں ہیں۔ اور بعض حضرات کہتے ہیں کہ ہوسکتا کہ اسی سے مراد کہکشانی مجموعہ ہو۔ ایک کہکشانی مجموعہ میں ستاروں کی تعداد ایک سو ملین کے لگ بھگ ہے۔

اور سات آسمان بھی مراد ہو سکتے ہیں۔

سورج اللہ کی ایک عظیم نعمت ہے

وَّجَعَلْنَا سِرَاجًا وَّهَّاجًا ﴿١٣﴾

(ہم نے ایک انتہائی روشن اور گرم چراغ بنا دیا ہے)

تمہارے لیے یہ سورج ایک گرم چراغ ہے کروڑوں سال سے یہ چراغ جل رہا ہے نہ تیل کی ضرورت، نہ

www.toobaaelibrary.com

پیٹرول کی ضرورت، نہ توانائی کی ضرورت اس کو، تو کیا ضرورت وہ ساری دُنیا کو توانائی دے رہا ہے ارے کون ہے جو اس چراغ کو جلائے ہوئے ہے؟ تمہارے چراغ تو آناً فاناً بجھ جاتے ہیں، ایک میعاد ہوتی ہے، لیکن اللہ کا چراغ جل رہا ہے۔ کروڑوں سال سے جل رہا ہے اور فرمایا کہ ہم نے اس کو روشن اور گرم بنایا۔

اس سورج کی گرمی کی وجہ سے زندگی کا نظام چل رہا ہے، یہ فصلیں پکاتا ہے، یہ جراثیم کو مارتا ہے، یہ سمندر سے پانی کو بخارات کی شکل میں اٹھاتا ہے، انہیں بادل بناتا ہے، بلندی پر لے جاتا ہے، اور پھر ان سے پانی کو نچوڑ دیتا ہے، پورا ایک نظام ہے۔

ایک عجیب نکتہ

اللہ نے پورے قرآن میں یا تو سورج کو سراج کہا ہے یا میرے اور آپ کے اور کائنات کے آقا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو سراج کہا ہے۔

بلکہ سورج کو ایک جگہ صرف سراج کہا۔ یہاں سِرَاجًا وَّهَّاجًا کہا بڑا گرم اور روشن، لیکن میرے آقا کے لئے اللہ نے فرمایا وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا۔ ہم نے آپ کو سراج منیر بنا کر بھیجا ہے۔ اگر آسمان کا سورج اس کائنات کے ظاہر میں روشنی پھیلاتا ہے، تو میرے آقا جو سورج سے زیادہ روشن ہیں، آپ دلوں کی دنیا میں روشنی پھیلاتے ہیں، آپ کی تعلیمات سے دلوں کی دنیا روشن ہوتی ہے۔ اور روشنی وہی ہوگی جہاں حضور ﷺ کی تعلیمات ہوں گی اور جہاں حضور ﷺ کی تعلیمات نہیں ہوں گی، اللہ کی قسم! ہزاروں قمقمے جلا لیے جائیں وہاں تاریکی ہی تاریکی رہے گی جتنا مرضی ہے بن ٹھن جاؤ، جب تک حضور ﷺ کی غلامی اختیار نہیں کرو گے، دل تاریک رہیں گے۔

بادلوں کی نعمت

وَّاَنْزَلْنَا مِنَ الْمُعْصِرٰتِ مَآءً ثَجَّاجًا ﴿۱۴﴾

(اور ہم نے بادلوں سے لگاتار بارش برسائی)

بادلوں سے پانی یا تو ہواؤں کے ذریعے سے یا بادلوں کے آپس میں ٹکرانے سے برستا ہے لیکن اللہ کہتا ہے کہ وہ پانی ہم برساتے ہیں۔ تمہیں یہ اسباب تو نظر آتے ہیں لیکن ان اسباب کے پیچھے مسبب الاسباب میں ہوں۔ میں یہ سب کچھ کر رہا ہوں، یہ کائنات کا نظام، یہ حسن، یہ ترتیب، یہ ہم آہنگی، یہ بتا رہا ہے کہ اس نظام کے پیچھے ایک ایسی ذات ہے جو علیم بھی ہے، خبیر بھی ہے، سمیع بھی ہے، بصیر بھی ہے، حکیم بھی ہے، کبیر بھی ہے، ایک ایسی ذات وہی ذات ہے جس نے زمین کو بچھونا بنایا، اسی نے پہاڑوں کو میخیں بنایا، اسی نے انسانوں کو جوڑا جوڑا بنایا اسی نے نیند کو باعث سکون بنایا، اسی نے رات کو لباس بنایا، اسی نے دن کو معاش کا وقت بنایا اسی نے سات آسمان بنائے، اسی نے سورج

www.toobaaelibrary.com

کو چمکتا ہوا روشن اور گرم بنایا اور اسی نے بادلوں سے پانی کو نچوڑا۔ کس لیے؟

لِّنُخْرِجَ بِهٖ حَبًّا وَّنَبَاتًا ﴿۱۵﴾ وَّجَنّٰتٍ اَلْفَافًا ﴿۱۶﴾

(تاکہ ہم اس کے ذریعے سے اگائیں غلہ، سبزی اور گھنے باغات۔)

کائنات کی ہر چیز حضرت انسان کے لئے

اپنی قدرت کے دلائل بیان کرنے کے بعد کہ میں قادر ہوں، اگر میں یہ سب کچھ کر سکتا ہوں تو میں تمہیں بھی پیدا کر سکتا ہوں۔ تو اب یہ بتایا کہ میں نے یہ سب کچھ بے فائدہ نہیں بنایا اور انسان، جس کے لئے یہ سب کچھ پیدا کیا گیا وہ کیسے بے فائدہ ہو سکتا ہے۔

اس کائنات کی تو کوئی چیز بھی بے فائدہ نہیں تو اے انسان! تو تو اشرف المخلوقات ہے تیرے لیے تو سب کچھ بنایا گیا، تو تو کیسے بے فائدہ ہو سکتا ہے؟

کیا تیرا خیال یہ ہے کہ میں عدل اور انصاف نہیں کروں گا؟ اچھے کام کرو یا برے کام کرو دنیا سے مر کھپ کر چلے جاؤ گے؟ نہیں میں عدل کرنے والا اللہ ہوں اگر میں برے کو سزا نہ دوں اور اچھے کو جزا نہ دوں تو میں عادل تو نہ ہوا میں نے عدل کا ایک دن رکھا ہے۔

فیصلے کا دن

اِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ كَانَ مِيْقَاتًا ﴿۱۷﴾ (بیشک فیصلے کا دن ایک مقررہ وقت ہے)

يَّوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ (جس دن صور پھونکا جائے گا)

بگل بجایا جائے گا، ایک آواز ہوگی، سب قبروں سے اٹھ کھڑے ہوں گے۔ اور ایسا اجتماع ہوگا جیسا اجتماع کبھی کسی نے نہیں دیکھا ہوگا، کبھی کسی نے نہیں سنا ہوگا۔

فَتَاْتُوْنَ اَفْوَاجًا ﴿۱۸﴾ (تم غول در غول نکل آؤ گے)

وَّفُتِحَتِ السَّمَآءُ (اور آسمان کو کھول دیا جائے گا)

فَكَانَتْ اَبْوَابًا ﴿۱۹﴾ (دروازے ہی دروازے بن کر رہ جائیں گے)

وَّسُيِّرَتِ الْجِبَالُ فَكَانَتْ سَرَابًا ﴿۲۰﴾

(اور پہاڑوں کو چلایا جائے گا وہ سراب ہو جائیں گے)

غبار بن کر ختم ہو جائیں گے۔ ایسے مناظر پیش آئیں گے جو کبھی کسی نے دیکھے نہیں ہوں گے اور نہ کسی نے سنے

www.toobaaelibrary.com

ہوں گے۔

یوم قیامت کی ایک جھلک

اب صور پھونکے جانے کے بعد جو واقعات رونما ہوں گے۔ نیکوکاروں اور بدکاروں کے فیصلے ہوں گے۔ ان کی جھلک دکھائی جارہی ہے اللہ جھلک دکھا رہے ہیں۔ دنیا میں ہی جھلک دکھا رہے ہیں جو کچھ آخرت میں ہوگا۔ اس کی جھلک۔

فرمایا: اِنَّ جَهَنَّمَ كَانَتْ مِرْصَادًا (بے شک جہنم ایک گھات ہے) ایک انسان کی طرح گھات میں بیٹھی ہوئی ہے۔

لِّلطَّاغِيْنَ مَاٰبًا۔ (سرکشوں کا ٹھکانہ ہے)

لّٰبِثِيْنَ فِيْهَآ اَحْقَابًا۔ (جس میں مدتوں پڑے رہیں گے۔ غیر متناہی زمانے تک)

لَا يَذُوْقُوْنَ فِيْهَا بَرْدًا وَّلَا شَرَابًا (نہیں چکھیں گے اس میں ٹھنڈک اور نہ پینے کے قابل کوئی چیز)

جہنمیوں کا کھانا پینا

اِلَّا حَمِيْمًا وَّغَسَّاقًا ﴿۲۵﴾ (مگر گرم پانی اور زخموں کا دھوون چکھیں گے)

زخموں کی پیپ یہ چکھیں گے اور کوئی چیز چکھتے کی نہیں ہوگی۔ اور ترمذی اور مسند احمد میں روایت ہے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا۔ لَوْ اَنَّ دَلْوًا اگر اس غساق کا، جہنمیوں کے زخموں کی پیپ کا ایک ڈول اس دنیا میں بہا دیا جائے تو پوری دنیا بدبودار ہو جائے کہ انسان کے لئے رہنا ممکن نہ رہے۔

جَزَآءً وِّفَاقًا (ان کے کرتوتوں کا پورا پورا بدلہ ہوگا)۔

اِنَّهُمْ كَانُوْا لَا يَرْجُوْنَ حِسَابًا (بے شک یہ توقع نہیں رکھتے تھے حساب کی) ان کو امید ہی نہیں تھی حساب وکتاب کی۔

وَّكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا كِذَّابًا (اور انہوں نے ہماری آیتوں کو بالکل جھٹلا دیا)۔

وَكُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ كِتٰبًا (اور حال یہ تھا کہ ہم نے ہر چیز گن کر لکھ رکھی تھی) ایک ایک عمل، ایک ایک حرکت، ایک ایک قول، ایک ایک نیکی، ایک ایک بدی، ہم نے گن کر لکھ رکھی تھی۔

اہلِ جہنم کے لئے سب سے سخت وعید والی آیت

فَذُوْقُوْا فَلَنْ نَّزِيْدَكُمْ اِلَّا عَذَابًا ﴿۳۰﴾

(پس چکھو ہم عذاب کے علاوہ تمہارے لیے کسی چیز کا اضافہ نہیں کریں گے)

www.toobaaelibrary.com

بعض حضرات فرماتے ہیں کہ قرآن میں جہنمیوں کے لیے اس آیت کریمہ سے زیادہ سخت کوئی آیت نہیں ہے۔ کیونکہ اس میں فرمایا کہ جب جہنمی ایک عذاب سے تنگ آکر فریاد کریں گے یارب! اس سے ہمیں نجات دے دے، آگ سے نجات دے دے، پیپ سے نجات دے دے ایک عذاب سے بچانے کی فریاد کریں گے تو ان کو اس کے بدلے میں اس سے بھی زیادہ سخت عذاب دیا جائے گا۔ تو اس سے زیادہ سخت آیت جہنمیوں کے لئے قرآن کریم میں اور کوئی نہیں۔

اہل جنت کا انعام

پہلے نافرمانوں کا ذکر، اب فرمانبرداروں کا ذکر، پہلے جہنم کا ذکر اور اب جنت کا ذکر، پہلے ترہیب اور اب ترغیب یہ قرآن کا انداز ہے۔ اللہ عذاب کا اتنا تذکرہ بھی نہیں کرتا کہ بندہ بالکل مایوس ہو جائے، اللہ اپنی رحمت کے دروازے کی طرف بھی اشارہ کرتا ہے۔ ارے یہ رحمت کا دروازہ بھی ہے ٹھیک ہے یہ جہنم تو ہے، میں نے بنائی ہے لیکن یہ جنت بھی ہے اس کا رخ بھی دیکھ لے اور میں اللہ تو یہی چاہتا ہوں کہ تو جہنم کا دروازہ نہ کھٹکھٹا، تو جنت کا دروازہ کھٹکھٹا، تو میرے عذاب کا مستحق نہ بن تو میری مغفرت کا مستحق بن۔ اس لیے آگے متقین کا ذکر:

اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ مَفَازًا۔ (بیشک پرہیزگاروں کے لئے کامیابی کا ایک مقام ہے)

حَدَآىِٕقَ وَاَعْنَابًا ﴿۳۲﴾ (باغات اور انگور)

وَّكَوَاعِبَ اَتْرَابًا ﴿۳۳﴾ (نوخیز ہم عمر لڑکیاں)

وَّكَاْسًا دِهَاقًا ﴿۳۴﴾ (چھلکتے ہوئے جام)

لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا وَّلَا كِذّٰبًا ﴿۳۵﴾ (وہاں نہیں سنیں گے کوئی لغو اور جھوٹی بات)

جنت کی نعمتوں کی حقیقت

یہ بات میں پہلے عرض کر چکا ہوں قرآن کریم میں اللہ نے جنتیوں کے لئے اپنی مختلف نعمتوں کا ذکر کیا لیکن جنت کی جو نعمتیں ہیں، ان کی اصل حقیقت ہمیں یہاں دنیا میں سمجھ نہیں آسکتی ہے خود اللہ نے فرمایا:

فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ

(ارے جنتیو! میں نے تمہارے لیے آنکھوں کی جو ٹھنڈک چھپا رکھی ہے، اس کو کوئی نہیں جان سکتا)

اور حضرت عبداللہ بن عباس نے فرمایا کہ:

ما فی الجنة مما فی الدنیا الا فی الاسماء

جنت کی نعمتیں اور یہ دنیا کی نعمتیں یہ صرف نام کی حد تک شریک ہیں ورنہ حقیقت میں ایک جیسی نہیں ہیں۔ یہ

www.toobaaelibrary.com

نہیں کہ انگوروں کا ذکر کیا تو یہی انگور ہیں، اگر اللہ جنت کی اصل نعمتیں ذکر کرتا تو وہ ہماری سمجھ میں نہیں آسکتی تھیں کہ یہ کیا نعمتیں ہیں۔ چنانچہ جن چیزوں سے ہم مانوس ہیں تو اللہ نے انہی کا ذکر کیا۔

جَزَآءً مِّن رَّبِّكَ عَطَآءً حِسَابًا ﴿۳۶﴾ (تیرے رب کی طرف سے جزا ہے اور کافی انعام ہے)

رَّبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الرَّحْمٰنِ

(اس نہایت رحم کرنے والے کی طرف سے جو مالک ہے آسمانوں کا اور زمین کا اور ان کے درمیان کی ہر چیز کا)

لَا يَمْلِكُونَ مِنْهُ خِطَابًا ﴿۳۷﴾ (اس کے سامنے بولنے کی کسی کو طاقت نہیں ہوگی)

کوئی نہیں بول سکے گا، نہ ملائکہ، نہ انبیاء، نہ اولیاء، نہ علماء کوئی نہیں بول سکے گا۔ ارے وہ اللہ ہے، رب العٰلمین ہے۔ جب تک اللہ اجازت نہیں دے گا کوئی نہیں بول سکے گا۔ اس کی سب پر چلتی ہے، اس پر کسی کی نہیں چلتی کوئی اس کو مجبور نہیں کر سکتا۔ ہمارے آقا بھی شفاعت کریں گے تو سجدے میں شفاعت کریں گے۔ ہاں اس پر کسی کا جبر نہیں ہو سکتا۔

قیامت کا ایک منظر

ایک اور منظر، قیامت کے مناظر اللہ بیان کر رہے ہیں منظر کشی ہو رہی ہے۔ یہ سامنے دیکھو، میں اللہ دکھا رہا ہوں کیسا منظر ہوگا۔

يَوْمَ يَقُومُ الرُّوحُ وَالْمَلٰٓئِكَةُ صَفًّا ۖ

(جس دن کھڑے ہوں گے روح اور فرشتے صف بستہ)

جبرائیل امین بہت بڑا فرشتہ، عظیم فرشتہ۔ اللہ نے خود کہا ذِي قُوَّةٍ عِندَ ذِي الْعَرْشِ مَكِينٍ ﴿۲۰﴾ مُّطَاعٍ ثَمَّ أَمِينٍ ﴿۲۱﴾۔

اللہ نے خود کہا وہ قوت والا ہے۔ اور اس کی وہاں عزت ہے۔ لیکن فرمایا کہ اس دن جبرائیل امین بھی صف بستہ کھڑے ہوں گے۔ عزرائیل کھڑے ہیں، اسرافیل کھڑے ہیں، میکائیل کھڑے ہیں صف بستہ خاموش، سہمے ہوئے، مگر ہر ایک پُر رعب، خوف، جلالت اور ہیبت چھائی ہوئی ہوگی۔

لَّا يَتَكَلَّمُونَ إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ

(کوئی بات نہیں کر سکے گا سوائے اس کے جسے رحمٰن اجازت دے)

وَقَالَ صَوَابًا ﴿۳۸﴾ (اور وہ ٹھیک بات کہے)

www.toobaaelibrary.com

ذٰلِكَ الْيَوْمُ الْحَقُّ ۚ ۔ یہ مناظر بیان کیے۔ جہنم کا منظر، جنت کا منظر، فرشتوں کے سامنے کھڑے ہونے کا منظر اور بیان کرنے کے بعد اللہ یوں کہہ رہے ہیں جیسا کہ ایمان والوں کی نظریں اس قیامت کو دیکھ رہی ہیں۔ فرمایا کہ (یہ ہے برحق دن)

فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ مَاٰبًا ﴿۳۹﴾

(جس کا دل چاہے اپنے رب کی طرف پلٹنے کا راستہ اختیار کرے)

ارے پلٹ آؤ۔ تیاری کرلو اور غفلت چھوڑ دو۔

اِنَّآ اَنْذَرْنٰكُمْ عَذَابًا قَرِيْبًا ۖۚ

(بے شک ہم نے تم کو ڈرا دیا ایک ایسے عذاب سے جو قریب آ چکا)

انسان تو سمجھتا ہے کہ بہت دور ہے لیکن زندگی کا سفر کیا ہے پچاس سال، ستر سال، اسی سال یہ مختصر سی زندگی، تو فرمایا کہ وہ دن، وہ عذاب قریب آ چکا۔

يَّوْمَ يَنْظُرُ الْمَرْءُ مَا قَدَّمَتْ يَدٰهُ

(جس دن انسان دیکھے گا جو اس کے ہاتھوں نے آگے بھیجا ہوگا)

انسان آگے بھیج رہا ہے یہ جو ہم بیٹھتے ہیں درس قرآن کے لئے یہ ہم آگے بھیج رہے ہیں، یہ جو ہم جھک رہے ہیں نماز میں یہ آگے بھیج رہے ہیں، اللہ کہہ رہا ہے آگے بھیج رہے ہو۔ آخرت کے اکاؤنٹ میں یہ سب کچھ جمع ہو رہا ہے۔

قیامت کے دن کافر کی تمنا

وَيَقُوْلُ الْكٰفِرُ يٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ تُرٰبًا ﴿۴۰﴾

(اور کافر کہے گا ہائے کاش! کہ میں خاک ہو جاتا مٹی ہو جاتا)

بعض حضرات نے کہا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ کہے گا اے کاش! کہ میں پیدا ہی نہ ہوتا۔ بعض نے کہا کہ وہ کہے گا ہائے کاش! میں نے مٹی کی طرح عاجزی اختیار کی ہوتی اللہ کے سامنے تکبر نہ کیا ہوتا۔ بعض حضرات کہتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے اللہ پاک حیوانات کو بھی پیدا فرمائے گا۔ پھر حیوانات میں بھی عدل اور بدلے کا انتظام ہوگا۔

وہ کامل عدل کا دن ہوگا۔ حیوانوں میں بھی عدل ہو رہا ہے۔ تم نے زیادتی کی تھی اب بدلہ تم سے لیا جائے گا اور جب بدلہ ہو جائے گا تو اللہ حیوانوں کو کہے گا کہ تم مٹی ہو جاؤ۔ کافر جب دیکھے گا ارے کتوں کو مٹی بنا دیا گیا،

www.toobaaelibrary.com

خنزیروں کو مٹی بنادیا گیا، حیوانوں کو مٹی بنادیا گیا تو کہے گا: يٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ تُرٰبًا۔
اے کاش! کہ مجھے بھی اس طرح مٹی بنادیا جائے لیکن اس کی یہ حسرت اور تمنا پوری نہیں ہوگی۔
اللہ مجھے اور آپ کو اس دن کی تیاری کی توفیق نصیب فرمائے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العٰلمین۔

www.toobaaelibrary.com

سُوْرَۃُ النّٰزِعٰتِ مَکِّیَّۃٌ

موضوع

متقین اور مجرمین کا انجام

www.toobaaelibrary.com

اٰيَاتُهَا ٤٦ (٧٩) سُوْرَةُ النّٰزِعٰتِ مَكِّيَّةٌ (٨١) رُكُوْعَاتُهَا ٢

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا ۙ﴿١﴾ وَّالنّٰشِطٰتِ نَشْطًا ۙ﴿٢﴾ وَّالسّٰبِحٰتِ سَبْحًا ۙ﴿٣﴾ فَالسّٰبِقٰتِ
سَبْقًا ۙ﴿٤﴾ فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا ﴿٥﴾ يَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَةُ ۙ﴿٦﴾ تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ ؕ﴿٧﴾
قُلُوْبٌ يَّوْمَئِذٍ وَّاجِفَةٌ ۙ﴿٨﴾ اَبْصَارُهَا خَاشِعَةٌ ﴿٩﴾ يَقُوْلُوْنَ ءَاِنَّا لَمَرْدُوْدُوْنَ فِي
الْحَافِرَةِ ﴿١٠﴾ ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا نَّخِرَةً ؕ﴿١١﴾ قَالُوْا تِلْكَ اِذًا كَرَّةٌ خَاسِرَةٌ ﴿١٢﴾ فَاِنَّمَا هِيَ
زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ ۙ﴿١٣﴾ فَاِذَا هُمْ بِالسَّاهِرَةِ ؕ﴿١٤﴾ هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ مُوْسٰى ﴿١٥﴾ اِذْ نَادٰىهُ
رَبُّهٗ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ۚ﴿١٦﴾ اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ۖ﴿١٧﴾ فَقُلْ هَلْ لَّكَ اِلٰى
اَنْ تَزَكّٰى ۙ﴿١٨﴾ وَاَهْدِيَكَ اِلٰى رَبِّكَ فَتَخْشٰى ۚ﴿١٩﴾ فَاَرٰىهُ الْاٰيَةَ الْكُبْرٰى ۖ﴿٢٠﴾ فَكَذَّبَ
وَعَصٰى ۖ﴿٢١﴾ ثُمَّ اَدْبَرَ يَسْعٰى ۖ﴿٢٢﴾ فَحَشَرَ فَنَادٰى ۖ﴿٢٣﴾ فَقَالَ اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى ۖ﴿٢٤﴾ فَاَخَذَهُ
اللّٰهُ نَكَالَ الْاٰخِرَةِ وَالْاُوْلٰى ؕ﴿٢٥﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى ﴿٢٦﴾ ءَاَنْتُمْ اَشَدُّ
خَلْقًا اَمِ السَّمَآءُ ؕ بَنٰىهَا ﴿٢٧﴾ رَفَعَ سَمْكَهَا فَسَوّٰىهَا ۙ﴿٢٨﴾ وَاَغْطَشَ لَيْلَهَا وَاَخْرَجَ
ضُحٰىهَا ﴿٢٩﴾ وَالْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِكَ دَحٰىهَا ﴿٣٠﴾ اَخْرَجَ مِنْهَا مَآءَهَا وَمَرْعٰىهَا ﴿٣١﴾
وَالْجِبَالَ اَرْسٰىهَا ۙ﴿٣٢﴾ مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِاَنْعَامِكُمْ ؕ﴿٣٣﴾ فَاِذَا جَآءَتِ الطَّآمَّةُ
الْكُبْرٰى ۖ﴿٣٤﴾ يَوْمَ يَتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ مَا سَعٰى ۙ﴿٣٥﴾ وَبُرِّزَتِ الْجَحِيْمُ لِمَنْ يَّرٰى ﴿٣٦﴾
فَاَمَّا مَنْ طَغٰى ۙ﴿٣٧﴾ وَاٰثَرَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ۙ﴿٣٨﴾ فَاِنَّ الْجَحِيْمَ هِيَ الْمَاْوٰى ؕ﴿٣٩﴾ وَاَمَّا مَنْ

www.toobaaelibrary.com

خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ﴿۴۰﴾ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى ﴿۴۱﴾
يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰىهَا ﴿۴۲﴾ فِيْمَ اَنْتَ مِنْ ذِكْرٰىهَا ﴿۴۳﴾ اِلٰى رَبِّكَ
مُنْتَهٰىهَا ﴿۴۴﴾ اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرُ مَنْ يَّخْشٰىهَا ﴿۴۵﴾ كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا
عَشِيَّةً اَوْ ضُحٰىهَا ﴿۴۶﴾

ترجمہ:...... قسم ہے اُن (فرشتوں) کی جو (کافروں کی رُوح) سختی سے کھینچتے ہیں، (۱) اور جو (مؤمنوں کی رُوح کی) گرہ نرمی سے کھول دیتے ہیں، (۲) پھر (فضا میں) تیرتے ہوئے جاتے ہیں، (۳) پھر تیزی سے لپکتے ہیں، (۴) پھر جو حکم ملتا ہے، اُس (کو پورا کرنے) کا انتظام کرتے ہیں، (۵) کہ جس دن بھونچال (ہر چیز کو) ہلا ڈالے گا، (۶) پھر اُس کے بعد ایک اور جھٹکا آئے گا، (۷) اُس دن بہت سے دل لرز رہے ہوں گے، (۸) اُن کی آنکھیں جھکی ہوئی ہوں گی، (۹) یہ (کافر لوگ) کہتے ہیں کہ: ''کیا ہم پہلی والی حالت پر لوٹا دیئے جائیں گے؟ (۱۰) کیا اُس وقت جب ہم بوسیدہ ہڈیوں میں تبدیل ہو چکے ہوں گے؟'' (۱۱) کہتے ہیں: ''اگر ایسا ہوا تو یہ بڑے گھاٹے کی واپسی ہوگی'' (۱۲) حقیقت تو یہ ہے کہ وہ بس ایک زور کی آواز ہوگی، (۱۳) جس کے بعد وہ اچانک ایک کھلے میدان میں ہوں گے۔ (۱۴) (اے پیغمبر!) کیا تمہیں موسیٰ کا واقعہ پہنچا ہے؟ (۱۵) جب اُن کے پروردگار نے اُنہیں طُویٰ کی مقدس وادی میں آواز دی تھی (۱۶) کہ: ''فرعون کے پاس چلے جاؤ، اُس نے بہت سرکشی اختیار کر رکھی ہے۔ (۱۷) اور اُس سے کہو کہ کیا تمہیں یہ خواہش ہے کہ تم سنور جاؤ؟ (۱۸) اور یہ کہ میں تمہیں تمہارے پروردگار کا راستہ دِکھاؤں تاکہ تیرے دل میں خوف پیدا ہو جائے؟'' (۱۹) چنانچہ موسیٰ نے اُس کو بڑی زبردست نشانی دکھائی، (۲۰) پھر بھی اُس نے (اُنہیں) جھٹلایا، اور کہنا نہیں مانا، (۲۱) پھر دوڑ دُھوپ کرنے کے لئے پلٹا، (۲۲) پھر سب کو اکٹھا کیا، اور آواز لگائی (۲۳) اور کہا کہ: ''میں تمہارا اعلیٰ درجے کا پروردگار ہوں''۔ (۲۴) نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ نے اُسے آخرت اور دنیا کے عذاب میں پکڑ لیا۔ (۲۵) حقیقت یہ ہے کہ اس واقعے میں اُس شخص کے لئے بڑی عبرت ہے جو اللہ کا خوف دِل میں رکھتا ہو۔ (۲۶) (انسانو!) کیا تمہیں پیدا کرنا زیادہ مشکل ہے، یا آسمان کو؟ اُس کو اللہ نے بنایا ہے، (۲۷) اُس کی بلندی اُٹھائی ہے، پھر اُسے ٹھیک کیا ہے، (۲۸) اور اُس کی رات کو اندھیری بنایا ہے، اور اُس کے دن کی دُھوپ باہر نکال دی ہے، (۲۹) اور زمین کو اُس کے بعد بچھا دیا ہے، (۳۰) اُس میں سے اُس کا پانی اور اُس کا چارہ نکالا ہے، (۳۱) اور پہاڑوں کو گاڑ دیا ہے۔ (۳۲) تاکہ تمہیں اور تمہارے مویشیوں کو فائدہ پہنچائے۔ (۳۳) پھر جب وہ سب سے بڑا ہنگامہ برپا ہوگا، (۳۴) جس دن انسان اپنا سارا کیا دھرا یاد کرے گا، (۳۵) اور دوزخ ہر دیکھنے والے کے سامنے ظاہر کر دی جائے گی، (۳۶) تو وہ جس نے سرکشی کی تھی، (۳۷) اور دنیا کی زندگی کو ترجیح دی تھی، (۳۸) تو دوزخ ہی اُس کا ٹھکانا ہوگی۔ (۳۹) لیکن وہ جو اپنے پروردگار کے سامنے کھڑا ہونے کا خوف رکھتا تھا، اور اپنے نفس کو بُری خواہشات سے روکتا تھا، (۴۰) تو جنت ہی اُس کا ٹھکانا ہوگی۔ (۴۱) یہ لوگ تم سے

www.toobaaelibrary.com

قیامت کی گھڑی کے بارے میں پوچھتے ہیں کہ وہ کب قائم ہوگی؟ (۴۲) تمہارا یہ بات بیان کرنے سے کیا کام؟ (۴۳) اس کا علم تو تمہارے پروردگار پر ختم ہے۔ (۴۴) جو شخص اُس سے ڈرتا ہو، تم تو صرف اُس کو خبردار کرنے والے ہو۔ (۴۵) جس دن یہ اُس کو دیکھ لیں گے، اُس دن اُنہیں ایسا معلوم ہوگا جیسے وہ (دنیا میں یا قبر میں) ایک شام یا ایک صبح سے زیادہ نہیں رہے۔ (۴۶)

تشریح:...... یہ سورۃ النازعات ہے مکی سورت ہے اور اس میں چھیالیس آیات ہیں اس سورت کی ابتداء میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے پانچ قسمیں کھائی ہیں۔

گنہگار کی جان کنی

پہلی قسم: وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا ۙ﴿۱﴾ (قسم ہے ان فرشتوں کی جو ڈوب کر کھینچتے ہیں)

وَّالنّٰشِطٰتِ نَشْطًا۔ (قسم ہے ان فرشتوں کی جو آہستہ سے نکال لیتے ہیں۔)

اس سے مراد کون ہیں؟ یہ ڈوب کر کھینچنے والے اور آہستہ سے نکال لینے والے سے کون مراد ہیں؟ زیادہ تر مفسرین فرماتے ہیں کہ اس سے مراد فرشتے ہیں۔ یہ پانچوں قسمیں فرشتوں کی مختلف حالتوں کی ہیں۔

مسند احمد کی ایک روایت میں ہے کہ فرشتے موت کے وقت بدکار کی جان کھینچ کر نکالتے ہیں جس سے اس کو تکلیف ہوتی ہے فرشتے اس کی روح سے کہتے ہیں اے خبیث روح! نکلو خبیث بدن سے، جسے تم نے آباد کر رکھا تھا۔ اس کی روح جسم سے نکلنا نہیں چاہتی، فرشتے اسے کھینچ کر نکالتے ہیں جیسے خاردار جھاڑیوں پر کوئی اُونی کپڑا ڈال دیا جائے اور اونی کپڑا ان کانٹوں میں الجھ جائے اور پھر کپڑے کو کھینچا جائے، کہیں سے پھٹ جائے، کہیں سے ریشے نکل جائیں اور دھاگے نکل جائیں، تو یوں اس کی روح کو نکالا جاتا ہے۔

مؤمن کی جان کنی

دوسری قسم: وَّالنّٰشِطٰتِ نَشْطًا (اور قسم ہے اُن فرشتوں کی جو آہستہ سے نکال لیتے ہیں)

اس سے مراد مومن کی روح ہے کہ وہ آہستہ سے نکال لیتے ہیں، موت کے وقت فرشتے اسے کہتے ہیں جیسا کہ سورۃ الفجر کے آخر میں فرمایا: یٰۤاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَىِٕنَّةُ۔ ارْجِعِیْۤ اِلٰى رَبِّكِ۔ اے نفس مطمئنہ لوٹ اپنے رب کی طرف۔ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً۔ تو اس سے راضی اور تیرا رب تجھ سے راضی فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ پس داخل ہو جا میرے بندوں میں وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ اور داخل ہو جا میری جنت میں۔

تیسری قسم: وَّالسّٰبِحٰتِ سَبْحًا ﴿۳﴾ (قسم ہے اُن فرشتوں کی جو تیزی سے تیرتے پھرتے ہیں کائنات کے اطراف میں)

www.toobaaelibrary.com

زمینوں کی فضاؤں میں، آسمانوں میں تیرتے پھرتے ہیں۔

چوتھی قسم: فَالسّٰبِقٰتِ سَبْقًا ﴿۴﴾ (پھر قسم ہے اُن فرشتوں کی جو ایک دوسرے سے سبقت کرتے ہیں)

امرالٰہی کی تعمیل میں، اللہ کے حکموں کو پورا کرنے میں ہر ایک کی کوشش ہے کہ میں دوسرے سے اللہ کے حکم کی تعمیل میں آگے بڑھ جاؤں، یا دوسرا مطلب یہ بیان کیا گیا ہے کہ وہ ایمان والوں کی روحوں کو جنت میں لیجانے میں ایک دوسرے سے سبقت کرتے ہیں۔

پانچویں قسم: فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا ﴿۵﴾ (وہ معاملات کی تدبیر کرتے ہیں)

حقیقی مدبر تو اللہ ہے۔ سارے عالم کی تدبیر کرنے والا کسی کی عزت، کسی کی ذلت، کسی کی موت اور کسی کی زندگی اور کسی کی فتح اور کسی کی شکست اور کسی کی صحت اور کسی کی بیماری اور کسی سے لینے کا اصل فیصلہ کرنے والا اور عالم کی تدبیر کرنے والا اللہ ہے لیکن اللہ اپنے حکموں اور ان سارے معاملات کی تدبیر فرشتوں سے کرواتے ہیں۔

کہا گیا ہے کہ یہ پانچوں قسمیں فرشتوں کی مختلف حالتوں کے بارے میں ہیں بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ ان پانچوں قسموں سے ستارے مراد ہیں جو کائنات کی فضاؤں میں کہیں ڈوبتے ہیں کہیں نکل آتے ہیں، تیزی سے گردش کرتے ہیں، کوئی تیز چلتا ہے کوئی آہستہ چلتا ہے تو ستاروں کی مختلف حالتیں مراد ہیں۔

کسی نے کہا کہ یہ ہوا کی مختلف حالتوں کی قسم ہے۔

قرآن کا مقصد اصلی

وَالذّٰرِيٰتِ ذَرْوًا ﴿۱﴾ فَالْحٰمِلٰتِ وِقْرًا ﴿۲﴾ فَالْجٰرِيٰتِ يُسْرًا ﴿۳﴾ فَالْمُقَسِّمٰتِ اَمْرًا ﴿۴﴾

ان کلمات کا مفہوم جو بھی ہو مراد اس سے فرشتے ہیں، یا ستارے یا ہوائیں ہیں ان کلمات کو لانے کا اصل مقصد انسانی احساس کو بیدار کرنا ہے اور یہ بتانا ہے کہ ان قسموں کے بعد جو بات بیان کی جارہی ہے وہ بڑی اہم ہے دلوں کو متوجہ کرنا، جگانا، ہلانا، بیدار کرنا اصل مقصد ہے، اور یہاں یہ عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ قرآن کا اصل مقصد دلوں کو بیدار کرنا ہے یہ دلوں کی تاروں کو چھیڑتا ہے تاکہ ان پر ربانی نغمہ گایا جائے، یہ دلوں کو جگاتا ہے، دلوں کو بیدار کرتا ہے اور دلوں کو گرماتا ہے۔ اور جو لوگ تفسیر کی باریکیوں میں پڑ جاتے ہیں وہ اس سے محروم رہتے ہیں جو اصل مقصد ہے قرآن کا، دلوں کو متوجہ کرنا، بیدار کرنا، جگانا، گرمانا، یہ مقصد پھر فوت ہوجاتا ہے جب تفسیری اقوال میں بحثوں میں اور نقطوں میں اور واقعات کی تفصیل میں کوئی الجھ جائے تو یہ مقصد فوت ہوجاتا ہے۔

اور آپ جانتے ہیں کہ جہاں قسم ہوتی ہے وہاں قسم کا جواب بھی ہوتا ہے جسے جوابِ قسم کہا جاتا ہے۔

ان قسموں کا جوابِ قسم کیا ہے؟ علماء فرماتے ہیں جوابِ قسم ہے لتبعثن بعد الموت مجھے فرشتوں کی یا ستاروں

www.toobaaelibrary.com

کی ان پانچ حالتوں کی قسم! تمہیں مرنے کے بعد ضرور زندہ کیا جائے گا۔

راجفہ اور رادفہ کیا ہیں؟

يَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَةُ ﴿٦﴾ (جس دن کانپے گی کانپنے والی)۔

تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ ﴿٧﴾ (اس کے پیچھے آئے گی پیچھے آنے والی)۔

الرَّاجِفَةُ (کانپنے والی) رادفہ (پیچھے آنے والی) اس سے مراد کیا ہے؟ یہ بھی کہا گیا کہ کانپنے والی سے مراد زمین ہے زمین کانپ اٹھے گی زمین پر زلزلہ سا برپا ہو جائے گا۔

اور رادفہ (پیچھے آنے والی) اس سے مراد آسمان ہے۔ پہلے زمین پر زلزلہ برپا ہوگا اور پھر آسمانوں میں زلزلہ برپا ہوگا اور سب کچھ شکست وریخت سے دوچار ہو جائے گا، سب کچھ ٹوٹ پھوٹ جائے گا۔ يَوْمَ تُبَدَّلُ الْأَرْضُ غَيْرَ الْأَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ زمین بھی بدل جائے گی اور آسمان بھی بدل دیئے جائیں گے، نہ یہ زمین باقی رہے گی اور نہ یہ آسمان باقی رہے گا۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ راجفہ سے مراد پہلا صور ہے، جو حضرت اسرافیل علیہ السلام اللہ کے حکم سے پہلی دفعہ پھونکیں گے، نتیجہ یہ نکلے گا کہ ساری مخلوق بے ہوش ہو جائے گی اور موت کے منہ میں چلی جائے گی اور پھر جب دوسرا صور پھونکا جائے گا تو اس کے نتیجے میں ساری مخلوق زندہ ہو جائے گی اور زمین سے یوں اُگ آئے گی جیسے بارش برسنے سے فصل اُگ آتی ہے۔ سورہ زمر کی آیت نمبر ۶۸ میں اللہ نے فرمایا:

قیامت کا یقین

وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَنْ شَاءَ اللّٰهُ

(صور پھونکا جائے گا تو آسمانوں اور زمین کی ساری مخلوق پر بے ہوشی طاری ہو جائے گی)۔

ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ أُخْرٰى۔ (پھر دوسری مرتبہ صور پھونکا جائے گا)۔ فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ (سب کھڑے ہو جائیں گے زندہ ہو کر دیکھنے لگیں گے)۔

ترمذی میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ایسا ہوا کہ رات کے دو تہائی گزر چکے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں جمع فرمایا اور ارشاد فرمایا: یایھا الناس اذکروا اللہ۔ (اے لوگو اللہ کو یاد کرو)۔ جاءت الراجفہ تتبعھا الرادفہ۔ (آگئی کانپنے والی اور آگئی پیچھے آنے والی)۔

آپ سوچیں گے کہ راجفہ اور رادفہ تو اب تک نہیں آئیں اور حضور اس وقت فرما رہے ہیں آگئیں؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کے وعدوں پر، اللہ کی خبروں پر اتنا یقین تھا اگرچہ وہ واقعہ ہزاروں سال بعد واقع ہونے والا

www.toobaaelibrary.com

ہے لیکن اللہ کے نبی نے فرمایا ہو گیا، ارے ہو گیا، جو اللہ نے کہہ دیا وہ ہو کر رہے گا اور مجھے اللہ کے کہے ہوئے پر ایسا یقین ہے گویا کہ وہ ایسا واقعہ ہے کہ ہو چکا ارے آ گئی میرے صحابہ! آ گئی وہ قیامت کی حالت جب زمین کانپے گی جب آسمانوں میں زلزلہ برپا ہو جائے گا۔ جآء الموت بما فیہ موت اپنی ساری حشر سامانیوں اور ہلاکت خیزیوں کے ساتھ آ گئی۔

درود شریف کو وظیفہ زندگی بنالو

مسند احمد میں روایت ہے ایک صحابی نے عرض کیا، یارسول اللہ! مجھے یہ فرمایئے کہ اگر میں اپنا وظیفہ یہ بنالوں کہ آپ پر درود شریف ہی پڑھتا رہوں تو پھر کیا اس مصیبت سے بچ سکتا ہوں اللہ کے نبی نے فرمایا:

اذا یکفیک اللہ ما اھمّک من دنیاک و آخرتک

(اگر تم درود شریف کو اپنا وظیفہ بنالو تو اللہ تمہیں دنیا و آخرت کی ساری پریشانیوں سے محفوظ رکھے گا)۔

میرے بزرگو اور دوستو:

کثرت کے ساتھ حضور اکرم ﷺ پر درود شریف پڑھا کرو، حضور کے ہم پر اللہ کے بعد سب سے زیادہ احسانات ہیں، نہ ماں کے، نہ باپ کے، نہ استاد کے، نہ کسی پیرومرشد کے اتنے احسانات ہیں جتنے اللہ کے احسانات، اور اللہ کے بعد اللہ کے رسول ﷺ کے احسانات ہیں اور ان احسانات کا شکریہ ادا کرنے کی ایک صورت یہ ہے کہ ہم کثرت کے ساتھ حضور اکرم ﷺ پر درود شریف بھیجا کریں۔

قُلُوْبٌ يَّوْمَئِذٍ وَّاجِفَةٌ ﴿٨﴾ (اس دن کچھ دل کانپ رہے ہوں گے)۔

اَبْصَارُهَا خَاشِعَةٌ ﴿٩﴾ (ان کی نگاہیں جھکی ہوئی ہوں گی سہمی ہوئی ہوں گی)۔

يَقُوْلُوْنَ ءَاِنَّا لَمَرْدُوْدُوْنَ فِي الْحَافِرَةِ ﴿١٠﴾ (کیا ہمیں پھر پہلی حالت میں لوٹا دیا جائے گا)۔

ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا نَّخِرَةً ﴿١١﴾ (جبکہ ہم بوسیدہ ہڈیاں ہو چکے ہوں گے)۔

یہ کیسے ہو سکتا ہے جب ہم بوسیدہ ہڈیاں ہو جائیں، گل سڑ جائیں، اور پھر ہمیں دوبارہ زندہ کر دیا جائے، ان کی سمجھ میں یہ بات نہیں آتی تھی کہ جب ہم گل سڑ کر بوسیدہ ہڈیاں ہو جائیں گے تو ہمیں دوبارہ کیسے زندہ کیا جائے گا۔

آج جدید سائنس نے اس کو ثابت کر دیا کہ ایسا ہو سکتا ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ یہ جو سائنسدان کہتے ہیں کہ ہر جاندار چیز کا کوئی ڈی این اے ہوتا ہے جس میں اس کی پوری شخصیت کے خدوخال ہوتے ہیں۔ ڈی این اے کیا ہے؟ ایک چھوٹا سا خلیہ اس کے اندر انسان کی پوری شخصیت پوشیدہ ہوتی ہے۔ سر سے لے کر پیروں تک اور یہ کہتے ہیں کہ اس خلیہ کو لے کر انسان کی اور حیوان کی فوٹو کاپی تیار کی جا سکتی ہے۔ دوسرا انسان اور دوسرا حیوان تیار کیا جا سکتا ہے اگر آج

www.toobaaelibrary.com

کے ڈاکٹر اور سائنسدان اللہ کی دی ہوئی عقل کی وجہ سے ایک خلیہ لے کر انسان کی فوٹو کاپی تیار کر سکتے ہیں تو ان بوسیدہ ہڈیوں میں تو ہزاروں ڈی این اے ہیں تو وہ اللہ جس نے ان کو پیدا کیا، کیا اس سے دوبارہ نیا انسان پیدا نہیں کر سکتا؟

قرآن علم کی کتاب ہے۔ توحید علم کے دروازے کو کھولتی ہے اور شرک جہالت کا نام ہے۔ قرآن کا انکار جہالت ہے اور قرآن کی حقانیت اور قرآن کے علوم کا اقرار علم کا اقرار ہے، سائنس کا اقرار ہے، حقائق کا اقرار ہے۔

قَالُوْا تِلْكَ اِذًا كَرَّةٌ خَاسِرَةٌ ﴿۱۲﴾ (اور کہتے ہیں کہ یہ لوٹنا بڑے ہی خسارے کا ہوگا)

اگر واقعی دوبارہ ہمیں زندہ کر دیا گیا تو یہ تو بڑا خسارہ ہوگا اللہ کہتے ہیں۔

فَاِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ ﴿۱۳﴾ (وہ تو بس ایک ہی ڈانٹ ہوگی)

ایک دفعہ حکم دوں گا زندہ ہو جاؤ، کھڑے ہو جاؤ قبروں سے۔

فَاِذَا هُمْ بِالسَّاهِرَةِ ﴿۱۴﴾ (سو وہ دفعتاً میدان میں آموجود ہوں گے)

اس میں دیر نہیں لگے گی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ

هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ مُوْسٰى۔

پہلی چودہ آیات میں عذاب قیامت کی اور خود قیامت کی تصویر تھی اب اگلی آیات میں اس تاریخی عذاب کی ایک شہادت پیش کی گئی ہے کہ یہ جو میں کہتا ہوں کہ میں عذاب دے سکتا ہوں، قیامت کے دن عذاب دوں گا تو یہ صرف قیامت میں نہیں ہوگا دنیا میں بھی میں ایسا کرتا رہتا ہوں اگر تم اپنی آنکھیں کھلی رکھو تو ایک تاریخی شہادت دیکھ لو۔

اور یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ فرعون کے قصے کی شہادت ہے، یہ قصہ قرآن کریم میں بار بار آیا ہے اور قرآن کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ ایک مضمون کو قرآن بار بار بیان کرتا ہے لیکن اس کے باوجود طبیعت اور دل سننے سے اکتاتا نہیں ہے کہ یہ قصے کو بار بار اور اس مضمون کو بار بار کیوں بیان کیا جا رہا ہے اور ہر جگہ انداز مختلف، اسلوب مختلف، کہیں اللہ نے اس قصے کو مفصل بیان کیا، آدھے آدھے پارے میں یہ قصہ بیان ہوا، سو سو آیات میں یہ قصہ بیان ہوا، اور کہیں مختصر انداز میں، جہاں اللہ نے مفصل بیان کیا اللہ کا وہ انداز بھی بے مثال اور جہاں اللہ نے مختصر بیان کیا وہ انداز بھی بے مثال یہاں چھوٹی چھوٹی بارہ آیتیں ہیں اور عجیب آیات ہیں:

آپ جانتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام مصر میں پیدا ہوئے، فرعون بنی اسرائیل میں پیدا ہونے والے بچوں کو قتل کروا دیا کرتا تھا والدہ نے قتل ہونے کے ڈر سے صندوق میں ڈال کر دریا کی لہروں کے حوالے کر دیا، حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا نے اٹھا لیا اور پھر اسی محل میں پرورش پائی جس محل کا مالک کہتا تھا کہ میں بنی اسرائیل میں کسی بچے کو پیدا

www.toobaaelibrary.com

نہیں ہونے دوں گا اور پرورش بھی اپنی والدہ کی گود میں۔ یہ نہیں کہ صرف فرعون کے محل میں پرورش پائی بلکہ دودھ بھی پیا تو اپنی والدہ کا پیا، اللہ نے پلایا، اللہ نے وعدہ کیا تھا پریشان مت ہوا ے موسیٰ کی والدہ! میں اس کو تجھے لوٹاؤں گا، اے اللہ! کیسے لوٹائے گا، کیسے ممکن ہوگا، اللہ نے کہا میں یہ معجزہ تجھے دکھاؤں گا، اللہ نے یہ معجزہ دکھایا فرعون کے محل میں پرورش پائی، جوانی تک پہنچے، باہر ایک دن جا رہے تھے کہ ایک قبطی اور اسرائیلی آپس میں جھگڑ رہے تھے، اسرائیلی نے مدد کے لئے پکارا آپ نے قبطی کو ایک مکا مارا اللہ کی شان وہ چل بسا۔ آپ گرفتاری کے خوف سے مصر سے نکل گئے مدین چلے گئے مدین میں دس سال یا کم وبیش وقت گزارا حضرت شعیب علیہ السلام کی بیٹی سے شادی کی اور اپنی اہلیہ کو لے کر اب واپس آ رہے ہیں جب مقدس وادی طوٰی میں پہنچے دور سے آگ جلتی ہوئی دکھائی دی اپنی اہلیہ سے کہا ٹھہر جاؤ:

اِنِّیۡۤ اٰنَسۡتُ نَارًا لَّعَلِّیۡۤ اٰتِیۡکُمۡ مِّنۡہَا بِقَبَسٍ اَوۡ اَجِدُ عَلَی النَّارِ ہُدًی

راستہ بھی دکھائی نہیں دے رہا اندھیرا ہے اور سردی بھی بہت زیادہ ہے تم کچھ دیر رک جاؤ میں آگ لے کر آتا ہوں، ہوسکتا ہے کہ ہم آگ سینکیں، سردی کا اثر دور ہو جائے اور یہ بھی ممکن ہے کہ وہاں کوئی راستہ بتانے والا مل جائے اللہ اکبر، کسی نے اس واقعہ کو دیکھ کر عجیب مضمون نکالا اور بڑے غضب کا شعر کہہ دیا:

خدا کے دین کا موسیٰ سے پوچھئے حال
آگ لینے کو گئے پیغمبری مل گئی

آگ لینے گئے تھے اللہ نے پیغمبری عطا کر دی اسی کا اللہ نے یہاں ذکر کیا۔ هَلۡ اَتٰىكَ حَدِيۡثُ مُوۡسٰى کیا تمہارے پاس پہنچی ہے موسیٰ کی خبر۔

اِذۡ نَادٰىهُ رَبُّهٗ بِالۡوَادِ الۡمُقَدَّسِ طُوًى ﴿۱۶﴾

(جب اسے اس کے رب نے پکارا وادیٔ مقدس طوٰی میں) اب درمیان کی جزئیات حذف کر دیں اس لیے کہ پورے قرآن میں وہ جزئیات مذکور ہیں۔

قرآن کی مستند تفسیر

قرآن کے بارے میں ایک بنیادی قول یہ بھی یاد رکھیے کہ یفسر القرآن بعضه بعضا قرآن کا کچھ حصہ دوسرے حصے کی خود تفسیر کرتا ہے۔ قرآن کی سب سے مستند تفسیر خود قرآن ہے۔ قرآن نے جہاں ایک بات کو اجمالی بیان کیا ہے تو وہی دوسری جگہ تفصیلی بیان کر دیا اس لئے قرآن کی سب سے مستند تفسیر خود قرآن ہے اور دنیا کی کوئی کتاب ایسی نہیں ملے گی کہ جس کا انداز یہ ہو کہ وہ اپنی تفسیر بھی خود ہو یہ متن بھی خود ہے اور شرح بھی خود ہے۔ یہ کلام

www.toobaaelibrary.com

بھی خود ہے اور تفسیر بھی خود ہے۔ درمیان کی دوسری جزئیات دوسری سورتوں میں مذکور ہیں فرمایا کہ ہم نے کہا:

دعوت کا انداز وطریقہ

اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ﴿۱۷﴾

یہاں حضرت موسیٰ کو دعوت کا طریقہ سکھایا جارہا ہے اور دعوت کس کو دینی ہے اپنے وقت کے سب سے بڑے ڈکٹیٹر متکبر اور ظالم اور مادیت پرست فرعون کو دعوت دینی ہے اور دعوت کا طریقہ خود اللہ سکھارہے ہیں۔

سورۂ طٰہٰ کی آیت ۴۳ اور ۴۴ میں اس دعوت کو مزید تفصیل کے ساتھ اللہ نے بیان کیا فرمایا کہ ہم نے موسیٰ اور ہارون علیہ السلام کو کہا اِذْهَبَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى دونوں چلے جاؤ فرعون کے پاس اس نے بڑی سرکشی اختیار کررکھی ہے۔

قرآن سے کیا سمجھ میں آتا ہے؟ کہ کسی سے بھی مایوس نہیں ہونا چاہیے داعی کا یہ کام نہیں کہ وہ مایوس ہوجائے کہ اس کو دعوت دوں گا، یہ تو بہت گیا گزرا انسان ہے، شرابی ہے، زانی ہے، بدکار ہے، چور ہے، ظالم ہے، اس کو دعوت دینے کا کیا فائدہ؟ اللہ کہتا ہے نہیں! داعی کا یہ کام نہیں کہ وہ مایوس ہو دعوت دیتا رہے، فرعون جیسے متکبر اور ظالم کو دعوت دینے کا حکم ہے۔ اور ساتھ اللہ نے کہا۔ لَّعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ اَوْ يَخْشٰى ہوسکتا ہے کہ وہ نصیحت قبول کرلے یا ڈر جائے اور ساتھ ہی کہا۔ فقولا له قَوْلًا لَّيِّنًا نرم لہجے میں بات کرنا۔

بعض بزرگوں نے عجیب بات فرمائی، فرماتے ہیں کہ اس امت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے زیادہ افضل اور نیک اور برگزیدہ ہم میں سے کوئی نہیں ہوسکتا اور اس امت کا کوئی فرد کتنا ہی گنہگار کیوں نہ ہو وہ فرعون سے برا نہیں ہوسکتا اگر فرعون جیسے برے کے لئے موسیٰ علیہ السلام جیسے اچھے کو حکم ہے کہ نرمی سے گفتگو کریں۔ امت کا فرد ہو اور ہم اس کو نرم لہجے میں دعوت نہ دیں بلکہ سختی کے ساتھ دعوت دیں، یہ دعوت کا طریقہ نہیں ہے یہ پیغمبرانہ طریقہ نہیں ہے، یہ انبیاء کا اسلوب نہیں ہے کہ گالی دی جائے اور کیچڑ اچھالا جائے اور دوسرے کے بزرگوں کو برا بھلا کہا جائے دعوت کا یہ طریقہ نہیں ہے ہم اس طریقے کو غلط سمجھتے ہیں اور الحمدللہ قرآن اور حدیث کی روشنی میں غلط سمجھتے ہیں اور یہ طریقہ کہ گالی گلوچ سے بھی بڑھ کر گولی چلادی جائے ہتھیار اٹھالیے جائیں اسلام اس کی اجازت نہیں دیتا قرآن اس کی اجازت نہیں دیتا چاہے ہمیں کسی فرقے سے کتنا ہی اختلاف کیوں نہ ہو یہ طریقہ غلط ہے اگر دوسرے فرقوں پر غلبہ حاصل کرنے کا شوق ہے تو اس قرآن کو اٹھایئے اس کو پھیلایئے اس کا نور جتنا عام ہوگا گمراہی کے اندھیرے اتنا ہی دور ہوں گے۔ فرمایا جایئے فرعون کی طرف وہ بڑا سرکش ہوگیا ہے، سرکشی سے زمین میں فساد پھیلتا ہے، ظلم پھیلتا ہے، معصیت پھیلتی ہے۔

حضرت موسیٰ کی فرعون کو دعوت

فَقُلْ هَلْ لَّكَ اِلٰٓى اَنْ تَزَكّٰى ﴿۱۸﴾ (آپ فرعون سے جاکر کہیے (سنیے اللہ کہتا ہے)

www.toobaaelibrary.com

کیا تو اس کے لئے تیار ہے کہ پاکیزگی اختیار کرے) فرعون سے پوچھیے جا کر ارے کیا پاک ہونا چاہتے ہو؟ میرے اللہ کے ہاں تیرے جیسے ناپاکوں کے لئے پاک ہونے کا طریقہ موجود ہے۔ کوئی نہیں جس کے لئے پاک ہونے کا راستہ اللہ نے نہ رکھا ہو چاہے وہ فرعون جیسا سرکش اور خدائی کا دعوایدار ہی کیوں نہ ہو کیا تم اس کے لئے تیار ہو کہ ظلم چھوڑ دو، کفر چھوڑ دو، شرک چھوڑ دو، معصیت چھوڑ دو، اور خدائی کا دعویٰ کرنا چھوڑ دو اور پاک ہو جاؤ۔

وَاَهْدِيَكَ اِلٰى رَبِّكَ فَتَخْشٰى ﴿۱۹﴾

(اور میں تیری رہنمائی کروں تیرے رب کی طرف تاکہ تیرے اندر اس کا خوف پیدا ہو جائے۔)

کیا اس کے لئے تیار ہو، تزکیہ چاہتے ہو، پاک ہونا چاہتے ہو، ؟ انبیاء کرام علیہم السلام کی بعثت کا بنیادی مقصد تزکیہ قلوب ہے، دلوں کو صاف کرنا ہے۔ سورہ جمعہ کی آیت ۲ میں ہے۔

هُوَ الَّذِىْ بَعَثَ فِى الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ

میں نے ان پڑھوں میں رسول بھیجا انہی میں سے تاکہ انہیں میرا قرآن پڑھ کر سنائے اور ان کا تزکیہ کردے، ان کے دلوں کو پاک کردے۔ فرعون سے کہا جا رہا ہے ارے پاک ہونا چاہتے ہو؟ باتوں کا اس پر کوئی اثر نہ ہوا، وعظ کا اس پر کوئی اثر نہ ہوا، وہ جو کہا جاتا ہے۔

پھول کی پتی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر
مردِ ناداں پر کلام نرم ونازک بے اثر

جب کوئی اثر نہ ہوا تو اب آپ نے اس کو معجزہ دکھایا۔

فَاَرٰىهُ الْاٰيَةَ الْكُبْرٰى ﴿۲۰﴾ (تو پھر آپ نے اس کو بڑی نشانی دکھائی)

لاٹھی پھینکی اور سانپ بن گئی، ہاتھ بغل سے نکالا تو چمکنے لگا اور بعض روایات میں آتا ہے کہ لاٹھی کو سانپ بنتے ہوئے دیکھا تو بد بخت ڈر کے مارے بھاگ کھڑا ہوا۔

فرعون کا خدائی دعویٰ

فَكَذَّبَ وَعَصٰى ﴿۲۱﴾ (لیکن ماننے کے لئے تیار نہیں ہوا جھٹلا دیا اور نافرمانی کی)

کہنے لگا میں نہیں مانتا تجھے پیغمبر، تم جادوگر ہو، میں نہیں مانتا کہ یہ معجزہ ہے، یہ جادو ہے میں جادو کا مقابلہ جادو سے کروں گا۔

ایک طرف تو جادوگروں کو اکٹھا کیا اور دوسری طرف عوام کو اکٹھا کیا۔

ثُمَّ اَدْبَرَ يَسْعٰى ﴿۲۲﴾ (پھر وہ پلٹا اپنی سرگرمیوں کو تیز کرتے ہوئے اپنی چالیں چلتا ہوا پلٹا)۔

www.toobaaelibrary.com

فَحَشَرَ فَنَادٰى ﴿۲۳﴾ (لوگوں کو جمع کر کے اس نے پکارا)

سارے مجمع کے سامنے تقریر کی یہاں اس تقریر کی تفصیل نہیں اللہ نے سورہ زخرف کی آیت ۵۱ میں اس کی تفصیل بیان کی:

وَنَادٰى فِرْعَوْنُ فِىْ قَوْمِهٖ قَالَ يٰقَوْمِ اَلَيْسَ لِىْ مُلْكُ مِصْرَ وَهٰذِهِ الْاَنْهٰرُ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِىْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ۔

کیا یہ مصر کا ملک اور یہ نہریں اور یہ دریا یہ زمین یہ میری نہیں ہیں کیا تمہیں نظر نہیں آتا کہ مالک میں ہوں؟

اَمْ اَنَا خَيْرٌ مِّنْ هٰذَا الَّذِىْ هُوَ مَهِيْنٌ ۙ وَّلَا يَكَادُ يُبِيْنُ

کیا میں بہتر نہیں ہوں اس حقیر شخص سے، اس بے قیمت شخص سے جو اچھے طریقے سے بات بھی نہیں کر سکتا کیونکہ موسیٰ علیہ السلام کی زبان میں لکنت تھی، اور ایسے شخص سے جو غریب ہے:

فَلَوْلَآ اُلْقِىَ عَلَيْهِ اَسْوِرَةٌ مِّنْ ذَهَبٍ اَوْ جَآءَ مَعَهُ الْمَلٰٓئِكَةُ مُقْتَرِنِيْنَ

اس کے پاس سونا چاندی کیوں نہیں، فرشتے اس کے ساتھ کیوں نہیں اللہ کہتا ہے۔ فاستخف قومہ۔ اپنی قوم کو بیوقوف بنالیا۔ فاطاعوہ۔ چنانچہ ان بیوقوفوں نے اس کی اطاعت کی یہی ہر دور میں ہوتا رہا متکبر، ڈکٹیٹر اور ظالم لوگوں کو بیوقوف بناتے رہے اور لوگ ان کی اطاعت کرتے رہے لوگوں کو جمع کر کے کہنے لگا۔

فَقَالَ اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى ﴿۲۴﴾ (میں تمہارا سب سے بڑا رب ہوں)۔

فرعون کا انجام

فَاَخَذَهُ اللّٰهُ نَكَالَ الْاٰخِرَةِ وَالْاُوْلٰى ﴿۲۵﴾

(اللہ نے اس کو پکڑ لیا آخرت میں اور سب کے سامنے دنیا کے عذاب میں غرق کر دیا)

اور آخرت میں جو عذاب ہوگا وہ الگ۔

اور یہاں یہ بھی توجہ فرمایئے کہ آخرت کا ذکر پہلے کیا اور دنیا کا ذکر بعد میں کیا حالانکہ دنیا کا عذاب تو پہلے آیا اور آخرت کا عذاب بعد میں آئے گا لیکن چونکہ آخرت کا عذاب شدید ہے دنیا کے عذاب کے مقابلے میں اس لیے اللہ نے اس شدید عذاب کا ذکر پہلے کیا اور دنیا کے ہلکے عذاب کا ذکر بعد میں کیا۔

www.toobaaelibrary.com

قرآن کس کے لئے ناصح ہے

اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّمَنْ یَّخْشٰی ﴿٢٦﴾ (بیشک اس میں عبرت ہے، نصیحت ہے اس شخص کے لئے جو اللہ سے ڈرتا ہے)۔

میرے بزرگو اور دوستو!

قرآن عبرت ہے، نصیحت ہے، ہدایت ہے، رحمت ہے، شفاء ہے، برکت ہے، نور ہے، لیکن ان کے لئے جنکے دلوں میں خوف خدا ہے۔ اگر دلوں میں خوف خدا نہیں تو سارا قرآن پڑھ جایئے کچھ اثر نہیں ہوتا۔ دوبارہ زندہ ہونے پر بڑا اشکال ہے اور سمجھتے ہو کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ ہڈیاں بوسیدہ ہوجائیں اور پھر پیدا کردیا جائے؟

اللہ کی بندوں سے محبت

ءَاَنْتُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمِ السَّمَآءُ بَنٰهَا ﴿٢٧﴾ (کیا تمہاری تخلیق زیادہ سخت ہے یا آسمانوں کی)

اللہ بندوں کو کیسے انداز بدل بدل کر، دلائل بدل بدل کر، الفاظ بدل بدل کر، مضامین بدل بدل کر سمجھاتا ہے۔ اس طریقے سے وہی سمجھاتا ہے جس کے دل میں محبت ہوتی ہے۔ کبھی ماں کو دیکھا ہے کہ بیٹا ہے بال سفید ہورہے ہیں اور ماں سمجھارہی ہے اور بار بار سمجھارہی ہے سفر میں جارہا ہے یوں کرنا، ایسے چلنا اور خیال کرنا راستے میں بڑے ڈاکو ہوتے ہیں، لٹیرے ہوتے ہیں، فریبی ہوتے ہیں، بیٹے تجھے تکلیف نہ ہوجائے میں نے سامان میں یہ بھی رکھ دیا، وہ بھی رکھ دیا اب بیٹے صاحب کو ہنسی آرہی ہے پڑھا لکھا بیٹا، ماڈرن بیٹا، تعلیم یافتہ بیٹا میری اماں کتنی سیدھی سادھی ہے یہ نہیں جانتی کہ میرا بیٹا کتنا ہوشیار اور کتنا چالاک اور زمانہ دیکھے ہوئے ہے یہ تو گھر میں بیٹھی ہوئی اور میں دنیا گھوما ہوا لیکن بیٹے کو کیا پتا کہ میری ماں کے دل میں محبت کتنی ہے؟ ماں اس لیے نہیں کہہ رہی کہ وہ بیٹے کو بیوقوف سمجھ رہی ہے وہ تو محبت سے مجبور ہوکر انداز بدل کر سمجھارہی ہے۔

یہ جو اگلی سات آیات ہیں ان میں قدرت کی نشانیوں کو بیان کیا ہے جنمیں سے ہر ایک نشانی گواہی دیتی ہے کہ اس قادر و مختار اللہ کے لئے انسان کو دوبارہ پیدا کرنا اور زندہ کرنا کچھ مشکل نہیں، آسمانوں کا وسیع نظام ایک عمارت کی طرح مربوط نظام ہے۔

بعث بعد الموت پر کائنات کی گواہی

اس کائنات میں کروڑوں سیارے ہیں، ابھی انسان ان کی گرد تک نہیں پہنچ سکا اور کروڑوں سیارے مسلسل حرکت میں ہیں اور حرکت کے باوجود آپس میں ٹکراتے نہیں ہر ایک اپنے مدار پر چل رہا ہے اس سے باہر نہیں نکلتا زمین کا ایک مخصوص نظام ہے زمین بھی گھوم رہی ہے حرکت کررہی ہے لیکن اپنے مدار سے، اپنی سڑک سے باہر نہیں نکلتی۔ فرمایا کہ جو

www.toobaaelibrary.com

اللہ آسمانوں کا یہ مربوط نظام بنا سکتا ہے کیا وہ تمہیں پیدا نہیں کر سکتا؟ انسان کی کیا حیثیت ہے اس کائنات کے مقابلے میں؟ اگر میں کہوں کہ اس کائنات کے مقابلے میں انسان کی اتنی حیثیت نہیں جتنی ایک قطرے کی سمندر کے مقابلے میں تو یہ بات غلط نہیں ہوگی۔ جو اللہ اتنا بڑا نظام بنا سکتا ہے کیا تجھے پیدا نہیں کر سکتا؟ اور ابھی کل کی بات ہے کہ میں نے تجھے ایک قطرے سے پیدا کیا اور اس ایک قطرے میں بھی یہ سائنسدان حضرات کہتے ہیں کہ انسان کی ساری خصوصیات موجود ہوتی ہیں جیسے اس خلیے کے اندر ساری خصوصیات موجود اس قطرے میں انسان کی ساری خصوصیات موجود تو کیا میں جب اس وقت پیدا کر سکتا تھا تو دوبارہ نہیں کر سکتا؟ کیا تمہاری تخلیق زیادہ سخت ہے یا آسمان کی۔

رَفَعَ سَمْكَهَا فَسَوّٰىهَا ﴿۲۸﴾ (اس اللہ نے آسمان کو بنایا اس کی چھت خوب اونچی اٹھائی پھر اس کا توازن قائم کیا)

ایسے نہیں کہ پیدا کر کے چھوڑ دیا بلکہ ایک نظام بنایا ہے۔

وَاَغْطَشَ لَيْلَهَا وَاَخْرَجَ ضُحٰىهَا ﴿۲۹﴾ (اس کی رات ڈھانپ دی اور اس کا دن نکالا)۔

زمین قدرت خداوندی کا عظیم مظہر ہے

وَالْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِكَ دَحٰىهَا ﴿۳۰﴾ (اور اس کے بعد زمین کو بچھایا)

کہتے ہیں کہ زمین گول ہے گھوم بھی رہی ہے لیکن اللہ نے ایسا بچھایا کہ اس زمین پر انسان چل بھی سکتا ہے تعمیرات بھی کر سکتا ہے، سڑکوں کا جال بھی بنا سکتا ہے۔

اس کائنات میں کروڑوں سیارے ہیں ان کروڑوں سیاروں میں ایک سیارہ بھی ایسا نہیں جس کا نظام زمین جیسا ہو، اس زمین کو اللہ نے خاص طور پر اپنی پیاری مخلوق انسان کے لئے بنایا ہے، ایک بھی سیارہ ایسا نہیں جس میں پانی موجود ہو اور وہ خصوصیات جو زمین کے اندر موجود ہیں سورج سے اس کا فاصلہ ایک حد تک رکھا یہ حضرات کہتے ہیں کہ جتنا زمین کا فاصلہ سورج سے ہے اگر اس میں دس فیصد کمی ہو جائے تو ساری زمین برف بن جائے اور دس فیصد اضافہ ہو جائے تو زمین اور زمین پر جو کچھ ہے یہ جل کر کوئلہ ہو جائے۔ اللہ نے زمین کو ایک خاص انداز سے بنایا اور اس میں انسانی ضروریات کی ساری چیزیں مہیا کیں۔

اَخْرَجَ مِنْهَا مَآءَهَا وَمَرْعٰىهَا ﴿۳۱﴾ (اس زمین سے نکالا اس کے پانی کو اور اس کے چارے کو اور چراگاہوں کو)۔

وَالْجِبَالَ اَرْسٰىهَا ﴿۳۲﴾ (اور اس نے پہاڑ گاڑ دیئے)

اگر یہ پہاڑ نہ ہوتے زمین ہر وقت متحرک رہتی زمین میں زلزلے آتے رہتے کوئی عمارت نہ بن سکتی۔

مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِاَنْعَامِكُمْ ﴿۳۳﴾ (تمہارے فائدے کے لئے اور تمہارے چوپائیوں کے لئے)

www.toobaaelibrary.com

چوپائیوں کا بھی اللہ نے بار بار ذکر کیا ہے کہ صرف انسانوں کی ضروریات کو نہیں حیوانوں کی ضروریات کو بھی ملحوظ رکھا ہے اس لیے کہ وہ صرف انسانوں کا رب نہیں وہ عالمین کا رب ہے اس نے سب کی ضروریات کو ملحوظ رکھا۔

پہلے ذہنوں کو تیار کیا گیا، دلوں میں اللہ کی قدرت بٹھائی گئی اور پھر اس کے بعد بتایا کہ جس نے یہ نظام قائم کیا ہے ایک دن آئے گا کہ وہ خود اس نظام کو تباہ و برباد کر دے گا۔

فَاِذَا جَآءَتِ الطَّآمَّةُ الْكُبْرٰى۔ (پھر وہ جب عظیم ہنگامہ برپا ہوگا، قیامت کا ہنگامہ)۔

حسرت کا دن

يَوْمَ يَتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ مَا سَعٰى ﴿۳۵﴾ (اس دن انسان اپنے کیے ہوئے کو یاد کرے گا)

اپنے مشاغل زندگی کہاں لگائے، جوانی کہاں خرچ کی، صلاحیتیں کہاں خرچ کیں، پیسہ کہاں برباد کیا اس دن یاد کرے گا۔ وہ حسرت کا دن ہوگا قیامت کے ناموں میں سے ایک نام یَوْمَ الْحَسْرَة بھی ہے حسرت کا دن ہوگا اس دن گنہگار بھی حسرت کریں گے اے کاش! ہم نیک ہوتے نیک بھی حسرت کریں گے اے کاش! جتنی عبادت کی تھی اس سے زیادہ کی ہوتی۔

وَبُرِّزَتِ الْجَحِيْمُ لِمَنْ يَّرٰى ﴿۳۶﴾ (دوزخ کھول کر رکھدی جائے گی ہر دیکھنے والے کے لئے کسی سے ڈھکی چھپی نہیں رہے گی)۔

فَاَمَّا مَنْ طَغٰى ﴿۳۷﴾ وَاٰثَرَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ﴿۳۸﴾ فَاِنَّ الْجَحِيْمَ هِيَ الْمَاْوٰى ﴿۳۹﴾

(جس نے سرکشی اختیار کی تھی اور دنیا کی زندگی کو ترجیح دی تھی آخرت کی زندگی پر، تو جہنم اس کا ٹھکانا ہے)

اے اللہ! تو ہمیں انہیں سے نہ بنانا جو دنیا کی زندگی کو آخرت کی زندگی پر ترجیح دیتے ہیں۔

بُری خواہش چھوڑنے کا انعام

وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ﴿۴۰﴾ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى ﴿۴۱﴾

(جس نے اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے کا خوف کیا اور اپنے آپ کو بری خواہشات سے باز رکھا، تو اس کا ٹھکانا جنت ہے)

نفسانی خواہشات سرکشی پر آمادہ کرتی ہیں ان سے اپنے آپ کو روکے رکھا نفسانی خواہشات کو کیسے روکا جا سکتا ہے نفسانی خواہشات سے بچانے والی چیز اللہ کا خوف ہے۔ کہ اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرا اور اپنے نفس کو خواہشات سے روکا، یہ نہیں کہا کہ اس کے نفس میں خواہشات پیدا ہی نہیں ہوئیں، نہیں خواہشات پیدا ہوئیں لیکن اللہ کے ڈر سے روک لیا۔

ایسا نہیں ہے کہ گناہ کی صلاحیت ہی نہ ہو اور گناہ کی خواہش ہی نہ ہو اور یہ بھی عرض کردوں گناہ کی خواہش اور

www.toobaaelibrary.com

خیال اور وسوسہ کا دل میں پیدا ہو جانا یہ ایمان اور تقویٰ کے منافی نہیں۔

اللہ کے قرب حاصل کرنے کا مزہ تو تب آتا ہے کہ خواہشیں پیدا ہوتی ہیں اور ان کا گلا گھونٹ دیتا ہے اللہ کے ڈر سے۔

حضرت ڈاکٹر عبدالحی نور اللہ مرقدہ کا بڑا پیارا شعر یاد آیا، فرمایا کرتے تھے ؎

آرزوئیں خون ہوں حسرتیں پامال ہوں
اب تو اس دل کو تیرے قابل بنانا ہے مجھے

آرزوؤں کا خون کر کے حسرتوں کو پامال کر کے اے اللہ اس دل کو تیرے قابل بنانا ہے۔

وقوع قیامت کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے

یَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَیَّانَ مُرْسٰهَا ﴿۴۲﴾ (آپ سے سوال کرتے ہیں قیامت کے بارے میں کب قائم ہوگی)۔

فِیْمَ اَنْتَ مِنْ ذِكْرٰىهَا ﴿۴۳﴾ (تم اس بحث میں کیا پڑے ہو)

کہ قیامت کا متعین علم تو اللہ نے اپنے نبی کو نہیں دیا۔

اِلٰى رَبِّكَ مُنْتَهٰىهَا ﴿۴۴﴾ (اس کا معاملہ تیرے رب کے حوالے ہے)۔

حضور ﷺ سے سوال کیا گیا، آپ نے فرمایا اے سوال کرنے والے! جس سے تم نے سوال کیا ہے وہ قیامت کے بارے میں تم سے زیادہ نہیں جانتا ہے میں اس کی متعین تاریخ نہیں بتا سکتا۔

اِنَّمَاۤ اَنْتَ مُنْذِرُ مَنْ یَّخْشٰىهَا ﴿۴۵﴾ (بیشک تم تو خبردار کرنے والے ہو اُسے جو اس سے ڈرنے والا ہے)۔

كَاَنَّهُمْ یَوْمَ یَرَوْنَهَا لَمْ یَلْبَثُوْۤا اِلَّا عَشِیَّةً اَوْ ضُحٰىهَا ﴿۴۶﴾

(جس دن قیامت کو دیکھ لیں گے تو محسوس کریں گے کہ وہ ایک دن کے پچھلے پہر تک ٹھہرے ہیں)

جس دنیا کے لئے لڑتے تھے، مرتے تھے، سرکشی کرتے تھے گناہ اور نافرمانیاں کرتے تھے یہ دنیا، دنیا داروں کی نظر میں سکڑ جائے گی یوں محسوس کریں گے کہ ہم تو دن کا کچھ حصہ رہے زیادہ رہنے کا موقع نہیں ملا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو قیامت کا خوف اور اپنا کا ڈر عطا فرمائے۔

وآخر دعوانا أن الحمد للہ رب العلمین۔

www.toobaaelibrary.com

سُوْرَةُ عَبَسَ مَكِّيَّةٌ

موضوع

آداب وعقائد

www.toobaaelibrary.com

اٰیَاتُهَا ٤٢ (٨٠) سُوْرَةُ عَبَسَ مَكِّيَّةٌ (٢٤) رُکُوْعُهَا ١

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

عَبَسَ وَتَوَلّٰٓى ۙ﴿١﴾ اَنْ جَآءَهُ الْاَعْمٰى ؕ﴿٢﴾ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّهٗ يَزَّكّٰٓى ۙ﴿٣﴾ اَوْ يَذَّكَّرُ
فَتَنْفَعَهُ الذِّكْرٰى ؕ﴿٤﴾ اَمَّا مَنِ اسْتَغْنٰى ۙ﴿٥﴾ فَاَنْتَ لَهٗ تَصَدّٰى ؕ﴿٦﴾ وَمَا عَلَيْكَ اَلَّا
يَزَّكّٰى ؕ﴿٧﴾ وَاَمَّا مَنْ جَآءَكَ يَسْعٰى ۙ﴿٨﴾ وَهُوَ يَخْشٰى ۙ﴿٩﴾ فَاَنْتَ عَنْهُ تَلَهّٰى ۚ﴿١٠﴾ كَلَّآ اِنَّهَا
تَذْكِرَةٌ ۚ﴿١١﴾ فَمَنْ شَآءَ ذَكَرَهٗ ۘ﴿١٢﴾ فِيْ صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍ ۙ﴿١٣﴾ مَّرْفُوْعَةٍ مُّطَهَّرَةٍ ۙ﴿١٤﴾ بِاَيْدِيْ
سَفَرَةٍ ۙ﴿١٥﴾ كِرَامٍۭ بَرَرَةٍ ؕ﴿١٦﴾ قُتِلَ الْاِنْسَانُ مَآ اَكْفَرَهٗ ؕ﴿١٧﴾ مِنْ اَيِّ شَيْءٍ خَلَقَهٗ ؕ﴿١٨﴾ مِنْ
نُّطْفَةٍ ؕ خَلَقَهٗ فَقَدَّرَهٗ ۙ﴿١٩﴾ ثُمَّ السَّبِيْلَ يَسَّرَهٗ ۙ﴿٢٠﴾ ثُمَّ اَمَاتَهٗ فَاَقْبَرَهٗ ۙ﴿٢١﴾ ثُمَّ اِذَا
شَآءَ اَنْشَرَهٗ ؕ﴿٢٢﴾ كَلَّا لَمَّا يَقْضِ مَآ اَمَرَهٗ ؕ﴿٢٣﴾ فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ اِلٰى طَعَامِهٖٓ ۙ﴿٢٤﴾ اَنَّا
صَبَبْنَا الْمَآءَ صَبًّا ۙ﴿٢٥﴾ ثُمَّ شَقَقْنَا الْاَرْضَ شَقًّا ۙ﴿٢٦﴾ فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا حَبًّا ۙ﴿٢٧﴾
وَّعِنَبًا وَّقَضْبًا ۙ﴿٢٨﴾ وَّزَيْتُوْنًا وَّنَخْلًا ۙ﴿٢٩﴾ وَّحَدَآئِقَ غُلْبًا ۙ﴿٣٠﴾ وَّفَاكِهَةً وَّاَبًّا ۙ﴿٣١﴾ مَّتَاعًا
لَّكُمْ وَلِاَنْعَامِكُمْ ؕ﴿٣٢﴾ فَاِذَا جَآءَتِ الصَّآخَّةُ ۫﴿٣٣﴾ يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِيْهِ ۙ﴿٣٤﴾
وَاُمِّهٖ وَاَبِيْهِ ۙ﴿٣٥﴾ وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِيْهِ ؕ﴿٣٦﴾ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَاْنٌ
يُّغْنِيْهِ ؕ﴿٣٧﴾ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ مُّسْفِرَةٌ ۙ﴿٣٨﴾ ضَاحِكَةٌ مُّسْتَبْشِرَةٌ ۚ﴿٣٩﴾ وَوُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ
عَلَيْهَا غَبَرَةٌ ۙ﴿٤٠﴾ تَرْهَقُهَا قَتَرَةٌ ؕ﴿٤١﴾ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكَفَرَةُ الْفَجَرَةُ ۧ﴿٤٢﴾

ترجمہ:...... (پیغمبر نے) منہ بنایا، اور رخ پھیر لیا، (۱) اس لئے کہ اُس کے پاس وہ نابینا آگیا تھا۔ (۲) اور (اے پیغمبر!)
تمہیں کیا خبر؟ شاید وہ سدھر جاتا، (۳) یا وہ نصیحت قبول کرتا، اور نصیحت کرنا اُسے فائدہ پہنچاتا! (۴) ...... وہ شخص جو بے

www.toobaaelibrary.com

پرواہی دِکھا رہا تھا، (۵) اُس کے تو تم پیچھے پڑتے ہو، (٦) حالانکہ اگر وہ نہ سدھرے تو تم پر کوئی ذمہ داری نہیں آتی، (۷) اور وہ جو محنت کر کے تمہارے پاس آیا ہے، (۸) اور وہ دِل میں اللہ کا خوف رکھتا ہے، (۹) اُس کی طرف سے تم بے پرواہی برتتے ہو! (۱۰) ہرگز ایسا نہیں چاہیے! یہ قرآن تو ایک نصیحت ہے، (۱۱) اب جو چاہے اُسے یاد کرلے، (۱۲) وہ ایسے صحیفوں میں درج ہے جو بڑے مقدس ہیں، (۱۳) اُونچے رُتبے والے ہیں، پاکیزہ ہیں، (۱۴) اُن لکھنے والوں کے ہاتھ میں رہتے ہیں، (۱۵) جو خود بڑی عزت والے، بہت نیک ہیں۔ (۱٦) خدا کی مار ہو ایسے انسان پر، وہ کتنا ناشکرا ہے! (۱۷) (وہ ذرا سوچے کہ) اللہ نے اُسے کس چیز سے پیدا کیا؟ (۱۸) نطفے کی ایک بوند سے! اُسے پیدا بھی کیا، پھر اُس کو ایک خاص انداز بھی دیا۔ (۱۹) پھر اُس کے لئے راستہ بھی آسان بنا دیا، (۲۰) پھر اُسے موت دی، اور قبر میں پہنچا دیا، (۲۱) پھر جب چاہے گا، اُسے دوبارہ اُٹھا کر کھڑا کردے گا، (۲۲) ہرگز نہیں! جس بات کا اللہ نے اُسے حکم دیا تھا، ابھی تک اُس نے پوری نہیں کی۔ (۲۳) پھر ذرا انسان اپنے کھانے ہی کو دیکھ لے! (۲۴) کہ ہم نے اُوپر سے خوب پانی برسایا، (۲۵) پھر ہم نے زمین کو عجیب طرح سے پھاڑا، (۲٦) پھر ہم نے اُس میں غلے اُگائے، (۲۷) اور انگور اور ترکاریاں، (۲۸) اور زیتون اور کھجور، (۲۹) اور گھنے گھنے باغات، (۳۰) اور میوے اور چارہ، (۳۱) سب کچھ تمہارے اور تمہارے مویشیوں کے فائدے کی خاطر! (۳۲) آخر جب وہ کان پھاڑنے والی آواز آ ہی جائے گی، (اُس وقت اس ناشکری کی حقیقت پتہ چل جائے گی) (۳۳) یہ اُس دن ہوگا جب انسان اپنے بھائی سے بھی بھاگے گا، (۳۴) اور اپنے ماں باپ سے بھی، (۳۵) اور اپنے بیوی بچوں سے بھی، (۳٦) (کیونکہ) ان میں سے ہر ایک کو اُس دن اپنی ایسی فکر پڑی ہوگی کہ اُسے دوسروں کا ہوش نہیں ہوگا۔ (۳۷) اُس روز کتنے چہرے تو چمکتے دمکتے ہوں گے، (۳۸) ہنستے، خوشی مناتے ہوئے، (۳۹) اور کتنے چہرے اُس دن ایسے ہوں گے کہ اُن پر خاک پڑی ہوگی، (۴۰) سیاہی نے اُنہیں ڈھانپ رکھا ہوگا۔ (۴۱) یہ وہی لوگ ہوں گے جو کافر تھے، بدکار تھے۔ (۴۲)

یہ سورۂ عبس ہے مکی سورت ہے اور اس میں بیالیس آیات ہیں اس سورت میں اللہ نے دعوت کے بعض آداب اور بنیادی اسلامی عقائد بیان فرمائے ہیں۔ اس سورت کی جو ابتدائی آیات ہیں۔ ان کا ایک خاص شانِ نزول، پس منظر تفاسیر میں بیان کیا گیا ہے، جتنی بھی معتبر تفاسیر ہیں، قرطبی ہے، ابن کثیر ہے، روح المعانی ہے، اس طرح حدیث کی جو مشہور کتابیں ہیں ان کے اندر ان آیات کا جو سبب نزول اور پس منظر بیان ہوا ہے وہ یہ ہے:

شانِ نزول

ایک دفعہ حضور اقدس ﷺ تشریف فرما تھے اور آپ کی خدمت میں قریش کے چند بڑے سردار بیٹھے ہوئے تھے۔ جن میں عتبہ تھا، شیبہ تھا، ابوجہل بن ہشام تھا، عباس بن عبدالمطلب تھے (جو اس وقت ابھی کافر تھے)، امیہ بن خلف تھا، ولید بن مغیرہ تھا، انہیں حضور اکرم ﷺ اسلام کی دعوت دے رہے تھے، اسلام کی حقیقت سمجھا رہے تھے، اسی درمیان حضرت عبداللہ بن اُمِ مکتوم رضی اللہ عنہ جو کہ ایک نابینا صحابی تھے وہ تشریف لے آئے، اُنہیں علم نہ تھا کہ

www.toobaaelibrary.com

رسول اللہ ﷺ قریش کے چند سرداروں کو دعوت دینے میں مصروف ہیں انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! عَلِّمْنِي مِمَّا عَلَّمَكَ اللهُ اے اللہ کے رسول جو کچھ اللہ نے آپ کو سکھایا ہے وہ مجھے بھی سکھائیں، جو کلام اللہ نے آپ پر نازل فرمایا ہے وہ کلام مجھے بھی سنائیں اور یہ کلمہ انہوں نے بار بار کہا۔ حضور اکرم ﷺ کو ان کی یہ دخل اندازی اور قطع کلامی ناگوار گزری کہ میں دعوت دینے میں مصروف ہوں اس موقعہ پر اس کو میری بات کا سلسلہ کاٹنا نہیں چاہئے تھا، یہ بے وقت آ گیا اور اب بار بار مجھے اپنی طرف متوجہ کر رہا ہے ممکن ہے میری دعوت سے ان میں سے کوئی سردار ایمان قبول کر لے اور اَلنَّاسُ عَلٰی دِیْنِ مُلُوْکِھِمْ لوگ اپنے بادشاہوں اور سرداروں کے دین پر ہوتے ہیں ایک سردار کے ایمان قبول کرنے سے ممکن ہے کہ اس کا پورا قبیلہ ایمان قبول کر لے اور ایسی مثالیں پیش آئیں، ایسا ہوا کہ بعض قبیلوں کے سرداروں نے ایمان قبول کیا تو اس قبیلے کے سارے ہی افراد نے ایمان قبول کر لیا۔

رسول اکرم ﷺ کی ناگواری، اور آپ کی طبیعت کا ملال اور ناراضگی اپنی ذات کی وجہ سے نہیں تھی بلکہ دین کی دعوت کی بنیاد پر تھی کہ عبداللہ تو ہمہ وقت کا حاضر باش ہے کسی وقت بھی استفادہ کر سکتا ہے اور یہ لوگ تو کبھی کبھی ہاتھ آتے ہیں آج موقعہ ملا ہے تو ممکن ہے کہ یہ بات کو سمجھ جائیں۔

اس لیے حضور اکرم ﷺ کو ناگواری سی ہوئی اس پر اللہ نے یہ آیات اتاریں:

حضور ﷺ سے محبوبانہ خطاب

عَبَسَ وَ تَوَلّٰی: یہ اگرچہ واحد کا صیغہ ہے ایک کے لئے لفظ استعمال ہوا لیکن میں تو یوں ترجمہ کروں گا ادب کا ترجمہ، ان کے چہرے پر بل پڑ گئے، وہ چیں بجبیں ہو گئے وَ تَوَلّٰی اور انہوں نے منہ پھیر لیا۔

اَنْ جَآءَهُ الْاَعْمٰی ۝۲: (اس لئے کہ ان کے پاس ایک نابینا آ گیا اللہ ایمان والوں کی کتنی دلداری کرتا ہے، کتنی دلجوئی کرتا ہے، اللہ اپنے نبی کو تنبیہ فرما رہے ہیں، اگرچہ تنبیہ میں بھی محبت کے آداب ملحوظ رکھے ہیں یوں نہیں فرمایا عبست و تولیت تیرے چہرے پر بل پڑ گئے تو نے منہ پھیر لیا۔

اللہ کہہ رہا ہے کہ میرے محبوب کے چہرے پر بل پڑ گئے اور میرے محبوب نے منہ پھیر لیا۔ اس لیے کہ میرے محبوب کے پاس ایک نابینا آیا۔ ان سرداروں کی طرف متوجہ ہیں اور اس غریب نابینا کا آنا آپ کی طبیعت پر ناگوار گزرا ہے۔

وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّهٗ يَزَّكّٰۤى ۝۳: (تمہیں کیا معلوم شاید وہ اپنی اصلاح چاہتا ہو)

اَوْ يَذَّكَّرُ فَتَنْفَعَهُ الذِّكْرٰى ۝۴: (یا وہ نصیحت سننا چاہتا ہو اور اسے نصیحت فائدہ دے)۔

اَمَّا مَنِ اسْتَغْنٰى ۝۵: (لیکن جو بے پروائی اختیار کر رہا ہے)۔

فَاَنْتَ لَهٗ تَصَدّٰى ۝۶: (آپ اس کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں)

www.toobaaelibrary.com

وَمَا عَلَيْكَ اَلَّا يَزَّكّٰى ۝ : (اور آپ پر کوئی ذمہ داری، کوئی وبال، کوئی گناہ، کوئی عذاب نہیں یہ کہ وہ پاک نہ ہوں اور یہ کہ وہ ایمان قبول نہ کریں)۔

تبلیغ کے لئے تقدیم وتاخیر کا اصول

وَاَمَّا مَنْ جَآءَكَ يَسْعٰى ۝

(اور جو تیرے پاس آتا ہے شوق سے)۔ ویسے عربی زبان میں یَسْعٰی کا معنی دوڑنا بھی ہے، آپ جانتے ہیں سورہ جمعہ میں فرمایا یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِكْرِ اللّٰهِ اللہ کے ذکر کی طرف دوڑو، کوشش کرو، جلدی کرو، جب جمعہ کی اذان ہوجائے دیر نہ کرو وَ ذَرُوا الْبَیْعَ تجارت، دکانداری، کاروبار، فیکٹری، کارخانہ، ملازمت سب چھوڑ دو۔

فَاسْعَوْا، دوڑو یہاں جو لفظ آیا وہ یہ کہ وَاَمَّا مَنْ جَآءَكَ يَسْعٰى لیکن جو آپ کے پاس آتا ہے کوشش کرکے دوڑتا ہوا۔ اور یوں بھی ترجمہ کیا گیا کہ جو آپ کے پاس آتا ہے شوق لے کر، طلب لے کر، وَهُوَ یَخْشٰی اور وہ اللہ سے ڈرتا بھی ہے۔

فَاَنْتَ عَنْهُ تَلَهّٰى : (اے میرے محبوب آپ اس سے بے پروائی اختیار کرتے ہیں) اللہ اپنے نبی کو تنبیہ فرمارہے ہیں۔ ان سرداروں کے پیچھے آپ پڑے ہوئے ہیں اور ایک غریب نابینا جو طلب لے کر آیا ہے، جو تڑپ لے کر آیا ہے، جو سیکھنے کا جذبہ لے کر آیا ہے، اس کی طرف آپ توجہ نہیں دے رہے ہیں بلکہ اس کا آنا آپ کو ناگوار گزرا ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا غمگین دن

بعض تفاسیر میں لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کبھی اتنے غمگین نہیں ہوئے تھے جتنا غمگین اس دن ہوئے جس دن یہ آیات حضور اقدس ﷺ پر نازل ہوئیں۔ کہ ایک غریب صاحب طلب کی وجہ سے اللہ مجھ سے ناراض ہوگیا کہ میں نے اس سے ناگواری کا رویہ اختیار کیا اور منہ پھیر لیا اور اس کے آنے سے میرے چہرے پر بل پڑ گئے اللہ نے اپنے نبی کی کیفیت کو بھی ذکر کردیا۔ میرے نبی کے چہرے پر بل پڑ گئے، وہ جو چہرے پر بل پڑ گئے تھے اللہ نے اُن کا بھی ذکر کردیا وَ تَوَلّٰی اور منہ بھی پھیر لیا یہ کہ نابینا آیا ہے اور صاف صاف اعمیٰ کہا یہ بھی کہا جاسکتا تھا کہ ایک مسکین آیا، غریب آیا ہے، فقیر آیا ہے لیکن کیا کہا اَنْ جَآءَهُ الْاَعْمٰی ایک نابینا آیا ہے وہ نابینا ہی سہی، لیکن اصل نابینا آنکھوں کا نہیں ہوتا وہ دل کا ہوتا ہے فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِیْ فِی الصُّدُوْرِ اللہ کہتا ہے آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں وہ جو سینے کے اندر دل ہیں وہ اندھے ہوجاتے ہیں، کتنے ہیں جو آنکھوں کے

www.toobaaelibrary.com

اندھے ہیں لیکن لاکھوں کروڑوں آنکھوں والوں سے بہتر ہیں، اور کتنے ہیں جو آنکھوں کے بینا ہیں لیکن دل کے اندھے ہیں، اللہ کی نظر میں ان کی مکھی کے پَر کے برابر بھی قدر و قیمت نہیں ہے۔

قرآن محمد کا کلام نہیں

اور حضرت ابن زید رضی اللہ عنہ نے عجیب بات فرمائی فرماتے ہیں لَوْ كَانَ مُحَمَّدٌ ﷺ كَاتِمًا مِنَ الْوَحْيِ شَيْئًا لَكَتَمَ هٰذَا ۔ اگر محمد ﷺ وحی کی کوئی بات انسانوں سے چھپانا چاہتے تو ان آیات کو ضرور چھپاتے کہ ان آیات میں تنبیہ کی گئی ہے، ان جیسی آیات کا قرآن میں مذکور ہونا اس بات کی علامت ہے کہ قرآن اللہ کا کلام ہے محمد ﷺ کا کلام نہیں، وگرنہ وہ آیات تو ضرور ذکر کی جاتیں جن آیات میں حضور کی تعریف ہے اور حضور کے فضائل ہیں، لیکن وہ آیات جن میں اللہ نے حضور کو تنبیہ فرمائی وہ آیات قرآن میں مذکور نہ ہوتیں۔ لیکن حضور ﷺ پر جو کچھ نازل ہوا بغیر کمی بیشی، کسی حرف اور حرکت کی تبدیلی کے بغیر امت تک پہنچا دیا اور قرآن کی صورت میں محفوظ کر دیا، اور یہ بھی روایت میں آتا ہے کہ اس آیت کے نزول کے بعد پھر کبھی حضور اکرم ﷺ کسی فقیر اور غریب کو دیکھ کر چیں بجبیں نہیں ہوئے، آپ کی پیشانی پر بل نہیں پڑے۔ بعض سرداروں کے ساتھ تو آپ نے سخت رویہ اختیار کیا لیکن صاحب ایمان، غریب اور فقیر کے ساتھ ان آیات کے بعد سخت رویہ اختیار نہیں کیا۔

حضور علیہ السلام کی مجلس اور فقراء کا حال

روایت میں آتا ہے کہ آپ کی مجلس میں فقراء ایسے ہوتے تھے جیسے امراء ہیں۔ بڑے بڑے سیٹھ بیٹھے ہیں، حبشہ کا بلال رضی اللہ عنہ بیٹھا ہے، فارس کا سلمان رضی اللہ عنہ بیٹھا ہے، قبیلۂ غفار کا ابوذر رضی اللہ عنہ بیٹھا ہے، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیٹھے ہیں، بڑے بڑے فقیر ہیں، کوئی ٹھکانہ نہیں، کوئی بنگلہ نہیں، کوئی مکان نہیں، کوئی خاندان نہیں، کوئی ظاہری ثروت اور غناء اور قوت کا سہارا نہیں لیکن حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں جب بیٹھتے تھے تو اغنیاء کے ساتھ بیٹھتے تھے۔ وَكَانَ الْفُقَرَاءُ فِيْ مَجْلِسِهٖ أُمَرَاءَ آپ کی مجلس میں جو فقراء ہوتے تھے، وہ امراء ہوتے تھے۔ اور ان آیات کے نزول کے بعد جب کبھی حضرت عبداللہ بن اُمِّ مکتوم رضی اللہ عنہ کو حضور اکرم ﷺ دیکھتے کہ تشریف لا رہے ہیں تو ان الفاظ سے استقبال کیا کرتے تھے مَرْحَبًا لِمَنْ عَاتَبَنِيْ فِيْهِ رَبِّيْ ۔ خوش آمدید کہتا ہوں اس شخص کو جس کی وجہ سے میرے اللہ نے مجھ پر ناراضگی کا اظہار کیا، اور پوچھتے هَلْ لَكَ مِنْ حَاجَةٍ عَبْدَ اللهِ! کوئی ضرورت ہے، کوئی مقصد ہے تو بتلاؤ تمہاری وجہ سے اللہ مجھ پر ناراض ہو گیا تھا۔

معاذ اللہ یہ حضور اکرم ﷺ کی کوئی صراحۃً، عمداً غلطی نہیں تھی۔ زیادہ سے زیادہ آپ اس کو اجتہادی غلطی کہہ سکتے ہیں اور اجتہادی غلطی کے بارے میں تمام علماء کہتے ہیں کہ انبیاء سے بھی ہو سکتی ہے۔ گویا کہ آپ کے پاس

www.toobaaelibrary.com

دو بیمار تھے، ایک تو بیمار تھے جن کو شرک کی بیماری تھی اور دوسرے یہ عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ بیمار تھے یہ شرک کے بیمار تو نہ تھے اپنے ایمان میں ترقی چاہتے تھے، لیکن ان دونوں بیماروں میں فرق یہ تھا کہ یہ جو سردار بیمار تھے، یہ شفاء کے طلبگار نہ تھے اور عبداللہ بن اُمِ مکتوم رضی اللہ عنہ شفاء کے طلب گار تھے۔

فضیلت کا معیار کیا ہے؟

یہ آیات نازل فرما کر اللہ نے بتادیا کہ کسی انسان کا مقام روپے پیسے، حسب ونسب، اور عہدہ ومنصب، اور حسن وجمال کی وجہ سے متعین نہیں ہوگا بلکہ انسان کا مقام اور انسان کی قدر و قیمت تقویٰ کی بناء پر اللہ کے ہاں ثابت ہوگی۔ اور عرب معاشرے میں اصول جاری کرنا بڑا مشکل تھا، عربوں کے ہاں حسب ونسب، قوم، قبیلے اور، زبان کو بڑی اہمیت دی جاتی تھی۔ حسب ونسب کا اندازہ آپ اس بات سے لگائیں کہ وہ کتوں، گھوڑوں اور اونٹوں تک کے نسب کو یاد رکھتے تھے اور اس پر فخر کیا کرتے تھے کہ میرا اونٹ فلاں مشہور اونٹ کی نسل سے ہے، میرا گھوڑا فلاں مشہور گھوڑے کی نسل سے ہے۔ اپنے نسب کو فخریہ طور پر میلوں میں بیان کیا کرتے تھے، بچے بچے کو نسب یاد ہوتے تھے۔ اس معاشرے میں، اس سوسائٹی میں یہ پیمانہ اور یہ اصول جاری کرنا بڑا مشکل تھا لیکن کائنات کے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے خود اپنے عمل سے اس اصول کو جاری کیا۔ حسب ونسب، اور دولت وعہدہ و منصب کے بتوں کو توڑا اور عزت وفضیلت کا معیار ایمان وتقویٰ کو ٹھہرایا۔ اندازہ کیجئے آپ نے منہ بولا بیٹا سوائے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے کسی کو نہیں بنایا ہے حالانکہ ہزاروں صحابہ تھے۔ اور زید بن حارثہ کون ہیں؟ آزاد کردہ غلام ہیں ان کو منہ بولا بیٹا بنایا اور ایسے ہی زبانی جمع خرچ نہیں جیسے آج ہم میں بعض اوقات زبانی جمع خرچ کرتے ہیں، اپنے عمل سے ثابت کیا کہ میں نے واقعی زید کو اپنا منہ بولا بیٹا بنایا ہے اور بیٹے کا مقام دیا ہے، اپنی پھوپھی زاد بہن حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت زید رضی اللہ عنہ بن حارثہ سے کرایا ہے۔ ہجرت مدینہ کے موقعہ پر جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کے درمیان مواخات کا، بھائی چارے کا رشتہ قائم کیا آپ یوں کرتے تھے کسی مہاجر کو بلاتے اور ایک انصاری کو بلاتے اور فرماتے جاؤ! تم دونوں بھائی ہو۔ اس موقعہ پر آپ نے اپنے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا بھائی بنایا حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو۔ تو آپ نے حسب ونسب کے بتوں کو توڑا۔ غزوۂ موتہ میں جب کہ تین ہزار انصار اور مہاجر صحابہ شامل تھے لیکن امیر بنایا تو حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو۔ زندگی کے آخری ایام میں رومیوں کے خلاف آپ نے جس لشکر کو تیار کیا اس لشکر کا امیر بنایا حضرت زید رضی اللہ عنہ بن حارثہ کے بیٹے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو، حالانکہ اس لشکر میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ، حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ اور ان جیسے بڑے بڑے صحابہ شامل تھے لیکن امارت دی تو حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو، عمر بھی چھوٹی تھی بعض لوگوں کو تعجب ہوا کہ اسامہ کو اتنی بڑی مہم میں امیر کیوں بنایا جا رہا ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب سنا

www.toobaaelibrary.com

تو آپ نے فرمایا: کل جب میں نے اس کے باپ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو امیر بنایا تھا تب بھی بعض لوگوں کو اشکال ہوا تھا، لیکن وہ امارت کا مستحق تھا آج تمہیں اس کے بیٹے کے امیر بنائے جانے پر اشکال ہو رہا ہے لیکن ان کا بیٹا بھی امیر بنائے جانے کا مستحق ہے۔

امیر المؤمنین کی تواضع

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہو گیا، حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کا لشکر روانہ نہ ہو سکا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خلیفہ بننے کے بعد تمام خطرات کے باوجود جو کام سب سے پہلے کیا وہ یہ کہ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کے لشکر کو روانہ کیا اور انہوں نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ ہی کو امیر بنایا اور حالت یہ تھی کہ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ غلام کا بیٹا سوار ہے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفۃ المسلمین، امیر المومنین پیدل چل رہے ہیں، مدینہ منورہ سے رخصت کر رہے ہیں۔ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے دیکھا مجھ جیسا نوجوان اوپر بیٹھا ہے اور بوڑھے صحابی اور نبی کے بعد سب سے افضل اور خلیفۃ المسلمین پیدل چل رہے ہیں عرض کیا یا امیر المومنین یا تو خود بھی سوار ہو جائیے یا مجھے بھی سواری سے اترنے کی اجازت دے دیجئے۔ فرمایا نہ تم سواری سے نیچے اترو گے نہ میں سواری پر سوار ہوں گا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے لئے یہ فضیلت کیا کم ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے قدم اللہ کی راہ میں غبار آلود ہو رہے ہیں۔

امیر المومنین ہیں، لیکن عرض کرتے ہیں اسامہ رضی اللہ عنہ! حالات بڑے مخدوش ہیں، مدینہ منورہ میں، میں اکیلا ہوں، مرتدین کی جماعت ہے، بہت سی اسلام دشمن طاقتیں مدینہ پر حملہ کرنے کے بارے میں سوچ رہی ہیں سارے مسائل سے میرے لیے نمٹنا مشکل ہوگا، تم مجھے اجازت دو تو عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو اپنی مدد کے لئے روک لوں۔ کیسے حسب ونسب کے بت گرائے اللہ کے نبی نے دلوں سے۔ امیر المومنین ہیں اور اونچے نسب کے ہیں اور نبی کے بعد سب سے افضل ہیں لیکن اجازت مانگ رہے ہیں۔ اسامہ رضی اللہ عنہ! اجازت دے دو تو میں روک لوں۔ ظاہر ہے کہ وہ انکار کیسے کر سکتے تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حسب ونسب کے بُت توڑے

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ امیر المومنین بنے، مختلف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے وظائف بیت المال سے متعین کیے گئے۔ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کا وظیفہ زیادہ مقرر کیا اور اپنے بیٹے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا وظیفہ کم مقرر کیا، حضرت عبداللہ کو اشکال ہوا تو پوچھا ابو اُسامہ کے مقابلے میں میرے اندر کون سی کمزوری تھی کہ اس کا وظیفہ زیادہ اور میرا وظیفہ کم۔ جواب دیجئے کیا محبت تھی، محبت یوں کی جاتی ہے۔ فرمایا اے عبداللہ رضی اللہ عنہ! اسامہ کا باپ حضور کی نظر میں تیرے باپ عمر رضی اللہ عنہ سے زیادہ محبوب تھا اور زید رضی اللہ عنہ کا بیٹا اسامہ رضی اللہ عنہ عمر رضی اللہ عنہ کے بیٹے عبداللہ رضی اللہ عنہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو زیادہ پیارا تھا، میں اپنی محبت پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو ترجیح دیتا ہوں۔ میری محبت ایک طرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ایک طرف، جو

www.toobaaelibrary.com

حضور ﷺ کا چہیتا تھا، اور جو حضور ﷺ کا پیارا تھا اس کا وظیفہ تیرے وظیفے سے زیادہ ہوگا۔ حسب ونسب کے بت توڑے۔ قبیلہ نہیں، قوم نہیں، رنگ نہیں، نسل نہیں، نسب نہیں۔ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ اور حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ دونوں میں ایک مرتبہ تکرار ہوگئی، بات بڑھ گئی، حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی زبان سے نکل گیا ''او سیاہ فام عورت کے بیٹے'' حضور اکرم ﷺ کو پتا چلا حضور ﷺ نے فرمایا ابوذر! اب بھی تیرے اندر وہ جاہلیت والی خرابی ہے، اللہ کی نظر میں گوری عورت کے بیٹے کو کالی عورت کے بیٹے پر کوئی فضیلت حاصل نہیں ہے۔ ابھی تک وہ جہالت والی باتیں نہیں گئی ہیں۔ حضرت ابوذر تو تڑپ اٹھے، عرض کیا یا رسول اللہ مجھے معاف کر دیجیے، کیسے معافی کی صورت ہوگی؟، بلال رضی اللہ عنہ کو کیسے راضی کروں؟، زمین پر لیٹ گئے اور کہا اے بلال! اللہ کی قسم! اس وقت تک زمین سے نہیں اٹھوں گا جب تک کہ تم میرے چہرے پر اپنا پیر نہیں رکھو گے کہ میں نے تم کو یہ طعنہ دیا ہے۔ نسب کا طعنہ، حبشی ماں کا طعنہ، اور کالی ماں کا طعنہ۔ کیا بنا دیا تھا قرآن نے، اور صاحب قرآن حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات نے صحابہ کرام کو۔ تو یہ سارے بت گرا دیے اور بتلا دیا، عزت اور احترام دولت کی بناء پر نہیں، حسب ونسب کی بناء پر نہیں بلکہ ایمان کی بناء پر ہوگی، اچھے اخلاق کی بناء پر ہوگی، تقویٰ کی بناء پر ہوگی، یہ معیار ہے اللہ کی نظر میں محبوب بننے کا۔ ایسا نہیں کہ غریبوں سے تو بے توجہی اور امیروں کی خوشامد اور چاپلوسی، اسلام اس کی اجازت نہیں دیتا۔

سبق آموز واقعہ

ایک دولت مند مرید، پیر صاحب کے پاس جایا کرتا تھا بڑی طلب کے ساتھ، لیکن پیر صاحب کی نظر اس کی طلب پر نہیں تھی اس کی جیب پر تھی، امیر اور غریب میں فرق کرتے تھے۔ ایک دن اس نے پیر صاحب کو اپنا خواب سنایا کہ حضرت! عجیب خواب دیکھا ہے۔ میری انگلی پر پاخانہ لگا ہوا ہے اور آپ کی انگلی پر شہد لگا ہوا ہے۔ پیر صاحب بڑے خوش ہوئے خواب سن کر کہا بد بخت! ہم اللہ والے لوگ ہیں ہماری انگلی پر شہد نہیں ہوگا تو اور کیا ہوگا؟ اور تو دنیا کے پیچھے پڑا ہوا ہے تیری انگلی پر گندگی نہیں ہوگی تو اور کیا ہوگا؟ اس نے کہا حضرت! پورا خواب تو سن لیجیے! میری انگلی آپ کے منہ میں تھی اور آپ کی انگلی میرے منہ میں۔ اور واقعتاً ایسا ہوتا ہے کہ ان کی نظر تو جیب پر ہے روپے پیسے پر اور آنے والے وہ طلب لے کر آتے ہیں تو طلب کو دیکھا جائے گا۔

كَلَّا: ہرگز نہیں۔ اے محمد ﷺ! آج کے بعد کبھی ایسا نہیں کرنا چنانچہ میرے اور آپ کے اور پوری کائنات کے آقا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے ان آیات کے نزول کے بعد پھر کبھی ایسا نہیں کیا ہے کہ کسی صاحب طلب غریب کی آمد کی وجہ سے آپ کے چہرے پر بل پڑے ہوں۔

اِنَّهَا تَذْكِرَةٌ: بیشک یہ قرآنی آیات تو نصیحت ہیں اللہ کے کلام کو دیکھیں، ارے مزے لے کر پڑھا کریں اللہ کے کلام کو، کیا حسن ہے، کیا توازن ہے، کیا نغمگی ہے، کیا کشش ہے، کیا موافقت ہے، کیا تڑپ ہے، کیا

www.toobaaelibrary.com

انداز اور کیا اسلوب ہے، دل موہ لینے والا۔

قرآن کی عظمت وصداقت

اللہ کے کلام کا یہی اسلوب اور یہی کلام سن کر تو عرب کے بڑے بڑے شعراء اور ادیب کہہ اٹھے تھے لیس هذا کلام البشر یہ کسی انسان کا کلام نہیں ہے۔ جو کشش اور جو تاثیر اور جو جاذبیت اس کے اندر پائی جاتی ہے وہ امرأ القیس جیسے شاعروں کی شاعری کے اندر کہاں پائی جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا قرآن کسی کا محتاج نہیں

فَمَنْ شَآءَ ذَكَرَهٗ: (جو چاہے نصیحت حاصل کرے)۔ اللہ کا کلام عتبہ اور شیبہ کا محتاج نہیں ہے۔ اگر ابوجہل قرآن کو نہیں تھامے گا اور اُمیہ بن خلف قرآن نہیں پڑھے گا اور ولید بن مغیرہ ایمان قبول نہیں کرے گا تو قرآن بے سہارا نہیں ہو جائے گا۔ میں بے نیاز ہوں، مستغنی ہوں، مجھے کسی کے سجدوں کی ضرورت نہیں، تلاوت، عبادت، سجدے، ریاضت کی ضرورت نہیں، اور یہ بات ابوجہل اور اُمیہ کی نہیں ہے، اللہ کی قسم! یہ ہمارے لیے بھی ہے۔ ہم اگر قرآن نہیں پڑھیں گے، نہیں پڑھائیں گے تو قرآن بے سہارا نہیں ہو جائے گا، قرآن ختم نہیں ہو جائے گا۔ اگر مسلمان قرآن کی قدر نہیں کریں گے تو اللہ عیسائیوں کو، مجوسیوں کو، کافروں کو قرآن کے لئے کھڑا کر دے گا اور اللہ کھڑا کر رہا ہے، ہم اگر قرآن کو چھوڑ دیں گے تو قرآن دنیا سے نہیں مٹ جائے گا ہم مٹ جائیں گے۔

فِيْ صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍ ﴿۱۳﴾ مَّرْفُوْعَةٍ مُّطَهَّرَةٍ ﴿۱۴﴾ بِاَيْدِيْ سَفَرَةٍ ﴿۱۵﴾ كِرَامٍ بَرَرَةٍ ﴿۱۶﴾

(مکرم ومحترم صحیفوں میں ہے جو رب العزت کے نزدیک محترم اور مکرم صحیفے ہیں۔ بلند ہیں، پاکیزہ ہیں۔ ایسے کاتبوں کے ہاتھوں میں ہیں جو کہ معزز ہیں نیک ہیں باوفا ہیں)۔

علماء نے اس کی یہ وجہ بیان فرمائی ہے جو قرآن سے جڑے گا اللہ کی قسم! اللہ اس کے اندر بھی یہ صفات پیدا فرمائے گا مکرم ومحترم بن جائے گا، بلند مرتبہ بن جائے گا، وہ پاک ہو جائے گا، اس کو عزت مل جائے گی، وہ نیک بن جائے گا۔

منکرین قرآن پاک پر عتاب

قُتِلَ الْاِنْسَانُ مَآ اَكْفَرَهٗ ﴿۱۷﴾ (برا ہو انسان کا یہ کتنا ناشکرہ ہے)

مِنْ اَيِّ شَيْءٍ خَلَقَهٗ ﴿۱۸﴾ (کس چیز سے اللہ نے اس کو پیدا کیا ہے۔)

کیا تھا میں نے کیا بنا دیا۔ مِنْ نُّطْفَةٍ پانی کی ایک بوند سے اس کو پیدا کیا، جیتا جاگتا، چلتا پھرتا، بولتا چالتا، انسان بنا دیا۔ کوئی عالم بنا، کوئی حافظ، کوئی قاری، کوئی سائنسدان، کوئی ڈاکٹر، کوئی انجینئر، بڑے بڑے لوگ لیکن

www.toobaaelibrary.com

اصل تو وہی ہے۔مِنْ نُّطْفَةٍ پانی کی بوند سے۔

خَلَقَهٗ فَقَدَّرَهٗ: اس کو پیدا کیا پھر اس کے لئے ایک اندازہ ٹھہرایا۔

ثُمَّ السَّبِيْلَ يَسَّرَهٗ ﴿۲۰﴾ (پھر اس کے لئے راستہ آسان کر دیا)

ولادت کا راستہ آسان کر دیا یہ کہ ہدایت کا راستہ آسان کر دیا۔

تکریم انسان

ثُمَّ اَمَاتَهٗ: (پھر اس کو مار دیا) فَاَقْبَرَهٗ (پھر اس کو دفن کرادیا)۔

ثُمَّ اِذَا شَآءَ اَنْشَرَهٗ: (پھر جب اللہ چاہے گا اس کو اٹھائے گا)۔

مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَ فِيْهَا نُعِيْدُكُمْ وَ مِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى: اسی مٹی سے ہم نے تم کو پیدا کیا اسی میں ہم تم کو لوٹائیں گے اور اسی سے دوبارہ نکال کر کھڑا کر دیں گے۔ کسی قوم کے اندر مردوں کو جلانے کا رواج ہے۔ اور کسی کے اندر پرندوں اور جانوروں کو کھلانے کا رواج۔ لیکن اسلام نے جو طریقہ سکھلایا وہ سب سے زیادہ باعزت طریقہ۔ ولادت کے وقت بھی اکرام ہوتا ہے، ولادت ہوئی اذان کہی جارہی ہے، عقیقہ ہورہا ہے، صدقہ کیا جارہا ہے، اللہ کا شکر ادا کیا جارہا ہے۔ وفات ہوئی، غسل دیا جارہا ہے، کفن دیا جارہا ہے، اور سارے مومن اللہ کے سامنے ہاتھ اٹھائے کھڑے ہیں۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَ مَيِّتِنَا وَ شَاهِدِنَا وَ غَائِبِنَا وَ صَغِيْرِنَا وَ كَبِيْرِنَا وَ ذَكَرِنَا وَ اُنْثَانَا

اے اللہ! تو اس کو معاف فرمادے! یہ ایمان والا تھا سب ملکر کھڑے ہیں، عزت کے ساتھ رخصت کر رہے ہیں، عزت کے ساتھ قبر میں دفن کیا جارہا ہے۔

كَلَّا: (ہرگز نہیں)

ارے باز آجا، ارے انسان! باز آجا، ناشکرا بننے سے باز آجا، شرک کرنے سے باز آجا۔

لَمَّا يَقْضِ مَآ اَمَرَهٗ ﴿۲۳﴾ (ابھی تک انسان نے اس حکم کی تعمیل نہیں کی جو اللہ نے اس کو دیا تھا)

قدرت خداوندی میں غور وفکر کی دعوت

فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ اِلٰى طَعَامِهٖٓ ﴿۲۴﴾ (انسان کو چاہیے کہ وہ دیکھے اپنی غذا کی طرف)

اپنی غذا پر توجہ دے دھیان کرے۔ پہلے تو انسان کی ذات میں جو اللہ کی قدرت کے داخلی دلائل تھے وہ بیان کیے اور داخلی نعمتیں بیان کیں اور اب خارجی نعمتیں بیان کی جارہی ہیں فرمایا کہ دیکھو اپنی غذا کی طرف اور اس میں غور کرو۔

www.toobaaelibrary.com

اَنَّا صَبَبۡنَا الۡمَآءَ صَبًّا ﴿۲۵﴾ (بیشک ہم نے اچھے طریقے سے پانی برسایا۔)

ثُمَّ شَقَقۡنَا الۡاَرۡضَ شَقًّا ﴿۲۶﴾ (پھر ہم نے زمین کو پھاڑا اچھے طریقے سے)

فَاَنۡۢبَتۡنَا فِیۡهَا حَبًّا ﴿۲۷﴾ (اس میں ہم نے غلے اگائے)۔ وَّ عِنَبًا ۔(انگور)۔ وَّ قَضۡبًا ۔(ترکاریاں)۔ وَّ زَیۡتُوۡنًا ۔(اور زیتون)۔ وَّ نَخۡلًا ۔(اور کھجوریں)۔ وَّ حَدَآئِقَ غُلۡبًا (اور گھنے باغات)۔ وَّ فَاکِهَةً ۔(اور میوے) وَّ اَبًّا ۔(اور سبزہ، چارہ)۔ مَّتَاعًا لَّکُمۡ وَ لِاَنۡعَامِکُمۡ ﴿۳۲﴾ (تمہارے فائدے کے لئے اور تمہارے جانوروں کے فائدے کے لئے)۔

ہم نے آسمان سے پانی برسایا اور زمین کو پھاڑا۔ اتنی ٹھوس اور سخت زمین اور کونپل جو نکلتی ہے اور پتی جو نکلتی ہے اور غلہ جو نکلتا ہے کتنی نرم ونازک سی پتی ہے آپ میخ ٹھوکیں تو سوراخ ہوگا۔ لیکن وہ کون ہے جو زمین کا سینہ شق کرتا ہے؟ وہ نازک سی کونپل بغیر کسی تکلف کے باہر نکل آتی ہے اور اللہ والا کہتا ہے وہ ایک کونپل، وہ ایک پتی جو نکلتی ہے تو وہ نکلتے ہی کہتی ہے۔ وَحۡدَهٗ لَا شَرِیۡکَ لَهٗ وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔

گا ہے کہ از زمین گوید

وَحۡدَهٗ لَا شَرِیۡکَ گوید

وہ گھاس کی ایک پتی جو زمین سے اگتی ہے۔ وہ زبان حال سے وَحۡدَهٗ لَا شَرِیۡکَ کہہ رہی ہوتی ہے، میں خود نہیں نکلی مجھے کسی نے نکالا ہے، اللہ کہتا ہے میں نے پھاڑا زمین کے سینے کو، میں نے اس کونپل کو نکالا اور اللہ کہتا ہے دیکھو زمین ایک جیسی اور پانی ایک جیسا بیج ڈال دیا گیا لیکن کوئی پھل کالا ہے، کوئی سفید ہے، کوئی سرخ ہے، کوئی سبز ہے، کوئی میٹھا ہے، کوئی کھٹا ہے، رنگ بھی مختلف، ذائقہ بھی مختلف اور چیزیں بھی مختلف، اللہ نے بندوں کی طبیعت کا کتنا لحاظ رکھا، ایسا نہیں کہ ایک ہی پھل سارا سال چلتا رہے۔ پھل بھی بدلتے رہتے ہیں تا کہ کہیں میرا بندہ تنگ نہ ہو جائے، اور ایک ہی پھل کے پھر مختلف مدارج، مختلف مراحل، آم ابھی چھوٹا سا ہوتا ہے استعمال میں آتا رہتا ہے۔ اللہ کہتا ہے کون دے رہا ہے؟ میں دے رہا ہوں میں نے پانی برسایا میں نے زمین کے سینے کو پھاڑا۔

قرآن کتاب ہدایت ہے

پہلے تو یہ جان لیجئے قرآن کوئی سائنس کی کتاب نہیں، قرآن ہدایت کی کتاب ہے۔ اور یہ ناجائز ہے کہ ہم قرآنی آیات کو توڑ موڑ کر سائنسی نظریات پر فٹ کرنے کی کوشش کریں۔ لیکن اگر خود سائنس قرآنی حقائق کی تصدیق کرتی ہے تو پھر اس سے ہمیں انکار نہیں کرنا چاہیے۔ اور قرآن کا انداز ایسا ہے کہ اگر ایک سیدھا سادہ دیہاتی پڑھے وہ بھی فائدہ اٹھا سکتا ہے اور ایک گہرے علم والا سائنسدان اور محقق پڑھے وہ بھی فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ بعض حضرات نے یہ

www.toobaaelibrary.com

ذکر کیا ہے کہ یہ زمین جب سورج سے جدا ہوئی تھی تو اس کی سطح انتہائی گرم اور درجۂ حرارت بہت زیادہ تھا پھر اس پر آسمان سے مسلسل بارش برستی رہی جس سے زمین کی سطح ٹھنڈی ہوئی اور یہ زمین کسی چیز کے پیدا ہونے کے لئے بالکل سازگار نہیں تھی، پھر اس زمین کی سطح کو نباتات کی پیداوار کے لئے سازگار کیا گیا۔ تو اگر ایک سائنسدان دیکھتا ہے تو قرآن بھی کہہ رہا ہے اَنَّا صَبَبْنَا الْمَآءَ صَبًّا ﴿۲۵﴾ ہم نے موسلا دھار بارش برسائی یہاں تک کہ زمین کا درجہ حرارت معتدل ہو گیا۔ ثُمَّ شَقَقْنَا الْاَرْضَ شَقًّا ﴿۲۶﴾ زمین کوئی چیز اگا نہیں سکتی تھی، ہم نے زمین کو اُگانے کے قابل بنا دیا۔ زمین پر تحقیق کرنے والا سائنس کی نظر میں جب قرآن کو دیکھتا ہے اور قرآنی آیات کو پڑھتا ہے اور ساتھ یہ بھی سنتا ہے کہ یہ آیات اس شخص کی زبان سے ہم تک پہنچی جس نے کسی سے لکھنا پڑھنا نہیں سیکھا تھا تو اگر وہ غیر متعصب ہو تو قرآن کے سامنے سر جھکانے پر مجبور ہو جاتا ہے۔

مَّتَاعًا لَّكُمْ وَلِاَنْعَامِكُمْ ﴿۳۲﴾ (تمہارے فائدے کے لئے نفع رسانی کے لئے اور تمہارے مویشیوں کے لئے)۔

نفسا نفسی کا دن

فَاِذَا جَآءَتِ الصَّآخَّةُ ﴿۳۳﴾ (پھر جب وہ بہرا کر دینے والی آواز آئے گی)

قیامت کے ناموں میں سے ایک نام صاخہ بھی ہے، جب وہ کانوں کو بہرا کر دینے والی آواز آئے گی۔

يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِيْهِ ﴿۳۴﴾ وَاُمِّهٖ وَاَبِيْهِ ﴿۳۵﴾ وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِيْهِ ﴿۳۶﴾

(اس دن انسان بھاگے گا اپنے بھائی سے)۔

وَاُمِّهٖ اور اپنی ماں سے۔ وَاَبِيْهِ اور اپنے باپ سے۔ وَصَاحِبَتِهٖ اور اپنی بیوی سے۔ وَبَنِيْهِ اور اپنے بیٹوں سے۔

لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَاْنٌ يُّغْنِيْهِ ﴿۳۷﴾

(ان میں سے ہر ایک شخص کو اپنی اپنی پڑی ہوگی کہ اُسے دوسرے کا ہوش نہیں ہوگا)

اپنی اپنی فکر ہوگی دوسرے کی فکر نہیں ہوگی۔ بعض اوقات دنیا میں جب کبھی مصیبت آتی ہے تو ہم یہ منظر دیکھ لیتے ہیں، شوہر بیوی کو بھول جاتا ہے اور بیوی شوہر کو، یہاں تک کہ والدین اولاد تک کو بھول جاتے ہیں، حضرت شیخ الحدیث نور اللہ مرقدہٗ نے آپ بیتی میں لکھا ہے جب ہندوستان تقسیم ہوا پاکستان بنا اور لوگ انڈیا سے ہجرت کر کے پاکستان آرہے تھے تو فرماتے ہیں کہ نظام الدین اولیا اسٹیشن پر بہت سے والدین اپنے دودھ پیتے بچوں کو چھوڑ کر چلے گئے، کہنے لگے اگر زندہ رہے تو اور بچے آجائیں گے اور اگر مرے تو ان کو کون سنبھالے گا، وہیں پھینک کر چلے گئے۔ متعدد دودھ پیتے بچے اسٹیشن سے اٹھائے گئے۔ قیامت کا جو منظر، قیامت کا جو زلزلہ، قیامت کی جو مصیبت ہوگی وہ دنیا کی ہزاروں لاکھوں مصیبتوں سے بڑی مصیبت ہے۔ دنیا کے کروڑوں زلزلے بھی ملکر قیامت کے ایک زلزلے کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔

www.toobaaelibrary.com

روشن اور سیاہ چہرے

وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ مُّسْفِرَةٌ ﴿۳۸﴾ (کتنے ہی چہرے ہیں کہ اس دن روشن ہوں گے)۔

ضَاحِكَةٌ. (مسکراتے ہوئے)

مُّسْتَبْشِرَةٌ ﴿۳۹﴾ (ہشاش بشاش)۔

وَوُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ عَلَيْهَا غَبَرَةٌ ﴿۴۰﴾ (کتنے ہی چہرے ہیں کہ اس دن ان پر خاک اڑ رہی ہوگی)۔

تَرْهَقُهَا قَتَرَةٌ ﴿۴۱﴾ (ان پر سیاہی چھائی ہوئی ہوگی)۔

اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكَفَرَةُ الْفَجَرَةُ ﴿۴۲﴾ (یہی ہیں کافر اور بدکار)

واٰخر دعوانا ان الحمدللہ رب العلمین

www.toobaaelibrary.com

سُوْرَةُ التَّكْوِيْرِ مَكِّيَّةٌ

موضوع

حقانیت قرآن

www.toobaaelibrary.com

آیاتها ۲۹ (۸۱) سُورَةُ التَّكْوِيرِ مَكِّيَّةٌ (۷) رُكُوعَاتُها ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ ۝١ وَإِذَا النُّجُومُ انكَدَرَتْ ۝٢ وَإِذَا الْجِبَالُ سُيِّرَتْ ۝٣ وَإِذَا
الْعِشَارُ عُطِّلَتْ ۝٤ وَإِذَا الْوُحُوشُ حُشِرَتْ ۝٥ وَإِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ ۝٦ وَإِذَا
النُّفُوسُ زُوِّجَتْ ۝٧ وَإِذَا الْمَوْءُودَةُ سُئِلَتْ ۝٨ بِأَيِّ ذَنبٍ قُتِلَتْ ۝٩ وَإِذَا
الصُّحُفُ نُشِرَتْ ۝١٠ وَإِذَا السَّمَاءُ كُشِطَتْ ۝١١ وَإِذَا الْجَحِيمُ سُعِّرَتْ ۝١٢ وَإِذَا
الْجَنَّةُ أُزْلِفَتْ ۝١٣ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا أَحْضَرَتْ ۝١٤ فَلَا أُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ ۝١٥ الْجَوَارِ
الْكُنَّسِ ۝١٦ وَاللَّيْلِ إِذَا عَسْعَسَ ۝١٧ وَالصُّبْحِ إِذَا تَنَفَّسَ ۝١٨ إِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُولٍ
كَرِيمٍ ۝١٩ ذِي قُوَّةٍ عِندَ ذِي الْعَرْشِ مَكِينٍ ۝٢٠ مُّطَاعٍ ثَمَّ أَمِينٍ ۝٢١ وَمَا
صَاحِبُكُم بِمَجْنُونٍ ۝٢٢ وَلَقَدْ رَآهُ بِالْأُفُقِ الْمُبِينِ ۝٢٣ وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ
بِضَنِينٍ ۝٢٤ وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَيْطَانٍ رَّجِيمٍ ۝٢٥ فَأَيْنَ تَذْهَبُونَ ۝٢٦ إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ
لِّلْعَالَمِينَ ۝٢٧ لِمَن شَاءَ مِنكُمْ أَن يَسْتَقِيمَ ۝٢٨ وَمَا تَشَاءُونَ إِلَّا أَن يَشَاءَ اللَّهُ
رَبُّ الْعَالَمِينَ ۝٢٩

جب سورج لپیٹ لیا جائے گا، (۱) اور جب ستارے ٹوٹ ٹوٹ کر گریں گے، (۲) اور جب پہاڑوں کو چلایا جائے گا،
(۳) اور جب دس مہینے کی گابھن اُونٹنیوں کو بھی بے کار چھوڑ دیا جائے گا، (۴) اور جب وحشی جانور اکٹھے کر دیے جائیں گے
، (۵) اور جب سمندروں کو بھڑکایا جائے گا، (۶) اور جب لوگوں کے جوڑے جوڑے بنا دیے جائیں گے، (۷) اور جس
بچی کو زندہ قبر میں گاڑ دیا گیا تھا، اُس سے پوچھا جائے گا، (۸) کہ اُسے کس جرم میں قتل کیا گیا؟ (۹) اور جب اعمال نامے
کھول دیے جائیں گے، (۱۰) اور جب آسمان کا چھلکا اُتار دیا جائے گا، (۱۱) اور جب دوزخ بھڑکائی جائے گی، (۱۲) اور

www.toobaaelibrary.com

جب جنت قریب کردی جائے گی، (۱۳) تو اُس وقت ہر شخص کو اپنا سارا کیا دھرا معلوم ہو جائے گا۔ (۱۴) اب میں قسم کھاتا ہوں اُن ستاروں کی جو پیچھے کی طرف چلنے لگتے ہیں، (۱۵) جو چلتے چلتے دبک جاتے ہیں، (۱۶) اور قسم کھاتا ہوں رات کی جب وہ رُخصت ہو، (۱۷) اور صبح کی جب وہ سانس لے، (۱۸) کہ یہ (قرآن) یقینی طور پر ایک معزّز فرشتے کا لایا ہوا کلام ہے، (۱۹) جو قوّت والا ہے، جس کا عرش والے کے پاس بڑا رُتبہ ہے۔ (۲۰) وہاں اُس کی بات مانی جاتی ہے وہ امانت دار ہے۔ (۲۱) اور (اے مکہ والو!) تمہارے ساتھ رہنے والے یہ صاحب (یعنی حضرت محمد ﷺ) کوئی دیوانے نہیں ہیں، (۲۲) اور یہ بالکل سچی بات ہے کہ اُنہوں نے اس فرشتے کو کھلے ہوئے اُفق پر دیکھا ہے۔ (۲۳) اور وہ غیب کی باتوں کے بارے میں بخیل بھی نہیں ہیں۔ (۲۴) اور نہ یہ (قرآن) کسی مردُود شیطان کی (بنائی ہوئی) کوئی بات ہے۔ (۲۵) پھر بھی تم لوگ کدھر چلے جار ہے ہو؟ (۲۶) یہ تو دُنیا جہان کے لوگوں کے لئے ایک نصیحت ہے، (۲۷) تم میں سے ہر اُس شخص کے لئے جو سیدھا سیدھا رہنا چاہے! (۲۸) اور تم چاہو گے نہیں، اِلَّا یہ کہ خود اللہ چاہے جو سارے جہانوں کا پروردگار ہے۔ (۲۹)

یہ سورۂ تکویر ہے مکی سورت ہے اس میں انتیس آیات ہیں۔ اس سورت میں بھی اللہ تبارک وتعالیٰ نے قیامت سے پہلے جو بعض واقعات پیش آئیں گے ان کا ذکر کیا ہے۔

سورج کے فوائد

اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ ۝۱

(جب سورج کو لپیٹ لیا جائے گا)

سورج اللہ کی مخلوق ہے، ایک اہم اور بہت فوائد والی مخلوق ہے شاید اسی لئے بہت ساری قوموں نے سورج کو دیوتا قرار دے دیا۔ اگر سورج نہ ہوتا تو آج پورا کرہ ارض ہمیشہ کے لئے تاریک رہتا اور دنیا کے سارے سائنسدان مل کر، اور اپنے تمام وسائل خرچ کر کے کسی ایک ملک کو بھی ویسے روشن نہیں کر سکتے تھے جیسے سورج پوری دنیا کو روشن کر رہا ہے۔ اگر بجلی اور گیس کے میٹر کی طرح شمسی توانائی کے استعمال کا بھی کوئی میٹر لگا دیا جاتا تو یہ حقیقت ہے کہ دنیا کے بڑے بڑے بادشاہ اور بڑے بڑے سرمایہ دار پورے سال کا بل نہیں، پورے ایک مہینے کا بل نہیں، ایک دن کا بل بھی اپنے سارے خزانے خرچ کر کے ادا نہیں کر سکتے تھے اگر سورج نہ ہوتا تو پیڑ اور پودے نہ ہوتے، پھل اور پھول نہ ہوتے، سبزیاں اور غذائیں پیدا نہ ہوتیں اور حیوانات باقی نہ رہ سکتے، پھر کمال یہ کہ یہ سورج بڑے منظم طریقے سے روشنی اور حرارت دے رہا ہے نہ یہ بیمار ہوتا ہے نہ اسے مرمت کی ضرورت پیش آتی ہے، نہ اس میں پیٹرول اور ڈیزل ڈالنا پڑتا ہے۔ ایک خاص وقت پر طلوع ہوتا ہے اور ایک خاص وقت پر غروب ہو جاتا ہے۔ اور یہ

www.toobaaelibrary.com

سورج ہمیں پانی بھی مہیا کرتا ہے۔ایک منٹ میں پوری دنیا کے سمندروں سے کھربوں ٹن پانی بخارات کی صورت میں اوپر اٹھاتا ہے اور وہاں قدرت کے لگائے ہوئے پلانٹ میں یہ کڑوا اور کھارا پانی میٹھا ہوتا ہے پھر یہ بادلوں کی شکل اختیار کر لیتا ہے، بادل ہوا کے کندھوں پر سوار ہو جاتے ہیں اور پھر اللہ جہاں چاہتا ہے ان بادلوں کو لے جاتا ہے اور جہاں اللہ چاہتا ہے اور جب چاہتا ہے اور جتنا چاہتا ہے اتنا یہ برستا ہے۔سورۂ نور کی آیت نمبر (۴۳) میں اللہ نے فرمایا:

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُزْجِيْ سَحَابًا ثُمَّ يُؤَلِّفُ بَيْنَهٗ ثُمَّ يَجْعَلُهٗ رُكَامًا فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ ۚ وَيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ جِبَالٍ فِيْهَا مِنْۢ بَرَدٍ فَيُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ وَيَصْرِفُهٗ عَنْ مَّنْ يَّشَآءُ ۭ يَكَادُ سَنَا بَرْقِهٖ يَذْهَبُ بِالْاَبْصَارِ ﴿۴۳﴾

لیکن ایک وقت آئے گا کہ سورج ان میں سے کوئی کام بھی نہیں کر سکے گا اس کی بساط کو ایسے لپیٹ دیا جائے گا جیسے صبح سو کر اٹھنے والے بستر کو لپیٹ دیتے ہیں۔

قیامت سے پہلے سات نشانیاں

وَاِذَا النُّجُوْمُ انْكَدَرَتْ ﴿۲﴾

(جب ستارے بے نور ہو جائیں گے) ستارے جھڑ جائیں گے، آسمان سے گر پڑیں گے۔

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ قیامت قائم ہونے سے پہلے سات نشانیاں وقوع پذیر ہوں گی۔فرمایا کہ لوگ بازاروں میں مصروف ہوں گے کہ سورج کی روشنی ختم ہو جائے گی، ابھی اس مصیبت کو نہ بھولے ہوں گے کہ ستارے گرنا شروع ہو جائیں گے، ابھی اس منظر کو دیکھ رہے ہوں گے کہ پہاڑ زمین پر گر پڑیں گے اور جب پہاڑوں کی میخیں نہیں رہیں گی تو زمین حرکت کرنے لگے گی، زمین میں زلزلہ برپا ہو جائے گا، جنات انسانوں کی طرف اور انسان جنات کی طرف بھاگیں گے اور حیوان اور چوپایے، درند، چرند اور پرند یہ سب مل جائیں گے اور پھر جنات کہیں گے کہ ہم تحقیقات کر کے آتے ہیں کہ ہوا کیا ہے؟ جنات سمندر کی طرف بھاگیں گے وہاں دیکھیں گے کہ آگ بھڑک رہی ہوگی، وہاں سے واپس پلٹیں گے اور آکر یہ خبر دیں گے۔زمین ٹوٹ پھوٹ جائے گی اور پھر ایک ہوا چلے گی اور سب کو موت دے دی جائے گی۔

قیامت کے دن سارا نظام درہم برہم ہو جائے گا

وَاِذَا الْجِبَالُ سُيِّرَتْ ﴿۳﴾ (اور جب پہاڑ چلائے جائیں گے)

www.toobaaelibrary.com

یہ بھی قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے کہ پہاڑ ریزہ ریزہ ہوکر ہوا میں اڑنے لگیں گے۔ اللہ نے فرمایا وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوْشِ دھنی ہوئی رنگین روئی کی طرح اڑ رہے ہوں گے۔ اور سورہَ طٰہ کی آیت (۱۰۵) میں فرمایا:

وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ يَنْسِفُهَا رَبِّيْ نَسْفًا فَيَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا لَّا تَرٰى فِيْهَا عِوَجًا وَّلَآ اَمْتًا

پہاڑوں کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ آپ ان کو بتادیجئے کہ ان کو اڑادیا جائے گا، ریزہ ریزہ کردیا جائے گا، زمین پر ان کا وجود باقی نہیں رہے گا اور پوری زمین ہموار ہوجائے گی۔

قیامت کی دہشت

وَاِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ ﴿۴﴾ (اور جب گابھن اونٹنیاں بیکار ہوجائیں گی)

عربوں کے نزدیک گابھن اونٹنی سب سے زیادہ قیمتی اور نفیس اور عزیز مال شمار ہوتا تھا۔ جیسے آج کل کوئی قیمتی سے قیمتی گاڑی ہو، تو یہ حیثیت تھی عربوں کی نظر میں دس ماہ کی حاملہ اونٹنی کی۔ لیکن اللہ فرماتے ہیں قیامت کا خوف اور قیامت کا منظر اور قیامت کی دہشت ایسی ہوگی کہ لوگ اپنے اموال کو، اپنی جائیدادوں کو، اپنی قیمتی سے قیمتی چیزوں کو، گاڑیوں کو، کارخانوں کو، فیکٹریوں کو، یہاں تک کہ اولاد کو بھی بھول جائیں گے اور اپنی اپنی جان اور اپنی اپنی ذات کی فکر پڑی ہوگی۔

وَاِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ ﴿۵﴾ (اور جب جانور جمع کئے جائیں گے)

سارے جانور خوف کی شدت کی وجہ سے ایک جگہ جمع ہوجائیں گے۔ بھیڑیئے بھی ہوں گے، شیر بھی ہوں گے، چیتے بھی ہوں گے، خنزیر بھی، ہرن بھی، بھیڑ بکریاں بھی، سارے جانور ایک جگہ، لیکن چیتا اپنی چستی اور چالاکی بھول جائے گا شیر اپنی درندگی کو بھول جائے گا اور بھیڑیا، بھیڑوں اور بکریوں پر حملہ کرنا بھول جائے گا ایسی جان کی فکر پڑی ہوگی کہ حملہ کرنے کا کسی کو خیال بھی نہیں آئے گا۔ آپ اگر کبھی دیکھیں کسی جنگل میں آگ لگ جائے تو اس جنگل میں رہنے والے سارے درندے بھاگ نکل کھڑے ہوتے ہیں لیکن کسی درندے کو کسی حیوان پر حملہ کرنے کی جرأت اور خیال نہیں آتا ہے تو قیامت کا منظر تو جنگل میں آگ لگنے والے منظر سے کہیں زیادہ خوفناک ہوگا، جب درندے تک اپنی درندگی بھول جائیں گے تو انسان جو کہ بڑا احساس ہے اللہ کی حساس مخلوق ہے تو اس کے جذبات کا کیا عالم ہوگا یہ کیسے دوسروں کو نہ بھول جائے گا؟

www.toobaaelibrary.com

اللہ کی قدرت

وَإِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ ﴿۶﴾ (اور جب سمندر آگ ہوجائیں گے، سمندروں میں آگ بھڑکا دی جائے گی)۔

پانی دو عناصر سے مرکب ہے آکسیجن اور ہائیڈروجن سے۔ اللہ نے ان دو عناصر کو ملا کر پانی بنایا وہ اللہ اس بات پر قادر ہے کہ ان دونوں عناصر کو الگ کردے اور پھر ان دونوں عناصر میں وہی تباہی کا سامان آجائے جو ایٹم بم میں اور ہائیڈروجن بم میں تباہی کا سامان ہوتا ہے۔ تو سمندروں میں آگ بھڑک اٹھے گی۔

وَإِذَا النُّفُوسُ زُوِّجَتْ ﴿۷﴾ (اور جب روحیں ملا دی جائیں گی)

روحوں کو کس کے ساتھ ملایا جائے گا ایک مطلب تو یہ ہے کہ روحوں کو جسموں کے ساتھ ملا دیا جائے گا جسم کہیں بھی ہو اللہ اس بات پر قادر ہے کہ روح کا کنکشن اس جسم کے ساتھ جوڑ دے۔ بالفرض اگر کسی کے جسم کے لاکھ ٹکڑے اور لاکھ ذرے بھی ہو چکے ہوں تو اللہ اس بات پر قادر ہے کہ روح کا تعلق ان لاکھ ٹکڑوں اور ذرّوں کے ساتھ جوڑ دے۔ ان میں سے ایک ٹکڑا مغرب میں، ایک مشرق میں، ایک شمال میں، اور ایک جنوب میں، ایک سمندر میں، اور ایک زمین میں کیوں نہ ہو اللہ روح کا تعلق جسم کے ان ذرّات اور اجزاء کے ساتھ ملا سکتا ہے۔ اگر انسان اس بات پر قادر ہے کہ دنیا کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک آواز ملا سکتا ہے اور بات پہنچا سکتا ہے اور کنکشن جوڑ سکتا ہے تو میرا اللہ جس نے انسان کو یہ عقل عطا کی ہے وہ انسان سے کہیں زیادہ قدرت رکھتا ہے۔

انسانوں کی تقسیم کا دن

دوسرا مطلب یہ ہے کہ عقائد اور اعمال کے اعتبار سے لوگوں کو مختلف جماعتوں اور ٹکڑوں میں تقسیم کر دیا جائے گا۔ آج تو دنیا میں سب ملے جلے رہتے ہیں اللہ ہمیں معاف فرمائے لیکن اللہ نہ کرے ہو سکتا ہے ہم میں سے کوئی منافق بھی ہو اور کوئی مؤمن بھی ہو، یہاں فاسق اور صالح اکٹھے رہتے ہیں اللہ کے مقبول اور مردود مخلوط رہتے ہیں لیکن قیامت کے دن ایسا نہیں ہو سکے گا۔ سورہ یٰسین کی آیت نمبر ۵۹ میں اللہ نے فرمایا میں حکم دوں گا وَامْتَازُوا الْيَوْمَ أَيُّهَا الْمُجْرِمُونَ اے مجرمو! آج میرے نیک بندوں سے جدا ہو جاؤ، دنیا میں تم ملے جلے رہتے تھے لوگ تمہیں پہچان نہیں سکتے تھے تم میں سے بعض ایسے بھی تھے کہ انہوں نے شکلیں تو نیکوں جیسی بنا رکھی تھیں، بظاہر تو اچھے نظر آتے تھے لیکن میں جانتا تھا کہ اندر سے یہ گندے ہیں، اندر ایمان نہیں غلاظت بھری ہوئی ہے، نفاق بھرا ہوا ہے، وہ جرائم جو تم چھپ چھپ کے کیا کرتے تھے میں جانتا تھا لیکن میں نے دنیا میں پردہ ڈالے رکھا، تمہیں تمہارے بیوی بچوں کے سامنے، عزیزوں رشتہ داروں کے سامنے اور دوستوں کے سامنے ذلیل و رسوا نہیں کیا لیکن آج اپنا

www.toobaaelibrary.com

نہیں ہوگا آج تو فرق کا دن ہے، امتیاز کا دن ہے، فیصلے کا دن ہے وَامْتَازُوا الْيَوْمَ اَيُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ اے مجرمو! آج جدا ہو جاؤ آج مختلف گروہوں اور جماعتوں میں تقسیم کر دیا جائے گا، جیسا کہ ایک دوسری جگہ اللہ پاک نے سورۃ الواقعہ کی آیت نمبر ۷ میں فرمایا وَ كُنْتُمْ اَزْوَاجًا ثَلٰثَةً تمہیں تین جماعتوں میں تقسیم کر دیا جائے گا فَاَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ مَا اَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ وہ دائیں ہاتھ والے کیا ہیں دائیں ہاتھ والے وَ اَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ مَا اَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ اور بائیں ہاتھ والے کیا ہیں بائیں ہاتھ والے۔ وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ ۝۱۰ اور کچھ لوگ وہ ہیں جو دائیں ہاتھ والوں سے بھی آگے بڑھ جائیں گے۔

اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ۔ یہ ہیں مقرب فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ نعمتوں کے باغات میں ہوں گے۔ تو وہاں انسانوں کو تقسیم کر دیا جائے گا، یہ جماعت ہے کفار کی، مشرکین کی، اللہ کے نافرمانوں کی، متکبروں کی، سرکشوں کی، ظالموں کی۔ اے اللہ! ہمیں اس جماعت میں شامل نہ فرمانا اور یہ جماعت ہے اللہ کے نیک بندوں کی اے اللہ! تو ہمیں ان کی جوتیوں میں جگہ عطا فرما دینا اور یہ جماعت ہے مقربین کی۔ اے اللہ تو ہمیں ان کی محبت نصیب فرما دینا تو ایک مطلب یہ بیان کیا گیا۔

قیامت کا دن کامل عدل کا دن ہے

وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ ۝۸ (اور جب زندہ درگور کی گئی لڑکی سے سوال کیا جائے گا)

بِاَيِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ ۝۹ (کس گناہ میں اس کو قتل کیا گیا؟)

اس کو کیوں مارا گیا؟، یہ عدل کا دن ہوگا، کامل انصاف کا دن ہوگا کسی سے سوال ہوگا ظلم کیوں کیا تھا، مظلوم سے سوال ہوگا کس نے ظلم کیا تھا، کیا چاہتے ہو، عدل کا دن ہوگا اور جن مظلوموں کو عدل اور انصاف مہیا کیا جائے گا ان میں سے مثال کے طور پر رب تعالیٰ نے اس معصوم بچی کا ذکر کیا جس معصوم بچی کو اس کے والدین نے زندہ درگور کیا ہوگا۔

عربوں کے بعض اُجڈ قبائل میں یہ رواج تھا کہ بچی کو زندہ درگور کر دیا جاتا تھا، قتل کر دیا جاتا تھا اور قتل کرتے تھے اس شرم کی وجہ سے کہ میری بیٹی کسی کی بیوی بنے گی یا لونڈی بنے گی میں یہ برداشت نہیں کر سکتا یا پھر قتل کرتے تھے فقر وفاقہ کی وجہ سے کہ میں اس کو کیسے پالوں گا، اس کے معاش کا کیسے انتظام ہوگا؟ اللہ نے سورۂ نحل کی آیت نمبر ۵۸ اور آیت نمبر ۵۹ میں اس منظر کا ذکر کیا ہے جو منظر اس وقت ہوتا تھا، جب انہیں بتایا جاتا تھا کہ تمہارے گھر میں بیٹی پیدا ہوئی ہے اللہ فرماتے ہیں وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ جب ان میں سے کسی کو یہ خوشخبری سنائی جاتی کہ تمہارے گھر میں بیٹی پیدا ہوئی تو اس کا چہرہ کالا پڑ جاتا اور اس کا دل گھٹنے لگتا تھا۔

www.toobaaelibrary.com

يَتَوَارٰى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوْٓءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ یہ خبر سن کر وہ قوم سے منہ چھپاتا پھرتا تھا اور دل میں سوچتا تھا اَيُمْسِكُهٗ عَلٰى هُوْنٍ ذلت برداشت کر کے اس کو زندہ رہنے دوں اَمْ يَدُسُّهٗ فِي التُّرَابِ یا اس کو مٹی میں دھنسا دوں اَلَا سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ۔ اللہ کہتا ہے بہت برا فیصلہ تھا جو وہ کرتے تھے۔ ان میں سے بعض تو ایسے تھے کہ ولادت ہوتے ہی بچی کو قتل کر دیتے تھے۔ بعض قبائل میں بچے کی ولادت کے وقت سے پہلے ہی گڑھا کھود دیا جاتا تھا، بچہ جب پیدا ہوتا اگر بیٹا ہوتا اٹھا کر سینے سے لگا لیتے اگر بیٹی ہوتی اسی وقت اس گڑھے میں ڈال کر اس کے اوپر مٹی ڈال دی جاتی۔ بعض ایسے بھی تھے کہ پانچ چھ سال تک اس کو زندہ رہنے دیتے پھر باپ بچی کی ماں سے کہتا اس کو میرے ساتھ بھیجو میں اس کو عزیزوں سے ملا کر لاتا ہوں، عزیزوں سے ملوانے کے بہانے سے بچی کو لے جاتا، گڑھا پہلے سے کھود رکھا ہوتا تھا اس گڑھے کے پاس لے جا کر اس بچی سے کہتا ذرا اندر تو دیکھو وہ دیکھتی تو پیچھے سے دھکا دیتا اور اوپر مٹی ڈال دیتا اللہ اکبر۔ وہ کیسا منظر ہوگا جب معصوم بچی خوشی خوشی ابا کی انگلی پکڑ کر گھر سے باہر نکلتی ہوگی اچھلتی کودتی، ہنستی مسکراتی ماموں سے، عزیزوں سے، رشتے داروں سے ملنے جا رہی ہوں۔ جب جنگل میں پہنچتی ہوگی اور باپ اٹھا کے گڑھے میں پٹختا ہوگا۔ بیٹی باپ کے چہرے کو کس نظر سے دیکھتی ہوگی ابا! مجھے جنا کیوں تھا آج مجھے کس جرم کی سزا دی جا رہی ہے کہ مجھے گڑھے میں ڈالا جا رہا ہے۔

انسانیت پر ترس کھانے کا صلہ

حضرت صعصعہ بن ناجیہ رضی اللہ عنہ حضور اکرم ﷺ کے ایک صحابی ہیں انہوں نے ایک دفعہ عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے تین سو ساٹھ بچیوں کی جان بچائی ہے جب مجھے پتہ چلتا کہ کسی کے ہاں بیٹی پیدا ہوئی ہے اور ظالم باپ اس کو زندہ نہیں رہنے دے گا تو میں اس کے پاس پہنچ جاتا اور اسے دو گابھن اونٹنیاں اور ایک اونٹ دیتا اور بچی کی جان بچا لیتا، یوں میں نے تین سو ساٹھ بچیوں کی جان بچائی۔ پھر پوچھا یا رسول اللہ! مجھے اس نیکی کا کوئی صلہ اور بدلہ بھی ملے گا۔ اللہ اکبر۔ قربان جاؤں اپنے آقا ﷺ کی قدموں کی خاک پر اور مبارک زبان پر، جواب میں ارشاد فرمایا۔ اے صعصعہ اور کیا صلہ مانگتے ہو؟ یہ صلہ کوئی کم ہے کہ اللہ نے تمہیں ایمان کی توفیق عطا فرما دی، اس سے بڑا صلہ کیا مانگتے ہو کہ اللہ نے تمہیں ایمان نصیب فرما دیا۔

میرے بزرگو اور دوستو! یاد رکھیے نیکی کا صلہ جنت بھی ہے لیکن نیکی کا سب سے بڑا صلہ یہ ہے کہ اللہ ہمیں مستقل نیکی کے لئے قبول فرما لے، ایک نیکی کے بعد دوسری نیکی کی، ایک سجدے کے بعد دوسرے سجدے کی، اور ایک تلاوت کے بعد دوسری تلاوت کی، اور ایک دعا کے بعد دوسری دعا کی توفیق مل جائے اور زندگی اللہ کے دین میں لگ جائے اور اللہ زندگی بھر کے لئے اپنے دین کی خدمت کے لئے اپنے قرآن کی خدمت کے لئے قبول فرمائے تو خدا کی قسم اس سے بڑا صلہ اور کوئی نہیں ہے۔ تو فرمایا اور صلہ کیا مانگتے ہو؟ یہ صلہ کیا کم ہے کہ اللہ نے تمہیں ایمان کی

www.toobaaelibrary.com

توفیق نصیب فرمادی، وہ بچیوں کو قتل کرتے تھے لیکن میرے اور آپ کے آقا ﷺ جو مظلوموں کی دادرسی کے لئے آئے تھے آپ پسے ہوؤں کو، جھکے ہوؤں کو، گرے ہوؤں کو، دبے ہوؤں کو اٹھانے کے لئے آئے تھے، اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا دیکھو ان بچیوں کو فقر و فاقہ کے ڈر سے قتل نہ کرو سورۃ الاسراء کی آیت ۳۱ میں فرمایا وَ لَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَ اِيَّاكُمْ ۔ان کو فقر و فاقہ کے ڈر سے قتل نہ کرو ان کو بھی ہم رزق دیتے ہیں اور تمہیں بھی ہم رزق دیتے ہیں تم یہ سمجھتے ہو کہ ان بچیوں کو ہم پالتے ہیں ارے تم بچیوں کو کیا پالو گے تمہیں بھی میں پال رہا ہوں اور ان بچیوں کو بھی میں پال رہا ہوں۔ اس جگہ اللہ نے نَرْزُقُهُمْ اولاد کو پہلے ذکر کیا وَ اِيَّاكُمْ والدین کو بعد میں ذکر کیا اس میں نکتہ بعض حضرات نے یہ بیان فرمایا کہ اللہ بتانا چاہتے ہیں کہ ارے ان بچوں کو بھی رزق دے رہا ہوں، اور ان بچوں کی برکت سے تمہیں بھی رزق دے رہا ہوں بچوں کی برکت سے، ضعیفوں کی برکت سے، کمزوروں کی برکت سے اللہ پاک طاقت والوں کو اور الدین کو بھی روزی دیتا ہے تو فرمایا قتل نہ کرو اور رسول اکرم ﷺ نے بچی کی تعلیم و تربیت کے فضائل بیان فرمائے ہیں۔

مغربی تہذیب کا اثر

میری وہ مائیں بہنیں اور بیٹیاں جو مغربی تہذیب سے اور آج کل کے مادر پدر آزاد صحافیوں کے پروپیگنڈے سے متاثر ہوتی ہیں جن کو یہ تاثر دیا جاتا ہے کہ گویا اسلام تو عورت کے حقوق کو چھینتا ہے اور مغرب نے عورت کو حقوق دیے۔ مغرب نے عورت کو حقوق نہیں دیے، مغرب نے عورت سے حیا چھین لی، ممتا چھین لی، عفت چھین لی، عصمت چھین لی، وہ بیٹی اور ماں جس پر ہم فخر کیا کرتے تھے آج مغرب سے متاثر ہونے والیوں میں وہ نہ ماں دکھائی دیتی ہے اور نہ وہ بیٹی دکھائی دیتی ہے، مغرب نے تو نرم دل عورت کو سنگدل بنادیا۔

بیٹیوں کی تربیت کے فضائل

حضور اکرم ﷺ نے تو بیٹی کو زندگی عطا کی، بیٹی کو حقوق دیے، بیٹی کی تربیت کے وہ فضائل بیان کیے جو بیٹے کی تربیت کے نہیں بیان فرمائے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

قال رسول اللہ ﷺ مَنْ عَالَ جَارِيَتَهُنَّ حَتّٰى تَبْلُغَ جَاءَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَنَا وَ هُوَ كَهَاتَيْنِ وَضَمَّ اَصَابِعَهٗ۔

اللہ کے نبی نے فرمایا کہ جس شخص کو اللہ نے دو بیٹیاں عطا کیں اور پھر اس نے ان بیٹیوں کی کفالت، تربیت اور پرورش کی وہ قیامت کے دن آئے گا اور جنت میں میرے ساتھ ایسا ہوگا جیسے یہ میرے ہاتھ کی دو انگلیاں ہیں۔

صحیح مسلم میں روایت ہے فرمایا کہ:

www.toobaaelibrary.com

مَنِ ابْتَلٰى مِنَ الْبَنَاتِ بِشَیْءٍ فَاَحْسَنَ اِلَیْهِنَّ کَانَ سِتْرًا مِّنَ النَّارِ۔

فرمایا کہ جس کو اللہ نے بیٹیاں عطا کی اور پھر اس نے بیٹیوں کے ساتھ اچھا سلوک کیا، یہ بیٹیاں اسے جہنم کی آگ سے بچانے کا ذریعہ بن جائیں گی۔ اس کے اور جہنم کی آگ کے درمیان رکاوٹ بن جائیں گی۔ ایک حدیث میں اللہ کے نبی ﷺ نے بیان فرمایا مَنْ کَانَتْ لَهٗ اُنْثٰی جس کو اللہ نے بیٹی عطا کی پھر اس نے بیٹی کو زندہ درگور نہیں کیا بیٹی کی توہین بھی نہیں کی اور بیٹے کو بیٹی پر ترجیح بھی نہیں دی یہ الفاظ سن لیجئے بیٹوں کو فوقیت دینے والو! میں نے ایسے بیٹے بھی دیکھے ہیں جنہوں نے باپ کو گریبان سے پکڑا، ایسے بیٹے بھی دیکھے ہیں جنہوں نے باپ کو دھکے دے کر گھر سے باہر نکال دیا تو فرمایا کہ وَ لَمْ یُؤْثِرْ اور جس نے اپنے بیٹے کو بیٹی پر ترجیح نہ دی اَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ اللہ اس کو جنت میں داخل فرمائے گا۔

مغربی تہذیب نے سنگدل بنادیا

حضور اکرم ﷺ نے بیٹیوں کی تربیت کے فضائل بیان فرمائے۔ آج مغربی تہذیب سے متاثر ہونے والی ماؤں بہنوں اور بیٹیوں میں وہ حیا نہ رہی جو حیا ان کا زیور تھی، جو ان کی امتیازی پہچان تھی۔ دجالی تہذیب سے متاثر ہو کر اور قرآنی تعلیمات سے دور ہو کر ایسا لگتا ہے کہ عورت جاہلیت کے دور میں واپس چلی گئی۔

کیسے عرض کروں پچھلے دنوں ایک اخبار میں ایک رپورٹ پڑھی ایک رفاہی ادارے کے بارے میں جو لاوارث لاشوں کی تدفین کرتا ہے۔ انہوں نے لاوارث لاشوں کی تدفین کے سلسلے میں یہ بھی بتلایا کہ ہم نے اب تک ہزاروں معصوم نوزائدہ پیدا ہونے والے بچوں کی لاشوں کو بھی سپرد خاک کیا ہے۔ اور یہ بچوں کی لاشیں کہاں سے ملیں؟ گندے نالوں پر، کچرا کنڈیوں میں، ویران راستوں میں، جھولوں میں ان میں سے بعض لاشیں ایسی تھیں جن کو صرف مارنے پر اکتفاء نہیں کیا گیا تھا مارنے کے بعد جلا دیا گیا تھا ایسی لاشیں بھی تھیں کہ معلوم ہوتا تھا کہ کسی سنگدل نے ٹانگوں سے پکڑ کر پیدا ہونے والے بچے کو چیر دیا ہے، ایسی بھی لاشیں تھیں جن کو کتوں بلیوں نے جھنجھوڑ کر مار دیا، ایسی لاشیں بھی تھیں کہ بھوک اور موسمی حالات کی وجہ سے وہ نیا پیدا ہونے والا بچہ تڑپ تڑپ کر مر گیا۔ ہزاروں بچوں کی لاشیں اندازہ کیجئے اپنے گھر کی فکر کیجئے ہم تو دور جاہلیت میں واپس جارہے ہیں ماڈرن بننے کے شوق میں ماں بہن نے سر سے دوپٹہ اتارا، پردہ اتارا، حجاب اتارا اور مولوی کو دو چار گالیاں دیں فحش فلمیں، فحش گانے مخلوط محفلیں، مخلوط مجلسیں، اور آج بدکاری کا یہ عالم کہ انہوں نے کہا کہ سال بھر میں جو ہمیں لاشیں ملتی ہیں، میں اس پر اس لیے زور دے رہا ہوں کہ بہت سی لاشیں ایسی بھی ہوتی ہوں گی جو کسی کو ملتی نہیں ہوں گی سال بھر میں پانچ سو بچوں کی لاشیں اور سو زندہ بچے اور اس میں قابل ذکر بات جس کی طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں وہ یہ کہ انہوں نے بتایا کہ ان

www.toobaaelibrary.com

لاشوں میں اسّی فیصد لاشیں بچیوں کی ہوتی ہیں "اسی فیصد لاشیں" گویا کہ بیٹی پیدا ہوگئی تو مار دیا بیٹی پیدا ہوگئی ہسپتال میں زندہ بچی کو بنچ پر چھوڑ کر ماں بھاگ گئی باپ بھاگ گیا، سنبھالے جس کو سنبھالنا ہے ہم سے نہیں سنبھالی جاتی اور اس رفاہی ادارے کے سربراہ نے بتلایا کہ ایسا بھی ہو رہا ہے کہ چونکہ الٹرا ساؤنڈ کے ذریعے سے پتا چل جاتا ہے کہ بیٹا ہے یا بیٹی اگر بیٹی ہو تو پہلے ہی حمل ضائع کروا دیا جاتا ہے)۔

اللہ کے نبی ﷺ نے تو بیٹی کو تحفظ دینے کا حکم دیا تھا آج مسلمان کتنا دور چلا گیا۔

ہم دین کی بات کرنے والوں پر لازم ہے کہ عورت کے حقوق بیان کریں، بچیوں کے حقوق بیان کریں، جو ظلم ہو رہا ہے اس کے خلاف آواز اٹھائیں، بچی سمجھ کر حمل ضائع کروانا غلط، بچی پیدا ہونے پر لاوارث چھوڑ دینا غلط، بچی پر زیادتی کرنا غلط، بچی پر بچے کو ترجیح دینا غلط، اور بچی پر کاروکاری کا الزام لگانا غلط اور ناجائز ہے شریعت اس کی اجازت نہیں دیتی ہے۔ بہت سے لوگ قبائلی رسموں اور خاندانی ظلم وستم کو اسلام کے کھاتے میں ڈال دیتے ہیں حالانکہ اسلام تو اس کی اجازت نہیں دیتا۔

اعمال نامہ کھلے گا

وَإِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ ﴿١٠﴾ (اور جب اعمال نامے کھول دیے جائیں گے)

انسان مرتا ہے تو اعمال نامے بند کر دیے جاتے ہیں، لیکن قیامت کے دن اعمالنامے کھول دیے جائیں گے اور پھر کسی کا اعمالنامہ دائیں ہاتھ میں اور کسی کا بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔ سورۂ کہف کی آیت نمبر ۴۹ میں ہے اللہ فرماتے ہیں وَوُضِعَ الْكِتٰبُ اعمالنامہ سامنے رکھ دیا جائے گا۔ فَتَرَى الْمُجْرِمِينَ مُشْفِقِينَ مِمَّا فِيهِ مجرم اس کو دیکھ دیکھ کر ڈریں گے۔ وَيَقُولُونَ يٰوَيْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيرَةً وَّلَا كَبِيرَةً إِلَّا أَحْصٰهَا یہ کیسا اعمالنامہ ہے یہ کون ہیں لکھنے والے؟ کیسی باریک باریک باتیں لکھ دی ہیں جو ہمارے تصور میں بھی نہیں تھیں، بڑے گناہ بھی لکھ دیے، اور ہمارے چھوٹے گناہ بھی اس میں لکھ دیے، بڑی نیکیاں بھی اس میں لکھ دیں، اور چھوٹی نیکیاں بھی اس میں لکھ دیں، کوئی چیز نہیں چھوڑی وَوَجَدُوا مَا عَمِلُوا حَاضِرًا جو اعمال کیے تھے وہ سب موجود پائیں گے۔

آسمانی نظام درہم برہم ہوگا

وَإِذَا السَّمَآءُ كُشِطَتْ ﴿١١﴾

(اور جب آسمان کی کھال کھینچ دی جائے گی)

جیسے بکری کی کھال اتاری جاتی ہے اسی طرح اللہ آسمان کی کھال اتار دیں گے، یا جیسے چھت کو ادھیڑ دیا جاتا

www.toobaaelibrary.com

ہے ایسے ہی آسمان کی چھت کو ادھیڑ دیا جائے گا، یہ نیلی چھت باقی نہیں رہے گی، یہ سورج چاند ستارے باقی نہیں رہیں گے، ایک نیا آسمان وجود میں آئے گا۔ سورہ ابراھیم کی آیت نمبر ۴۸ میں ہے یَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ وَ بَرَزُوْا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ زمین کو بھی بدل دیا جائے گا اور آسمانوں کو بھی بدل دیا جائے گا اور اللہ کے سامنے کھڑے ہوں گے جو اکیلا قہار ہے۔

وَاِذَا الْجَحِيْمُ سُعِّرَتْ ﴿۱۲﴾ (اور جب دوزخ کی آگ بھڑکائی جائے گی)

کس کے ذریعے سے بھڑکائی جائے گی ایندھن کیا ہوگا؟ اللہ نے بیان فرمایا یٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِيْكُمْ نَارًا اے ایمان والو! اپنے آپ کو بچاؤ اپنے اہل وعیال کو بچاؤ، اس آگ سے وَّ قُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے۔

وَاِذَا الْجَنَّةُ اُزْلِفَتْ ﴿۱۳﴾ (جنت کو قریب لایا جائے گا)۔

متقین کے قریب لایا جائے گا، سورہ کہف کی آیت نمبر ۳۱ میں اللہ نے فرمایا وَ اُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِيْنَ غَيْرَ بَعِيْدٍ هٰذَا مَا تُوْعَدُوْنَ لِكُلِّ اَوَّابٍ حَفِيْظٍ مَنْ خَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ وَ جَآءَ بِقَلْبٍ مُّنِيْبٍ متقین کے قریب جنت کو لایا جائے گا اور جو بن دیکھے اللہ سے ڈرا کرتے تھے ان سے کہا جائے گا اُدْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ سلامتی کے ساتھ اس میں داخل ہو جاؤ۔ یہ ساری چیزیں بیان کرنے کے بعد آخر میں ماقبل کا جواب بیان فرمایا ہے۔

ہر چیز واضح نظر آئے گی

عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّآ اَحْضَرَتْ ﴿۱۴﴾

(ہر شخص جان لے گا کہ وہ کیا لے کر آیا ہے)

ہر شخص کو پتا چل جائے گا کھرا لے کر آیا یا کھوٹا لے کر آیا، نیکیاں زیادہ لایا، یا برائیاں زیادہ لایا کیا لایا ہے؟ سورۂ آل عمران آیت نمبر ۳۰ میں فرمایا یَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُّحْضَرًا وَّ مَا عَمِلَتْ مِنْ سُوْٓءٍ نیکیوں کو بھی موجود پائے گا، بدیوں کو بھی موجود پائے گا اور اپنے گناہوں کو دیکھ کر آرزو کرے گا تَوَدُّ لَوْ اَنَّ بَيْنَهَا وَ بَيْنَهٗۤ اَمَدًۢا بَعِيْدًا کاش! میرے گناہوں اور میرے درمیان بڑا لمبا فاصلہ ہوتا۔

قرآن اللہ تعالیٰ کی سچی کتاب ہے

اللہ اکبر! قرآن کی فصاحت پر قربان جایئے، قرآن کے اسلوب پر قربان جایئے۔ ارے لوگو! کیا ہوگیا کہ آج ہمیں قرآن میں مزہ نہیں آتا اور گندگی میں مزہ آتا ہے، گانوں میں مزہ آتا ہے، ہمارے دل کیسے کالے ہوگئے

www.toobaaelibrary.com

کہ اللہ کی کتاب سن کر دلوں میں وحشت پیدا ہوتی ہے اور ہم سننے کے لئے تیار نہیں ہوتے اور تلاوت کے لئے وقت نہیں نکلتا، یہ تو دلوں کو کھینچنے والا کلام ہے، ایمان والوں کے دلوں کے لئے مقناطیس ہے۔

فَلَآ اُقۡسِمُ بِالۡخُنَّسِ ﴿۱۵﴾ الۡجَوَارِ الۡکُنَّسِ ﴿۱۶﴾ وَالَّیۡلِ اِذَا عَسۡعَسَ ﴿۱۷﴾ وَالصُّبۡحِ اِذَا تَنَفَّسَ ﴿۱۸﴾

میں قسم اٹھاتا ہوں ان ستاروں کی جو پیچھے ہٹ جاتے ہیں ان ستاروں کی جو سیر کرتے ہیں، نکلتے رہتے ہیں اور غائب ہو جاتے ہیں اور قسم اٹھاتا ہوں رات کی جب ختم ہونے لگتی ہے اور قسم اٹھاتا ہوں صبح کی جب وہ نمودار ہوتی ہے۔ تین قسمیں کھا کر اللہ نے فرمایا کہ......

اِنَّهٗ لَقَوۡلُ رَسُوۡلٍ کَرِیۡمٍ ﴿۱۹﴾ (یہ قرآن عالی مقام فرشتے کی زبان کا پیغام ہے)۔

اللہ نے قرآن کریم میں کئی جگہ قرآن کی حقانیت اور قرآن کی صداقت بیان کرنے کے لئے قسمیں کھائی ہیں۔ سورہ واقعہ میں فرمایا فَلَآ اُقۡسِمُ بِمَوٰقِعِ النُّجُوۡمِ وَ اِنَّهٗ لَقَسَمٌ لَّوۡ تَعۡلَمُوۡنَ عَظِیۡمٌ اِنَّهٗ لَقُرۡاٰنٌ کَرِیۡمٌ میں ستاروں کے مواقع کی قسم اٹھاتا ہوں اور اگر تمہیں علم ہو تو تم جانو کہ یہ کتنی بڑی قسم ہے اور قسم کھا کر کیا کہتا ہوں اِنَّهٗ لَقُرۡاٰنٌ کَرِیۡمٌ یہ تو بڑا اعالی مقام قرآن ہے، عزت والا قرآن ہے، مکرم کلام ہے۔ فِیۡ کِتٰبٍ مَّکۡنُوۡنٍ لَّا یَمَسُّهٗۤ اِلَّا الۡمُطَهَّرُوۡنَ اور سورہ حاقہ میں فرمایا فَلَآ اُقۡسِمُ بِمَا تُبۡصِرُوۡنَ وَ مَا لَا تُبۡصِرُوۡنَ ان چیزوں کی بھی قسم جو تمہیں نظر آتی ہیں اور ان چیزوں کی بھی قسم جو تمہیں نظر نہیں آتیں اور مجھے نظر آتی ہیں اِنَّهٗ لَقَوۡلُ رَسُوۡلٍ کَرِیۡمٍ یہ تو عالی مقام فرشتے کی زبان کا پیغام ہے وَّ مَا هُوَ بِقَوۡلِ شَاعِرٍ یہ کسی شاعر کا کلام نہیں ہے۔ قَلِیۡلًا مَّا تُؤۡمِنُوۡنَ تم بہت کم ایمان لاتے ہو۔ وَلَا بِقَوۡلِ کَاهِنٍ اور یہ کاہن کا کلام نہیں ہے قَلِیۡلًا مَّا تَذَکَّرُوۡنَ تم بہت کم نصیحت حاصل کرتے ہو تَنۡزِیۡلٌ مِّنۡ رَّبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ یہ تو رب العالمین کی طرف سے نازل کیا ہوا کلام ہے۔ اللہ نے تو مشرکوں کو خطاب کر کے کہا تھا بہت کم ایمان لاتے ہو، بہت کم نصیحت حاصل کرتے ہو لیکن کیا آج ہمارے جیسے قرآن سے منہ موڑنے والے مسلمانوں کو نہیں کہا جا سکتا؟ ارے بہت کم قرآن پر ایمان لاتے ہو اور بہت کم قرآن سے نصیحت حاصل کرتے ہو، ارے بہت کم ایمان کو تازہ کرنے کے لئے توجہ دیتے ہو۔

ذِیۡ قُوَّةٍ عِنۡدَ ذِی الۡعَرۡشِ مَکِیۡنٍ ﴿۲۰﴾

(جو قوت والا ہے عرش والے کے نزدیک اونچے درجے والا ہے)۔

مُّطَاعٍ ثَمَّ اَمِیۡنٍ ﴿۲۱﴾ (سردار بھی ہے، امانتدار بھی ہے)۔

www.toobaaelibrary.com

حضور اکرم ﷺ سے زیادہ کوئی عقلمند نہیں ہے

وَمَا صَاحِبُكُمْ بِمَجْنُوْنٍ ﴿۲۲﴾

(اور تمہارے ساتھ رہنے والے یہ صاحب کوئی دیوانے نہیں ہیں)۔

یہ میرے اور آپ کے آقا ﷺ کے بارے میں ہے جو دنیا کو عقل سکھانے کے لئے آئے تھے۔ جب انہوں نے دنیا والوں کو قرآن سنایا تو میرے اور آپ کے آقا ﷺ کو مجنون کہا گیا، دیوانہ کہا گیا۔ اور اللہ کہہ رہا ہے وَمَا صَاحِبُكُمْ بِمَجْنُوْنٍ ارے بیوقوفو! تمہارا یہ ساتھی جس نے تمہارے ساتھ زندگی کے چالیس سال گزارے ہیں یہ مجنون نہیں ہے۔ تم نے اس کی تجارت دیکھی، اس کے معاملات دیکھے، اس کی معاشرت دیکھی، اس کی صورت دیکھی، اس کے اخلاق دیکھے، اور تم نے خود اس کو لقب دیا تھا صدیق اور امین کا اور چالیس سال کے بعد جب میرے رسول ﷺ نے میرے حکم پر دعویٰ کیا اَنَا رَسُوْلُ اللهِ میں اللہ کا رسول ہوں تو آج تم میرے نبی کو دیوانہ کہنے لگے۔

جبرائیل علیہ السلام اپنی اصلی صورت میں

وَلَقَدْ رَاٰهُ بِالْاُفُقِ الْمُبِيْنِ ﴿۲۳﴾

(انہوں نے جبرائیل امین کو آسمان کے کھلے کنارے پر دیکھا)۔

یہ حضور اکرم ﷺ کی خصوصیت امت میں سے نہیں سارے نبیوں میں سے یہ خصوصیت ہے کہ ہمارے آقا ﷺ نے جبرائیل امین کو زندگی میں دو دفعہ ان کی اصلی صورت میں دیکھا۔

پہلی دفعہ غارِ حرا میں اور دوسری دفعہ شب معراج کے موقع پر۔

وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ ﴿۲۴﴾

(اور میرے نبی غیب کی باتوں پر، پوشیدہ باتوں پر بخل کرنے والے نہیں ہیں)

بلکہ میں اپنے نبی کی طرف جو وحی کرتا ہوں میرا نبی انسانوں تک پہنچا دیتا ہے۔

عزت دینے والا کلام

وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ ﴿۲۵﴾ فَاَيْنَ تَذْهَبُوْنَ ﴿۲۶﴾

(اور نہ یہ کسی مردود شیطان کی بنائی ہوئی بات ہے، پھر بھی تم لوگ کدھر جا رہے ہو)

تم قرآن کو چھوڑ کر کہاں جا رہے ہو، کہاں کہاں ٹھوکریں کھا رہے ہو، کہاں کہاں درماندہ پھر رہے ہو؟ اگر تمہیں

www.toobaaelibrary.com

عزت ملے گی تو قرآن میں ملے گی۔ یہ عزت دینے والا کلام ہے، اگر تم قرآن کو چھوڑو گے تو ذلیل ہو کر رہ جاؤ گے۔

وہ معزز تھے زمانے میں مسلماں ہوکر
ہم ذلیل و خوار ہوئے تارک قرآں ہوکر

اگر قرآن کو چھوڑو گے تو زندگیاں تلخ ہو جائیں گی، زندگیوں میں حقیقی سکون باقی نہیں رہے گا۔ سورہ طٰہٰ کی آیت نمبر (۱۲۴) میں فرمایا وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِىْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّ نَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى جو میرے قرآن سے اعراض کرے گا، منہ پھیرے گا میں اس کی زندگی کو تلخ کردوں گا اور میں اس کو قیامت کے دن اندھا کر کے اٹھاؤں گا۔ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِىْٓ اَعْمٰى عرض کرے گا میرے رب! مجھے اندھا کر کے کیوں اٹھایا؟ وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا میں تو آنکھوں والا تھا۔ اللہ فرمائے گا كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا وَ كَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى میرا کلام، میری آیتیں تیرے پاس آئی تھیں تم نے ان کو بھلا دیا تھا، تم ان سے اندھے بن گئے تھے، میرے کلام کو دیکھنا گوارا نہیں کرتے تھے اس لیے آج میں نے تجھے حقیقی اندھا بنا دیا، جا تجھے بھلا دیا گیا ہے۔ اگر قرآن کو چھوڑو گے بیماریوں کا شکار ہو جاؤ گے، جسمانی، روحانی ہر طرح کی بیماریاں۔ شفاء صرف قرآن میں ہے۔ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا قرآن میں ایمان والوں کے لئے شفا ہے اور قرآن میں ایمان والوں کے لئے رحمت ہے۔ اگر ہدایت چاہتے ہو تو پھر بھی قرآن کو تھامنا پڑے گا۔ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ اگر دلوں کا زنگ اتارنا چاہتے ہو تو قرآن سے تعلق جوڑنا ہوگا۔ اللہ کے نبی نے فرمایا دلوں کو زنگ لگ جاتا ہے پوچھنے والے نے کہا یا رسول اللہ! یہ زنگ کیسے اترے گا اللہ کے نبی نے فرمایا یہ زنگ قرآن کی تلاوت سے اور موت کو یاد کرنے سے اترے گا۔

اگر فتنوں سے بچنا چاہتے ہو تو بھی قرآن سے تعلق جوڑنا ہوگا۔ ترمذی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت ہے اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا فتنے ہوں گے، عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! فتنوں سے بچاؤ کیسے ہوگا؟ فرمایا اے علی! فتنوں سے بچنے کے لئے کتاب اللہ کو تھامنا پڑے گا۔

میرے بزرگو اور دوستو! قرآن حق کلام ہے، سچ کلام ہے قرآن میں عزت ہے، ہدایت ہے، نور ہے، شفاء ہے، اور قرآن ہمیں وہ عزت و غلبہ عطا کر سکتا ہے جو ہم کسی اور طریقے سے حاصل نہیں کر سکتے اس کے لئے ضروری ہے قرآن کی تلاوت کی جائے، قرآن کو سمجھا جائے، قرآن میں غور و تدبر کیا جائے، قرآن کی اشاعت کی جائے۔

اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۷﴾

(یہ جہاں کے لوگوں کے لئے نصیحت ہے)

www.toobaaelibrary.com

لِمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ اَنْ يَّسْتَقِيْمَ ﴿۲۸﴾

(اس کے لئے جو تم میں سے سیدھی راہ پر چلنا چاہتا ہے)۔

وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۹﴾

(اور تم کچھ بھی نہیں چاہ سکتے مگر یہ کہ اللہ چاہے جو کہ رب العالمین ہے)

بتلایا گیا ہدایت چاہتے ہو تو قرآن کو مضبوطی سے تھام لو لیکن قرآن کو تھامنے کی قدرت بھی اللہ کی توفیق سے ملے گی لہٰذا اللہ سے توفیق مانگو کہ اے اللہ! تو ہمیں قرآن سے ہدایت حاصل کرنے اور قرآن کے حقوق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمادے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

www.toobaaelibrary.com

سُوْرَۃُ الْاِنْفِطَارِ مَکِّیَّۃٌ

موضوع

رب کریم اور انسان

www.toobaaelibrary.com

آیاتُہا ۱۹ (۸۲) سُوْرَةُ الْاِنْفِطَارِ مَكِّيَّةٌ (۸۲) رُکوعاتُہا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ ۝۱ وَاِذَا الْكَوَاكِبُ انْتَثَرَتْ ۝۲ وَاِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ ۝۳
وَاِذَا الْقُبُوْرُ بُعْثِرَتْ ۝۴ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ وَاَخَّرَتْ ۝۵ يٰۤاَيُّهَا الْاِنْسَانُ مَا
غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيْمِ ۝۶ الَّذِيْ خَلَقَكَ فَسَوّٰىكَ فَعَدَلَكَ ۝۷ فِيْۤ اَيِّ صُوْرَةٍ مَّا
شَآءَ رَكَّبَكَ ۝۸ كَلَّا بَلْ تُكَذِّبُوْنَ بِالدِّيْنِ ۝۹ وَاِنَّ عَلَيْكُمْ لَحٰفِظِيْنَ ۝۱۰ كِرَامًا
كَاتِبِيْنَ ۝۱۱ يَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ ۝۱۲ اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِيْ نَعِيْمٍ ۝۱۳ وَاِنَّ الْفُجَّارَ لَفِيْ
جَحِيْمٍ ۝۱۴ يَّصْلَوْنَهَا يَوْمَ الدِّيْنِ ۝۱۵ وَمَا هُمْ عَنْهَا بِغَآئِبِيْنَ ۝۱۶ وَمَاۤ اَدْرٰىكَ مَا
يَوْمُ الدِّيْنِ ۝۱۷ ثُمَّ مَاۤ اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِ ۝۱۸ يَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ
شَيْـًٔا ؕ وَالْاَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ ۝۱۹

ترجمہ:...... جب آسمان چر جائے گا، (۱) اور جب ستارے جھڑ پڑیں گے، (۲) اور جب سمندروں کو اُبال دیا جائے گا، (۳) اور جب قبریں اُکھاڑ دی جائیں گی، (۴) اُس وقت ہر شخص کو پتہ چل جائے گا کہ اُس نے کیا آگے بھیجا اور کیا پیچھے چھوڑا۔ (۵) اے انسان! تجھے کس چیز نے اپنے اُس پروردگار کے معاملے میں دھوکا لگا دیا ہے جو بڑا کرم والا ہے، (۶) جس نے تجھے پیدا کیا، پھر تجھے ٹھیک ٹھیک بنایا، پھر تیرے اندر اِعتدال پیدا کیا؟۔ (۷) جس صورت میں چاہا اُس نے تجھے جوڑ کر تیار کیا۔ (۸) ہرگز ایسا نہیں ہونا چاہیے، لیکن تم جزاوسزا کو جھٹلاتے ہو۔ (۹) حالانکہ تم پر کچھ نگراں (فرشتے) مقرر ہیں، (۱۰) وہ معزز لکھنے والے، (۱۱) جو تمہارے سارے کاموں کو جانتے ہیں۔ (۱۲) یقین رکھو کہ نیک لوگ یقیناً بڑی نعمتوں میں ہوں گے، (۱۳) اور بدکار لوگ ضرور دوزخ میں ہوں گے۔ (۱۴) وہ اُس میں جزاوسزا کے دن داخل ہوں گے، (۱۵) اور وہ اُس سے غائب نہیں ہوسکتے۔ (۱۶) اور تمہیں کیا پتہ کہ جزاوسزا کا دن کیا چیز ہے؟، (۱۷) ہاں تمہیں کیا پتہ کہ جزاوسزا کا دن کیا چیز ہے؟ (۱۸) یہ وہ دن ہوگا جس میں کسی دوسرے کے لئے کچھ کرنا کسی کے بس میں نہیں ہوگا، اور تمام تر حکم اُس دن اللہ ہی کا چلے گا۔ (۱۹)

www.toobaa-elibrary.com

قیامت کے مختلف مناظر

یہ سورۃ الانفطار ہے مکی سورت ہے اور اس میں انیس آیات ہیں۔ اس سورت مبارکہ کے آغاز میں اللہ پاک نے ان مناظر اور آثار کا بیان فرمایا ہے جو قیامت کے دن وقوع پذیر ہوں گے۔ ایک عظیم کائناتی انقلاب برپا ہوگا، سب کچھ بدل جائے گا، زمین بدل جائے گی، آسمان بدل جائے گا، سورج بدل جائے گا، چاند بدل جائے گا، تارے بدل جائیں گے، سمندر بدل جائے گا، پہاڑ بدل جائیں گے جو کچھ نقشہ ہمیں نظر آ رہا ہے یہ نقشہ باقی نہیں رہے گا، سب کچھ تہہ و بالا ہو جائے گا۔ قیامت کے دن جو کچھ ہوگا ان مناظر میں سے ایک منظر آسمان کا پھٹنا بھی ہے فرمایا کہ:

آسمان پھٹ جائے گا

اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ ﴿۱﴾

(جب آسمان پھٹ جائے گا)

آسمان کیوں پھٹے گا؟ یا تو اس لئے پھٹ جائے گا کہ اس دن رب ذوالجلال جلال میں ہوگا اس کی ہیبت کی وجہ سے اس کے رعب اور دبدبے کی وجہ سے آسمان پھٹ جائے گا، یا اس لئے پھٹ جائے گا کہ آسمان میں راستے ہو جائیں، فرشتے قطار در قطار نازل ہونے لگیں گے جیسا کہ اللہ پاک نے سورۂ فرقان کی آیت ۲۵ میں فرمایا: وَ یَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَآءُ بِالْغَمَامِ وَ نُزِّلَ الْمَلٰٓئِکَةُ تَنْزِیْلًا جس دن آسمان پھٹ جائے گا بادلوں کے ساتھ اور فرشتے یکے بعد دیگرے بتدریج وہاں سے نازل ہونا شروع ہو جائیں گے۔ اسی طریقے سے سورۂ رحمٰن کی آیت ۳۸ میں فرمایا: فَاِذَا انْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَکَانَتْ وَرْدَةً کَالدِّهَانِ جب آسمان پھٹ جائے گا اور وہ ایسے سرخ ہوگا جیسے کہ سرخ چمڑا ہوتا ہے۔ سورۂ حاقہ کی آیت ۱۶ میں فرمایا: وَانْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَهِیَ یَوْمَئِذٍ وَّاهِیَةٌ آسمان پھٹ جائے گا اور اس دن اس کی بندش کھل جائے گی، لیکن اس کے پھٹنے کی حقیقت ہمیں آج معلوم نہیں ہے۔

وَاِذَا الْکَوَاکِبُ انْتَثَرَتْ ﴿۲﴾

(اور جب ستارے بکھر جائیں گے)

ستارے اور سیارے اپنے اپنے مدار میں چل رہے ہیں اور سائنسدانوں کی دی ہوئی معلومات کے حوالے سے اس کائنات میں لاکھوں نہیں کروڑوں سیارے ہیں اور یہ سیارے اور ستارے اپنے اپنے مدار میں تیز رفتاری سے گھوم رہے ہیں، ایک ایک ستارے اور سیارے کی رفتار ایک سیکنڈ میں اتنی ہے کہ اتنی ہماری گاڑیوں کی رفتار ایک گھنٹے میں بھی نہیں ہے، بلکہ کئی گھنٹوں میں ہماری گاڑیاں وہ سفر طے نہیں کر سکتیں جو یہ ستارے اور سیارے طے کر رہے ہیں، اپنے اپنے مدار میں بڑی تیزی سے گھوم رہے ہیں، اللہ جو کائنات کو کنٹرول کرنے والا ہے وہ ان کو

www.toobaaelibrary.com

کنٹرول کئے ہوئے ہے ان کو اپنے مدار سے ہٹنے نہیں دیتا، کسی کی رفتار کو بڑھنے نہیں دیتا، کسی کی رفتار کو گھٹنے نہیں دیتا اگر ان میں سے کسی ایک سیارے کی رفتار گھٹ جائے یا بڑھ جائے یا اپنے مدار سے ہٹ جائے تو ان کے آپس میں ٹکرانے سے ایسی تباہی آئے گی کہ اس دنیا میں کوئی بھی جاندار باقی نہیں رہے گا۔ لیکن جب اللہ کا حکم آئے گا اور اللہ اپنی نگہبانی اور حفاظت اٹھا لے گا تو اللہ ان کو آپس میں ٹکرانے اور بکھرنے کا حکم دے گا تو پھر یہ ستارے ذرّوں کی طرح اڑتے ہوئے اور بکھرتے ہوئے نظر آئیں گے۔

سمندر کیسے پھٹیں گے

وَاِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ ﴿۳﴾

(جب سمندر پھاڑ دیئے جائیں گے)

سمندر کیسے پھاڑ دیئے جائیں گے؟ آج سمندر ایک حد تک رکے ہوئے ہیں، بسا اوقات آپ دیکھیں سمندر کی طوفانی موجیں، سرکش موجیں، بپھری ہوئی آتی ہیں اور لگتا ہے کہ اب اگر یہ ساحل سے باہر آ گئیں تو شہر کو ڈبو دیں گی لیکن ان کا بپھرنا، ان کا اٹھنا، ان کا ٹکرانا ایک حد تک ہوتا ہے وہاں ٹکراتی ہیں اور پھر واپس کرنے والا اللہ ان کو واپس کر دیتا ہے۔ لیکن ایک وقت آئے گا سمندر بپھر جائیں گے اپنے کناروں سے اچھل پڑیں گے، سارے سمندر اور دریا مل کر ایک ہو جائیں گے۔ ان کے پھاڑ دیئے جانے کی ایک صورت یہ بھی ہو سکتی ہے جو بعض مفسرین نے بیان کی کہ پانی دو عناصر سے مرکب ہے آکسیجن اور ہائیڈروجن ان دو عناصر سے پانی مرکب ہے، تو جس اللہ نے آکسیجن اور ہائیڈروجن کو ملا کر پانی بنا دیا وہ اللہ دونوں اجزاء کو الگ الگ کر سکتا ہے کہ پانی کا ایک حصہ آکسیجن میں تبدیل ہو جائے اور دوسرا حصہ ہائیڈروجن میں تبدیل ہو جائے یوں بھی سمندروں کو پھاڑا جا سکتا ہے۔

اور ایک تیسری صورت یہ بھی ہو سکتی ہے ان کے بپھرنے کی اور یہ کوئی ناممکن نہیں ہے کہ یہ دونوں عناصر آکسیجن اور ہائیڈروجن ایسے پھٹ پڑیں جیسے ایٹم بم پھٹتا ہے اور جیسے ہائیڈروجن بم پھٹتا ہے اس طریقے سے یہ دونوں پھٹ پڑیں۔ اگر انسان کے بنائے ہوئے ایٹم بم کے پھٹنے سے ملکوں اور شہروں میں تباہی آ سکتی ہے تو جب اللہ حکم دے گا ان ایٹموں کو، ان عناصر کو پھٹنے کا تو پھر جو تباہی ہو گی تو وہ میرے اور آپ کے تصور میں نہیں آ سکتی۔

وَاِذَا الْقُبُوْرُ بُعْثِرَتْ ﴿۴﴾

(اور جب قبریں کھول دی جائیں گی)

حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لے کر اس دنیا میں پیدا ہونے والے آخری انسان تک کتنے انسان دنیا میں آئے ہوں گے اور آئیں گے ان کا شمار ابھی تک تو کوئی سائنسدان نہیں کر سکا، ممکن ہے کوئی ایسا آلہ ایجاد ہو جائے

www.toobaaelibrary.com

جس کے ذریعے سے ساری زمین میں بکھری ہوئی ہڈیوں کا جائزہ لیا جائے، سمندروں میں ڈوب جانے والوں کا جائزہ لیا جائے، فضاؤں میں بکھر جانے والوں کا، جل جانے والوں کا، ہلاک ہونے والوں کا جائزہ لیا جاسکے ان کے کوائف اکٹھے کئے جائیں لیکن بظاہر ممکن نظر نہیں آتا، لیکن اللہ حکم دے گا تو پھر قبریں کھول دی جائیں گی اور یاد رکھئے! قبر مٹی کے اس گھڑے کا نام نہیں ہے بعض لوگ بڑے تعجب سے پوچھتے ہیں کہ آپ کہتے ہیں کہ عذاب قبر ہوگا، کوئی سمندر میں ڈوب کر مر جاتا ہے اس کی قبر تو بنی نہیں اسے عذاب کیسے ہوگا؟ کوئی ہوائی جہاز فضا میں پھٹتا ہے اور جسم کے ذرّے ذرّے فضا میں بکھر جاتے ہیں اس کی قبر کہاں بنی؟ جس کو جلا کر راکھ کر دیا گیا اس کی قبر کہاں بنی؟ تو عذاب قبر کیسے ہوگا؟ تو قبر اس گڑھے کا نام نہیں ہے قبر تو مرنے کے بعد اور قیامت کے دن زندہ ہونے سے پہلے جو درمیانی زندگی ہے اس کا نام ہے جس کو برزخی زندگی کہا جاتا ہے اور اللہ اس بات پر قادر ہے کہ انسان کے جسم کے ذرّات جو سمندروں میں بکھر گئے، جو فضا میں بکھر گئے جو مٹی میں بکھر گئے اس کی روح کا کنکشن ان ذرّات کے ساتھ جوڑ دے اور اس کو وہ عذاب محسوس ہونے لگے۔ آخر یہ بجلی جل رہی ہے پاور ہاؤس تو ایک جگہ ہے لیکن کنکشن جوڑ دیا جاتا ہے اور ہر جگہ روشنی ہو جاتی ہے اگر انسان پاور ہاؤس کے ذریعے سے کنکشن جوڑ کر ایک ایک کونے میں بجلی کی رو پہنچا سکتا ہے تو اللہ بھی روح کا کنکشن انسان کے بکھرے ہوئے اجزاء کے ساتھ جوڑ سکتا ہے تو قبریں کھول دی جائیں گی، زندہ کر دیا جائے گا چاہے کوئی سمندر میں مرا، یا کہ زمین پر مرا، یا فضا میں مرا۔

واقعہ:

ایک شخص نے مرنے سے پہلے وصیت کی تھی کہ میں بہت گنہگار ہوں زندگی گناہوں میں بسر کر دی مجھے اپنی بخشش کی کوئی صورت نظر نہیں آتی اپنی اولاد سے کہنے لگا میرے مرنے کے بعد میری لاش کو جلا دینا اور میری جلی ہوئی لاش کی راکھ کو ہوا میں اڑا دینا مجھے ڈر ہے کہ میں عذاب سے بچ نہیں پاؤں گا۔ اپنی ناقص عقل کے مطابق اس نے عذاب سے بچنے کی صورت نکالی، میں اور آپ اس پر کفر کا فتویٰ نہیں لگا سکتے یہ تو اس کی ناقص سوچ تھی، غلط تھا جو یہ کیا لیکن جو کچھ کیا وہ اللہ کے ڈر سے کیا اللہ کے خوف سے کیا اللہ کو اس کا یہ ڈرنا پسند آیا اللہ نے فضا میں بکھرے ہوئے اس کی لاش کے اجزاء کو اکٹھا کیا جوڑا، روح ڈالی، زندہ کیا پوچھا یہ کیوں کیا؟ کیا تو نے سمجھا فضا میں بکھر جاؤں گا مجھے کوئی جمع نہیں کر سکے گا؟ کہنے لگا اے رب! تو جانتا ہے میں نے جو کچھ کیا ہے وہ تیرے خوف سے کیا ہے۔ اللہ کہیں گے تیرے دل میں میرا خوف تھا جا اس خوف کی وجہ سے میں نے تیری مغفرت کر دی ہے۔

www.toobaaelibrary.com

قیامت میں ہر شخص اپنی محنت دیکھ رہا ہوگا

عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ وَاَخَّرَتْ ۝

(ہر نفس، ہر شخص جان لے گا اپنا اگلا پچھلا)

سب کچھ معلوم ہو جائے گا جو کچھ آگے بھیجا، جو کچھ پیچھے چھوڑا نیکی کے کام برائی کے کام جو آخرت کے اکاؤنٹ میں جمع کئے وہ جان لے گا۔ وَ اَخَّرَتْ کا ایک معنی یہ بھی کیا گیا کہ جو کچھ اس نے کوئی نیک عمل کا سلسلہ شروع کیا تاکہ میرے مرنے کے بعد بھی جاری رہے اور وہ نیک عمل کا سلسلہ اس کے مرنے کے بعد جاری رہا اس کو "صدقہ جاریہ" کہتے ہیں اور یاد رکھیں! صدقہ جاریہ صرف ہسپتال، مدرسہ اور مسجد نہیں ہے نیک اولاد بھی بہت بڑا صدقہ جاریہ ہے اور اسی لئے اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا کہ انسان اپنی اولاد کو جو کچھ دیتا ہے ان میں سب سے بہترین چیز اچھی تربیت ہے۔ جنگ اخبار میں ایک صاحب کا انٹرویو پڑھا وہ کسی شعبے میں امریکی صدر کے مشیر بھی ہیں، انہوں نے ایک عجیب بات کہی وہ بات میرے آقا ﷺ کے فرمان کی تصدیق تھی بات انہوں نے تو اپنے انداز میں کہی لیکن مجھے نظر آیا کہ یہ تو میرے آقا نے فرمایا تھا۔ ایک دنیادار شخص کہہ رہا ہے، امریکہ میں رہ رہا ہے ایک شعبے میں امریکی صدر کا مشیر بھی ہے۔ وہ کہہ رہا ہے کہ لوگ اپنی اولاد کے لئے جائیداد بنانے کی سوچتے ہیں لیکن اپنی اولاد کے لئے سب سے بہترین چیز اچھی تربیت ہے۔ یہ تو میرے آقا نے کئی سو سال پہلے فرما دیا تھا جو کچھ لوگ ٹھوکریں کھانے کے بعد سوچتے ہیں اور جس نتیجے پر پہنچتے ہیں میرے آقا ﷺ کسی ٹھوکر کو کھائے بغیر اس نتیجے پر پہنچ گئے۔ تو نیک اولاد بھی صدقہ جاریہ ہے کوئی نیک کام شروع کر گیا جس پر لوگ چلتے رہے جس سے لوگوں کو فائدہ ہوتا رہا تو اسے آخرت میں ثواب ملتا رہے گا اور خدانخواستہ اگر کوئی برا کام شروع کر گیا، کوئی برا طریقہ شروع کر گیا اور اس کے مرنے کے بعد بھی لوگ اس پر چلتے رہے جیسے سینما کھول گیا، شراب خانہ کھول گیا، کلب کھول گیا، بے حیائی کا اڈہ کھول گیا، بے ایمانی کا مرکز کھول گیا اور اس کے مرنے کے بعد بھی وہ چلتا رہا تو اس کا گناہ اس کے اکاؤنٹ میں جمع ہوتا رہے گا۔

اس لئے میرے عزیز دوستو اور بزرگو! اگر ہم سے گناہ ہو جائے تو کوشش یہ کی جائے کہ ایسا گناہ ہو جو ہماری ذات تک محدود رہے کوئی ایسے گناہ کا سلسلہ نہ ہم شروع کر دیں کہ جس پر باقی لوگ بھی چلیں اور ان کے چلنے کی وجہ سے ہمیں بھی گناہ ملتا رہے۔

قرآن کی ہر آیت ہی عجیب ہے

يٰٓاَيُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيْمِ ۝

قرآن کریم کی تو ہر آیت ہی بڑی عجیب ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اپنے شاگردوں کو جب قرآن

www.toobaaelibrary.com

پڑھاتے تو فرماتے ارے توجہ سے سننا! ایک عجیب آیت آ رہی ہے ایسی آیت لَهِيَ خَيْرٌ مِّمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ یہ آیت ساری کائنات سے بہتر ہے زمین وآسمان سے اور ساری کائنات سے یہ آیت بہتر ہے اگلی آیت پڑھاتے تو پھر یہی فرماتے لَهِيَ خَيْرٌ مِّمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ لیکن اس کے باوجود بعض آیات ایسی ہیں جو واقعتاً کسی انسان کو زیادہ ہی اپنی طرف متوجہ کرتی ہیں۔ میں یوں کہہ سکتا ہوں نرم الفاظ میں معاذاللہ یوں تو نہیں کہہ سکتا ہوں یہ زبان تو جرأت نہیں کرسکتی کہ یوں کہا جائے کہ بعض آیات درجے میں کم ہیں یوں نہیں کہا جا سکتا لیکن یوں کہا جا سکتا ہے کہ بعض آیات ایسی ہیں جو انسان کو اپنی طرف زیادہ متوجہ کرتی ہیں تو میرے جیسے گناہ گار اور ناقص انسان کو اس آیت نے خاص طور پر شروع سے بہت متوجہ کیا۔ يٰٓاَيُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيْمِ۔ قیامت کے بعد غافل انسان پر اللہ نے اپنے انعامات کا ذکر فرمایا ان کی یاددہانی فرمائی کہ اے انسان! کس چیز نے تجھے اس کریم رب کی طرف سے دھوکے میں ڈال دیا۔ اُن میں سے ایک آیت یہ بھی ہے۔

الَّذِيْ خَلَقَكَ فَسَوّٰىكَ فَعَدَلَكَ ۝ فِيْٓ اَيِّ صُوْرَةٍ مَّا شَآءَ رَكَّبَكَ ۝ ۸

الَّذِيْ خَلَقَكَ جس نے تجھے پیدا کیا فَسَوّٰىكَ پھر درست کیا فَعَدَلَكَ پھر متناسب بنایا فِيْٓ اَيِّ صُوْرَةٍ مَّا شَآءَ رَكَّبَكَ پھر جس صورت میں چاہا تجھے جوڑ کر تیار کر دیا۔ بلاتشبیہ کہوں گا جیسے ایک شفیق نرم دل، محسن درد رکھنے والا باپ اپنے نوجوان لیکن نافرمان بیٹے کو خطاب کر کے کہتا ہے میرے بیٹے! میں نے تیرے ساتھ کیا زیادتی کی؟ جو تو مجھے چھوڑ کر میرے دشمنوں کا ساتھ دے رہا ہے، میں نے کیا زیادتی کی سوائے اس کے کہ میں نے تجھے پالا پوسا بڑا کیا تیری تعلیم وتربیت کا انتظام کیا لاکھوں روپے تجھ پر خرچ کئے اسی طرح اللہ خطاب کرتا ہے اے میرے بندے! ارے میرے جیسا محسن، نرم دل، ہمدرد خیال رکھنے والا کون ہے؟ جو مجھ سے زیادہ تیرا محسن ہے کہ تو اس کی بات مانتا ہے اور میری بات نہیں مانتا۔ اے انسان، کس چیز نے تجھے اپنے اس رب کی طرف سے دھوکے میں ڈال دیا۔ جو کریم ہے۔

کریم کی جامع تعریف

کریم کس کو کہتے ہیں؟ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب اَلْمَقْصَدُ الْاَسْنٰى فِيْ شَرْحِ اَسْمَاءِ اللهِ الْحُسْنٰى میں اللہ کے اسماء گرامی تحریر کئے ہیں ان کی تشریح بھی کی ہے تو اس میں الکریم کے بارے میں فرماتے ہیں:

اَلْكَرِيْمِ هُوَ الَّذِيْ اِذَا قَدَرَ عَفَا وَاِذَا وَعَدَ وَفٰى وَاِذَا اَعْطٰى زَادَ عَلَى الْمُتَمَنّٰى وَلَا يُبَالِيْ كَمْ اَعْطٰى وَلِمَنْ اَعْطٰى وَاِذَا رُفِعَتِ الْحَاجَةُ اِلٰى غَيْرِهٖ لَا يَرْضٰى۔

کریم کی عجیب تعریف فرمائی فرمایا کریم کس کو کہتے ہیں؟ اِذَا قَدَرَ عَفَا جو قدرت کے باوجود معاف کر دیتا ہے۔

www.toobaaelibrary.com

انتقام لے سکتا ہے مجبوری میں معاف کرنا کوئی بڑی بات نہیں بہت سے لوگ ہیں انتقام لینا چاہتے ہیں لیکن انتقام لینے کی طاقت نہیں، جانتے ہیں دشمن طاقتور ہے میں کمزور ہوں معاف کر دیتے ہیں۔ معاف کرنا تو میرے اللہ کا ہے جو قدرت کے ہوتے ہوئے معاف کر دیتا ہے۔ وَاِذَا وَعَدَ وَفٰی جب وعدہ کرتا ہے تو وعدہ پورا کرتا ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ اللہ اپنے وعدوں کے خلاف کبھی نہیں کرتا۔ وَاِذَا اَعْطٰى زَادَ عَلَى الْمُتَمَنّٰى جب دیتا ہے تو امید سے زیادہ دیتا ہے۔ وَلَا يُبَالِيْ كَمْ اَعْطٰى وَلِمَنْ اَعْطٰى اور اس بات کی پرواہ نہیں کرتا کہ کتنا دیا اور کس کو دیا۔ وہ دشمن کو بھی دیتا ہے وہ دوست کو بھی دیتا ہے وہ کافر کو بھی دیتا ہے۔ وَاِذَا رُفِعَتِ الْحَاجَةُ اِلٰى غَيْرِهٖ اور جب وہ دیکھتا ہے کہ مجھے چھوڑ کر دوسرے کے سامنے ضرورت پیش کی جا رہی ہے تو وہ ناراض ہو جاتا ہے سارے لوگ خوش ہوتے ہیں اچھا ہے مجھے چھوڑ دیا دوسرے سے مانگ لیا لیکن اللہ کا حال یہ ہے وَاِذَا رُفِعَتِ الْحَاجَةُ اِلٰى غَيْرِهٖ لَا يَرْضٰى اگر اس کا بندہ اس کو چھوڑ کر غیر کے سامنے دامن پھیلاتا ہے تو وہ ناراض ہو جاتا ہے اگر اس کے ساتھ کوئی زیادتی کرتا ہے گناہ کرتا ہے تو غصے تو ہوتا ہے لیکن پورا پورا انتقام پھر بھی نہیں لیتا پوری سزا پھر بھی نہیں دیتا۔ اور جو اس کے دامن کو پکڑے اس کو کبھی ضائع نہیں ہونے دیتا، اور اس کو وسائل اور سفارشیوں سے غنی کر دیتا ہے۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کریم کی یہ تعریف اور تفسیر اور تشریح کرنے کے بعد فرماتے ہیں فَمَنِ اجْتَمَعَ جَمِيْعَ ذٰلِكَ لَا بِتَكَلُّفٍ فَهُوَ كَرِيْمٌ مُطْلَقٌ جس کے اندر بغیر تکلف کے یہ ساری صفات جمع ہو جائیں وہ کریم مطلق ہے اور آخر میں کہتے ہیں وَ ذٰلِكَ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ وَ تَعَالٰى فَقَطْ۔ اللہ کے سوا کون ہے جس کے اندر یہ ساری صفات بغیر تکلف کے جمع ہو جائیں تو حقیقی کریم صرف وہ ہے۔ اردو میں کریم کا صحیح معنی ہو نہیں سکتا کہ کریم کس کو کہتے ہیں عام طور پر کریم کا معنی شریف بھی کر دیا جاتا ہے، سخی بھی کر دیا جاتا ہے، جواد بھی کر دیا جاتا ہے لیکن یہ کریم کا پورا حق ادا نہیں کرتا۔ علماء کہتے ہیں کہ کریم اس کو کہتے ہیں جو بغیر مانگے دیتا ہے، جواد اس کو کہتے ہیں جو دے کر خوش ہوتا ہے اور سخی اس کو کہتے ہیں جو مانگنے والے کو دیتا ہے۔ گویا کہ وہ سخی سے بھی برتر، جواد سے بھی برتر۔

اللہ کریم کیوں ہے؟

وہ کریم اس لئے کہ اس نے انسان کو بہت کچھ دیا، بن مانگے دیا، انسان کا وجود ہی دیکھ لیں، انسان نے تو اللہ سے یہ وجود نہیں مانگا تھا، ہم نے اللہ سے آنکھیں نہیں مانگیں تھیں، زبان نہیں مانگی تھی، عقل نہیں مانگی تھی یہ اعضاء نہیں مانگے تھے اور اللہ پاک نے یہ اعضاء ہمیں عطا فرما دیئے۔ انسان کو اللہ نے بن مانگے خلافت عطا فرما دی خلیفہ بنا دیا۔ وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِيْفَةً خلافت مانگی نہیں تھی لیکن اللہ نے خلیفہ بنا دیا بلکہ یوں لگتا ہے کہ خلافت کی اُمید تو شاید فرشتوں کے دل میں تھی کہ ہم بڑا ذکر کرنے والے، تسبیح و تقدیس کرنے والے،

www.toobaaelibrary.com

عبادت کرنے والے ہیں شاید ہمیں خلافت ملے گی لیکن اللہ نے کہا نہیں، تمہیں خلافت نہیں ملے گی خلافت گنہگار کو ملے گی تم کہہ رہے ہو کہ یہ قتل کرے گا، یہ گناہ کرے گا، لیکن میں خلافت اسی کو دوں گا جس کے اندر گناہ کی صلاحیت ہے، پھر وہ میرے ڈر سے گناہ سے بچے گا یا گناہ ہوجائے گا تو توبہ کر کے مجھے رو رو کر راضی کرے گا۔ میں خلافت اسی کو دوں گا، تمہارے اندر تو گناہ کی صلاحیت نہیں، نہ گناہ کر سکتے ہو، نہ توبہ کر سکتے ہو، نہ رو سکتے ہو، نہ آنسو بہا سکتے ہو، نہ گریہ کر سکتے ہو، میں تو خلافت اسی کو دوں گا۔ تو بن مانگے خلافت عطا کر دی یہ زمین و آسمان اور زمین و آسمان کی بے شمار نعمتیں بن مانگے عطا فرما دیں، یہ عناصر پانی، آگ، مٹی، ہوا کو بن مانگے پیدا کر دیا دنیا میں خوشی کے ہزاروں سامان پیدا کر دیئے اور پھر ساری نعمتیں تو ایک طرف روحانی نعمتیں بھی بے شمار اس نے ہم کو عطا کر دیں، اس کا ذکر، اس سے دعا، اس کے سامنے رونا دھونا، دل میں تواضع، اور دل میں گہرائی یہ سب اللہ پاک کی روحانی نعمتیں ہیں بن مانگے بہت ساری نعمتیں عطا کر دیں۔

تخلیق انسان قدرت خداوندی کا عظیم شاہکار ہے

انسان اپنی ساخت کے اعتبار سے بے مثال ہے۔ انسان جب اپنے بارے میں غور وفکر کرتا ہے تو حقیقت میں وہ پکار اٹھتا ہے فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ اللہ! تو نے مجھے کیسا عجیب بنایا ہے کیسا جسمانی نظام بنایا ہے۔ انسان عجائبات کا مجموعہ ہے۔ انسان کے اندر اللہ نے جو بڑے بڑے نظام رکھے ہڈیوں کا نظام، پٹھوں کا نظام، اور جلد کا نظام، اور ہاضمے کا نظام، اور دورانِ خون کا نظام، اور سانس کا نظام اور پیشاب کا نظام اور بول و براز کا نظام، اور سننے کا نظام، اور بولنے کا نظام اور چکھنے کا نظام اور محسوس کرنے کا نظام اور دیکھنے کا نظام اور سوچنے کا نظام یہ سارے نظام عجائبات میں سے ہیں۔ انسان دنگ رہ جاتا ہے کہ اللہ پاک نے مجھے کیسی پیاری مخلوق بنایا ہے اور اللہ کہتا ہے اَلَّذِيْ خَلَقَكَ فَسَوّٰكَ جس نے تجھے پیدا کیا، درست بنایا ایک کان کو دیکھ لیجئے کان کے بارے میں ڈاکٹر حضرات کہتے ہیں صرف کان میں چار ہزار کے لگ بھگ نصف قوس کی کمانیں پائی جاتی ہیں، ایک آنکھ کو دیکھ لیجئے آنکھ کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ آنکھ میں روشنی کو اخذ کرنے والے تین کروڑ سے زیادہ اعصاب کے سرے پائے جاتے ہیں۔ ہضم کا نظام دیکھ لیجئے، ایسے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ نے ایک لیبارٹری لگا رکھی ہے کیا کچھ کھا رہا ہے، پانی پی رہا ہے، دودھ پی رہا ہے، مٹھائیاں کھا رہا ہے، روٹی کھا رہا ہے، گرم کھا رہا ہے، میٹھا کھا رہا ہے، نمکین کھا رہا ہے، روٹی کھا رہا ہے، گوشت کھا رہا ہے، سبزی کھا رہا ہے، اور پھل کھا رہا ہے کیا کچھ کھا رہا ہے اور یہ لیبارٹری اپنے نظام کے مطابق کام کر رہی ہے اس میں سے غذا کو الگ کر رہی ہے خون کو الگ کر رہی ہے اور فضلے کو اور زائد چیزوں کو الگ کر رہی ہے اور باہر نکال رہی ہے اور اس لیبارٹری کو چلانے کے لئے نہ بٹن دبانے کی ضرورت، نہ سوچنے کی ضرورت یہ ابھی

www.toobaaelibrary.com

نگل رہا ہوتا ہے، چبا رہا ہوتا ہے تو یہ لیبارٹری اپنا کام شروع کر دیتی ہے آپ جانتے ہیں کہ ڈاکٹر حضرات کہتے ہیں یہ منہ کا لعاب کھانے کو ہضم کرنے میں بہت زیادہ مفید ہے ڈاکٹر تو آج کہہ رہے ہیں اور میرے اور آپ کے آقا ﷺ نے سینکڑوں سال پہلے کہہ دیا تھا وہ آقا جنہوں نے کہیں سائنس نہیں پڑھی اور کسی کالج میں داخلہ نہیں لیا، کسی استاد کی شاگردی اختیار نہیں کی، اس آقا نے فرمایا تھا چبا چبا کر کھاؤ لیکن میرے آقا ﷺ نے جو بات کی سائنسی انداز میں بات نہیں کی اس لئے کہ میرے آقا ﷺ کے مخاطب شہری بھی تھے، دیہاتی بھی تھے، اونٹوں کے چرواہے بھی تھے، شاعر بھی تھے، ادیب اور خطیب بھی تھے اور گنوار، کاشتکار بھی تھے۔ اگر میرے آقا ﷺ سائنسی انداز میں بات کرتے ارے کھانے سے پہلے ہاتھ دھو لیا کرو ورنہ جراثیم چلے جائیں گے تو ان دیہاتیوں کی سمجھ میں یہ بات کیسے آتی؟ میرے آقا نے تو ثواب کے انداز میں بات کی، کہیں گناہ کے انداز میں بات کی ایسا کرو ثواب ہوگا ایسا مت کرو گناہ ہوگا لیکن اسی ثواب میں صحت اور شفا بھی ہے اور اسی گناہ میں بیماری اور ہلاکت بھی ہے۔ تو ایک پوری لیبارٹری اللہ نے بنا دی اللہ کہتا ہے اے انسان! کس چیز نے تجھے دھوکے میں ڈال رکھا ہے اپنے اس رب کے بارے میں جو کریم ہے اَلَّذِیْ خَلَقَکَ جس نے تجھے پیدا کیا فَسَوّٰکَ پھر درست کیا فَعَدَلَکَ پھر متناسب بنایا۔ اعضاء بنائے تو متناسب بنائے ایسا بھی تو ہو سکتا تھا ایک آنکھ چھوٹی اور دوسری آنکھ بڑی ہوتی، ایک ہاتھ لمبا ہوتا دوسرا اس کے مقابلے میں کوتاہ ہوتا، دو ٹانگیں ایک جیسی نہ ہوتیں، دونوں کان ایک جیسے نہ ہوتے، دونوں رخسار ایک جیسے نہ ہوتے۔ ایسا بھی تو ہو سکتا تھا اور ایسا بعض اوقات ہوتا بھی ہے کہ اللہ تو کہتا ہے کہ میں نے متناسب بنایا لیکن بعض لوگ ایسے ہیں ایک ٹانگ چھوٹی ایک بڑی ایک ہاتھ لمبا دوسرا ہاتھ کوتاہ ایک آنکھ بالکل باریک سی اور دوسری آنکھ بہت بڑی تو وہ متناسب نہیں ہے۔ ارے یہ اللہ نے بنایا اور اس لئے بنایا کہ ایسوں کو دیکھو تو پکار اٹھو اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ عَافَانِیْ مِمَّا ابْتَلَاکَ بِهٖ ساری تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں کہ جس نے مجھے ایسے نہیں بنایا جیسا اس کو بنایا ہے۔ اللہ کہتا ہے میں نے اس لئے بنایا تا کہ تم میرا شکر ادا کرو کہ اُسے اس مصیبت میں مبتلا کیا لیکن مجھے بچایا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ عَافَانِیْ مِمَّا ابْتَلَاکَ بِهٖ وَفَضَّلَنِیْ عَلٰی کَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِیْلًا اور اللہ نے مجھے مخلوق میں سے بہت ساروں پر فضیلت دی ہے بہت سوں سے زیادہ نوازا ہے۔ فرمایا کہ یوں کہو لیکن قربان جایئے اپنے آقا ﷺ کی تعلیمات پر حکم یہ ہے کہ کسی مصیبت زدہ کو، بیمار کو، معذور کو دیکھ کر یہ دعا پڑھو تو سہی لیکن دل میں آہستہ پڑھو اونچی آواز سے نہ پڑھو کہیں ایسا نہ ہو کہ اونچی آواز سے پڑھنے سے اس کا دل ٹوٹ جائے فَعَدَلَکَ تجھے متناسب بنایا فِیْٓ اَیِّ صُوْرَةٍ مَّا شَآءَ رَکَّبَکَ اور جس صورت میں چاہا تجھے جوڑ دیا، کسی کو کالا بنایا، کسی کو گورا بنا دیا، کسی کی ناک چپٹی ہے، کسی کی ناک اٹھی ہوئی ہے، کسی کی آنکھیں چھوٹی چھوٹی، کسی کی آنکھیں بڑی، کسی کے ہونٹ باریک، کسی کے موٹے، کسی کا قد چھوٹا، کسی کا لمبا، فِیْٓ اَیِّ صُوْرَةٍ مَّا شَآءَ رَکَّبَکَ جس صورت میں چاہا تجھے جوڑ دیا۔ یہ انسان کا بنانا

www.toobaaelibrary.com

اور کروڑوں انسانوں کا بنانا اور مختلف بنانا یہ اللہ کے وجود کی ایک مستقل دلیل ہے۔ چیزیں ایک جیسی مشینوں سے نکل رہی ہیں ایک جیسی کاریں نکل رہی ہیں ایک جیسی چیز بن کر نکل رہی ہے فرق نہیں ہے۔ اور یہاں اربوں انسان ہیں اور اربوں انسانوں میں فرق پایا جاتا ہے۔ صورت کے اعتبار سے فرق، آواز کے اعتبار سے فرق ہے، مزاج کے اعتبار سے فرق ہے، دماغ کے اعتبار سے فرق ہے، سگے بھائی ہیں ایک ماں باپ کے بیٹے ہیں لیکن ان میں زمین و آسمان کا فرق پایا جاتا ہے۔ اللہ نے ایسا بنایا جس صورت میں چاہا تجھے جوڑ دیا، ہزاروں انسانوں میں فرق، لاکھوں کروڑوں اربوں میں فرق جن کو لوگ کہتے ہیں کہ ایک جیسے ہیں دونوں میں غور کیا جائے تو ان کے جسموں میں بھی بہت سارے فرق ہیں، اللہ نے فرق رکھے ہیں مشینوں کی بنی ہوئی چیزیں ایک جیسی لیکن اللہ پاک کی بنائی ہوئی چیزوں میں فرق، جس صورت میں چاہتا ہے وہ حکم دیتا ہے اس کو ایسا بنا دیا جائے فِيْٓ اَيِّ صُوْرَةٍ مَّا شَآءَ رَكَّبَكَ جس صورت میں چاہا تجھے جوڑ کر تیار کر دیا۔ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے تو عجیب بات بیان فرمائی وہ فرماتے ہیں کہ اگر اللہ چاہتا تو انسان کو کتے کی صورت میں بھی بنا سکتا تھا، خنزیر کی صورت میں بھی بنا سکتا تھا، یہ تو اس کا لطف وکرم کہ اس نے انسان کی شکل دی، کسی حیوان اور درندے کی شکل نہیں دی اور بعض اوقات ایسے ایسے واقعات سامنے آتے ہیں کہ جو بچہ پیدا ہوا اس کا کوئی عضو حیوان جیسا، جانور جیسا ہوتا ہے۔

كَلَّا۔ ہرگز نہیں یہ عرض کیا جا چکا کہ كَلَّا بعض اوقات کسی غلط خیال کی تردید کے لئے ہوتا ہے ہرگز نہیں، ارے باز آجاؤ، رسولوں کی مخالفت سے باز آجاؤ۔

معاندین کا رویہ

بَلْ تُكَذِّبُوْنَ بِالدِّيْنِ ۝۹

(بلکہ اصل بات تو یہ ہے کہ تم جزاء وسزا کے دن کو جھٹلاتے ہو)

یہ تکبر، یہ عناد، یہ مخالفت، یہ انکار، اس کی اصل وجہ قیامت کے دن پر یقین کا نہ ہونا ہے۔ قیامت پر ایمان اور یقین انسان کو کفر اور شرک سے ہی نہیں بلکہ انسان کو گناہوں سے بھی بچا دیتا ہے۔

وَاِنَّ عَلَيْكُمْ لَحٰفِظِيْنَ ۝۱۰ كِرَامًا كَاتِبِيْنَ ۝۱۱ (تمہارے اوپر نگران مقرر ہیں) كِرَامًا كَاتِبِيْنَ معزز کاتب ایسے معزز کاتب يَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ ۝۱۲ (وہ جانتے ہیں جو کچھ تم کرتے ہو) تم پر نگران اللہ کی طرف سے مقرر مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ انسان کے منہ سے جو لفظ نکلتا ہے تو اللہ کی طرف سے نگران تیار کھڑا ہے اس کو نوٹ کرنے کے لئے، اس کو محفوظ کرنے کے۔ لئے اس کے منہ سے گالی نکلتی ہے محفوظ ہو جاتی ہے اس کے منہ سے اللہ اللہ کا ذکر نکلتا ہے تو محفوظ ہو جاتا ہے۔ ایک ایک چیز محفوظ ہو رہی ہے اگرچہ اللہ جانتا ہے اس کو کسی

www.toobaaelibrary.com

رجسٹری کی ضرورت نہیں، کسی گواہی کی ضرورت نہیں، لیکن اس کے باوجود اس نے لکھنے کا انتظام کر رکھا ہے۔ تا کہ کوئی انکار نہ کر سکے۔

كِرَامًا كَاتِبِينَ ﴿١١﴾

(ایسے معزز کاتب جو جانتے ہیں جو کچھ تم کرتے ہو)

اللہ نے ان فرشتوں کے لئے کیا لفظ استعمال کیا کِرَامًا كَاتِبِينَ معزز لکھنے والے۔ انسان کی فطرت ایسی ہے کہ اگر شریفوں کا مجمع ہو اور نیک لوگ اسے دیکھ رہے ہوں تو پھر وہ نامناسب حرکت کرتے ہوئے ہچکچاتا ہے، شرماتا ہے، وہ خود سے کہتا ہے کہ ارے کس مجمع میں بیٹھے ہو نیک لوگوں کے مجمع میں بیٹھے ہو یہاں تو شرم کرو۔ اللہ بتلانا چاہتا ہے کہ ارے انسان! تیری نگرانی کرنے والے بڑے معزز اور شریف ہیں ان سے ذرا شرما جانا ایسا نہ ہو کہ نگرانی کرنے والے تو ایسے معزز اور تم ایسی ایسی گندی حرکتوں میں مبتلا۔

ابرار اور فجار کا انجام

إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِي نَعِيمٍ ﴿١٣﴾

(بیشک نیک لوگ مزے میں ہوں گے)

نعمتوں میں ہوں گے، سر سے لے کر پیروں تک نعمتوں میں ڈوبے ہوئے۔

وَإِنَّ الْفُجَّارَ لَفِي جَحِيمٍ ﴿١٤﴾

(اور بیشک بدکار لوگ دوزخ میں ہوں گے)۔

اے اللہ! تو ہمیں ابرار میں سے بنانا فجار میں سے نہ بنانا۔

يَصْلَوْنَهَا يَوْمَ الدِّينِ ﴿١٥﴾

(وہ فجار، وہ بدکار، اس میں جلیں گے)

قیامت کے دن داخل ہوں گے یعنی جزاء کے دن۔

وَمَا هُمْ عَنْهَا بِغَائِبِينَ ﴿١٦﴾

(اور وہ اس سے غائب نہیں ہو سکیں گے)

چھوٹ کر کہیں جا نہیں سکیں گے، چھپ نہیں سکیں گے۔ انسان کہاں چھپ سکے گا؟ ارے یہاں بھگوڑے چھپ سکتے ہیں ایک ملک سے دوسرے ملک چلے جاتے ہیں اپنے ہی ملک، علاقہ غیر میں، جنگلات میں، پہاڑوں

www.toobaaelibrary.com

میں چلے جاتے ہیں، دیہاتوں میں چلے جاتے ہیں کوئی جان نہ سکے، لیکن اللہ کہتا ہے مجھ سے بھاگ کر کہیں نہیں جاسکتے۔ یٰمَعۡشَرَ الۡجِنِّ وَالۡاِنۡسِ اِنِ اسۡتَطَعۡتُمۡ اَنۡ تَنۡفُذُوۡا مِنۡ اَقۡطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ فَانۡفُذُوۡا ؕ لَا تَنۡفُذُوۡنَ اِلَّا بِسُلۡطٰنٍ میری سلطنت سے بھاگ سکتے ہو تو بھاگو میں کہہ رہا ہوں بھاگ کر دکھاؤ کہاں جاسکتے ہو؟ جہاں جاؤ گے وہاں میری سلطنت ہوگی، وہاں میرا اقتدار ہوگا کہیں نہیں جاسکتے۔ آج تو یہاں سے بھاگ کر امریکہ چلے گئے تم افریقہ چلے گئے، وہاں بھی میری حکومت ہے دریاؤں میں چلے جاؤ سمندروں میں چلے جاؤ وہاں پر بھی میری حکومت ہے۔

قیامت کے حالات کی حقیقت دنیا میں بیان کرنا مشکل ہے

وَمَاۤ اَدۡرٰىكَ مَا يَوۡمُ الدِّيۡنِۙ ﴿۱۷﴾

(اور تمہیں کیا خبر کہ جزاء کا دن کیا ہے؟)

ثُمَّ مَاۤ اَدۡرٰىكَ مَا يَوۡمُ الدِّيۡنِؕ ﴿۱۸﴾

(ارے پھر میں کہہ رہا ہوں تمہیں کیا خبر کہ جزاء کا دن کیا ہے؟)

اس کی ہولناکی کو کوئی جان نہیں سکتا کوئی بیان نہیں کرسکتا۔ ہم یہاں پر بیٹھے دوسرے ملکوں کے بارے میں تبصرہ کرسکتے ہیں اس لئے کہ ہم میں سے کسی نے وہاں سے آنے والوں کی زبانی وہاں کے حالات سنے، کسی نے سفرنامے پڑھے، کسی نے کوئی ویڈیو وغیرہ دیکھی، کسی نہ کسی طریقے سے اس ملک کے حالات سے واقفیت ہے لیکن قیامت کے حالات کو ہم بیان نہیں کرسکتے، اس دن کی ہولناکی کو ہم بیان نہیں کرسکتے۔ حشر کیا ہوگا، پل صراط کیسے ہوگی، آگ کیسی ہوگی، حساب کیسے ہوگا، اور جزاء کیسی ہوگی اور گرفت کیسی ہوگی اور زنجیریں کیسے ہوں گی اور کوڑے کیسے ہوں گے، اور شعلے کیسے ہوں گے، اور زقوم کیسا ہوگا اور زخموں کی دھوون کیسی ہوگی، اور پیپ کیسی ہوگی، اور نعمتیں کیسی ہوں گی اور راحتیں کیسی ہوں گی اور جنت کیسی ہوگی۔ سچی بات یہ ہے کہ اس کی حقیقت کو بیان کرنا ہمارے لئے یہاں بیٹھ کر مشکل ہے بلکہ ناممکن ہے۔

قیامت کے دن کا مالک صرف اللہ

يَوۡمَ لَا تَمۡلِكُ نَفۡسٌ لِّنَفۡسٍ شَيۡـًٔا ؕ

(یہ وہ دن ہے جب کسی کے لئے کچھ کرنا کسی کے بس میں نہیں ہوگا)

نہ باپ اولاد کے لئے کچھ کرسکے گا، نہ اولاد باپ کے لئے کچھ کرسکے گی، نہ بیوی شوہر کے لئے، نہ شوہر بیوی کے لئے، کوئی کسی کے لئے کچھ نہیں کرسکے گا۔ ایسی سفارش کہ اللہ کو مجبور کردے ایسی سفارش نہیں ہوسکے گی۔ ہاں ایسا

www.toobaaelibrary.com

ہوگا کہ اگر واقعی نیکی پر چلنے والا تھا، قرآن کریم کا حافظ تھا اور نرا حافظ ہی نہیں ''باعمل حافظ'' یہ جنتی بشارتیں ہیں یہ بے عملوں کے لئے نہیں حافظوں میں بھی بے عمل ہوتے ہیں۔ ایسے ہوسکتا ہے کہ باعمل حافظ اگر اللہ پاک کے حضور عرض کریں تو اللہ پاک ان کی سفارش کو قبول فرمائے لیکن زور اور طاقت سے اللہ کو کوئی بات منوا سکے نہ کوئی حافظ منوا سکتا ہے، نہ کوئی ولی، نہ کوئی پیر، نہ مرشد، نہ صحابی، نہ نبی طاقت کے زور پر کوئی نہیں منوا سکتا، ہاں درخواست کی جاسکتی ہے۔ اور اللہ وہاں بعض لوگوں کی درخواستیں قبول فرمائے گا۔ ہمارے آقا ﷺ بھی درخواست کریں گے لیکن کیسے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں سجدے میں گر جاؤں گا سر جھکائے رکھوں گا جب تک کہا نہیں جائے گا سر اٹھایئے میں سر ہی نہیں اٹھاؤں گا۔ ہمارے آقا ﷺ نے یہ تو نہیں کہا کہ میں زور اور زبردستی سے بعض جہنمیوں کو نکال کر زبردستی جنت میں داخل کروں گا یَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَيْـًٔا یہ وہ دن ہے جب کسی کے لئے کچھ کرنا کسی کے بس میں نہیں ہوگا۔ آج مصیبت پڑتی ہے تو کوئی سفارش سے کام چلا لیتا ہے، کوئی رشوت سے کام چلا لیتا ہے کوئی طاقت سے کام چلا لیتا ہے لیکن وہاں ایسا نہیں ہوگا۔

مالک حقیقی ذات خداوندی ہے

وَالْاَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ ﴿۱۹﴾

(اور اس دن فیصلے صرف اللہ کے اختیار میں ہوں گے)

فیصلے تو آج بھی اللہ کے اختیار میں ہیں، ملکیت آج بھی اللہ کی ہے لیکن انسان کو اللہ نے جو تھوڑی سی ملکیت دے رکھی ہے اس کی وجہ سے بیوقوف دھوکے کا شکار ہوجاتا ہے۔ اپنے آپ کو مختار مطلق اور حقیقی مالک سمجھنے لگتا ہے لیکن وہاں بڑے بڑے اختیار والوں کو اور بڑی بڑی شان والوں کو اور سلطنت والوں کو بھی یقین آجائے گا کہ آج تو واقعی اختیار صرف اللہ کا ہے ہم میں سے کسی کا نہیں۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

www.toobaaelibrary.com

سُوْرَةُ الْمُطَفِّفِيْنَ مَكِّيَّةٌ

موضوع

نیک اور بد

www.toobaaelibrary.com

اٰيَاتُهَا ۳۶ (۸۳) سُوْرَةُ الْمُطَفِّفِيْنَ مَكِّيَّةٌ (۸۶) رُكُوْعَاتُهَا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ ۙ۱ الَّذِيْنَ اِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُوْنَ ۙ۲ وَاِذَا
كَالُوْهُمْ اَوْ وَّزَنُوْهُمْ يُخْسِرُوْنَ ؕ۳ اَلَا يَظُنُّ اُولٰٓئِكَ اَنَّهُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ ۙ۴ لِيَوْمٍ
عَظِيْمٍ ۙ۵ يَّوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ؕ۶ كَلَّآ اِنَّ كِتٰبَ الْفُجَّارِ لَفِيْ
سِجِّيْنٍ ؕ۷ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا سِجِّيْنٌ ؕ۸ كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ ؕ۹ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۙ۱۰
الَّذِيْنَ يُكَذِّبُوْنَ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ؕ۱۱ وَمَا يُكَذِّبُ بِهٖٓ اِلَّا كُلُّ مُعْتَدٍ اَثِيْمٍ ۙ۱۲ اِذَا
تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا قَالَ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ؕ۱۳ كَلَّا بَلْ ٚ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا
كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۱۴ كَلَّآ اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ ؕ۱۵ ثُمَّ اِنَّهُمْ
لَصَالُوا الْجَحِيْمِ ؕ۱۶ ثُمَّ يُقَالُ هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ؕ۱۷ كَلَّآ اِنَّ كِتٰبَ
الْاَبْرَارِ لَفِيْ عِلِّيِّيْنَ ؕ۱۸ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا عِلِّيُّوْنَ ؕ۱۹ كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ ۙ۲۰ يَّشْهَدُهُ
الْمُقَرَّبُوْنَ ؕ۲۱ اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِيْ نَعِيْمٍ ۙ۲۲ عَلَى الْاَرَآئِكِ يَنْظُرُوْنَ ۙ۲۳ تَعْرِفُ فِيْ
وُجُوْهِهِمْ نَضْرَةَ النَّعِيْمِ ۚ۲۴ يُسْقَوْنَ مِنْ رَّحِيْقٍ مَّخْتُوْمٍ ۙ۲۵ خِتٰمُهٗ مِسْكٌ ؕ وَفِيْ
ذٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُوْنَ ؕ۲۶ وَمِزَاجُهٗ مِنْ تَسْنِيْمٍ ۙ۲۷ عَيْنًا يَّشْرَبُ بِهَا
الْمُقَرَّبُوْنَ ؕ۲۸ اِنَّ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا كَانُوْا مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يَضْحَكُوْنَ ۫ۖ۲۹ وَاِذَا
مَرُّوْا بِهِمْ يَتَغَامَزُوْنَ ۫ۖ۳۰ وَاِذَا انْقَلَبُوْۤا اِلٰٓى اَهْلِهِمُ انْقَلَبُوْا فَكِهِيْنَ ۫ۖ۳۱ وَاِذَا

www.toobaaelibrary.com

رَاَوْهُمْ قَالُوْٓا اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَضَآلُّوْنَ ۝٣٢ وَمَآ اُرْسِلُوْا عَلَيْهِمْ حٰفِظِيْنَ ۝٣٣ فَالْيَوْمَ
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنَ الْكُفَّارِ يَضْحَكُوْنَ ۝٣٤ عَلَى الْاَرَآئِكِ ۙ يَنْظُرُوْنَ ۝٣٥ هَلْ ثُوِّبَ
الْكُفَّارُ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ۝٣٦

ترجمہ:...... بڑی خرابی ہے ناپ تول میں کمی کرنے والوں کی، (۱) جن کا حال یہ ہے کہ جب وہ لوگوں سے خود کوئی چیز ناپ کر لیتے ہیں تو پوری پوری لیتے ہیں، (۲) اور جب وہ کسی کو ناپ کر یا تول کر دیتے ہیں تو گھٹا کر دیتے ہیں۔ (۳) کیا یہ لوگ یہ نہیں سوچتے کہ اُنہیں ایک بڑے زبردست دن میں زندہ کر کے اُٹھایا جائے گا؟ (۴و۵) جس دن سب لوگ رَبّ العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے۔ (۶) ہرگز ایسا نہیں چاہیے! یقین جانو کہ بدکار لوگوں کا اعمال نامہ سجّین میں ہے۔ (۷) اور تمہیں کیا معلوم کہ سجّین (میں رکھا ہوا اعمال نامہ) کیا چیز ہے؟ (۸) وہ ایک لکھی ہوئی کتاب ہے۔ (۹) اُس دن بڑی خرابی ہوگی حق کو جھٹلانے والوں کی، (۱۰) جو جزا و سزا کے دن کو جھٹلاتے ہیں۔ (۱۱) اور اُس دن کو وہی جھٹلاتا ہے جو حد سے گذرا ہوا گنہگار ہو۔ (۱۲) اُسے جب ہماری آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہوں تو وہ کہتا ہو کہ: "یہ تو پچھلے لوگوں کے افسانے ہیں"۔ (۱۳) ہرگز نہیں! بلکہ جو عمل یہ کرتے رہے ہیں، اُس نے ان کے دِلوں پر زنگ چڑھا دیا ہے۔ (۱۴) ہرگز نہیں! حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ اُس دن اپنے پروردگار کے دیدار سے محروم ہوں گے۔ (۱۵) پھر ان کو دوزخ میں داخل ہونا پڑے گا۔ (۱۶) پھر کہا جائے گا کہ: "یہ ہے وہ چیز جس کو تم جھٹلایا کرتے تھے!" (۱۷) خبردار! نیک لوگوں کا اعمال نامہ علّیّین میں ہے۔ (۱۸) اور تمہیں کیا معلوم کہ علّیّین (میں رکھا ہوا اعمال نامہ) کیا چیز ہے؟ (۱۹) وہ ایک لکھی ہوئی کتاب ہے، (۲۰) جسے مقرب فرشتے دیکھتے ہیں۔ (۲۱) یقین جانو کہ نیک لوگ بڑی نعمتوں میں ہوں گے، (۲۲) آرام دہ نشستوں پر بیٹھے نظارہ کر رہے ہوں گے، (۲۳) اُن کے چہروں پر نعمتوں میں رہنے سے جو رونق آئے گی، تم اُسے صاف پہچان لوگے، (۲۴) اُنہیں ایسی خالص شراب پلائی جائے گی جس پر مُہر لگی ہوگی، (۲۵) اُس کی مہر بھی مشک ہی مشک ہوگی۔ اور یہی وہ چیز ہے جس پر للچانے والوں کو بڑھ چڑھ کر للچانا چاہیے۔ (۲۶) اور اُس شراب میں تسنیم کا پانی ملا ہوا ہوگا، (۲۷) جو ایک ایسا چشمہ ہے کہ جس سے اللہ کے مقرب بندے پانی پئیں گے۔ (۲۸) جو لوگ مجرم تھے وہ ایمان والوں پر ہنسا کرتے تھے، (۲۹) اور جب اُن کے پاس سے گذرتے تھے تو ایک دوسرے کو آنکھوں ہی آنکھوں میں اِشارے کرتے تھے، (۳۰) اور جب اپنے گھر والوں کے پاس لوٹ کر جاتے تھے، تو دِل لگی کرتے ہوئے جاتے تھے، (۳۱) اور جب ان (مؤمنوں) کو دیکھتے تو کہتے کہ یہ لوگ یقیناً گمراہ ہیں۔ (۳۲) حالانکہ ان کو ان مسلمانوں پر نگراں بنا کر نہیں بھیجا گیا تھا۔ (۳۳) آخر ہوگا یہ کہ آج ایمان لانے والے کافروں پر ہنس رہے ہوں گے۔ (۳۴) آرام دہ نشستوں پر بیٹھے ہوئے دیکھ رہے ہوں گے۔ (۳۵) کہ کافر لوگوں کو واقعی اُن کاموں کا بدلہ مل گیا جو وہ کیا کرتے تھے۔ (۳۶)

تشریح:...... یہ سورۃ المطففین ہے مکی سورت ہے اور اس میں چھتیس آیات ہیں مُطَفِّفِيْنَ مطفف کی جمع ہے

www.toobaaelibrary.com

ناپ تول میں کمی کرنے والوں کی مذمت اور انجام

مطفف کا معنی ہے ناپ تول میں کمی کرنے والا تطفیف سے بنا ہے تطفیف کا معنی ہے ناپ تول میں کمی کرنا فرمایا کہ وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِينَ لعنت ہے، پھٹکار ہے، خرابی ہے افسوس ہے، شدید عذاب ہے، یہ سارے معنی ہو سکتے ہیں، کن لوگوں کے لیے؟ لِّلْمُطَفِّفِينَ ناپ تول میں کمی کرنے والوں کے لیے۔ قرآن کریم میں متعدد مقامات پر ناپ تول پورا رکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ سورۃ الانعام آیت نمبر ۱۵۲ میں ہے وَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ناپ تول انصاف کے ساتھ پورا پورا کیا کرو، قرآن کریم میں جن مجرم قوموں کا تذکرہ کیا گیا ہے، ان میں سے ایک مجرم قوم اصحاب مدین بھی تھے، حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم اور ان کا جو سب سے بڑا جرم تھا وہ ناپ تول میں کمی تھا اسی وجہ سے ان پر اللہ کا عذاب آیا۔ سورہ ہود میں ہے کہ حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی قوم کو سمجھایا فرمایا کہ:

وَيٰقَوْمِ اَوْفُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ۔

دیکھو ناپ تول پورا پورا کیا کرو انصاف کے ساتھ، لوگوں کو ان کی چیزیں کم نہ دیا کرو، سمجھاتے رہے لیکن قوم باز نہ آئی اللہ کہتا ہے کہ پھر ان پر ہمارا عذاب آیا۔

وَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا شُعَيْبًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَاَخَذَتِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دِيَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ﴿۹۴﴾ كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا ۭ اَلَا بُعْدًا لِّمَدْيَنَ كَمَا بَعِدَتْ ثَمُوْدُ ﴿۹۵﴾

جب ہمارا حکم آیا تو ہم نے شعیب کو اور ان کے ساتھ جو ایمان لائے تھے ان کو اپنے فضل سے تو نجات دے دی۔ اللہ کے نبی کو نجات ملی ہے لیکن اللہ کہتا ہے ایسے ہی نجات نہیں ملی بلکہ میری رحمت سے ملی ہے، میرے فضل سے ملی ہے اللہ کے فضل اور رحمت کے بغیر کسی کو نجات نہیں مل سکتی محض اعمال کی بنیاد پر، نیکیوں کی بنیاد پر نجات نہیں مل سکتی، اس لئے کوئی اپنی نیکی تقوی اور پارسائی کی وجہ سے دھوکے کا شکار نہ ہو اور گھمنڈ کا شکار نہ ہو کہ میں نے جنت کو خرید لیا پتہ نہیں اللہ کے ہاں یہ سب کچھ قبول ہوا یا کہ نہیں ہوا۔ تو اللہ فرما رہے ہیں کہ ہم نے اپنی رحمت سے نجات دی اور وہ جو ظالم تھے ناپ تول میں کمی کرنے والے، لوگوں کے حقوق دبا لینے والے، غصب کرنے والے، ملاوٹ کرنے والے، کم تولنے والے، ان کو ایک چنگھاڑ نے، ایک چیخ نے پکڑ لیا تو اپنے گھروں میں صبح کے وقت اوندھے منہ گرے رہے اور وہ بستی ایسے ہوگئی کہ دیکھنے سے یوں معلوم ہوتا تھا یہاں تو کوئی کبھی رہا ہی نہیں۔ كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا اَلَا بُعْدًا لِّمَدْيَنَ كَمَا بَعِدَتْ ثَمُوْدُ۔ مدین والوں کے لیے ہلاکت ہے جیسا کہ ثمود والوں کے لیے ہلاکت تھی تو یہ قوم ناپ تول میں کمی کے جرم میں مبتلا تھی اس کی وجہ سے ان پر اللہ کا عذاب آیا سورۂ اسراء میں اللہ نے حکم دیا

www.toobaaelibrary.com

وَاَوْفُوا الْكَيْلَ اِذَا كِلْتُمْ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ناپ بھی پورا پورا رکھا کرو اور تول بھی انصاف کے ساتھ پورا پورا رکھا کرو یہ بہتر ہے اور اس کا انجام بھی اچھا ہے۔ سورۂ رحمٰن میں اللہ فرماتے ہیں وَاَقِيْمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيْزَانَ ترازو سیدھا رکھو انصاف کے ساتھ اور لوگوں کو کم نہ دیا کرو اس میں دھوکہ نہ کیا کرو۔ یونہی قرآن کریم میں متعدد مقامات پر اللہ نے ناپ تول پورا رکھنے کا حکم دیا ہے لیکن آج ہم نے اللہ کے اس حکم کو نظر انداز کر دیا ڈنڈی مارنا، ملاوٹ کرنا، کم تولنا یہ ہماری پہچان بن گئی ساری دنیا کو پتہ چل گیا کہ ہم دکھاتے کچھ اور ہیں اور دیتے کچھ اور ہیں سب نے جان لیا کہ ہم معاملات کے کھرے نہیں ہیں ہم سچے تاجر نہیں ہیں حالانکہ ہمارے آقا ﷺ نے سچے اور امانت دار تاجر کو جنت کی بشارت سنائی اور ایسی بشارت جو کہ کسی غازی اور روزے دار کو نہیں سنائی ہے۔ فرمایا اَلتَّاجِرُ الصَّدُوْقُ الْاَمِيْنُ سچا اور امانت دار تاجر قیامت کے دن مَعَ النَّبِيِّيْنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ نبیوں اور صدیقوں اور شہداء کے ساتھ ہوگا۔ اللہ اکبر ارے جس امت کو اتنی بڑی بشارت سنائی گئی لیکن اس کے باوجود وہ تجارت میں جھوٹ بولتی ہے، خیانت کرتی ہے، ملاوٹ کرتی ہے، دھوکہ دیتی ہے، فراڈ کرتی ہے دکھاتی کچھ ہے دیتی کچھ ہے، قول کی سچی نہیں، وعدے کی پکی نہیں اور اس کا نتیجہ کیا نکلا کہ آج ہم تجارت کے میدان میں سب سے پیچھے رہ گئے ایک وقت تھا کہ ہم تجارت کے میدان میں سب سے آگے تھے۔

دیندار بننے کے لئے تجارت، ملازمت چھوڑنا ضروری نہیں

پتہ نہیں یہ کس نے ہمارے ذہن میں بٹھا دیا کہ دین دار بننے کے لیے دکان کو، ملازمت کو اور تجارت کو چھوڑنا ضروری ہے یہ کس احمق نے ہمارے ذہن میں یہ بات کوٹ کوٹ کر بھر دی۔ بہت سے لوگ ہیں ان سے پوچھیں ارے بھائی! کیا بات ہے فلاں آج کل نظر نہیں آرہے کہتے ہیں آج کل ان پر دینداری کا غلبہ ہو گیا ہے اس لیے دکان تجارت سے انہوں نے منہ موڑا ہوا ہے۔ گویا کہ دیندار بننے کے لیے دکان کو تجارت کو، کاروبار کو، ملازمت کو، رزق حلال کے ذرائع کو چھوڑنا ضروری ہے۔ کیا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تاجر نہیں تھے؟ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ تاجر نہیں تھے؟ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تاجر نہیں تھے؟ وہ امام جنہیں ہم سب مانتے ہیں جن کی اقتداء کرتے ہیں ''امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ'' کیا وہ اپنے وقت کے بہت بڑے تاجر نہیں تھے اور کائنات کے آقا ﷺ جن کا ہم عزت اور فخر سے نام لیتے ہیں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کیا آپ ﷺ نے تجارت نہیں کی، بہت سے انبیاء کرام علیہم السلام کے نام لیے جا سکتے ہیں جو تجارت اور صنعت کے شعبے سے وابستہ تھے اور قرآن نے باقاعدہ ان کی صنعت کا، ان کی مہارت کا اور ان کی کاری گری کا ذکر کیا ہے۔ تو پتہ نہیں کس نے ہمارے ذہن میں بٹھا دیا تو بعض لوگ وہ ہیں کہ جن کے ذہن میں یہ بات بیٹھ گئی کہ کامل دیندار بننے کے لئے تجارت کے میدان سے اور رزق حلال کمانے کے میدان

www.toobaaelibrary.com

سے منہ موڑنا ضروری ہے، یہ غلط سوچ ہے، قرآن اور حدیث کے خلاف سوچ، اپنے نبی کے اسوہ اور طریقہ اور سنت کے خلاف سوچ ہے۔

غیر مسلم صنعت و تجارت پر کیوں چھا گئے؟

اور جو تجارت کر رہے ہیں ان کا حال یہ ہے کہ وہ دیانت اور امانت کا حق ادا نہیں کرتے جس کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ آج تجارت اور صنعت کے میدان پر یہودی اور عیسائی، ہندو اور غیر مسلم چھائے ہوئے ہیں۔

پچھلے دنوں اخبار میں یہ خبر پڑھی پتہ چلا کہ دنیا میں جو سب سے ٹاپ پر پچاس کمپنیاں ہیں وہ پچاس کی پچاس کمپنیاں غیر مسلموں کی ہیں ان میں کوئی ایک کمپنی بھی مسلمان ملک کی نہیں ہے، نہ پاکستان کی، نہ انڈونیشیا کی جس کا آج کل بڑا شہرہ ہے کہ وہاں کے قائدین نے اس کو ترقی کے بام عروج پر پہنچا دیا ہے نہ ملائشیا کی، نہ سعودیہ کی جن کے پاس پیٹرول، سونا اور دوسری بعض معدنیات کے دریا ہیں کسی اسلامی ملک کا ان پچاس کمپنیوں میں نام نہیں آیا ساری کی ساری غیر مسلموں کی۔ چنانچہ آج ہم مجبور ہیں ان کی مصنوعات استعمال کرنے پر ان کی بنائی ہوئی گاڑیاں، ان کے بنائے ہوئے جہاز، ان کے بنائے ہوئے مشروبات، ان کی بنائی ہوئی دوائیں، ان کی بنائی ہوئی غذائیں، ان کے بنائے ہوئے صابن، ان کے بنائے ہوئے بجلی کے آلات، یہاں تک کہ ان کے بنائے ہوئے جوتے، ان کے بنائے ہوئے موزے حد تو یہ ہے کہ ان کی بنائی ہوئی ٹوپیاں، ان کے بنائے ہوئے مصلے پر ہم نماز پڑھتے ہیں اور ہمارے مصلے غیر مسلم بناتے ہیں ٹوپی ہم پہنتے ہیں لیکن ٹوپی چائنا میں بہترین تیار ہوتی ہے بہت سی اسلامی چیزیں غیر مسلم بنا رہے ہیں ہم مفت خورے، نکمے خوش ہوتے ہیں دیکھو ہماری خدمت کر رہے ہیں لیکن کیا وہ ہم سے نفع نہیں لے رہے، اور یہ نفع کیا ہمارے خلاف استعمال نہیں ہو رہا، اسی نفع سے کیا اسلحہ تیار نہیں کیا جا رہا، تجارت اور صنعت کا میدان، ٹیکنالوجی کا میدان ہم نے ان کے لیے خالی چھوڑ دیا میں قرآن اور حدیث کے مطالعہ کی بناء پر کہتا ہوں انشاء اللہ یہ بات غلط نہیں ہوگی جو شخص مسلمانوں اور اسلام کے غلبہ کی نیت سے تجارت صنعت اور ٹیکنالوجی کے میدان میں کافروں سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتا ہے خدا کی قسم! اس کو تہجد گزار مسلمان سے بھی زیادہ ثواب ہوگا جو ان کی محتاجگی سے، ان کے سامنے کشکول لے کر کھڑا ہونے سے، ان کے سامنے دامن پھیلانے سے اور ان کے سامنے ہاتھ پھیلانے سے ہمیں بچاتا ہے وہ ہمارا کتنا بڑا محسن ہوگا لیکن ہم محسنوں کی قدر کرنے والی قوم نہیں ہیں ہم محسنوں کو ذلیل کرنے والی قوم ہیں ہماری تاریخ یہ ہے، ہمارا شیوہ یہ ہے ہم نے اپنے ہر محسن کو ذلیل کیا پوری دنیا کے سامنے ذلیل کیا یہ ہماری محسن کشی کی تاریخ ہے۔ وہ اپنے فنکاروں، کھلاڑیوں اور دنیا میں نام پیدا کرنے والے فرد کو سر آنکھوں پر بٹھاتے ہیں اور ہم ایسوں کو جوتوں کے نیچے روندتے ہیں، ذلیل و خوار کرتے ہیں۔

www.toobaaelibrary.com

مقدس نام بدنام نہ ہو جائیں

تو بعض کے ذہن میں تو یہ بیٹھ گیا کہ دیندار بننے کے لیے تجارت وصنعت سے منہ موڑنا ضروری ہے اور جنہوں نے ان شعبوں کو اپنایا تو ان کا حق ادا نہ کیا اب یہ پچھلے دنوں ایک تحریک چلی ارے بھائی! یہ پیپسی، کوکا کولا اور فلاں فلاں مشروب یہ غیر مسلموں کے بنائے ہوئے ہیں ان کا بائیکاٹ کیا جائے چنانچہ بائیکاٹ کیا اس قسم کے مشروبات کے بہت سے نقصانات ہیں اسمیں طبی اور صحت کے اعتبار سے تو جو پیتے تھے وہ بھی بائیکاٹ کرنے لگے اور اب بہت سے مشروبات مسلمانوں کے بنائے ہوئے مارکیٹ میں آگئے یہ زمزم کولا، یہ مکہ کولا، یہ مدنی کولا، اور نا معلوم کس کس نام کے، بہت سے لوگ بڑے خوش ہیں کہ ہمارے اپنے مشروب آگئے مجھے بھی قدرتی طور پر خوشی ہونی چاہیے لیکن مجھے افسوس صرف یہ ہوا کہ انہوں نے مکہ کا نام کیوں رکھا ہے مدنی نام کیوں رکھا ہے زمزم جیسا متبرک نام کیوں رکھا ہے اگر انہوں نے اپنی روایت اور اپنی عادت کے مطابق گڑبڑ کی اور صحیح معیار کے مشروب بازار میں مہیا نہ کیے تو یہ متبرک نام ذلیل ہوں گے، یہ مکہ کا نام، یہ مدینہ کا نام، یہ زمزم کا نام یہ دنیا کے سامنے ذلیل ہو جائیں گے کہ یہ مدنی، یہ مکہ، یہ زمزم یہ سب ایسے ہی ہیں، دھوکے باز ہیں۔

ان متبرک اور محترم ناموں کی وجہ سے بھی مجھے یوں تکلیف ہوئی کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ معیار میں گڑبڑ کریں تو یہ مبارک نام بدنام ہو جائیں گے فرمایا کہ:

تطفیف کا تفصیلی مفہوم

وَیۡلٌ لِّلۡمُطَفِّفِیۡنَ

لعنت ہے، پھٹکار ہے، خرابی ہے، شدید عذاب ہے ناپ تول میں کمی کرنے والوں کے لئے۔ یہ میں نے تطفیف کا ایک پہلو آپ کے سامنے بیان کیا کہ تطفیف کیا ہے؟ ناپ تول میں کمی کرنا۔

لیکن بعض حضرات نے تطفیف کے معنی کو بڑی وسعت دی ہے اور بتایا ہے کہ تطفیف ایک اخلاقی بیماری ہے، ایک ظلم ہے۔ تطفیف کیا ہے؟ مطفف کون ہے؟ سب سے پہلے تو اللہ نے خود بیان فرمایا کہ!

الَّذِیۡنَ اِذَا اکۡتَالُوۡا عَلَی النَّاسِ یَسۡتَوۡفُوۡنَ ۪﴿۲﴾

(وہ لوگ جب وہ لوگوں سے ناپ کر لیتے ہیں تو پورا پورا لیتے ہیں)۔

وَ اِذَا کَالُوۡہُمۡ اَوۡ وَّزَنُوۡہُمۡ یُخۡسِرُوۡنَ ؕ﴿۳﴾

(اور جب انہیں ناپ کر یا تول کر دیتے ہیں تو کم دیتے ہیں)

www.toobaaelibrary.com

دوسروں سے لیتے ہیں تو پورا پورا اور دوسروں کو دیتے ہیں تو ان کے حق سے کم دیتے ہیں تو تطفیف کے معنی کو وسعت دیتے ہوئے بعض حضرات کہتے ہیں کہ تطفیف یہ ہے کہ دوسرے کے حق میں ڈنڈی مارنا اپنا حق پورا وصول کرنا دوسروں کیساتھ برائی کرنا اور اپنے ساتھ بھلائی چاہنا دوسروں کی عزت پر حملہ کرنا اور اپنے لیے عزت کی امید رکھنا دوسروں کیساتھ ظلم کرنا اور اپنے لیے انصاف کی توقع رکھنا یہ تطفیف ہے۔

امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ نے عجیب بات فرمائی فرماتے ہیں کہ:

اَلْمُطَفِّفُ يَتَنَاوَلُ التَّطْفِيفَ فِي الْوَزْنِ وَالْكَيْلِ وَفِي اِظْهَارِ الْعَيْبِ وَاِخْفَائِهٖ وَفِي طَلَبِ الْاِنْصَافِ وَالْاِنْتِصَافِ۔

فرماتے ہیں کہ مُطَفِّف کا لفظ یہ ناپ تول میں کمی کو بھی شامل ہے، عیب کے ظاہر کرنے اور عیب کے چھپانے کو بھی شامل ہے، انصاف لینے اور انصاف دینے کو بھی شامل ہے اور فرماتے ہیں کہ:

وَمَنْ لَّمْ يَرْضَ لِاَخِيْهِ الْمُسْلِمِ مَا يَرْضَاهُ لِنَفْسِهٖ فَلَيْسَ بِمُنْصِفٍ۔

جو شخص اپنے مسلمان بھائی کے لئے وہ چیز پسند نہیں کرتا جو اپنے لیے پسند کرتا ہے تو یہ منصف یعنی انصاف کرنے والا نہیں ہے یہ مُطَفِّف ہے تطفیف کرنے والا، حق مارنے والا، ظلم کرنے والا ہے اور فرماتے ہیں:

مَا الَّذِيْ يَرٰى عَيْبَ النَّاسِ وَلَا يَرٰى عَيْبَ نَفْسِهٖ فَهُوَ مِنْ هٰذِهِ الْجُمْلَةِ۔

جو لوگوں کے عیب تو دیکھتا ہے لیکن اپنے عیبوں پر کبھی نظر نہیں ڈالتا وہ بھی مطفف ہے۔

وَمَنْ طَلَبَ حَقَّ نَفْسِهٖ مِنَ النَّاسِ وَلَا يُعْطِيْ حُقُوْقَهُمْ فَهُوَ مِنْ هٰذِهِ الْجُمْلَةِ۔

اور جو شخص لوگوں سے اپنے حق کا مطالبہ کرتا ہے لیکن ان کے حقوق ادا نہیں کرتا وہ بھی مطفف ہے وہ بھی انہی لوگوں میں سے ہے اور آخر میں فرماتے ہیں:

وَالْفَتٰى مَنْ يَقْضِيْ حُقُوْقَ النَّاسِ وَلَا يَطْلُبُ اَحَدًا لِنَفْسِهٖ حَقًّا۔

صحیح مسلم نوجوان، اللہ والا تو وہ ہے جو لوگوں کے حقوق کو ادا کرے لیکن اپنے حق کا مطالبہ ان سے نہ کرے۔

ایک ہے عدل اور ایک ہے ایثار، ایثار یہ ہے کہ دوسروں کا حق دے لیکن اپنا حق نہ لے نیکی کرتا ہے اور صلہ کی، بدلے کی کوئی تمنا نہیں رکھتا یہ عدل سے بھی اونچا مقام ہے:

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ

اللہ نے پہلے عدل کا ذکر کیا پھر احسان کا ذکر کیا اللہ تمہیں عدل کا حکم دیتا ہے اور احسان کا حکم دیتا ہے فرمایا کہ دیکھو اگر تم پر کوئی زیادتی کرے تو تم بھی زیادتی کر سکتے ہو بدلہ لے سکتے ہو لیکن اگر کوئی معاف کر دے تو یہ اس سے بھی اونچا مقام ہے۔ یاد رکھو!

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ

www.toobaaelibrary.com

(اللہ احسان کرنے والوں کو پسند کرتا ہے)

تطفیف کیا ہے؟

تو تطفیف یہ ہے کہ اپنا حق تو وصول کیا جائے لیکن دوسروں کا حق ادا نہ کیا جائے افراد ہوں یا جماعتیں آج سب کے سب اس بیماری میں مبتلا ہیں اور جھگڑے سارے اسی سے ہوتے ہیں کہ ہم چاہتے ہیں کہ ہمیں ہمارا حق تو مل جائے لیکن ہم دوسرے کا حق ادا نہ کریں مالک اور ملازم کو دیکھ لیجئے یہی چپقلش ہے ملازم چاہتا ہے کہ مجھے تنخواہ تو پوری ملے لیکن کام پورا نہ کروں، مالک چاہتا ہے کہ اس سے کام تو کچھ زیادہ لے لوں لیکن تنخواہ اور مزدوری کچھ کم دوں، لڑائیاں پیدا ہوتی ہیں، جھگڑے ہوتے ہیں۔ جماعتوں میں بھی یہی چل رہا ہے ایک جماعت دوسری جماعت کو برا بھلا کہتی ہے لیکن یہ امید رکھتی ہے کہ مجھے کوئی کچھ نہ کہے تو یہ تطفیف کی بیماری عام ہو چکی ہے۔ فرمایا کہ وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ ۔ لعنت ہے خرابی ہے ناپ تول میں کمی کرنے والوں کے لئے کہ جب وہ لوگوں سے ناپ کر لیتے ہیں تو پورا پورا لیتے ہیں اور جب انہیں ناپ کر دیتے ہیں یا تول کر دیتے ہیں تو کم کر دیتے ہیں۔

اَلَا يَظُنُّ اُولٰٓئِكَ اَنَّهُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ ۝٤

قرآن عام کتاب نہیں ہے قرآن خاص کتاب ہے۔ قرآن قانون بھی بیان کرتا ہے تو اپنے انداز میں، ایک طرف ان لوگوں کی مذمت بیان کی جو مطفف ہیں جن کے اندر تطفیف کی بیماری پائی جاتی ہے دوسری طرف یہ فرمایا۔ اَلَا يَظُنُّ اُولٰٓئِكَ ۔ کیا انہیں یہ گمان نہیں ۔ اَنَّهُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ لِيَوْمٍ عَظِيْمٍ ۔ کہ انہیں ایک بڑے سخت دن میں اٹھایا جائے گا۔

باطل خیالات کی تردید

يَّوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

(جس دن سب لوگ اپنے رب کے حضور کھڑے ہوں گے)

كَلَّا ہرگز نہیں قرآن میں آپ کو یہ لفظ کئی جگہ ملے گا اس میں بسا اوقات کسی باطل خیال کی تردید ہوتی ہے حالانکہ وہ خیال یہاں مذکور نہیں لیکن اللہ تو دلوں کے باطل اور غلط خیالات کو جاننے والا ہے۔ بہت سے لوگ ایسے تھے کہ ان کے دل میں یہ خیال تھا کہ اول تو قیامت کا دن آئے گا نہیں اور اگر آ بھی گیا تو وہاں بھی ہمیں وہی عزت و وجاہت حاصل ہو گی جو آج دنیا میں حاصل ہے اور اگر پھنس بھی گئے تو ہمارے دیوتا ہمیں چھڑا لیں گے، اللہ نے ان سارے باطل خیالات کی تردید فرمائی۔ فرمایا كَلَّا ہرگز نہیں یہ خیال ہی غلط ہے کہ قیامت نہیں آئے گی یہ خیال بھی غلط کہ جو دنیا میں عزت والے ہیں وہ آخرت میں بھی عزت والے ہوں گے یہ خیال بھی غلط کہ جو دنیا میں کرسیوں پر بیٹھے ہیں

www.toobaaelibrary.com

وہ آخرت میں تختوں پر بیٹھے ہوں گے، یہ خیال بھی غلط ہے کہ جو دنیا میں دولت والے ہیں آخرت میں ان کا استقبال ہوگا، یہ خیال بھی غلط ہے کہ جو دنیا میں کسی کو دیوتا، کسی کو شیخ، کسی کو پیر، کسی کو مرشد بنائے بیٹھے ہیں تو ان کے مرشد، ان کے دیوتا زبردستی اللہ کی گرفت سے ان کو چھڑا لیں گے، نہیں یہ سارے خیالات غلط ہیں۔

سجین کیا ہے؟

اِنَّ کِتٰبَ الْفُجَّارِ لَفِیْ سِجِّیْنٍ

(گنہگاروں کا اعمال نامہ سجین میں ہوگا)

سجین ایک مقام کا نام ہے جہاں بدکاروں کا اعمال نامہ ہوگا، جہاں ان کے اعمال کا پورا ریکارڈ محفوظ ہوگا تحریری صورت میں، اور قیامت کے دن اسی ریکارڈ کی بناء پر فیصلہ کیا جائے گا۔ اللہ نے باوجود عَالِمُ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَۃِ ہونے کے سارے اعمال کو تحریری صورت میں محفوظ کر رکھا ہے تا کہ کوئی انکار نہ کر سکے۔ فرمایا کہ:

وَمَآ اَدْرٰکَ مَا سِجِّیْنٌ

(تمہیں کیا خبر کہ سجین کیا ہے)؟

کِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ (وہ دفتر ہے)۔

مکذبین قیامت

وَیْلٌ یَّوْمَئِذٍ لِّلْمُکَذِّبِیْنَ

(خرابی ہے اس دن جھٹلانے والوں کے لیے۔)

اَلَّذِیْنَ یُکَذِّبُوْنَ بِیَوْمِ الدِّیْنِ۔ (جو جھٹلاتے ہیں جزاء کے دن کو) وَمَا یُکَذِّبُ بِهٖٓ اِلَّا کُلُّ مُعْتَدٍ اَثِیْمٍ (اور جزاء کے دن کو کوئی نہیں جھٹلاتا مگر ہر وہ شخص جو حد سے گزرنے والا اور حق تلفی کرنے والا ہے)۔ مُعْتَدٍ حد سے گزرنے والا اَثِیْمٍ حق تلفی کرنے والا گناہ گار۔ بعض حضرات نے دونوں میں فرق کیا کہ مُعْتَدٍ اسے کہیں گے جو دوسروں کے حقوق غصب کرتا ہو مثلاً کسی کی زمین پر یا پلاٹ پر قبضہ جما لیا اور اَثِیْمٍ اسے کہیں گے جو ان حقوق کو ادا نہیں کرتا جو دوسروں کے اس کے ذمہ واجب ہوتے ہیں۔

اِذَا تُتْلٰی عَلَیْهِ اٰیٰتُنَا قَالَ اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ ﴿۱۳﴾

(جب اس کے سامنے ہماری آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو وہ کہتا ہے یہ تو اگلوں کے افسانے ہیں)

اگلوں کی کہانیاں ہیں یہ تو نوح علیہ السلام کا افسانہ ہے، یہ تو قوم عاد کا افسانہ ہے، یہ تو قوم ثمود کا افسانہ ہے، یہ تو

www.toobaaelibrary.com

افسانے ہیں، کہانیاں ہیں، كَلَّا ہر گز نہیں ارے بیوقوف! یہ افسانے نہیں ہیں، قرآن کہانیوں کی کتاب نہیں، اس میں تو اللہ نے حقائق بیان کئے ہیں ایسے حقائق جو کبھی جھوٹے نہیں ہوسکتے ایسے حقائق جن میں ذرہ برابر شک نہیں ہوسکتا۔ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ اس کتاب میں کوئی شک ہی نہیں۔ كَلَّا ہر گز نہیں تمہارا یہ خیال غلط بَلْ بلکہ اصل بات یہ ہے

رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ (ان کے دلوں پر ان کے اعمال کا زنگ چڑھ گیا ہے)

ان کے دل کالے ہوگئے ہیں ان کے دل زنگ آلود ہوگئے اس لئے اب وہ سچائی کی حقیقت کو قبول نہیں کرتے قرآن اس کو حقائق کی نہیں بلکہ افسانوں کی کتاب نظر آتی ہے۔ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں الرَّانُ هُوَ ذَنْبٌ عَلٰى الذَّنْبِ حَتّٰى يَعْمٰى قَلْبُهٗ وَ يَسْوَدَّ مِنَ الذُّنُوْبِ۔ رَانَ کہتے ہیں گناہ پر گناہ کرتے رہنا یہاں تک کہ دل اندھا ہوجاتا ہے اور دل سیاہ ہوجاتا ہے ایک حدیث جو ترمذی اور نسائی میں مروی ہے اس میں نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا اَذْنَبَ ذَنْبًا نُقِطَتْ فِيْ قَلْبِهٖ سَوْدَآءُ جب کوئی بندہ گناہ کرتا ہے اس کے دل پر سیاہ نقطہ لگ جاتا ہے فَاِنْ تَابَ وَ فَزَعَ اگر وہ توبہ کرلے اور گناہ سے باز آجائے وَاسْتَغْفَرَ اللہ سے معافی مانگ لے صُقِلَ قَلْبُهٗ اس کا دل صاف کردیا جاتا ہے وَاِنْ عَادَ زَادَتْ حَتّٰى تَخْلِفَ قَلْبُهٗ فَذٰلِكَ الرَّانُ الَّذِيْ ذَكَرَ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ فِي الْقُرْاٰنِ اور اگر توبہ نہ کرے، گناہ کرتا چلا جائے تو پھر اس کا دل سیاہ ہوتا جاتا ہے، نقطے بڑھتے جاتے ہیں یہاں تک کہ پورا دل کالا ہوجاتا ہے اور حضور ﷺ نے فرمایا یہ ہے وہ رَانَ وہ زنگ جس کا اللہ نے قرآن میں ذکر کیا ہے۔

گناہوں سے دل کالا ہوجاتا ہے۔ بہت سے لوگ آپ کو ایسے ملیں گے آپ ان کو قرآن سنائیں، قیامت کا تذکرہ کریں، ان کے سامنے روئیں، پیٹیں، لیکن ایسا نظر آئے گا کہ ان پر کچھ اثر نہیں ہورہا، ان کے چہرے پر کوئی تاثر نہیں ان کا دل نرم نہیں ہورہا یہ کیا وجہ ہے؟ دل سخت ہوگئے ہم اذان سنتے ہیں لیکن متوجہ نہیں ہوتے کیوں؟ دل سخت ہوگئے، دلوں پر زنگ چڑھ گیا، دل کالے ہوگئے ہیں۔

دلوں کا زنگ کیسے دور ہوگا؟

اب دلوں کا زنگ کیسے دور ہوگا، دلوں کا زنگ توبہ سے دور ہوگا اور دلوں کا زنگ قرآن سے دور ہوگا۔ اللہ اکبر۔

حدیث میں آتا ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا دلوں کو بھی زنگ لگ جاتا ہے جیسے لوہے کو پانی کی وجہ سے زنگ لگ جاتا ہے۔ کسی نے سوال کیا یا رسول اللہ ﷺ! یہ دلوں کا زنگ کیسے صاف ہوگا، کیسے دور ہوگا؟ حضور ﷺ نے فرمایا موت کو کثرت کیساتھ یاد کرنے سے قرآن کی غور و تدبر کیساتھ اور عظمت کیساتھ تلاوت کرنے سے دل کا زنگ دور ہوتا ہے، دل صاف ہوتا ہے۔

www.toobaaelibrary.com

رب کا دیدار اہم چیز ہے

كَلَّآ اِنَّهُمۡ عَنۡ رَّبِّهِمۡ يَوۡمَئِذٍ لَّمَحۡجُوۡبُوۡنَ

ہر گز نہیں ان کے باطل خیالات کا کوئی اعتبار نہیں آخرت آ کر رہے گی اور جب آخرت آئے گی تو یہ اپنے رب کے دیدار سے روک دیئے جائیں گے، اپنے رب کے دیدار سے ان کو محروم کر دیا جائے گا رب کا دیدار، رب کی زیارت، میرے اور آپ کے لئے شاید اتنی اہمیت نہ رکھتی ہو لیکن وہ جو رب کے سچے عاشق ہیں، رب سے سچی محبت کرنے والے ہیں ان کے لئے نہ حوریں کچھ حیثیت رکھتی ہیں، نہ شراب، نہ شہد، نہ باغات، نہ پھل، کوئی چیز اہمیت نہیں رکھتی اُن کی نظر میں سب سے زیادہ اہم چیز رب کی زیارت ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک عجیب بات کہی اللہ اکبر یہ بات وہی کہہ سکتا ہے جو واقعی رب سے سچی محبت کرنے والا ہو۔ فرماتے ہیں اَمَا وَاللّٰهِ لَوْ لَمْ يُوْقِنْ مُحَمَّدُ بْنُ اِدْرِيْسَ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا نام محمد بن ادریس تھا فرماتے ہیں اللہ کی قسم! اگر محمد بن ادریس کو یعنی امام شافعی کو یہ یقین نہ ہوتا اَنَّهٗ يَرٰى رَبَّهٗ فِى الْمَعَادِ لَمَا عَبَدَهٗ فِى الدُّنْيَا اگر شافعی کو یہ یقین نہ ہوتا کہ قیامت کے دن رب کا دیدار ہوگا تو اللہ کی قسم! شافعی دنیا میں اپنے رب کی عبادت نہ کرتا نہ کوئی سجدہ کرتا، نہ کوئی روزہ رکھتا، نہ تلاوت کرتا، اگر اسے یہ یقین نہ ہوتا کہ قیامت کے دن رب کا دیدار نصیب ہوگا۔ بہت سے لوگ مذاق اڑاتے ہیں ارے یہ نماز جو پڑھ رہے ہیں حوروں کے لئے پڑھ رہے ہیں ارے جو جتنا زیادہ آگے بڑھتا جاتا ہے اس کی نظر میں ان چیزوں کی قیمت کم ہوتی چلی جاتی ہے اور ان کی نظر میں رب کی رضا اور رب کے دیدار کی قیمت بڑھتی چلی جاتی ہے۔

ایمان والوں کو رب کا دیدار ہوگا

حضرت مولانا فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی نور اللہ مرقدہٗ فرمایا کرتے تھے وہ قرآن کے سچے عاشق تھے فرماتے تھے کہ جنت میں جب حوریں آئیں گی تو ہم ان سے کہیں گے بیبیو! ہمیں تو قرآن سناؤ، ہمیں تم سے کوئی مطلب نہیں ہمیں تو قرآن سناؤ ہم نے ایسی جنت کو کیا کرنا جس جنت میں قرآن کی تلاوت نہ ہو۔ اللہ اکبر۔ تو فرمایا کہ انکو رب کے دیدار سے محروم کر دیا جائے گا معلوم ہوا کہ ایمان والوں کو رب کا دیدار نصیب ہوگا، سورۂ قیامہ میں اللہ نے فرمایا وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ بہت سے تروتازہ چہرے اس دن اپنے رب کی طرف دیکھ رہے ہوں گے اور حدیث میں آتا ہے جنتیوں کو جنت میں سب کچھ دے دیا جائے گا اور پھر ایک دن رب کے دیدار سے مشرف کیا جائے گا تو جنتی محسوس کریں گے کہ اصل نعمت تو ہمیں آج ملی ہے اس سے پہلے تو کچھ بھی نہیں ملا۔ فرمایا كَلَّا ہر گز نہیں ان کے یہ خیالات غلط ہیں کہ دنیا کی طرح آخرت میں بھی عزت ہوگی۔ بہت سے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ کے

www.toobaaelibrary.com

ہاں عزت کا وہی معیار ہے جو ہمارے ہاں ہے۔ ارے نہیں یہ غلط ہے میں تو کبھی کبھی ظاہر ہے مدرسوں کی دنیا میں رہتا ہوں وہاں کوئی جھاڑو دینے والا ہے، کوئی مالی ہے، کوئی چوکیدار ہے، کوئی ڈرائیور ہے لیکن دل میں یہ سوچتا ہوں ہوسکتا ہے آج جو یہ ہماری خدمت کے لئے مقرر ہیں کوئی چوکیدار ہے، کوئی ڈرائیور ہے، کوئی مالی ہے، کوئی چپڑاسی ہے، اور کوئی باورچی ہے یہ قیامت کے دن اونچے تخت پر بیٹھے ہوں اور بعض اونچے تختوں پر بیٹھنے والے نیچے بیٹھے ہوں۔ اللہ ہمارے معیار کا پابند نہیں ہے کہ دنیا میں جسے بڑی کرسی ملی ہے تو آخرت میں بھی اللہ اسے بڑی کرسی دے گا۔ ارے نہیں یہ خیال غلط ہے۔ اللہ تردید کرتے ہیں کَلّا ہرگز نہیں تمہارا یہ ارمان پورا نہیں ہوگا کہ دنیا میں بھی معزز اور آخرت میں بھی معزز، انہیں اپنے رب کے دیدار سے روک دیا جائے گا۔

جھٹلانے والوں کا انجام

ثُمَّ اِنَّهُمْ لَصَالُوا الْجَحِيْمِ

(پھر یہ جہنم میں داخل ہوں گے)

ثُمَّ يُقَالُ هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ

(پھر ان سے کہا جائے گا یہ ہے وہ چیز یہ دیکھ لو اپنی آنکھوں سے دیکھ لو جس کو تم جھٹلاتے تھے)

تم کہتے تھے کوئی جنت نہیں، کوئی جہنم نہیں، کوئی عذاب نہیں، کوئی ثواب نہیں، دیکھ لو اپنی آنکھوں سے دیکھ لو ارے کنوئیں کے مینڈ کو! کنوئیں میں رہ کر کنوئیں سے باہر کی دنیا کا انکار کرتے تھے، جہنم کا انکار کرتے تھے چھوٹی سی دنیا میں رہ کر میری اتنی بڑی جنت کا انکار کرتے تھے چلو آنکھوں سے دیکھ لو اور جاؤ اس کے اندر کَلّا ہرگز نہیں۔ بار بار باطل اور غلط خیالات کی تردید فرما رہے ہیں ہرگز نہیں اللہ ایسے نہیں چھوڑے گا وہ انصاف کرے گا فجّار اور بدکاروں کا اعمالنامہ سجّین میں ہوگا۔

علّیین کیا ہے؟

كَلَّا اِنَّ كِتٰبَ الْاَبْرَارِ لَفِيْ عِلِّيِّيْنَ وَمَا اَدْرٰىكَ مَا عِلِّيُّوْنَ كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ

(خبردار! نیک لوگوں کا اعمالنامہ علیین میں ہے اور تمہیں کیا معلوم علیین کیا چیز ہے؟ وہ لکھا ہوا دفتر ہے جہاں نیکوں کے اعمالناموں کا حساب رکھا جائے گا)۔

يَّشْهَدُهُ الْمُقَرَّبُوْنَ (جسے صرف مقرب فرشتے دیکھتے ہیں) اور کوئی نہیں دیکھ سکتا۔

www.toobaaelibrary.com

ابرار کے انعامات

اِنَّ الۡاَبۡرَارَ لَفِیۡ نَعِیۡمٍ ﴿۲۲﴾
(بیشک ابرار یعنی نیک لوگ بڑی نعمتوں میں ہوں گے)

بڑے عیش میں ہوں گے۔ اے اللہ! ہمیں بھی ابرار میں سے بنادے اے اللہ! ہمیں بھی نیکوں میں سے بنادے۔ آمین

عَلَی الۡاَرَآئِکِ یَنۡظُرُوۡنَ ﴿۲۳﴾ (تختوں پر بیٹھے نظارے کر رہے ہوں گے) تَعۡرِفُ فِیۡ وُجُوۡہِہِمۡ نَضۡرَۃَ النَّعِیۡمِ ﴿۲۴﴾ (تم ان کے چہروں پر عیش اور راحت کی جھلک دیکھو گے) یُسۡقَوۡنَ مِنۡ رَّحِیۡقٍ مَّخۡتُوۡمٍ ﴿۲۵﴾ (ان کے پینے کے لئے خالص بمہر شراب ہوگی) خِتٰمُہٗ مِسۡکٌ ؕ (جس پر مشک کی مہر ہوگی)۔

نیکی کی رغبت

وَفِیۡ ذٰلِکَ فَلۡیَتَنَافَسِ الۡمُتَنَافِسُوۡنَ ﴿۲۶﴾

اللہ جنت اور جنت کی نعمتوں کا ذکر کر کے فرماتے ہیں کہ (اس میں حرص کرنے والوں کو حرص کرنی چاہئے)۔ ارے حرص کرنے والو! اگر حرص کرتے ہو تو جنت کی حرص کرو۔ ارے دنیا کی حرص کرتے ہو عارضی چیز کی، فانی چیز کی، ساری ذہانت حصول دنیا کے لئے استعمال کرنے والو! ساری دنیا ناک اونچی رکھنے کے لئے لگانے والو! اور ساری طاقت اقتدار تک پہنچنے کے لئے لگانے والو! اور ساری صلاحیتیں فانی راحتیں حاصل کرنے کے لئے لگانے والو! اگر حرص کرنی ہے، کوشش کرنی ہے، زور لگانا ہے، ذہانت خرچ کرنی ہے، دنیا کی زندگی کو خرچ کرنا ہے، تو پھر اس جنت کو کمانے کے لئے خرچ کرو۔

تسنیم کیا چیز ہے؟

وَمِزَاجُہٗ مِنۡ تَسۡنِیۡمٍ ﴿۲۷﴾
(اس میں تسنیم کی آمیزش ہوگی)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ مفسر قرآن ہیں ان سے سوال کیا گیا حضرت یہ تسنیم کیا چیز ہے؟ فرمایا ھٰذا مِمَّا قَالَ اللہُ فَلَا تَعۡلَمُ نَفۡسٌ مَّاۤ اُخۡفِیَ لَہُمۡ مِّنۡ قُرَّۃِ اَعۡیُنٍ یہ تسنیم بھی اللہ کی ان نعمتوں میں سے ہے جن کے بارے میں اللہ خود کہتا ہے کہ میں نے قیامت کے دن اپنے نیک بندوں کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کے سرور کا جو سامان چھپا رکھا ہے اسے کوئی نہیں جانتا، اس کی حقیقت کوئی نہیں جانتا۔ یہ تو سمجھانے کے لئے کہا وہاں باغات ہوں گے،

www.toobaaelibrary.com

وہاں پھل ہوں گے، وہاں پھول ہوں گے، وہاں شرابیں ہوں گی، وہاں جام ہوں گے، وہاں حوریں ہوں گی، وہاں تخت ہوں گے اور کشادہ زمین ہوگی یہ توسمجھانے کے لئے کہا وگرنہ آخرت کی نعمتوں کی اصل حقیقت اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا دنیا میں اس حقیقت کو جانا ہی نہیں جاسکتا۔

عَيْنًا يَّشْرَبُ بِهَا الْمُقَرَّبُوْنَ ﴿۲۸﴾

(وہ ایک خاص چشمہ ہے جہاں سے مقرب لوگ پئیں گے)

یا جہاں بیٹھ کر مقرب لوگ پئیں گے۔

ایمان والوں پر مجرمین کا استہزاء

اِنَّ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا كَانُوْا مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يَضْحَكُوْنَ ﴿۲۹﴾

(بیشک جو مجرم لوگ ہیں وہ ایمان والوں کے حال پر ہنسا کرتے تھے)

اللہ اکبر، کوئی داڑھی پر ہنستا تھا، کوئی ٹوپی پر ہنستا تھا، کوئی شلوار پر ہنستا تھا، کوئی ٹخنے ننگے کرنے پر ہنستا تھا، کوئی رزق حلال پر اکتفاء کرنے پر ہنستا تھا، کوئی نماز پڑھنے پر ہنستا تھا، کوئی دین میں لگنے پر ہنستا تھا۔ کہتے تھے، ارے بیوقوف ہیں، پاگل ہیں، مُلّا بن گیا، صوفی بن گیا مذاق کے طور پر ایسے ایسے نام لیتے تھے۔

وَاِذَا مَرُّوْا بِهِمْ يَتَغَامَزُوْنَ ﴿۳۰﴾

(جب ان کے پاس سے گزرتے تھے تو آپس میں آنکھوں سے بھی اشارے کرتے تھے)

ارے دیکھو! ذرا اس کو، یہ جنت کے طلبگار کو دیکھو، یہ حوروں کے امیدوار کو دیکھو، یہ اپنے آپ کو دنیا سے الگ تھلگ کئے ہوئے ہے، یہ حرام کے قریب نہیں جاتا، یہ گانا نہیں سنتا، یہ ٹی وی نہیں دیکھتا، یہ فلم نہیں دیکھتا، یہ پارسا بن گیا ہے۔ آنکھوں سے بھی اشارہ کرتے تھے۔

وَاِذَا انْقَلَبُوْٓا اِلٰٓى اَهْلِهِمُ انْقَلَبُوْا فَكِهِيْنَ ﴿۳۱﴾

(جب اپنے گھر والوں کے پاس جاتے تو وہاں بھی دل لگی کرتے)

اللہ اکبر، بعض جو خبیث ہوتے ہیں ان کے گھر والے بھی خبیث ہوتے ہیں گھر میں جا کر سناتے ہیں آج ایک مولوی کا ایسا مذاق اڑایا تھا، آج ایک سینیٹر کا میں نے ایسے مذاق اڑایا اور فلاں جو دین میں لگ گیا ہے، آج میں نے اس کو یوں کہا یہ لطیفہ اس پر فٹ کیا، گھر والوں کو جا کر اپنی ساری شیطانی کارروائی سناتے تھے گھر والے بھی خوش ہوتے یہ بھی خوش ہوتا ہے۔

www.toobaaelibrary.com

وَاِذَا رَاَوْهُمْ قَالُوْٓا اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَضَآلُّوْنَ ﴿۳۲﴾
(جب ان کو دیکھتے تھے تو کہتے تھے کہ یہ تو بالکل گمراہ ہیں)

دنیا کا ان کو کوئی پتا نہیں ہے، یہ بیوقوف ہیں تقریریں سن کر، قرآن سن کر، حدیث سن کر، ان کے دماغ خراب ہو گئے، یہ زمانے کے ساتھ نہیں چل سکتے۔

وَمَآ اُرْسِلُوْا عَلَيْهِمْ حٰفِظِيْنَ ﴿۳۳﴾ اللہ کہتا ہے کہ:
(ان کو ان نیک لوگوں پر نگران تو نہیں بنا کر بھیجا گیا)

میں نے ان کافروں کو مومنوں پر، فجار کو ابرار پر، بدکاروں کو نیکوں پر نگران نہیں بنایا کہ یہ فیصلہ کریں کہ یہ گمراہ ہیں یا ہدایت پر ہیں۔

قیامت کے دن ایمان دار کافروں پر ہنسیں گے

فَالْيَوْمَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنَ الْكُفَّارِ يَضْحَكُوْنَ ﴿۳۴﴾
(آج ایمان والے کفار کے حال پر ہنسیں گے)

آج میں بدلہ دوں گا میں کہوں گا یہ تم پر کل ہنستے تھے آج تم بھی ان پر ہنس لو اپنے دل کے ارمان نکال لو۔

عَلَى الْاَرَآئِكِ يَنْظُرُوْنَ ﴿۳۵﴾ (تختوں پر بیٹھے نظارے کرتے ہوں گے)۔

هَلْ ثُوِّبَ الْكُفَّارُ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ﴿۳۶﴾ اللہ کہتا ہے میں زیادتی نہیں کروں گا،
(واقعی کافروں کو ان کے کیے کا خوب بدلا ملا، وہی بدلہ دیا جو کچھ یہ کرتے تھے۔)

اللہ پاک ہمیں ان جیسی مذموم حرکتوں سے باز رہنے اور اللہ کے نیک بندوں کا مذاق اڑانے سے باز رہنے کی توفیق نصیب فرمائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

www.toobaaelibrary.com

سُوْرَةُ الْاِنْشِقَاقِ مَكِّيَّةٌ

موضوع

حساب وجزاء

www.toobaaelibrary.com

اٰيَاتُهَا ٢٥ (٨٤) سُوْرَةُ الْاِنْشِقَاقِ مَكِّيَّةٌ (٨٣) رُكُوْعَاتُهَا ١

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ ۝١ وَاَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ ۝٢ وَاِذَا الْاَرْضُ مُدَّتْ ۝٣
وَاَلْقَتْ مَا فِيْهَا وَتَخَلَّتْ ۝٤ وَاَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ ۝٥ يٰٓاَيُّهَا الْاِنْسَانُ اِنَّكَ كَادِحٌ
اِلٰى رَبِّكَ كَدْحًا فَمُلٰقِيْهِ ۝٦ فَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ ۝٧ فَسَوْفَ يُحَاسَبُ
حِسَابًا يَّسِيْرًا ۝٨ وَّيَنْقَلِبُ اِلٰٓى اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا ۝٩ وَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ وَرَآءَ
ظَهْرِهٖ ۝١٠ فَسَوْفَ يَدْعُوْا ثُبُوْرًا ۝١١ وَّيَصْلٰى سَعِيْرًا ۝١٢ اِنَّهٗ كَانَ فِيْٓ اَهْلِهٖ
مَسْرُوْرًا ۝١٣ اِنَّهٗ ظَنَّ اَنْ لَّنْ يَّحُوْرَ ۝١٤ بَلٰٓى ۚ اِنَّ رَبَّهٗ كَانَ بِهٖ بَصِيْرًا ۝١٥ فَلَآ اُقْسِمُ
بِالشَّفَقِ ۝١٦ وَالَّيْلِ وَمَا وَسَقَ ۝١٧ وَالْقَمَرِ اِذَا اتَّسَقَ ۝١٨ لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ
طَبَقٍ ۝١٩ فَمَا لَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝٢٠ وَاِذَا قُرِئَ عَلَيْهِمُ الْقُرْاٰنُ لَا يَسْجُدُوْنَ ۝٢١ ۩ بَلِ
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُكَذِّبُوْنَ ۝٢٢ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يُوْعُوْنَ ۝٢٣ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ
اَلِيْمٍ ۝٢٤ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ۝٢٥

ترجمہ:...... جب آسمان پھٹ پڑے گا، (۱) اور وہ اپنے پروردگار کا حکم سن کر مان لے گا، اور اُس پر لازم ہے کہ وہ یہی کرے، (۲) اور جب زمین کو کھینچ دیا جائے گا، (۳) اور اُس کے اندر جو کچھ ہے، وہ اُسے باہر پھینک دے گی اور خالی ہو جائے گی، (۴) اور وہ اپنے پروردگار کا حکم سن کر مان لے گی، اور اُس پر لازم ہے کہ یہی کرے۔ (۵) اے انسان! تو اپنے پروردگار کے پاس پہنچنے تک مسلسل کسی محنت میں لگا رہے گا، یہاں تک کہ اُس سے جا ملے گا، (۶) پھر جس شخص کو اُس کا اعمال نامہ اُس کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا، (۷) اُس سے تو آسان حساب لیا جائے گا، (۸) اور وہ اپنے گھر والوں کے پاس خوشی مناتا ہوا واپس آئے گا، (۹) لیکن وہ شخص جس کو اُس کا اعمال نامہ اُس کی پشت کے پیچھے سے دیا جائے گا (۱۰) وہ موت کو پکارے

www.toobaaelibrary.com

گا(۱۱)اور بھڑکتی ہوئی آگ میں داخل ہوگا(۱۲) پہلے وہ اپنے گھر والوں کے درمیان بہت خوش رہتا تھا(۱۳) اُس نے یہ سمجھ رکھا تھا کہ وہ کبھی پلٹ کر (اللہ کے سامنے) نہیں جائے گا۔(۱۴) بھلا کیوں نہیں؟ اُس کا پروردگار اُسے یقینی طور پر دیکھ رہا تھا (۱۵) اب میں قسم کھاتا ہوں شفق کی (۱۶) اور رات کی اور اُن تمام چیزوں کی جنہیں وہ سمیٹ لے (۱۷) اور چاند کی جب وہ بھر کر پورا ہوجائے (۱۸) کہ تم سب ایک منزل سے دوسری منزل کی طرف چڑھتے جاؤ گے (۱۹) پھر ان لوگوں کو کیا ہوگیا ہے کہ وہ ایمان نہیں لاتے؟ (۲۰) اور جب اُن کے سامنے قرآن پڑھا جاتا ہے تو وہ سجدہ نہیں کرتے؟ (۲۱) بلکہ یہ کافر لوگ حق کو جھلاتے ہیں (۲۲) اور جو کچھ یہ جمع کررہے ہیں، اللہ کو خوب معلوم ہے (۲۳) اب تم اُنہیں ایک دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دو (۲۴) البتہ جو لوگ ایمان لے آئے ہیں اور اُنہوں نے نیک عمل کئے ہیں، اُن کو ایسا ثواب ملے گا جو کبھی ختم نہیں ہوگا (۲۵)

احوال قیامت

یہ سورۃ الانشقاق ہے، مکی سورت ہے اور اس میں پچیس آیات ہیں فرمایا کہ

اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ ﴿۱﴾ (جب آسمان پھٹ جائے گا)

یہ وہ علامتیں ہیں جو قیامت سے پہلے ظاہر ہوں گی زمین اور آسمان کا نظام درہم برہم ہوجائے گا۔ آسمان پھٹ جائے گا اور اس میں راستے بن جائیں گے۔ سورہ فرقان کی آیت نمبر ۲۵ میں فرمایا وَیَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَآءُ بِالْغَمَامِ وَنُزِّلَ الْمَلٰٓئِكَةُ تَنْزِيْلًا ﴿۲۵﴾ آسمان پھٹ جائے گا بادلوں کے ساتھ اور فرشتے قطار در قطار اترنا شروع ہوجائیں گے۔

وَاَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ ﴿۲﴾ (اور آسمان اپنے رب کی بات سنے گا یہی اس کیلئے مناسب ہے کہ وہ اپنے رب کی بات سنے)

اس کائنات کی ہر چیز اپنے رب، اپنے مالک اور خالق کی بات سنتی ہے اور مانتی بھی ہے انسان سے زیادہ سنتی اور اس سے زیادہ مانتی ہے اللہ زمین کو خطاب کرتا ہے آسمان کو خطاب کرتا ہے وَقِيْلَ يٰٓاَرْضُ ابْلَعِيْ مَآءَكِ وَيٰسَمَآءُ اَقْلِعِيْ وَغِيْضَ الْمَآءُ وَقُضِيَ الْاَمْرُ وَاسْتَوَتْ عَلَى الْجُوْدِيِّ وَقِيْلَ بُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ اللہ کہتا ہے میں نے زمین وآسمان کو خطاب کرتے ہوئے کہا اِئْتِيَا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا آ و دونوں چاہے خوشی سے آ و چاہے نا خوشی سے آ و قَالَتَآ اَتَيْنَا طَآئِعِيْنَ دونوں نے کہا اے اللہ! نا خوشی سے کیوں ہم خوشی سے آتے ہیں تیری بات کو تسلیم کرتے ہیں، تو اللہ کا حکم چلتا ہے کائنات کی ہر چیز پر اللہ ان کو خطاب کرتا ہے۔ ہمارے سامنے یہ چیزیں گونگی ہیں اور بہری ہیں اور اندھی ہیں لیکن اللہ کے سامنے یہ بولتی بھی ہیں، سنتی بھی ہیں، دیکھتی بھی ہیں اور اللہ کی حمد وثناء اور تسبیح وتقدیس بھی بیان کرتی ہیں تو فرمایا کہ وَاَذِنَتْ لِرَبِّهَا (سنے گا آسمان اپنے رب کی بات کو) وَحُقَّتْ (اور اس کے لئے یہی مناسب ہے)۔

وَاِذَا الْاَرْضُ مُدَّتْ ﴿۳﴾ (اور زمین کو پھیلا دیا جائے گا، کھینچ کر پھیلا دیا جائے گا)

www.toobaaelibrary.com

نہ وادیاں، نہ پہاڑ، نہ دریا نہ اونچ نیچ کوئی چیز باقی نہیں رہے گی۔

زمین انسان کی رازدان ہے

وَاَلۡقَتۡ مَا فِیۡہَا وَ تَخَلَّتۡ ۝ (اور زمین کے اندر جو کچھ ہے وہ اسے باہر ڈال دے گی اور خالی ہو جائے گی)

زمین کے اندر خزانے وہ باہر نکال دے گی، دفینے باہر نکال دے گی، معدنیات سونے چاندی کا ڈھیر نکال دے گی۔ زمین انسانوں کے گناہ اور راز باہر نکال دے گی، یہ زمین انسان کی بہت بڑی رازدان ہے۔ یہ انسان کے گناہوں کا بھی ایک ریکارڈ رکھتی ہے، اور انسان کی نیکیوں کا بھی ریکارڈ رکھتی ہے، زمین کے جس حصے پر کوئی سجدہ کرتا ہے، زمین کا وہ حصہ قیامت کے دن اس کے سجدے کی گواہی دے گا، زمین کے جس حصے پر کسی کی ندامت کے جو آنسو بہتے ہیں وہ زمین اپنے اندر جذب کر لیتی ہے۔ اور قیامت کے دن وہ ان آنسوؤں کی گواہی دے گی۔ اور زمین کی پشت پر جو گناہ کیے جاتے ہیں قیامت کے دن زمین ان گناہوں کی بھی گواہی دے گی۔ اس کے اندر جو کچھ ہے وہ خالی کر دے گی۔ اور حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر اس دنیا کے آخری انسان تک جتنے انسان زمین میں دفن کیے گئے زمین ان سب کو باہر نکال دے گی ایک نئی زمین اور نیا آسمان وجود میں آئے گا۔

سب سے پہلے حضور علیہ السلام کی قبر مبارک شق ہوگی

سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَنَا اَوَّلُ مَنۡ شَقَّ عَنۡہُ الۡقَبۡرُ سب سے پہلے میری قبر کھلے گی اور میں قبر سے نکلوں گا اور مجھے جنت کے جوڑوں میں سے ایک اعلیٰ جوڑا پہنایا جائے گا اس لئے کہ قبر سے جو سب نکلیں گے وہ ننگے ہوں گے، جیسے پیدا ہوتے وقت دنیا میں آئے تھے تو پاس کچھ بھی نہیں تھا۔ یہاں تک کہ ستر کو چھپانے کے لئے چیتھڑا تک نہیں تھا۔ اور جب قبر سے اٹھیں گے تب بھی یہی حالت ہوگی۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات سنی تو پوچھا یا رسول اللہ ننگے ہوں گے تو کیا ایک دوسرے کو دیکھیں گے نہیں؟ فرمایا رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے عائشہ! کسی کو دیکھنے کی فرصت کہاں ہوگی؟ ہر ایک کو اپنی اپنی فکر ایسی پڑی ہوگی اور ایسا غم لگا ہوگا کہ آج میرے ساتھ کیا بنتا ہے؟ کہ دیکھنے کی فرصت نہیں ہوگی۔ آپ سوچئے کہ ایک بلڈنگ میں خدانخواستہ آگ لگ جاتی ہے، بم دھماکہ ہو جاتا ہے۔ بہت ساروں کے کپڑے جل جاتے ہیں، ننگے ہیں تو کیا کسی کو فرصت ہوگی کہ کسی کا ستر دیکھے چاہے وہ کتنا ہی بے کار، بدکار شہوت پرست اور نظر کا گندہ ہی کیوں نہ ہو اس وقت اس کو اپنی جان کی پڑی ہوگی وہ کسی کی طرف نگاہ اٹھا کے نہیں دیکھے گا بلکہ ہو سکتا ہے کہ اپنے بچوں تک کو بھول جائے تو اللہ کے نبی نے فرمایا سب سے پہلے میری قبر کھلے گی اور میں قبر سے نکلوں گا اور مجھے جنت کا جوڑا پہنایا جائے گا۔

www.toobaaelibrary.com

وَاَذِنَتۡ لِرَبِّهَا وَحُقَّتۡ ﴿۵﴾ (اپنے رب کی بات سنے گی اور یہی اس کے لئے مناسب ہے کہ وہ اپنے رب کی بات سنے)

اللہ نے زمین اور آسمان کو اور کائنات کی ان دوسری چیزوں کو گناہ کرنے کا اختیار ہی نہیں دیا، قدرت ہی نہیں دی۔ یہ قدرت تو انسان کو ملی اور انسان نے اس قدرت کا ناجائز فائدہ اٹھایا۔ یہی بات تو اس آیت میں بیان کی گئی۔ اِنَّا عَرَضۡنَا الۡاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَالۡجِبَالِ فَاَبَيۡنَ اَنۡ يَّحۡمِلۡنَهَا وَاَشۡفَقۡنَ مِنۡهَا وَحَمَلَهَا الۡاِنۡسَانُ ؕ ہم نے امانت پیش کی آسمانوں کے سامنے، زمین کے سامنے، پہاڑوں کے سامنے، دین کی امانت، قرآن کی امانت، ذمہ داری کی امانت، انہوں نے انکار کر دیا، اللہ ہمارے اندر تو صلاحیت ہی نہیں ہم کیسے اتنا بڑا بوجھ اٹھالیں وَحَمَلَهَا الۡاِنۡسَانُ انسان نے اٹھا لیا اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوۡمًا جَهُوۡلًا۔ انسان بڑا ظالم ہے، بڑا جاہل ہے امارت کا بوجھ اٹھا تو لیا لیکن اس کا حق ادا نہ کیا ہے۔

انسانی زندگی اور مشقتیں

يٰۤاَيُّهَا الۡاِنۡسَانُ اِنَّكَ كَادِحٌ اِلٰى رَبِّكَ كَدۡحًا فَمُلٰقِيۡهِ ﴿۶﴾

(اے انسان تو کشاں کشاں اپنے رب کی طرف جا رہا ہے تو اس سے مل کر رہے گا)

اور دوسرا معنی یہ بھی کیا گیا اے انسان تو مشقت اٹھا رہا ہے۔ فرمایا لَاۤ اُقۡسِمُ بِهٰذَا الۡبَلَدِ ﴿۱﴾ وَاَنۡتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الۡبَلَدِ ﴿۲﴾ وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ ﴿۳﴾ اللہ نے تین قسمیں کھا کر فرمایا لَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ فِىۡ كَبَدٍ ﴿۴﴾ ہم نے انسان کو مشقت کے لئے پیدا کیا ہے انسان ہر وقت مشقت میں ہے اس کی ولادت بھی مشقت کے ساتھ، اس کی جوانی بھی مشقت کے ساتھ تو ساری زندگی مشقت میں گذرتی ہے کماتا ہے تو مشقت ہوتی ہے، ٹوکری اُٹھاتا ہے تو مشقت ہوتی ہے، بیوی بچے ہیں تو مشقت ہوتی ہے، مشقت میں زندگی گذرتی ہے ہر کسی کی زندگی مشقت میں ہے۔ دنیا کی کوئی خوشی ایسی نہیں جس میں غم کا پہلو نہ ہو یہاں کوئی پھول ایسا نہیں جس کے لئے خزاں نہ ہو، جس کے ساتھ کانٹا نہ ہو اور جس کے لئے مرجھانا نہ ہو یہاں کا کوئی دن ایسا نہیں جس کی رات نہ ہو، یہاں دکھ ہی دکھ ہیں غم ہی غم ہیں، تکلیفیں ہی تکلیفیں ہیں، مشقتیں ہی مشقتیں ہیں، کوئی حوصلہ مند اسے برداشت کر لیتا ہے اور کسی کی برداشت سے معاملہ باہر ہو جاتا ہے تو خودکشی تک کا ارتکاب کر لیتے ہیں۔

مصیبت کو راحت میں بدلنے کا طریقہ

اللہ نے کسی کو ایمان کی صفت سے نوازا ہے تو وہ مشقت کے اندر بھی اللہ کی رحمت کا کوئی نہ کوئی پہلو تلاش کر لیتا ہے۔ وہ بیمار ہوتا ہے سوچنے لگتا ہے نہ معلوم کتنے ہی گناہ ایسے ہیں جو معاف ہو رہے ہیں۔ بیمار پڑا ہوا ہے بستر پر

www.toobaaelibrary.com

سوچتا ہے نہ معلوم کتنے ہی اعمال ایسے ہیں کہ ان کا ثواب بستر پر پڑے پڑے مل رہا ہے۔ میں تو وہ اعمال کر ہی نہیں سکتا کتنوں کی عیادت کا، کتنوں کی تعزیت کا، کتنوں کی مدد کا، اُن کے ساتھ تعاون کا، جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کا، نہ معلوم کتنے ہی اعمال ہیں ان اعمال کا ثواب اللہ مجھے یہیں دے رہا ہے۔ تو مشقت کے اندر بھی اللہ کی رحمت تلاش کر لیتا ہے۔ بے اولاد ہے لیکن کہتا ہے کہ اے اللہ! میں تیری رضا پر راضی ہوں بے اولاد تھا اللہ پاک نے اس کو اپنی رحمت سے نواز دیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے بندے کو محروم رکھا پھر بھی میرا شکر ادا کرتا ہے اور عطا کر دیا پھر بھی میرا شکر ادا کرتا ہے۔

شکر کا بدلہ

حدیث آپ سن چکے ہیں اللہ نے بیٹا دیا، اولاد دی، بیٹی دی، پھر اللہ نے وہ بیٹا واپس لے لیا فرشتے آئے جان نکال کر لے گئے اللہ جانتا ہے کیا ہوا میں نے دیا تھا میں نے واپس لے لیا لیکن اللہ فرشتوں کو جتلانے کے لئے پوچھتا ہے ارے! تم نے میرے بندے کے جگر کے ٹکڑے کو اس سے چھین لیا؟ یا رب! آپ کا حکم تھا ہم نے ایسا ہی کیا۔ اچھا تو میرے بندے کے بیٹے کی جب تم نے جان نکالی تو میرا بندہ کیا کہہ رہا تھا؟ کہتے ہیں اس وقت کہہ رہا تھا یا اللہ! میں تیری رضا پر راضی ہوں ربنا لک الحمد اللہ ہی کے لئے تعریف ہے میں اس حالت میں بھی تیری ہی تعریف کرتا ہوں میں کیا کر سکتا ہوں، اللہ فرشتوں سے کہتے ہیں کہ میرے اس بندے کے لئے جنت میں ایک محل بنا دو اور اس محل کا نام ہی رکھ دو بیت الحمد حمد و شکر کا گھر یہ اس بندے کا گھر ہے جو ہر حال میں میری تعریف کرتا ہے اور میرا شکر ادا کرتا ہے۔

انسانی زندگی فانی ہے

تو عرض کر رہا تھا یٰۤاَیُّهَا الْاِنْسَانُ اِنَّكَ كَادِحٌ اِلٰى رَبِّكَ کا یہ معنی بھی کیا گیا ہے۔ اے انسان! تو کشاں کشاں اپنے رب کی طرف جا رہا ہے، اے انسان! تو مشقت اٹھاتے اٹھاتے اپنے رب کی طرف جا رہا ہے۔ پھر تو اس رب سے مل کر رہے گا اور جو اعمال کر رہا ہے ان اعمال سے مل کر رہے گا۔ یہ معنی بھی ہے کہ یہ اعمال تیرے سامنے آ کر رہیں گے۔ حقیقت میں تو جب انسان پیدا ہوتا ہے تو موت کا سفر شروع ہو جاتا ہے ولادت ہوئی بچپن کا زمانہ ہے بچپن کے بعد بلوغت کا زمانہ ہے، جوانی آئی، ادھیڑ پن آیا، بڑھاپا آیا، بیماریاں آئیں، تکلیفیں آئیں اور موت آ گئی، اگر چاہے بھی تو موت سے نہیں بچ سکتا ہے۔ کوئی چاہے کہ میں جوانی پر بریک لگا دوں، زندگی کی گاڑی پر سوار جا رہا ہے اور چاہتا ہے کہ جوانی پر بریک لگا دوں، رک جاؤں، میں بوڑھا نہیں ہوں گا، ابھی تک کوئی ایسی دوا کوئی ایسا علاج دریافت نہیں ہو سکا کہ انسان زندگی کی رفتار کو روک سکے۔ اپنی بنائی ہوئی چیزوں کی رفتار کو تو روک سکتا ہے

www.toobaaelibrary.com

لیکن رب کی بنائی ہوئی چیزوں کی رفتار کو نہیں روک سکتا۔ سورج کی رفتار کو نہیں روک سکتا، چاند کی رفتار کو نہیں روک سکتا، ستاروں کی رفتار کو نہیں روک سکتا، خود اپنی زندگی کی رفتار کو نہیں روک سکتا، یہ زندگی کی گاڑی چلتی جائے گی۔

مَا شِئْتَ فَاِنَّكَ مَيِّتٌ آپ جتنا چاہیں جی لیں بالآخر موت آنی ہے۔ ایک شاعر کہتا ہے: اگر دنیا میں کسی کے لئے ہمیشہ کی زندگی ہوتی تو محمد رسول ﷺ اس قابل تھے کہ آپ کو دائمی زندگی عطا کی جاتی۔ ایسی زندگی جس پر موت کا سایہ نہ ہوتا اس لئے کہ دنیا میں سب سے کامل انسان ہمارے آقا محمد ﷺ تھے۔ آپ اس دنیا کا حسن ہیں، آپ انسانوں کا جمال ہیں، انسانیت کو جمال ملا آپ کے وجود سے، اور اس دنیا کو حسن ملا آپ کے وجود سے۔ تو فرمایا کہ آپ جتنا چاہیں، جی لیں لیکن بالآخر موت ہے۔

وَاَحْبِبْ مَا شِئْتَ فَاِنَّكَ مَفَارِقُهٗ جس سے چاہتے ہیں محبت کر لیں بالآخر ان سے جدا ہونا پڑے گا۔ جتنی چیزوں سے اور جتنے انسانوں سے محبت کرتے ہیں ان سے جدا ہونا ہوگا۔ ہمیں اولاد سے محبت ہے اور ہونی بھی چاہیے، لیکن بالآخر ہمیں اولاد سے جدا ہونا پڑے گا اور اولاد ہم سے جدا ہو جائے گی، یا پھر ہم اولاد سے جدا ہو جائیں گے۔ کوئی پہلے چلا جائے گا اور کوئی بعد میں چلا جائے گا۔ ہمیں اپنی بیوی سے، بیوی کو شوہر سے محبت ہے لیکن بالآخر جدائی ہے۔ عزیزوں سے محبت ہے، بالآخر جدائی ہے اپنے مکان سے، کاروبار سے، فیکٹری سے محبت ہے لیکن بالآخر جدائی ہے۔ تو فرمایا وَاَحْبِبْ مَا شِئْتَ فَاِنَّكَ مُفَارِقُهٗ وَاعْمَلْ مَا شِئْتَ فَاِنَّكَ مُلَاقِيْهِ جو اعمال چاہتے ہیں وہ کر لیجیے وہ اعمال سامنے آ کر رہیں گے، ان اعمال سے آپ ضرور ملیں گے ان سے ملاقات ہوگی، نماز سے ملاقات ہوگی، روزوں سے ملاقات ہوگی، صدقہ خیرات سے ملاقات ہوگی، اچھے اخلاق سے ملاقات ہوگی۔ یہ اعمال ہو سکتا ہے کہ مجسم صورت میں ہمارے سامنے آ جائیں۔ آج تو بظاہر اعمال کی کوئی صورت نہیں، کئے اور ختم ہو گئے لیکن اللہ قیامت کے دن ایک جسم کی شکل میں ہمارے سامنے کر دے گا۔ بعض احادیث سے بھی یہ ثابت ہوتا ہے۔

آسان حساب کس سے لیا جائے گا؟

بارگاہ الٰہی میں پہنچنے کے بعد اب دو گروہ ہو گئے:

فَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ ۝۷ (پس وہ شخص جس کا اعمال نامہ اس کے دائیں ہاتھ میں دیا گیا)

فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيْرًا ۝۸ (تو اس سے آسان حساب لیا جائے گا)

اعمال نامے کا دائیں ہاتھ میں دیا جانا اس بات کی علامت ہوگی کہ اس کی زندگی کی محنت ٹھکانے لگ گئی، یہ کامیاب ہو گیا، اللہ اس سے راضی ہو گیا۔ یہ اللہ کی رضا والی زندگی گزار کر آیا ہے۔ آسان حساب لیا جائے گا۔ بخاری میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کوئی شخص ایسا نہیں جس سے اگر حساب

www.toobaaelibrary.com

لیا گیا تو وہ بچ جائے گا، جس سے حساب لیا جائے اور وہ بچ جائے یہ مشکل ہے، وہ تو ہلاک ہو جائے گا۔ سیدہ عائشہ ؓ فرماتی ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! جَعَلَنِیَ اللّٰهُ فِدَاكَ اللہ مجھے آپ پر قربان کر دے، میں آپ پر قربان ہو جاؤں (کیا بات کرنے کا انداز ہے سوال کرنے کا انداز ہے۔ پہلے یوں عرض کیا اللہ مجھے آپ پر قربان کر دے) اَلَيْسَ يَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ، کیا اللہ قرآن میں یہ نہیں فرماتا فَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيْرًا جن کو اعمال نامہ دائیں ہاتھ میں دیا گیا تو ان سے آسان حساب لیا جائے گا۔ تو معلوم ہوا کہ حساب بھی لیا جائے گا اور بچ بھی جائے گا۔ اور آپ فرماتے ہیں جس سے حساب لیا جائے گا، وہ بچ نہیں سکے گا۔ تو حضور ﷺ نے جواب دیا فرمایا: ذَالِكَ الْعَرْضُ وَمَنْ نُوْقِشَ الْحِسَابَ هَلَكَ اے عائشہ! حساب نہیں ہوگا، صرف اعمال نامہ پیش کیا جائے گا، اس کے سامنے بس دکھا دیا جائے گا یہ تیرا اعمال نامہ ہے، بس اور اس کے بعد اس کو بند کر دیا جائے گا۔ لیکن جس سے حساب لیا گیا ارے! کہاں سے کمایا تھا؟ کیسے کمایا تھا؟ کہاں خرچ کیا تھا؟ جوانی کہاں ضائع کی؟ اور زندگی کہاں گزاری؟ میں نے نعمتیں عطا کیں نعمتوں سے شرابور کر دیا تھا تجھے سر سے لے کر پاؤں تک نعمتیں ہی نعمتیں آنکھوں کی نعمت، اور کانوں کی نعمت، اور زبان کی نعمت، اور ہاتھوں کی نعمت، اور پیروں کی نعمت، اور ہاضمے کی نعمت، اور دماغ کی نعمت، اور اولاد کی نعمت، اور دولت کی نعمت، اور رزق کی نعمت، ایمان کی نعمت، قرآن کی نعمت، اور محمد رسول اللہ کی نعمت یہ ساری نعمتیں میں نے تجھے عطا کیں ان نعمتوں کے ساتھ تو نے کیا معاملہ کیا؟ جس سے حساب لیا گیا فرمایا کہ اے عائشہ! وہ نہیں بچ سکے گا، وہ ہلاک ہو جائے گا۔ اور یہ جو اللہ کہتا ہے حساب لیا جائے گا تو آسان حساب لیا جائے گا۔ یہ تو حساب نہیں ہوگا یہ تو اس کے سامنے پیش کرنا ہوگا۔ اس کی وضاحت ایک اور حدیث سے ہوتی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اِنَّ اللّٰهَ يُدْنِي الْعَبْدَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَيَقُوْلُ لَهٗ فَعَلْتَ كَذَا وَ كَذَا يَوْمَ كَذَا اللہ بندے کو قریب کرے گا، قیامت کے دن کیسے قریب آئے گا، ہماری عقل میں نہیں آتا، یہ قیامت کے حالات ہیں، کیفیات ہیں اور احوال ہیں یہ وہیں سمجھ میں آئیں گے یہاں سمجھ میں نہیں آسکتے۔ اللہ بندے کو قریب کرے گا قیامت کے دن، اور پھر اس سے کہے گا تم نے فلاں دن یہ کیا تھا فلاں جگہ کیا تھا، ہائے اللہ! اگلے جو الفاظ ہیں میرا دل چاہتا ہے کہ میں اور آپ اللہ سے دعا کر لیں کہ اے اللہ! ہمیں بھی ان میں سے بنا لینا جن کو تو قیامت کے دن فرمائے گا اللہ کہے گا سَتَرْتُهَا عَلَيْكَ فِي الدُّنْيَا وَاَنَا اَغْفِرُهَا لَكَ الْيَوْمَ میں نے دنیا میں بھی تیرے ان گناہوں پر پردہ ڈالے رکھا میں نے تجھے ذلیل رسوا نہیں کیا، تیرے بیوی بچوں کے سامنے رسوا نہیں کیا، تیرے والدین کے سامنے، تیرے دوست واحباب کے سامنے رسوا نہیں کیا، تو نے سمجھا میں گناہ کر رہا ہوں کوئی نہیں دیکھ رہا، کوئی نہیں جانتا، میں اللہ جانتا تھا لیکن میں نے دنیا میں پردہ ڈالا تھا، آج میں قیامت کے دن بھی پردہ ڈال دیتا ہوں۔ ہاں مگر یہ مت سمجھنا کہ تیرا اعمال نامہ، تیری زندگی مجھ سے پوشیدہ ہے، مگر جا میں نے معاف کر دیا (اللہ اکبر)

www.toobaaelibrary.com

تو یوں فرمایا حضور اکرم ﷺ نے کہ اے عائشہ! یہ عرض ہوگا، اللہ پیش کرے گا اور اس کے بعد اللہ پاک چھوڑ دے گا۔ اسی لئے حضور اکرم ﷺ دعا کیا کرتے تھے اَللّٰھُمَّ حَاسِبْنِیْ حِسَابًا یَّسِیْرًا بہت مختصر سی آسان سی دعا اور آسان حساب کے لئے دعا ہے سارے احباب یاد کرلیں اَللّٰھُمَّ حَاسِبْنِیْ حِسَابًا یَّسِیْرًا اے اللہ! مجھ سے آسان حساب لینا۔ یہ ہے آسان حساب جس کا اللہ نے سورۃ الانشقاق میں ذکر کیا فَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ کِتٰبَهٗ بِیَمِیْنِهٖ فَسَوْفَ یُحَاسَبُ حِسَابًا یَّسِیْرًا اس سے آسان حساب لیا جائے گا۔

آخرت میں کامیاب لوگوں کے حالات

وَّیَنْقَلِبُ اِلٰۤی اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا ؁۹ (اور آج اپنے گھر والوں کی طرف لوٹے گا خوش خوش)

کشادہ اور فرحی چہرے سے خوشی ٹپک رہی ہے، مسکراہٹیں بکھر رہی ہیں، خوش خوش آرہا ہے۔ هَآؤُمُ اقْرَءُوْا کِتٰبِیَهْ لو دیکھو میرا اعمال نامہ پڑھو میرے اللہ نے میرے لئے معافی کا اعلان کردیا ہے۔ لے کر آئے گا۔ خوش خوش اور آج کیوں خوش ہے اس لئے کہ دنیا میں فکرمند تھا اللہ اکبر۔ دنیا میں فکرمند تھا، اللہ نے کہا کہ تو دنیا میں فکرمند تھا آج میں نے تمہیں بے فکر کردیا، آج تجھے کوئی فکر نہیں۔ جیسا کہ دوسری جگہ اللہ نے ایسے ہی اپنے مخصوص بندوں کے لئے فرمایا وہ کہیں گے اِنَّا كُنَّا قَبْلُ فِیْۤ اَهْلِنَا مُشْفِقِیْنَ ہم دنیا میں جب اپنے گھر والوں میں تھے تو بڑا ڈرا کرتے تھے کہ بڑا مشکل دن ہے اور بڑی ذات ہے اور اگر اس نے حساب لے لیا تو کیا بنے گا ڈرا کرتے تھے لیکن آج اللہ نے اعلان کردیا کہ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ آج نہ کوئی خوف ہے اور نہ کوئی غم ہے۔

حضرت ابن زیدؒ ایک بزرگ ہیں وہ فرماتے ہیں اللہ نے جنت والوں کے بارے میں جو صفات بیان کی ہیں وہ یہ کہ وہ اللہ سے ڈرنے والے ہیں، غم میں رہتے ہیں، وہ اللہ کے سامنے روتے ہیں، سُجَّدًا وَّبُكِیًّا گر جاتے ہیں، سجدے میں روتے ہیں۔ دنیا میں تو اللہ نے انکا یہ حال بیان کیا خوف وغم، رونا دھونا، گریہ وزاری، آہ وبکا لیکن آخرت میں اللہ پاک ان کے غم کو خوشی میں بدل دے گا، ان کے آنسوؤں کو مسکراہٹوں میں بدل دے گا اور ان کے خوف کو امن میں بدل دے گا۔

ناکام لوگوں کے نتائج

وَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ كِتٰبَهٗ وَرَآءَ ظَهْرِهٖ ؁۱۰ (اور جس کا اعمال نامہ اس کی پیٹھ پیچھے سے دیا گیا)

اور پیٹھ پیچھے سے دینا گویا کہ شقاوت کی علامت ہوگی، ناکامی کی علامت ہوگی، اللہ کا ملعون، مبغوض، رونداہوا، مردود ہونے کی علامت ہوگی۔ بعض جگہ ذکر فرمایا کہ بائیں ہاتھ میں دیا جائیگا اور یہاں پر یہ فرمایا کہ پیٹھ پیچھے سے دیا جائے گا، معلوم ہوتا ہے کہ ہاتھ مجرموں کی طرح پیچھے بندھے ہوئے اور بائیں ہاتھ میں پکڑایا جارہا ہے۔

www.toobaaelibrary.com

فَسَوْفَ يَدْعُوْا ثُبُوْرًا ﴿۱۱﴾ (وہ موت کو پکارے گا)

اب یہ پکارے گا موت کو اے کاش! میں مر جاؤں، مجھے موت آجائے، دنیا میں تو زندگی کا طلبگار تھا، زندگی ملنی چاہیے چاہے وہ کیسی بھی ہو ذلت کی زندگی، معصیت کی زندگی، گناہ کی زندگی، بغاوت کی زندگی، سرکشی کی زندگی اللہ کی نافرمانی کی زندگی، بس زندگی چاہیے لیکن وہاں زندگی نہیں چاہے گا وہاں موت چاہے گا۔ سورہ فرقان میں فرمایا:

اِذَا رَاَتْهُمْ مِّنْ مَّكَانٍ بَعِيْدٍ سَمِعُوْا لَهَا تَغَيُّظًا وَّزَفِيْرًا ﴿۱۲﴾ وَاِذَآ اُلْقُوْا مِنْهَا مَكَانًا ضَيِّقًا مُّقَرَّنِيْنَ دَعَوْا هُنَالِكَ ثُبُوْرًا ﴿۱۳﴾

وہاں پر جہنم دیکھے گی، اور جہنم چیخے چلائے گی ان کو دیکھ کر، اور اس کا چیخنا چلانا اور اس کی چنگاڑ، اور اس کے شعلوں کی بھڑک اور اس کی خوفناک آوازیں یہ جب سنیں گے تو موت کو پکاریں گے، ان کو زنجیروں میں جکڑ کر اس میں گرا دیا جائے گا۔ موت کو پکاریں گے ہائے موت آجائے اللہ فرمائیں گے لَا تَدْعُوا الْيَوْمَ ثُبُوْرًا وَّاحِدًا وَّادْعُوْا ثُبُوْرًا كَثِيْرًا ایک موت کو نہیں بہت ساری موتوں کو پکارو ایک موت تمہارا کیا کرے گی بہت سی موتوں کو پکارو آج موت بھی تمہیں نہیں آئے گی اللہ اکبر۔

وَّيَصْلٰى سَعِيْرًا ﴿۱۲﴾ اِنَّهٗ كَانَ فِيْٓ اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا ﴿۱۳﴾

(اور جہنم میں جلے گا۔ یہ اپنے گھر والوں میں اور اپنی دنیا کی زندگی میں بڑا خوش تھا)

مست تھا، مستغرق تھا سب کو بھلا دیا، اللہ کو بھی بھلا دیا۔ جس کا اعمال نامہ دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا اس کی خوشی حقیقت میں اس دن ہوگی، خوشی خوشی گھر والوں کی طرف لوٹے گا۔ اور بہت سے لوگ عورتوں کے بارے میں پوچھتے ہیں کہ عورتوں کے لیے کیا ہوگا؟ یہاں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جس کی بیوی نیک ہوگی وہ قیامت کے دن اپنے نیک شوہر ہی کے ساتھ ہوگی اس لیے فرمایا وَيَنْقَلِبُ اِلٰٓى اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا۔ اپنے گھر والوں کی طرف، اپنے بچوں کی طرف خوش خوش جائے گا اللہ نے اس بات کو بیان فرمایا کہ ہم ان کے بیوی بچوں کو جنت میں بھی ان کے ساتھ جگہ عطا فرمائیں گے۔ اور دوسرے گروہ کے بارے میں فرمایا کہ یہ دنیا میں بے فکر تھے تو آج آخرت میں فکرمند ہونا پڑے گا۔ دنیا میں انہیں آخرت کا کوئی غم نہیں تھا اور آج ہر طرف غم ہی غم ہوں گے۔ اللہ پاک ہمیں آخرت کا غم نصیب فرمائے، آخرت کی فکر نصیب فرمائے، قدم قدم پر نصیب فرمائے، ہم اپنے بیوی بچوں میں، اپنے کاروبار میں اتنے مست نہ ہو جائیں کہ اللہ اور آخرت کے دن کو بھول جائیں۔

اِنَّهٗ ظَنَّ اَنْ لَّنْ يَّحُوْرَ ﴿۱۴﴾ (اس کا خیال یہ تھا کہ مجھے اللہ کی طرف لوٹنا نہیں ہے)

اس زندگی کے سوا کوئی زندگی نہیں ہے۔ اگر زبان سے نہیں بھی کہتا تھا تو اس کا عمل بتا رہا تھا، اس کا طرز زندگی،

www.toobaaelibrary.com

اس کی مشغولیات، اس کا کاروباری انہماک، اس کی دین سے دوری، مسجد سے دوری، اور اللہ سے اور اللہ کے رسول سے دوری اور قرآن سے دوری اور اللہ کے حکموں سے دوری یہ ظاہر کر رہی تھیں کہ اس شخص کے دل میں یہ ہے کہ کوئی اور زندگی نہیں ہے۔ حساب کتاب جزاء وسزاء کچھ نہیں ہے، معاذ اللہ ڈھکوسلا ہے یہی زندگی ہے بس یہ گمان کرتا تھا کہ مجھے لوٹ کر نہیں جانا۔

بَلٰٓى ۚ اِنَّ رَبَّهٗ كَانَ بِهٖ بَصِيْرًا ۝۱۵ (ارے! کیوں نہیں اس کا رب اس کو دیکھ رہا تھا)

جب اللہ دیکھ رہا ہے تو ناممکن ہے کہ وہ ظلم اور زیادتی کا بدلہ نہ دے، وہ فرمانبردار اور نافرمان کے ساتھ ایک جیسا ہی معاملہ کر دے ایسا نہیں ہے۔ اس کا تو مطلب یہ ہوا کہ معاذ اللہ! اللہ عدل کرنے والا نہیں حالانکہ وہ تو عادل ہے۔

پھر آگے چار قسمیں کھائیں

شفق کیا ہے؟

پہلی قسم:...... فَلَآ اُقْسِمُ بِالشَّفَقِ ۝۱۶ (میں قسم کھاتا ہوں شفق کی)

اللہ کہہ رہا ہے جس اللہ کی کوئی بات غلط نہیں ہوسکتی اور اُس کی کسی بات میں شک شبہ کا احتمال نہیں ہوسکتا وہ اللہ قسمیں کھا کھا کر فرما رہا ہے اور ایک نہیں چار چار قسمیں فَلَآ اُقْسِمُ بِالشَّفَقِ میں قسم کھاتا ہوں شفق کی۔ شفق وہ سرخی جو غروب آفتاب کے بعد مغرب کی طرف نظر آتی ہے اس کو شفق کہتے ہیں، یہ رات کی ابتداء ہوتی ہے جس کی وجہ سے انسان میں بلکہ پوری دنیا کے احوال میں ایک انقلاب سا آجاتا ہے۔ دن کی زندگی اور طرح ہوتی ہے رات کی زندگی اور طرح ہوتی ہے۔

رات کی حالت

دوسری اور تیسری قسم...... وَالَّيْلِ وَمَا وَسَقَ ۝۱۷ (اور رات کی قسم اور ان چیزوں کی قسم جن چیزوں کو رات سمیٹ لیتی ہے)

دن کے وقت جو چیزیں منتشر ہوتی ہیں رات ان کو سمیٹ دیتی ہے اور اپنے اپنے ٹھکانوں میں جمع ہوجاتی ہیں چرند پرند کو دیکھیں صبح نکلتے ہیں سب منتشر ہوتے ہیں کوئی ادھر کوئی ادھر، اور رات کو سمٹ کر اپنے اپنے آشیانے میں آجاتے ہیں۔ انسانوں کو دیکھیں دن بھر مصروفیات اور رات کو اپنے گھر کی طرف رخ کر کے واپس لوٹتے ہیں۔

چاند کی مختلف حالتیں:

چوتھی قسم:...... وَالْقَمَرِ اِذَا اتَّسَقَ ۝۱۸ (اور چاند کی قسم جبکہ وہ پورا ہوجاتا ہے)

www.toobaaelibrary.com

جب چاند نیا طلوع ہوتا ہے دیکھیں تو تلوار کی طرح باریک سا، اور اس کو عربی زبان میں ھلال کہتے ہیں یہ ھلال بڑھتے بڑھتے بدرِ کامل بن جاتا ہے، پورا روشن ہو جاتا ہے۔ معلوم ہوا کہ کائنات کی ہر چیز میں تغیر ہے، انقلاب ہے، ادلنا بدلنا ہے ایک حالت پر نہیں رہتے دوسری حالت کی طرف ہر چیز منتقل ہوتی ہے۔ پھر فرمایا:

زندگی کے مختلف ادوار

جواب قسم:...... لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ ﴿۱۹﴾

(تم لوگوں کو ضرور ایک حالت پر پہنچنے کے بعد دوسری حالت پر پہنچنا ہے)

ایک حالت پر نہیں رہو گے۔ ایسا نہیں ہو سکتا کہ بچپن میں ہی رہ جاؤ اور جوانی ہی پر رُک جاؤ اور جوانی ہی ہمیشہ ہو جائے ایسا نہیں ہو سکتا۔ تمہیں ایک حالت کے بعد دوسری حالت پر پہنچنا ہے۔ انسان مسلسل سفر میں ہے اور تغیر اور انقلاب کی زد میں ہے۔ انفرادی طور پر بھی اور اجتماعی طور پر بھی۔ ایک پانی کا نطفہ تھا اس سے گوشت کا ٹکڑا بنا، اس کے اندر ہڈیاں آئیں، ہڈیوں پر اللہ نے گوشت چڑھا دیا، پھر اعضاء کو مکمل کر دیا، اندر روح پھونک دی، نو مہینے کے بعد ولادت ہوگئی، اب بیٹھا بھی نہیں جاتا لیٹا رہتا ہے پھر بیٹھنے لگا، پھر گھسٹنے لگا، اٹھنے لگا، لڑکھڑاتا ہے پھر چلنے لگا اب بچپن ہے پھر جوانی ہے پھر بڑھاپا ہے اور موت ہے اور درمیان میں نکاح ہے، اولاد ہے، گھر ہے، کاروبار ہے۔ انجام کیا ہے؟ انجام وہی ہے اِنَّكَ كَادِحٌ اِلٰى رَبِّكَ كَدْحًا فَمُلٰقِيْهِ۔ اپنے رب سے ملنا ہے ایک حالت کے بعد دوسری حالت پر پہنچنا ہے ایک حالت پر جماؤ نہیں آپ اجتماعی طور پر دیکھیں تو انسان مسلسل ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف منتقل ہو رہا ہے۔ جب سے یہ دنیا پیدا ہوئی پہلے پیدل چلا کرتا تھا پھر چھکڑوں کا دور آیا، پھر انجن ایجاد ہوا، ٹوٹی پھوٹی گاڑی آگئی اور پھر ہوائی جہاز پھر ریڈیو پھر ٹی وی پھر کمپیوٹر انٹرنیٹ اور نا معلوم کیا کچھ ترقیات ہو رہی ہیں؟۔ لیکن یہ ساری زندگی ناقص زندگی ہے، کامل زندگی کی طرف بڑھتا جا رہا ہے اور کامل زندگی کونسی ہوگی؟ وہ موت کے بعد ہوگی وہ زندگی کا کمال ہوگا نقطۂ عروج ہوگا اس سے بڑھ کر کامل زندگی اور کوئی نہیں ہے۔ اور بالآخر اپنے رب کے حضور پیش ہونا ہے۔ اِنَّ اِلٰى رَبِّكَ الرُّجْعٰى ﴿۸﴾ وہاں پہنچ کر رہنا ہے۔

اللہ کا انسان سے شکوہ

فَمَا لَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۲۰﴾ (انہیں کیا ہو گیا ہے یہ ایمان نہیں لاتے)

اللہ اکبر اللہ تعجب سے کہتے ہیں انہیں کیا ہو گیا ہے؟ یہ تعجب کا صیغہ ہے اتنے دلائل سننے کے بعد، میرا کلام سننے کے بعد، میری قسمیں سننے کے بعد، یہ ایمان نہیں لاتے اللہ پر، ایمان نہیں لاتے اس کی ذات پر، اس کی صفات پر

www.toobaaelibrary.com

،قیامت کے دن پر، دیکھ رہے ہیں کہ یہ دنیا تغیر پذیر ہے یہاں انقلاب ہے، انقلاب در انقلاب، ایک حالت کے بعد دوسری حالت، جب مسلسل یہ ترقی دیکھ رہے ہیں تو کیسے سوچتے ہیں کہ موت آنے کے بعد سلسلہ ختم ہو جائے گا؟ اور پھر آگے سفر جاری نہیں ہوگا، نہیں اس کے بعد بھی سفر ہے۔

آنسو بہا دینے والا کلام

وَاِذَا قُرِئَ عَلَیۡهِمُ الۡقُرۡاٰنُ لَا یَسۡجُدُوۡنَ ﴿۲۱﴾ (اور جب ان کے سامنے قرآن پڑھا جاتا ہے تو سجدہ نہیں کرتے)

سجدے کا ایک تو اصطلاحی معنی ہے اللہ کے حضور زمین پر پیشانی رکھ دینا یہ ایک سجدہ ہے۔ اور لغت کے اندر سجدے کا معنی ہے جھک جانا، خشوع اور خضوع اختیار کرنا ہے یہاں یہی معنی مراد ہے اگرچہ یہاں پر سجدہ تلاوت بھی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے جب یہ آیت کریمہ پڑھی تو اللہ کے حضور سجدہ کیا آپ حضرات بھی اس آیت پر پہنچ کر سجدہ تلاوت کر لیا کریں اگرچہ یہاں پر سجدہ تلاوت بھی ہے لیکن یہاں پر یہ اصطلاحی معنی نہیں ہیں بلکہ یہاں پر معنی یہ ہے کہ جب ان کے سامنے قرآن پڑھا جاتا ہے تو ان کے دل اللہ کے سامنے جھکتے نہیں ان کے اندر خشوع خضوع پیدا نہیں ہوتا، ورنہ یہ کلام تو ایسا ہے کہ اس کے اندر اللہ نے ایسی تاثیر رکھی ہے کہ اللہ کہتا ہے اگر پہاڑوں پر نازل کر دیتا تو وہ ریزہ ریزہ ہو جاتے، اللہ نے اس کے اندر ایسی تاثیر رکھی ہے، جو صاف دل کے ساتھ اور سمجھ کر قرآن کو سنے گا وہ یقیناً متاثر ہوگا یہ تاثیر والا کلام ہے اور ایسا نہیں کہ چودہ سو سال پہلے تو اس میں تاثیر تھی اور آج تاثیر نہیں رہی، نہیں! خشوع خضوع پیدا کر دینے والا، جسم کے رونگٹے کھڑے کر دینے والا، آنکھوں سے آنسو جاری کر دینے والا کلام۔ جنوں نے بھی حضور اکرم ﷺ کی زبان سے سنا تھا سورۂ جن میں آیا:

قُلۡ اُوۡحِیَ اِلَیَّ اَنَّهُ اسۡتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الۡجِنِّ فَقَالُوۡۤا اِنَّا سَمِعۡنَا قُرۡاٰنًا عَجَبًا

اپنی قوم کے پاس جا کر کہنے لگے ہم نے عجیب قرآن سنا ہے یَّهۡدِیۡۤ اِلَی الرُّشۡدِ وہ ہدایت کا راستہ دکھاتا ہے۔ فَاٰمَنَّا بِهٖ ہم نے سنا اور ایمان لے آئے۔ جنات ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم تو ایمان لے آئے کیسا ایمان؟ وَلَنۡ نُّشۡرِكَ بِرَبِّنَاۤ اَحَدًا آج کے بعد اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے، اب شرک سے ہم توبہ کرتے ہیں ایسا سنا کہ دل سے شرک کی غلاظت بہہ کر نکل گئی اللہ اکبر۔

حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں ہجرت کے کئی سال بعد ستر عیسائیوں پر مشتمل نجاشی کا وفد آیا، حضور ﷺ نے ان کے سامنے سورۂ یٰسین پڑھی سورۂ یٰسین اللہ کا کلام اور زبان ہمارے آقا ﷺ کی، حدیث میں آتا ہے سنتے جاتے تھے اور روتے جاتے تھے اور بار بار کہتے جاتے تھے اٰمَنَّا بِرَبِّنَا، اٰمَنَّا بِرَبِّنَا، اے ہمارے رب! ہم ایمان لے آئے، ستر کے ستر عیسائیوں نے ایمان قبول کر لیا اور اللہ نے قرآن میں انکا ذکر کیا ساتویں پارے کے آغاز میں۔

www.toobaaelibrary.com

وَاِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰٓى اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ

جب انہوں نے اللہ کا کلام سنا حق کو پہچان لیا آنکھوں سے آنسو بہنے لگے اور وہ کہنے لگے رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ۔اے ہمارے رب! ہم ایمان لے آئے ہمارا نام ان لوگوں کے ساتھ لکھ دے جو تیری توحید کی گواہی دیتے ہیں اور کہنے لگے وَمَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ بِاللّٰهِ ہم کیوں نہ اللہ پر ایمان لائیں، ہم کیوں نہ قرآن پر ایمان لائیں جبکہ ہم امید رکھتے ہیں کہ اللہ قیامت کے دن ہمیں نیکوں میں شامل فرمادے گا، امید تو یہ رکھے اور کیوں نہ ایمان لائیں جب اُنہوں نے قرآن سنا ان کے دلوں پر اثر کیا اور انہوں نے ایمان قبول کرلیا۔

دل بدلنے والا کلام

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو دیکھ لیجئے خلیفہ ثانی میرے اور آپ کے سید، مرشد، رہبر اور سر کے تاج، سارے مسلمانوں کے سر کے تاج، لیکن ایک وقت میں تو عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خون کے پیاسے تھے جان لینے کے لئے نکلے ہوئے تھے بتایا گیا ارے حضور کی جان تو بعد میں لینا پہلے اپنی بہن اور بہنوئی کی خبر تو لے لو وہ ایمان قبول کر چکے ہیں پہنچے اور دروازے کے ساتھ کان لگا کر سنا کچھ پڑھنے کی آواز آرہی تھی، دروازہ کھٹکھٹایا کھلنے پر تشدد شروع کر دیا، مارا پیٹا، پھر کہنے لگے لاؤ دکھاؤ، اس نے انکار کیا بہن نے کہا تم ناپاک ہو، پاک اوراق ہیں ناپاک ہاتھوں میں نہیں دے سکتی، بہت اصرار کیا، جب دیکھا کچھ نرم پڑ رہا ہے، سامنے اوراق رکھے سورۃ الحدید کی ابتدائی آٹھ آیات پڑھیں سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۔اور آخر میں فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ ایمان لے آؤ ۔وَمَا لَكُمْ لَا تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ارے کیا ہو گیا کہ تم اللہ پر ایمان نہیں لاتے وَالرَّسُوْلُ يَدْعُوْكُمْ لِتُؤْمِنُوْا بِرَبِّكُمْ اور میرا رسول تمہیں دن رات ایمان کی دعوت دیتا ہے ایمان کیوں قبول نہیں کرتے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یوں سمجھا جیسے اللہ گریبان پکڑ کر پوچھ رہا ہے کہ کیا ہو گیا ایمان کیوں نہیں لاتے میرا رسول روتا ہے، تمہیں پکارتا ہے تمہاری ہدایت کے لئے راتوں کو اُٹھ اُٹھ کر دعائیں کرتا ہے، دعوت دیتا ہے اور تم ایمان نہیں لاتے۔

جب یہ آٹھ آیات پڑھیں تو ہل گئے کہا مجھ مجرم کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لے چلو، میں ایمان دل سے تو قبول کر چکا ہوں لیکن اظہار حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے سامنے جا کر کرنا چاہتا ہوں، گئے اور جا کر ایمان قبول کرلیا۔ یہ دلوں کو بدلنے والا کلام ہے دلوں کو متاثر کرنے والا کلام ہے۔

حضور کی دعوت قرآن تھی

حضرت طفیل بن عمرو دوسی رضی اللہ عنہ مکہ آئے لوگوں نے ڈرایا، یہاں ایک جادوگر ہے اُس سے دور رہنا، اس کے

www.toobaaelibrary.com

قریب نہ جانا، خاندانوں میں جدائی ڈال دیتا ہے، ماں باپ اور اولاد کے درمیان جدائی ڈال دیتا ہے، بہن بھائیوں کو جدا کر دیتا ہے، اللہ نے قسمت میں ایمان لکھا تھا گزر رہے تھے اور حضور حرم میں نماز ادا فرمارہے تھے کانوں میں قرآن کی آواز پڑ گئی سوچا میں تو جانتا ہوں جادوگر کیسے ہوتے ہیں، شاعر کیسے ہوتے ہیں، کاہن کیسے ہوتے ہیں، میں تو جانتا ہوں سننا تو چاہیے، گئے حضور ﷺ کے سامنے اور کہا یا رسول اللہ! مجھے کچھ سنایئے آپ کیا پڑھ رہے تھے، حضور اکرم ﷺ نے قرآن پڑھنا شروع کیا تو طفیل بن عمرو دوسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس سے بہتر کلام آج تک نہیں سنا تھا، قرآن سنا اور ایمان قبول کر لیا۔ حضور کی دعوت قرآن تھی اور آج بھی سب سے مؤثر دعوت قرآن ہے، قرآن کو اٹھایئے، قرآن کو تھامئے، قرآن کو پڑھئے، قرآن کو سمجھئے، اپنی نسلوں کو سمجھایئے، قرآن پر عمل کیجئے، قرآن کی پوری دنیا میں اشاعت کیجئے۔ میرا دل کہتا ہے کہ مسلمان اگر دنیا کو اس وقت فتح کر سکتے ہیں تو صرف قرآن کے ذریعے سے فتح کر سکتے ہیں ٹیکنالوجی کا میدان، اسلحہ کا میدان، جنگ کا میدان، اپنی جگہ برحق ہے، لیکن نظر یہ آتا ہے کہ پچاس، سو سال تک مسلمان اس میدان میں ابھی مغرب کا مقابلہ نہیں کر سکتے جتنے ہم گرے ہوئے ہیں، اتنے پیچھے چلے گئے ہیں دن بدن پیچھے جارہے ہیں ہم نے تو جو کچھ بنایا تھا وہ بھی ہم سے چھینا جارہا ہے آپ سب جانتے ہیں اس میدان میں اس وقت مقابلے کی صورت نظر نہیں آتی پھر خدا کی قسم! قرآن کا جواب نہیں ہے نہ تورات قرآن کا جواب ہے، نہ انجیل قرآن کا جواب ہے، قرآن کے ذریعے سے مسلمان دنیا کو فتح کر سکتے ہیں اگر قرآن کی دعوت لے کر اٹھ جائیں یہ قرآن دلوں کو جھکا سکتا ہے لیکن ہم نے خود قرآن کو چھوڑ دیا ہے دوسروں کو قرآن کیسے سنائیں گے۔

کفار کے لئے عذاب الیم

بَلِ الَّذِينَ كَفَرُوا يُكَذِّبُونَ ﴿٢٢﴾ (بلکہ جو کافر ہیں وہ جھٹلاتے ہیں)

وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا يُوعُونَ ﴿٢٣﴾ (اللہ کو سب خبر ہے جو کچھ یہ لوگ جمع کر رہے ہیں)

جو اعمال کا ذخیرہ جمع کر رہے ہیں برے، اچھے اللہ سب جانتا ہے۔

فَبَشِّرْهُم بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ﴿٢٤﴾ (ان کو (استہزاء کے طور پر) دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دیجئے)

لیکن سب کو نہیں، اللہ توبہ کا دروازہ کھلا رکھتا ہے۔ توبہ کا راستہ اللہ خود دکھلاتا ہے۔

اہلِ ایمان کے لئے اجرِ عظیم

إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ (مگر وہ لوگ جو ایمان لائے اور جنہوں نے نیک اعمال کیے)

مجھے کوئی عذاب دینے کا شوق نہیں، میں نے توبہ کا دروازہ کھلا رکھا ہے آؤ توبہ کر لو۔

www.toobaaelibrary.com

لَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ﴿۲۵﴾ (ان کے لیے ایسا اجر ہے جو کبھی ختم نہیں ہوگا)

"دنیا کی ہر چیز اور ہر نعمت اور ہر باپ اور ہر اولاد اور ہر کاروبار اور ہر کوٹھی اور ہر مکان اور ہر عہدہ اور ہر کرسی اور ہر اقتدار اور ہر عزت اور ہر نعمت اور ہر صحت اور ہر زندگی زوال پذیر ہے، ختم ہونے والی ہے لیکن اللہ فرماتا ہے وہاں پر ایسا اجر ہوگا جس کو زوال نہیں جو کبھی فنا نہیں ہوگا۔ اللہ ہم سب کو ایسا اجر عطا فرمائے۔ آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔

www.toobaaelibrary.com

سُوۡرَةُ الۡبُرُوۡجِ مَكِّيَّةٌ

موضوع

ایمان کے لئے قربانی

www.toobaaelibrary.com

آیاتها ۲۲ | (۸۵) سُوْرَةُ الْبُرُوْجِ مَكِّيَّةٌ (۲۷) | رکوعاتها ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ ۙ﴿۱﴾ وَالْيَوْمِ الْمَوْعُوْدِ ۙ﴿۲﴾ وَشَاهِدٍ وَّمَشْهُوْدٍ ؕ﴿۳﴾ قُتِلَ
اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ ۙ﴿۴﴾ النَّارِ ذَاتِ الْوَقُوْدِ ۙ﴿۵﴾ اِذْ هُمْ عَلَيْهَا قُعُوْدٌ ۙ﴿۶﴾ وَّهُمْ عَلٰى مَا
يَفْعَلُوْنَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ شُهُوْدٌ ؕ﴿۷﴾ وَمَا نَقَمُوْا مِنْهُمْ اِلَّآ اَنْ يُّؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ
الْحَمِيْدِ ۙ﴿۸﴾ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ؕ﴿۹﴾
اِنَّ الَّذِيْنَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَتُوْبُوْا فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ
وَلَهُمْ عَذَابُ الْحَرِيْقِ ؕ﴿۱۰﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ
مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْكَبِيْرُ ؕ﴿۱۱﴾ اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيْدٌ ؕ﴿۱۲﴾ اِنَّهٗ
هُوَ يُبْدِئُ وَيُعِيْدُ ۚ﴿۱۳﴾ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الْوَدُوْدُ ۙ﴿۱۴﴾ ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيْدُ ۙ﴿۱۵﴾ فَعَّالٌ لِّمَا
يُرِيْدُ ؕ﴿۱۶﴾ هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْجُنُوْدِ ۙ﴿۱۷﴾ فِرْعَوْنَ وَثَمُوْدَ ؕ﴿۱۸﴾ بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ
تَكْذِيْبٍ ۙ﴿۱۹﴾ وَّاللّٰهُ مِنْ وَّرَآئِهِمْ مُّحِيْطٌ ۚ﴿۲۰﴾ بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ ۙ﴿۲۱﴾ فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ ۚ﴿۲۲﴾

ترجمہ:...... قسم ہے بُرجوں والے آسمان کی۔(۱) اور اُس دن کی جس کا وعدہ کیا گیا ہے۔(۲) اور حاضر ہونے والے کی اور اُس کی جس کے پاس لوگ حاضر ہوں۔(۳) کہ خدا کی مار ہے اُن خندق (کھودنے) والوں پر۔(۴) اُس آگ والوں پر جو ایندھن سے بھری ہوئی تھی۔(۵) جب وہ اُس کے پاس بیٹھے تھے۔(۶) اور وہ ایمان والوں کے ساتھ جو کچھ کر رہے تھے، اُس کا نظارہ کرتے جاتے تھے۔(۷) اور وہ ایمان والوں کو کسی اور بات کی نہیں، صرف اس بات کی سزا دے رہے تھے کہ وہ اُس پر ایمان لے آئے تھے جو بڑے اقتدار والا، بہت قابلِ تعریف ہے۔(۸) جس کے قبضے میں سارے آسمانوں اور زمین کی سلطنت ہے۔ اور اللہ ہر چیز کو دیکھ رہا ہے۔(۹) یقین رکھو کہ جن لوگوں نے مؤمن مردوں اور مؤمن عورتوں کو ظلم کا نشانہ بنایا ہے

www.toobaaelibrary.com

پھر توبہ نہیں کی ہے، اُن کے لیے جہنم کا عذاب ہے، اور اُن کو آگ میں جلنے کی سزا دی جائے گی۔(۱۰) جو لوگ ایمان لائے ہیں اور اُنہوں نے نیک عمل کیے ہیں، اُن کے لیے بے شک (جنت کے) ایسے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ یہ ہے بڑی کامیابی!۔(۱۱) حقیقت یہ ہے کہ تمہارے پروردگار کی پکڑ بہت سخت ہے۔(۱۲) وہی پہلی مرتبہ پیدا کرتا ہے، اور وہی دوبارہ پیدا کرے گا۔(۱۳) اور وہ بہت بخشنے والا، بہت محبت کرنے والا ہے۔(۱۴) عرش کا مالک ہے، بزرگی والا ہے۔(۱۵) جو کچھ ارادہ کرتا ہے، کر گذرتا ہے۔(۱۶) کیا تمہارے پاس اُن لشکروں کی خبر پہنچی ہے۔(۱۷) فرعون اور ثمود (کے لشکروں) کی؟(۱۸) اس کے باوجود کافر لوگ حق کو جھٹلانے میں لگے ہوئے ہیں۔(۱۹) جبکہ اللہ نے اُن کو گھیرے میں لیا ہوا ہے۔(۲۰) (ان کے جھٹلانے سے قرآن پر کوئی اثر نہیں پڑتا) بلکہ یہ بڑی عظمت والا قرآن ہے۔(۲۱) جو لوحِ محفوظ میں درج ہے۔(۲۲)

تشریح:...... یہ سورۃ البروج ہے اس میں بائیس آیات ہیں، مکی سورت ہے اس سورت کی ابتداء میں اللہ پاک نے تین قسمیں کھائی ہیں۔

کائنات کی وسعت

وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ ﴿١﴾ (قسم ہے برجوں والے آسمان کی)

بُروج برج کی جمع ہے۔ بُرج محل کو بھی کہتے ہیں اور قلعے کو بھی کہتے ہیں اور بڑے ستارے کو بھی کہتے ہیں۔ بعض حضرات کہتے ہیں کہ یہاں اللہ نے بڑے ستاروں کی قسم کھائی ہے اور بڑے ستارے آپ جانتے ہیں کہ لَا تُعَدُّ وَلَا تُحْصٰی ہیں یعنی شمار نہیں کیے جاسکتے، ابھی تک انسان ان ستاروں کو شمار نہیں کر سکا۔ یہ جو انسان دعویٰ کرتا ہے کہ میں نے بہت کچھ جان لیا تو یہ دعویٰ ایسا ہی ہے جیسے کہتے ہیں کہ چوہے کی دم کو ہلدی لگ گئی تو وہ پنساری بن کے بیٹھ گیا۔ کوئی نورانی قاعدہ پڑھ لے اور علامہ فہامہ مفسر شیخ الحدیث ہونے کا دعویٰ کرنے لگ جائے۔ یہ کائنات اتنی وسیع ہے اور ستارے اتنے بے حد وحساب ہیں کہ انسان اپنی تمام تر ترقیات کے باوجود ان تک پہنچنا تو دور کی بات ہے انہیں شمار بھی نہیں کر سکا۔ کائنات کی وسعت کا اندازہ آپ اس بات سے لگایئے کہ شام کے ایک عالم وھبہ الذھیلی اپنی تفسیر ''التفسیر المنیر'' میں لکھتے ہیں کہ دنیا میں ہر چیز سے زیادہ یہاں تک کہ ہوا اور آواز سے بھی زیادہ تیز رفتار روشنی ہے۔ روشنی کی رفتار کتنی تیز ہے؟ ایک سیکنڈ میں تین لاکھ کلومیٹر کا فاصلہ طے کر سکتی ہے اور کہتے ہیں کہ ایک سیکنڈ میں روشنی اس پوری زمین کا آٹھ دفعہ چکر لگا سکتی ہے اور چاند تک کا چکر روشنی ایک سیکنڈ کے تیسرے حصے میں طے کر سکتی ہے، اور جیسے ہمارا یہ مہینوں، ہفتوں، دنوں کا سال ہوتا ہے تو اسی طریقے سے روشنی کا بھی سال ہوتا ہے اور روشنی کا سال ان دنوں اور ہفتوں اور مہینوں والے سال سے بڑا ہوتا ہے۔ بعض ایسے ستارے پائے جاتے ہیں کہ ان کی روشنی مسافت کے دس لاکھ سالوں کے باوجود بھی زمین پر نہیں پہنچ سکتی، اتنا فاصلہ ہے ان کے اور زمین

www.toobaaelibrary.com

کے درمیان۔ یہ کوئی خطیبانہ، مقررانہ یا واعظانہ دعویٰ نہیں بلکہ حقیقت ہے کہ کائنات کی وسعت کو اگر دیکھا جائے تو یہ جو ہماری زمین ہے یہ پوری کائنات کے مقابلے میں شاید اتنی حیثیت رکھتی ہو جتنی انگوٹھے کے ناخن کو پوری زمین کے مقابلے میں حیثیت حاصل ہے، جو حیثیت انگوٹھے کے ناخن کو اس زمین کے مقابلے میں حاصل ہے، وہ حیثیت ہے اس زمین کی پوری کائنات کے مقابلے میں۔

جنت کو عقل سے نہ پرکھیں

اب ان لوگوں کی عقل کا ماتم کیجئے جو یہ حدیث سنتے ہیں کہ اللہ پاک اپنے ایک ایک بندے کو جو جنت عطا فرمائے گا وہ جنت اس زمین سے دس گنا بڑی ہوگی۔ تو انہیں تعجب ہوتا ہے۔ کہ یہاں تو مجھے سوگز کا پلاٹ نہیں ملتا اور اس کے لئے آپس میں لڑائیاں ہوتی ہیں۔ زمین کے ٹکڑوں کی خاطر بھائی بھائی کا خون بہادیتا ہے، رشتے ناطے ٹوٹ جاتے ہیں تو وہاں اتنی بڑی جنت اللہ کیسے دے سکے گا؟ ان کی سمجھ میں نہیں آتا۔ ایسے لوگوں کی مثال کنویں کے مینڈک کی سی ہے؟ جیسے کنویں کے مینڈک کو زمین کی وسعت سمجھ میں نہیں آتی تو یہ کنویں کے مینڈک کہتے ہیں کہ اللہ کہاں سے دے گا؟

ستاروں کی گواہی

روسیوں نے جو خلائی جہاز مریخ پر بھیجا تھا وہ چھ مہینے میں مریخ تک پہنچا تو آپ اندازہ کیجئے، اگر کسی خلائی جہاز کی رفتار اس جہاز سے زیادہ ہے تو وہ پوری زمین کا چھ مہینے میں کتنی بار چکر لگائے گا، صرف مریخ تک سفر ہو چکا ابھی تو لاکھوں مریخ ایسے ہیں جن کو انسان ابھی تک دریافت نہیں کرسکا ہے۔ اور بعض حضرات کہتے ہیں کہ بروج سے مراد مدار ہیں جن میں وہ ستارے گردش کرتے ہیں۔ ان تحقیقات کو سامنے رکھ کر جب اللہ کی عظمت کے بارے میں غور و فکر کیا جاتا ہے تو انسان کا سر بے اختیار اس کے سامنے جھک جاتا ہے اور وہ کہنے پر مجبور ہو جاتا ہے فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ وہ سب سے بہترین خالق ہے۔ اور اللہ جو کہتا ہے اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا میرے بندوں میں سے مجھ سے وہ ڈرتے ہیں جن کو میں علم عطا کرتا ہوں تو اللہ برحق کہتے ہیں جتنا زیادہ انسان کا علم بڑھتا ہے تو اتنا ہی زیادہ اس کے دل میں اللہ کا خوف، اللہ کی خشیت، اللہ کی کبریائی مستحکم ہوتی چلی جاتی ہے۔ پھر وہ علم برائے علم نہیں علم برائے تحقیق نہیں بلکہ علم برائے تصدیق، علم برائے ایمان حاصل کرتا ہے۔

وعدے کا دن

وَالْيَوْمِ الْمَوْعُوْدِ ۝۲ (وعدہ کیے ہوئے دن کی قسم)

کون سا دن ہے جس کا وعدہ کیا گیا ہے؟ وہ ایک ہی دن ہے جس کا اللہ نے وعدہ کر رکھا ہے وہ قیامت کا دن اللہ

www.toobaaelibrary.com

لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ تمہیں جمع کر کے رہے گا۔ لَيَجْمَعَنَّكُمْ تاکید کا صیغہ ہے، دو تاکیدیں ہیں قیامت کے دن ضرور جمع کر کے رہے گا لَا رَيْبَ فِيْهِ اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ کہیں تذبذب میں نہ رہنا۔ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا اللہ کا بندوں کو سمجھانے کا کیا انداز ہے پہلے کہا میرے سوا کوئی معبود نہیں، پھر فرمایا کہ تمہیں اس قیامت کے دن میں ضرور جمع کروں گا اور اس میں کوئی شک نہیں اور آخر میں فرمایا لوگو! وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا اللہ سے زیادہ سچی بات کس کی ہوسکتی ہے، کوئی ہے جس کی بات اللہ سے بھی زیادہ سچی ہو۔ وَالْيَوْمِ الْمَوْعُوْدِ وعدہ کیا ہوا دن جس دن ظالم اور مظلوم، حاکم اور محکوم اور نیک اور بد سب کو جمع کیا جائے گا۔ بلکہ حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ انسان تو انسان جنات اور حیوانات تک کو جمع کیا جائے گا، اور ان کے درمیان فیصلوں کو لمحوں میں نمٹا دیا جائے گا اور پھر انہیں حکم دیا جائے گا کہ تم تو مٹی ہو جاؤ، نہ تمہارے لیے جنت ہے نہ تمہارے لیے جہنم ہے۔ اور جب اللہ کا نافرمان دیکھے گا کہ حیوانوں کو کتوں اور خنزیروں کو بھیڑ بکریوں کو مٹی ہو جانے کا حکم دیا گیا تو اس وقت کہے گا يٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ تُرٰبًا اے کاش میں بھی مٹی ہو جاتا، میں انسان نہ ہوتا، جانور ہوتا نہ میرے لیے جنت ہوتی، نہ جہنم ہوتی، جیسے ان کو مٹی میں مل جانے کا حکم دے دیا ایسے مجھے بھی مٹی میں مل جانے کا حکم دے دیا جاتا۔

شاہد و مشہود سے مُراد کیا ہے؟

وَشَاهِدٍ وَّمَشْهُوْدٍ ۝۳

اس کے مختلف معنی کیے گئے ہیں اور یہاں بات سمجھانے کے لئے یہ عرض کردوں اگر کہیں ایسی بات آپ سن لیا کریں کہ بعض علماء نے یوں تفسیر کی ہے بعض علماء نے یوں تفسیر کی ہے تو اس کی وجہ سے شکوک نہ آئیں کہ اللہ کا کلام تو ایک ہے تفسیریں کیوں مختلف ہیں یہ جو مختلف تفسیریں ہیں اگر ان میں کہیں تفسیر کا فرق ہے تو اس کو تنوع کا اختلاف کہتے ہیں تضاد کا اختلاف نہیں کہتے یعنی آپس میں اتنی متضاد نہیں ہیں کہ وہ جمع نہ ہوسکیں تنوع کی حد تک ہیں۔ بعض اوقات ایک ہی قول ہوتا ہے، اس کی تفسیر اور تشریح ایک مفسر اپنے مزاج کے مطابق، دوسرا اپنے مزاج کے مطابق کرتا ہے۔ اگر ان میں کوئی ٹکراؤ نہیں تو اس اختلاف کو برداشت کیا جاسکتا ہے۔ تو چونکہ بعض جگہ بات آئے گی کہ بعض حضرات نے یوں کہا، بعض حضرات نے یوں تفسیر کی تو کہیں دل کے اندر وسوسہ نہ آنے لگے، جیسے بہت سے لوگ علماء سے بدگمان کرنے کے لئے کہتے ہیں کہ ارے ایک کا قول یہ ہے دوسرے کا قول یہ ہے یہ کیا، اقوال کا اختلاف کیوں ہے؟ یعنی تفسیر کو چھوڑیئے فقہ میں بھی اگر کوئی اختلافی قول سامنے آجائے تو وہ علماء سے بدگمان کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

www.toobaaelibrary.com

شَاهِدٍ وَّ مَشْهُوْدٍ کا پہلا معنی

حاضر ہونے والے کی قسم! اور جس کے پاس حاضری ہوتی ہے اس کی قسم! کہا گیا شاھد سے مراد جمعہ کا دن ہے اور مشہود سے مراد عرفہ کا دن ہے اللہ ہم سب کو باری باری وہاں لے جائے اور بار بار لے جائے وہ جگہ بار بار جانے کی ہے اللہ نے فرمایا وَ اِذْ جَعَلْنَا الْبَیْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ میں نے اس کو لوگوں کے رجوع کی جگہ بنایا ہے۔ وہ ایک دفعہ جانے کی جگہ نہیں ہے بار بار جانے کی جگہ ہے۔ اللہ ہم سب کو بار بار اپنے گھر کی زیارت سے مشرف فرمائے آمین۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سب کے گواہ

دوسرا معنی: ...... وَ شَاهِدٍ وَّ مَشْهُوْدٍ: اور گواہ کی قسم! اور جس پر گواہی دی جائے گی اس کی قسم! یہ گواہی دینے والے کون ہوں گے؟ انبیاء کرام علیہم السلام، اور جن پر گواہی دی جائے گی مختلف امتیں ہوں گی۔ اور سارے عالم پر اور سارے انبیاء پر گواہی دینے والے کون ہوں گے؟ میرے اور آپ کے آقا حضرت محمد الرسول صلی اللہ علیہ وسلم ہوں گے قرآن میں آتا ہے فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وہ کیا منظر ہوگا جب ہم ہر امت میں سے ایک گواہ کھڑا کریں گے وَ جِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰۤؤُلَآءِ شَهِيْدًا اور اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو ان سب پر گواہ بنا کے لائیں گے۔

حدیث میں آتا ہے ایک دفعہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے فرمایا جو کہ صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے سب سے بڑے قاری تھے ابی! آج کچھ قرآن سناؤ عرض کیا یا رسول اللہ! میں سناؤں؟ آپ پر تو نازل ہوتا ہے۔ فرمایا کہ ہاں ابی! مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں تم سے قرآن سنوں۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے قرآن کی تلاوت شروع کی، حضرت ابی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں تو آنکھیں بند کر کے تلاوت کر رہا تھا جب میں اس آیت کریمہ پر پہنچا فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّ جِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰۤؤُلَآءِ شَهِيْدًا وہ کیا منظر ہوگا جب ہر امت سے گواہ بنا کے کھڑا کیا جائے گا اور اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم ان سب پر آپ کو گواہ بنا کے لایا جائے گا تو فرماتے ہیں کہ میں نے حضور کے چہرۂ انور کو دیکھا تو آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔ تو انبیاء گواہی دینے والے، اور امتیں ایسی ہوں گی کہ ان پر گواہی دی جائے گی۔

فرشتے کی گواہی

تیسرا معنی ...... یا پھر یہ کہ انسان کے خلاف گواہی دی جائے گی اور گواہی دینے والے کون ہوں گے؟ فرشتے ہوں گے کہ ہر انسان کے ساتھ فرشتے مقرر ہیں اور سورۃ قٓ میں اللہ فرماتے ہیں وَ جَآءَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّعَهَا سَآئِقٌ وَّ شَهِيْدٌ ہر شخص آئے گا اس کے ساتھ ایک ہانکنے والا ہوگا وَ شَهِيْدٌ اور دوسرا گواہی دینے والا۔ اے اللہ! میں گواہ ہوں، میں چوبیس گھنٹے تیرے حکم سے اس کے ساتھ چلتا رہا ہوں رات کو بھی، دن کو بھی، اپنی ڈیوٹی دیتا رہا ہوں، میں

www.toobaaelibrary.com

گواہی دیتا ہوں اس کے ان اعمال کی جن کا یہ انکار کرتا ہے یہ تین قسمیں کھا کر فرمایا:

قُتِلَ اَصۡحٰبُ الۡاُخۡدُوۡدِ ۙ﴿۴﴾ (ہلاک ہوئے کھائیوں والے)

ہلاک ہوئے خندقوں والے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں قرآن میں جہاں قتل آتا ہے تو اکثر اس کا معنی ہوتا ہے لعنت ہوئی ان پر۔ اللہ کی لعنت ہوئی، ہلاک ہوئے کھائیوں والے، خندقوں والے یہ کون ہیں؟۔

النَّارِ ذَاتِ الۡوَقُوۡدِ ۙ﴿۵﴾ (وہ کھائیاں جو ایندھن بھری آگ والی تھیں)۔

اِذۡ هُمۡ عَلَيۡهَا قُعُوۡدٌ ۙ﴿۶﴾ (جبکہ وہ ان پر بیٹھے ہوئے تھے)۔

وَّهُمۡ عَلٰى مَا يَفۡعَلُوۡنَ بِالۡمُؤۡمِنِيۡنَ شُهُوۡدٌ ؕ﴿۷﴾ (اور وہ جو کچھ ایمان والوں کے ساتھ کر رہے تھے اسے دیکھ رہے تھے)

یہ کھائیوں والے، خندقوں والے کون تھے؟

اصحاب الاخدود کا ایک عجیب واقعہ

تفسیر ابن کثیر میں صحیح مسلم اور مسند احمد کے حوالے سے لکھا ہے: کہ یمن میں ایک بادشاہ تھا ذونواس نامی، وہ خدائی کا دعویدار تھا، اور اس کے پاس ایک بہت بڑا جادوگر بھی تھا، جب جادوگر بوڑھا ہو گیا، انتقال کرنے لگا تو اس نے بادشاہ سے درخواست کی کہ کسی نوجوان کو میرے حوالے کر دیا جائے جسے میں اپنا فن سکھا دوں۔ اس نے ایک ذہین نوجوان کا انتخاب کیا، نوعمر سا لڑکا تھا اور اسے مقرر کر دیا کہ جا کر روزانہ اس جادوگر سے جادو سیکھا کرو، سیکھنے کے لئے جاتا تھا راستے میں ایک عابد زاہد انسان کی عبادت گاہ اور رہائش گاہ بھی تھی، وہ اس کے پاس بھی جانے لگا اور پھر جادوگر کے پاس جانا چھوڑ دیا، ایمان قبول کیا زہد و عبادت میں لگا تقویٰ طہارت والی زندگی اختیار کی اور ایسے مقام پر پہنچا کہ اللہ نے اس کو مستجاب الدعوات بنا دیا کہ دعا کرتا تھا دعائیں قبول ہو جاتی تھیں، بیمار آتے اللہ سے دعا کرتا شفا مل جاتی، ضرورت مند آتے ان کی ضروریات پوری ہو جاتیں، پریشان حال آتے ان کی پریشانیاں دور ہو جاتیں، ہوتے ہوتے خبر پھیل گئی۔ بادشاہ کا کوئی خاص وزیر تھا، کہا جاتا ہے کہ وہ اندھا ہو چکا تھا وہ پہنچا اور لڑکے سے کہا کہ سنا ہے تم بیمار کو شفا دے دیتے ہو، اس نے کہا کہ نہیں میرے ہاتھ میں شفا نہیں میں تو اللہ سے مانگتا ہوں، اللہ شفا دیتا ہے۔ اس نے کہا میرے لیے بھی دعا کرو لڑکے نے کہا شرط یہ ہے کہ تم ایمان قبول کرو اور پھر اللہ سے مانگو، اس نے ایمان قبول کیا، اللہ سے دعا کی اللہ پاک نے اس کی بینائی واپس لوٹا دی۔ بادشاہ نے اس سے پوچھا تم تو اندھے ہو چکے تھے یہ بینائی کہاں سے مل گئی؟ کہا کہ میرے رب نے مجھے بینائی لوٹا دی۔ کہا کہ میرے علاوہ بھی تمہارا کوئی رب ہے؟ اس نے کہا ہاں وہ میرا بھی رب ہے اور تیرا بھی رب ہے۔ میں نے اس سے دعا مانگی، اس نے مجھے شفا دے دی میں اس پر

www.toobaaelibrary.com

ایمان لاچکا۔اس نے کہا میرے سوا تو کوئی خدا نہیں میں ہی سب کچھ ہوں۔شفا، جزاء، سزا یہ سب میرے ہاتھ میں ہے۔باز آ جاؤ کسی اور خدا پر ایمان کا دعویٰ کرنے سے، وگرنہ عبرت کا نشان بنادوں گا۔کہنے لگا جو کرنا چاہتے ہو کرلو لیکن ایمان نہیں چھوڑوں گا میرے بزرگو اور دوستو! ایمان ایسی چیز ہے اگر دل میں راسخ ہو جائے تو خدا کی قسم! پھر اس کے لئے سب قربانیاں دینا آسان ہو جاتا ہے۔پھر جان دینا آسان، مال دینا بھی آسان، اولاد دینا بھی آسان، سب کچھ دینا آسان ہو جاتا ہے جب دل کے اندر ایمان راسخ ہو جاتا ہے۔آپ جانتے ہیں حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام کو بیٹے کی قربانی پر ایمان نے آمادہ کیا۔ساحران مصر جو تھوڑی دیر پہلے فرعون کے ساتھ بھاؤ تاؤ کر رہے تھے کہ موسیٰ کو شکست دے دی تو کیا ملے گا؟ ان کو قربانی پر کس نے آمادہ کیا ایمان نے آمادہ کیا تو ایمان جب دل میں قرار پکڑ جائے تو پھر ایمان کی خاطر سب کچھ قربان کرنا آسان ہو جاتا ہے اس نے کہا نہیں ایمان نہیں چھوڑ سکتا جو کچھ کرنا چاہتے ہو کرلو۔آری لی اور آری کے ساتھ اس وزیر کو چیر دیا گیا مگر ایمان نہیں چھوڑا۔پتہ چلایا کس نے اس کو اس لائن پر لگایا، اس لڑکے کو بھی بلالیا گیا اور اس عابد زاہد کو بھی بلالیا گیا اور عابد زاہد کو بھی چیر دیا گیا وہ بھی ایمان سے باز نہیں آیا۔اب اس نوعمر لڑکے کی باری آئی کہا کہ اس کا انجام تو دیکھ چکے ہو ایمان چھوڑ دو وگرنہ تمہارے ساتھ بھی یہی کچھ ہوگا، کہا جو کر سکتے ہو کرلو لیکن ایمان نہیں چھوڑوں گا اس کو ہلاک کرنے کی مختلف ترکیبیں کی گئیں، کبھی پہاڑ کی چوٹی سے گرانے کے لئے، کبھی سمندر میں غرق کرنے کے لئے لیکن اللہ کی شان جو اس کو ہلاک کرنے جاتے وہ خود ہلاک ہو جاتے وہ بچ جاتا۔آخر میں اس نے کہا تم نے ساری تدبیریں آزمالیں تم میری جان نہیں لے سکتے میں تمہیں بتلاتا ہوں سارے شہر کو اکٹھا کروا اور اکٹھا کرنے کے بعد اللہ کا نام لو اللہ کا نام لے کر میرے اوپر تیر چلاؤ میں ہلاک ہو جاؤں گا۔سارے شہر کو جمع کیا گیا بادشاہ نے سوچا کہ نہ رہے گا بانس نہ بجے گی بانسری یہ لڑکا ختم ہو جائے گا اور اس کے مستجاب الدعوات ہونے کا جو چرچا ہے وہ ختم ہو جائے گا اور میرے علاوہ ایک اور خدا کی جو باتیں ہو رہی ہیں وہ باتیں بھی ختم ہو جائیں گی۔سارا شہر جمع ہو گیا، بادشاہ نے اللہ کا نام لیا تیر چلایا لڑکا شہید ہو گیا پورا مجمع کہہ اٹھا کہ جس اللہ پر یہ لڑکا ایمان لایا تھا ہم سب اس پر ایمان لاتے ہیں۔چاہتا تو یہ تھا کہ یہ فتنہ ختم ہو جائے لیکن پورا مجمع چیخ اٹھا اب اپنے فوجیوں اور سپاہیوں سمیت ہکا بکا دیکھ رہا ہے ارے یہ کیا ہو گیا میں کیا چاہتا تھا اور ہو کیا گیا چنانچہ حکم دیا ان کے لیے خندقیں کھودی جائیں سب کو زندہ جلا دیا جائے، خندقیں کھودی گئیں، آگ بھڑکائی گئی اور لایا گیا جو جو ایمان کا دعویٰ کرتا ہے اس کو اٹھا کر آگ میں پھینک دیا جائے اللہ اکبر کیا مرد کیا عورتیں جو ایمان قبول کر چکے تھے خندقوں میں چھلانگیں لگانے پر تیار ہو گئے لیکن ایمان چھوڑنے کے لئے تیار نہ ہوئے۔

www.toobaaelibrary.com

بچے کی گواہی

حدیث میں ایک واقعہ بیان کیا گیا کہ ایک عورت اپنے بچے کو لیے ہوئے آئی، ہچکچائی کہ چھوٹا سا بچہ ہے میرے بعد اس کا کیا بنے گا، میں تو اپنی جان ایمان پر دے دوں لیکن اس بچے کا کیا بنے گا؟ اللہ نے اس بچے کو قوت گویائی عطا فرمادی کہنے لگا، اماں! مت ڈر ایمان کی خاطر جان قربان کر دے، مجھے بھی لے اور اپنے آپ کو بھی لے اور آگ میں چھلانگ لگا دے، چنانچہ وہ عورت بھی بچے سمیت شہید ہوگئی۔ تو اللہ نے فرمایا قُتِلَ اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ ہلاک ہوئے کھائیوں والے النَّارِ ذَاتِ الْوَقُوْدِ وہ کھائیاں جوایندھن بھری آگ والی تھیں اِذْ هُمْ عَلَيْهَا قُعُوْدٌ جبکہ وہ اس پر بیٹھے ہوئے تھے وَّ هُمْ عَلٰى مَا يَفْعَلُوْنَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ شُهُوْدٌ اور وہ جو کچھ ایمان والوں کے ساتھ کر رہے تھے اسے دیکھ رہے تھے۔

مؤمنین کا قصور صرف ان کا ایمان تھا

وَمَا نَقَمُوْا مِنْهُمْ اِلَّاۤ اَنْ يُّؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ﴿۸﴾ (اور وہ ایمان والوں کو کسی اور بات کی نہیں، صرف اس بات کی سزا دے رہے تھے کہ وہ اُس پر ایمان لے آئے تھے جو بڑے اقتدار والا، بہت قابل تعریف ہے)۔

اگر بامحاورہ ترجمہ کیا جائے جسے خلاصہ کہتے ہیں، جس کو مفہوم کہتے ہیں تو یوں کہا جائے گا کہ ان کا قصور اس کے علاوہ کچھ نہیں تھا کہ وہ مومن تھے آج کتنے ہی لوگ ہیں جن کو تڑپایا جارہا ہے، ستایا جارہا ہے، جیلوں میں ڈالا جارہا ہے، مارا جارہا ہے، تشدد کیا جارہا ہے، اور غیروں کے حوالے کیا جارہا ہے اور اللہ کی قسم! ان کا قصور کچھ نہیں سوائے اس کے کہ وہ مومن ہیں وہ قرآن پر زندہ رہنا چاہتے ہیں وہ حدیث پر زندہ رہنا چاہتے ہیں کفر سے اپنے آپ کو بچانا چاہتے ہیں اس کے علاوہ ان کا کوئی قصور نہیں۔ کوئی داڑھی کا مذاق اڑارہا ہے، کوئی سنت کا مذاق اڑارہا ہے، کوئی نماز کا مذاق اڑارہا ہے، کوئی علماء کا مذاق اڑارہا ہے، ان کا کچھ قصور نہیں سوائے اس کے کہ یہ پرانے زمانے کے لوگ ہیں پرانے انداز میں رہنا چاہتے ہیں، نبی کے طریقے پر رہنا چاہتے ہیں۔

الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ (جس کے لیے آسمانوں اور زمین کی بادشاہی ہے)۔

وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ﴿۹﴾ (اور اللہ ہر چیز کو دیکھ رہا ہے)

وہ اللہ جس کے اندر یہ صفات پائی جائیں کہ وہ غالب ہے، وہ ہر حال میں تعریف کے قابل ہے، اس کے لیے آسمان وزمین کی بادشاہی ہے، وہ ہر چیز کو دیکھ رہا ہے وہ اللہ اس کا مستحق ہے کہ اس پر ایمان لایا جائے، اس پر جو ایمان نہیں لاتا جس کے اندر اتنی صفات پائی جاتی ہیں وہ سوائے پاگل دیوانے، اور حیوان کے کوئی نہیں ہوسکتا۔

www.toobaaelibrary.com

مومنین کو ستانے کی سزا

اِنَّ الَّذِیْنَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ (بیشک وہ لوگ جنہوں نے ایمان والے مردوں کو اور ایمان والی عورتوں کو ستایا)
ثُمَّ لَمْ یَتُوْبُوْا فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَلَهُمْ عَذَابُ الْحَرِیْقِ ۝۱۰
(پھر توبہ بھی نہیں کی پس ان کے لئے جہنم کی سزا ہے اور ان کے لئے جلانے والی سزا ہے)

جنہوں نے ایمان والے مردوں کو اور ایمان والی عورتوں کو ستایا ایک مسلمان کو ستانا یہ سب سے بڑا گناہ ہے۔ یہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا ہاں لیکن ہو واقعی مسلمان ہمارے جیسا ڈرامے باز نہ ہو، فنکار نہ ہو، دھوکا دینے والا نہ ہو، اوپر سے کچھ اور اندر سے کچھ نہ ہو، منافق نہ ہو، واقعی مؤمن تو اس مومن کے لئے اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کہتا ہے مَنْ عَادٰی لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ اٰذَنْتُهٗ بِالْحَرْبِ جو میرے ولی کو ستاتا ہے میں اس کے لئے اعلان جنگ کرتا ہوں۔ اور یاد رکھیں ایمان والوں کو ہر دور میں ستایا گیا ایمان والوں پر آزمائشیں آئیں۔

ایمان قربانی مانگتا ہے

یہ ذہنوں میں بٹھالیجے کہ ایمان قربانی مانگتا ہے اور صرف جانور کی قربانی نہیں اللہ جانوروں کی قربانی کی بھی ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ یہ قربانی بہت بڑی قربانی کی علامت ہے لیکن ایمان صرف جانور کی قربانی نہیں، خواہشات کی قربانی، جذبات کی قربانی، عیش و راحت کی قربانی، عیاشی کی قربانی، وقت کی قربانی، جان کی قربانی، مال کی قربانی اولاد کی قربانی بھی مانگتا ہے۔ ایمان قربانی کا تقاضا کرتا ہے ایمان قربانی کا دوسرا نام ہے۔ جو کلمہ پڑھتا ہے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وہ گویا اقرار کرتا ہے اللہ کو راضی کرنے کے لئے اور حضور کی سنتوں کو زندہ کرنے کے لئے ہر قربانی دوں گا۔ ایمان والوں نے ہر دور میں قربانیاں دیں ان پر آزمائشیں آئیں، تکلیفیں آئیں، اپنے آقا حضور اقدس ﷺ کو دیکھ لیجے اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے دور کو دیکھ لیجے۔ حضور ﷺ کو ستانے کے لئے باقاعدہ کمیٹی بنائی گئی پچیس سردار اس کمیٹی کے ممبر تھے کوئی کانٹے بچھاتا تھا کوئی نجاست دروازے پر گراتا تھا، کوئی گالیاں دیتا تھا، کوئی پروپیگنڈہ کرتا تھا اور ۷ ھ نبوی میں بنو ہاشم کا پورے تین سال تک بائیکاٹ کیا گیا، بچے بلبلاتے تھے، بھوک سے تڑپتے تھے اور ظالم قہقہے لگاتے تھے اور پھر حضور ﷺ کی دعوت پر لبیک کہنے والوں پر جو جور و جفا ہوا بالخصوص وہ غلام، وہ لونڈیاں جن کا مکہ میں کوئی خاندان نہ تھا اور جن کا کوئی پوچھنے والا نہیں تھا ان پر تو مظالم کے پہاڑ توڑے گئے، حضرت بلال رضی اللہ عنہ امیہ بن خلف کے غلام ہیں کبھی گرم ریت پر لٹا دیتا ہے، کبھی ڈنڈوں سے پٹائی کرتا ہے، کبھی مسلسل بھوکا رکھتا ہے۔ حضرت عمار رضی اللہ عنہ ان کے والد حضرت یاسر رضی اللہ عنہ ان کی والدہ حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا کو حضور ﷺ نے دیکھا ستایا جارہا ہے فرمایا کہ اِصْبِرُوْا آلَ یَاسِرَ فَاِنَّ مَوْعِدَکُمُ الْجَنَّةُ اے یاسر کے خاندان والو! صبر کرو

www.toobaaelibrary.com

تمہارے لیے اللہ کی طرف سے جنت کا وعدہ ہے حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ کے سر کے بال کھینچے جاتے، گردن مروڑی جاتی، انگاروں پر لٹا دیا جاتا اور بے سہارا لونڈیاں حضرت زنیرہ، حضرت نہدیہ حضرت ام اویس رضی اللہ عنہن ایسا ظلم کہ دیکھنے والے کافر بھی کانپ اٹھتے۔ ایمان قربانی مانگتا ہے اور ان کی قربانیوں کا صدقہ کہ یہ ایمان ہم تک پہنچا ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے وعدہ کیا تھا وہ یہ اعلان کرتے تھے اور نعرہ لگاتے تھے نَحْنُ الَّذِیْنَ بَایَعُوْا مُحَمَّدًا عَلَی الْجِهَادِ مَا بَقِیْنَا اَبَدًا ہم وہ لوگ ہیں کہ ہم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں پر بیعت کرلی ہے، جہاد پر بیعت کرلی ہے جب تک جسم میں جان ہے دین کے لئے قربانی دیتے رہیں گے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم قول کے پکے تھے، وعدے کے سچے تھے، اس قول کو نبھایا اور ایمان اور دین کے لئے قربانیاں دیں یہ ان کی قربانیوں کا نتیجہ ہے کہ ہم تک دین پہنچا ہے۔ آج ہم دین کو پسند تو کرتے ہیں، ایمان کو پسند تو کرتے ہیں لیکن ایمان کے لئے قربانی دینے کے لئے تیار نہیں ہیں، چاہتے ہیں کہ ساری خواہشات پوری ہوتی رہیں، من چاہی ضروریات پوری ہوتی رہیں، جو چاہیں نفس کے تقاضے وہ پورے کرتے رہیں، زمانے کو خوش رکھیں، زمانے کی ہواؤں کے ساتھ چلیں، مغرب بھی خوش رہے، مشرق بھی خوش رہے، خاندان بھی خوش، کافر بھی خوش، مسلمان بھی خوش، اور ایمان بھی باقی رہے۔ ایمان کے لئے قربانی دینے کے لئے تیار نہیں ہیں حالانکہ ایمان قربانی مانگتا ہے۔

ایمان سب سے قیمتی متاع ہے

میرے بزرگو اور دوستو! ایمان سب سے قیمتی متاع ہے، قیمتی چیز ہے۔ دنیا سے اگر ہم خالی ہاتھ چلے گئے لیکن سینے میں ایمان لے کر چلے گئے تو ہزاروں صدر اور وزیر اعظم خدا کی قسم! ہمارے قدموں کی خاک کے برابر بھی نہیں ہیں اور اگر ہم دنیا سے ایمان کے بغیر گئے تو پھر یاد رکھیے ہم سے بڑا کنگلا اور ہم سے بڑا فقیر کوئی نہیں ہے۔

توبہ کا دروازہ ہر وقت کھلا ہے

اپنی سزا اور جہنم کا ذکر کرنے سے پہلے اللہ توبہ کا راستہ دکھاتا ہے کہ توبہ کرلو اگر یہ جرم کر چکے ہو تو توبہ کرلو اللہ توبہ کا دروازہ کھلا رکھتا ہے، ہر وقت توبہ کا دروازہ کھلا ہے اور یہ دروازہ ایسا ہے کہ نہ تو کوئی مولوی بند کرسکتا ہے نہ کوئی مفتی بند کرسکتا ہے یہ دروازہ اللہ نے کھول رکھا ہے۔ آؤ گنہگارو! جب تک تمہیں موت کی علامت دکھائی نہیں دیتی میری طرف سے توبہ کا دروازہ کھلا ہے۔ توبہ کیجئے اور توبہ کی ترغیب دیجئے، اللہ کی طرف رجوع کیجئے، کفر سے توبہ، شرک سے توبہ، فسق سے توبہ، نفاق سے توبہ، زنا سے توبہ، اور شراب سے توبہ، بدکاری سے توبہ، غیبت سے توبہ، سود خوری سے توبہ، اور بندوں کے حقوق غصب کرنے سے توبہ، لوٹ کھسوٹ سے توبہ، ان سب سے توبہ کیجئے، توبہ کا وقت ہے مرنے سے پہلے توبہ کرلیجئے۔ اللہ نے یہاں اپنی سزا کا ذکر کرنے سے پہلے توبہ کا راستہ دکھا دیا فرمایا کہ توبہ کرلیں تو

www.toobaaelibrary.com

ٹھیک اگر توبہ نہ کی تو فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَلَهُمْ عَذَابُ الْحَرِيقِ ان کے لئے جہنم کی سزا ہے اوران کے لئے جلانے والی سزا مقرر ہے۔

ایمان داروں کے لئے اجر

پورا قرآن اس انداز سے بھرا پڑا ہے۔ اللہ پہلے ڈراوے کا ذکر کرتا ہے تو آگے خوشخبری کا ذکر بھی کرتا ہے، اللہ جہنم کا ذکر کرتا ہے تو جنت کا بھی ذکر کرتا ہے، اللہ نافرمانوں کا ذکر کرتا ہے تو فرمانبرداروں کا ذکر بھی کرتا ہے۔ فرمایا کہ:

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ جَنَّاتٌ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ

(بیشک وہ لوگ جو ایمان لائے اور جنہوں نے نیک اعمال کیے ان کے لئے ایسی جنتیں ہیں جن کے نیچے باغات ہیں)

ذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْكَبِيرُ ﴿١١﴾ (یہ ہے بڑی کامیابی)

ارے دنیا کی چھوٹی چھوٹی کامیابیوں پر اترانے والو! بڑی کامیابی یہ ہے۔

سخت پکڑ کا مفہوم

اللہ نے اپنی پکڑ کا ذکر فرماتے ہوئے پہلے ان لوگوں کا ذکر کیا جنہوں نے اپنے خیال میں ایمان والوں کو خوب جکڑا خندقیں آگ سے بھر دیں، ایمان والوں کو زندہ جلا دیا۔ اللہ کہتا ہے ان سزاؤں سے یہ مت سمجھو کہ ان کی پکڑ بڑی سخت ہے۔

إِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيدٌ ﴿١٢﴾ (بیشک تیرے رب کی پکڑ بڑی سخت ہے)

دنیا کی جتنی بھی پکڑ ہے ان سے چھوٹنے کی کوئی نہ کوئی صورت ہے کسی کی ضمانت ہو جاتی ہے، کوئی رشوت دے کر چھوٹ جاتا ہے، کوئی سفارش سے چھوٹ جاتا ہے، کسی کو طاقت کے زور پر چھڑوالیا جاتا ہے لیکن جسے جب اللہ پکڑے گا اسے کوئی نہیں چھڑا سکے گا۔ اللہ نے فرعون کو پکڑا، بڑا ناز تھا کہتا تھا کہ سمندر کا مالک میں ہوں اللہ نے اسی سمندر میں غرق کر دیا اور چیختا رہ گیا ''اٰمَنْتُ میں ایمان لایا'' کہا نہیں، اب ایمان معتبر نہیں ہے غرق کر دیا گیا، اللہ نے قارون کو پکڑا کہتا تھا زمین کا مالک میں ہوں، خزانوں کا مالک میں ہوں، میرے جیسا بنگلہ موسیٰ کے پاس نہیں ہے، ہارون کے پاس نہیں ہے۔ اللہ نے اس بنگلے سمیت زمین میں دھنسا دیا اور زمین میں دھنستا جا رہا تھا اور بعض روایتوں میں آتا ہے کہ چیخ چیخ کر کہہ رہا تھا موسیٰ! مجھے معاف کر دو، موسیٰ! مجھے معاف کر دو۔ کیونکہ موسیٰ علیہ السلام پر بہتان لگوایا تھا، اس نے ایک عورت کو کھڑا کیا اس نے بہتان لگایا کہ موسیٰ نے میرے ساتھ بدکاری کی ہے، بہتان لگا دیا، اللہ کے نبی نے اس کو ڈانٹا، ڈپٹا، ڈرایا، سمجھایا کہنے لگی موسیٰ! میں بے گناہ ہوں میں نے تو اس بدبخت کے کہنے پر تجھ

www.toobaaelibrary.com

پر بہتان لگایا تھا سجدے میں پڑ گئے اے اللہ! اس نے مجھے سب کے سامنے رسوا کیا تو اس کو پکڑ، گرفت فرما۔ اللہ نے پکڑا، گرفت کی زمین میں دھنسنا شروع ہو گیا اور چیخ چیخ کر کہنے لگا موسیٰ! مجھے معاف کر دو موسیٰ! مجھے معاف کر دو دھنستا چلا گیا تو بعض روایتوں میں یہ آیا کہ اللہ نے کہا اے موسیٰ! اس نے تجھے بیس بار کہا تھا موسیٰ! مجھے معاف کر دو لیکن تم نے معاف نہ کیا اگر مجھے ایک دفعہ کہہ دیتا یا اللہ! مجھے معاف کر دے تو میں شاید اس کو معاف کر دیتا اللہ اکبر۔ اللہ نے نمرود کو پکڑا، شداد کو پکڑا جنت بنوائی اور جنت میں داخل ہو رہا ہے اللہ نے کہا تیرے نصیب میں نہیں اس میں داخل ہونا۔ کہتا تھا اللہ کی جنت کے لئے مرتے ہو میں دنیا میں ویسی جنت بنا کے دکھاتا ہوں، آؤ میری جنت میں آؤ۔ اللہ نے کہا تو دوسروں کو جنت کیا دے گا میں تو یہ جنت تجھے بھی دیکھنا نصیب نہیں کروں گا، اپنی بنائی ہوئی جنت کے دروازے پر چل بسا۔

اللہ کی صفات کاملہ

إِنَّهُ هُوَ يُبْدِئُ وَيُعِيدُ ﴿١٣﴾ وَهُوَ الْغَفُورُ الْوَدُودُ ﴿١٤﴾

(وہی آغاز کرتا ہے وہی لوٹائے گا) اسی نے پہلی دفعہ پیدا کیا وہی دوبارہ پیدا کرے گا وہ بخشنے والا اور محبت کرنے والا ہے)

غفور کا معنی ہے چھپا دینے والا کہ وہ عیبوں کو چھپا دیتا ہے اور قرآن میں ۹۴ بار یہ لفظ آیا ہے اللہ نے کہا میں بخشنے والا ہوں، معاف کرنے والا ہوں، پردہ ڈال دینے والا ہوں۔ اَلْوَدُوْدُ محبت کرنے والا ہوں، پیار کرنے والا ہوں وہ اللہ بندوں سے پیار کرنے والا۔

عرش کیا چیز ہے؟

ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيدُ ﴿١٥﴾ (وہ عرش کا مالک ہے)

عرش کیا چیز ہے، حدیث سے ثابت ہوتا ہے حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ عرش اللہ کی ساری مخلوق میں سے بڑی چیز ہے ساتوں آسمانوں سے بڑی، زمینوں سے بڑی، کرسی سے بڑی سورہ بقرہ میں آیۃ الکرسی آتی ہے۔

آپ جانتے ہیں وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اللہ کہتے ہیں کہ میری کرسی نے زمین اور آسمان کا احاطہ کیا ہوا ہے۔ کرسی اتنی وسیع کہ اس نے آسمان زمین کا احاطہ کیا ہوا ہے لیکن حدیث میں آیا اللہ کے نبی نے فرمایا کہ عرش کے مقابلے میں کرسی کی حیثیت ایسی ہے جیسے ایک حلقہ، ایک کڑا کہ اس کو جنگل میں پھینک دو تو جنگل کے مقابلے میں جو ایک حلقے کو حیثیت حاصل ہے وہ عرش کے مقابلے میں کرسی کو حیثیت حاصل ہے۔ یہ عرش کیا ہے کرسی کیا ہے؟ ہم ان پر ایمان تو رکھتے ہیں لیکن ان کی حقیقت ہم نہیں جانتے ہیں۔ حقیقت جانے بغیر ایمان رکھتے ہیں اس لئے کہ ہماری ناقص سوچ ہے سمجھ میں نہیں آتی، اور جن کو اپنی عقل پر ناز ہے اپنی سائنس پر ناز ہے، ان کا حال یہ

www.toobaaelibrary.com

ہے کہ وہ ابھی چاند سے آگے نہیں بڑھ سکے عاجز ہیں اور ساری کائنات کا احاطہ نہیں کر سکے تو اگر میں اور آپ اور یہ سائنسدان عرش اور کرسی کو نہیں جانتے تو اس سے کیا خرابی لازم آتی ہے۔ ان کی حقیقت ہے، لیکن ہم ان کی حقیقت کو نہیں جانتے اور اس کے بغیر ایمان رکھتے ہیں اللہ! تیرے عرش پر بھی ایمان اور تیری کرسی پر بھی ایمان حالانکہ ہمیں اس کی حقیقت کا پتہ نہیں وہ عرش کا مالک ہے۔

اَلْمَجِیْدُ (وہ بزرگی والا ہے) جلال وکمال کی ساری صفات اس کے لئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ اپنے ارادوں میں فعال ہے

فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ ﴿۱۶﴾ (وہ کرتا ہے جو چاہتا ہے)

جو ارادہ کر لیتا ہے وہ کر کے رہتا ہے وہ جب ارادے کر لیتا ہے تو اس کے ارادے کو تکمیل تک پہنچنے سے کوئی نہیں روک سکتا۔ وَاِنْ یَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَ وَاِنْ یُّرِدْكَ بِخَیْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ اگر تمہیں تکلیف پہنچانا چاہے کوئی دور نہیں کر سکتا اور اگر خیر پہنچانا چاہے اس کو کوئی رد نہیں کر سکتا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بیمار پڑ گئے زندگی کے آخری دنوں میں صحابہ رضی اللہ عنہم عیادت کے لئے حاضر ہوئے سوال کیا هَلْ نَظَرَ اِلَیْکَ الطَّبِیْبُ اے امیر المومنین! کیا کسی حکیم اور طبیب نے بھی آپ کو دیکھا ہے فرمایا ہاں دیکھا ہے پھر حکیم نے کیا کہا؟ اَجَابَهٗ مُتَبَسِّمًا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا قَالَ اِنِّیْ فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ جس طبیب اور حکیم نے مجھے دیکھا ہے اس نے کہا کہ میں جو فیصلہ کر لیتا ہوں میں وہ پورا کر کے رہتا ہوں۔ سمجھ گئے حضرت ابوبکر یہ کہنا چاہتے ہیں کہ اللہ نے میری موت کا فیصلہ کر لیا ہے اور اب اللہ کا فیصلے کو کوئی ٹال نہیں سکتا ہے۔

هَلْ اَتٰىكَ حَدِیْثُ الْجُنُوْدِ ﴿۱۷﴾ فِرْعَوْنَ وَثَمُوْدَ ﴿۱۸﴾ (کیا تجھے لشکروں کی خبر پہنچی، فرعون اور ثمود کی)

کون سے لشکر؟ فرعون وثمود کے لشکروں کی، بڑے بڑے لشکر تھے بڑی طاقت، اپنے دور کی سپر پاور لیکن اللہ نے ان کو ہلاک کر دیا۔

بَلِ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا فِیْ تَكْذِیْبٍ ﴿۱۹﴾ (بلکہ وہ لوگ جو کافر ہیں وہ جھٹلانے میں لگے ہوئے ہیں اور وہ جھٹلانے میں لگے رہیں گے)

اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ

وَّاللّٰهُ مِنْ وَّرَآىِٕهِمْ مُّحِیْطٌ ﴿۲۰﴾ (اور اللہ ان کو آگے پیچھے سے گھیرے ہوئے ہیں)۔

وہ اللہ کے قبضے میں ہیں ہر مکان میں، ہر زمان میں اللہ کے قبضے ہیں زمانہ بھی اللہ کے قبضے میں اور سارا مکان اور ساری جگہ بھی اللہ کے قبضے میں نہ انسان زمانے سے نکل سکتا ہے نہ مکان سے نکل سکتا ہے، اللہ سورہ رحمٰن میں کہتا ہے:

www.toobaaelibrary.com

يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَانْفُذُوْا ؕ لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ (اے جنو اور انسانو! اگر تم آسمانوں اور زمینوں کے کناروں سے نکل سکتے ہو مجھ سے بھاگ سکتے ہو تو بھاگو جہاں بھاگو گے وہاں میری سلطنت ہوگی)

وہاں میری کبریائی ہوگی، وہاں میرا حکم چلتا ہوگا، کوئی ایسی جگہ نہیں تمہارے بھاگنے کے لئے جہاں میرا حکم نہ چلتا ہو۔

یہاں پاکستان میں لوگ علاقہ غیر میں بھاگ جاتے ہیں، کوئی باہر ملک بھاگ جاتا ہے وہاں تو پاکستان کا قانون نہیں چلتا لیکن اللہ کہتا ہے نہیں میرے لئے کوئی علاقہ غیر نہیں سارے علاقے میرے، سارے زمانے میرے، سارے وقت میرے، سارے سمندر میرے، سارے شہر میرے، ساری زمین میری، جنگل میرے، آسمانوں کی وسعتیں میری، مجھ سے بھاگ کر کہیں نہیں جاسکتے۔

حفاظتِ قرآن

بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ ﴿۲۱﴾ (بلکہ یہ بڑے مرتبے کا کلام ہے)

قرآن یہ بڑے مرتبے کا کلام ہے خود بھی مرتبے والا ہے اور جو قرآن سے جڑ جاتا ہے۔ اس کو بھی قرآن مرتبہ عطا کر دیتا ہے۔ رب کعبہ کی قسم! قرآن عزت دینے والا کلام ہے، یہ دنیا میں بھی عزت دیتا آخرت میں بھی عزت دے گا۔ آج مسلمانوں کی ذلت کا بڑا سبب قرآن سے غفلت ہے۔

وہ معزز تھے زمانے میں مسلماں ہو کر
ہم ذلیل و خوار ہوئے تارک قرآں ہو کر

ہم قرآن کو چھوڑ کر ذلیل ہوئے ہیں، ہم قرآن کو چھوڑ کر فرقہ واریت میں مبتلا ہوئے ہیں، قرآن کو چھوڑ کر تعصبات کا شکار ہوئے ہیں آج بھی اگر ہم قرآن کے قریب آجائیں تو عزت و سیادت، قوت و طاقت ہمیں حاصل ہو سکتی ہے

بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ ﴿۲۱﴾ فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ ﴿۲۲﴾ (بلکہ یہ بڑے مرتبے کا کلام ہے لوح محفوظ میں ہے)

اصل میں قرآن لوح محفوظ میں ہر زیادتی سے پاک، ہر تحریف سے پاک، ہر نقص سے پاک، وہاں محفوظ، وہاں سے اترا آسمان اول پر اور وہاں سے اترا ہمارے آقا حضرت محمد ﷺ کے سینہ مبارک پر اور آپ سے منتقل ہوا پوری امت کی طرف۔

www.toobaaelibrary.com

لوح محفوظ کیا ہے؟

ہم اس پر بھی ایمان رکھتے ہیں لیکن اس کی حقیقت ہم نہیں جانتے یہ لوح محفوظ کیا ہے؟ اگر ہم اس کی حقیقت نہ جانیں تو ہمارے ایمان میں کوئی کمی بھی واقع نہیں ہوتی، اللہ نے یہ نہیں کہا کہ اگر لوح محفوظ کی حقیقت نہیں جانو گے تو تمہارے ایمان کا اعتبار نہیں ہے بس ہم جانتے ہیں کہ لوح محفوظ کوئی جگہ ہے کوئی چیز ہے اس کی حقیقت کیا ہے؟ وہ ہم نہیں جانتے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اَوَّلَ شَيْیٍٔ کَتَبَ اللهُ تَعَالٰی فِي لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ اللہ نے جو بات لوح محفوظ میں سب سے پہلے لکھی ہے وہ تھی کہ اِنِّیٓ اَنَا اللهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں محمد الرسول اللہ محمد اللہ کے رسول ہیں۔ مَنِ اسْتَسْلَمَ لِقَضَآءٍ وَّصَبَرَ عَلٰی بَلَآءٍ وَّشَکَرَ لِنَعْمَآءَ کَتَبْتُهٗ صِدِّیْقًا وَّ بَعَثْتُهٗ مَعَ الصِّدِّیْقِیْنَ۔ جو میری تقدیر اور قضاء کے سامنے سر جھکا دے گا، امتحانوں میں صبر کرے گا اور میری نعمتوں کا شکر ادا کرے گا۔ میں اس کو اپنے ہاں صدیق لکھ دوں گا اور قیامت کے دن اس کو اٹھاؤں گا تو صدیقوں کے ساتھ اسے اٹھاؤں گا۔ وَمَنْ لَّمْ یَصْبِرْ عَلٰی بَلَآءٍ وَلَمْ یَشْکُرْ نَعْمَآءَ فَلْیَتَّخِذْ اِلٰهًا سِوَایَ جس نے میری تقدیر کے سامنے سر نہ جھکایا، مصیبتوں پر صبر نہ کیا، میری نعمتوں کا شکر ادا نہ کیا تو اس کو چاہئے میرے علاوہ کوئی اور معبود بنا لے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

www.toobaaelibrary.com

سُوْرَةُ الطَّارِقِ مَكِّيَّةٌ

موضوع

دوسری زندگی

www.toobaaelibrary.com

آیاتُها ۱۷ (۸۶) سُوْرَةُ الطَّارِقِ مَكِّيَّةٌ (۳۶) رُكُوْعَاتُها ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ ﴿۱﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الطَّارِقُ ﴿۲﴾ النَّجْمُ الثَّاقِبُ ﴿۳﴾ اِنْ كُلُّ
نَفْسٍ لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ ﴿۴﴾ فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ مِمَّ خُلِقَ ﴿۵﴾ خُلِقَ مِنْ مَّآءٍ
دَافِقٍ ﴿۶﴾ يَّخْرُجُ مِنْ بَيْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَآئِبِ ﴿۷﴾ اِنَّهٗ عَلٰى رَجْعِهٖ لَقَادِرٌ ﴿۸﴾ يَوْمَ
تُبْلَى السَّرَآئِرُ ﴿۹﴾ فَمَا لَهٗ مِنْ قُوَّةٍ وَّلَا نَاصِرٍ ﴿۱۰﴾ وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الرَّجْعِ ﴿۱۱﴾ وَالْاَرْضِ
ذَاتِ الصَّدْعِ ﴿۱۲﴾ اِنَّهٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ ﴿۱۳﴾ وَّمَا هُوَ بِالْهَزْلِ ﴿۱۴﴾ اِنَّهُمْ يَكِيْدُوْنَ كَيْدًا ﴿۱۵﴾
وَّاَكِيْدُ كَيْدًا ﴿۱۶﴾ فَمَهِّلِ الْكٰفِرِيْنَ اَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا ﴿۱۷﴾

ترجمہ:...... قسم ہے آسمان کی، اور رات کو آنے والے کی۔(۱) اور تمہیں کیا معلوم کہ وہ رات کو آنے والا کیا ہے؟ (۲) چمکتا ہوا ستارہ! (۳) کہ کوئی جان ایسی نہیں ہے جس کی کوئی نگرانی کرنے والا موجود نہ ہو۔(۴) اب انسان کو یہ دیکھنا چاہیے کہ اُسے کس چیز سے پیدا کیا گیا ہے؟ (۵) اُسے ایک اُچھلتے ہوئے پانی سے پیدا کیا گیا ہے، (۶) جو پیٹھ اور سینے کی ہڈیوں کے درمیان سے نکلتا ہے۔(۷) بے شک وہ اُسے دوبارہ پیدا کرنے پر پوری طرح قادر ہے۔(۸) جس دن تمام پوشیدہ باتوں کی جانچ ہوگی۔(۹) تو انسان کے پاس نہ اپنا کوئی زور ہوگا، نہ کوئی مددگار۔(۱۰) قسم ہے بارش بھرے آسمان کی، (۱۱) اور پھوٹ پڑنے والی زمین کی، (۱۲) کہ یہ (قرآن) ایک فیصلہ کن بات ہے۔(۱۳) اور یہ کوئی مذاق نہیں ہے۔(۱۴) بے شک یہ (کافر لوگ) چالیں چل رہے ہیں۔(۱۵) اور میں بھی اپنی چال چل رہا ہوں۔(۱۶) لہٰذا (اے پیغمبر!) تم ان کافروں کو ڈھیل دو، اُنہیں تھوڑے دنوں اپنے حال پر چھوڑ دو۔(۱۷)

تشریح:...... یہ سورہ طارق ہے مکی سورت ہے اور اس میں سترہ آیات ہیں اس سورت کی ابتداء میں اللہ پاک نے دو قسمیں کھائی ہیں فرمایا کہ:

وَمَآ اَدْرٰىكَ اور مَا يُدْرِيْكَ میں فرق

وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ ﴿۱﴾ (آسمان کی قسم اور طارق کی قسم)

www.toobaaelibrary.com

طارق رات میں نمودار ہونے والا، رات میں آنے والا، پھر خود سوال کیا: وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الطَّارِقُ ۝۲ اور تمہیں کیا خبر کہ رات کو نمودار ہونے والا کیا ہے؟ جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ اللہ پاک یہ جو سوال کرتے ہیں "تمہیں کیا خبر کہ یہ کیا ہے؟" تو یہ اس چیز کی عزت اور عظمت بتانے کے لئے ہوتا ہے۔ اور جہاں پر اللہ یوں سوال کرتے ہیں وَمَآ اَدْرٰىكَ تو وہاں اس سوال کا جواب خود دیتے ہیں جیسے وَمَآ أَدْرَاكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ۔ آگے جواب دیا لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ۔ لیکن جہاں پر أَدْرَاكَ کی بجائے یدریک کا لفظ آئے معنی دونوں کا ایک ہے لیکن وہاں سوال کا جواب نہیں دیا جاتا و مایدریک لعل الساعۃ تکون قریبا، تمہیں کیا خبر ہو سکتا ہے کہ قیامت قریب ہو، لیکن بتایا نہیں کہ قیامت کب واقع ہوگی، کون سے سال کو، کون سے مہینے، کون سی تاریخ اور کتنے سو سال بعد یہاں پر بھی سوال کیا، تمہیں کیا خبر کہ رات کو نمودار ہونیوالا کیا ہے؟

ستاروں کی دنیا

النَّجْمُ الثَّاقِبُ ۝۳ (چمکتا ہوا ستارہ)

جواب دیا کہ (وہ چمکتا ہوا ستارہ ہے) روشن ہونے والا ستارہ، کوئی ایک ستارہ مراد نہیں بلکہ سارے روشن ہونے والے ستارے مراد ہیں ستاروں کی دنیا اور فلکیات کی دنیا یہ عجیب و غریب دنیا ہے۔ اس کی وسعت اور اس کی عظمت، اس کی اہمیت بتانے کے لئے قسم بھی کھائی، سوال بھی کیا اور پھر اس سوال کا جواب بھی دیا۔ یہ ہماری اتنی وسیع و عریض زمین فلکیات کی دنیا کے مقابلے میں اتنی حیثیت رکھتی ہے جتنا ایک چھوٹا سا ذرہ لاکھوں میل وسیع دنیا کے مقابلے میں حیثیت رکھتا ہے یا جو حیثیت پورے سمندر کے مقابلے میں ایک قطرے کو ہے وہی حیثیت اس بڑی زمین طویل و عریض زمین، وسیع زمین کو ستاروں کی دنیا کے مقابلے میں حاصل ہے۔ اس لیے اللہ نے دوسری جگہ پر بھی ستاروں کی قسم کھائی، سورۃ الواقعہ میں فرمایا وَاِنَّهٗ لَقَسَمٌ لَّوْ تَعْلَمُوْنَ عَظِيْمٌ اگر تمہیں کچھ علم ہو تو تم جان لو کہ یہ میں نے بہت بڑی قسم کھائی ہے لیکن تمہیں اس دنیا کا علم نہیں۔

سائنس بتلاتی ہے کہ کائنات پانچ سو ملین کہکشاؤں پر مشتمل ہے۔ ایک ملین دس لاکھ کا اور ہر کہکشاں ایک ملین سے بھی زیادہ ستاروں پر مشتمل ہے۔ یہ ستارے سارے کے سارے جو لاکھوں کی تعداد میں نہیں، کروڑوں نہیں، اربوں نہیں، کھربوں کی تعداد میں ہیں یہ سارے ستارے گردش میں ہیں۔ زمین بھی ایک ستارہ ہے یہ بھی گردش میں ہے۔ زمین ایک ہزار میل فی گھنٹہ کی رفتار سے دوڑ رہی ہے، سورج چھ لاکھ میل فی گھنٹہ کی رفتار سے دوڑ رہا ہے۔ یونہی دوسرے ستارے جن کی رفتار ایک گھنٹہ میں لاکھوں میل ہے، دوڑ رہے ہیں، گردش کر رہے ہیں لیکن نہ ٹکراتے ہیں، نہ اپنے محور سے، نہ اپنے مدار سے، نہ اپنے متعین راستے سے ہٹتے ہیں۔ اللہ سوال کرتے ہیں کہ وہ کون ہے جو ان کی

www.toobaaelibrary.com

حفاظت کرتا ہے جوان کو مدار سے، محور سے، راستے سے ہٹنے نہیں دیتا؟ اِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا ۚ وَلَئِنْ زَالَتَآ اِنْ اَمْسَكَهُمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِهٖ ؕ میں ان کھربوں گاڑیوں کو روکے ہوئے ہوں، یہ گاڑیاں ہیں لیکن کتنی بڑی بڑی گاڑیاں یہ کھربوں گاڑیاں میں چلا رہا ہوں، ان کا راستہ متعین کرنے والا میں ہوں، انہیں پٹرول فراہم کرنے والا میں ہوں، ان کے لئے راستوں کا تعین کرنے والا میں ہوں اور اگر میں نہ تھاموں تو کون ہے میرے علاوہ جوان کو تھام سکے؟ کوئی لات، کوئی ہُبل، کوئی عزّیٰ، کوئی منات، کوئی سائنس دان، کوئی صاحب علم، کوئی صاحب تحقیق، نہیں! اللہ کہتا ہے میں اس نظام کی حفاظت کر رہا ہوں۔

انسان کے نگہبان

اِنْ كُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ ؕ ﴿۴﴾ (کوئی جان ایسی نہیں ہے جس پر میری طرف سے کوئی نگران مقرر نہ ہو)

میں اگر ستاروں کی لامحدود دنیا کی حفاظت کر سکتا ہوں تو میں انسان کی بھی حفاظت کر سکتا ہوں، میں نے انسان کو ایسے ہی نہیں چھوڑا حفاظت کا ایک پورا نظام ہے۔

حافظ دو معنی میں آتا ہے۔ حافظ ایک تو نگران کے معنی میں اور دوسرا محافظ کے معنی میں آتا ہے دونوں معنی یہاں ہو سکتے ہیں۔ اللہ کی طرف سے ہر انسان کے ساتھ نگران مقرر ہے، سورۃ الرعد کی آیت نمبر ۱۱ میں فرمایا لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ اللہ کے چوکیدار ہیں معقبٰت اور باری باری سے آنے والے چوکیدار، شفٹیں بدلتی رہتی ہیں، صبح کے چوکیدار اور شام کے چوکیدار مِّنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ انسان کے آگے بھی پیچھے بھی يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ جو اللہ کے حکم سے اس کی حفاظت کرتے ہیں۔ جب تک اللہ نہ چاہے تو انسان کو کوئی چیز تکلیف نہیں پہنچا سکتی، اللہ کے محافظ مقرر ہیں۔ جب اللہ کسی کو کوئی تکلیف پہنچانا چاہتے ہیں تو اپنے حفاظت کے نظام کو ایک طرف کر لیتے ہیں ورنہ ایسا نہیں ہے کہ اللہ بچانا چاہتا ہو اور کوئی انسان کو نقصان پہنچا دے، ایسا نہیں ہے کہ محافظ سو جائے چوک جائے، غلطی کر جائے، غافل ہو جائے، اِدھر اُدھر متوجہ ہو جائے اور اللہ نے ان کے ذمہ حفاظت کا جو ذمہ لگایا تھا اس میں کوتاہی کر جائیں، ہاں! اللہ جب خود کسی کو نقصان پہنچانا چاہتے ہیں کہ کسی کو زخم، کسی کو بیماری، کسی کو موت تو پھر محافظوں کو بھی ایک طرف ہونے کا حکم دے دیتے ہیں اور محافظ تو اس کے ہیں وہ جب چاہے اور جب تک چاہے حفاظت کرتا ہے جب وہ ہٹا لے تب وہ حفاظت نہیں کرتے۔ کتنے ہی مواقع ایسے پیش آتے ہیں کہ انسان محسوس کرتا ہے کہ موت کے منہ میں جا کر بچ گیا ہوں، سمجھ میں نہیں آتا کیسے بچ گیا، ایکسیڈنٹ ہونے والا تھا، کہتے ہیں قریب سے گاڑی گزر گئی پتہ ہی نہیں چلا، کس نے حفاظت کی اور کیونکر میں محفوظ رہا سمجھ میں نہیں آتا، لیکن اللہ کہتا ہے میں بتلاتا ہوں کس نے بچایا، میں نے تمہارے ساتھ محافظ مقرر کر رکھے ہیں۔

www.toobaaelibrary.com

عجیب واقعہ! موت کا وقت اور سبب مقرر ہے

کیماڑی (کراچی) کے علاقے میں مزدور عمارت تعمیر کر رہے تھے۔ غالباً چوتھی یا پانچویں منزل سے ایک مزدور گرا اور خراش تک نہیں آئی، اٹھا اور اپنے پیروں پر چلتا ہوا واپس ان کے پاس پہنچا، سب نے مطالبہ کیا مٹھائی کا، کہہ رہے ہیں کہ چوتھی پانچویں منزل سے گر گئے ہو اور بچ گئے ہو مٹھائی کھلاؤ، ٹھیکیدار نے پیسے دیے جاؤ بھائی! مٹھائی لے کر آؤ، مٹھائی لینے جا رہا تھا روڈ کراس کرتے ہوئے گاڑی نے ٹکر ماری تو مر گیا۔ اللہ اکبر۔"

اللہ نے جگہ بھی مقرر کی تھی، سبب بھی مقرر کیا تھا اور وقت بھی، پانچویں منزل سے گر کر کوئی بچتا نہیں ہے لیکن اس کی زندگی کے ابھی دس منٹ باقی تھے، دس منٹ پہلے اس کو کوئی نہیں مار سکتا تھا اللہ نے جو حفاظت کرنے والے فرشتے مقرر کیے ہوئے ہیں انہوں نے اس کی حفاظت کی۔ تو حافظ کا معنی محافظ بھی ہے، ہر انسان کے ساتھ اللہ کی طرف سے نگران مقرر ہیں۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ہم اپنی حفاظت کا خیال چھوڑ دیں۔ نہیں، یہ اللہ کے نبی کی تعلیم ہے، حفاظت کا انتظام کرنا ہے اس لیے کہ غیب کے نظام کا ہمیں علم نہیں ہے کہ ہمارے لیے کون سا وقت ہمیں تکلیف پہنچنے کا مقرر ہے۔ ہم تو ظاہر کے پابند ہیں لیکن حفاظت کے نظام کو خدائی کا درجہ نہ دے دیا جائے کہ اب تو مجھے کوئی نہیں مار سکتا، میں نے اتنے انتظامات کر لیے ہیں۔

انسان کا ہر عمل محفوظ ہو رہا ہے

اور حافظ کا دوسرا معنی نگران ہے کہ اللہ نے ہر ایک کے ساتھ نگران لگا رکھے ہیں اِنَّ عَلَيْكُمْ لَحٰفِظِيْنَ كِرَامًا كَاتِبِيْنَ يَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ ۔ میں اللہ خود بھی جانتا ہوں تم کیا کرتے ہو کہاں کرتے ہو اور کیا سوچتے ہو؟ میں جانتا ہوں لیکن اس کے باوجود میں نے تمہارے ساتھ نگران لگا رکھے ہیں جو ایک ایک حرکت کو، ایک ایک عمل کو نوٹ کرتے ہیں۔ نیک کو بھی، بد کو بھی تاکہ کل قیامت کے دن یہ نہ کہہ سکے کیا ثبوت ہے کہ میں نے یہ جرم کیا تھا؟ وہ محافظ، وہ کراماً کاتبین رجسٹر کھول کر سامنے رکھ دیں گے اور اللہ اس بات پر قادر ہے کہ اللہ سامنے فلم چلا دے۔ ہم اگر کیمرے تک پہنچ گئے خفیہ طور پر ہماری فلم بن سکتی ہے تو کیا اللہ جس نے عقل عطا کی ہے وہ ایسا نظام نہیں بنا سکتا جس کو تمہارے ساتھ لگا رکھا ہے۔ بعض بد بخت تو مذاق اڑاتے ہیں کہتے ہیں کہاں ہے مولوی صاحب! فرشتے کہاں ہیں، نظر نہیں آتے۔ ارے پاگل! تم ایسے باریک قسم کے، خفیہ قسم کے کیمرے لگا سکتے ہو جو کسی کی نظر میں نہیں آتے اور تمہاری حرکتیں نوٹ کرتے ہیں تو کیا وہ اللہ نہیں کر سکتا؟ وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ اللہ کہتا ہے ان انسانوں نے میری ویسے قدر نہیں کی جیسی میری قدر کرنے کا حق تھا۔ اپنے بارے میں تو یہ کہتے ہیں کہ ہم یہ کر سکتے ہیں ہم وہ کر سکتے ہیں اور میرا معاملہ آتا ہے تو ان کی عقل میں نہیں آتا کہ کیسے کر سکتا ہے۔ تو اللہ کی طرف سے محافظ مقرر، نگران

www.toobaaelibrary.com

مقرر جو نوٹ کرتے ہیں۔ سورۃ قٓ میں فرمایا مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ انسان کی زبان سے جو لفظ نکلتا ہے میری طرف سے نگران تیار بیٹھا ہے اس لفظ کو محفوظ کر لیتے ہیں۔

ایک چھوٹی سی ٹیپ ریکارڈ ہے اس میں نو گھنٹے تک باتیں ریکارڈ کی جاسکتی ہیں۔ کئی کئی گھنٹے نامعلوم اس سے بھی بڑی بڑی ٹیپ ریکارڈ ہوں گی اور اس سے زیادہ وقت چلنے والی، میں کھانستا ہوں تو محفوظ، سانس لیتا ہوں تو محفوظ، بولتا ہوں تو محفوظ، اونچا بولتا ہوں تو اونچا محفوظ، آہستہ بولتا ہوں تو آہستہ محفوظ۔ اگر انسان ایسا انتظام کرسکتا ہے تو کیا اللہ پاک ایسا انتظام نہیں کرسکتا؟ مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ۔ ہمارے ساتھ فرشتے مقرر ہیں جو اعمال کو لکھ رہے ہیں جو اقوال کو محفوظ کر رہے ہیں یہ یقین رکھیں کہ میری کوئی حرکت، کوئی عمل اللہ سے مخفی نہیں رہ سکتا، یہ یقین انسان کو گناہوں سے بچالیتا ہے، میرا اللہ دیکھتا ہے، وہ بصیر ہے سمیع ہے خبیر ہے، اس کا ایک پورا نظام ہے نگرانی کا، حفاظت کا، اعمال کے لکھنے کا، اقوال کے محفوظ کرنے کا، یہ یقین انسان کو گناہوں سے بچالیتا ہے۔

ایک جملے نے غلامی سے آزادی عطا کردی

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جنگل میں گئے ایک چرواہے کو بکریاں چراتے ہوئے دیکھا کہا کہ ایک بکری مجھے بیچ دو، مالک اگر پوچھے گا تو کہنا کہ بھیڑیا کھا گیا۔ اس نے کہا فَأَيْنَ اللّٰهُ اذًنْ اے عمر! مالک تو نہیں دیکھ رہا تو کیا اللہ بھی نہیں دیکھ رہا کہ میں مالک کے مال میں خیانت کا ارتکاب کر رہا ہوں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اس کا یہ یقین اور اس کے یہ الفاظ بڑے پسند آئے، اس کے مالک سے اسے خریدا اور آزاد کر دیا اور بکریوں کا پورا ریوڑ خریدا اور اس ریوڑ کا اس کو مالک بنادیا۔ لوگ خیانت سے، بد دیانتی سے، چوری سے، جھوٹ سے، فریب سے پیسہ کمانا چاہتے ہیں۔ اللہ کی قسم! بعض اوقات امانت اور دیانت کی وجہ سے اللہ پاک چند لمحوں میں غنی کر دیتا ہے اور خیانت پائیدار نہیں ہے، جھوٹ فریب پائیدار نہیں ہے امانت پائیدار ہے امانت کا ثبوت دیا ایک بکری کے پیسے مل رہے تھے اللہ نے بہت ساری بکریوں کا مالک بنادیا اور آزاد بھی کر دیا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس موقعہ پر ایک عجیب کلمہ ارشاد فرمایا۔

اعتقتک هذه الكلمة في الدنيا من الرق وارجو ان تعتقک من نار جهنم في الاخرة۔

اس جملے نے تم کو دنیا میں غلامی سے آزادی عطا کردی ہے۔ مجھے اللہ کی رحمت سے امید ہے کہ یہ کلمہ قیامت کے دن تجھے جہنم کی آگ کی غلامی سے بھی آزاد کروادے گا۔ تو نے ایسا کلمہ کہا ایسے یقین کی بات کی ہے، اللہ کے خوف کی بات کی ہے کہ یہ کلمہ تیرے لئے جہنم سے آزادی کا سبب بن جائے گا۔

تخلیق انسانی کا مادہ

فَلْيَنْظُرِ الْإِنْسَانُ مِمَّ خُلِقَ ۝ (انسان کو غور کرنا چاہئے کس چیز سے پیدا کیا گیا ہے؟)

www.toobaaelibrary.com

اللہ کی قدرت پر اس کو بڑا اشکال ہوتا ہے وہ کیسے دوبارہ پیدا کرے گا دوسری زندگی کیسے دے گا؟ کبھی اپنی پہلی زندگی پر بھی غور کر لے، پہلی زندگی تجھے کیسے ملی؟۔

خُلِقَ مِنۡ مَّآءٍ دَافِقٍ ۙ﴿۶﴾ (انسان کو پیدا کیا گیا اچھلتے ہوئے پانی سے)

ایک گندے قطرے سے، یہ جو انسان کی تخلیق ہے ایک نطفے سے، ایک قطرے سے، کتابوں میں لکھا ہے کہ یہ معجزہ کبریٰ ہے بہت بڑا معجزہ۔ باپ کے جسم سے ایک نطفے کی شکل میں نکلتے ہیں تخلیق کے، تولید کے اربوں جرثومے اور ادھر ماں کے اندر سے بیشمار بیضے نکلتے ہیں۔ وہ کون ہے جو اربوں جرثوموں میں سے ایک جرثومہ کو ہزاروں بیضوں میں سے ایک بیضہ سے ملا دیتا ہے اور اس سے انسان پیدا ہو جاتا ہے؟ لکھا ہے کہ مرد کے نطفے میں دو سو پچاس ملین یعنی پچیس کروڑ خلیے ہوتے ہیں اور ماں کے اندر ہزاروں بیضے اور حمل کا جو عمل ہے یہ صرف ایک گھنٹے کے اندر مکمل ہوتا ہے "اللہ اکبر" نطفے کے پچیس کروڑ خلیوں میں سے ایک خلیہ، ایک بیضے کے ساتھ ملا دیا جاتا ہے۔ آپ اندازہ کیجئے پچیس کروڑ تھیلیاں ہوں اور تیس ہزار ساٹھ ہزار کارڈ ہوں اور کہا جائے کہ ان پچیس کروڑ تھیلیوں میں سے ایک تھیلی ایسی ہے کہ اس میں ان ہزاروں کارڈوں میں سے ایک کارڈ پورا آ سکتا ہے تو تم چیک کرو پچیس کروڑ تھیلیوں میں سے ایک تھیلی، ایک لفافہ جس میں یہ کارڈ پورا آ جائے پورا ایک میں ہی آئے گا تم یہ کرو۔ ارے ہزاروں ماہرین ہوں جدید لیبارٹریوں سے لیس اور پھر چیک کرنا شروع کر دیں کہ کون سا خلیہ کونسے بیضے کے مناسب ہے اور اس کی وجہ سے تولید ہو سکتی ہے تو اسی چیک کرنے میں ایک بچہ پیدا کرنے میں سالہا سال لگ سکتے ہیں لیکن یہاں تو دنیا میں انسانوں اور حیوانوں کے روزانہ لاکھوں بچے پیدا ہوتے ہیں۔

وہ کون ہے جو لمحوں کے اندر ان کروڑوں خلیوں میں سے ایک خلیے اور ان ہزاروں بیضوں میں سے ایک بیضہ کا انتخاب کرتا ہے اور ان کو آپس میں ملا دیتا ہے اور اس سے بچہ پیدا کرتا ہے۔

مادہ منویہ کا مرکز

يَّخۡرُجُ مِنۡۢ بَيۡنِ الصُّلۡبِ وَالتَّرَآئِبِ ؕ﴿۷﴾ (جو نکلتا ہے ریڑھ کی ہڈی اور پسلیوں کے بیچ میں سے)

وہ غدود جن سے مادّہ منویہ پیدا ہوتا ہے یہ ریڑھ کی ہڈی اور پسلیوں کے درمیان گردوں کے قریب ہوتے ہیں ارے کون یہ حقیقت بیان کر رہا ہے؟ کس کی زبان سے یہ حقائق کھلوائے جا رہے ہیں وہ مکہ کا دُرِّ یتیم، وہ یتیم جس کا والد اس کے دنیا میں آنے سے پہلے ہی چل بسا، جس نے کسی کی شاگردی اختیار نہیں کی اور اگر بالفرض شاگردی اختیار بھی کی ہوتی تو اس وقت عرب اور عجم میں کون تھا، جو ان حقیقتوں کو بیان کرنے والا تھا۔ ان کا تو شعر و شاعری سے شغف ادب سے شغف، اور قصے کہانیوں سے شغف لیکن یہ سائنسی حقیقتیں یہ طبی حقائق بیان کرنے والا اس وقت

www.toobaaelibrary.com

نہ عرب میں کوئی تھا نہ عجم میں تھا جس وقت محمد رسول اللہ ﷺ کی زبان سے وہ حقائق بیان کیے جا رہے تھے کہ آج ساڑھے چودہ سو سال گزرنے کے بعد ابھی سو سال کے اندر اندر انسان ان حقیقتوں تک پہنچا ہے اور ماننے پر مجبور ہے کہ واقعی آج سے ساڑھے چودہ سو سال پہلے محمد بن عبداللہ نے جو کچھ فرمایا تھا وہ سچ فرمایا تھا، واقعی یہی ہے منی کا مرکز، یہیں سے نطفہ نکلتا ہے۔

تخلیق انسانی قیامت پر دلیل ہے

اِنَّهٗ عَلٰى رَجْعِهٖ لَقَادِرٌ ؕ﴿۸﴾

جو اللہ تجھے پانی کے ایک قطرے سے پیدا کر سکتا ہے (وہ تجھے دوبارہ پیدا کرنے پر بھی قادر ہے) وہ اس کو لوٹانے پر بھی قادر ہے۔ دنیا کا اصول ہے ایک چیز کو ابتدا میں بنانا مشکل ہوتا ہے لیکن اس کو دوبارہ بنانا مشکل نہیں ہوتا۔ اسی لیے اللہ فرماتے ہیں وَهُوَ الَّذِىْ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَهُوَ اَهْوَنُ عَلَيْهِ ابتدا میں بھی اللہ نے پیدا کیا تھا دوبارہ بھی اللہ ہی پیدا کرے گا اور یہ تو تمہاری عقلیں بھی مانتی ہیں کہ دوبارہ پیدا کرنا پہلی مرتبہ پیدا کرنے سے زیادہ آسان ہوتا ہے۔ اگر ماں اور باپ کے جسم میں سے بکھرے ہوئے اجزاء میں سے اللہ پاک خلیوں کو، بعض جراثیم کے اجزاء کو اکٹھا کر کے تمہیں جیتا جاگتا انسان بنا سکتا ہے تو مٹی میں بکھرے ہوئے تمہارے اجزاء کو بھی جمع کر کے جیتا جاگتا انسان بنا سکتا ہے۔ قرآن میں جگہ جگہ اس مضمون کو بار بار بیان کیا گیا اس لیے کہ یہ بات ایسی ہے جو کہ انسان کی سمجھ میں نہیں آتی۔ مشرکین بڑے تعجب سے کہتے تھے ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا ۚ ذٰلِكَ رَجْعٌۢ بَعِيْدٌ ارے! جب ہم مر جائیں گے اور مٹی میں رل مل جائیں گے تو پھر ہمیں پیدا کیا جائے گا یہ تو بہت دور کی بات معلوم ہوتی ہے، بہت مشکل بات معلوم ہوتی ہے۔ اللہ نے ان کے اس اشکال اور اس اشتباہ کو قرآن میں مختلف انداز میں بیان بھی کیا اور اس کو دور کیا کہ میں تو وہ اللہ ہوں جو ضد سے ضد کو پیدا کرتا ہے۔ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ میں مردے سے زندہ کو نکالتا ہوں، زندہ سے مردہ کو نکالتا ہوں۔ مرغی سے انڈا نکالتا ہوں، انسان کے نطفے سے انسان کو نکالتا ہوں اور بیج سے درخت کو پیدا کرتا ہوں، رات سے دن کو نکال لیتا ہوں اور دن سے رات کو نکال لیتا ہوں، میں اللہ جو ضد سے ضد کو پیدا کر سکتا ہوں مردہ سے زندہ، زندہ سے مردہ کو پیدا کر سکتا ہوں۔ تم مردہ غذا کھاتے ہو اور اللہ پاک اس سے خون بنا رہا ہے، جسم کے اجزاء بنا رہا ہے، غذائیت دے رہا ہے اور ہڈیاں بن رہی ہیں اور چربی بن رہی ہے اور گوشت بن رہا ہے اور ذہن کو طاقت مل رہی ہے۔ تو اللہ نے کہیں یوں بیان فرمایا کہ میں ضد سے ضد کو پیدا کرتا ہوں تو میں تمہیں بھی پیدا کر سکتا ہوں اور یہ دلیل تو اکثر قرآن میں بیان فرمائی اللہ نے فرمایا کہ کیا تم دیکھتے نہیں ہو میں آسمان سے پانی برساتا ہوں، زمین مردہ ہوتی ہے، کہیں سبزے کی پتی تک نظر نہیں

www.toobaaelibrary.com

آتی تو میں پانی برسا کر اس مردہ زمین میں سے نباتات نکال دیتا ہوں تو کیا تمہیں اس طریقے سے دوبارہ زندہ نہیں کرسکتا؟ سورۂ کہف میں فرمایا مُّبِيْنٍ۝ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَمْ يَعْيَ بِخَلْقِهِنَّ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يُّحْيِۦَ الْمَوْتٰى ۔ ارے بیوقوفو! وہ اللہ جو آسمان و زمین جیسی عظیم دنیا بنا سکتا ہے وہ کیا تمہارے جیسا چھوٹا سا انسان نہیں بنا سکتا؟ بَلٰٓى کیوں نہیں اِنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۝ اور سورۂ یٰسین میں فرمایا وَ ضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِيَ خَلْقَهٗ ہمارے لیے تو مثالیں بیان کرتا ہے اور اپنی تخلیق بھول گیا کہ میں کیا ہوں کہاں سے پیدا کیا گیا ہوں اور پوچھتا ہے مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَ هِيَ رَمِيْمٌ جب ہڈیاں بوسیدہ ہو جائیں گی تو کون زندہ کرے گا قُلْ يُحْيِيْهَا الَّذِيْٓ اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ وہی اللہ پیدا کرے گا جس نے پہلی مرتبہ پیدا کیا تھا بیشک وہ اسے لوٹانے، پر دوبارہ زندہ کرنے پر قادر ہے۔

قیامت کے دن راز ظاہر کردیئے جائیں گے

يَوْمَ تُبْلَى السَّرَآئِرُ۝ (جس دن تمام راز ظاہر کردیے جائیں گے)

دوبارہ پیدا کرے گا اور پھر قیامت کے دن سارے راز ظاہر کردیے جائیں گے۔ راز دو قسم کے ہیں ایک تو وہ ہیں جو انسان نے چھپ چھپ کے گناہ کیے ہیں خفیہ طور پر لوگوں سے نظریں بچا بچا کر۔ فرمایا کہ ان رازوں کو بھی ظاہر کردیا جائے گا اِلَّا یہ کہ انسان توبہ کرلے، تو اللہ پاک اس کے خفیہ گناہوں پر بھی پردہ ڈال دے گا اور اس کے اعلانیہ گناہوں پر بھی پردہ ڈال دے گا ورنہ اس دن رازوں کو ظاہر کیا جائے گا سب کچھ سامنے آجائے گا۔ اور رازوں کو ظاہر کرنے کا ایک اور مطلب بھی ہے وہ یہ کہ کون سا عمل کس نیت سے کیا تھا یہ بتادیا جائے گا ''اللہ اکبر'' اللہ معاف فرمائے بسا اوقات ہم ایک عمل کرتے ہیں اور ظاہر یہ کرتے ہیں کہ اللہ کی رضا کے لئے کر رہے ہیں حالانکہ وہ اللہ کی رضا کے لئے نہیں ہوتا دکھاوا ہوتا ہے، شہرت ہوتی ہے، ریاء ہوتی ہے۔ اللہ فرماتے ہیں اس دن ظاہر کردیا جائے گا یہ عمل کس لیے کیا تھا۔ دنیا کو تم نے دھوکا دیا لیکن مجھے دھوکا نہیں دے سکتے، میں جانتا تھا تم کیوں کر رہے ہو۔ لوگ مجھے سخی کہیں، بہادر کہیں، میرے علم کی تعریف کریں، میری خطابت کی تعریف کریں، میری فیاضی کی تعریف کریں، میری مالداری کی تعریف کریں اور میرے خشوع وخضوع کی تعریف کریں، میری نیکی کی تعریف کریں اور وہ تعریف تو ہوگئی تم نے میرے لیے یہ اعمال نہیں کیے تھے۔ اللہ سے دعا کیا کریں اَللّٰهُمَّ اسْتُرْ عُيُوْبِيْ وَاغْفِرْ ذُنُوْبِيْ اے اللہ! میرے عیبوں پر پردہ ڈال دینا اور میرے گناہوں کو معاف فرمادینا اگر وہ ذلیل کرنا چاہے تو دنیا میں ذلیل کردے اور اگر توبہ نہ کی تو ذلیل ہونا پڑے گا۔

www.toobaaelibrary.com

توبہ کا پردہ گناہوں کو ڈھانپ لے گا

ایک ہی پردہ ہے جو ہمیشہ کا پردہ بن سکتا ہے۔ ایسا پردہ جسے نہ کوئی انسان پھاڑ سکتا ہے اور اللہ کا تو وعدہ ہے کہ میں اس پردے کو نہیں پھاڑوں گا۔ وہ کون سا پردہ ہے توبہ کا پردہ، گناہوں پر توبہ کا پردہ ڈال دیا جائے تو کوئی انسان تو نہیں پھاڑ سکے گا۔ وہ اللہ، جو جانتا ہے کہ اس پردے کے نیچے کیا ہے وہ بھی پردہ نہیں اٹھائے گا، میں نے معاف کر دیا۔ بعض احادیث میں تو یہاں تک آیا ہے جس نے سچے دل سے توبہ کی تو اللہ فرشتوں کو حکم دیتے ہیں کہ معافی تو لکھو ہی اس کے نامۂ اعمال سے ان گناہوں کو بھی مٹا ہی دو تا کہ جب اس کے سامنے کل نامہ اعمال نظر آئے تو صرف ایسا نہیں کہ گناہوں پر کاٹا ہو بلکہ گناہ اس کو دکھائی نہ دیں کہیں ایسا نہ ہو کہ میرا بندہ اپنے گناہوں کو دیکھ کر شرمندہ نہ ہو یہ دنیا میں شرمندہ ہو چکا میں دوبارہ اس کو شرمندہ نہیں کرنا چاہتا یہ توبہ کر چکا اب میری غیرت کا تقاضا یہ نہیں ہے۔ میرے رحمٰن ہونے کا تقاضا یہ ہے کہ اب میں اس کو کسی کے سامنے شرمندہ نہ ہونے دوں نہ کسی انسان کے سامنے، نہ خود اپنے سامنے۔

کوئی طاقت اور مدد کام نہیں آئے گی

فَمَا لَهٗ مِنْ قُوَّةٍ وَّلَا نَاصِرٍ ⑩

رازِ ظاہر کر دیے جائیں گے (تو اس کے پاس نہ زور ہوگا، نہ کوئی مددگار) نہ کوئی زور کہ عذاب سے بچاؤ ہو سکے، نہ کوئی مددگار اور نہ رازوں کی حفاظت کرنے والا۔ یہاں تو ہمارے راز کسی کو معلوم ہو جائیں تو کہیں ہم طاقت کے زور پر اس کی زبان بند کروا دیتے ہیں، کبھی دوستی کی بنیاد پر کہ کسی کو مت بتانا، اپنے تک محدود رکھنا۔ لیکن وہاں ایسا نہیں ہو سکے گا نہ اس کے پاس خود زور ہوگا نہ داخلی زور نہ خارجی زور ہوگا نہ کوئی جماعت، نہ کوئی دوست ہو، نہ کوئی جتھا ہو، نہ کوئی وڈیرا جو اس کو بچا سکے۔

وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الرَّجْعِ ⑪ (بار بار برسنے والے آسمان کی قسم! بادل کی قسم)!

وَالْاَرْضِ ذَاتِ الصَّدْعِ ⑫ (پھٹنے والی زمین کی قسم)!

بار بار بادل برستا ہے یہ دریا، یہ نہریں، یہ سمندر، یہ چشمے، یہ کہاں سے رواں دواں ہیں، کہاں سے پانی آ رہا ہے؟ آسمان سے اللہ پاک برسا رہے ہیں اور پانی مہیا ہو رہا ہے۔ زمین کے سینے میں پانی کہاں سے آیا آسمان سے برستا ہے زمین میں اللہ محفوظ کر دیتے ہیں۔ بار بار برسنے والے آسمان اور بادل کی قسم! اور پھٹنے والی زمین کی قسم! کہ جب زمین کا سینہ پھٹتا ہے اور اس میں نرم و نازک کونپل نکلتی ہے کونپل بھی اللہ کی قدرت اور اللہ کے وجود کی نشانی

www.toobaaelibrary.com

ہے زمین کا سینہ اتنا ٹھوس کہ بعض اوقات اس میں سوراخ کرنے کے لئے کیل ٹھوکنی پڑتی ہے اور جو پتی نکلتی ہے وہ کتنی نرم و نازک ہے ارے کون ہے جو اس پتی کے لئے زمین کے سینے کو پھاڑ دیتا ہے؟ اس پتی کے اندر تو کوئی طاقت نہیں ہے کہ وہ زمین کے سخت سینے کو پھاڑ سکے۔ پھر دیکھیے آسمان سے بارش برستی ہے، زمین اس سے فیض یاب ہوتی ہے، زمین کے مختلف ٹکڑے ہیں کہیں پھول اگتے ہیں کہیں کانٹے اُگتے ہیں اور زمین پر محنت کی جائے تو اچھی فصلیں وہاں سے حاصل ہوسکتی ہیں اللہ ان دونوں کی قسم اٹھا کر فرماتے ہیں۔

قرآن فیصلہ کُن کلام ہے

اِنَّهٗ لَقَوۡلٌ فَصۡلٌ ﴿۱۳﴾ (بے شک یہ قرآن فیصلہ کن بات ہے)

قسم اٹھا کر فرمایا برسنے والے آسمان کی قسم، پھٹنے والی زمین کی قسم، یہ قرآن فیصلہ کن بات ہے۔

وَّمَا هُوَ بِالۡهَزۡلِ ﴿۱۴﴾ (کوئی ہنسی مذاق نہیں ہے)

لوگو! کہیں یہ نہ سمجھو کہ ایسے ہی کہانیاں اور قصے اور دل بہلانے کی باتیں کردی گئیں۔ نہیں، یہ فیصلہ کن بات ہے اور پھر جیسے آسمان سے بارش برستی ہے زمین سیراب ہوتی ہے اور زمین کو اگر جھاڑ جھنکاڑ سے پاک کرلیا جائے صاف کرلیا جائے تو زمین سے اچھی فصل ہوسکتی ہے۔ اللہ کی قسم اگر دل کی زمین کو صاف کرلیا جائے تو پھر جب قرآن کی بارش اس پر برستی ہے تو پھر ایمانی انوار اور روحانی پھل پھول پیدا ہوتے ہیں۔ ترمذی کی روایت ہے۔ ہمارے آقا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے قرآن کے بارے میں فرمایا کتاب اللّٰه فيه من نبامن قبلكم و خبر من بعد كم و حكما ما بينكم لوگو! یہ اللہ کی کتاب ہے اس کتاب میں پہلوں کے قصے ہیں تمہارے بعد کی خبریں ہیں اور آپس کے معاملات کے فیصلے ہیں هو الفصل ليس بالهزل یہ فیصلہ کن کلام ہے کوئی ہنسی مذاق والا کلام نہیں من تركه من جبّارٍ قسمه و من ابتغى الهدٰى فى غيره اضلّه الله جو جبار ظالم میری اس کتاب کو چھوڑے گا اللہ اس کو تباہ کردے گا اور جو شخص میری کتاب کو چھوڑ کر کہیں اور ہدایت کو تلاش کرے گا اللہ اس کو گمراہ کردے گا۔ یہ ہدایت دینے والی کتاب ہے، ہدایت اس سے ملے گی، ہدایت کا آخری منبع ہے، آخری سرچشمہ، پیاسوں کو پانی یہیں سے ملے گا، ہاں گمراہوں کو ہدایت یہیں سے ملے گی، اندھوں کو آنکھیں یہیں سے ملیں گی، اندھیروں میں بھٹکنے والوں کو روشنی یہیں سے ملے گی قرآن کے علاوہ روشنی کا کوئی اور راستہ باقی نہیں رہا۔

اِنَّهُمۡ يَكِيۡدُوۡنَ كَيۡدًا ﴿۱۵﴾ (وہ مشرکین چال چل رہے ہیں)

حضور اکرم ﷺ کو، قرآن کو ناکام بنانے کے لئے چالیں چلتے تھے۔

www.toobaaelibrary.com

اللہ تعالیٰ کی تدبیر کا مطلب

وَّ اَكِيْدُ كَيْدًا ﴿۱۶﴾ (میں بھی چال چل رہا ہوں)

میں بھی تدبیر کر رہا ہوں لفظی معنی کر رہا ہوں۔ معاذ اللہ یہ نہیں کہ وہ دھوکہ دے رہے تھے۔ اللہ فرما رہے ہیں یہ بھی تدبیر کر رہے ہیں میں بھی تدبیر کر رہا ہوں وَ مَكَرُوْا وَ مَكَرَ اللّٰهُ یہ بھی تدبیریں کرتے ہیں اللہ بھی تدبیر کرتا ہے وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ اور اللہ کی تدبیر سب سے بہتر ہوتی ہے۔ لیکن اللہ مہلت دیتا ہے اس لیے کہ وہ رحمان ہے، رحیم ہے، غفار ہے، ستار ہے، غفور ہے، وہّاب ہے، اور یہ بدبخت مہلت کو اپنے لیے بجائے رحمت بنانے کے زحمت بنالیتا ہے اس کو چاہیے کہ اس مہلت سے فائدہ اٹھائے، اس مہلت کو اللہ کو راضی کرنے کے بجائے اللہ کو ناراض کرنے والے کاموں میں لگا دیتا ہے۔

فَمَهِّلِ الْكٰفِرِيْنَ اَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا ﴿۱۷﴾ (کافروں کو مہلت دے دیجئے، ان کو چھوڑ دیجئے تھوڑی دیر کے لئے)

سورہ قلم میں فرمایا:

سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ ‎۔ وَاُمْلِيْ لَهُمْ اِنَّ كَيْدِيْ مَتِيْنٌ

کہ ہم ان کو ایسی جگہ سے پکڑیں گے کہ جہاں ان کو پتا ہی نہیں ہوگا اور میں ان کو مہلت دے رہا ہوں میری تدبیر بڑی سخت ہے۔ کل کے منکروں مخالفوں دشمنانِ دین کو بھی اللہ نے مہلت دی آج بھی اللہ مہلت دے رہے ہیں لیکن جب اللہ پکڑے گا تو پھر اللہ کی پکڑ سے کوئی چھڑا نہیں سکے گا۔ اللہ پاک مجھے اور آپ سب کو اپنی پکڑ سے محفوظ رکھے اور اپنی پکڑ کے آنے سے پہلے ہی مہلت سے فائدہ اٹھانے اور توبہ کرنے کی توفیق دے۔ آمین

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

www.toobaaelibrary.com

سُوْرَةُ الْاَعْلٰى مَكِّيَّةٌ

موضوع

توحید اور قدرت کے دلائل

www.toobaaelibrary.com

آیاتہا ۱۹ (۸۷) سُوْرَۃُ الْاَعْلٰی مَکِّیَّۃٌ (۸) رکوعاتہا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى ﴿۱﴾ الَّذِيْ خَلَقَ فَسَوّٰى ﴿۲﴾ وَالَّذِيْ قَدَّرَ فَهَدٰى ﴿۳﴾ وَالَّذِيْٓ
اَخْرَجَ الْمَرْعٰى ﴿۴﴾ فَجَعَلَهٗ غُثَآءً اَحْوٰى ﴿۵﴾ سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰٓى ﴿۶﴾ اِلَّا مَا شَآءَ
اللّٰهُ ۭ اِنَّهٗ يَعْلَمُ الْجَهْرَ وَمَا يَخْفٰى ﴿۷﴾ وَنُيَسِّرُكَ لِلْيُسْرٰى ﴿۸﴾ فَذَكِّرْ اِنْ نَّفَعَتِ
الذِّكْرٰى ﴿۹﴾ سَيَذَّكَّرُ مَنْ يَّخْشٰى ﴿۱۰﴾ وَيَتَجَنَّبُهَا الْاَشْقَى ﴿۱۱﴾ الَّذِيْ يَصْلَى النَّارَ
الْكُبْرٰى ﴿۱۲﴾ ثُمَّ لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى ﴿۱۳﴾ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ﴿۱۴﴾ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ
فَصَلّٰى ﴿۱۵﴾ بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ﴿۱۶﴾ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ﴿۱۷﴾ اِنَّ هٰذَا لَفِي
الصُّحُفِ الْاُوْلٰى ﴿۱۸﴾ صُحُفِ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى ﴿۱۹﴾

ترجمہ:......اپنے پروردگار کے نام کی تسبیح کرو جس کی شان سب سے اُونچی ہے،(۱) جس نے سب کچھ پیدا کیا اور ٹھیک ٹھیک بنایا،(۲) اور جس نے ہر چیز کو ایک خاص انداز دیا، پھر راستہ بتایا۔(۳) اور جس نے سبز چارہ (زمین سے) نکالا۔(۴) پھر اُسے کالے رنگ کا کوڑا بنا دیا۔(۵) (اے پیغمبر!) ہم تمہیں پڑھائیں گے، پھر تم بھولو گے نہیں،(۶) سوائے اُس کے جسے اللہ چاہے۔ یقین رکھو وہ کھلی ہوئی چیزوں کو بھی جانتا ہے، اور اُن چیزوں کو بھی جو چھپی ہوئی ہیں۔(۷) اور ہم تمہیں آسان شریعت (پر چلنے کے لئے) سہولت دیں گے۔(۸) لہٰذا تم نصیحت کیے جاؤ، اگر نصیحت کا فائدہ ہو۔(۹) جس کے دِل میں اللہ کا خوف ہوگا، وہ نصیحت مانے گا(۱۰) اور اُس سے دور وہ رہے گا جو بڑا بدبخت ہوگا،(۱۱) جو سب سے بڑی آگ میں داخل ہوگا،(۱۲) پھر اُس آگ میں نہ مرے گا اور نہ جئے گا۔(۱۳) فلاح اُس نے پائی ہے جس نے پاکیزگی اختیار کی،(۱۴) اور اپنے پروردگار کا نام لیا، اور نماز پڑھی۔(۱۵) لیکن تم لوگ دُنیوی زندگی کو مقدم رکھتے ہو،(۱۶) حالانکہ آخرت کہیں زیادہ بہتر اور کہیں زیادہ پائیدار ہے۔(۱۷) یہ بات یقیناً پچھلے (آسمانی) صحیفوں میں بھی درج ہے،(۱۸) ابراہیم اور موسیٰ کے صحیفوں میں۔(۱۹)

www.toobaaelibrary.com

تشریح:...... یہ سورۃ الاعلیٰ ہے اس میں انیس آیات ہیں فرمایا کہ:

سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى ﴿۱﴾ (تسبیح بیان کیجیے اپنے رب کے نام کی جو کہ بلند و برتر ہے)

تسبیح کا معنی ہے تنزیہ اور تنزیہ کا معنی ہے اللہ پاک کو ان باتوں سے پاک قرار دینا جو اس کی شان کے لائق نہیں ہیں۔ کمزوری اس کی شان کے لائق نہیں، بیماری، عیب، نقص، جہالت، عدم، فنا، اولاد، سہارا، نیند، اونگھ وغیرہ وغیرہ نامعلوم کتنے عوارض ہیں جو اللہ کی شان کے لائق نہیں ہیں ان سب سے اللہ کو پاک قرار دینا یہ تسبیح ہے۔

ساری کائنات اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتی ہے

اللہ کہتا ہے کائنات کی ہر چیز میری تسبیح بیان کرتی ہے۔ سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے وہ سب اللہ کی تسبیح بیان کرتے ہیں۔ یہ کوّے جن کی کائیں کائیں کی آواز آپ کو آتی ہے اور شام کے وقت چڑیوں کے چہچہانے کی آواز یہ سب اپنی اپنی زبان میں اپنے اپنے انداز میں اللہ کی تسبیح کر رہے ہیں۔ سورۂ اسراء میں اللہ نے بیان کیا تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ جو کچھ آسمانوں اور جو کچھ زمینوں میں ہے یہ بھی اور خود آسمان اور زمینیں یہ اللہ کی تسبیح بیان کرتے ہیں اور کائنات کی ہر چیز اس کی تسبیح اور تعریف بیان کرتی ہے وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ لیکن تم ان کی تسبیح کو سمجھ نہیں پاتے۔ کیڑے مکوڑوں کی اپنی زبان ہے اور چرند پرند کی اپنی زبان ہے، زمین و آسمان کی اپنی زبان ہے، پہاڑوں کی اپنی زبان ہے، ندی نالوں کی اپنی زبان ہے جس زبان سے وہ اللہ کی تسبیح بیان کرتے ہیں۔ پھر کوئی چیز زبان حال سے تسبیح بیان کرتی ہے اور کوئی چیز بیان قال سے اللہ کی تسبیح بیان کرتی ہے کسی کا حال یہ بتاتا ہے کہ یہ اللہ کی اتباع کر رہی ہے، اللہ کی تسبیح کر رہی ہے، اللہ کی تحمید کر رہی ہے اور کتنی ہی ایسی چیزیں ہیں کہ انہیں دیکھ کر بے ساختہ ہماری زبان سے سبحان اللہ کے الفاظ نکل جاتے ہیں۔ تو یہاں پر بظاہر تو اللہ نے اپنے نبی کو حکم دیا لیکن اپنے نبی کے واسطے سے سب کو حکم دیا کہ تم اپنے رب کی تسبیح بیان کیا کرو جو کہ بلند و برتر ہے اور خود حضور اقدس ﷺ نے تو اس حکم کے آتے ہی فوراً اس کی تعمیل بھی فرمادی۔ اللہ نے کہہ دیا تسبیح بیان کرو اور آپ نے اللہ کی تسبیح بیان کرنا شروع فرمادی اور امت کو بھی اس کا حکم دے دیا۔ ابن ماجہ میں حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ جب یہ آیت کریمہ اتری فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ تو ہمیں حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اجعلوھا فی رکوعکم تم اسے اپنے رکوع میں رکھ لو چنانچہ ہم نے رکوع میں سبحان ربی العظیم کہنا شروع کر دیا جب یہ آیت کریمہ اتری سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى تو آپ نے فرمایا اجْعَلُوْهَا فِيْ سُجُوْدِكُمْ اسے تم اپنے سجدوں میں کہا کرو چنانچہ ہم نے سجدوں میں سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى کہنا شروع کر دیا تو یہ اسی حکم کی تعمیل ہے۔ اسم سے ذات

www.toobaaelibrary.com

وصفات دونوں مراد ہوسکتے ہیں نام کی تسبیح یعنی اس کی ذات کی تسبیح۔ بعض نے کہا نام ہی مراد ہے اس کے نام کو بھی ہر عیب اور نقص سے پاک رکھنا ضروری ہے اس کے لیے کوئی ایسا نام تجویز کرنا جائز نہیں جس نام سے نقص اور عیب کا اظہار ہوتا ہو اور اس کی ذات کی بھی تسبیح اور پاکی بیان کرنا ضروری ہے۔

تخلیق کائنات میں اللہ کی دقیق حکمتیں

الَّذِیْ خَلَقَ فَسَوّٰی ﴿۲﴾ (جس نے ہر چیز کو پیدا کیا پھر اس کی نوک پلک سنواری، پھر اس کو اعتدال سے بنایا، پھر اس کو برابر کیا)

جتنی بھی چیزیں اس نے پیدا کیں چاہے وہ فرشتے ہوں، انسان ہوں، چوپائے ہوں، نباتات ہوں ہر چیز کو بنایا اور بہت اچھے طریقے سے بنایا۔ امام غزالیؒ نے فرمایا اور برحق فرمایا کہ کائنات کو جتنا خوبصورت اللہ نے بنایا ہے اس سے زیادہ خوبصورت بنایا ہی نہیں جاسکتا تو ہر چیز کو جیسے بنانا چاہیے تھا ویسے ہی بنایا پہاڑوں کو ایسے ہی بنانا چاہیے تھا، زمین کو یونہی بنانا چاہیے تھا، آسمان کو یونہی بنانا چاہیے تھا اور درختوں کو ایسے ہی بنانا چاہئے تھا اور حیوانوں میں لے لیں تو بے شمار قسمیں ہیں تو ہر حیوان کو اللہ نے جیسے پیدا کیا ویسے ہی پیدا کرنا چاہیے تھا۔ ساری چیزیں ایک جیسی ہوتیں آپ اندازہ کیجیے ہر طرف مور ہی مور ہوتے تو اس کائنات میں کیا حسن تھا ہر طرف مور ہی مور ہیں یہاں تو جیسے موروں سے حسن ہے اسی طریقے سے ان کوؤں سے کائنات کے اندر حسن ہے جیسے بلبل کی مترنم آواز اپنی طرف کھینچتی ہے اور اس کائنات میں حسن پیدا کرتی ہے اسی طریقے سے کوؤں کی یہ بے ڈھنگی آواز بھی کائنات میں حسن پیدا کرتی ہے جیسے اس نے کائنات کو بنایا ایسے ہی کائنات کو ہونا چاہیے تھا۔ ہر چیز کو خوبصورت بنایا جیسا قد کسی کے مناسب تھا ویسا قد کسی کو دیا جیسی آنکھیں کسی کے لیے مناسب تھیں ویسی آنکھیں دیں اور جیسی ٹانگیں کسی کے لیے مناسب تھیں ویسی ٹانگیں دیں۔

قَدَّرَ کا پہلا معنی

وَالَّذِیْ قَدَّرَ فَهَدٰی ﴿۳﴾ (جس نے اندازہ لگایا)

قَدَّرَ کا معنی ہوتا ہے اندازہ لگانا، تقدیر بھی اسی سے ہے اور مقدر کرنا بھی اس کا معنی ہے اور یہ بھی معنی کر سکتے ہیں کہ ہر چیز کے اندر اس کی خصوصیات رکھ دیں پھر رہنمائی بھی فرمادی ہر چیز کے اندر منافع رکھ دیئے پیٹرول میں کیا منافع ہیں، تیل میں کیا منافع ہیں، پانی میں کیا منافع ہیں لوہے میں کیا منافع ہیں، سونے میں کیا منافع ہیں، چاندی میں کیا منافع ہیں، ہوا میں کیا منافع ہیں، نباتات میں کیا منافع ہیں، ہزاروں قسم کی جڑی بوٹیاں ان کے اندر کیا منافع ہیں یہ منافع رکھ دیئے اور پھر انسان کی اس طرف رہنمائی بھی کر دی کہ دیکھو اس چیز میں تیرے لیے یہ

www.toobaaelibrary.com

فائدہ ہے اس میں یہ فائدہ ہے ایک جڑی بوٹیوں کے جہان کو لے لیں اتنا وسیع وعریض جہاں اتنی بڑی دنیا کہ میں نہیں سمجھتا کہ دنیا کا کوئی حکیم اور کوئی ڈاکٹر اور کوئی سائنسدان ایسا ہو جسے دنیا بھر کی ساری جڑی بوٹیوں کے بارے میں پوری مہارت ہو اور سب کی خصوصیات اور سب کے منافع اس کو معلوم ہوں بعض اوقات دیکھتے ہیں تو ایک ایک کتاب ایک جڑی بوٹی کے بارے میں لکھی ہوتی ہے اس میں ساری بیماریوں کے علاج لکھے جاتے ہیں کبھی کبھی تو مذاق کے طور پر میں کہتا ہوں کہ یہ حکیم تو ایسے لکھتے ہیں کہ ایک ہی پھل ایسا کہ اس کے اندر تمام بیماریوں کا علاج ہے اور ایک ہی پودا ایسا ہے، ایک ہی پھول ایسا ہے، اور ایک بوٹی ایسی ہے، گویا کہ اس سے ساری بیماریوں کا علاج ہو جاتا ہے جب ایک ایک بوٹی کا یہ حال ہے تو جہاں لاکھوں بوٹیاں ہوں! بے شمار بوٹیاں تو ایسی ہیں جو پاکستان کے اندر نہیں ہیں ہندوستان میں ہیں بے شمار بوٹیاں ایسی ہیں جو ہندوستان میں نہیں ہیں بنگلہ دیش میں ہیں بے شمار ایسی ہیں جو افریقہ میں ہیں، بنگلہ دیش میں نہیں بے شمار ایسی ہیں جو عرب میں ہیں افریقہ میں نہیں ہیں بے شمار ایسی ہیں جو امریکہ میں ہیں دنیا کے دوسرے خطوں میں نہیں ہیں پرندوں کا یہی حال ہے کیڑے مکوڑوں کا یہی حال تو ان کے اندر اللہ پاک نے مختلف قسم کے منافع اور مختلف قسم کی خصوصیات رکھدیں اور پھر انسان کو ان سے نفع اٹھانے کا ڈھنگ سکھا دیا تا کہ سمجھ لے اور کائنات کو کنٹرول کر لے میں نے یہ سب کچھ تیرے لیے پیدا کیا ہے اور تجھے میں نے اپنے لیے پیدا کیا ہے سب تیری خدمت کے لئے اور تجھے نفع پہنچانے کے لئے اور تو میری عبادت کے لئے اور میری خلافت کے لئے اور دنیا میں میرے حکموں کو جاری کرنے کے لئے ہے۔

قَدَّرَ کا دوسرا معنی

دوسرا معنی یہ بھی ہے قَدَّرَ فَهَدٰی ہر چیز کے اندر اس کی خصوصیات رکھدیں ہر چیز کو اس کی ذمہ داری بتلادی۔ زندگی گزارنے کے لئے جس قسم کے اعضاء کی اس کو ضرورت تھی وہ اعضاء دے دیئے غذا کی ضرورت تھی وہ غذا بھی اس کو بتادی اور وہ چیز زندگی کہاں گزارے گی یہ بھی بتا دیا، کوئی بل اور سوراخ میں، کوئی آشیانے میں اور کوئی خشکی میں اور کوئی پانی میں اور پھر نسل کیسے چلے گی انڈے ہوں گے یا بچے ہوں گے اور بچوں کی پرورش کیسے ہوگی حمل کیسے ٹھہرے گا اور یہ چیز زندگی کیسے گزارے گی اور اس کی زندگی کا مقصد کیا ہوگا یہ پہلے طے فرمادیا اور طے فرمانے کے بعد ہر چیز کو اپنے مقاصد کی تکمیل کی ہدایت بھی دے دی ہدایت صرف انسان کو نہیں دی بلکہ اللہ نے حیوان کو بھی دی ہے یہاں تک کہ کیڑے مکوڑوں کو بھی اللہ نے ہدایت دی کیسے زندگی گزارنی ہے یہ بتادیا آپ ایک شہد کی مکھی ہی کو لے لیجئے ہزاروں سال بلکہ اگر کہا جائے کہ لاکھوں سال ہو گئے کہ شہد کی مکھی ایک ہی طرح کا چھتہ بنا رہی ہے اللہ نے اس کے ذمے ایک کام لگا دیا تم نے شہد بنانا ہے اور شہد ان کی اپنی ضرورت بھی ہے لیکن اللہ نے اس کو کہہ دیا کہ تمہیں اپنی ضرورت سے زائد بنانا ہے جتنا وہ بناتی ہے اتنا شہد اس کی ضرورت نہیں ہوتا بعض مکھیاں وہ

www.toobaaelibrary.com

بھی ہیں بڑی مکھیاں منوں کے حساب سے شہد بناتی ہیں اور کھاتی تو وہ کلو کے حساب سے ہیں ضرورت سے زائد بنا رہی ہے کیوں اللہ کا حکم ہے اللہ کہتا ہے وَالَّذِیْ قَدَّرَ فَهَدٰی اللہ نے طے کر دیا تھا پھر ان کو ہدایت بھی دے دی کہ یہ کام کیسے کرنا ہے آپ گائے کو دیکھئے گائے دودھ دیتی ہے اپنی ضرورت سے زائد دیتی ہے اس کا بچھڑا کتنا پیتا ہے بیچارہ ایک کلو پیتا ہوگا لیکن ہم ایک کلو بھی اس کو نہیں پینے دیتے ایک چھٹانک سے بھی زیادہ اس کو نہیں پینے دیتے بس اتنا پینے دیتے ہیں کہ دودھ تھنوں میں اتر آئے جب اتر آتا ہے تو اس بیچارے کو بھوکا ہی رہنے دیتے ہیں اور وہ خود سارا ہضم کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ تو وہ ضرورت سے زائد دودھ پیدا کر رہی ہے کیوں؟ اللہ کا حکم ہے وَالَّذِیْ قَدَّرَ فَهَدٰی اللہ نے پہلے طے کر دیا پھر اس کو ہدایت دے دی کہ یہ کام اس طریقے سے کر رہی ہے میرے دل میں عجیب خیال آیا کہ اکثر یہ چیزیں کائنات میں جو اللہ نے پیدا کیں پیداوار کا کام کرتی ہیں انسانوں کے لئے اپنی ضرورت سے زائد پیدا کرتی ہیں اور واقعتاً ایسا ہوتا ہے کہ ان کی پیداوار انسانوں کے اور حیوانوں کے کام آتی ہے لیکن صرف انسان ہی ایسا بخیل ہے کہ ضرورت سے زائد کماتا ہے لیکن خرچ کرنے کا نام نہیں لیتا، دینے کا نام نہیں لیتا، چاہتا ہے کہ چمٹ جاؤں، خزانے پر سانپ بن کر بیٹھ جاؤں دوسرا امیر سامنے بھوکا مر جائے لیکن اس کو نوالہ نہ دوں اس کے دل میں ایک تنگی ہے وگرنہ اس کائنات کی ہر چیز ایسی ہے جو اپنی ضرورت سے زائد پیدا کرتی ہے اور پھر دیتی ہے لے جاؤ تم استعمال کرو۔ انسان سے زیادہ تو مکھی سخاوت کرتی ہے گائے اور بھینس سخاوت کرتی ہے۔

شہد کی مکھی اور قدرت خداوندی

ہزاروں لاکھوں سال ہوگئے کہ شہد کی مکھی ایک خاص قسم کا چھتہ بناتی ہے چھ کونوں والا چھتہ اور اس کے یہ چھ کونے ایسے برابر ہوتے ہیں کہ جدید ترین، باریک ترین آلات کی مدد سے اگر ان کی پیمائش کی جائے تو ان میں سے کسی کونے میں بھی ہزارویں حصہ کے برابر بھی فرق نہیں ہوگا ایسا چھتہ اور چھتہ کس سے بناتی ہے کوئی آلہ نہیں، کوئی جیومیٹری کا سامان نہیں پیمائش کے آلات نہیں منہ سے اور ہاتھوں سے اور گارا بھی منہ سے بناتی ہے کوئی تغاری بھی نہیں موم کو منہ میں پتلا کرتی ہے اور اسی موم کے ذریعے سے وہ چھتہ بناتی ہے اور اس چھتے میں درجۂ حرارت (کتابوں میں لکھا ہے کہ) پینتیس چھتیس گریڈ سے زیادہ نہیں ہوتا یہ طے شدہ بات ہے کہ باہر کے موسمی حالات کیسے بھی کیوں نہ ہوں مکھی کو یہ ہدایت ملی ہے کہ اندر درجۂ حرارت پینتیس درجۂ حرارت سے زیادہ نہیں ہونا چاہیے وگرنہ یہ جو قیمتی مشروب اور غذا تم تیار کر رہی ہو اس کے خراب ہونے کا خطرہ ہے چنانچہ وہ اپنے پروں سے ہوا دیتی ہے پانی کا چھڑکاؤ کرتی ہے دوسرے انتظامات کرتی ہے لیکن درجۂ حرارت کو نہ پینتیس گریڈ سے اوپر جانے دیتی ہے نہ نیچے گرنے دیتی ہے۔ اللہ اکبر

اللہ پوچھتا ہے یہ کون کرتا ہے؟ آیا یہ مکھی نے کہیں سے لکھنا پڑھنا سیکھا ہے اور ہونا یہ چاہیے تھا کہ پاکستان کی

www.toobaaelibrary.com

مکھیاں اور مزاج کی ہوتی اور ایشیا کی اور مزاج کی، چین کی اور مزاج کی اور افریقہ کی اور مزاج کی، عرب کی مکھیاں اور مزاج کی لیکن دنیا بھر کی مکھیوں کے اندر ایک اتفاق پایا جاتا ہے کہ ایسا ہی چھتہ بنانا ہے اور چھ کونوں والا بنانا ہے ارے اس انداز سے بنانا ہے یہ کون ہے جو ان کو اس پر متفق کیے ہوئے ہے؟ اللہ کہتا ہے تمہاری سمجھ میں نہیں آئے گا لیکن میں کہتا ہوں وَالَّذِیْ قَدَّرَ فَھَدٰی اللہ نے طے کر دیا کہ یونہی کرنا ہے اور پھر میں ہی ایشیا کی مکھیوں کو ہدایت کرتا ہوں اور افریقہ کی مکھیوں کو ہدایت کرتا ہوں، میں نے ان کو اس کام میں لگا رکھا ہے۔ اللہ اکبر۔ اس چھتے میں اسّی ہزار مکھیاں ایک وقت میں رہ سکتی ہیں اور اندر صحت اور صفائی اور ملاوٹ سے پاک ہونے کا انتظام اتنا کہ دو محافظ مکھیاں ہمیشہ باہر کے دروازے پر مقرر رہتی ہیں تاکہ کوئی بیرونی مادہ اور باہر کا کیڑا اندر نہ آجائے اور اگر بالفرض آجائے تو جب تک ساری مل کر اس کو نکال نہیں لیتی اس وقت تک ان کو چین نہیں آتا ہے، کوئی ایسی چیز جو خطرناک اور زہریلی ہو اس کو شہد میں لا کر شامل نہیں کرتی ہیں انسان سے کہیں زیادہ صحت اور صفائی کے اصولوں کا لحاظ رکھتی ہیں، انسان دھوکہ دینے کے لئے کہتا تو ہے سو فیصد خالص لیکن سو فیصد خالص ہوتا نہیں ہے جھوٹ بولتا ہے۔

اور انسان کی اخلاقی کمزوری دیکھئے کہ شہد کے اندر مکھی تو ملاوٹ نہیں ہونے دیتی یہ بد بخت خود شہد کے اندر ملاوٹ کر لیتا ہے اس نے صاف ستھری چیز اس کے حوالے کی تھی اس نے اس کے اندر ملاوٹ کر دی پھر وہ شہد کی تلاش میں ماری ماری پھرتی ہیں مکھی کے جو نظم وضبط کے اور اس کی محنت اور مشقت والی زندگی کے جو عجیب کام ہیں وہ اگر پڑھیں تو انسان دنگ رہ جاتا ہے شہد کی تلاش میں ماری ماری پھرتی ہے دور دراز کے راستوں میں جاتی ہے لیکن بھٹکتی نہیں ہے یہ کون ہے جو اس کو منزل تک لے جاتا ہے اور اس کو واپس لاتا ہے؟ اللہ کہتا ہے یہ میں ہوں وَالَّذِیْ قَدَّرَ فَھَدٰی میں ہدایت دیتا ہوں کس پھول سے اس کو شہد کا قطرہ مل جاتا ہے۔ کتابوں میں لکھا ہے کہ واپس آکر دوسری مکھیوں کو تین چیزیں بتلاتی ہے ایک تو یہ کہ شہد موجود ہے، دوسرا فلاں جگہ موجود ہے اس کے لئے خاص قسم کا رقص کرتی ہے جس سے دوسری مکھیاں سمجھ لیتی ہیں کہ اس طرف، شمال کی طرف، جنوب کی طرف، مشرق کی طرف پھول موجود ہیں جن کے اندر شہد دستیاب ہے ایک تو یہ بتلاتی ہے۔ دوسرا یہ بھی بتلاتی ہے کہ وہ پھول کتنے فاصلے پر ہے۔ اس کے لئے اپنے جسم کو خاص طریقے سے حرکت دیتی ہے وہ اس کی حرکت دیکھ کر سمجھ جاتی ہیں کہ فاصلہ کتنا ہے اور تیسرا کام یہ کرتی ہیں کہ جس پھول سے خود چوس چکی ہوتی ہے اس کو خالی کر چکی ہوتی ہے وہاں خاص قسم کی خوشبو چھڑک کر آجاتی ہے تاکہ دوسری مکھی آئے تو اس کی محنت ضائع نہ ہو وہ دوسرے پھولوں کی طرف رخ کریں اس پھول کی طرف رخ نہ کریں۔ ارے کوئی ہے جو خود یہ سب کام کر سکے اللہ کہتا ہے نہیں اگر مکھی کی زندگی پر غور وفکر کرو تو تم جان لوگے کوئی ہے جو قدم قدم پر اس کی رہنمائی کرنے والا ہے۔

وَاَوْحٰی رَبُّكَ اِلَی النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِیْ مِنَ الْجِبَالِ بُیُوْتًا وَّمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا یَعْرِشُوْنَ۔ اللہ کہتا ہے میں

www.toobaaelibrary.com

نے مکھی کی طرف وحی کی، مکھی کو حکم دیا گھروں میں، پہاڑوں میں، درختوں میں چھتے بناؤ پھر کہا کہ ثُمَّ كُلِي مِن كُلِّ الثَّمَرٰتِ مختلف پھلوں سے شہد حاصل کرو۔ فَاسْلُكِي سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا میں تیرے لیے راستوں میں آنا جانا آسان کردوں گا۔ تو بھولے بھٹکے گی نہیں۔ بعض کتابوں میں لکھا ہے واللہ اعلم یہ بات کہاں تک صحیح ہے صرف چالیس دن شہد کی مکھی کی زندگی ہوتی ہے ان چالیس دنوں میں زمین سے لے کر چاند تک جتنا سفر ہے اس سے زیادہ سفر ایک مکھی طے کرتی ہے اور اس کے لیے قطرہ قطرہ کر کے شہد حاصل کرتی ہے اور زندگی بھر ایک مکھی تقریباً ایک چچ کے برابر شہد اکٹھا کرتی ہے، کتنی محنت سے انسانوں کے لئے یہ چیز اختیار کر رہی ہے۔ اللہ کہتا ہے ہم نے اس کے لئے یہ راستے آسان کر دیئے پھر ملکہ ہے، اس کی اتباع میں ساری مکھیاں اس کے پیچھے چلتی ہیں اس کے حکم کی کوئی خلاف ورزی نہیں کرسکتی۔ تو فرمایا کہ وَالَّذِي قَدَّرَ فَهَدٰى جس نے ہر چیز کے لئے فیصلہ کر دیا کہ زندگی کیسے گزارنی ہے اور پھر زندگی گزارنے کی اس کو ہدایت بھی دے دی۔

کنگرو اور قدرت خداوندی

کنگرو نام کے جانور کے بارے میں آپ نے سنا ہوگا یہ عام طور پر آسٹریلیا کے اندر پایا جاتا ہے یہ مادہ کنگرو مسلسل تین بچے جنتی ہے اور جب اس کا بچہ پیدا ہوتا ہے تو یہ جنس کی حالت میں ہوتا ہے۔ میں نے کتاب میں لکھا ہوا دیکھا کہ مونگ پھلی کے دانے کے برابر ہوتا ہے ابھی اس کی شکل وصورت نہیں بنتی پہلے ہی سے پیدا ہوجاتا ہے۔ باہر آکر اس کی شکل وصورت بنتی ہے، اعضاء بنتے ہیں ماں کی تھیلی میں آجاتا ہے یہاں سے دودھ، پینا شروع کرتا ہے اور اس کی تکمیل اور تحمیل کے مراحل طے ہونا شروع ہوتے ہیں، ایک سو نوے دن اس تھیلی میں رہتا ہے ایک سو نوے دن کے بعد تھیلی سے باہر نکلنے کے قابل ہوتا ہے اور تقریباً دو سو پچیس دن کے بعد وہ مکمل تھیلی کو چھوڑ دیتا ہے۔ لیکن ابھی یہ تھیلی میں ہوتا ہے کہ دوسرا بچہ پیدا ہوجاتا ہے پھر یہ کھانے کے قابل ہوجاتا ہے کہ تیسرا بچہ پیدا ہوجاتا ہے تقریباً چھ چھ مہینے کے فرق سے یہ تین بچے یکے بعد دیگرے پیدا ہوتے ہیں اور اتنے مہینوں کے بعد وہ پیدا ہوتے ہیں انہیں سے ہر ایک کے لئے الگ الگ پستان ہوتا ہے اور الگ الگ نپل ہوتی ہے ہر ایک کے دودھ کا معیار الگ الگ ہوتا ہے جو چند دن کا بچہ ہے اس کے دودھ کا معیار اور ہے جو چھ مہینے کا ہے اس کے دودھ کا معیار اور ہے جو اس سے بڑا ہے اس کے دودھ کا معیار اور ہے۔ اللہ اکبر

ماں ایک ہے پستان ایک جگہ پر ہیں لیکن الگ الگ۔ تین پستان ہیں اور اللہ نے تینوں کی عمروں کا لحاظ کرتے ہوئے جیسی غذا کی ان کو ضرورت تھی اس کے مطابق دودھ کا معیار برقرار رکھا۔ اللہ کہتا ہے کون ہے جو یہ کرتا ہے کوئی ہے ڈاکٹر جو کنگرو مادہ کے پیٹ میں بیٹھا ہوا ور دودھ کی کوالٹی، کو اور اس کی غذائیت کو کنٹرول کر رہا ہو؟ اللہ کہتا ہے نہیں وَالَّذِي قَدَّرَ فَهَدٰى میں نے طے کیا کہ اس نے کیسے بچے پیدا کرنے ہیں اور پھر میں نے ہی اس کو ہدایت دے دی

www.toobaaelibrary.com

کہ تم نے بچوں کی پرورش کیسے کرنی ہے اور کون سا دودھ کس بچے نے پینا ہے۔ حالت یہ ہے کہ ایک بچہ دوسرے بھائی کے پستان پر منہ نہیں مارتا ہے اس لیے کہ وہ دودھ اس کی حالت کے موافق نہیں وہ اس سے زیادہ طاقت والا ہے یا اس سے کمزور تر ہے۔ اللہ کہتا ہے میں نے طے کیا اور میں ہی ہدایت دیتا ہوں۔

مگرمچھ اور قدرت خداوندی

آپ جانتے ہیں مگرمچھ کتنا خوفناک جانور ہے اس کے نام ہی سے خوف آتا ہے اور آپ یہ بھی جانتے ہیں کہ مگرمچھ مادہ جو ہوتی ہے وہ انڈے دیتی ہے وہ انڈے ایسی جگہ رکھتی ہے جہاں درجۂ حرارت تیس سے زیادہ نہیں ہونا چاہیے اس درجۂ حرارت کو برقرار رکھنے کے لئے وہ اپنے آپ کو مشقت میں ڈالتی ہے، ریت کے اندر کھڈا بناتی ہے، پانی لاتی ہے، مختلف قسم کے حیلے بہانے کرتی ہے، تاکہ درجۂ حرارت تیس سے بڑھ نہ جائے، جب اس کے بچے پیدا ہوجاتے ہیں تو آپ کو پتہ ہے کہ اس کے بچے رہتے کہاں ہیں؟ اس کے بچے اس کے منہ کے اندر بنی ہوئی جبڑوں کے درمیان، دانتوں کے درمیان تھیلی ہوتی ہے جس میں مگرمچھ مادہ کے بچے رہتے ہیں، چھ بچے بیک وقت اس میں رہ سکتے ہیں وہ مگرمچھ جو ایک بوٹی کے لئے بھوکی مرتی ہے اللہ نے اس کے جبڑوں میں بالکل دانتوں کے درمیان تھیلی بنادی۔ میں نے ایک کتاب میں اس تھیلی کی تصویر دیکھی تو دنگ رہ گیا دونوں طرف خطرناک دانت اور ان کے ساتھ ہی وہ تھیلی بنی ہوئی ہے جس کے اندر ان کے بچے رہتے ہیں یہ کون ہے جو اس بھوکی مادہ مگرمچھ کو روک لیتا ہے؟ جو ایک بوٹی کے لئے بھوکی ہے تم نے ان بچوں کو کھانا نہیں ہے ان کی پرورش کرنی ہے اللہ کہتا ہے یہ میں کرتا ہوں وَالَّذِیْ قَدَّرَ فَهَدٰى میں نے طے کردیا پھر میں اس کو ہدایت بھی دیتا ہوں کہ تم نے یوں کرنا ہے۔

کوئل اور قدرتِ خداوندی

میں آپ کو اللہ کی ہدایت کی ایک عجیب ترین مثال دیتا ہوں کوئل آپ نے دیکھی بھی ہوگی نام بھی سنا ہوگا لیکن یہ بہت کم جانتے ہوں گے کہ یہ جب انڈے دیتی ہے تو اپنے انڈوں سے خود بچے نہیں نکالتی اور ایک موسم میں یہ تقریباً بیس انڈے دیتی ہے یہ انڈے دینے کے لئے ایسے وقت اور موسم کا انتخاب کرتی ہے جب اس کے سائز کا کوئی دوسرا پرندہ انڈے دے رہا ہو تو اس کی جاسوسی کرنا شروع کردیتی ہے جب وہ انڈے دیتا ہے تو یہ اپنے انڈوں میں سے ایک انڈہ اٹھا کر اس کے انڈوں میں رکھ آتی ہے اور ایک انڈہ اس کے انڈوں میں سے نیچے گرادیتی ہے تاکہ اسے شک نہ ہوجائے۔ یوں اس کے بیس انڈے مختلف گھونسلوں میں چلے جاتے ہیں اور تقریباً بارہ دن کے بعد بچے نکلتے ہیں اور جب انڈوں سے بچے نکلتے ہیں تو آپ یہ سن کر دنگ ہوں گے کہ اس کے بچے انڈوں سے نکلنے کے بعد پہلا کام یہ کرتے ہیں کہ دوسرے جانور پرندے کے جو انڈے وہاں پڑے ہوتے ہیں ان کو اٹھا کر گھونسلے سے باہر

www.toobaaelibrary.com

چھینک دیتے ہیں چنانچہ دوسرا پرندہ کوئل کے بچوں کی پرورش کرتا ہے اور حیرانگی اس وقت ہوتی ہے جب یہ چھ ہفتوں کے بعد چلنے پھرنے اڑنے کے قابل ہوتے ہیں تو بعض اوقات اپنی پرورش کرنے والے پرندوں سے، اپنے ان نقلی ماں باپ سے قد کاٹھ میں بڑا ہوتا ہے۔

وحی کی حفاظت ہمارے ذمہ ہے

حضور اکرم ﷺ جبرائیل امین کی زبان سے وحی کی آیات اور الفاظ سن کر جلدی جلدی ان کو دوہرانے کی کوشش کرتے تاکہ یاد ہو جائے اللہ نے فرمایا سورۃ القیامہ میں لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ ﴿١٦﴾ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ ﴿١٧﴾ آپ پریشان نہ ہوں قرآن کو جمع کرنا بھی میری ذمہ داری ہے آپ کے سینے میں بھی محفوظ کرنا میری ذمہ داری اور پڑھانا بھی میری ذمہ داری ہے اور دنیا میں چلانا بھی میری ذمہ داری ہے آپ پریشان نہ ہوں چنانچہ یہاں پر بھی فرمایا:

سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰٓى ﴿٦﴾ (ہم تجھ کو پڑھادیں گے پھر آپ نہیں بھولیں گے)

چنانچہ بغیر کسی کتاب کے ہمارے آقا نے قرآن پڑھا قرآن کتابی شکل میں تو نہیں تھا، لکھا ہوا تو نہیں تھا آپ نے بغیر کسی استاد کے اور بغیر کسی کتاب کے قرآن پڑھا اور اللہ نے آپ کے سینے میں قرآن پورے کا پورا محفوظ کر دیا اور سینے میں قرآن کا محفوظ ہو جانا یہ بھی قرآن کریم کا ایک عظیم معجزہ ہے نہ صرف حضور اکرم ﷺ کے سینے میں قرآن محفوظ ہوا بلکہ اللہ نے دنیا کے اربوں انسانوں کے سینوں میں قرآن کریم کو محفوظ کر دیا جن سینوں میں قرآن محفوظ ہے مبارک ہو ان کو اگر وہ قرآن پر عمل کرنیوالے ہیں کہ انکا سینہ محمد الرسول اللہ ﷺ کے سینے کے ساتھ مشابہت رکھتا ہے۔ اللہ اکبر حضور کے سینے میں بھی قرآن محفوظ تھا۔ مبارک ہے وہ حافظ جو باعمل حافظ ہے کہ جس کے سینے میں قرآن محفوظ ہے اور اس کو قرآن کی عظمت کی قدر بھی ہے۔

اعجاز قرآنی کا انوکھا پہلو

امت میں ایسے ایسے حفاظ ہیں کہ جن کو پورا قرآن یاد ہے ایک لفظ تک نہیں بھولتا ہے، الحمد سے لے کر والناس تک پورا قرآن پڑھ جائیں تو کہیں اٹک نہ آئے یہ قرآن کا معجزہ ہے۔ آپ نے ایسے حافظ تو بے شمار نے اور دیکھے کہ انکا امتحان لیا تو الحمد سے لے کر والناس تک بھی پورا قرآن یاد اور والناس سے لے کر الحمد تک الٹا بھی پورا قرآن یاد۔ پچھلے دنوں ہمارے سامنے اس طریقہ سے ایک چھوٹے سے بچے نے حفظ قرآن کریم کی پختگی کا مظاہرہ کیا تو الحمد سے لے کر والناس تک جہاں سے بھی سن لیا اس نے سنایا اور پھر یہ کہ ہر آیت کا پہلا لفظ سناؤ تو شروع سے آخر تک اس کو اس طریقہ سے بھی یاد، ہر آیت کا صرف پہلا لفظ پڑھتا چلا جاتا ہے پھر الٹا بھی، پھر

www.toobaaelibrary.com

اس سے پہلی آیت، پھر اس سے پہلی آیت اور اسی طریقہ سے الٹا آخر سے یہ بتانا شروع کریں کہ قرآن کریم کی آخری آیت کا پہلا حرف یہ ہے پھر آخر سے پہلی آیت کا حرف یہ ہے اور یوں الحمد تک جہاں سے بھی سن لیں اس کو سارا کا سارا یاد، ہر آیت کا الٹا رخ بھی بتا سکتا ہے، پہلا لفظ کون سا ہے یہ قرآن کریم کا اعجاز ہے۔ خدا کی قسم! دنیا میں نہ تورات کے حافظ ہیں نہ انجیل کے حافظ ہیں۔ جن ملکوں میں تورات کے ماننے والے رہتے ہیں انجیل کے ماننے والے رہتے ہیں ان ملکوں میں بھی تورات وانجیل کے حافظ تو نہیں ملیں گے قرآن کریم کے حافظ ضرور ملیں گے قرآن کریم کی سچائی کے تو بیشمار پہلو ہیں کاش دنیا کے متعصب لوگ اس پہلو کو لے لیں حفظ قرآن کا پہلو اتنا بڑا پہلو ہے اعجاز اور صداقت کا پہلو غیر متعصب انسان کے قرآن پر ایمان لانے کے لئے یہی پہلو کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کتاب کے اندر یہ برکت رکھی ہے کہ سینے میں محفوظ ہو سکتی ہے۔

قرآن کے سب سے پہلے حافظ ہمارے آقا حضرت محمد الرسول اللہ ﷺ ہیں۔ اللہ فرماتا ہے کہ ہم آپ کو پڑھائیں گے پھر آپ نہیں بھولیں گے۔

اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ (مگر جو اللہ چاہے)

جو وقتی احکام اللہ منسوخ کرنا چاہیں وہ تو منسوخ ہو جائیں گے باقی میرا کلام آپ کے سینے میں محفوظ رہے گا آپ کے سینے سے جائے گا نہیں آپ پریشان نہ ہوں۔

اِنَّهٗ يَعْلَمُ الْجَهْرَ وَمَا يَخْفٰى ⑦ (اللہ ظاہر کو بھی جانتا ہے اور مخفی کو بھی جانتا ہے)۔

شریعت محمدی ﷺ آسان شریعت ہے

وَنُيَسِّرُكَ لِلْيُسْرٰى ⑧ ۚ (اے میرے نبی! ہم آپ کو توفیق دیدیں گے آسان شریعت پر عمل کرنے کی) ہم آپ کے لئے شریعت پر چلنا آسان کر دیں گے۔

دو باتیں جان لیجئے! پہلی بات تو یہ کہ یُسْرٰی یہاں پر شریعت کو کہا ہے یہ شریعت آسان شریعت ہے جو اس شریعت کو مشکل شریعت کہتے ہیں شیطان نے ان پر قبضہ جما رکھا ہے۔ شیطان کے تصرف میں ہیں نہ یہ صرف شریعت آسان ہے بلکہ شریعت پر چلنے والے کی پوری کی پوری زندگی آسان ہو جاتی ہے، زندگی میں بڑی آسانیاں آجاتی ہیں میرے بزرگو اور دوستو! جو واقعی شریعت پر چلتا ہے اس کی گھر کی زندگی آسان، اس کی تجارت کی زندگی آسان، اس کی شادی بیاہ کی زندگی آسان، معاشرتی زندگی آسان، تجارتی زندگی آسان یہ شریعت آسان شریعت ہے اللہ نے کہا۔ يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ[1] (اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ آسانی کرنا چاہتا ہے) تنگی نہیں کرنا چاہتا ہے اللہ نے نماز کا حکم دیا تو اس لیے نہیں دیا کہ تنگی کر دے، بندوں کو تنگ کر دے، نہیں، اللہ تعالیٰ

www.toobaaelibrary.com

کہتا ہے میں نے اس لئے حکم دیا تا کہ تیرے لیے آسانیاں ہوں اور نماز میں کتنی آسانیاں پیدا کردیں کھڑے ہوکر نہیں پڑھ سکتے بیٹھ کر پڑھ لیجئے، بیٹھ کر نہیں تو لیٹ کر پڑھ لیجئے، مسجد میں نہیں جا سکتے گھر میں پڑھ لیجئے، وضو نہیں کر سکتے تیمم کر کے پڑھ لیجئے سفر میں گئے قصر ہوگئی دو رکعتیں ہوگئی اللہ آسانیاں ہی آسانیاں پیدا کرتے ہیں مشکلات پیدا نہیں کرتے لیکن جو لوگ چاہتے ہیں ہم حیوانوں جیسی زندگی گزاریں انہیں واقعتاً شریعت پر چلنے میں کچھ مشکلات محسوس ہوتی ہیں بہت سارے لوگ ایسے ہیں جن کو انسانوں کی طرح زندگی گزارنا بہت مشکل محسوس ہوتا ہے۔ وہ کتوں جیسی زندگی گزارنا چاہتے ہیں، بھیڑیوں جیسی زندگی، نہ حلال کا فرق، نہ حرام کا فرق نہ جائز کا فرق نہ نا جائز کا فرق جہاں یہ باتیں آتی ہیں یہ حلال، یہ حرام، جائز، نا جائز کہتے ہیں بڑی مشکلات ہیں۔ ہر ملک کے اندر قوانین ہیں ٹریفک کے قوانین ہیں، تجارت کے قوانین ہیں، داخلہ کے قوانین ہیں، خارجہ کے قوانین ہیں، ایک ایک دفتر کے قوانین ہیں انکا لحاظ کرتے ہیں، کوئی مشکل محسوس نہیں ہوتی اور جہاں اللہ اور اس کے رسول کے قوانین آتے ہیں کہتے ہیں بڑے مشکل قوانین ہیں۔

اور دوسری بات یہ کہ جو شریعت پر چلنا چاہے اللہ اس کے لئے چلنا آسان کر دیتے ہیں وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ۔ (جو چلنا چاہتے ہیں ہم تک پہنچنا چاہتے ہیں ہم ان کے لئے پہنچنا آسان کر دیتے ہیں) ایک راستہ نہیں ان کے لئے کئی راستے کھول دیتے ہیں اور جو ہم تک آنا ہی نہیں چاہتا شریعت پر چلنا ہی نہیں چاہتا اس کے لئے واقعی شریعت بڑی مشکل ہے۔

آپ اپنا فریضہ رسالت ادا کیجئے

فَذَكِّرْ اِنْ نَّفَعَتِ الذِّكْرٰى ﴿۹﴾ (آپ نصیحت کر دیجئے اگر نصیحت فائدہ دے)

دو معنی کیے گئے ہیں۔

پہلا معنی آپ نصیحت کر دیجئے اگر نصیحت فائدہ دے۔ بعض حضرات نے کہا نصیحت ایسی جگہ کی جائے جہاں واقعی نصیحت کا کچھ فائدہ ہوتا ہوا دکھائی دے، نا اہل کے پاس علم کی بات کو ضائع نہ کیا جائے، ایسے شخص کے سامنے دین کی بات رکھی جائے جس کے اندر واقعی کچھ طلب ہو۔ بعض لوگوں کو دیکھنے سے محسوس ہو جاتا ہے جیسے ان کو شریعت کی بات سے وحشت ہوتی ہے وہ شریعت کی بات سننے کے لئے تیار نہیں ہوتے بلکہ وہ دیکھ لیتے ہیں کہ یہ شریعت کی بات کرنا چاہتا ہے، اللہ اور اس کے رسول کی بات کرنا چاہتا ہے تو ان کے چہروں پر بل پڑ جاتے ہیں اور کہلاتے مسلمان ہیں اللہ نے قرآن میں کہا:

وَاِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَاَزَّتْ قُلُوْبُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ ۚ وَاِذَا ذُكِرَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ

www.toobaaelibrary.com

إِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ
(اور جب ان کے سامنے اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل تنگ ہو جاتے ہیں جب غیر اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو خوش ہو جاتے ہیں)

وہ دیکھ لیتے ہیں کہ نیکی کی بات کرنے والا، کتاب و سنت کی بات کرنے والا ہے فوراً ان کے چہروں پر بل پڑ جاتے ہیں ہم یہ بات سننے کے لئے آمادہ نہیں ہیں میں اس قسم کے ذھن کا نہیں ہوں مجھے سب کچھ پتہ ہے اس طرح کی بات کر کے جان چھڑائے تو ایسوں سے بات نہ ہی کی جائے۔

دوسرا معنی: یہ بیان کیا گیا کہ قرآن کا انداز یہ ہے جہاں پر یوں آتا ہے آپ نصیحت کیجئے اگر نصیحت فائدہ دے تو مطلب یہ ہے کہ نصیحت فائدہ دے یا نہ دے آپ کا کام ہے نصیحت کا کر دینا آپ کر دیجئے آپ کا کام تو میری بات کو، میرے پیغام کو پہنچا دینا ہے دل میں اتار دینا آپ کا کام نہیں ہے لہٰذا آپ پہنچا دیجئے۔

سَيَذَّكَّرُ مَنْ يَّخْشٰى ﴿۱۰﴾
(نصیحت وہی قبول کرے گا جو اللہ سے ڈرنے والا ہو گا جس کے دل میں خوفِ خدا ہو گا وہ نصیحت قبول کرے گا)۔

شقی کا انجام

وَيَتَجَنَّبُهَا الْأَشْقَى ﴿۱۱﴾ (اور اس سے گریز کرے گا وہ جو بڑا بد بخت ہو گا)

اللہ! ہمیں ان سے بنانا جو تجھ سے ڈرنے والے ہیں ان میں سے نہ بنانا جو بڑے بد بخت ہیں اور نصیحت کی بات سے گریز کرتے ہیں، قرآن سننے سے گریز کرتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کی باتیں سننے سے گریز کرتے ہیں آمین

الَّذِيْ يَصْلَى النَّارَ الْكُبْرٰى ﴿۱۲﴾ (وہ بد بخت جو بڑی آگ میں جلے گا)۔

نارِ کبریٰ بڑی آگ دنیا کی آگ نار صغریٰ ہے چھوٹی آگ آخرت کی آگ نار کبریٰ ہے بڑی آگ، اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا کہ دنیا کی آگ آخرت کی آگ کا سترواں جز ہے ستر جزوں میں سے ایک جز ہے فرمایا کہ یہ اس میں جلے گا۔

دوزخ میں نہ موت ہے نہ زندگی

ثُمَّ لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى ﴿۱۳﴾ (نہ تو اس آگ میں مرے گا اور نہ جیئے گا)۔

مرنا چاہے گا لیکن موت نہیں آئے گی سورۃ فاطر میں فرمایا:

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ نَارُ جَهَنَّمَ لَا يُقْضٰى عَلَيْهِمْ فَيَمُوْتُوْا وَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ مِّنْ عَذَابِهَا
(ان کے لئے جہنم کی آگ ہو گی اس میں مر نہیں سکیں گے چاہیں گے مرنا لیکن مر نہیں سکیں گے اور نہ ہی عذاب میں تخفیف اور

www.toobaaelibrary.com

آسانی کی جائے گی)

نہ موت ہوگی اور نہ زندگی وہ ایسی زندگی ہے کہ موت سے بھی بدتر۔

تزکیہ کرنے والوں کا انعام

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ﴿۱۴﴾

اللہ جہاں بدبختوں کا ذکر کرتا ہے تو وہاں نیک بختوں کا بھی ذکر کرتا ہے، جہاں جہنم کا ذکر کرتا ہے وہاں جنت کا بھی ذکر کرتا ہے تاکہ کہیں ایسا نہ ہو کہ میرے بندے میری پکڑ دھکڑ کی باتیں سن کر مایوس ہی ہو جائیں اللہ ایسا نہیں چاہتا اللہ امید کا دروازہ بھی کھولتا ہے تو اس لیے ساتھ ان کا بھی ذکر کر دیا قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى۔ (تحقیق کامیاب ہو گیا وہ شخص جس نے اپنے آپ کو پاک کر لیا۔) کس سے پاک کر لیا؟ کفر سے پاک، شرک سے پاک، منافقت سے پاک، روحانی بیماروں سے پاک، مال و مرتبے کی محبت سے پاک، ایسی محبت جو اللہ کی محبت میں، اللہ کے رسول کی محبت میں رکاوٹ بن جائے اس سے اپنے آپ کو پاک کر لیا جس نے اپنے آپ کو پاک کر لیا وہ کامیاب ہو گیا۔

شریعت کے چار بُنیادی اُصول

شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے شریعت کے چار بنیادی اُصول بتائے ہیں (۱) باطن کی پاکیزگی۔ (۲) تواضع۔ (۳) خودغرضی سے بچنا۔ (۴) عدل وانصاف۔

پہلا اصول:......باطن کی پاکیزگی

بعض اُصول ایسے ہیں جو ہر شریعت میں رہے کبھی منسوخ نہیں ہوئے پہلا اصول طہارت، پاکی، ظاہر کی بھی پاکی اور باطن کی بھی پاکی اور باطن کی پاکی ظاہر کی پاکی سے بھی زیادہ ضروری ہے، ظاہر کو پاک کرلے باطن ناپاک رہے کسی کام کا نہیں ہے ظاہر کا پاک کرنا کیا ہے؟ غسل کرلیا، اچھے صابن سے نہالیا، پرفیوم لگالیا، اچھے کپڑے پہن لئے مٹی کا نام ونشان نہیں کپڑوں پر داغ دھبہ نہیں یہ ظاہری پاکی ہے لیکن اصل باطن کی پاکی اور صفائی ہے۔

دوسرا اصول:......تواضع

اخبات تواضع، عاجزی یہ ہر شریعت میں رہا اللہ کو عاجزی پسند ہے اور تکبر پسند نہیں ہے، جھکنے والے پسند ہیں، اکڑنے والے اللہ کو پسند نہیں ہیں اور یہ بھی بتادوں کہ تکبر کا تعلق غریبی اور امیری کے ساتھ نہیں کوئی یہ سمجھے جتنے امیر ہیں متکبر ہوتے ہیں اور غریب جو ہیں سارے عاجزی کرنے والے ہوتے ہیں بسا اوقات ایسے بھی ہوتا ہے غریب بھی ہے اور متکبر بھی اور امیر بھی ہے اس کے اندر تواضع بھی ہے، عاجزی بھی ہے۔

www.toobaaelibrary.com

تیسرا اصول:......خود غرضی سے بچنا

سماحت یعنی اپنے آپ کو خود غرضی سے پاک کر لینا۔ ایسا نہ ہو کہ ہر وقت اپنا ہی فائدہ سوچتا رہے دوسروں کا بھی فائدہ سوچے، دوسروں کی بھلائی سوچے اس امت کو اللہ نے ساری امتوں سے بہتر اسی لیے قرار دیا یہ صرف اپنا فائدہ نہیں سوچتی دوسروں کا بھی فائدہ سوچتی ہے:

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ

(تمہیں دوسروں کے فائدہ کے لئے نکالا گیا ہے اس لیے تم سب سے بہتر ہو)۔

چوتھا اصول:......عدل وانصاف

طہارت، اخبات اور عاجزی اور سماحت یعنی اپنے آپ کو خود غرضی سے پاک رکھنا اور عدالت یعنی عدل اور انصاف یہ چار اصول ایسے ہیں جو ہر شریعت کے اندر رہے ہیں۔

نماز درحقیقت خالق حقیقی کی یاد ہے

وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى ﴿۱۵﴾ (اور اپنے رب کے نام کو یاد کیا پھر نماز پڑھی)

اپنے رب کی عظمت کو یاد کیا، اپنے رب کی کبریائی کو، اس کے جلال کو، اس کے رحمٰن ہونے کو، رحیم ہونے کو، اس کے احسانات کو یاد کیا پھر نماز پڑھی جب اللہ کو یاد کرتا ہے کہ تو اللہ کے سامنے جھکتا ہے اس کے میرے اوپر بڑے احسانات ہیں وہ جلال والا ہے، جمال والا ہے، رحمن اور رحیم ہے، اس کے دل سے آواز اٹھتی ہے اس منعم حقیقی کے سامنے جھک جاؤ تو جھک جاتا ہے۔ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى۔ صَلّٰى کے معنی خشوع اختیار کرنا ہے اپنے رب کو یاد کرنا ہے اور خشوع کے ساتھ نماز پڑھنا ہے اللہ کی طرف متوجہ، اللہ کے سامنے عاجز ہو جانا ہے۔ بعض صلحاء نے فرمایا اللہ کی نعمت کو یاد کرو اللہ کے احسان کو یاد کرو اللہ نے تمہاری زبانوں کو مزین کیا ہے شہادتوں کے ساتھ:

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔

تمہارے دل کو مزین کیا ہے اپنی معرفت کے ساتھ، محبت کے ساتھ اور تمہارے بدن کو مزین کیا ہے عبادت کے ساتھ۔ لہٰذا نماز پڑھو جو شخص نماز پڑھے گا جب تک نماز میں رہے گا اس پر اللہ کی رحمت نازل ہوتی رہے گی فرشتے اس کو گھیرے رہیں گے اور جب وہ اللہ کو پکارے گا یا ربّ! یا ربّ! کہے گا۔ اللہ اکبر۔ حدیث میں آیا بعض صلحاء نے نقل کیا جب بندہ کہتا ہے یا رب! یا رب! تو اللہ کہتا ہے لَبَّيْكَ يَا عَبْدِيْ اے میرے بندے میں حاضر ہوں ہائے اللہ! تیرے کرم کی انتہاء یہ تو بندے کی زبان ہے وہ کہے لبیک اللہ میں حاضر ہوں لیکن جب نماز میں وہ

www.toobaaelibrary.com

محبت کے ساتھ عاجزی کے ساتھ پکارتا ہے تو اللہ کہتا ہے لَبَّیْکَ یَا عَبْدِیْ میرے بندے! میں حاضر ہوں بول کیا کہتا ہے کہا کہ اگر بندہ کو پتہ چل جائے میں کس ذات کے ساتھ راز و نیاز میں مصروف ہوں تو اس کا دل کسی اور طرف متوجہ نہ ہو۔ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى اپنے رب کا نام یاد کرتا ہے تو نماز پڑھتا ہے یا خشوع و خضوع اختیار کرتا ہے اللہ ہی کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے یہ تو وہ ہے جس نے اپنے آپ کو پاک کر لیا لیکن بہت سے ایسے ہیں جو اپنے آپ کو پاک نہیں کرتے اللہ فرماتے ہیں:

دنیا و آخرت کی زندگی میں تقابل

بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ﴿۱۶﴾ (بلکہ تم ترجیح دیتے ہو دنیا کی زندگی کو)

دنیا کی زندگی کو ترجیح دیتے ہو اس لیے کہ یہ نقد ہے۔

وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ﴿۱۷﴾ (لیکن آخرت بہتر ہے دنیا سے اور پائیدار ہے)

یہی تعلیم پہلے صحیفوں میں بھی تھی کون سے صحیفے؟

صُحُفِ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى ﴿۱۹﴾ (ابراہیم علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام کے صحیفے)۔

آسمانی صحیفے

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بھی صحیفے عطاء کیے گئے اور بعض روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو توراۃ کے علاوہ بھی صحیفے عطاء کیے گئے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے صحیفوں کے بارے میں پوچھا اس میں کیا تھا؟ آپ نے فرمایا بس ان میں عبرتیں اور نصیحتیں تھیں مثال کے طور پر ایک نصیحت آپ نے بیان فرمائی یاد رکھنے کی ہے اس طرح کی نصیحتیں تھیں ''عجبت لمن ایقن الموت کیف یفرح'' مجھے تعجب ہے اس شخص پر جس کو موت کا یقین ہے پھر وہ کیسے خوش ہوتا ہے ''عجبت لمن ایقن النار کیف یضحک'' مجھے تعجب ہے اس شخص پر جس کو جہنم کا یقین ہے پھر وہ کیسے ہنستا ہے ''عجبت لمن راء الدنیا وتقلبها باهلها کیف یطمئن علیها''۔ مجھے تعجب ہے اس شخص پر جو دیکھتا ہے آج دنیا اس کے پاس ہے کل اس کے پاس ہے نہیں پھر وہ دنیا پر مطمئن ہو جاتا ہے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

www.toobaaelibrary.com

سُورَةُ الْغَاشِيَةِ مَكِّيَّةٌ

موضوع

دو مختلف گروہ

www.toobaaelibrary.com

آیاتُہا ۲۶ سُوْرَۃُ الْغَاشِیَۃِ مَکِّیَّۃٌ (۸۸) (۶۸) رُکُوعَاتُہا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ ۝۱ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ خَاشِعَةٌ ۝۲ عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ ۝۳
تَصْلٰى نَارًا حَامِيَةً ۝۴ تُسْقٰى مِنْ عَيْنٍ اٰنِيَةٍ ۝۵ لَيْسَ لَهُمْ طَعَامٌ اِلَّا مِنْ
ضَرِيْعٍ ۝۶ لَّا يُسْمِنُ وَلَا يُغْنِيْ مِنْ جُوْعٍ ۝۷ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاعِمَةٌ ۝۸ لِّسَعْيِهَا
رَاضِيَةٌ ۝۹ فِيْ جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ۝۱۰ لَّا تَسْمَعُ فِيْهَا لَاغِيَةً ۝۱۱ فِيْهَا عَيْنٌ جَارِيَةٌ ۝۱۲ فِيْهَا
سُرُرٌ مَّرْفُوْعَةٌ ۝۱۳ وَّاَكْوَابٌ مَّوْضُوْعَةٌ ۝۱۴ وَّنَمَارِقُ مَصْفُوْفَةٌ ۝۱۵ وَّزَرَابِيُّ
مَبْثُوْثَةٌ ۝۱۶ اَفَلَا يَنْظُرُوْنَ اِلَى الْاِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ ۝۱۷ وَاِلَى السَّمَآءِ كَيْفَ
رُفِعَتْ ۝۱۸ وَاِلَى الْجِبَالِ كَيْفَ نُصِبَتْ ۝۱۹ وَاِلَى الْاَرْضِ كَيْفَ سُطِحَتْ ۝۲۰
فَذَكِّرْ ۟ اِنَّمَآ اَنْتَ مُذَكِّرٌ ۝۲۱ لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ ۝۲۲ اِلَّا مَنْ تَوَلّٰى وَكَفَرَ ۝۲۳
فَيُعَذِّبُهُ اللّٰهُ الْعَذَابَ الْاَكْبَرَ ۝۲۴ اِنَّ اِلَيْنَآ اِيَابَهُمْ ۝۲۵ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا حِسَابَهُمْ ۝۲۶

ترجمہ: کیا تمہیں اُس واقعے (یعنی قیامت) کی خبر پہنچی ہے جو سب پر چھا جائے گا؟ (۱) بہت سے چہرے اُس دن اُترے
ہوئے ہوں گے (۲) مصیبت جھیلتے ہوئے تھکن سے چُور! (۳) وہ دہکتی ہوئی آگ میں داخل ہوں گے (۴) اُنہیں کھولتے
ہوئے چشمے سے پانی پلایا جائے گا (۵) اُن کے لئے ایک کانٹے دار جھاڑ کے سوا کوئی کھانا نہیں ہوگا (۶) جو نہ جسم کا وزن
بڑھائے گا اور نہ بھوک مٹائے گا (۷) بہت سے چہرے اُس دن تروتازہ ہوں گے (۸) (دُنیا میں) اپنی کی ہوئی محنت کی وجہ
سے پوری طرح مطمئن (۹) عالیشان جنت میں ہوں گے (۱۰) جس میں وہ کوئی لغو بات نہیں سُنیں گے (۱۱) اُس جنت میں بہتے
ہوئے چشمے ہوں گے (۱۲) اُس میں اُونچی اُونچی نشستیں ہوں گی (۱۳) اور سامنے رکھے ہوئے پیالے (۱۴) اور قطار میں لگائے
ہوئے گداز تکیے (۱۵) اور بچھے ہوئے قالین! (۱۶) تو کیا یہ لوگ اُونٹوں کو نہیں دیکھتے کہ اُنہیں کیسے پیدا کیا گیا؟ (۱۷) اور
آسمان کو کہ اُسے کیسے بلند کیا گیا؟ (۱۸) اور پہاڑوں کو کہ اُنہیں کس طرح گاڑا گیا؟ (۱۹) اور زمین کو کہ اُسے کیسے بچھایا

www.toobaaelibrary.com

گیا؟(۲۰) اب (اے پیغمبر!) تم نصیحت کیے جاؤ، تم تو بس نصیحت کرنے والے ہو(۲۱) آپ کو ان پر زبردستی کرنے کے لئے مسلط نہیں کیا گیا(۲۲) ہاں مگر جو کوئی منہ موڑے گا اور کفر اختیار کرے گا۔(۲۳) تو اللہ اُس کو بڑا زبردست عذاب دے گا(۲۴) یقین جانو ان سب کو ہمارے پاس ہی لوٹ کر آنا ہے(۲۵) پھر یقیناً ان کا حساب لینا ہمارے ذمے ہے(۲۶)۔

تشریح:......سورۃ الغاشیہ مکی سورت ہے اور اس میں چھبیس آیات ہیں۔غاشیہ کا معنی ہے ڈھانپ لینے والی، چھپا لینے والی۔

قیامت کے مختلف نام ہیں ان میں سے ایک نام غاشیہ بھی ہے اس لیے کہ قیامت ہر چیز پر چھا جائے گی، ہر ایک چیز کو ڈھانپ لے گی، کوئی چیز اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکے گی اللہ ہم سب کی حفاظت فرمائے۔ ہمیں آپ نے اخبار میں دیکھا ایران کے ایک شہر میں زلزلہ آیا چھوٹا سا زلزلہ آیا ہے لیکن اس کے اثرات سے پورے شہر میں کوئی چیز بھی متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکی ہے، زیادہ تر مکانات گر گئے، کھنڈرات میں تبدیل ہو گئے، زمین بڑی بڑی عمارتوں کو کھا گئی۔ یہ تو ایک چھوٹے سے زلزلے کا حال ہے۔ قیامت کا زلزلہ تو بہت بڑا ہو گا جس کو اللہ نے بھی بہت بڑا اقرار دیا ہے فرمایا کہ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيْمٌ قیامت کا زلزلہ بہت بڑی چیز ہے تو قیامت سے کوئی چیز متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکے گی اس لیے اس کا نام غاشیہ بھی ہے فرمایا کہ اس دن لوگ دو قسموں میں، دو گروہوں میں اور دو جماعتوں میں تقسیم ہو جائیں گے۔

پہلا گروہ......ذلیل چہرے

وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ خَاشِعَةٌ ۝۲ (بہت سے چہرے اس دن ذلیل ہوں گے)

وُجُوْهٌ، وجہ کی جمع ہے وجہ عربی زبان میں چہرے کو کہتے ہیں اور عربی زبان کا ایک اصول یہ بھی ہے کہ بعض اوقات ایک عضو بول کر پورا جسم مراد لیا جاتا ہے۔ تو بہت سے چہرے اس دن ذلیل ہوں گے یعنی بہت سارے انسان اس دن ذلیل ہوں گے۔ اللہ پاک ہمیں ان میں سے نہ بنائے۔

اہل جہنم کی زندگی مشقت میں ہوگی

عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ ۝۳ (بڑی محنت کرنے والے تھکے ہوئے ہوں گے)

تَصْلٰى نَارًا حَامِيَةً ۝۴ (دہکتی ہوئی آگ میں داخل ہوں گے)

تُسْقٰى مِنْ عَيْنٍ اٰنِيَةٍ ۝۵ (کھولتے ہوئے چشمے سے ان کو پلایا جائے گا۔)

یہ بڑی محنت کرنے والے اور تھکے ہوئے چہرے اور تھکے ہوئے لوگ کون ہوں گے؟ ان کو تھکاوٹ کہاں سے

www.toobaaelibrary.com

لاحق ہوگی؟ اور محنت کہاں کرنی پڑے گی؟ بعض حضرات تو اس کا مطلب یہ بیان کرتے ہیں کہ قیامت کے دن ان کی زندگی بڑی مشقت والی زندگی ہوگی اور یقینی بات ہے اللہ پاک نے جس کو جہنم میں داخل کردیا اس کی زندگی تو بڑی مشقت والی زندگی ہے وہاں کی آگ، وہاں کی سزائیں، وہاں کا کھولتا ہوا پانی، وہاں کے کوڑے، وہاں کی زنجیریں، وہاں کے پہاڑ، وہاں کی برف وہاں کے سخت مزاج فرشتے ہر ایک سزا ایک سے بڑھ کر ہے تو قیامت کے دن واقعی ان کو مشقت اور محنت کا سامنا کرنا پڑے گا۔

بعض عبادت گذار بھی جہنم میں جائیں گے

لیکن بعض حضرات کہتے ہیں کہ دنیا میں ان لوگوں نے بڑی محنت کی ہوگی، بڑی ریاضت کی ہوگی، بڑے چلے کاٹے ہوں گے، اپنے آپ کو بڑا مشقت میں ڈالا ہوگا، بظاہر عبادت کی ہوگی، دنیا کو ترک کردیا ہوگا، پہاڑوں میں، غاروں میں بسیرا کیا ہوگا، جنگلات میں راتیں اور دن گزارے ہوں گے، بیوی بچوں سے الگ رہے ہوں گے، روکھی سوکھی کھائی ہوگی، مرغن غذاؤں سے پرہیز کیا ہوگا، اچھا لباس بھی نہیں پہنا ہوگا، دنیا میں کوئی نعمت انہوں نے استعمال نہیں کی ہوگی اپنے آپ کو تھکا دیا، بڑی محنت کی، بڑی عبادت کی، بڑی ریاضت کی، بڑے چلے کاٹے کیونکہ عقیدہ صحیح نہیں تھا، چونکہ اخلاص نہیں تھا، چونکہ ایمان نہیں تھا، چونکہ حضور اکرم ﷺ کی سنت کی اتباع پیش نظر نہیں تھی اس لیے ان کی ساری عبادت، ساری محنت اور ساری ریاضت ضائع چلی گئی محنت بھی کی لیکن کام نہیں آئی، پیسہ بہت خرچ کیا ہوگا کروڑوں خرچ کردیا لیکن دکھاوے کے لئے، اللہ کی رضا کے لئے خرچ نہیں کیا یا خرچ کیا مگر دل میں ایمان ہی نہیں تھا سنت کی اتباع ہی نہیں تھی، عقیدہ ہی صحیح نہیں تھا تو اللہ کے ہاں قبول نہیں ہوگا ضائع چلا جائے گا۔

عمل کی قبولیت کے لئے ایمان شرط ہے

یہاں یہ عرض کردوں آجکل بعض حضرات خصوصاً ہمارے صحافی بھائی، قلمکار اس کا بڑا مذاق اڑاتے ہیں۔ یہ مولوی حضرات کہتے ہیں کہ کافروں کی ساری محنت ضائع چلی جائے گی ان کے ہسپتال، ان کے رفاہی ادارے اور ان کی خدمت خلق کے منصوبے یہ ضائع چلے جائیں گے کیونکہ ان کے پاس ایمان نہیں تھا۔ تو بات یہ ہے کہ آپ مولوی کا مذاق نہیں اڑا رہے بلکہ قرآن کا مذاق اڑا رہے ہیں، حدیث کا مذاق اڑا رہے ہیں ارے یہ تو قرآن نے جگہ جگہ کہا ہے کہ کسی بھی عمل کی قبولیت کی شرط ایمان ہے فرمایا کہ:

وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَسَعٰى لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَّشْكُوْرًا ﴿١٩﴾

(جو آخرت کو پیش نظر رکھتا ہے اور آخرت کی کامیابی کے لئے کوشش بھی کرتا ہے تو اللہ کہتے ہیں کہ اس کی کوشش

www.toobaaelibrary.com

کی قدر کی جائے گی لیکن شرط یہ ہے وَهُوَ مُؤْمِنٌ وہ مومن ہو) دوسری جگہ فرمایا۔

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً

(جس نے نیک عمل کیا خواہ وہ مرد ہو یا کہ وہ عورت ہو لیکن شرط یہ ہے کہ وہ مومن ہو تو ہم اس کو پاکیزہ زندگی عطا کریں گے)

آپ مولوی کا مذاق نہیں اڑا رہے میرے بھائی! آپ قرآن کا مذاق اڑا رہے ہیں، حدیث کا مذاق اڑا رہے ہیں آپ نے تو کبھی قرآن کھول کے دیکھا ہی نہیں اس لیے سمجھتے ہیں کہ شاید مولوی اپنی طرف سے باتیں کر رہے ہیں تو یہ مولوی کی خودساختہ باتیں نہیں ہیں یہ قرآن سے ثابت ہیں میں بھی اس بات کا قائل ہوں، ہم بھی کہتے ہیں کہ جو رفاہی کام اور خدمت خلق کے کام عیسائی کرتے ہیں غیر مسلم کرتے ہیں وہ تو حقیقت میں مسلمانوں کو کرنے چاہیے تھے۔ اگر ان کے معاملات صحیح ہیں، ان کی تجارت صحیح ہے تو ہمیں یوں کہنا چاہیے کہ اصل میں تو مسلمانوں کی تجارت صحیح ہونی چاہیے، مسلمانوں کے معاملات صحیح ہونے چاہیے تھے لیکن ان کے معاملات کی صفائی وغیرہ کو دیکھ کر ایمان کی نفی کر دینا کہ اللہ کے ہاں کسی عمل کی قبولیت کے لئے ایمان کی ضرورت ہی نہیں تو یہ قرآن کی نفی ہے، یہ حدیث کی نفی ہے۔

تو عرض یہ کر رہا تھا کہ بعض لوگ جنہوں نے دنیا میں بڑی ریاضت کی ہوگی، سخاوت کی ہوگی، قربانیاں دی ہوں گی قیامت کے دن اٹھیں گے لیکن جہنم کے حقدار۔ اللہ اکبر

وہ حدیث آپ نے سنی ہوگی بار بار پیش نظر رکھنے کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن وہ سخی آئیگا جس نے اپنا مال اللہ کی راہ میں لٹایا ہوگا، وہ مجاہد آئے گا جس نے نقد جان نثار کی ہوگی اور وہ عالم قاری و حافظ آئے گا جس نے قرآن اور علم کی خدمت کی ہوگی، لیکن ان تینوں کو جہنم میں گرانے کا حکم دیا جائے گا اس لیے کہ اللہ فرمائیں گے تم نے جو کچھ کیا وہ میری رضا کے لئے نہیں کیا ہے وہ دنیا کو دکھانے کے لئے اور شہرت کے لئے اور پیسہ کمانے کے لئے تم نے کیا تھا اور یہ مقصد تو تمہیں دنیا میں حاصل ہو گیا تھا میری رضا کے لئے تو کیا ہی نہیں تھا لہٰذا یہاں پر تمہارے لیے کوئی اجر و ثواب نہیں ہے۔ بڑا ڈرنے کا مقام ہے کہ ایسا نہ ہو کہ محنت بھی ہو اور کام بھی نہ آئے، ریاضت کرتا رہا لیکن قیامت کے دن اٹھا پتہ چلا کہ ثواب بھی نہیں ملا، حج کیے، عمرے کیے معلوم ہوا کہ اللہ کے ہاں ایک حج بھی ایک عمرہ بھی قبول نہیں ہوا ساری زندگی پڑھتا پڑھاتا رہا لیکن پتہ چلا کہ اللہ کے ہاں تو یہ سارے اعمال اور محنت قبول ہی نہیں ہوئے۔ بڑی عجیب آیت ہے میں نے ایک جگہ لکھا ہے کہ قرآن کریم کی ایک یہ آیت کریمہ ایسی ہے کہ حقیقت میں میرے جیسا گنہگار انسان جب اس کو پڑھتا ہے تو کانپ اٹھتا ہے۔

www.toobaaelibrary.com

اللہ تعالیٰ کے ہاں بدعتی اور مشرک کے اعمال کی کوئی قیمت نہیں

اللہ فرماتے ہیں: قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا (فرمادیجئے میں تم کو بتاؤں کہ انسانوں میں سے سب سے زیادہ اعمال کے اعتبار سے خسارے میں کون ہے؟) آگے اللہ نے خود جواب دیا۔

الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا

وہ لوگ جن کی کوشش اور محنت دنیا کی زندگی میں ضائع ہوگئی اور وہ اپنے دل میں سمجھتے رہے کہ ہم بڑے اچھے کام کر رہے ہیں لیکن اللہ کے ہاں ان کی کوئی قدر و قیمت نہیں تھی۔ جو شخص بدعت کرتا ہے، کتنے اخلاص کے ساتھ لگا ہوا ہے بدعت کے کام کو اللہ کے تقرب کا ذریعہ سمجھتا ہے شرک کرتا ہے اور اسے اللہ کے تقرب کا ذریعہ سمجھتا ہے تو کیا اس کے شرک اور بدعت کی اللہ کے ہاں کوئی قدر و قیمت ہوگی؟ نہیں اس کا عمل کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو اللہ کے ہاں مشرک اور بدعتی کے عمل کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہوگی۔

عمل کی قبولیت کے لئے عقیدہ کا صحیح ہونا اور مومن ہونا ضروری ہے

اسی طریقے سے جس شخص کا عقیدہ صحیح نہیں یا دل میں ایمان نہیں وہ جتنی بھی محنت کرلے اور ریاضت کرلے کوئی قدر و قیمت نہیں ہوگی آپ اگر دیکھیں عیسائیوں کے بعض پادری اور بدھ مذہب کے بخشو اور سکھ مذہب کے گرو اور ہندوؤں کے پنڈت بڑی محنت کرتے ہیں، بڑی ریاضت کرتے ہیں، جنگلوں میں بسیرا اور اپنے آپ کو تکلیف اور مشقت میں ڈالتے ہیں ڈھنگ کا لباس نہیں پہنتے، لذیذ غذا نہیں کھاتے، ساری زندگی گوشت کے قریب نہیں جاتے، بعض شادی بیاہ کے نام سے بدکتے ہیں، بیوی بچوں سے دور رہتے ہیں گرجاؤں اور غاروں میں زندگی بسر کردیتے ہیں لیکن اللہ کے ہاں ان کی اس محنت اور ریاضت کی کوئی قدر و قیمت نہیں۔ اللہ اکبر۔ ارے جو شخص حضور اکرم ﷺ کے طریقے کو زندہ کرتے ہوئے قیمتی لباس پہنتا ہے، خوشبو لگاتا ہے، بہترین غذا کھاتا ہے، بیوی بچوں کے اندر رہتا ہے، اچھے مکان میں رہتا ہے، صاف ستھرے بستر پر سوتا ہے تو اس کے یہ سارے اعمال عبادت میں شمار ہوتے ہیں اور حضور کے طریقے کو چھوڑ کر جنگل کے کانٹوں پر جاکے رات گزارتا ہے تو اللہ کے ہاں اس کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہے۔ اللہ کے ہاں حضور اکرم ﷺ کی سنت پر چلنے کی کتنی قیمت ہے آپ کو پتا ہے مشرکین حج کرتے تھے تو ان کے ہاں ایک عقیدہ اور تصور یہ تھا کہ حج کا احرام باندھ لیا، گھر سے نکل گئے تو اب اگر گھر میں کوئی کام یاد آجاتا تھا تو گھر کے دروازے سے داخل نہیں ہوتے تھے، گھر کے پچھواڑے سے اندر آتے تھے، دیواریں پھلانگتے ہوئے چھتوں کے اوپر چڑھ کر کتنی مشقت کے ساتھ گھر میں داخل ہوتے ہوں گے لیکن اللہ نے قرآن میں فرمایا تمہاری اس مشقت کی اللہ کو کوئی ضرورت نہیں، کوئی قدر و قیمت نہیں دروازے سے داخل ہو، تو مشقت اٹھاتا

www.toobaaelibrary.com

ہے اور چھتیں پھلانگتے ہوئے آتا ہے تو اللہ کے ہاں اس کی اس مشقت کی کوئی قدرو قیمت نہیں ہے اور دوسرا حضور ﷺ کی سنت سمجھ کر آرام اور راحت اور سکون کے ساتھ دروازے سے داخل ہوتا ہے اللہ پاک کے ہاں اس کی قدرو قیمت ہے۔ آپ دودھ پیتے ہیں لیکن حضور ﷺ کی سنت سمجھ کر پیتے ہیں، اللہ کی نعمت سمجھ کر پیتے ہیں تو اس کا بھی ثواب ملے گا اتنا ہی اللہ کے محبوب بنیں گے۔ جو شخص خودکشی کرتا ہے کتنا اپنے آپ کو تکلیف میں ڈالتا ہے لیکن خودکشی کرنے کی وجہ سے وہ حرام موت مرتا ہے، لعنتی موت مرتا ہے۔ تو صرف مشقت نہیں اٹھانا ہے، صرف اپنے آپ کو مصیبت میں نہیں ڈالنا ہے بلکہ حضور اکرم ﷺ کی سنت کی اتباع ضروری ہے، دل میں اخلاص کا ہونا ضروری ہے، عقیدے کا صحیح ہونا ضروری ہے اور ایمان ہونا شرط ہے تب اللہ کے ہاں قبول ہوگا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا پادری کو دیکھ کر آنسو بہانا

اس آیت کے تحت بعض مفسرین نے جیسا کہ تفسیر ابن کثیر میں ایک واقعہ لکھا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ شام کے سفر میں ایک گرجے کے قریب سے گزرے تو گرجے کا پادری باہر آیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو دیکھا چہرہ مرجھایا ہوا، ہڈیاں نکلی ہوئیں، جسم انتہائی لاغر تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس کو دیکھ کر رونے لگے حاضرین نے پوچھا حضرت! کیوں رو رہے ہیں فرمایا کہ مجھے اس بدنصیب پر رونا آرہا ہے اتنی مشقت میں اپنے آپ کو مبتلا کیے ہوئے ہے لیکن قیامت کے دن اس کو جہنم کی آگ میں جلنا پڑے گا اس مشقت کی اللہ کے ہاں کوئی قدرو قیمت نہیں۔

حدیث میں آتا ہے حضور اکرم ﷺ نے دیکھا کہ ایک صاحب اپنے دو بیٹوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر لڑکھڑاتا ہوا جا رہا ہے۔ پوچھا! یہ کون ہے؟ عرض کیا یہ حج کے لئے تشریف لے جا رہے ہیں اور انہوں نے نذر مانی تھی کہ میں پیدل جاؤں گا۔ اب بوڑھے ہوگئے چل نہیں سکتے تو بیٹوں کے سہارے پر جا رہے ہیں حضور اکرم ﷺ نے فرمایا بڑے میاں! سواری پر سوار ہو جاؤ اللہ کو تمہارے پیدل چلنے کی کوئی ضرورت نہیں، اس طرح اپنے آپ کو مشقت میں ڈالنے کی کوئی ضرورت نہیں تو حضور ﷺ کی سنت کے مطابق اگر اپنے آپ کو مشقت میں ڈالتا ہے ضرورت کے مطابق تو بڑی بات ہے لیکن جہاں ضرورت نہیں ہے تو وہاں اپنے آپ کو اگر مشقت میں ڈالے تو اللہ پاک کے ہاں اس کی کوئی قدرو قیمت نہیں ہے۔ آج بھی بہت سارے عیسائی راہب اور عیسائی راہبات اپنے آپ کو بڑی مشقت میں ڈالتی ہیں، وہ کام کرتی ہیں جو ہم نہیں کر سکتے جذامیوں کی خدمت، بیماروں کی خدمت اور عیسائیت کی تبلیغ کے لئے دنیا کے دور دراز ملکوں اور علاقوں میں جاتے ہیں افریقہ کے بعض طالبعلموں نے مجھے بتایا کہ ایسے دشوار گزار علاقے جہاں ہم نہیں جاتے اور مسلمان نہیں جاتے وہاں عیسائی راہب اور راہبات عیسائیت کی تبلیغ کے لئے جاتی ہیں، اپنے آپ کو مشقت میں ڈال رہے ہیں لیکن اللہ کے ہاں ان کی اپنے آپ کو مشقت میں ڈالنے کی کوئی

www.toobaaelibrary.com

قدر و قیمت نہیں ہے۔ سچے ایمان کے لئے، اسلام کے لئے، قرآن کے لئے اگر وہ محنت کرتے اور یہ ریاضت کرتے اور یہ پیسہ خرچ کرتے تو اللہ پاک کے ہاں اس کی قدر و قیمت ہوگی۔

کفّار کا انجام

تَصْلٰى نَارًا حَامِيَةً ﴿۴﴾ (دہکتی ہوئی آگ میں داخل ہوں گے)

تُسْقٰى مِنْ عَيْنٍ اٰنِيَةٍ ﴿۵﴾ (کھولتے ہوئے چشمے سے پلایا جائے گا)

بدترین کھانا

لَيْسَ لَهُمْ طَعَامٌ اِلَّا مِنْ ضَرِيْعٍ ﴿۶﴾

(ان کے لئے قیامت کے دن کوئی کھانا نہیں ہوگا مگر جھاڑ اور کانٹے)

دوسری جگہ فرمایا: وَّلَا طَعَامٌ اِلَّا مِنْ غِسْلِيْنٍ (ان کے لئے کھانا نہیں ہوگا مگر جہنمیوں کے زخموں کی پیپ) یہاں فرمایا جھاڑ اور کانٹے تو ہو سکتا ہے کہ مختلف جہنمیوں کو مختلف قسم کی سزائیں دی جائیں۔

لَّا يُسْمِنُ وَلَا يُغْنِيْ مِنْ جُوْعٍ ﴿۷﴾

(کہ یہ کھانا نہ تو ان کے جسم کو موٹا کرے گا اور نہ یہ بھوک سے کوئی فائدہ دے گا)

کھانے کے دو مقصد ہوتے ہیں ایک تو غذائیت، جسم کو طاقت ملے اور دوسرا بھوک مٹ جائے۔ فرمایا کہ یہ دونوں فائدے اس سے حاصل نہیں ہوں گے۔ پہلے تو اس گروہ کا ذکر فرمایا جو گروہ ذلیل ہوگا، جو جہنم میں جلے گا اور دوسرا گروہ اس کے برعکس ہوگا۔ اے اللہ! ہمیں اس دوسرے گروہ سے ملا دینا۔

دوسرا گروہ...... شگفتہ چہرے

وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاعِمَةٌ ﴿۸﴾

(بہت سارے چہرے اس دن شگفتہ ہوں گے)

تروتازہ ہوں گے، ان کے چہروں پر گلاب اور کلیاں مہک رہی ہوں گی اور چمک رہی ہوں گی، ان کے چہروں پر ستارے چمک رہے ہوں گے۔

لِّسَعْيِهَا رَاضِيَةٌ ﴿۹﴾ (اپنی کوشش پر مطمئن ہوں گے)

کہ ہماری کوشش اور محنت ٹھکانے لگ گئی، ہماری سخاوت ٹھکانے لگ گئی، ہماری عبادت ٹھکانے لگ گئی، ہماری

www.toobaaelibrary.com

ریاضت ٹھکانے لگ گئی، ہماری تبلیغ ٹھکانے لگ گئی، ہمارا جہاد ٹھکانے لگ گیا، ہمارا درس وتدریس ٹھکانے لگ گیا ہاں! اگر اللہ کے ہاں یہ چیزیں قبول ہو جائیں تو بہت بڑی ہیں لیکن اگر یہ قبول نہ ہوں تو ان کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہے اصل تو اس کی رضا ہے وہ راضی ہو جائے، وہ قبول کر لے وہ کہہ دے کہ میں تیری نماز سے راضی ہوں، میں تیرے روزے سے راضی ہوں، میں تیری دعوت وتبلیغ سے راضی ہوں۔ دنیا والے تعریف کریں یا نہ کریں، اچھا کہیں یا نہ کہیں قیامت کے دن انھیں تو اللہ کہہ دے کہ تم اچھے ہو، میں تم سے راضی ہوں، تمہاری محنت ٹھکانے لگ گئی تو پھر یہ کامیاب شمار ہوگا اس وقت اس کے چہرے کی مسکراہٹ اور تازگی اور شگفتگی دیکھنے کی ہوگی

یاد رکھیے میرے بزرگو اور دوستو! صرف جہاد کافی نہیں ہے، صرف گلا کٹوالینا کافی نہیں ہے، صرف تبلیغ کافی نہیں ہے، صرف سخاوت کافی نہیں ہے صرف تصوف کافی نہیں ہے، صرف درس وتدریس کافی نہیں ہے ان ساری چیزوں کا صحیح نہج پر ہونا بھی ضروری ہے قربانی دیتے وقت سوچ لیجیے صحیح نہج پر چل رہا ہوں یا نہیں، آج کے سیاسی لیڈر تو ہیں ہی بعض مذہبی لیڈر بھی ہوتے ہیں وہ ایسا جوش خروش اپنے ماننے والوں میں اور اپنے سامعین، معتقدین مریدین اور متعلقین میں بھر دیتے ہیں کہ وہ جانیں قربان کرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں، گلے کٹوانے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں، لاکھوں کروڑوں خرچ کرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں قیامت کے دن یہ جواب نہیں دیا جا سکے گا اے اللہ! میں نے تو اس غلط راستے کو اپنے پیر، اپنے لیڈر، اپنے شیخ کے کہنے پر اختیار کیا تھا اللہ کہے گا کیا میں نے تمہیں عقل عطا نہیں کی تھی کیا تو قرآن پڑھنے والا نہیں تھا، کیا میرے نبی کی احادیث اور دین موجود نہیں تھا کہ غور فکر کر لیتے کہ میرا لیڈر مجھے صحیح راستے پر چلا رہا ہے یا غلط راستے پر چلا رہا ہے؟ آج تو حالت یہ ہے کہ ذاتی مفادات کے لئے، سیاسی مفادات کے لئے، لسانیت کے لئے، قومیت کے لئے، تعصّبات کے لئے اور کسی کی لیڈر شپ کے لئے جو جانیں قربان کر دیتے ہیں ان کو کہتے ہیں یہ بھی شہید۔ اللہ اکبر۔ شہادت اتنی آسان ہو گئی، دیواروں پر لکھا ہوتا ہے، شہیدوں کو سرخ سلام اب یہ سلام کی دو قسمیں ہو گئی اک سرخ سلام، ایک نیلا سلام نہ معلوم کتنی قسموں کے سلام اور شہادتیں بھی کئی قسموں کی۔ اللہ کے نبی ﷺ سے سوال کیا گیا تھا شہادت کیا ہے، شہادت اللہ کے ہاں کون سی قبول ہوگی؟ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا وہ جان دینا جو صرف اللہ کی رضا کے لئے ہو اسی کو شہادت کہا جائے گا دوسرے جان دینے کو شہادت نہیں کہا جائے گا، صرف قربانی کافی نہیں ہے۔ جان قربان کرنے والے، مال قربان کرنے والے یہ سوچ لیں کہ میری قربانی صحیح رخ پر لگ رہی ہے یا کہ نہیں۔

اصل عمل کی قبولیت ہے

ابن کثیر ہی میں روایت ہے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے اے کاش! مجھے معلوم ہو جائے اللہ پاک

www.toobaaelibrary.com

نے میری دو رکعتیں قبول کر لی ہیں تو یہ میرے لیے دنیا و مافیہا سے بہتر ہو گا بشرطیکہ مجھے یقین ہو جائے کہ واقعی اللہ نے قبول کر لیا ہے۔ تو اصل اللہ کی قبولیت ہے۔

حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ نے بڑھاپا مالٹا کی جیل میں گزارا بڑی تکالیف اٹھائیں، مصیبتیں سہیں، بعض حضرات کہتے ہیں مظالم بھی وہاں برداشت کیے اور جیل کی کال کوٹھری میں قرآن کی خدمت کرتے رہے، قرآن کے ترجمے کی تسہیل کی، ابتدائی پاروں کی تفسیر بھی لکھی، تہجد بھی نہیں چھوڑی، اشراق، چاشت، اوابین اور دوسری نفلی عبادتیں جیل میں بھی نہیں چھوڑیں، جب تشریف لائے بعض لوگوں نے قربانی کی بڑی تعریف کی کہ حضرت! آپ نے بڑی قربانی دی اور جیل کا وقت بڑا اچھا گزارا، حضرت نے ساری باتیں سننے کے بعد فرمایا پتہ نہیں اللہ نے قبول بھی فرمایا ہے یا کہ نہیں اللہ قبول فرمالے۔

فِیْ جَنَّةٍ عَالِیَةٍ ﴿۱۰﴾ لَّا تَسْمَعُ فِیْهَا لَاغِیَةً ﴿۱۱﴾

(بلند باغات میں ہوں گے نہیں سنیں گے اس جنت میں کوئی بیہودہ بات)

اللہ والوں کی مجلسیں فحش گوئی سے، غیبت سے جھوٹ سے، بہتان تراشی سے، گالی گلوچ سے پاک ہوتی ہیں اور جنت میں بھی ان کی مجلسیں ساری خرافات سے پاک ہوں گی اور بعض احادیث میں آتا ہے کہ ان کی زبانوں پر تسبیح ایسے جاری ہوگی جیسے کہ سانس نکلتی ہے، گویا کہ اللہ کی تسبیح ان کی سانس ہوگی۔

مسلم شریف کی حدیث ہے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا یُلْهَمُوْنَ التَّسْبِیْحَ كَمَا تُلْهَمُوْنَ النَّفَسَ ان کو ایسی تسبیح کی توفیق دی جائے گی جیسے تمہیں سانس لینے کی توفیق دی جاتی ہے۔

مسلمان کی زندگی کا مقصد

فِیْهَا عَیْنٌ جَارِیَةٌ ﴿۱۲﴾ (اس میں چشمے ہوں گے بہنے والے)

فِیْهَا سُرُرٌ مَّرْفُوْعَةٌ ﴿۱۳﴾ (اس میں تخت ہوں گے اونچے بچھے ہوئے)

کتنے اونچے؟ بعض احادیث میں آیا کہ اتنی بلندی ہوگی جتنی بلندی آسمان اور زمین کے درمیان ہے۔ بعض وہ لوگ جن کو جنت کی، جہنم کی یا مولوی کی زبان سے نکلی ہوئی ہر بات کا مذاق اڑانے کا مزہ آتا ہے وہ جب ایسی نعمتوں کا ذکر سنتے ہیں تو ان کا بھی مذاق اڑاتے ہیں۔ ارے اللہ کے بندو! ہم تمہارے جیسے صحافیوں، ادیبوں اور فنکاروں اور دانشوروں کو ناراض کر سکتے ہیں لیکن اللہ اور اس کے رسول کو ناراض نہیں کر سکتے اللہ کی کتاب کو حضور اکرم ﷺ کی احادیث کو معاذ اللہ اپنی نظروں سے نہیں گرا سکتے جب اللہ نے ذکر کیا تو پھر ہم کیوں نہ اس کا تذکرہ کریں، کیوں نہ پڑھیں، اور کیوں نہ اللہ کے وعدوں پر یقین کریں؟ بے شک ایک مسلمان کی زندگی اور عبادت اور

www.toobaaelibrary.com

محنت کا سب سے بڑا مقصد اللہ کی رضا ہے جنت نہیں ہے، پھل اور پھول نہیں ہے، حور و غلمان نہیں ہے، شراب اور دودھ نہیں ہے، ارے! یہ چیزیں مقصود نہیں، مقصود اللہ کی رضا ہے اللہ راضی ہو کر اگر یہ چیزیں عطا فرماتا ہے تو الحمد للہ ہمیں ان چیزوں کی تمنا اور آرزو بھی ہے۔ تو یہ تخت بلند ہوں گے، کتنی بلندی؟ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اتنی بلندی جتنی بلندی آسمان اور زمین کے درمیان ہے اب وہ جو مذاق اڑانے والے ہیں اگر آج سائنس ان کے سامنے بہت سی ایجادات سامنے نہ کر دیتی تو بعید نہیں کہ وہ اس کا بھی مذاق اڑاتے ارے یہ کیسی حدیث ہے؟ کتنی بلندی ہے؟ کیسے اوپر چڑھے گا؟ تو ہوائی جہاز کیسے اڑاتا ہے، آپ اس پر کیسے چڑھتے ہیں؟ اگر آپ کے لیے وہ اتر سکتا ہے اور انسان اتار بھی سکتے ہیں اور آسمان کی بلندیوں تک لے جا بھی سکتے ہیں تو اللہ پاک بھی ان تختوں کو ایسا کر سکتا ہے وہ آسمان کی بلندیوں پر بھی جا سکتے ہیں اور وہ نیچے بھی آ سکتے ہیں۔

جنت کی نعمتوں کی حقیقت دنیا میں سمجھ نہیں آسکتی

یاد رکھیے! کہ آخرت کا جہان ایسا جہان ہے کہ اس کی نعمتوں اور اس کی سزاؤں کی حقیقت دنیا میں سمجھ میں نہیں آسکتی یہ تو ہمیں سمجھانے کے لیے کہا ارے! وہاں تخت بھی ہوں گے وہاں آب خورے اور گلاس بھی ہوں گے، وہاں پینے کا پانی بھی ہوگا، وہاں دودھ بھی ہوگا، شہد بھی ہوگا اور پاک صاف شراب بھی ہوگی یہ ہمیں سمجھانے کے لیے کہا ورنہ جنت کی نعمتوں کی حقیقت ہم سمجھ نہیں سکتے اللہ خود قرآن میں فرماتے ہیں فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ۔ (کسی نفس کو پتہ نہیں میں نے آخرت میں نیک نفس کے لیے آنکھوں کی کیسی ٹھنڈک چھپا رکھی ہے) جَزَآءً بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۷﴾ اس سبب سے جو وہ کرتے تھے۔

ہمارے آقا حضور اکرم ﷺ نے فرمایا حدیث قدسی ہے۔

اعددت لعبادی الصالحین ما لا عین رات و لا اذن سمعت و لا خطر علی قلب بشر۔

اللہ کہتا ہے میں نے اپنے نیک بندوں کے لیے ایسی نعمتیں تیار کی ہیں جن کو نہ آنکھ نے دیکھا ہے نہ کان نے سنا ہے نہ کسی دل پر ان کا خیال گزرا ہے۔ یہ تو ایسا ہے جیسے ہم اندھے ہیں اور ہمیں سمجھانے کے لیے کہا جا رہا ہے کہ ایسا ہوگا ویسا ہوگا ہم نے لطیفے کے طور پر سنا، آپ نے بھی سنا ہوگا کہتے ہیں یہ بڑی ٹیڑھی کھیر ہے۔ تو یہ ٹیڑھی کھیر کا محاورہ کیسے نکلا؟ کہتے ہیں کہ ایک نابینا حافظ صاحب کو کسی نے بتلایا کہ کھیر بڑی مزیدار ہوتی ہے کہنے لگا کہ کھیر کیسی ہوتی ہے؟ اس نے کہا جیسے بگلا ہوتا ہے کہا بگلا کیسا ہوتا ہے؟ انہوں نے کہا بگلا ایسا ہوتا ہے خوب نقل کر کے بتلایا ایسے اس کی گردن ٹیڑھی ہوتی ہے، ہاتھ کے ذریعے سے حافظ صاحب نے ان کے ٹیڑھے ہاتھ پر اپنا ہاتھ پھیرا تو پھر کہنے لگے بھائی! کھیر تو بڑی ٹیڑھی ہوتی ہے۔

www.toobaaelibrary.com

توہمیں سمجھانے کے لیے اللہ نے کہا یوں ہوگا ورنہ اس کی حقیقت تو ہماری سمجھ میں نہیں آسکتی۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جنت میں جو نعمتیں ہوں گی دنیا میں ہم صرف ان کے نام جانتے ہیں ان کی حقیقت ہم نہیں جانتے کہ ان کی حقیقت کیا ہوگی۔

فِيهَا سُرُرٌ مَّرْفُوعَةٌ ﴿۱۳﴾ وَّأَكْوَابٌ مَّوْضُوعَةٌ ﴿۱۴﴾ (اس میں تخت ہیں اونچے بچھے ہوئے اور آب خورے قرینے سے رکھے ہوئے)

وَّنَمَارِقُ مَصْفُوفَةٌ ﴿۱۵﴾ (اور غالیچے ترتیب سے بچھے ہوئے)

وَّزَرَابِيُّ مَبْثُوثَةٌ ﴿۱۶﴾ (اور تکیے ہر طرف پڑے ہوئے)۔

یہاں تک تو دو گروہوں کا ذکر کیا اور ان دو گروہوں (جنت والوں اور جہنم والوں) کا تذکرہ کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی قدرت اور وحدانیت کے دلائل بیان کیے جارہے ہیں فرمایا کہ:

اللہ کی قدرت کے دلائل ...... اونٹ کی تخلیق

أَفَلَا يَنظُرُونَ إِلَى الْإِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ ﴿۱۷﴾

(یہ اونٹ کی طرف نگاہ نہیں کرتے کہ کیسے اس کو پیدا کیا گیا)

قرآن کریم یہ صرف آج کے دانشوروں کے لئے نازل نہیں ہوا، یہ چودہ سو سال پہلے کے بدوؤں کے لئے بھی نازل ہوا ہے، قرآن شہری کے لئے بھی ہے، اور دیہاتی کے لئے بھی ہے، اس میں عالم کے لئے بھی ہدایت کا سامان ہے، جاہل کے لئے بھی ہدایت کا سامان ہے، عرب کا بدو اور دیہاتی جو کہ سادہ صحرائی زندگی گزارنے والا صحراء میں رہتا ہے اسے اونٹ سے واسطہ پیش آتا تھا، اونٹ عرب کے بدوؤں کے لئے سب سے نفع بخش جانور اور اونٹ ان کی زندگی میں کتنا داخل تھا یہ ایک لطیفے سے آپ بات سمجھیں گے ایک لطیفہ ہی سمجھ لیجئے کہتے ہیں کسی نے کسی عرب بدو سے پوچھا ارے بھائی! کھاتے کیا ہو؟ اس نے کہا اونٹ۔ پیتے کیا ہو؟ اونٹ۔ پہنتے کیا ہو؟ اونٹ۔ جلاتے کیا ہو؟ اونٹ۔ رہتے کس میں ہو؟ اونٹ میں۔ سوار کس پر ہوتے ہو؟ کہا اونٹ پر۔ کہا یہ عجیب پہیلی ہے ہر چیز کا جواب اونٹ، اس نے کہا کہ اونٹ کو کاٹ کر اس کا گوشت کھاتے ہیں اس کا دودھ پیتے ہیں اس کی اون سے کپڑے بنتے ہیں اور وہ پہنتے ہیں اس کے چمڑے سے خیمہ بناتے ہیں اس میں رہتے ہیں اس کی مینگنیوں کو جلاتے ہیں۔ اور اونٹ پر تو سفر کرتے ہوئے تم نے بھی دیکھا ہوگا اونٹ اس طریقے سے عربوں کی زندگی میں داخل تھا۔ اللہ نے فرمایا کیا یہ اونٹ کی طرف نہیں دیکھتے اس کو کیسے پیدا کیا گیا؟ لمبا قد ہے، عجیب سی شکل ہے، لمبی گردن ہے۔ بعض حضرات اسی لیے کہتے ہیں ارے اونٹ رے اونٹ تیری کون سی کل سیدھی؟ ہر کل ہی عجیب ہے کتنا بڑا جانور اور کان چھوٹے

www.toobaaelibrary.com

چھوٹے اور ٹانگیں کتنی لمبی اور گردن کہا جارہی ہے دُم دیکھیں کیسی ہے۔ تو عجیب الخلقت جانور کیسے پیدا کیا گیا؟ مضبوط اور طاقتور لیکن متواضع، اور وفادار ایسا کہ ایک بچہ سوسو اونٹوں کی قطار کو ہنکائے لیے جارہا ہے مہار سے پکڑا ہے اور پوری کی پوری قطار اس کے پیچھے چل رہی ہے ایک بھی اونٹ قطار سے اِدھر اُدھر نہیں ہوتا۔ اللہ اکبر۔ ہم تو ان جانوروں کی برائیاں بیان کرتے ہیں اور اپنے آپ کو بڑے وفادار کہتے ہیں لیکن انسان تو ہر وقت اسی چکر میں رہتا ہے کہ داؤ لگادوں، فریب کردوں لیکن وہ اتنا طاقتور ہونے کے باوجود فریب نہیں کرتا۔ ایک صاحب کہتے ہیں کہ کہیں کولہو کا بیل گھوم رہا تھا اور اس کے گلے میں گھنٹی باندھی ہوئی تھی تو ایک منطقی انسان باہر آکر کھڑا ہو گیا اور تیلی سے پوچھا کہ بھائی! اس کے گلے میں گھنٹی کیوں ہے اس نے کہا کہ جب تک یہ چلتا رہتا ہے تو گھنٹی سے مجھے پتہ چلتا رہتا ہے اور اگر کھڑا ہو جائے تو مجھے پتہ چل جاتا ہے کہ کھڑا ہو گیا میں آکر ڈنڈا رسید کرتا ہوں پھر چل پڑتا ہے اس نے کہا کہ اگر یہ کھڑا کھڑا ہی گردن ہلانا شروع کردے تو پھر کیا ہوگا؟ اس نے کہا بھاگ، کہیں میرے بیل کا دماغ نہ خراب کردینا انسان تو ایسی چکر بازیاں سوچتا ہے لیکن حیوان کو اللہ پاک نے ایسا بنادیا اسی لیے تو اللہ کہتا ہے میں نے ان کو مسخر کیا ہے، میں نے ان کو تمہارے تابع کردیا ایک بچہ پورے سوسو اونٹوں کی قطار کو ہانک کرلے جارہا ہے متواضع اور وفادار اتنا اور صابر اتنا کہ دس دن تک اگر پانی نہ ملے تو برداشت کرجاتا ہے، پیاس برداشت کرجاتا ہے اور سادگی اتنی کہ ہر طرح کی جھاڑیاں کھالیتا ہے کانٹے دار جھاڑیاں کڑوی ہوں، میٹھی جیسی بھی ہوں کھا جاتا ہے بہت سے جانور ہوتے ہیں کہ مخصوص قسم کی جھاڑیاں اور مخصوص قسم کا چارہ کھاتے ہیں ہر طرح کی چیزیں نہیں کھاتے لیکن اونٹ ہر طرح کی جھاڑیاں کھا جاتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ محنتی اتنا کہ کئی کئی سو میل کا سفر طے کرجاتا ہے اور عرب کے لوگ تو اس کو تیز چلانے کے لیے حُدی پڑھا کرتے تھے حُدی ان کے ہاں ایک خاص انداز سے، خاص لہجہ سے اور خاص راگ اور طرز سے ماہر قسم کے لوگ ہوتے تھے جو حُدی پڑھتے تھے اور جب حُدی پڑھی جاتی تھی تو اونٹ مستی میں آکر خوب تیز چلتا تھا۔

تو اس کے اندر وفاداری بھی ہے، جفاکشی بھی ہے۔

کائنات کی وسعت

وَاِلَى السَّمَآءِ كَيْفَ رُفِعَتْ ﴿۱۸﴾ (اور آسمان کی طرف نہیں دیکھتے کیسے اس کو اونچا کیا گیا)

کیسا مضبوط، کیسا بلند، کیسا وسیع و عریض خیمہ کہ اس سے زیادہ وسیع و عریض خیمہ آج تک نہیں بنایا گیا اس کی وسعت کا اندازہ اس بات سے لگائیے کہ اسی آسمان کے اندر کیا کچھ ہے۔ بعض کتابوں میں دیکھا کہ سب سے زیادہ دنیا میں جس چیز کی رفتار تیز ہے وہ روشنی ہے تو سورج کی روشنی آ- ان سے زمین تک تقریباً سوا آٹھ منٹ میں پہنچتی ہے جبکہ

www.toobaaelibrary.com

روشنی کی جو رفتار ہے وہ دو سو چھیاسی ہزار میل فی سیکنڈ ہے ایک سیکنڈ میں روشنی جو فاصلہ طے کرتی ہے وہ دو سو چھیاسی ہزار میل۔ تو آپ اندازہ کیجیے کہ سورج کی روشنی سوا آٹھ منٹ میں پہنچتی ہے تو کتنا فاصلہ ہوگا سورج اور زمین کے درمیان لیکن سورج کے علاوہ آسمان کے اندر کئی ستارے ایسے ہیں جن کی روشنی زمین تک پہنچنے کے لیے لاکھوں سال درکار ہیں۔

اور بعض کتابوں میں دیکھا بعض ستارے ایسے ہیں کہ جب سے اللہ نے آسمان کو پیدا کیا ہے ان کی روشنی کا سفر شروع ہوا زمین اور یہ کائنات لاکھوں سال بوڑھی ہو چکی لیکن ان ستاروں کی روشنی اب تک زمین تک نہیں پہنچ سکی ہے یہ کائنات اتنی وسیع ہے۔ ابھی تو انسان نے چاند پر قدم رکھا ہے اور بھڑکیں مارنے لگ گیا کہ میں ایسا ہوں۔ اللہ پاک کی کائنات تو بڑی وسیع ہے اب اس وسعت کا اندازہ لگایئے کہ کائنات کتنی وسیع ہے اور پھر ان لوگوں کی حماقت دیکھیے جن کے سامنے جب جنت کی وسعت کو بیان کیا جاتا ہے تو وہ بے وقوف مذاق اڑاتے ہیں یہ ایسے ہی ہے جیسے کنویں کے اندر مینڈک ہو اس کو بتایا جائے جناب عالی! یہاں سے اگر باہر نکلے تو بڑی وسیع وعریض زمین ہے، سڑکیں ہیں، گاڑیاں ہیں، بلڈنگیں ہیں تو وہ کہے گا اے احمق آدمی! اس کنویں سے بڑی کوئی کائنات ہو سکتی ہے؟ تو ایسے لوگ کنویں کے مینڈک ہیں کنویں میں رہتے ہوئے اس دنیا کا مذاق اڑاتے ہیں یا یوں کہہ لیجیے کہ ماں کے پیٹ میں جو بچہ تھا اس کو اگر بتایا جاتا ارے بھائی! باہر اتنی لمبی چوڑی زمین اور جہان ہے اسے یقین آتا؟ نہیں بلکہ آپ کہتے ہیں کہ پیدا ہوتے ہی جو روتا ہے تو اس لیے روتا ہے کہ بڑی اچھی جگہ میسر تھی وہ مجھ سے چھوٹ گئی، اس کو پتہ نہیں کہ اللہ پاک نے اس کو اس سے بھی اچھی جگہ عطا فرمادی ہے وہ تو وطن کے چھوٹنے پر رو رہا ہے اور اللہ پاک نے اس کے لیے ایک اور وطن کا انتظام کر رکھا ہے۔

پہاڑوں کی نعمت

وَاِلَى الْجِبَالِ كَيْفَ نُصِبَتْ ﴿١٩﴾

(پہاڑوں کی طرف نہیں دیکھتے کہ کس طرح وہ کھڑے کیے گئے)

پہاڑ زمین کے لیے میخ کا کام دیتے ہیں ان کے اندر معدنیات، ان کے اندر پانی کے چشمے اور بہت سے پہاڑ ایسے ہیں کہ وہ سردیوں کے دنوں میں اپنے کندھوں پر لاکھوں ٹن برف اٹھا لیتے ہیں اور گرمیوں کے دنوں میں جب بندوں کو اور اللہ کی مخلوق کو پانی کی ضرورت ہوتی ہے تو وہ برف پگھلتی ہے اور نہروں میں آکر بندوں کے کام آتی ہے۔

زمین بچھونا ہے

وَاِلَى الْاَرْضِ كَيْفَ سُطِحَتْ ﴿٢٠﴾ (زمین کی طرف نہیں دیکھتے کہ اس کو کیسے بچھایا گیا)

www.toobaaelibrary.com

ہے تو گول لیکن اللہ نے اس کو ایسا بچھایا کہ پتہ نہیں چلتا کہ یہ گول ہے۔ فرمایا کہ جو ان تکوینی دلائل میں غور و فکر کرے گا وہ جان لے گا کہ جو اللہ اونٹ جیسا جانور، آسمان جیسی چھت اور پہاڑوں جیسی میخیں اور زمین جیسا فرش بنا سکتا ہے وہ اللہ انسان کو دوبارہ بھی پیدا کر سکتا ہے، وہ جنت اور جہنم میں نعمتوں اور سزاؤں کا بھی انتظام کر سکتا ہے وہ اللہ اس بات پر قادر ہے۔ اللہ اکبر

نکتہ

بعض تفاسیر میں بڑا پیارا نکتہ لکھا ہے کہ بعض حضرات کہتے ہیں کہ اصل میں ان آیات میں اس طرف اشارہ کیا گیا کہ اگر کامیابی چاہتے ہو تو اپنے اندر یہ صفات پیدا کرو اونٹ جیسا صبر، جفاکشی، سادگی، آسمان جیسی بلندی اور پہاڑوں جیسی استقامت اور زمین جیسی عاجزی اور بعض حضرات نے کہا کہ ان صفات کا سب سے زیادہ دین کے داعی کے لیے ہونا ضروری ہے جو دین کی دعوت دیتا ہے اس کے اندر ان صفات کا ہونا ضروری ہے اونٹ کی طرح جفاکشی، صبر، سادگی، محنت وفاداری اور آسمان کی طرح ان کی نظر بلند ہو نظر نیچی نہ ہو، نظر روپے پیسے پر نہ ہو اللہ کی طرف نظر ہو اور پہاڑ کی طرح استقامت اور زمین کی طرح عاجزی اس کے اندر ہو۔ اللہ اکبر۔

حضور ﷺ نصیحت کرنے والے ہیں

فَذَكِّرْ ۗ إِنَّمَا أَنْتَ مُذَكِّرٌ ﴿٢١﴾ (آپ تو صرف یاد دہانی کرانے والے ہیں)

آپ کا کام سمجھانا ہے دلوں کو بدلنا آپ کا کام نہیں ہے۔

لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ ﴿٢٢﴾ (آپ ان پر زبردستی کرنے والے نہیں ہیں)

کہ زبردستی ان کو لائیں، دین کا راستہ دکھائیں، ہدایت کا راستہ دکھائیں، جو مانتا ہے مانے جو نہیں مانتا تو نہ مانے لیکن اس کے باوجود اللہ کے نبی صرف دعوت نہیں دیتے تھے، تڑپتے بھی تھے، روتے بھی تھے دعائیں بھی کرتے تھے۔ اللہ! میں نے کانوں تک تو بات پہنچا دی دل میں تو اتار دے لیکن اللہ نے کہا آپ ان پر مسلط نہیں ہیں لہٰذا آپ اتنے فکرمند نہ ہوں۔

منکرین کا حساب ہمارے ذمہ ہے

إِلَّا مَنْ تَوَلَّىٰ وَكَفَرَ ﴿٢٣﴾ (مگر وہ جو منہ موڑے گا اور کفر کا راستہ اختیار کرے گا)

فَيُعَذِّبُهُ اللَّهُ الْعَذَابَ الْأَكْبَرَ ﴿٢٤﴾ (تو اللہ اس کو بڑی سزا دے گا)

اے اللہ! تو ہمیں بڑی سزا سے بچا لے اور چھوٹی سی سزا سے بھی بچا لے اے اللہ! ہم بڑی سزا تو کیا چھوٹی سزا

www.toobaaelibrary.com

بھی برداشت نہیں کر سکتے۔

اِنَّ اِلَيْنَآ اِيَابَهُمْ ﴿۲۵﴾ (بیشک ہماری طرف ان کی واپسی ہوگی)

ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا حِسَابَهُمْ ﴿۲۶﴾ (پھر بیشک ہمارے ذمے ہے ان کا حساب لینا)

احادیث میں آتا ہے کہ جب آپ ﷺ یہ آیت پڑھتے تو آپ ﷺ دعا کیا کرتے تھے اَللّٰهُمَّ حَاسِبْنِىْ حِسَابًا يَّسِيْرًا یہ تو آپ کو بتا چکا ہوں حضور ﷺ قرآن پڑھتے ہوئے دعائیں فرمایا کرتے تھے۔ اللہ ہمیں بھی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وَاٰخِرُ دَعْوَانَآ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

www.toobaaelibrary.com

سُوْرَةُ الْفَجْرِ مَكِّيَّةٌ

موضوع

اللہ تعالیٰ کی آزمائش

www.toobaaelibrary.com

اٰيَاتُهَا ۳۰ (۸۹) سُوْرَةُ الْفَجْرِ مَكِّيَّةٌ (۱۰) رُكُوْعَاتُهَا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

وَالْفَجْرِ ۙ﴿۱﴾ وَلَيَالٍ عَشْرٍ ۙ﴿۲﴾ وَّالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ ۙ﴿۳﴾ وَالَّيْلِ اِذَا يَسْرِ ۚ﴿۴﴾ هَلْ فِيْ ذٰلِكَ
قَسَمٌ لِّذِيْ حِجْرٍ ؕ﴿۵﴾ اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ ۪ۙ﴿۶﴾ اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ ۪ۙ﴿۷﴾ الَّتِيْ
لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ ۪ۙ﴿۸﴾ وَثَمُوْدَ الَّذِيْنَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ ۪ۙ﴿۹﴾ وَفِرْعَوْنَ
ذِي الْاَوْتَادِ ۪ۙ﴿۱۰﴾ الَّذِيْنَ طَغَوْا فِي الْبِلَادِ ۪ۙ﴿۱۱﴾ فَاَكْثَرُوْا فِيْهَا الْفَسَادَ ۪ۙ﴿۱۲﴾ فَصَبَّ
عَلَيْهِمْ رَبُّكَ سَوْطَ عَذَابٍ ۚۙ﴿۱۳﴾ اِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ ؕ﴿۱۴﴾ فَاَمَّا الْاِنْسَانُ اِذَا مَا
ابْتَلٰىهُ رَبُّهٗ فَاَكْرَمَهٗ وَنَعَّمَهٗ ۙ فَيَقُوْلُ رَبِّيْٓ اَكْرَمَنِ ؕ﴿۱۵﴾ وَاَمَّآ اِذَا مَا ابْتَلٰىهُ
فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقَهٗ ۙ فَيَقُوْلُ رَبِّيْٓ اَهَانَنِ ۚ﴿۱۶﴾ كَلَّا بَلْ لَّا تُكْرِمُوْنَ الْيَتِيْمَ ۙ﴿۱۷﴾ وَلَا
تَحٰٓضُّوْنَ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ۙ﴿۱۸﴾ وَتَاْكُلُوْنَ التُّرَاثَ اَكْلًا لَّمًّا ۙ﴿۱۹﴾ وَّتُحِبُّوْنَ الْمَالَ
حُبًّا جَمًّا ؕ﴿۲۰﴾ كَلَّآ اِذَا دُكَّتِ الْاَرْضُ دَكًّا دَكًّا ۙ﴿۲۱﴾ وَّجَآءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا ۚ﴿۲۲﴾
وَجِايْٓءَ يَوْمَئِذٍۭ بِجَهَنَّمَ ۙ يَوْمَئِذٍ يَّتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ وَاَنّٰى لَهُ الذِّكْرٰى ؕ﴿۲۳﴾ يَقُوْلُ
يٰلَيْتَنِيْ قَدَّمْتُ لِحَيَاتِيْ ۚ﴿۲۴﴾ فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُعَذِّبُ عَذَابَهٗٓ اَحَدٌ ۙ﴿۲۵﴾ وَّلَا يُوْثِقُ وَثَاقَهٗٓ
اَحَدٌ ؕ﴿۲۶﴾ يٰٓاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ۖ﴿۲۷﴾ ارْجِعِيْٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ۚ﴿۲۸﴾
فَادْخُلِيْ فِيْ عِبٰدِيْ ۙ﴿۲۹﴾ وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ ﴿۳۰﴾

ترجمہ: قسم ہے فجر کے وقت کی۔(۱) اور دس راتوں کی۔(۲) اور جفت کی، اور طاق کی۔(۳) اور رات کی جب وہ چل کھڑی

www.toobaaelibrary.com

ہو (کہ آخرت میں جزا و سزا ضرور ہوگی۔(۴) ایک عقل والے (کو یقین دِلانے) کے لئے یہ قسمیں کافی ہیں کہ نہیں؟ (۵) کیا تم نے دیکھا نہیں کہ تمہارے پروردگار نے عاد کے ساتھ کیا سلوک کیا۔(۶) اُس اُونچے ستونوں والی قوم اِرم کے ساتھ۔ (۷) جس کے برابر دُنیا کے ملکوں میں کوئی اور قوم پیدا نہیں کی گئی؟ (۸) اور ثمود کی اُس قوم کے ساتھ کیا کیا جس نے وادی میں پتھر کی چٹانوں کو تراش رکھا تھا؟ (۹) اور میخوں والے فرعون کے ساتھ کیا کیا؟ (۱۰) یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے دنیا کے ملکوں میں سرکشی اِختیار کرلی تھی۔(۱۱) اور ان میں بہت فساد مچایا تھا۔(۱۲) چنانچہ تمہارے پروردگار نے اُن پر عذاب کا کوڑا برسادیا۔(۱۳) یقین رکھو تمہارا پروردگار سب کو نظر میں رکھے ہوئے ہے۔(۱۴) لیکن انسان کا حال یہ ہے کہ جب اُس کا پروردگار اُسے آزماتا ہے اور اِنعام واِکرام سے نوازتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ ''میرے پروردگار نے میری عزت کی ہے''۔(۱۵) اور دُوسری طرف جب اُسے آزماتا ہے اور اُس کے رزق میں تنگی کردیتا ہے تو کہتا ہے کہ ''میرے پروردگار نے میری توہین کی ہے''۔(۱۶) ہرگز ایسا نہیں چاہیے۔ صرف یہی نہیں بلکہ تم یتیم کی عزت نہیں کرتے۔(۱۷) اور مسکینوں کو کھانا کھلانے کی ایک دوسرے کو ترغیب نہیں دیتے۔(۱۸) اور میراث کا مال سمیٹ سمیٹ کر کھاجاتے ہو۔(۱۹) اور مال سے بے حد محبت کرتے ہو۔(۲۰) ہرگز ایسا نہیں چاہیے۔ جب زمین کو کوٹ کوٹ کر ریزہ ریزہ کردیا جائے گا۔(۲۱) اور تمہارا پروردگار اور قطاریں باندھے ہوئے فرشتے (میدانِ حشر میں) آئیں گے۔(۲۲) اور اُس دن جہنم کو سامنے لایا جائے گا تو اُس دِن انسان کو سمجھ آئے گی اور اُس وقت سمجھ آنے کا موقع کہاں ہوگا؟ (۲۳) وہ کہے گا کہ ''کاش! میں نے اپنی اس زندگی کے لئے کچھ آگے بھیج دیا ہوتا!'' (۲۴) پھر اُس دن اللہ کے برابر کوئی عذاب دینے والا نہیں ہوگا۔(۲۵) اور نہ اُس کے جکڑنے کی طرح کوئی جکڑنے والا ہوگا۔(۲۶) (البتہ نیک لوگوں سے کہا جائے گا کہ) ''اے وہ جان جو (اللہ کی اطاعت میں) چین پاچکی ہے۔(۲۷) اپنے پروردگار کی طرف اس طرح لوٹ کر آجا کہ تو اس سے راضی ہو اور وہ تجھ سے راضی۔(۲۸) اور شامل ہوجا میرے (نیک) بندوں میں۔(۲۹) اور داخل ہوجا میری جنت میں۔

سورۃ الفجر کا خلاصہ

تشریح:...... یہ سورۃ الفجر ہے اس میں تیس آیات ہیں اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے تین مضامین بیان فرمائے ہیں۔ پہلی چودہ آیات میں بعض سرکش قوموں کا ذکر ہے اس کے بعد چھ آیات میں اللہ کی یہ سنت بیان کی گئی ہے کہ وہ انسان کو کبھی دے کر آزماتا ہے اور کبھی اس سے لے کر اس کو محروم رکھ کر آزماتا ہے۔ تیسرے نمبر پر دس آیات میں قیامت کی ہولناکی کا بیان ہے اور یہ بتایا گیا ہے کہ انسان اس دن دو قسموں میں تقسیم ہوجائیں گے بعض سعادت مند ہوں گے اور بعض بد بخت۔ اللہ پاک ہم سب کو سعادت مندوں میں سے بنائے اور ان میں سے اٹھائے۔ آمین

چار قسمیں اور اہل عقل کے لئے نصیحت

سورت کی ابتداء میں اللہ نے چار چیزوں کی قسمیں کھائی ہیں فرمایا کہ:

www.toobaaelibrary.com

وَالْفَجْرِ ۝۱ (فجر کی قسم!)

فجر کا وقت بڑا مبارک وقت ہے، دن کا آغاز ہوتا ہے کائنات انگڑائی لے کر جاگ اٹھتی ہے، چرند پرند اس وقت اللہ کی تسبیح میں مشغول ہوتے ہیں، انسان کے لئے عبادت اور مناجات کا وقت ہے اور خوش قسمت ہیں وہ لوگ جن کی ہر دن کی فجر کا آغاز اللہ کے ذکر عبادت، تلاوت، دعا اور نماز سے ہوتا ہے۔

دس راتوں سے کیا مراد ہے؟

وَلَيَالٍ عَشْرٍ ۝۲ (دس راتوں کی قسم!)

یہ کون سی دس راتیں ہیں؟ زیادہ تر مفسرین اس طرف گئے ہیں کہ اس سے مراد ذوالحجہ کی ابتدائی دس راتیں ہیں۔ یہ ابتدائی دس دن وہ ہیں جس میں اہل ایمان حج کے مناسک اور حج کے اعمال کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ عاشقوں کے دل میں محبت اور عشق کا شعلہ روشن ہوتا ہے کیونکہ حج ایسی عبادت ہے کہ جس میں عشق اور محبت کا پہلو غالب ہے۔ ہر عبادت کا اپنا الگ ڈھنگ، رنگ، اسلوب ذائقہ اور کیفیت ہے۔ حج جو ہے یہ عاشقانہ عبادت ہے اور ان دس راتوں کی بھی حدیث میں بڑی فضیلت آئی ہے بخاری اور ترمذی میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے فرمایا کہ ذوالحجہ کے جو ابتدائی دس دن ہیں ان میں اعمال صالحہ کی قدر و قیمت سال بھر کے بقیہ سارے ایام سے زیادہ ہے تو یہ دس دن اور دس راتیں بڑی قیمتی ہیں۔

کائنات کی ہر چیز جوڑا جوڑا ہے

وَّالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ ۝۳ (جفت کی قسم اور طاق کی قسم!)

اس کائنات میں جو کچھ ہے یا جفت ہے یا طاق ہے۔ تو گویا کہ اللہ نے سارے جہاں کی قسم کھائی ہے بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ اس کائنات کی ہر چیز جوڑا جوڑا ہے سوائے اللہ پاک کی ذات کے جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں اللہ وتر و انتم شفع ایک اللہ صرف طاق ہے باقی سارے کے سارے جفت اور شفع ہیں کائنات کی ہر چیز جوڑا جوڑا ہے کوئی چیز ایسی نہیں جس کا دوسرا جوڑا جس کی دوسری مثل، جس کی دوسری مانند موجود نہ ہو۔ سمندر جوڑا جوڑا، جنگل جوڑا جوڑا، جن جوڑا جوڑا، انسان جوڑا جوڑا، شمس و قمر جوڑا جوڑا، آسمان زمین جوڑا جوڑا، درخت جوڑا جوڑا، نباتات جوڑا جوڑا، ہر حیوان جوڑا جوڑا، ہر کیڑا مکوڑا جوڑا جوڑا، بلکہ بے جان چیزوں میں بھی اگر آپ دیکھیں صفات و اخلاق میں دیکھ لیں تو ہر چیز کا جوڑا موجود ہے اس کی ضد یا اس کی جنس موجود ہے، ایمان ہے تو کفر بھی ہے، محبت ہے تو نفرت بھی ہے، غصہ ہے تو نرمی بھی ہے، حسد ہے تو ایثار بھی ہے، آپ رنگوں کو دیکھ لیں

www.toobaaelibrary.com

کالا ہے تو سفید بھی ہے، نیلا ہے تو پیلا بھی ہے، آپ کیفیات کو دیکھ لیں آپ ذائقہ کو دیکھ لیں اس کائنات کی ہر چیز جوڑا جوڑا دکھائی دے گی سوائے اللہ پاک کی ذات کے کہ اللہ ایک ہے اور اس کا کوئی جوڑا نہیں ہے۔

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝۱ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝۲ لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ۝۳ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝۴

قرآن کریم نے اس وقت دعویٰ کیا تھا جس وقت کہ کوئی سائنسی تحقیق نہیں ہوئی تھی۔ وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ ہم نے ہر چیز کا جوڑا جوڑا پیدا کیا ہے۔ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ تاکہ تم نصیحت حاصل کرو اور آج دنیا بھر کے سائنسدان، حکماء، ڈاکٹر، مفکرین اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ اس کائنات کی ہر چیز جوڑا جوڑا ہے، کوئی بھی جوڑے سے خالی نہیں ہے۔ وَّالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ جفت کی قسم، طاق کی قسم گویا کہ یوں کہہ سکتے ہیں ساری مخلوق کی بھی قسم اور مخلوق کو پیدا کرنے والے اس ایک اللہ کی بھی قسم۔

باطل ہمیشہ نہیں رہے گا حق کا سویرا ہوگا

وَالَّيْلِ اِذَا يَسْرِ ۝۴ (اور رات کی قسم جبکہ وہ چلتی ہے)

سرٰی یسری کا معنیٰ ہوتا ہے چلنا۔ انسان کا، حیوان کا، کسی چیز کا چلنا۔ اللہ نے گویا ایسا لفظ رات کے لئے استعمال کیا کہ جو بھی جاندار چیز جو چل رہی ہے، جو کہ جارہی ہے اس کو شامل ہے رات جانے کے لئے ہے رات کے بعد صبح کا آنا یقینی ہے ایسے نہیں کہ ہمیشہ رات رہے گی رات کے بعد صبح آکر رہے گی باطل اور کفر یہ بھی ایک رات ہے، ایک ظلمت ہے، ایک اندھیرا ہے، ایک تاریکی ہے۔ یہ باطل ہمیشہ نہیں رہے گا حق کا سویرا ہوگا اللہ پاک کے ہاں حق کے سویرے کے لئے جو وقت مقرر ہے وہ وقت آئے گا اور حق کا سویرا ہوگا اس لیے مایوس ہونے کی ضرورت نہیں ہے مسلمان کی شان نہیں کہ مایوس ہوجائے لیکن یہ مطلب نہیں کہ باطل پر مطمئن ہوجائے بلکہ باطل کو مٹانے کی اور حق کو لانے کی اپنے طور پر کوشش کرتا رہے لیکن باطل ہمیشہ نہیں رہے گا یہ یقین دل کے اندر ہونا چاہیے کہ باطل کا اندھیرا ختم اور حق کا سویرا ہوکر رہے گا۔ یہ چار قسمیں کھائیں فجر کی قسم، دس راتوں کی قسم، جفت اور طاق کی قسم، رات کی قسم جبکہ وہ چلتی ہے لیکن اس کے بعد جواب قسم ذکر نہیں کیا گیا آپ حضرات جانتے ہیں کہ قسم کے بعد جواب قسم آتا ہے جس دعویٰ پر قسم کھائی جاتی ہے وہ آتا ہے یہاں وہ مذکور نہیں ہے تو وہ کیا ہے؟ وہ یہاں کلام میں محذوف ہے کلام میں ذکر نہیں کیا گیا لیکن مراد ہے اور وہ ہے۔ اقسم لکم ان ھولاء المجرمین سیعذبون۔ میں (اللہ) ان ساری چیزوں کی قسمیں کھا کر کہتا ہوں کہ ان مجرموں کو عذاب دیا جائے گا میں ان کو ایسے نہیں چھوڑوں گا پھر فرمایا کہ:

هَلْ فِيْ ذٰلِكَ قَسَمٌ لِّذِيْ حِجْرٍ ۝۵ (میں نے جو چار قسمیں کھائی ہیں)

www.toobaaelibrary.com

کیا تمہارے اہل عقل کے لئے ان چار قسموں میں کچھ سبق ہے؟

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ ۞

کیا تم نے نہیں دیکھا کہ تیرے رب نے قومِ عاد کے ساتھ کیسا معاملہ کیا؟ کون سی قوم عاد؟

اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ ۞ (لمبے لمبے ستونوں والی)

قوم عاد کی مختصر تاریخ

قوم عاد دو گزری ہیں عاد اولیٰ اور عاد ثانیہ قوم ثمود کو بھی عاد کہا جاتا ہے یہ عاد ثانیہ ہے لیکن یہ قوم ثمود عاد ثانیہ عاد اولیٰ سے دو سو سال بعد ہوئی ہے۔ تو فرمایا کہ کیا تم کو پتہ نہیں کہ تمہارے رب نے قوم عاد کے ساتھ کیا کیا؟ یعنی عاد ارم لمبے لمبے ستونوں والے۔ ذَاتِ الْعِمَادِ لمبے لمبے قد والے اور اپنے قد آور ہونے پر ان کو بڑا ناز تھا۔ اور دوسرا مطلب یہ لیا گیا ہے کہ وہ اونچی اونچی ستونوں والی عمارتیں بناتے تھے عمارتیں بنانے کا ان کو بڑا شوق تھا۔ سورۃ شعراء میں اللہ نے فرمایا:

اَتَبْنُوْنَ بِكُلِّ رِيْعٍ اٰيَةً تَعْبَثُوْنَ ۞ وَتَتَّخِذُوْنَ مَصَانِعَ لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُوْنَ ۞ وَاِذَا بَطَشْتُمْ بَطَشْتُمْ جَبَّارِيْنَ ۞

کیا تم ہر ٹیلے پر کوئی اونچی عمارت بنا دیتے ہو اور ایسے مکانات بناتے ہو جیسے گویا کہ تمہیں ہمیشہ رہنا ہے اور جب کسی پر گرفت کرتے ہو تو بڑے ظالم اور جابر بن کر گرفت کرتے ہو۔ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔

یوں لگتا ہے کہ جیسے یہ آج کے مسلمانوں سے خطاب ہے۔ آج کے بہت سے متمول، اصحاب ثروت اور ارباب اقتدار مسلمان وہی کام کرتے ہیں جو قوم عاد کرتی تھی محلات، بنگلے، وسیع و عریض کوٹھیاں، عجیب و غریب عمارات وہ بناتے چلے جاتے ہیں ہر ملک میں ایک محل بنا لیتے ہیں جس میں بعض اوقات چند دن قیام کرنا ہوتا ہے۔ اور ہم اخبارات میں جو پڑھتے رہتے ہیں اس سے پتہ چلتا ہے کہ ہمارے ہاں کے ڈپٹی کمشنر کا بنگلہ اور کوٹھی یورپ کے بعض بادشاہوں کے محلات سے بھی زیادہ وسیع اور عریض ہوتے ہیں۔ تو قوم عاد کے اندر یہ ایک خرابی پائی جاتی تھی ظلم و ستم، کسی پر گرفت کرتے تو بڑی سختی سے گرفت کرتے تھے۔

الَّتِيْ لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ ۞

خود اللہ کہتے ہیں کہ قوم عاد ایسی تھی کہ اس جیسی قوم شہروں میں پیدا نہیں کی گئی اس جیسی قد آور اور طاقتور قوم

www.toobaaelibrary.com

دنیا میں نہیں گزری۔ بعض تفاسیر میں لکھا ہے کہ ان کا ایک ایک فرد ایسی بھاری چٹان اٹھا لیتا تھا جسے دس افراد بڑی مشکل سے اٹھا سکیں اور جب زمین پر چلتے تو زمین تھرتھراتی تھی اس قوت اور طاقت نے ان کو دھوکے اور غرور میں مبتلا کر دیا تھا اور قرآن کہتا ہے وہ خود کہنے لگے مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً ہم سے زیادہ طاقتور کون ہے؟ انہیں اپنی طاقت پر بڑا ناز تھا۔

قوم عاد کی ہلاکت

اللہ نے انہیں سب سے ہلکی چیز سے ہلاک کیا۔ سب سے ہلکی چیز ہوا ہے سورۃ الحاقہ میں ہے۔

وَاَمَّا عَادٌ فَاُهْلِكُوْا بِرِيْحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ ﴿۶﴾ سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَّثَمٰنِيَةَ اَيَّامٍ حُسُوْمًا فَتَرَى الْقَوْمَ فِيْهَا صَرْعٰى كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ ﴿۷﴾

سات دن اور آٹھ راتیں مسلسل ہوا چلتی رہی ہوا نے اٹھایا اور اٹھا اٹھا کے پٹخا، اللہ کہتا ہے کہ ایسے لاشے پڑے ہوئے تھے جیسے کھجور کے تنے اور کھجور کے سڑے ہوئے درخت ہوتے ہیں۔

قوم صالح کا انجام

وَثَمُوْدَ الَّذِيْنَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ ﴿۹﴾

دوسری قوم کا ذکر کیا، (کیا تم نے نہیں دیکھا قوم ثمود کو جو وادی میں پتھروں کو تراشتے تھے)

اس سے مراد قوم صالح ہے۔ یہ تبوک اور مدینہ کے درمیان رہتے تھے ان کے اندر بڑے بڑے انجینئر کاریگر اور صناع اور معمار پیدا ہوئے سورۂ شعراء کی آیت ۱۴۹ میں اللہ نے فرمایا: وَتَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا فٰرِهِيْنَ وہ تکبر سے اکڑتے ہوئے پہاڑوں کو تراش تراش کر اس میں اپنے مکانات بناتے تھے۔ بعض تفاسیر میں لکھا ہے کہ انہوں نے سترہ سو شہر تعمیر کیے اور ہر شہر سنگ مرمر سے بنا ہوا تھا اور ان کی عمریں اتنی طویل تھیں کہ تین تین سو سال اور پانچ پانچ سو سال کی عمر ان میں سے بعض کو عطا کی گئی۔ ان کو بھی اپنی مادی طاقت نے، ظاہری طاقت نے گھمنڈ میں مبتلا کر دیا اللہ کا عذاب آیا اور یہ زلزلے سے سارے کے سارے ہلاک ہو کے رہ گئے۔ تیسری قوم جس کا اللہ نے یہاں ذکر فرمایا:

فرعون کے مظالم

وَفِرْعَوْنَ ذِي الْاَوْتَادِ ﴿۱۰﴾ (کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے میخوں والے فرعون کے ساتھ کیا کیا)

اَوْتَاد وَتَد کی جمع ہے وتد میخ کو کہتے ہیں، کیل کو کہتے ہیں لیکن عربی زبان میں اوتاد کا معنی بلند عمارت بھی ہے۔

www.toobaaelibrary.com

فرعونیوں نے بھی بلند و بالا عمارتیں بنائیں۔ یاد رکھیے! کہ فرعون کسی ایک بادشاہ کا نام نہیں تھا فرعون ایک عہدے پر فائز ہونے والے کا نام تھا اس لیے فرعون تاریخ میں ایک نہیں گزرا فرعون کئی گزرے ہیں اور قرآن کی سچائی پر قربان جائیے کہ قرآن نے کسی فرعون کا نام نہیں لیا فرعون جو عہدے کا عنوان تھا اس کو تو ذکر کیا لیکن متعین طور پر کسی فرعون کا نام نہیں لیا ہے۔ وَاِذْ نَجَّيْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۔ بنی اسرائیل سے کہا کہ تمہیں نجات دی آل فرعون سے اور کہا جاتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں ہی دو فرعون گزرے اگر تاریخ سے واقعی یہ بات ثابت ہو جائے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں دو فرعون گزرے ہیں تو اس سے قرآن کی صداقت ثابت ہوتی ہے کہ قرآن نے ایک متعین فرعون کا ذکر نہیں کیا بلکہ اس عہدے پر فائز ہونے والے کا نام ذکر کیا تو قرآن کی سچائی پر حرف نہیں آتا لیکن وہ کتابیں جس میں کسی ایک متعین فرعون کا ذکر کیا گیا ہے تو اگر تاریخ سے ثابت ہو جائے کہ ایک شخص نہیں تھا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں حکمران دو تھے تو پھر ان کتابوں کی سچائی پر حرف آئے گا کہ فرعون اس عہدے پر فائز ہونے والا تو ایک ہے انہوں نے بلند و بالا عمارتیں بنائیں، اہرام مصر تو آپ جانتے ہیں دنیا کے جو سات عجائبات ہیں ان میں سے ایک عجوبہ اہرام مصر بھی ہے اس زمانے میں چٹانوں کو تراش کر انہوں نے اپنے مقبرے کے طور پر جو اہرام بنائے آج تک کے سائنسدان اور صانع اور کاریگر اور انجینئر ان کی ذہانت پر اور ان کی مسلسل محنت پر حیران اور ششدر ہیں کس طریقے سے ان عمارتوں کو بنایا گیا ہے تو یہ معنی بھی ہو سکتا ہے بلند و بالا عمارتوں والے فرعون، اور اوتاد کا معنی لشکر بھی ہے لشکروں والے فرعون اور اس کا ایک معنی یہ بھی کیا گیا کہ فرعون اپنے مخالفین کے ہاتھوں میں کیلیں ٹھوک دیا کرتے تھے تو فرمایا کہ وَفِرْعَوْنَ ذِي الْاَوْتَادِ کیا تم نے دیکھا نہیں کہ میخوں والے فرعون کے ساتھ تیرے رب نے کیا معاملہ کیا؟۔

سرکشوں کا انجام

الَّذِيْنَ طَغَوْا فِي الْبِلَادِ ﴿۱۱﴾ (جنہوں نے شہروں میں سرکشی کی۔)

فَاَكْثَرُوْا فِيْهَا الْفَسَادَ ﴿۱۲﴾ (بہت زیادہ فساد برپا کر دیا)

ظلم کرتے تھے، قتل کرتے تھے، اللہ کے حکموں کو توڑتے تھے، معاصی میں غرق تھے۔ تو کیا ہوا؟

فَصَبَّ عَلَيْهِمْ رَبُّكَ سَوْطَ عَذَابٍ ﴿۱۳﴾ (تیرے رب نے عذاب کا کوڑا برسایا)

ہر ایک پر اللہ کا عذاب آیا۔ اللہ نے سورۂ عنکبوت میں فرمایا فَكُلًّا اَخَذْنَا بِذَنْۢبِهٖ ان میں سے ہر ایک کو ان کے گناہ کی وجہ سے پکڑا۔ فَمِنْهُمْ مَّنْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِ حَاصِبًا ان میں سے کسی پر تیز ہوا چلا دی۔ وَمِنْهُمْ مَّنْ اَخَذَتْهُ الصَّيْحَةُ کسی کو ایک چنگھاڑ نے آ پکڑا۔ وَمِنْهُمْ مَّنْ خَسَفْنَا بِهِ الْاَرْضَ اور ان میں سے کسی کو ہم نے

www.toobaaelibrary.com

زمین میں دھنسا دیا۔ وَمِنۡهُمۡ مَّنۡ اَغۡرَقۡنَا اوران میں سے کسی کو ہم نے پانی میں غرق کردیا۔ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظۡلِمَهُمۡ اللہ ظلم کرنے والا نہیں۔ وَلٰـكِنۡ كَانُوۡۤا اَنۡفُسَهُمۡ يَظۡلِمُوۡنَ بلکہ وہ اپنے اوپر خود ہی ظلم کرنے والے ہیں، انہوں نے تباہی کے اسباب خود جمع کیے ہیں۔

اِنَّ رَبَّكَ لَبِالۡمِرۡصَادِ ﴿۱۴﴾ (بیشک تیرا رب گھات میں ہے)

ایسا نہیں کہ ان پر تو عذاب نازل ہوا اور دوسرے ظالموں اور سرکشوں کو اللہ چھوڑ دے گا اللہ گھات میں ہے، دیکھ رہا ہے کون ظالم ہے، اس کو ایک وقت تک ڈھیل تو دیتا ہے لیکن ایسا نہیں ہوسکتا کہ کبھی اس پر اللہ کا عذاب نہ آئے جو ظالم ہیں ان پر اللہ کا عذاب آ کر رہے گا آج کے ظالم ہوں، ماضی کے ظالم ہوں یا مستقبل کے ظالم ہوں یہ حقیقت ہے قرآن کی بیان کردہ سچائی ہے اگر ابھی تک کچھ ظالموں کو اللہ نے ڈھیل دے رکھی ہے تو حقیقت یہ ہے کہ بڑے ظالم چھوٹے ظالموں پر ظلم کر رہے ہیں یہ ہمارے عالم اسلام کے حکمران یہ چھوٹے چھوٹے ظالم ہیں اللہ نے ان پر امریکہ جیسے ظالم کو مقرر کر رکھا ہے لیکن اللہ پاک ظالم کو پکڑے گا یہ اللہ کا وعدہ ہے جب ہم نے واقعی اپنے آپ کو اس قابل بنا دیا کہ اللہ کی نصرت نازل ہو اللہ ہماری مدد فرمائے تو ظالم کا ہاتھ پکڑا جائے گا۔

خوشحالی یا تنگی مقبول و مردود ہونے کی نشانی نہیں

فَاَمَّا الۡاِنۡسَانُ اِذَا مَا ابۡتَلٰٮهُ رَبُّهٗ فَاَكۡرَمَهٗ وَنَعَّمَهٗ

یہاں سے اللہ دوسرا مضمون بیان فرماتے ہیں۔ انسان کو جب اس کا رب آزماتا ہے فَاَكۡرَمَهٗ اس کو عزت دیتا ہے۔ وَنَعَّمَهٗ اور اس کو نعمت بخشتا ہے۔ فَيَقُوۡلُ رَبِّىۡۤ اَكۡرَمَنِ ﴿۱۵﴾ تو تکبر اور فخر کے ساتھ کہتا ہے میرے رب نے مجھ پر کرم کردیا مجھے عزت دے دی اگر یہ کلمہ شکر کے طور پر کہتا تو یہ کلمہ بڑا اونچا کلمہ تھا کہ میرے رب نے مجھے نواز دیا میرے رب کا میرے اوپر بڑا اکرم ہے لیکن وہ یہ کلمہ شکر کے طور پر نہیں کہتا بلکہ فخر اور تکبر کے طور پر کہتا ہے میں عزت والا ہوں اس لیے کہ میرے پاس مال و دولت کی کثرت ہے، عہدہ ہے، کرسی ہے، اقتدار ہے، اولاد ہے، بنگلہ ہے، کوٹھی ہے، کار ہے ان چیزوں کو باعث عزت سمجھتا ہے کہ جس کے پاس یہ چیزیں ہوں وہ عزت والا ہے یہ کافر کی سوچ ہے۔ لیکن اللہ اگر اس کو دوسرے طریقے سے آزماتا ہے اور اس پر روزی تنگ کردیتا ہے تو کہتا ہے کہ میرے رب نے مجھے ذلیل کردیا ہے، میں تو ذلیل ہو گیا یہ شخص مال و دولت کی کثرت کو عزت کی دلیل سمجھتا ہے اور فقر اور غربت کو ذلت کی دلیل سمجھتا ہے لیکن میں نے تو عرض کیا کہ یہ کافر و فاسق و فاجر کی سوچ ہے مسلمان کی یہ سوچ نہیں ہے مسلمان کی سوچ تو یہ ہے کہ عزت اعمال سے ہے یہ مال کا ہونا ضروری زندگی گزارنے کے لئے ہے لیکن مال کا ہونا یہ اللہ کے نزدیک کسی کے محترم اور مکرم ہونے کی نشانی نہیں ہے۔ اور کسی نے کہا ہے کہ عزة الدنيا بالمال

www.toobaaelibrary.com

وعزۃ الآخرۃ بالاعمال دنیا کی عزت تو مال سے ہے لیکن آخرت کی عزت اور اللہ کے ہاں عزت اعمال سے ہے ان اکرمکم عند اللہ اتقکم اللہ کے نزدیک تم میں سے سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو سب سے زیادہ تقوی والا ہے رزق تو اپنے اپنے مقدر اور اپنے اپنے نصیب کے مطابق ملتا ہے کسی کے پاس رزق کا زیادہ ہونا اس بات کی نشانی نہیں ہے کہ وہ اللہ کا محبوب اور اللہ کا پیارا ہے اگر مال کی کثرت اللہ کے محبوب ہونے کی نشانی اور مال کی قلت اور غربت اللہ کے ناراض ہونے کی نشانی ہے تو معاذ اللہ پھر تو اس کا یہ مطلب ہوا کہ موسیٰ علیہ السلام سے تو اللہ ناراض تھا اور فرعون سے اللہ راضی تھا ہارون علیہ السلام سے اللہ ناراض تھا۔ اور قارون سے اللہ راضی تھا اور ابو جہل سے اللہ راضی تھا اور ہمارے آقا حضرت محمد الرسول صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ ناراض تھا۔ مال کی کثرت اللہ کے محبوب ہونے اور اللہ کے راضی ہونیکی نشانی نہیں ہے مسند احمد کی ایک روایت ہے کہ ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان اللہ قسم بین اخلاقکم اللہ نے تمہارے درمیان تمہارے اخلاق بھی تقسیم کیے ہیں جیسے تمہارے درمیان اللہ نے رزق کو تقسیم کیا ہے اور فرمایا وان اللہ تعالیٰ یوتی الدنیا لمن یحب ولمن لا یحب اللہ دنیا اپنے محبوب کو بھی دیتا ہے اور اپنے دشمن کو بھی دیتا ہے ولا یوتی الدین الا لمن احبہ لیکن اللہ پاک دین صرف اپنے محبوب کو دیتا ہے اپنے دشمن کو دین نہیں دیتا ہے کسی کے پاس دین، ایمان، اخلاق، اعمال صالحہ کا ہونا یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ اس سے راضی ہے اگر اللہ اس سے راضی نہ ہوتا تو اس کو اپنے دین پر چلنے کے لیے، دین کی خدمت کے لئے، دین پر عمل کے لئے قبول نہ فرماتا۔

رضا بالقضاء کا مطلب

مسلمان کی شان یہ ہے کہ وہ ہر حال میں اللہ کی رضا پر راضی رہے وہ دے تو بھی راضی رہے وہ محروم رکھے تو بھی راضی رہے اس کا یہ مطلب نہیں کہ اگر کوئی بیمار ہے تو اپنی بیماری کا علاج نہ کرے، بیروزگار ہے تو روزگار تلاش نہ کرے، غریب ہے تو اپنے حالات کو بدلنے کی کوشش نہ کرے کوشش ضرور کرے لیکن اللہ کی رضا پر راضی رہے اب کوشش کے باوجود میں بیمار ہوں صحت مند نہیں ہوتا علاج کرتا ہوں تو مجھے چاہیے کہ میں بیماری میں بھی اللہ کی رضا پر راضی رہوں اے اللہ! میں اس بیماری پر راضی ہوں۔ اللہ اکبر۔ اللہ کی قسم! یہ جو رضا بالقضا ہے کہ اللہ کے فیصلے پر اللہ کی تقدیر پر راضی رہنا اس سے جو سکون ملتا ہے وہ ہفت اقلیم کی بادشاہت سے بھی نہیں ملتا میں اللہ کی رضا پر راضی ہوں اللہ نے سوکھی کھلادی تو بھی الحمد للہ، اللہ نے روکھی کھلادی تو بھی الحمد للہ، اس نے غربت میں رکھا تو بھی الحمد للہ اور اس نے ثروت میں رکھا تو بھی الحمد للہ اس نے اولاد عطا کردی تو بھی الحمد للہ اور بے اولاد رکھا تو بھی الحمد للہ اب کر بھی کیا سکتا ہے اگر اللہ کی تقدیر پر راضی نہ ہو تو کیا کر سکتا ہے کیا اللہ سے زبردستی لے سکتا ہے اللہ نے اولاد نہیں دی تو کیا زبردستی سے لے گا، نہیں ہمارے کسی عزیز کا انتقال ہو گیا تو اب میں اللہ کی تقدیر پر راضی

www.toobaaelibrary.com

ہوں کتنا اطمینان ہے۔ کتنا سکون ہے۔ اے اللہ! میں تیرے فیصلے پر راضی ہوں زبان پر وہ الفاظ ہیں جو حضور اکرم ﷺ کی زبان پر الفاظ تھے جس وقت بیٹے کی لاش کو اپنی گود میں رکھا بلکہ اپنے بیٹے کو دیکھا کہ فوت ہو گئے تو فرمایا ہم تیری جدائی پر غمگین ہیں ہماری آنکھوں سے آنسو بھی بہہ رہے ہیں لیکن ہم اللہ کی رضا پر راضی ہیں، ہاں یہ دونوں چیزیں جمع ہو سکتی ہیں رو بھی رہے ہیں، غمگین بھی ہیں لیکن اللہ! تیرے فیصلے پر راضی ہیں تو نے اس کو اٹھا لیا تو ہم اس پر راضی ہیں ایسے شخص کا کیا مقام ہے۔ حدیث میں آتا ہے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ فرشتے جب کسی کے بچے کی جان نکال لیتے ہیں اللہ پوچھتے ہیں کیا تم نے میرے بندے کے جگر کے ٹکڑے کو موت دے دی؟ کہتے ہیں ہاں، پھر پوچھتے میرے بندے کے بیٹے کو جب موت آئی اور اس کی روح نکلی تو میرے بندے نے اس وقت کیا کہا؟ تو فرشتے عرض کرتے ہیں کہ اس نے اس وقت بھی یہی کہا الحمد للہ اے اللہ! میں تیرے فیصلے پر راضی ہوں۔ تو اللہ فرشتوں سے کہتے ہیں کہ میرے اس بندے کے لئے جنت میں ایک محل بنا دو اور اس محل کا نام ہی رکھ دو بیت الحمد حمد کا گھر اللہ کی تعریف کا گھر۔ تو ہر حال میں اللہ کے فیصلے پر راضی رہو جس حال میں وہ رکھے۔

ایمان افروز واقعہ

حضرت میاں صدیق صاحبؒ درد گردہ میں مبتلا تھے اور درد گردے کی وجہ سے اپنے کمرے میں گرمیوں کی دوپہر میں ریت ڈلوا لیتے تھے سادہ زمانہ تھا اور اس پر لوٹتے پوٹتے تھے اور ریاستی اور فارسی زبان کو ملا کر ایک شعر بنایا ہوا تھا اس کو پڑھتے رہتے تھے وہ کیا تھا۔

لطف سجن دم بدم قہر سجن گاہ گاہ
ایں وی سجن واہ واہ تے اوں وی سجن واہ واہ

وہ جو سجن ہے، وہ جو اللہ ہے، وہ جو حقیقی دوست ہے اس کا لطف و کرم تو ہر وقت ہوتا ہے لیکن اس کی طرف سے تکلیف اور پریشانی کبھی کبھی ہوتی ہے۔

اس حالت میں رکھے تو بھی ہم واہ واہ کہیں گے اور اس حالت میں رکھے تو بھی ہم واہ واہ کہیں گے۔ ابھی پچھلے دنوں مجھے ریل گاڑی میں سفر کا موقعہ ملا اب بعض ساتھی ایسے ہیں جو پوچھتے ہیں ارے آپ اکیلے سفر کر رہے ہیں آپ کو کوئی تکلیف نہیں ہوتی میں نے کہا نہیں میں تو اللہ کا اتنا شکر ادا کرتا ہوں جس کی کوئی حد نہیں میں نے کہا اللہ کے بندے مجھ سے لاکھوں لوگ ہیں جو گھٹیا زندگی گزار رہے ہیں تکلیف والی زندگی گزار رہے ہیں تو کیا میں ان کو نہ دیکھوں اپنے لیے سہولتوں کو دیکھتا رہوں تو الحمد للہ جب اس بات کو دیکھتا ہوں تو دل کی گہرائی سے اللہ کا شکر نکلتا ہے تو بندہ کر بھی کیا سکتا ہے تو اگر تقدیر پر راضی رہے تو اطمینان بھی مل جائے گا بچہ فوت ہو گیا کوئی عزیز فوت ہو گیا تو

www.toobaaelibrary.com

اس کی روح کو عزرائیل سے چھین کر واپس تو نہیں لے سکتا لیکن الحمد للہ کہے گا تو اللہ کی رضا بھی اس کو حاصل ہو جائے گی جتنا اطمینان اور سکون اس رضا بالقضاء میں ہے کہ مجھے وہ جس حال میں رکھے میں راضی ہوں میں بار بار کہہ رہا ہوں اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ جس حال میں رکھے کوشش ہی نہ کرے کہ امت مسلمہ پستی کا شکار ہے پستی سے نکلنے کی کوشش نہ کرے، ذلیل ہو رہی ہے ذلت سے نکلنے کی کوشش نہ کرے، شکست پر شکست کھا رہی ہے فتح کے حصول کے لئے کوشش نہ کرے، ٹیکنالوجی سے محروم ہے ٹیکنالوجی کے حصول کے لئے کوشش نہ کرے اور کہیں کہ ہم اللہ کی رضا پر راضی ہیں، نہیں یہ شیطان کا ڈھکوسلا ہے، یہ سوچ غلط ہے ان دونوں چیزوں کا مطلب اور ہے رضا بالقضاء بھی ہو اور ساتھ ساتھ کوشش اور محنت بھی ہو یہ ہمارے آقا ﷺ کی تعلیم ہے اور یہ قرآن کی تعلیم ہے۔ تو فرمایا کہ یہ کافر و فاسق و فاجر کی سوچ یہ ہے کہ جب اللہ دیتا ہے تو بڑا خوش ہوتا ہے، اکڑتا ہے اور کہتا ہے معلوم ہوتا ہے اللہ مجھ سے راضی ہے اور اللہ اس سے چھینتا ہے، رزق کی تنگی ہوتی ہے، کاروبار میں خسارہ ہوتا ہے کہتا ہے میں تو ذلیل ہو گیا اور سمجھتا ہے یہ غربت، یہ فقر، یہ خسارہ گویا کہ اللہ کی نظر میں ذلیل ہونے کی نشانی ہے فرمایا کَلَّا ہرگز نہیں! یہ سوچ غلط ہے یہ جھوٹ ہے دولت والا تو معزز اور غریب اللہ کی نظر میں ذلیل ہے یہ سوچ غلط ہے مومن کی سوچ یہ ہے کہ اللہ اس کو دیتا ہے تو شکر کرتا ہے اور اللہ اس سے لے لیتا ہے تو صبر کرتا ہے جب اللہ اس کو دیتا ہے تو یہ اس میں سے دوسروں کے حقوق ادا کرتا ہے وہ یتیموں کے حقوق نہیں بھولتا مسکینوں کے حقوق نہیں بھولتا لیکن اے کافرو! اے فاجرو! اے میرے نافرمانو! تم ان کے حقوق کو بھول جاتے ہو۔

یتیم اور مسکین پروری

كَلَّا بَلْ لَّا تُكْرِمُوْنَ الْيَتِيْمَ ﴿۱۷﴾ (یتیم کی قدر نہیں کرتے ہو)۔

وَلَا تَحٰٓضُّوْنَ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ﴿۱۸﴾ (اور مسکین کو کھلانے پر ایک دوسرے کو ترغیب نہیں دیتے ہو)

مسکین اور بھوکے کو خود بھی نہیں کھلاتے اور دوسروں کو ترغیب بھی نہیں دیتے گویا کہ یہ بخل کا آخری درجہ ہے۔ عملاً کچھ نہیں کر سکتا تو زبان بھی نہیں ہلاتا کہ کسی کو ترغیب دے دے کہ یہ بھی پریشان حال ہے اس کی پریشانی دور کر دو میرا پڑوسی ہے میں جانتا ہوں اس کے حالات ابتری کا شکار ہیں اس کے ساتھ تعاون کرنے کا زیادہ اجر و ثواب ہے لیکن یہ زبان نہیں ہلاتا میں کیوں کروں۔

اسلام نے خواتین کو حقوق دیئے ہیں

وَتَاْكُلُوْنَ التُّرَاثَ اَكْلًا لَّمًّا ﴿۱۹﴾ (اور تم وراثت کو سمیٹ کر کھا جاتے ہو)

www.toobaaelibrary.com

بہنوں کی وراثت، بچوں کی وراثت سمیٹ کر کھا جاتے ہو ان میں میراث کو صحیح تقسیم نہیں کرتے ہو زمانہ جاہلیت میں سوچ یہ تھی کہ میراث کے اندر بچوں اور عورتوں کا کوئی حق نہیں ان کے ہاں گویا کہ اصول یہ تھا کیف نعطی المال من لا یرکب فرسا ولا یحمل سلاحا ولا یقاتل عدوا جو گھوڑے پر سوار نہیں ہو سکتا اور ہتھیار نہیں اٹھا سکتا اور دشمن کا مقابلہ نہیں کر سکتا اس کو میراث میں سے ہم کیسے حصہ دیں تو گویا کہ عورتیں اور بچے میراث سے محروم تھے یہ قرآن کا خواتین پر احسانِ عظیم ہے قرآن نے عورتوں کا میراث میں حصہ بیان کیا اور آپ کو یہ یاد ہونا چاہیے، یہ بات ذہن نشین ہونی چاہیے کہ پورے قرآن میں سورۃ الرجال مردوں کی سورت تو کوئی نہیں سورۃ النساء عورتوں کی سورت چوتھے پارے میں ہے اور اس سورت میں اللہ نے زیادہ تر خواتین کے حقوق بیان فرمائے ہیں۔

آج ہماری بھولی بھالی سیدھی سادھی بہنوں بیٹیوں اور ماؤں کے ذہنوں میں یہ بات بٹھا دی گئی کہ معاذاللہ اسلام تو تمہیں حقوق نہیں دیتا اور یورپ کی گندی تہذیب اور ثقافت تمہیں حقوق دیتی ہے اور یہ حقوق کیا ہیں بے پردہ پھرنے کے حقوق معاذاللہ عزت و عصمت کو بے قیمت کرنے کا حق اور بازار کی پتلیاں بنا دینے کا حق، اشتہاروں میں استعمال کرنے کا حق اور عریانیت پھیلانے کا حق اور مردوں کی ہوس پوری کرنے کا حق اس کو حقوق سمجھ لیا گیا یہ حقوق نہیں حقوق تو وہ تھے جو اسلام نے عورت کو دیئے تھے حضور اکرم ﷺ نے جو عورتوں کو حقوق دیئے ہیں چاہے وہ مالی حقوق ہوں، معاشی ہوں، ازدواجی ہوں اسلام نے عورت کے حقوق کی آواز اس وقت بلند کی جب دنیا کے بعض مذاہب میں یہ بحث ہو رہی تھی کہ عورت انسان بھی ہے یا کہ نہیں عورت کی انسانیت پر بحث ہو رہی تھی اس وقت اسلام نے عورت کے حقوق بیان کیے ہیں اور بتایا کہ عورت مرد کی طرح حقوق رکھتی ہے فرمایا:

وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ ۚ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ

فرمایا کہ جیسے عورتوں پر کچھ حقوق ہیں ماں کی حیثیت سے حقوق، بیٹی کی حیثیت سے حقوق اور بیوی کی حیثیت سے حقوق، فرمایا کہ ماں کے قدموں تلے جنت ہے یہ اسلام نے بتلایا فرمایا کہ جو بیٹی کی پرورش کر لیتا ہے تو وہ میرے ساتھ جنت میں ایسا ہو گا جیسا کہ ہاتھ کی یہ دو انگلیاں ہیں بیوی کی حیثیت سے فرمایا لوگو! تم میں سے سب سے زیادہ بہتر وہ ہے جو اپنی بیوی کے ساتھ سب سے زیادہ اچھا ہے اور فرمایا کہ میں محمد ﷺ اپنی بیویوں کے ساتھ سب سے زیادہ اچھا معاملہ کرنے والا ہوں۔ تو عرض یہ کر رہا تھا کہ یہ زمانہ جاہلیت میں ہوتا تھا اور آج بھی ہو رہا ہے آج کا مسلمان بھی بہنوں اور بیٹیوں کو میراث نہیں دیتا۔ کہتے ہیں ہم نے ان کی شادی پر اتنا خرچ کر دیا تو شادی تو آپ نے بیٹے کی بھی بڑی دھوم دھام سے کی تھی اس پر بھی خرچہ کیا تھا اس کو شمار نہیں کرتے، کس نے کہا تھا کہ دھوم دھام سے خرچہ کرو جو اللہ نے حکم دیا کہ ان کی میراث ان کو دو، وہ حکم تو پورا نہیں کرتے اور جو معاشرے اور سوسائٹی کا رواج ہے کہ دھوم دھام سے شادی کی جائے اور جہیز دیا جائے اس رسم کو پورا کرتے ہو۔

www.toobaaelibrary.com

مال کی محبت

وَتُحِبُّوْنَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا ﴿۲۰﴾ (اور تم مال سے شدید محبت کرتے ہو)

ایسے لگتا ہے کہ اللہ ہمارے اندر کی کمزوریاں بیان کرتا ہے ہم اللہ کے سامنے کھڑے ہیں اللہ ہمارے اندر کی کمزوریاں کھول کر بیان کر رہا ہے تم مال سے بڑی شدید محبت کرتے ہو ایسی محبت کہ معلوم ہوتا ہے کہ تم نے مال کی عبادت شروع کر دی اور مال کی پرستش شروع کر دی، مال کے سامنے رکوع اور سجدے شروع کر دیئے بخاری میں حدیث ہے ہمارے آقا ﷺ نے فرمایا:

تَعِسَ عَبْدُ الدِّيْنَارِ وَعَبْدُ الدِّرْهَمِ وَالْقَطِيْفَةِ وَالْخَمِيْصَةِ ان اُتِی رضی ان لم یوت لَمْ يَرْضَ

ہلاک ہو جائے دینار کا بندہ اور درہم کا بندہ اور کپڑے کا بندہ اور چادر کا بندہ روپے پیسے اور مال و متاع کا بندہ ان کی بندگی کرنے والا۔ اگر دیا جائے تو بڑا خوش ہوتا ہے نہ دیا جائے تو خوش نہیں ہوتا

بعض ایسے بھی تھے حضور اکرم ﷺ ان کو دیتے تو بڑے خوش ہوتے، کہتے کہ محمد بڑے اچھے آدمی ہیں اور اگر کبھی حضور نہ دیتے تو ناراض ہو جاتے فرمایا کہ یہ اللہ کے بندے نہیں ہیں یہ روپے پیسے ڈالر اور پاؤنڈ کے بندے ہیں۔

غافلو! باز آ جاؤ ظلم سے، فساد سے، یتیموں کے حقوق دبانے سے، بہنوں کی اور بیٹیوں کی میراث کھانے سے باز آ جاؤ تمہارے سامنے وہ دن آنے والا ہے۔

كَلَّآ اِذَا دُكَّتِ الْاَرْضُ دَكًّا دَكًّا ﴿۲۱﴾

ہرگز نہیں! جب زمین کو کوٹ کوٹ کر برابر کر دیا جائے گا، اونچ نیچ ختم ہو جائے گی نہ کوئی پہاڑ باقی رہے گا نہ ٹیلہ۔

فرشتے صف بستہ کھڑے ہوں گے

وَّجَآءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا ﴿۲۲﴾ (تیرا رب صف در صف فرشتوں کے ساتھ آئے گا)

فرشتوں کی صفوں کی صفیں اور رب تعالیٰ کا جلال، اس کی تجلی کا اظہار، بیچ میں انسانوں کا مجمع چار طرف سے فرشتوں نے گھیرا ہوا اور اللہ کی عدالت قائم، سچی عدالت، عدل کی عدالت، انصاف کامل کی عدالت دنیا میں عدل کامل کبھی نہیں ہو سکتا لیکن اس دن عدل کامل ہوگا اللہ آئے گا فرشتوں کی صفوں کے ساتھ آئے گا کیسے آئے گا وہ آنے کا انداز کیسا ہوگا یہ وہ آیات ہیں جن کو ہم متشابہات کہتے ہیں۔ کیا مطلب کہ ہم اس بات پر تو ایمان رکھتے ہیں کہ اللہ فرشتوں کے ساتھ آئیں گے لیکن کس کیفیت کے ساتھ آئیں گے یہ کیفیت آج ہمیں معلوم نہیں ہے اللہ جانتے ہیں کہ کس کیفیت کے ساتھ وہ آئیں گے۔

www.toobaaelibrary.com

جہنم حاضر کردی جائے گی

وَجِايْٓءَ يَوْمَئِذٍۢ بِجَهَنَّمَ ۚ (اور اس دن جہنم کو حاضر کر دیا جائے گا)

اب جہنم کو کیسے حاضر کیا جائے گا؟ حدیث میں آیا صحیح مسلم میں روایت ہے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا جہنم کی ستر ہزار لگامیں اور زنجیریں اور زنجیر کو ستر ہزار فرشتے کھینچ رہے ہوں گے اب کیسی لگامیں، کیسی زنجیریں فرشتے کیسے کھینچ رہے ہوں گے؟ تو یہ چیز ایسی ہے کہ ہم اس پر ایمان تو رکھتے ہیں لیکن ہمیں اس کی حقیقت اور کیفیت کا ادراک نہیں ہے قیامت کے بہت سارے معاملات ایسے ہیں کہ آج ہماری سمجھ میں نہیں آسکتے اللہ پاک نے اگر کہیں کوئی چیزیں بیان کی ہیں تو ہمارے چھوٹے سے ذہن کو سامنے رکھ کر سمجھانے کے لئے کہ جنت ہوگی، دوزخ ہوگی، جنت میں باغات ہوں گے اور مختلف قسم کے پھل اور پھول اور راحت کے سامان ہوں گے اور جہنم میں آگ ہوگی، زنجیریں ہوں گی، کوڑے ہوں گے لیکن ان سب کی اصل حقیقت مرنے کے بعد ہی معلوم ہو سکے گی۔

قیامت کے دن کی نصیحت بے سود ہوگی

يَوْمَئِذٍ يَّتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ (اس دن انسان سوچے گا، اس دن نصیحت حاصل کرنا چاہے گا)

وَاَنّٰى لَهُ الذِّكْرٰى ﴿۲۳﴾ (لیکن اب سوچنے کا کیا فائدہ؟)

سوچنے کا وقت نکل گیا سوچنے کا وقت دنیا میں تھا آخرت عمل کی جگہ نہیں ہے آخرت تو جزاء کی جگہ ہے وہاں نتیجہ سنایا جائے گا پرچہ حل نہیں کیا جائے گا پرچہ تو ہم سب یہاں حل کرنے میں مصروف ہیں وہاں تو صرف نتیجہ سنا دیا جائے گا وہاں ایک لحظہ کی بھی مہلت نہیں دی جائے گی۔

يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ قَدَّمْتُ لِحَيَاتِيْ ﴿۲۴﴾ (کہے گا ہائے کاش! میں نے اپنی زندگی کے لئے کچھ آگے بھی بھیجا ہوتا)

اس دن اس کو زندگی مانے گا کہے گا کاش! میں نے اس زندگی کے لئے کچھ آگے بھیجا ہوتا، دنیا کی زندگی کے لئے تو میں بہت کچھ سوچتا رہا لیکن آخرت کی زندگی کے لئے کچھ نہ سوچا جو کچھ دنیا کی زندگی کے لئے کمایا تھا وہ آخرت میں کام نہیں آرہا اور جو کچھ آخرت کی زندگی کے لئے چاہیے وہ میرے پاس نہیں ہے۔

عجیب مثال

کسی نے بڑے عجیب اور پیارے انداز میں مثال دے کر ایک بات کو سمجھایا مجھے یہ مثال بڑی پیاری لگی، بڑی دل کو لگی اور صحیح بات یہ ہے کہ اس مثال نے دل کو ہلا دیا اس مثال سے آخرت کی حقیقت کو ایمان کی قدر و قیمت کو سمجھا رہے تھے وہ یوں سمجھو جیسے ایک شخص کسی گاڑی پر سفر کر رہا ہے راستے میں روپے نے لفٹ مانگی رک گیا پوچھا

www.toobaaelibrary.com

کہ کون ہو بھائی؟ روپیہ ہوں کس کام آتے ہو؟ اس نے کہا میرے ذریعے سے گھڑی خرید سکتے ہو، چشمہ خرید سکتے ہو، کپڑے خرید سکتے ہو اس نے کہا آیئے تشریف لایئے بٹھالیا۔ آگے گئے پونڈ نے لفٹ مانگی رکا ہاں بھائی! کون ہو بڑی طاقتور کرنسی ہوں کس کام آسکتے ہو کوٹھی بنا سکتے ہو، بنگلہ بنا سکتے ہو اور رسم ورواج پورا کر سکتے ہو آیئے آپ کی تو مجھے ضرورت ہے آپ کی تلاش میں مارا مارا پھر رہا ہوں ان کو بھی بٹھالیا۔ آگے ڈالر نے لفٹ مانگی اس نے کہا کہ کس کام آسکتے ہو؟ اس نے کہا میں تو اس وقت دنیا کا بادشاہ ہوں میں بہت سارے کام کرسکتا ہوں اللہ معاف فرمائے کہنے لگا میں تو سچ کو جھوٹ بنا سکتا ہوں، پولیس خرید سکتا ہوں، قانون خرید سکتا ہوں کیا کچھ نہیں کرسکتا آیئے آپ کی مجھے ضرورت ہے آگے گئے، ایک اور صاحب نے ہاتھ دیا گاڑی کو روکا پوچھا ارے! آپ کون ہیں؟ کہا کہ میں ایمان ہوں ارے آپ کس کام آتے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ میں اس دنیا میں کام نہیں آتا میں تو مرنے کے بعد کام آؤں گا کہا کہ مجھے اس وقت دنیا میں جو کام آنے والی چیزیں ہیں ان کی ضرورت ہے آپ کی ضرورت نہیں ہے جو مرنے کے بعد کام آئیں گے ایمان کو چھوڑ دیا آگے کسی نے پھر روک لیا گاڑی کو ارے! آپ کون؟ کہنے لگے میں ملک الموت ہوں آپ کی روح نکالنے کے لئے آیا چلیے اگلے سفر میں اچھا اگلے سفر میں، کس کس چیز کی ضرورت ہے؟ میرے پاس روپیہ بھی ہے، پونڈ بھی ہے، ڈالر بھی ہے، سونا بھی ہے، چاندی بھی ہے انہوں نے کہا نہیں اگلے سفر میں ان چیزوں کی ضرورت نہیں وہاں تو ایمان اور اعمال صالحہ کی ضرورت ہے اب ان سے مہلت طلب کرتا ہے تھوڑی سی مہلت دے دو میں گاڑی کو واپس لے جا کر راستے میں جو ایمان تھا اس کو ساتھ لیتے آؤں تو کہا پیچھے نہیں جاسکتے اس گاڑی کو آگے سفر کی اجازت تو ہے پیچھے جانے کی اجازت نہیں ہے اس میں تو ریورس گیر ہی ختم کر دیا گیا ہے اب یہ گاڑی آگے جاسکتی ہے پیچھے نہیں جاسکتی تو اس وقت کہے گا۔

يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ قَدَّمْتُ لِحَيَاتِيْ ﴿٢٤﴾

(کاش کہ میں نے اپنی اس زندگی کو بھی یاد کیا ہوتا اور اس کے لئے بھی کچھ کیا ہوتا)

اپنا مستقبل سوچتا رہا اپنی اولاد کا مستقبل سوچتا رہا اور صرف دس سال کا مستقبل نہیں، پچاس سال کا، ساٹھ سال کا، سو سال کا مستقبل سوچتا رہا میں صحیح کہتا ہوں کہ ہم میں سے بعض لوگوں نے جو دنیا اکٹھی کر رکھی ہے، اگر وہ صحیح طریقے سے خرچ کرتے رہیں تو پانچ پانچ سو سال تک ان کے ہاں غربت آنے کا کوئی امکان نہیں ہے اتنی دنیا اکٹھی کر رکھی ہے اتنا دنیا کا مستقبل بنا رکھا ہے لیکن وہ جو حقیقی مستقبل ہے اس مستقبل کے لئے کچھ نہیں کیا، کہتے ہیں آج جمع کریں کل کام آئے گا پوری قوم کے ذہنوں میں یہ بات بیٹھی ہوئی ہے آج روپیہ جمع کریں کل کام آئے گا، لیکن آج عمل کریں کل کام آئے گا آج اللہ کی راہ میں دیں کل کام آئے گا یہ سوچ ذہنوں سے نکل گئی لیکن اس وقت کہے گا۔

www.toobaaelibrary.com

يٰلَيْتَنِيْ قَدَّمْتُ لِحَيَاتِيْ ﴿۲۴﴾ (اے کاش! میں نے اس زندگی کے لئے کچھ آگے بھیجا ہوتا)

آخرت کے اکاؤنٹ میں بھی کچھ کرنسی جمع کرائی ہوتی اور آپ جانتے ہیں وہاں کی کرنسی روپیہ، پونڈ، ڈالر، درہم، دینار نہیں ہے وہاں کی کرنسی تو ایمان ہے، نماز ہے، روزہ ہے، حج ہے، زکوٰۃ ہے، صدقہ وخیرات ہے، سچائی ہے، دیانتداری ہے، ایثار ہے، احسان ہے، محبت ہے یہ چیزیں آخرت کی کرنسی ہیں۔

خدا کی سزا بڑی سخت ہوگی

فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُعَذِّبُ عَذَابَهٗٓ اَحَدٌ ﴿۲۵﴾ (اُس دن اس جیسی سزا کوئی نہیں دے گا)

جتنی سزاؤں کا تم تصور کر سکتے ہو ہلاکو، چنگیز خان، فرعون اور دور حاضر کا چنگیز بش سب کی سزاؤں کا تصور کر لو کوئی بھی اس جیسی سزا پھر نہیں دے سکے گا اس کی سزا کسی اور انداز کی ہوگی۔

وَّلَا يُوْثِقُ وَثَاقَهٗٓ اَحَدٌ ﴿۲۶﴾ (اور نہیں جکڑ سکتا اس جیسا جکڑنا)

کوئی بھی اس جیسا نہیں جکڑ سکتا، ہر کسی کے جکڑے ہوئے کو چھڑایا جا سکتا ہے لیکن اللہ کے جکڑے ہوئے کو چھڑایا نہیں جا سکتا۔

مومن کامل کے لئے بشارت

يٰٓاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ﴿۲۷﴾ (اے اطمینان والے نفس!)

یہ قرآن کا انداز ہے قرآن صرف جہنم کا ذکر نہیں کرتا جنت کا بھی ذکر کرتا ہے، کافروں کا نہیں ایمان والوں کا بھی ذکر کرتا ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ بندے اللہ کی پکڑ کا ذکر سن کر مایوس ہی نہ ہو جائیں، نہیں اللہ اس کے ساتھ ساتھ جنت والوں کا بھی ذکر کرتے ہیں فرمایا کہ: يٰٓاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ایمان والے سے کہا جائے گا اور بعض روایات میں آتا ہے کہ موت کے وقت کہا جائے گا اللہ اکبر۔ اللہ سے دعا کیجئے اللہ پاک ہمیں موت کے وقت یہ مبارک کلمات سننے کی توفیق عطا فرما دے، اللہ! ان لوگوں میں سے ہمیں بنا دے جن کو یوں بشارت دی جائے گی۔ اے وہ نفس! اے اطمینان والے نفس! النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ اطمینان والے نفس! اللہ پر اطمینان، قیامت پر اطمینان، اللہ کے نبی کی باتوں پر اطمینان، قرآن پر اطمینان، اللہ فقیری میں رکھے تو اطمینان، اللہ امیری میں رکھے تو اطمینان، آپ پڑھ چکے ہیں کہ کافر کا طریقہ تو یہ ہے امیری میں تو بڑا مطمئن اور فقیری میں بڑا پریشان ہوتا ہے لیکن مسلمان کی شان یہ نہیں۔ وہ ہر حال میں مطمئن، اللہ کی قضا پر راضی رہتا ہے۔

ارْجِعِيْٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ﴿۲۸﴾ (لوٹ جا اپنے رب کی طرف کہ تو اس سے راضی اور وہ تجھ سے راضی)

www.toobaaelibrary.com

لوٹ جانا کہاں ہوتا ہے جہاں سے انسان آیا ہوا ہے معلوم ہوتا ہے کہ یہ روح وہیں سے آئی تھی اور وہیں پر جانے کا حکم ہے۔

فَادْخُلِىْ فِىْ عِبٰدِىْ ﴿۲۹﴾ (میرے بندوں میں داخل ہوجاؤ)

وَادْخُلِىْ جَنَّتِىْ ﴿۳۰﴾ (اور میری جنت میں داخل ہوجاؤ)

اللہ پاک ہمیں بھی اپنے نیک بندوں میں شامل فرما کر جنت میں داخلہ نصیب فرمائے۔ (آمین)

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

www.toobaaelibrary.com

سُوْرَةُ الْبَلَدِ مَكِّيَّةٌ

موضوع

انسان کی نیک بختی اور بدبختی

www.toobaaelibrary.com

آیاتھا ۲۰ (۹۰) سُوْرَةُ الْبَلَدِ مَكِّيَّةٌ (۳۵) رکوعاتھا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۝۱ وَاَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۝۲ وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ ۝۳ لَقَدْ
خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْ كَبَدٍ ۝۴ اَيَحْسَبُ اَنْ لَّنْ يَّقْدِرَ عَلَيْهِ اَحَدٌ ۝۵ يَقُوْلُ اَهْلَكْتُ
مَالًا لُّبَدًا ۝۶ اَيَحْسَبُ اَنْ لَّمْ يَرَهٗٓ اَحَدٌ ۝۷ اَلَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ عَيْنَيْنِ ۝۸ وَلِسَانًا
وَّشَفَتَيْنِ ۝۹ وَهَدَيْنٰهُ النَّجْدَيْنِ ۝۱۰ فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ ۝۱۱ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا
الْعَقَبَةُ ۝۱۲ فَكُّ رَقَبَةٍ ۝۱۳ اَوْ اِطْعٰمٌ فِيْ يَوْمٍ ذِيْ مَسْغَبَةٍ ۝۱۴ يَّتِيْمًا ذَا مَقْرَبَةٍ ۝۱۵ اَوْ
مِسْكِيْنًا ذَا مَتْرَبَةٍ ۝۱۶ ثُمَّ كَانَ مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَتَوَاصَوْا
بِالْمَرْحَمَةِ ۝۱۷ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ۝۱۸ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا هُمْ اَصْحٰبُ
الْمَشْئَمَةِ ۝۱۹ عَلَيْهِمْ نَارٌ مُّؤْصَدَةٌ ۝۲۰

ترجمہ:...... میں قسم کھاتا ہوں اس شہر کی، (۱) جبکہ (اے پیغمبر!) تم اس شہر میں مقیم ہو۔ (۲) اور (قسم کھاتا ہوں) باپ کی اور اُس کی اولاد کی۔ (۳) کہ ہم نے انسان کو مشقت میں پیدا کیا ہے۔ (۴) کیا وہ یہ سمجھتا ہے کہ اُس پر کسی کا بس نہیں چلے گا؟ (۵) کہتا ہے کہ: ''میں نے ڈھیروں مال اُڑا ڈالا ہے''۔ (۶) کیا وہ یہ سمجھتا ہے کہ اُس کو کسی نے دیکھا نہیں؟ (۷) کیا ہم نے اُسے دو آنکھیں نہیں دیں؟ (۸) اور ایک زبان اور دو ہونٹ نہیں دیئے؟ (۹) اور ہم نے اُس کو دونوں راستے بتا دیئے ہیں۔ (۱۰) پھر بھی وہ اُس گھاٹی میں داخل نہیں ہوسکا۔ (۱۱) اور تمہیں کیا پتہ کہ وہ گھاٹی کیا ہے؟ (۱۲) کسی کی گردن (غلامی سے) چھڑا دینا، (۱۳) یا پھر کسی بھوک والے دن میں کھانا کھلا دینا۔ (۱۴) کسی رشتہ دار یتیم کو، (۱۵) یا کسی مسکین کو جو مٹی میں رُل رہا ہو۔ (۱۶) پھر وہ اُن لوگوں میں بھی شامل نہ ہوا جو ایمان لائے ہیں اور جنہوں نے ایک دوسرے کو ثابت قدمی کی تاکید کی ہے، اور ایک دوسرے کو رحم کھانے کی تاکید کی ہے۔ (۱۷) یہی وہ لوگ ہیں جو بڑے نصیب والے ہیں۔ (۱۸) اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں کا انکار کیا ہے، وہ نحوست والے لوگ ہیں۔ (۱۹) اُن پر ایسی آگ مسلط ہوگی جو

www.toobaaelibrary.com

اُن پر بند کر دی جائے گی۔ (۲۰)

تشریح:......یہ سورۃ البلد ہے مکی سورت ہے اور اس میں بیس آیات ہیں اس کی ابتداء میں اللہ پاک نے دو قسمیں کھائی ہیں فرمایا کہ:

لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۙ (میں قسم اٹھاتا ہوں اس شہر کی)

البلد سے مراد (مکہ مکرمہ) ہے ویسے تو عربی زبان میں بلد شہر کو کہتے ہیں لیکن جب البلد کہا جائے گا تو اس سے مراد بلد حرم یعنی (مکہ مکرمہ) ہوگا جیسے مدینہ ویسے تو ہر شہر کو کہتے ہیں مدینہ کا معنی ہی شہر ہے لیکن اب جب مدینہ بولا جاتا ہے تو اس سے ہمارے آقا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا شہر مراد ہوتا ہے۔

شروع میں لا آیا ہے، عربی میں لا کا معنی ہوتا ہے نہیں، یہ نفی کے لئے آتا ہے لیکن قسم کے شروع میں جو لا آتا ہے یہ بعض اوقات تو تاکید کے لئے آتا ہے اور بعض جگہ کسی غلط خیال کی تردید کے لئے آتا ہے۔ یہاں دونوں مراد لیے جاسکتے ہیں، یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ یہاں پر لا تاکید کے لئے ہے اور یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ یہاں پر لا ایک غلط خیال کی تردید کے لئے ہے۔ وہ غلط خیال کیا ہے؟ سورۃ الفجر میں اللہ نے بیان فرمایا کہ لوگوں کو جب مال ملتا ہے تو وہ اسے اپنی کوشش، اپنی محنت، اپنی ذہانت، اپنی تدبیر اور اپنی مہارت کا نتیجہ سمجھتے ہیں تو لا سے اس کی تردید فرمائی یہ تمہاری سوچ غلط ہے، ایسا نہیں ہے بلکہ جو کچھ ملتا ہے وہ اللہ کے فضل وکرم سے ملتا ہے۔

مکہ کے فضائل

وَاَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۙ (آپ اس شہر میں مقیم ہیں)

یہ خطاب کس سے ہے ہمارے آقا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے، مکہ تو ویسے ہی حرمت وعظمت اور فضیلت والا شہر ہے۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضور اکرم ﷺ کا یہ فرمان منقول ہے آپ نے فرمایا اِنَّ هٰذَا الْبَلَدَ حَرَّمَهُ اللّٰهُ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فَهُوَ حَرَامٌ بِحُرْمَةِ اللّٰهِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ۔ "یہ وہ شہر ہے جس کو اللہ نے اس دن حرمت بخشی جس دن اللہ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا" لہٰذا یہ شہر قیامت تک حرمت والا رہے گا۔ جس دن آسمان وزمین پیدا ہوئے اللہ نے یہ فیصلہ فرمالیا کہ یہاں ایک شہر کو بسانا ہے، بلکہ کہا جاتا ہے کہ زمین کا سب سے پہلا ٹکڑا پانی سے جو نمودار ہوا یہ وہ ٹکڑا ہے جہاں مکۃ المکرمہ ہے اس ٹکڑے کا وہ حصہ ہے جہاں کعبہ شریف ہے تو مکہ تو شروع سے حرمت والا، عظمت والا ہے۔

www.toobaaelibrary.com

مکہ کو فضیلت کس وجہ سے ملی؟

لیکن اللہ نے مکہ کی عظمت اور حرمت کی ایک اور وجہ بیان کی ہے۔

اور وہ یہ کہ اس شہر میں خاتم النبیین، رحمۃ للعالمین، سید المرسلین، حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی ولادت ہوئی۔ آپ جوانی کی عمر کو پہنچے تو یہیں پر آپ ﷺ کو نبوت و بعثت ملی اس لیے کہ مکان کو شرف حاصل ہوتا ہے مکین کے شرف سے۔ بہت سے مکان ایسے ہیں ان کو شرف ملتا ہے مکین کے شرف سے، رہنے والوں کے شرف سے اور مکان ذلیل ہوتا ہے مکین کے ذلیل ہونے سے، اگر مکین ایک جھونپڑے میں بیٹھ جائے اور وہ مکین اللہ والا ہو، اللہ کا خاص بندہ ہو، اللہ کا مقرب، محبوب اور پیارا ہو تو وہ جھونپڑا بڑے بڑے محلات پر بھاری ثابت ہوتا ہے اور اگر کوئی ذلیل شخص کسی محل میں رہتا ہے بے نظیر محل، بے مثال محل، تو اس کے رہنے کی وجہ سے وہ محل بھی ذلیل ہو جائے گا، اس کو عزت حاصل نہیں ہو گیا تو مکان کی عزت پتھروں سے نہیں ہوتی، سیمنٹ سے نہیں ہوتی، نقش و نگار سے نہیں ہوتی بلکہ مکان کی عزت مکین کی وجہ سے ہوتی ہے اور مکان کی ذلت مکین کی وجہ سے ہوتی ہے۔

اسی لیے وہ دل جس میں ایمان ہو وہ دل کائنات کی ہر چیز سے افضل ہے اس لیے کہ یہ ایسا مکان ہے جس میں اللہ رہتا ہے لہٰذا اس مکان کا مقابلہ دنیا کا کوئی مکان، کوئی ٹھکانہ اور کوئی رہائش گاہ نہیں کر سکتی اور اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: کہ اللہ کہتا ہے کہ میں کہیں نہیں سما سکتا، میں نہ آسمانوں میں سما سکتا ہوں، نہ زمین میں، نہ فضاؤں میں، کہیں بھی اتنی وسعت نہیں کہ میں وہاں سما سکوں البتہ میں مومن کے دل میں سما جاتا ہوں۔ تو مومن کے دل کو عزت ملتی ہے اس میں اللہ کی محبت اور اللہ کی معرفت اور اللہ کا نور ہونے کی وجہ سے۔ تو اللہ نے حضور ﷺ کے مکہ میں رہنے کو مکہ کے لئے باعث فضیلت بتلایا کہ مکہ کی فضیلت کی ایک وجہ یہ ہے اے میرے نبی! آپ یہاں پر رہتے ہیں۔ لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ وَ اَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ۔ مکہ میں آپ کے رہنے کی وجہ سے اگر مکہ کی فضیلت میں اضافہ ہوتا ہے تو ہمارے آقا ﷺ کی فضیلت بھی ثابت ہوتی ہے کہ آپ ﷺ کتنے فضیلت والے ہیں کہ جس شہر میں آپ رہیں اس شہر کو آپ کی وجہ سے فضیلت مل گئی، عظمت مل گئی اور وہ لوگ کتنے فضیلت اور عظمت والے ہوں گے جو اپنے آپ کو آقا ﷺ کے سچے غلام بنالیں جب ایک شہر میں پیدا ہونے کی وجہ سے اس شہر کو فضیلت ملتی ہے جو انسان حضور اقدس ﷺ کے نقشے کے مطابق اپنے آپ کو ڈھال لے اس کو کتنی فضیلت ہوگی اور ایمان والے کی فضیلت کی بات آئی تو یہاں یہ بات ذہن میں آ رہی ہے، عرض کر دوں کہ بعض روایات میں آتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے کعبہ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا ''اے کعبہ! میں تیری حرمت کو جانتا ہوں لیکن ایک مسلمان کے خون کی حرمت تجھ سے بھی زیادہ ہے'' اور اس لیے کہا جاتا ہے کہ کسی مسلمان کو حقارت کی نظر سے نہ دیکھا جائے اگر چہ وہ گنہگار ہی کیوں

www.toobaaelibrary.com

نہ ہو۔ گنہگار مسلمان کی مثال ایسی ہے جیسے قرآن کریم کا ورق جو گندی جگہ پر گرا ہو۔ اگر قرآن کریم کا ورق گندی نالی میں بھی گر جائے تو کوئی مسلمان اس کو حقارت کی نظر سے نہیں دیکھ سکتا ہے وہ اسے عزت کی نظر سے دیکھے گا۔ ہاں یہ سوچے گا کہ قرآن کے ورق کی یہ جگہ نہیں ہے قرآن کے ورق کی جگہ تو میرا سینہ ہے، میری آنکھیں ہیں، میرا سر ہے، یہ اونچی جگہ یہ قرآن کی جگہ ہے۔ یہ گھٹیا جگہ قرآن کے قابل نہیں یونہی ایک گنہگار مسلمان کے بارے میں سوچا جائے گا کہ اے مسلمان! تیرا یہ مقام نہیں ہے ان گناہوں کی گندگی میں پڑنا تیرا کام نہیں، تیرا مقام تو بہت اونچا ہے۔ اللہ نے فرمایا: میں اس شہر کی قسم اٹھاتا ہوں اور اے میرے نبی! آپ اس شہر میں مقیم ہیں۔ خود حضور اقدس ﷺ کو مکہ المکرمہ سے بڑی ہی محبت تھی، حضور ﷺ بعض اوقات فرمایا کرتے تھے ما اطیبک من بلدٍ اے مکہ! تو کتنا ہی پاکیزہ شہر ہے اور جب حضور ﷺ کو مکہ والوں نے مکہ سے نکلنے پر مجبور کیا تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا تھا اگر یہ مجھے نکلنے پر مجبور نہ کرتے مَا سَكَنْتُ فِيْ غَيْرِكِ۔ اے مکہ! میں تیرے علاوہ کہیں اور نہ رہتا۔ ہاں مکہ سے حضور ﷺ کو بڑی محبت تھی۔

انصار کی محبت اور حضور ﷺ کی وفا

لیکن جب مدینہ منورہ میں قیام فرمایا اور آپ ﷺ فتح مکہ کے موقع پر جب مکہ مکرمہ میں تشریف لائے تو مدینہ کے انصار کو یہ خیال ہوا کہ حضور ﷺ کو مکہ سے بڑی محبت ہے، کہیں ایسا نہ ہو کہ اب حضور مکہ میں ہی رہ جائیں تو حضور اکرم ﷺ نے انصار کے اس گمان کو دور کرتے ہوئے فرمایا: کہ میں وفادار ہوں، بے وفا نہیں ہوں اب تک تمہارا ساتھ دیا ہے تو تمہارے ساتھ ہی رہوں گا زندگی بھی تمہارے ساتھ اور موت بھی تمہارے ساتھ گویا کہ مکہ سے محبت تو تھی لیکن انصار نے جس وفاداری کا ثبوت دیا اس کے بعد پھر حضور اکرم ﷺ نے یہ فیصلہ فرمایا کہ اب جینا اور مرنا انصار ہی کے ساتھ ہوگا اور سیرت و تاریخ پر نظر رکھنے والے جانتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کو انصار سے بڑی محبت تھی، آخری ایام میں حضور نے فرمایا: کہ میں نے سب کے حقوق ادا کر دیئے لیکن انصار کے حقوق ادا نہیں کیے اور انصار کو بھی حضور ﷺ سے بڑی محبت تھی، بڑا پیار کرتے تھے۔ غزوہ حنین کے موقع پر جب حضور اکرم ﷺ نے مال غنیمت تقسیم فرمایا تو جو نو مسلم تھے ان کو آپ نے بہت زیادہ نوازا، بہت دیا، ارے دنیا جتنی چاہے لے لو، ایمان پر جم جاؤ اور انصار جن کی قربانیوں کی تاریخ بڑی طویل تھی ان کو بہت تھوڑا دیا۔ قدرتی طور پر انصار کے نوجوانوں کے دل میں اشکال آیا کہ جب قربانی کا وقت تھا ہم تھے جب کوئی ٹھکانہ نہیں دے رہا تھا تو ہم تھے اور آج خوشحالی اور مال غنیمت کی تقسیم کا وقت آیا تو یہ کل کے مسلمان جن کی کوئی قربانی نہیں ان کو نوازا جا رہا ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے انصار کو جمع فرمالیا۔ قربان جاؤں اپنے آقا کے قدموں کی خاک پر! اور لاکھ بار قربان جاؤں حضور کے سمجھانے کا انداز بھی بڑا

www.toobaaelibrary.com

عجیب تھا حضور نے پہلے تو ان کے اشکال کا ذکر فرمایا کہ مجھ تک یہ خبر پہنچی ہے کہ تمہیں یہ اشکال ہوا ہے، انہوں نے اقرار کیا کہ ہم میں سے بعض نوجوانوں نے ایسا کہا ہے۔ حضور نے فرمایا: کہ ہاں تم سوچ سکتے ہو کہ ہم نے اس وقت ساتھ دیا تھا جب کوئی ساتھ دینے والا نہیں تھا، اس وقت ٹھکانہ دیا تھا جب مکہ والوں نے نکال دیا تھا، اس وقت قوت فراہم کی تھی جب آپ سب سے کمزور تھے، اُن کی قربانیوں کا ذکر کیا اور پھر عجیب بات ارشاد فرمادی، حضور ﷺ نے فرمایا: کہ اے انصار! کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ لوگ اپنے گھروں میں جائیں تو مال و متاع لے کر جائیں اور تم اپنے گھر کو جاؤ تو محمد رسول اللہ کو لے کر جاؤ۔ اللہ اکبر۔ انصار تڑپ اٹھے یا رسول اللہ! ہمیں نہیں چاہئے مال و متاع، ہم اس بات پر راضی ہیں کہ ہم اپنے گھروں میں جائیں تو آپ کی محبت اور آپ کا عشق لے کر جائیں۔

وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ ۝۳ (اور باپ کی قسم اور اولاد کی قسم!)

بعض نے کہا کہ ہر باپ کی قسم اور اولاد کی قسم! بعض نے کہا ہے کہ اس سے مراد حضرت آدم علیہ السلام اور ان کی اولاد ہیں۔ وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ۔ دو قسمیں کھا کر کیا فرمایا؟

انسان پر مختلف حالات آتے ہیں

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْ كَبَدٍ ۝۴

(ہم نے انسان کو بڑی مشقت میں پیدا کیا ہے)

انسان کو مشقت کے لیے پیدا کیا ہے، انسان اپنی ابتداء سے لے کر انتہا تک مشقت ہی کا سامنا کرتا ہے، ماں کے پیٹ میں تھا تو مشقت، ولادت ہوئی تو مشقت اور انتہاء اس کی دیکھئے تو موت ہے وہ سب سے بڑی مشقت ہے، ہر انسان مشقت میں ہے، ہر انسان تکالیف کا سامنا کر رہا ہے۔ ایک شخص اولاد کے لئے پریشان ہے اور دوسرا شخص اولاد کی وجہ سے پریشان ہے ایک شخص شادی نہ ہونے کی وجہ سے پریشان ہے اور دوسرا شخص شادی ہو جانے کی وجہ سے پریشان ہے، ایک دولت نہ ملنے سے پریشان ہے اور دوسرا دولت کے مل جانے کی وجہ سے پریشان ہے۔ پریشانیوں میں پھر بھی اضافہ، ایک بھوک کی وجہ سے پریشان ہے اور دوسرا بھوک نہ لگنے کی وجہ سے پریشان ہے، ہر انسان پریشان۔ اس کے عزیز کا انتقال ہو گیا ہے، اس کا بیٹا بیمار تھا چل بسا، اس کا ایکسیڈنٹ ہو گیا، یہ ہسپتال میں پڑا ہوا ہے، ہر انسان مشقت میں ہے کوئی انسان ایسا نہیں، جس کو کوئی تکلیف نہ ہو، کوئی انسان ایسا نہیں جس کو کوئی غم نہ ہو۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ کرسی والے، یہ اقتدار والے، جن کے آگے پیچھے دس دس گاڑیاں ہوتی ہیں جن کے لیے کئی کئی گھنٹے ٹریفک کو بند رکھا جاتا ہے، عوام کو پریشان کیا جاتا ہے یہ کسی مشقت میں نہیں، یہ کسی تکلیف

www.toobaaelibrary.com

میں نہیں لیکن اگر اللہ نے ایسا نظام بنایا ہوتا کہ کسی ایکسرے کے ذریعے سے کسی کے دل کی پریشانیوں کو سامنے لایا جاسکتا تو ہم اور آپ دیکھتے یہ بڑی کرسیوں پر بیٹھنے والے تو سب سے زیادہ پریشان ہیں، خاک نشین فقیروں سے زیادہ پریشان ہیں، ملنگوں سے زیادہ پریشان ہیں، بھوکوں سے زیادہ پریشان ہیں، بھکاریوں سے زیادہ پریشان ہیں، ان کی پریشانی کی تو کوئی انتہاء نہیں۔ ہر انسان تکلیف میں، مشقت میں، غم میں اور فکر میں ہے۔ البتہ وہ شخص غم اور فکر سے بچا ہوا ہے جس نے اپنی سب سے بڑی فکر اللہ کی رضا کو بنالیا ہے کہ میرا اللہ مجھ سے راضی ہوجائے جس نے اپنی یہ سوچ بنالی، اللہ کی رضا کو اپنی سب سے بڑی فکر بنالیا، وہ پھر فکروں سے آزاد ہوجاتا ہے۔ خواجہ عزیز الحسن مجذوب رحمۃ اللہ علیہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ اور معتمد ہم نشین اور عظیم صوفی شاعر، اصلاحی شاعر اور بڑے غضب کے قادر الکلام شاعر ہیں ان کے اشعار دل کو ہلا دینے والے ہیں وہ فرماتے ہیں۔

کسی کو رات دن سرگرمِ فریاد و فغاں پایا
کسی کو فکر گوناگوں سے ہر دم سرگراں پایا
کسی کو ہم نے آسودہ نہ زیرِ آسماں پایا
بس اک مجذوب رحمۃ اللہ علیہ کو اس غم کدہ میں شادماں پایا

غموں سے بچنا ہو تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیوانہ ہوجائے

غموں سے بس بچنے کی صورت یہ ہے کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا دیوانہ ہوجائے، گویا کہ دین کی فکر کے مقابلے میں باقی ساری فکریں ہیچ ہوجائیں، وگرنہ انسان مشقت کا سامنا کرنے کے لیے پیدا ہوا ہے اس کی کوئی خوشی ایسی نہیں جس کے ساتھ غم نہ لگا ہو، کوئی ملاپ ایسا نہیں جس کے ساتھ جدائی کا اندیشہ نہ ہو، کوئی صحت ایسی نہیں جس کے ساتھ بیماری کا اندیشہ نہ ہو، کوئی مالداری ایسی نہیں جس کے ساتھ فقیر ہونے کا اندیشہ نہ ہو اور کوئی زندگی ایسی نہیں جسے موت کا خطرہ نہ ہو۔ لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي كَبَدٍ۔ ہم نے انسان کو بڑی مشقت کے لیے پیدا کیا۔ ارے جب مشقت کرنی ہے تو پھر کیوں نہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مشقت کی جائے۔ مشقت ہی کرنی ہے مشقت تو کرے گا کہیں بھی کرے، تو کیوں نہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مشقت کرے یعنی دنیا کی زندگی بھی اس ڈھنگ سے گزارے کہ جو تکلیف اٹھائے وہ اللہ اور اس کے رسول کے لیے اٹھائے۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ہر وقت مسجد میں بیٹھا رہے، ہر وقت مدرسے میں بیٹھا رہے، نہیں! دکان چلائے، کارخانہ چلائے، ٹھیلہ لگائے، نوکری اٹھائے، مزدوری کرے لیکن جو کچھ کرے وہ اللہ کی رضا کے لئے کرے۔ جب مشقت ہی اٹھانی ہے تو کیوں نہ اس مشقت کا صلہ پھر اللہ سے وصول کیا جائے اور اللہ خوب دیتا ہے یہاں تک صلہ، کہ اللہ کے نبی فرماتے ہیں ''ایسا مومن جو اپنی زندگی اللہ اور اس کے رسول کے مطابق لگا دیتا ہے تو پھر اس کے پاؤں میں کانٹا چبھتا ہے تو ثواب ملتا ہے، اسے

www.toobaaelibrary.com

سخت دھوپ لگتی ہے تو ثواب ملتا ہے، اسے سردی لگتی ہے تو ثواب ملتا ہے، وہ بیمار ہوتا ہے تو ثواب ملتا ہے، اس کو غم لاحق ہوتا ہے تو ثواب ملتا ہے، اس کو عزیزوں کی جدائی کا صدمہ لگتا ہے تو ثواب ملتا ہے'' تو جب مشقت ہی اٹھانی ہے تو بھائی کیوں نہ اس مشقت کو اللہ کے لئے اٹھائے اور اس کا رخ اللہ اور اس کے رسول کی طرف موڑ دے۔

انسان کی خام خیالی

اَيَحْسَبُ اَنْ لَّنْ يَّقْدِرَ عَلَيْهِ اَحَدٌ ۝۵

(کیا یہ گمان کرتا ہے کہ اس پر کسی کو قدرت حاصل نہیں ہے)

تو اتنا کمزور، ہر وقت مشقت کا سامنا، ہر وقت کسی نئے مسئلے کا سامنا، ہر سورج طلوع ہوتا ہے ایک نیا مسئلہ سامنے ہوتا ہے اور آپ کیا نہیں جانتے ہم اس معاشرے کا حصہ ہیں، اس ماحول میں رہتے ہیں لوگوں کے جذبات، افکار، پریشانیوں، مسائل اور تکالیف سے باخبر ہیں آج کا انسان جتنا پریشان ہے، شاید کبھی بھی کوئی اتنا پریشان نہ تھا ہر دن کا سورج گویا کہ ایک نئی پریشانی لے کر طلوع ہوتا ہے اور حضور اکرم ﷺ کی وہ حدیث صادق آتی ہے حضور ﷺ نے فرمایا کہ ''ایسا وقت آئے گا کہ انسان قبرستان کے پاس سے گزرے گا اور وہ آرزو کرے گا کاش! میں بھی کسی قبر میں دفن ہوتا'' ایسے مصائب کا سامنا، ایسے مسائل کا سامنا پھر برداشت کا جذبہ نہیں بڑا ہی کمزور ہے، بات بات پر جھنجلا جاتا ہے لڑنے مرنے پر آمادہ ہو جاتا ہے لیکن دوسری طرف خودسر اور متکبر اتنا کہ سمجھتا یہ ہے کہ میرے اوپر کسی کو قدرت حاصل نہیں ہے، میں خود مختار ہوں حالانکہ دیکھ رہا ہے کہ میرے اختیار میں کچھ نہیں، اگر میرے اختیار میں کچھ ہوتا تو مجھے پریشانی نہ ہوتی لیکن اس کے باوجود اس کی عملی زندگی بتلاتی ہے کہ اس کے ذہن میں یہ بات بیٹھی ہے کہ میں خود مختار ہوں۔

مال کی ہلاکت

يَقُوْلُ اَهْلَكْتُ مَالًا لُّبَدًا ۝۶ (کہتا ہے میں نے بڑا مال ہلاک کر دیا ہے)۔

اللہ! تیرے کلام پر قربان! میں نے بڑا مال ہلاک کر دیا، اللہ نے یوں کہا کہ کہتا ہے کہ میں نے بڑا مال خرچ کر دیا حالانکہ خرچ کرنے کے لیے تو اَنْفَقْتُ کا لفظ آتا ہے یوں نہیں کہتا میں نے خرچ کر دیا، کہتا ہے میں نے ہلاک کر دیا، اللہ نے اَهْلَكْتُ کا لفظ بولا ہے اس لیے کہ یہاں یہ بتلانا ہے کہ جہاں جہاں خرچ کر رہا ہے ضائع جا رہا ہے کہہ رہا ہے، میں نے شادی پر اتنا خرچ کیا، بیٹے کا عقیقہ کیا، اتنی بڑی دعوت کی اور ولیمہ ایسا شاندار کیا اور مکان ایسا بنایا اور فلاں فلاں ملک کی سیاحت کر کے آیا اور میرے بچے فلاں فلاں اسکولوں میں پڑھتے ہیں، میرے اخراجات اتنے ہیں یوں

www.toobaaelibrary.com

فخریہ طور پر گنوا رہا ہے اور بعض ایسے بدبخت بھی ہیں کہ جو اسلام دشمنی میں اپنا پیسہ خرچ کرتے ہیں۔ تفاسیر میں یہ بھی لکھا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے بعض دشمن تھے جو آپ ﷺ کی دشمنی میں پیسہ خرچ کرتے تھے اور پھر فخریہ طور پر یوں کہتے تھے میں نے اتنا خرچ کیا، میں نے اتنا خرچ کیا، اللہ کہتا ہے تو نے جو بھی خرچ کیا تو نے ضائع کر دیا، یہ جو کچھ خرچ کر رہے ہو یہ تمہارے لیے حسرت کا باعث ہوگا۔ سورۃ الانفال آیت ۳۶ میں فرمایا:

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا يُنفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ لِيَصُدُّوا عَن سَبِيلِ اللَّهِ ۚ فَسَيُنفِقُونَهَا ثُمَّ تَكُونُ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ يُغْلَبُونَ ۗ وَالَّذِينَ كَفَرُوا إِلَىٰ جَهَنَّمَ يُحْشَرُونَ ﴿٣٦﴾

وہ لوگ جو کافر ہیں وہ خرچ کرتے ہیں تاکہ لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکیں لیکن جو کچھ خرچ کر رہے ہیں یہ ان کے لیے باعث حسرت ہوگا، بعد میں شرمندہ ہوں گے کہ ہم نے کیوں خرچ کیا چنانچہ ایسا ہی ہوا جنہوں نے لوگوں کو اللہ کے دین سے روکنے کے لئے خرچ کیا ان کو شرمندہ ہونا پڑا اللہ نے اسلام کو اور حضور اکرم ﷺ کو غلبہ عطا کیا۔

فرمایا: یہ کہتا ہے يَقُولُ أَهْلَكْتُ مَالًا لُّبَدًا۔ میں نے بہت سا مال خرچ کر دیا ہلاک کر دیا۔

أَيَحْسَبُ أَن لَّمْ يَرَهُ أَحَدٌ ﴿٧﴾ (کیا یہ گمان کرتا ہے کہ اس کو کوئی نہیں دیکھ رہا)

کیا اللہ نہیں دیکھ رہا کہ یہ کہاں کہاں خرچ کر رہا ہے، اللہ دیکھ رہا ہے اور اللہ اس کا بدلہ بھی عطا کرے گا۔ آگے اللہ پاک نے اپنی نعمتیں یاد دلائیں۔

اللہ کے انعامات بے شمار ہیں

أَلَمْ نَجْعَل لَّهُ عَيْنَيْنِ ﴿٨﴾ (کیا ہم نے اس کو دو آنکھیں عطا نہیں کیں؟)

اس کے پاس ہماری کتنی بڑی نعمت ہے یہ آنکھیں عطا کیں آنکھوں کے اوپر پپوٹے لگا دیے، یہ پپوٹے نہ ہوں تو کتنی تکلیف ہو۔ پپوٹوں کے اوپر پلکیں لگا دیں تاکہ گرد و غبار سے بچا سکیں اور پپوٹوں کے اوپر ابرو لگا دیے، ایک کالی سی چھتری تاکہ اس کو تیز روشنی سے بچا سکے۔

ماہرین کہتے ہیں کہ انسان ان آنکھوں کے ذریعے ایک کروڑ دس لاکھ رنگ دیکھ سکتا ہے کتنے رنگ ہیں دیکھ رہا ہے یہ تو ماہرین نے رنگ گنوائے ہیں لیکن بہت سی چیزیں ایسی ہوتی ہیں جو رنگ میں نہیں آتیں ان آنکھوں کے ذریعے سے اس کو دیکھ رہا ہے۔ میری والدہ کے چہرے میں جو محبت ہے اس محبت کا تو کوئی رنگ نہیں لیکن میں اپنی آنکھوں سے اس رنگ کو بھی دیکھ رہا ہوں اور جو نابینا ہے وہ نبت کے اس رنگ کو دیکھنے پر مجبور ہے۔ میں غلاف کعبہ کو دیکھ رہا ہوں، میں قرآن کو دیکھ رہا ہوں، میں اللہ کی قدرت کو دیکھ رہا ہوں اگر یہ آنکھیں نہ ہوتیں تو کیا ہوتا

www.toobaaelibrary.com

اور آنکھوں کا کوئی جزء نہ ہوتا تو پھر کیا ہوتا۔ اخبار میں یہ واقعہ شائع ہوا کہ اُناسس مشہور یونانی تاجر امریکہ میں اس نے رہائش اختیار کی، اپنے وقت میں دنیا کا سب سے بڑا مالدار انسان، اپنے بحری جہاز اور جہازوں کے بیڑے تھے لیکن اللہ کی شان وہ ایک تکلیف میں مبتلا تھا وہ یہ کہ وہ اپنی آنکھیں خود جھپکا نہیں سکتا تھا چنانچہ اس کی آنکھوں پر ٹیپ لگادی جاتی تو کھل جاتی اور رات کو سوتا تو ٹیپ ہٹادی جاتی تو آنکھیں بند ہو جاتیں، یونہی زندگی گزار دی۔ اخباری نمائندے نے اس کا انٹرویو لیا اور اس سے سوال کیا کہ تمہاری زندگی کی سب سے بڑی حسرت کیا ہے؟ اس نے کہا کہ میری زندگی کی سب سے بڑی حسرت یہ ہے کہ میں ایک دفعہ آنکھیں خود جھپکا سکوں۔ دولت بے انتہاء لیکن یہ دولت اس کو آنکھوں کا جھپکنا بھی نہ دے سکی اس سے محروم، آنکھیں تو اللہ کی نعمت ہیں، آنکھوں کا ہر جزء بھی اللہ پاک کی بہت بڑی نعمت ہے۔

زبان اور ہونٹ کی نعمت

وَلِسَانًا وَّشَفَتَيْنِ ﴿٩﴾

(ہم نے اس کو زبان عطا کی، دو ہونٹ عطا کیے)

اس زبان سے کھاتا ہے، پیتا ہے، چکھتا ہے، بولتا ہے اور ساتھ ساتھ اللہ نے اس زبان کو اور اس منہ کو ان ہونٹوں کو خوبصورتی کا ذریعہ بھی بنا دیا۔ بعض حضرات نے بڑی عجیب بات فرمائی فرماتے ہیں کہ اللہ کا شکر ادا کرنا چاہئے جس نے ہمیں یہ قدرت عطا کی کہ ہم گوشت سے بول سکتے ہیں، یہ زبان گوشت ہی کا تو ایک ٹکڑا ہے اور چربی سے دیکھ سکتے ہیں آنکھوں میں چربی ہی چربی ہے اور ہڈی سے سن سکتے ہیں، کانوں میں ہڈیاں ہی ہڈیاں ہیں، گوشت سے بول سکتے ہیں اور چربی سے دیکھ سکتے ہیں آنکھوں میں چربی ہی چربی ہے اور ہڈی سے سن سکتے ہیں اور پھر بھی انسان تعجب کرتا ہے اور تعجب کرتا رہے گا، قیامت کے دن جب اس کے ہاتھ بولیں گے اور پیر بولیں گے ارے تمہیں کس نے بولنے کی قوت عطا کردی، تو وہ جواب دیں گے اسی اللہ نے جس نے گوشت کے اس ٹکڑے کو بولنے کی طاقت عطا کی۔

دو راستوں کی رہنمائی

وَهَدَيْنٰهُ النَّجْدَيْنِ ﴿١٠﴾

(ہم نے انسان کو دو گھاٹیاں بتا دیں)

نجد اونچی جگہ کو کہتے ہیں اَلْمُرْتَفِعُ مِنَ الْاَرْضِ اونچی جگہ، اونچی گھاٹی ہم نے انسان کو بتا دی یہ کون سی دو

www.toobaaelibrary.com

گھاٹیاں ہیں؟ دو راستے، خیر کا راستہ اور شر کا راستہ۔ یہ بھی اللہ کا بڑا کرم ہے کہ اس نے دونوں راستے بتا دیے۔ اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا۔ سورۃ الدھر میں فرمایا ہم نے انسان کو راستے دکھا دیے اب اس کی مرضی ہے کہ یہ شکر کرنے والا بنے یا ناشکرا بن جائے خیر کا راستہ بھی دکھا دیا اور شر کا راستہ بھی دکھا دیا۔

اونچی گھاٹی کیا ہے؟

فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ ﴿۱۱﴾

میرے بزرگو اور دوستو! قرآن کو پڑھیں، قرآن کو سنیں، تو عمل کی نیت سے پڑھا کریں اور عمل کی نیت سے سنا کریں، جب وہ آیات آئیں جو ہماری عملی زندگی سے تعلق رکھتی ہیں تو دل ہی دل میں عمل کی نیت کرلیا کریں توفیق دینا اللہ کا کام ہے، نیت تو ہم کرلیں۔ فرمایا کہ فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ (انسان اونچی گھاٹی پر کیوں نہیں چڑھتا)۔

وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْعَقَبَةُ ﴿۱۲﴾ (اور تمہیں کیا خبر کہ اونچی گھاٹی کیا ہے؟)

اللہ پاک بعض اوقات متوجہ کرنے کے لیے خود ہی سوال کرتے ہیں اور خود ہی جواب دے دیتے ہیں اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ ﴿۱﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ﴿۲﴾ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ﴿۳﴾ اور بعض حضرات نے فرق کیا ہے کہ جہاں جہاں اللہ پاک نے وَمَا يُدْرِيْكَ کہا ہے تو اس کا جواب نہیں دیا حالانکہ معنی اس کا بھی یہی ہے کہ تجھے کیا خبر لیکن وہاں پر جواب ذکر نہیں کیا لیکن جہاں پر یوں سوال کیا وَ مَا اَدْرٰكَ تجھے کیا خبر تو وہاں سوال کا جواب دیا ہے۔ فرمایا کہ وَ مَا اَدْرٰكَ مَا الْعَقَبَةُ تمہیں کیا خبر کہ اونچی گھاٹی کیا ہے اور خود ہی جواب دیا فرمایا اونچی گھاٹی یہ چند اعمال ہیں جو میری رضا کے لیے کیے جاتے ہیں ان میں سے

پہلا عمل:

غلامی سے آزادی دلانے کی فضیلت

فَكُّ رَقَبَةٍ ﴿۱۳﴾ (غلام کو آزاد کرنا)

اسلام سے پہلے غلامی کا رواج تھا، بعض بدبختوں نے حضور اکرم ﷺ کی طرف نسبت کردی کہ آپ معاذ اللہ غلامی کو رواج دینے والے تھے، آپ غلامی کو رواج دینے والے نہیں تھے آپ غلامی کا رواج ختم کرنے والے تھے۔ اسلام سے پہلے ہی غلامی کا رواج تھا اور دنیا کے بہت سے ممالک میں کچھ عرصہ قبل تک ابھی سو سال تک امریکہ وغیرہ کے ممالک میں غلامی کا رواج رہا یہ امریکہ میں کالے کہاں سے آئے؟ یہ غلامانہ طور پر امریکہ کو بسانے کے لئے پکڑ کر

www.toobaaelibrary.com

لائے گئے اور حیوانوں کی طرح سے ان سے کام لیا گیا۔ ہمارے آقا ﷺ نے تو ساڑھے چودہ سو سال قبل غلامی کے خلاف آواز اٹھائی مختلف کفارات میں غلام آزاد کرنے کا حکم دیا اور غلام آزاد کرنے کی فضیلت بتلائی۔

ایک حدیث میں حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

مَنْ أَعْتَقَ رَقَبَةً مُؤْمِنَةً أَعْتَقَ اللّٰهُ بِكُلِّ عضوٍ مِنها عضوًا مِنَ النَّارِ.

جو غلام کو آزاد کرے گا اللہ غلام کے ہر عضو کے بدلے میں اس شخص کے ہر عضو کو جہنم سے آزاد کرے گا۔ غلام کے ہاتھوں کے بدلے میں اس کے ہاتھوں کو، غلام کی ٹانگوں کے بدلے میں اس کی ٹانگوں کو، غلام کے سر کے بدلے میں اس کے سر کو، غلام کے پورے جسم کے بدلے میں اس شخص کے پورے جسم کو، جہنم کی آگ سے آزاد فرمائیں گے اور یہ ہمارے آقا ﷺ نے فرمایا اس وقت فرمایا جس وقت غلاموں کا کوئی حق نہیں سمجھا جاتا تھا۔ یہ خیال کیا جاتا تھا کہ ان کو کوئی حق نہیں، ہمارا مکمل اختیار ہے کہ ہم جو چاہیں ان کے ساتھ کریں چنانچہ آپ دیکھیں اُمیہ نے حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کے ساتھ کیا کیا؟ یہ سمجھتا تھا کہ یہ غلام ہے، میں اس کا آقا ہوں مجھے اختیار ہے کہ جو چاہوں کروں، جیسے چاہوں اس کو تڑپاؤں، دھوپ میں ڈال دوں، آگ میں ڈال دوں، پتھروں کے نیچے دبا دوں، گلیوں میں گھسیٹوں مجھے اختیار ہے اس لیے کہ یہ غلام ہے میں آقا ہوں لیکن آقا ﷺ نے اس وقت فرمایا: غلام کو وہی کھلاؤ جو تم خود کھاتے ہو اور غلام کو وہی پہناؤ جو تم خود پہنتے ہو۔ ہمارے آقا ﷺ نے غلام کے حقوق بیان فرمائے اس کا نتیجہ کیا نکلا؟ صحابہ کرام کثرت سے غلام آزاد کرنے والے تھے۔ جیسے صحابہ کثرت سے نمازیں پڑھتے تھے، حج کرتے تھے، عمرے کرتے تھے بلکہ سچی بات یہ ہے کہ حج و عمرے اتنے نہ کیے ہوں گے جتنے یہ اعمال کیے ہوں گے کہ غلاموں کو آزاد کیا۔ آپ اندازہ فرمائیں حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کے بارے میں آتا ہے انہوں نے تیس ہزار غلام خرید کر آزاد کیے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے ایک ہزار غلام خرید کر آزاد کیے، یوں صحابہ نے کثرت کے ساتھ غلاموں کو خرید کر آزاد کیا جیسے بعض مالدار آج کل یہ کرتے ہیں کہ پرندے بیچنے والوں سے کوئی پرندہ خریدتے ہیں اور آزاد کر دیتے ہیں، صحابہ کرام نے غلاموں کو آزاد کیا تھا۔ فرمایا پہلا عمل یہ فَكُّ رَقَبَةٍ گردن کو آزاد کرنا گردن کے آزاد کرنے میں ایک تو یہ آتا ہے کہ غلاموں کو آزاد کیا جائے اور اگر کوئی شخص قرض تلے دبا ہو تو اس مقروض کی مدد کر کے قرض سے نجات دینا یہ بھی گردن کو چھڑانا ہے۔

قیدیوں کو رہا کرائیں

اسی طریقے سے جو لوگ ناحق جیلوں میں پڑے ہوئے ہیں ان قیدیوں کو چھڑانا یہ گردن کو چھڑانا ہے، یہ بھی اسی

www.toobaaelibrary.com

میں آتا ہے بہت بڑا نیک عمل ہے قیدیوں کو جیلوں سے چھڑانا، آزاد کروانا، ان قیدیوں کے بارے میں جو جہاد کے لئے گئے تھے اور آج کوئی افغانستان کی جیلوں میں گل سڑ رہا ہے اور کوئی کیوبا میں اور کوئی کہاں اور کوئی کہاں، ان پر جو مظالم روا رکھے جا رہے ہیں وہ شاید آج کی مہذب دنیا میں حیوانوں پر بھی روا نہ رکھے جاتے ہوں۔ امریکہ میں ایک باپ نے اپنے بیٹے کو کتے سے بچانے کے لئے بلاّ مار دیا تو اس پر پورا ملک اٹھ کھڑا ہوا ایک احتجاج، ایک ہنگامہ لیکن وہ مجاہدین جو جہاد کے لئے نکلے تھے ان پر حیوانوں سے بھی بدتر مظالم ڈھائے جا رہے ہیں اور غیروں سے کیا توقع، اپنے بھی ان کے لئے آواز نہیں اٹھاتے۔ نہ کوئی سیاستدان، نہ کوئی سیاسی لیڈر، نہ کوئی جہادی لیڈر، کوئی لیڈر بھی ان کے حق میں آواز نہیں اٹھا رہا۔ ایک وقت تھا لوگوں کو جہاد میں شرکت کے لئے تو آمادہ کیا جاتا تھا اور تقریریں بھی کی جاتی تھیں اور لوگ ان تقریروں سے متاثر ہو کر گئے لیکن آج جو جیلوں میں بہیمانہ، وحشیانہ اور ظالمانہ سلوک ان کے ساتھ کیا جا رہا ہے ان کے خلاف کوئی آواز نہیں اٹھا رہا، ان قیدیوں کو رہا کرانے کی کوشش نہیں کی جا رہی۔ معاف کیجئے اس معاملے میں ہم غیر مسلموں سے بھی گئے گزرے ہیں۔

ایک عیسائی امریکہ کا رہنے والا آج یہاں گرفتار ہو جاتا ہے تو دیکھیے اس کی رہائی کے لئے کیسے کوششیں شروع ہو جاتی ہیں، ایک یہودی گرفتار ہو جاتا ہے تو دیکھیے اس کے لیے کیا ہنگامہ اٹھا دیا جاتا ہے۔ لیکن ہزاروں مسلمان، نیک مسلمان، پارسا مسلمان، متقی مسلمان اور عفیف مسلمان وہاں پڑے ہوئے ہیں لیکن ان کے لئے کوئی آواز نہیں اٹھا رہا اور آپ جانتے ہیں کہ قرآن کریم میں اللہ نے ذکر کیا کہ یہود یہ کام خاص طور پر کرتے تھے کہ جب کوئی یہودی گرفتار ہو جاتا تو اس کی رہائی کے لئے پیسہ خرچ کرتے تھے۔ پہلے پارے میں سورۃ البقرہ میں اللہ نے ذکر کیا کہ وہ اس کو چھڑاتے تھے لیکن آج ہم یہ کام نہیں کر رہے اللہ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے تو یہ بھی فَكُّ رَقَبَةٍ میں قیدیوں کو چھڑانا بھی ہے۔ اسی طریقے سے جن لوگوں نے کفر و شرک کی وجہ سے اپنی گردنوں کو جہنم کی آگ کا مستحق بنا لیا ہے ان کے لئے پیسہ خرچ کرنا اور ان تک ایمان کی دعوت کو پہنچانا یہ بھی اسی میں آتا ہے۔ گردنوں کو جہنم کی آگ سے چھڑاؤ اگر غیر مسلم کفر کی اشاعت کے لئے پیسہ خرچ کر سکتے ہیں تو مسلمان اسلام کی اشاعت کے لئے، قرآن کی اشاعت کے لئے کیوں نہیں خرچ کر سکتا۔

دوسرا عمل

یتیم اور مسکین کی کفالت کا صلہ

أَوْ إِطْعٰمٌ فِيْ يَوْمٍ ذِيْ مَسْغَبَةٍ ﴿١٤﴾ يَّتِيْمًا ذَا مَقْرَبَةٍ ﴿١٥﴾

(یا کھلاتا ہے بھوک والے دن قرابت دار یتیم کو، اپنے رشتہ دار یتیم و)

www.toobaaelibrary.com

أَوْ مِسْكِينًا ذَا مَتْرَبَةٍ ﴿١٦﴾

(یا مٹی میں ملے ہوئے مسکین کو)

کس یتیم کو کھلاتا ہے فرمایا جو اس کا قرابت دار بھی ہے۔ ویسے تو ہر یتیم کا حق ہے لیکن جس یتیم کے ساتھ کوئی رشتہ بھی ہو کوئی قرابت کا تعلق بھی ہو۔ خاندانی قرابت اس کا تو زیادہ حق ہے اور اس میں زیادہ ثواب ملتا ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: عام مسکین کو دینے کا ایک گنا اجر ملتا ہے اور قریبی مسکین کو دینے کے دو اجر ملتے ہیں۔ مسکین کی مدد کا اجر الگ ملتا ہے اور صلہ رحمی کا اجر الگ ملتا ہے۔ ان کو کھلاتا ہے فرمایا: کہ یہ ہے گھاٹی کہ بھوکوں کو کھلایا جائے اور گردنوں کو آزاد کروایا جائے۔ اس گھاٹی پر کیوں نہیں چڑھتے یہ عمل کیوں نہیں کرتے؟ لوگو جھوٹی چھوٹی باتوں میں آپس میں الجھے ہوئے ہو لیکن اتنے بڑے بڑے عمل تم نے چھوڑ رکھے ہیں جن میں اللہ کا رضا ہے جن اعمال کی وجہ سے اللہ قیامت کے دن کہے گا تم نے میرے بھوکے بندوں کو کھلایا تو ایسے ہے جیسے کہ تم نے مجھے کھلایا۔

مستحق کو تلاش کرنا مالدار کی ذمہ داری ہے

ایسے شخص کو، مسکینوں کو، یتیموں کو تلاش کرنا یہ پیسے والوں کی ذمہ داری ہے اللہ کی قسم! یہ پیسہ اللہ نے ہمیں اس لیے نہیں دیا کہ ہم اس سے نام ونمود حاصل کریں اور اپنی شان وشوکت بڑھائیں اور لوگوں کے سامنے فخر کریں اور شادی بیاہ کے موقع پر اپنا نام اونچا کریں اور کروڑوں لٹادیں اور گناہوں پر خرچ کریں اور کلبوں پر خرچ کریں اور ہماری بیگمات اس پر معاذ اللہ بے حیائی کا ارتکاب کریں اور شادی کے نام پر دوبئی اور امریکہ اور دوسرے ممالک میں جائیں، یا بازاروں میں پھرتی رہیں، اللہ نے ہمیں اس لیے نہیں دیا۔ یاد رکھیں اللہ نے اگر مجھے دیا ہے اللہ نے اگر آپ کو دیا ہے تو اللہ قیامت کے دن پوچھے گا کہ میں نے تمہیں اس لیے دیا تھا تاکہ تم اس کو میری رضا پر خرچ کرو اور میرے مستحق اور بھوکے بندوں کو تلاش کرو تم نے کیوں نہیں تلاش کیا، پیسے کی تلاش میں پھر سکتے تھے اور مستحقین کی تلاش میں نہیں پھر سکتے تھے۔ یہ ہم سب کی ذمہ داری ہے ایسے مستحقین کو تلاش کرنا۔

ثُمَّ كَانَ مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا

اب گردنوں کو چھڑانا اور بھوکوں کو کھلانا ہے تو بہت بڑا عمل لیکن فرمایا کہ شرط یہ ہے کہ ایمان والا ہو (پھر وہ ان لوگوں میں سے ہو جو ایمان لائے) ایمان بنیادی شرط ہے کسی بھی عمل کی قبولیت کے لئے۔

صبر اور رحم کی تلقین

وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَتَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ ﴿١٧﴾ (ایک دوسرے کو صبر کی تلقین کرتے ہیں)

www.toobaaelibrary.com

آزمائشوں پر، ابتلاؤں پر، بیماریوں پر، پریشانیوں پر، وَتَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ۔ (اور ایک دوسرے کو رحمت کی تلقین کرتے ہیں) مہربانی کی تلقین کرتے ہیں۔ خود بھی رحم کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی رحم کرنے کی تلقین کرتے ہیں اللہ کی مخلوق پر، انسانوں پر، بلکہ حیوانوں پر بھی رحم کرنا اللہ کو بڑا پسند ہے۔ حدیث میں آیا ہمارے آقا ﷺ نے فرمایا ترمذی میں روایت ہے۔ اِرْحَمُوْا مَنْ فِي الْأَرْضِ يَرْحَمْكُمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ۔ ''تم زمین والوں پر رحم کرو آسمان والا تم پر رحم کرے گا'' اور فرمایا: لَا يَرْحَمُ اللّٰهُ مَنْ لَا يَرْحَمُ النَّاسَ۔ ''جو انسانوں پر رحم نہیں کرتا اس پر اللہ بھی رحم نہیں کرتا'' ایک حدیث میں فرمایا حضور اکرم ﷺ نے: لَا تُنْزَعُ الرَّحْمَةُ إِلَّا مِنْ شَقِيٍّ۔ ''صرف شقی اور بد بخت کے دل سے اللہ رحمت کو نکال لیتا ہے'' ورنہ اللہ کسی کے دل سے رحمت نہیں نکالتے، تو دلوں میں رحمت ہونا، نرمی ہونا، اللہ کے بندوں پر مہربانی کرنا، یہ اللہ کو بڑا پسند ہے اور دیکھیے اللہ کے بندوں پر مہربان ہونا اور ان کے لئے نرم دل ہونا وہ کسی اعتبار سے ہو اگر تکلیف اور مصیبت ہو تو بھی یہ تڑپے اور اگر وہ جہنم والے راستے پر جا رہے ہوں تو بھی یہ تڑپے، یہ ہے رحم اور نرم دلی۔ صرف یہ نہیں کہ ان کو کچھ کھلا کر اور دے کر سمجھے کہ اپنے فرض سے میں فارغ ہو گیا، نہیں اگر اللہ کی مخلوق جہنم کے راستے پر چل رہی ہے تو بھی تڑپے، ہمارے آقا ﷺ اس پر تڑپا کرتے تھے کہ یہ بندے کیوں جہنم کے راستے پر جا رہے ہیں۔ یہ بھی فرمایا کہ جن لوگوں کے اندر یہ صفات پائی جاتی ہیں کہ وہ گردنوں کو چھڑاتے ہیں، وہ بھوکوں کو کھلاتے ہیں، وہ یتیموں، مسکینوں کی مدد کرتے ہیں، وہ ایمان والے ہیں، وہ ایک دوسرے کو صبر کی اور رحم کرنے کی تلقین کرتے ہیں۔

کامیاب لوگ

أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْمَيْمَنَةِ ﴿١٨﴾ (یہ دائیں ہاتھ والے ہیں)

سعادت والے انسان کی سعادت یہ ہے کہ ان کاموں کو کرے، اس کا اعمال نامہ قیامت کے دن دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا اور دکھاتا پھرے گا۔ هَاؤُمُ اقْرَءُوا كِتَابِيَهْ لوگو! آؤ میرا اعمال نامہ پڑھو۔ إِنِّي ظَنَنْتُ أَنِّي مُلَاقٍ حِسَابِيَهْ مجھے یقین تھا جو کچھ کر رہا ہوں اللہ اس کا صلہ قیامت کے دن ضرور دے گا اور اللہ نے دے دیا، مجھے حساب کا یقین تھا اور آج میں کامیاب ہو گیا۔

ناکام لوگ

وَالَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِنَا هُمْ أَصْحَابُ الْمَشْأَمَةِ ﴿١٩﴾ (جنہوں نے ہماری آیتوں کے ساتھ کفر کیا وہ بائیں ہاتھ والے ہیں)

وہ شقاوت والے ہیں۔

www.toobaaelibrary.com

عَلَيْهِمْ نَارٌ مُّؤْصَدَةٌ ﴿۲۰﴾ (ان پر بند کی ہوئی آگ مسلط ہوگی)

ایسی آگ جس سے نکل نہیں سکیں گے اوپر آگ، نیچے آگ، دائیں آگ، بائیں آگ، اے اللہ! تو اس آگ سے ہماری حفاظت فرما نا، آمین

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

www.toobaaelibrary.com

سُوْرَةُ الشَّمْسِ مَكِّيَّةٌ

موضوع

تزکیۂ نفس اور تذلیل نفس

www.toobaaelibrary.com

آیاتُها ۱۵ (۹۱) سُوْرَةُ الشَّمْسِ مَكِّيَّةٌ (۲۶) رُكُوعَاتُها ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا ① وَالْقَمَرِ اِذَا تَلٰهَا ② وَالنَّهَارِ اِذَا جَلّٰهَا ③ وَالَّيْلِ اِذَا
يَغْشٰهَا ④ وَالسَّمَآءِ وَمَا بَنٰهَا ⑤ وَالْاَرْضِ وَمَا طَحٰهَا ⑥ وَنَفْسٍ وَّمَا
سَوّٰهَا ⑦ فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰهَا ⑧ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا ⑨ وَقَدْ خَابَ مَنْ
دَسّٰهَا ⑩ كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِطَغْوٰهَآ ⑪ اِذِ انْۢبَعَثَ اَشْقٰهَا ⑫ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ
اللّٰهِ نَاقَةَ اللّٰهِ وَسُقْيٰهَا ⑬ فَكَذَّبُوْهُ فَعَقَرُوْهَا ۙ فَدَمْدَمَ عَلَيْهِمْ رَبُّهُمْ
بِذَنْۢبِهِمْ فَسَوّٰىهَا ⑭ وَلَا يَخَافُ عُقْبٰهَا ⑮

ترجمہ:...... قسم ہے سورج اور اس کی پھیلی ہوئی دھوپ کی، (۱) اور چاند کی جب وہ سورج کے پیچھے پیچھے آئے، (۲) اور دن کی جب وہ سورج کا جلوہ دِکھادے، (۳) اور رات کی جب وہ اُس پر چھا کر اُسے چھپالے، (۴) اور قسم ہے آسمان کی، اور اُس کی جس نے اُسے بنایا، (۵) اور زمین کی، اور اس کی جس نے اُسے بچھایا، (۶) اور انسانی جان کی، اور اُس کی جس نے اُسے سنوارا، (۷) پھر اُس کے دِل میں وہ بات بھی ڈال دی جو اُس کے لئے بدکاری کی ہے، اور وہ بھی جو اُس کے لئے پرہیزگاری کی ہے، (۸) فلاح اُسے ملے گی جو اس نفس کو پاکیزہ بنائے، (۹) اور نامراد وہ ہوگا جو اُس کو (گناہ میں) دھنسا دے۔ (۱۰) قومِ ثمود نے اپنی سرکشی سے (پیغمبر کو) جھٹلایا، (۱۱) جب ان کا سب سے سنگدل شخص اُٹھ کھڑا ہوا، (۱۲) تو اللہ کے پیغمبر نے اُن سے کہا کہ: ''خبردار! اللہ کی اُونٹنی کا اور اُس کے پانی پینے کا پورا خیال رکھنا''۔ (۱۳) پھر بھی اُنہوں نے پیغمبر کو جھٹلایا، اور اُس اُونٹنی کو مار ڈالا۔ نتیجہ یہ کہ اُس کے پروردگار نے اُن کے گناہ کی وجہ سے اُن کی اینٹ سے اینٹ بجا کر سب کو برباد کر دیا۔ (۱۴) اور اللہ کو اس کے بُرے انجام کا کوئی خوف نہیں ہے۔ (۱۵)

آیات کی اقسام

سورۃ الشمس مکی سورت ہے اور اس میں پندرہ آیات ہیں، اس سورت کی ابتداء میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے سات

www.toobaaelibrary.com

قسمیں کھائی ہیں اور یہ سات قسمیں تکوینی آیات کی کھائی ہیں۔ یہاں یہ عرض کروں کہ آیات آیۃ کی جمع ہے اور آیت کے معنی دلیل، نشانی، علامت، عبرت اور اسی طریقے سے قرآن کریم کے چند مجموعہ الفاظ کو بھی آیت کہا جاتا ہے۔ تو آیات دو قسم کی ہیں ❶ تکوینی آیات ❷ تشریعیا ور تنزیلی آیات، یہ سورج، یہ چاند، یہ ستارے، یہ زمین، یہ آسمان، یہ پہاڑ، یہ ندی نالے، یہ درخت، یہ چوپائے، یہ حشرات، یہ فضا میں اڑتا ہوا بادل، یہ چلتی ہوئی ہوا، یہ سمندر اور سمندر میں چلنے والی کشتیاں، یہ انسان اور انسان کا پورا جسم، اور اس کی بناوٹ ان سب کو ہم تکوینی یا کائناتی آیات کہہ سکتے ہیں اس میں مزید اگر تقسیم کی جائے تو انسان کا جسم، انسان کی بناوٹ، اس کے اعضاء ان کو انفسی آیات سے تعبیر کیا جاسکتا ہے۔ یہ ساری چیزیں اللہ کی قدرت کی، اس کی حکمت کی، اس کے اختیار کی، اس کے وجود کی اور اس کی توحید کی نشانیاں ہیں علامتیں ہیں انہیں غور وفکر کر کے انسان اللہ کے وجود کا اعتراف کرتا ہے، اس کی توحید کا اقرار کرتا ہے۔ دوسری تشریعی آیات یہ قرآن کریم میں جو آیات ہیں الحمد سے لے کر والناس تک یہ تشریعی اور تنزیلی آیات ہیں جو اللہ نے آسمانوں سے نازل فرمائیں اور جن سے شریعت کے احکام ثابت ہوتے ہیں۔ چونکہ آگے چل کر اجمالی طور پر کوئی لفظ بول دیا جائے کہ یہ تکوینی آیات ہیں یا یہ تشریعی آیات ہیں، یہ تنزیلی آیات، انفسی، آفاقی آیات ہیں اس لئے ابتداء ہی میں اس کی وضاحت کردی گئی تو اللہ پاک نے سات تکوینی آیات کی قسمیں اٹھائی ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے قسمیں کیوں کھائیں؟

یہ بات بھی یہاں بتانا اس لئے ضروری ہے کیونکہ قرآن کریم میں خصوصاً آخری پاروں میں اللہ پاک نے کثرت کے ساتھ قسمیں کھائی ہیں۔ تکوینی قسمیں کیوں کھائی جاتی ہیں؟ بعض اوقات قسم کھائی جاتی ہے تاکید کے لئے، کسی بات کو پختہ کرنے کے لئے، یہ بتانے کے لئے کہ میری بات جھوٹی نہیں ہے سچی ہے، بعض اوقات قسم کھائی جاتی ہے کسی چیز کی دلیل کے طور پر پیش کرنے کے لئے اور بعض اوقات کسی چیز کی قسم کھائی جاتی ہے اس کی عظمت کو بتلانے کے لئے، خود اللہ کے نام کی ہم قسم کھاتے ہیں اللہ کو گواہ بنا کر بھی پیش کرتے ہیں اور اللہ کی عظمت بھی بتلاتے ہیں اور اسی لئے اللہ ہی کے نام کی قسم کھائی جاتی ہے۔ غیر اللہ کی قسم کھانا ہمارے لئے جائز نہیں ہے البتہ اللہ چونکہ احکام کا مکلف نہیں ہے، اللہ پابند نہیں ہے، خالق ہے مخلوق نہیں ہے، وہ شارع ہے اور شریعت کے احکام خود اس پر لاگو اور نافذ نہیں ہوتے اس لئے اللہ پاک نے کثرت کے ساتھ مخلوق کی بھی قسمیں کھائی ہیں۔

آسمانی نظام

وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا ۝۱ (سورج کی قسم اور اس کی دھوپ کی قسم)

ضُحٰی چاشت کے وقت کو کہتے ہیں جب سورج روشن ہوجاتا ہے اور اسی سے صلوٰۃ الضحیٰ ہے چاشت کی

www.toobaaelibrary.com

نماز، اشراق کی نماز، نفلی نماز ہے اور اس کے بعد چاشت کی نفلی نماز ہے تو ضحیٰ کا جو وقت ہوتا ہے وہ خوب دھوپ پھیل جانے کا اور چمک آ جانے کا وقت ہوتا ہے۔ سورج اور اس کی دھوپ کی قسم! اس کی روشنی کی قسم! سورج تکوینی آیات (نشانیوں) میں سے ایک بڑی نشانی ہے، اللہ کی قدرت کی ایک بڑی آیت ہے، لیکن سورج سب سے بڑی نشانی اور سب سے بڑی مخلوق نہیں ہے بلکہ یہ جو فضا ہے اس کے اندر کروڑوں ستارے پائے جاتے ہیں ان ستاروں میں سے ایک ستارہ سورج بھی ہے اور اس سے بڑا ستارہ کوئی نہ ہوا ایسا نہیں ہے بے شمار ستارے ہیں جو سورج سے لاکھوں گنا بڑے ہیں اور انسان ان تک نہیں پہنچ سکتا ابھی تو انسان کی بمشکل ادھوری سی، ناقص سی رسائی چاند تک ہوئی ہے لیکن چاند اور سورج کے علاوہ بھی لاکھوں اور کروڑوں ستارے ہیں اور بعض وہ ہیں جو سورج اور چاند سے کئی گنا بڑے ہیں لیکن انسانی زندگی کے لئے سورج اور چاند خاص اہمیت رکھتے ہیں۔ بعض تفاسیر میں لکھا ہے کہ سورج زمین سے تقریباً بانوے ملین دور ہے ایک ملین دس لاکھ کا اور کہتے ہیں کہ اگر یہ صرف دس درجے نیچے آ جائے اپنے فاصلے سے اور اپنی دوری سے اور اپنی مسافت سے تو یہ دنیا جل کر کوئلہ بن جائے اور اگر صرف دس درجے اوپر چلا جائے تو ساری کی ساری دنیا، کیا انسان، کیا حیوان، کیا سمندر، اور کیا ندی نالے، اور کیا درخت یہ سب برف بن جائیں، وہ کون ہے جس نے سورج کو ایک خاص حد تک روک رکھا ہے نہ اس سے نیچے آتا ہے اور نہ ہی اس سے اوپر جاتا ہے؟ سائنسدان اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ کائنات میں اور فضا میں کروڑوں ستارے ہیں یہ ستارے ایسی رفتار سے دوڑ رہے ہیں کہ اس رفتار کی کوئی چیز اب تک انسان ایجاد نہیں کر سکا ہے، کوئی جہاز، کوئی گاڑی، کوئی انجن، کوئی موٹر ایجاد نہیں کر سکا ہے جس کی رفتار ان ستاروں سے زیادہ ہو، یہ ستارے دوڑ رہے ہیں لیکن ان میں سے کوئی آپس میں ٹکراتا نہیں ہے، اگر یہ آپس میں ٹکرا جائیں تو زمین و آسمان کا نظام درہم برہم ہو جائے۔ اللہ خود کہتا ہے اِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا وَلَئِنْ زَالَتَآ اِنْ اَمْسَكَهُمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِهٖ آسمان و زمین کو اللہ تھامے ہوئے ہے اگر اللہ ان کو نہ تھامے تو پھر کون ہے اللہ کے علاوہ جو ان کو تھام سکے؟ آپ اپنی سڑکوں کو دیکھیں یہاں دو رویہ سڑکیں ہیں بعض جگہ چار رویہ سڑکیں ہیں، اور ٹریفک کے قوانین ہیں، پولیس ہے، اشارے ہیں، سگنل ہیں اور جرمانے ہیں اور جیل ہے لیکن اس کے باوجود کوئی دن ایسا خالی نہیں جاتا ہو گا جب کوئی حادثہ پیش نہ آتا ہو اور گاڑیاں آپس میں ٹکراتی نہ ہوں حالانکہ ان کی رفتار کیا؟ ساٹھ میل، ستر میل سو میل، بہت زیادہ تیز رفتاری سے موٹر وے پر گاڑیاں چلتی ہیں تو اس کی آخری حد ایک سو بیس میل لیکن یہ ستارے جو ہیں ان کی سیکنڈ میں جو رفتار ہے وہ یہاں پر گھنٹے میں رفتار ہے لیکن اس کے باوجود آپس میں نہیں ٹکراتے ہیں۔

سات چیزوں کی قسم

وَالْقَمَرِ اِذَا تَلٰىهَا ﴿۲﴾ (چاند کی قسم جبکہ اس کے پیچھے آئے)

www.toobaaelibrary.com

چاند سورج کے پیچھے پیچھے آتا ہے۔

وَالنَّهَارِ إِذَا جَلّٰىهَا ۝۳ (اور دن کی قسم جبکہ وہ اس کو روشن کردے)

وَالَّيْلِ إِذَا يَغْشٰىهَا ۝۴ (اور رات کی قسم جبکہ وہ اس کو چھپا دے)

دونوں طریقے سے معنی کیا گیا ہے۔ دن جو ہے یہ حرکت کے لیے ہے، عمل کے لیے ہے، جہد وسعی کے لیے ہے، ملاقاتوں کے لیے ہے، سفر کے لیے ہے، رات عام طور پر راحت کے لئے ہے، سکون کے لیے ہے۔ فطری طور پر اللہ نے دن کو کسب و جہد کے لئے رکھا ہے اور رات کو سکون اور راحت کے لئے رکھا ہے اور رات کو جو سکون اور راحت انسان کو میسر آتا ہے وہ دن میں میسر نہیں آتا اور اللہ اس بارے میں بھی سوال کرتے ہیں۔

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ الَّيْلَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِضِيَآءٍ ؕ اَفَلَا تَسْمَعُوْنَ ۝۷۱ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ النَّهَارَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِلَيْلٍ تَسْكُنُوْنَ فِيْهِ ؕ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ۝۷۲

تم یہ بتلاؤ کہ اگر اللہ رات ہی رات بنا دیتا تو دن کی روشنی کون لا سکتا تھا اور اگر اللہ دن ہی دن بنا دیتا تو رات کون لاتا جس میں تم سکون کرتے کیا تم دیکھتے نہیں ہو؟

وَالسَّمَآءِ وَمَا بَنٰىهَا ۝۵ (آسمان کی قسم اور اس کی ذات کی قسم جس نے آسمان کو بلند کیا ہے)

وَالْاَرْضِ وَمَا طَحٰىهَا ۝۶ (اور زمین کی قسم اور اس ذات کی قسم جس نے زمین کو بچھایا ہے)

زمین گول ہے لیکن گول ہونے کے باوجود اللہ نے زمین کو ایسا بنایا کہ اس پر چلنا پھرنا آسان، اس میں زراعت اور کاشتکاری آسان، اس میں سڑکیں بنانا اور عمارتیں کھڑی کرنا ہے آسان ہے۔

اللہ تعالیٰ کی ناشکری سے بچیں

وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰىهَا ۝۷ (اور نفس کی قسم اور اس ذات کی قسم جس نے نفس کو درست کیا ہے)

اللہ نے انسان کو پیدا کیا ہے اور انسان کو شکل کا حسن بھی دیا ہے، ظاہر کا حسن بھی دیا ہے اور باطن کا حسن بھی دیا، اعضاء کو اپنی اپنی جگہ پر رکھا۔ انسان ایک لاکھ بار نہیں ایک کروڑ بار سوچے اور ایک کروڑ انسان نہیں ایک ارب انسان جمع ہو کر سوچیں کہ کیا انسان کی بناوٹ کے لئے اس شکل میں کوئی تبدیلی کی جا سکتی ہے؟ ایسا ہو سکتا ہے کہ ناک کو یہاں لگا دیا جائے تو حسن زیادہ ہو جائے، آنکھوں کو یہاں لگا دیا جائے تو حسن زیادہ ہو جائے، منہ کو نیچے کر دیا جائے تو حسن زیادہ ہو جائے تبدیلی کر کے دیکھ لیں، نہیں، حسن اسی میں ہے جو اللہ نے تخلیق کیا ہے اور جو اللہ

www.toobaaelibrary.com

نے صورت عطا کی ہے اور اللہ پاک نے ایسے بھی انسان پیدا کر دیئے جن میں سے کسی سے بینائی چھین لی، کسی سے گویائی چھین لی اور کسی سے شنوائی چھین لی اور ایسے بھی ہیں جن کی آنکھوں کو اوپر نیچے کر دیا جن کے ہونٹوں کو اوپر نیچے کر دیا جن کی ناک کو اِدھر اُدھر کر دیا تا کہ دیکھنے والے دیکھیں اور پھر شکر ادا کریں کہ اگر اللہ میرے ساتھ یوں معاملہ کرتا تو پھر کیا ہوتا ہاں یہ جو اللہ پاک کسی کو معذور، کسی کو نابینا، کسی کو بدشکل بنا دیتا ہے تو یہ اس لیے کہ جن پر کرم کیا ہے وہ دیکھیں اور اللہ کا شکر ادا کریں، ہاں یوں بھی ہو سکتا تھا یہ میرے ساتھ بھی ہو سکتا تھا، اگر اللہ پاک دوسرے کے ساتھ کر سکتا ہے تو میرے ساتھ بھی کر سکتا تھا اللہ نے دیوانے بھی بنائے ہیں پاگل اور مجنون بھی بنائے ہیں اور اللہ نے ہمیں عقل سے نوازا ہے ایسے بھی ہو سکتا تھا کہ اللہ ہم سے عقل کا نور چھین لیتا اور اس دیوانے اور پاگل جیسا بنا دیتا جس کو ہم پتھر مار رہے ہیں۔

یہ سات قسمیں کھائیں سورج کی قسم، چاند کی قسم، دن کی قسم، رات کی قسم، آسمان کی قسم، زمین کی قسم اور نفس کی قسم۔ یہ قسمیں اٹھا کر فرمایا:

تقویٰ اور گناہ کی تعریف

فَأَلْهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقْوَاهَا ﴿٨﴾ (نفس کو بنایا درست کیا اور پھر اسے بدی اور نیکی کی سمجھ عطا کر دی)۔

فجور ہر ایسا عمل جس کا انجام برا ہو ظلم کا انجام برا، جھوٹ کا انجام برا، خیانت کا انجام برا، تکبر کا انجام برا، اللہ کی نافرمانی کا انجام برا، کفر کا انجام برا، نفاق کا انجام برا الغرض جتنی بھی برائیاں ہیں آپ اس میں لے آیئے شراب نوشی، زنا کاری، بدکاری، یہ ساری چیزیں اس میں آ گئی ہیں، اور تقویٰ انجام بد والے اعمال سے اپنے آپ کو بچا لینا۔ شراب نوشی سے بچا لینا، زنا سے بچا لینا، تکبر سے بچا لینا، ظلم سے حسد سے، نماز کے چھوڑنے سے، اللہ کی نافرمانی سے اپنے آپ کو بچا لینا یہ تقویٰ ہے۔ اللہ کہتے ہیں کہ ہر انسان کے دل میں ہم نے برائی اور نیکی کا شعور رکھ دیا ہے یہ کیسے؟ ایک تو اللہ نے ہر انسان کے دل میں ایک نور رکھا ہے، ضمیر پیدا کیا جو کھٹک پیدا کرتا ہے کہ یہ فجور ہے، یہ تقویٰ ہے، یہ برائی ہے، یہ اچھائی ہے، یہ نیکی ہے، یہ بدی ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ کوئی انسان اپنے ضمیر کی آواز سن کر فجور سے رُک جاتا ہے، برائی سے رُک جاتا ہے اور اپنے ضمیر کی آواز سننے سے بھی اس سے رُکتا نہیں بلکہ اپنے ضمیر کی آواز کو دبا دیتا ہے۔ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ جو ظلم کرتا ہے اس کو اس کا ضمیر ملامت نہیں کرتا؟ ضمیر ملامت کرتا ہے لیکن وہ ضمیر کی آواز کو دبا دیتا ہے۔ ہاں ایسے بھی بدبخت ہوتے ہیں جو ظلم کرتے کرتے اپنے دل کو کالا اور سیاہ کر لیتے ہیں پھر ان کا ضمیر ان کو ملامت نہیں کرتا، ان کا ضمیر احتجاج نہیں کرتا، آوازِ مخالف بلند نہیں کرتا لیکن جو اپنے دل کو کالا نہیں کرتا اس کے دل کے اندر ایک نور ہے، ایک احساس ہے بالخصوص جس نے کلمۂ طیبہ پڑھا ہے لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ

www.toobaaelibrary.com

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ۔ الحمد اللہ ہمارا اس بات پر یقین ہے کہ وہ کتنا ہی گنہگار کیوں نہ ہو اس کے دل میں ایمان کا نور موجود ہے جو اس کو ملامت کرتا ہے، جو اس کو اچھائی کا راستہ دکھاتا ہے لیکن وہ اچھائی کے راستہ پر چلنا نہیں چاہتا اس کی آواز کو دبا دیتا ہے، اس نور کو بجھانے کی کوشش کرتا ہے، اللہ پاک اس نور کو جلانے کی کوشش کرتا ہے اور یہ اس نور کو بجھانے کی کوشش کرتا ہے۔ اللہ اکبر، لیکن ہر شخص جو مسلمان ہے اس کے دل کے اندر ایمان کا نور ہے چاہے وہ کتنا ہی خفیف اور ہلکا کیوں نہ ہو۔ تو اس طریقے سے برائی اور اچھائی کی سمجھ عطا فرمائی اور دوسرے وحی کے ذریعے سے اللہ نے انبیاء کرام علیہم السلام کو بھیجا جو شر اور خیر کا امتیاز کرتے رہے اور آخری وحی ہمارے آقا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو قرآن کی شکل میں عطا کی گئی اس لیے اللہ تعالیٰ یہ فرماتے ہیں سورۃ الدھر میں اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ ہم نے انسان کو راستے کی ہدایت دے دی، بتا دیا یہ خیر کا راستہ ہے، یہ شر کا راستہ ہے، یہ ہماری رحمت کا راستہ ہے یہ ہمارے عذاب کا راستہ ہے۔ یہ شکر کا راستہ ہے، یہ کفر کا راستہ ہے ہم نے تو دکھا دیا پھر کسی نے شکر کا راستہ اختیار کیا اور کسی نے کفر کا راستہ اختیار کیا۔ اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا کوئی شاکر بن گیا، شکر کرنے والا اور کوئی کفور بن گیا، کفر کرنے والا یعنی شکر سے انکار کرنے والا۔ فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰىهَا نفس کو پیدا کیا اس کے اندر خیر اور شر کا احساس رکھا۔ بدی اور نیکی کی اس کو سمجھ عطا کی یہ سات قسمیں کھانے کے بعد جو جواب قسم ہے وہ کیا ہے توجہ فرمایئے گا یہ سات قسمیں کھانے کے بعد اللہ نے جواب قسم جو ذکر فرمایا وہ یہ ہے:

کامیاب شخص

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا ۝۹ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا ۝۱۰

(تحقیق کامیاب ہو گیا وہ شخص جس نے اپنے نفس کو پاک کر لیا اور خسارے میں پڑا وہ شخص جس نے اپنے نفس کو دفن کر لیا)۔

سات قسمیں کھانے کے بعد مختلف تفسیروں میں جواب قسم مختلف لکھا ہے مجھے یہی جواب قسم مناسب معلوم ہوا کہ جو میں نے عرض کیا۔ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا وہ شخص کامیاب ہو گیا جس نے اپنے نفس کو پاک کر لیا اور وہ شخص ناکام ہو گیا خسارے میں جا پڑا جس نے اپنے نفس کو اور اس کی صلاحیتوں کو دفن کر دیا۔

حضور ﷺ کا تدبر قرآن

طبرانی میں روایت ہے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب سورۃ شمس پڑھتے اور ان آیات پر گزرتے وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰىهَا فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰىهَا تو ٹھہر جاتے تھے اور اللہ سے دعا کیا کرتے تھے اَللّٰهُمَّ اٰتِ نَفْسِيْ تَقْوٰاهَا اَنْتَ وَلِيُّهَا وَمَوْلَاهَا وَخَيْرُ مَنْ زَكّٰهَا۔ حضور اکرم ﷺ کی عادت

www.toobaaelibrary.com

مبارک کہ بھی ظاہر ہے کہ آپ قرآن سمجھ کر پڑھتے تھے آپ پوری دنیا کو قرآن سمجھانے کے لیے آئے تھے وعدے کی آیتیں آتیں تو اللہ سے جنت مانگتے، وعید کی آیتیں آتیں تو اللہ تعالیٰ سے جہنم کی پناہ مانگتے ڈراوے کی آیتیں آتیں تو آپ ﷺ کی آنکھیں اشکبار ہو جاتیں اور بشارت کی آیتیں آتیں تو آپ کے چہرۂ مبارک پر مسکراہٹ پھیل جاتی۔ اللہ اکبر۔ غالباً فقیہ العصر مولانا رشید احمد گنگوہی نور اللہ مرقدہ یا کسی اور بزرگ کا واقعہ میں نے خود اپنی ایک کتاب میں نقل بھی کیا ہے لکھنے والے نے لکھا کہ حضرت نماز کے اندر قرآن کی تلاوت فرما رہے تھے تو عذاب کی آیتیں آئیں تو آپ کے اوپر ایسی کیفیت طاری ہوئی کہ بہت سے مقتدیوں کی روتے روتے ہچکیاں بندھ گئیں۔ دل سے جو بات اٹھتی ہے وہ دل پر اثر کرتی ہے سننے والوں نے قرآن سنا تو ان کی روتے روتے ہچکیاں بندھ گئیں اللہ کی پکڑ کا ذکر تھا اور عذاب کا ذکر تھا اور فرماتے پھر بشارت کی اور جنت کی اور اللہ کے وعدوں کی اور مغفرت کی اور رحمت کی آیتیں آئیں تو فرماتے ہیں کہ چہروں پر مسکراہٹیں پھیل گئیں بلکہ بعض لوگوں کا حال یہ ہوا کہ ان کی ہنسی تک چھوٹ گئی اگرچہ آپ جانتے ہیں کہ ہنسی چھوٹ جائے تو نماز ٹوٹ جاتی ہے، نماز کیا ٹوٹتی ہے قہقہہ لگ جائے تو وضو ہی ٹوٹ جاتا ہے وضو دوبارہ کرنا پڑتا ہے لیکن عرض یہ کر رہا تھا کہ قرآن پڑھتے وقت یہ کیفیت، وعدوں پر نظر، وعیدوں پر نظر اور اللہ کی رحمت پر نظر، اللہ کی پکڑ کا احساس سمجھ کر قرآن پڑھنا چاہیے۔ تو فرماتے ہیں حضور اکرم ﷺ جب یہ آیات پڑھتے تو ٹھہر جاتے اور یہ دعا کرتے اَللّٰهُمَّ اَعْطِ نَفْسِي تَقْوَاهَا اے اللہ میرے نفس کو تقویٰ عطا فرما اَنْتَ وَلِيُّهَا وَ مَوْلَاهَا تو اس کا مالک ہے تو اس کا مولیٰ ہے وَ خَيْرُ مَنْ زَكَّاهَا اور سب سے بہتر نفس کو پاک کرنے والا ہے۔ اللہ اکبر۔

حضور ﷺ کی مناجات

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک رات میں نے جب بستر ٹٹولا تو حضور اکرم ﷺ کو غائب پایا مجھے فکر ہوئی کہ حضور ﷺ کہاں گئے دیکھا تو حضور اکرم ﷺ سجدے میں پڑے ہوئے ہیں اور اللہ سے دعا فرما رہے ہیں: اَللّٰهُمَّ اَعْطِ نَفْسِي تَقْوَاهَا اَنْتَ وَلِيُّهَا وَ مَوْلَاهَا وَ خَيْرُ مَنْ زَكَّاهَا اے میرے رب! میرے نفس کو تقویٰ عطا فرما اور اے میرے رب اس کو پاک فرما دینا اس لیے کہ تو سب سے بہتر پاک فرمانے والا ہے تو اس کا مالک ہے اور تو اس کا مولیٰ ہے۔ حضور اکرم ﷺ دعا کر رہے ہیں جو ویسے ہی پاک تھے، آپ تو مطہر تھے، آپ تو دنیا کو پاک کرنے کے لئے تشریف لائے تھے آپ کا دل پاک تھا، آپ دلوں کو پاک کرنے کے لیے آئے تھے لیکن اس کے باوجود اللہ سے یہ دعا کر رہے ہیں، یہ دعائیں یاد کر لینی چاہئیں اور سجدے میں خصوصاً نفلی نمازوں میں یہ دعائیں کرنی چاہئیں۔ ایک اور دعا سن لیجئے مسلم شریف میں حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اللہ سے یہ دعا بھی کیا کرتے تھے اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَ الْكَسَلِ وَ الْهَرَمِ وَ الْجُبْنِ وَ الْبُخْلِ وَ عَذَابِ الْقَبْرِ اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں کم ہمتی سے، سستی سے، بڑھاپے سے، بزدلی سے، بخل سے، قبر کے

www.toobaaelibrary.com

عذاب سے۔ اَللّٰھُمَّ اَعْطِیْ نَفْسِیْ تَقْوَاھَا اَنْتَ وَلِیُّھَا وَمَوْلَاھَا جو ابھی میں نے پہلے دعا سنائی اے اللہ! مجھے تقویٰ عطا فرما میرے نفس کو پاک فرمادے تو بہترین پاک کرنے والا ہے۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ قَلْبٍ لَا یَخْشَعُ اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں ایسے دل سے جو دل تجھ سے ڈرتا نہیں، ایسے دل سے پناہ مانگتا ہوں جس دل میں تیرا ڈر نہیں وَمِنْ نَفْسٍ لَا تَشْبَعُ اور ایسے نفس سے پناہ مانگتا ہوں جو کبھی سیر نہیں ہوتا بس اور مانگتا ہے، اور مانگتا ہے اور چاہئے اور چاہئے ھل من مزید کی صدا بلند کرتا ہے کبھی سیر نہیں ہوتا وَمِنْ عِلْمٍ لَا یَنْفَعُ اور اے اللہ! ایسے علم سے پناہ مانگتا ہوں جس علم کا کوئی فائدہ نہ ہو جس علم پر عمل نہ ہو وَمِنْ دَعْوَةٍ لَا یُسْتَجَابُ لَھَا اور اے اللہ! ایسی دعاؤں سے پناہ مانگتا ہوں جن دعاؤں کو تو قبول نہیں فرماتا۔ اے اللہ! ایسی دعاؤں کی توفیق عطا فرمادے جن دعاؤں کو تو قبول فرماتا ہے۔ بہرحال یہ عرض کررہا تھا کہ فرمایا قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَکّٰھَا ﴿۹﴾ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰھَا ﴿۱۰﴾۔ سات قسمیں کھا کر فرمایا کہ جس نے اپنے نفس کو، اپنے دل کو، اپنے باطن کو، اپنے اندر کو پاک کرلیا، کس سے پاک کرلیا؟ کفر سے پاک، شرک سے پاک، نفاق سے پاک، باطنی بیماریوں سے پاک تکبر سے، حسد سے، بغض سے، حرص سے، ان بیماریوں سے اپنے آپ کو پاک کرلیا وہ کامیاب ہوگیا لیکن جس نے اپنے آپ کو پاک نہیں کیا اس کے نفس میں اللہ نے جو صلاحیتیں رکھی تھیں ان کو نشوونما نہیں دی تو وہ ایسا ہے گویا کہ اس نے ان صلاحیتوں کو ضائع کردیا اپنے آپ کو بھی ضائع کردیا۔

انبیاء کی محنت کا مرکز دل تھا

میرے بزرگو اور دوستو! انبیاء کرام علیہم السلام تشریف لائے تو انبیاء کی محنت کا مرکز دل تھا، باطن تھا، انسان کا نفس تھا، انبیاء نے اس پر محنت کی، ہاتھوں کو نہیں بدلا، ہاتھوں سے ہونے والے کاموں کو نہیں بدلا، قلم کو نہیں بدلا، تلوار کو نہیں بدلا بلکہ دل کو بدلا، پیروں کو نہیں بدلا، پیروں کی حرکت کو نہیں بدلا بلکہ دل کو بدلا۔ جب دل بدلا تو پھر سب کچھ بدل گیا پھر ہاتھ بھی بدل گئے تلوار چلتی تھی لیکن پھر تلوار مظلوم پر نہیں چلتی تھی ظالم پر چلتی تھی، آنکھیں بھی بدل گئیں پھر آنکھیں شہوت کے لئے نہیں اٹھتی تھیں شفقت کے لیے اٹھتی تھیں اور آنکھیں ناجائز جگہ کی طرف نہیں اٹھتی تھیں بلکہ حیاء سے جھک جاتی تھیں، زبان بدل گئی، زندگی کے مقاصد بدل گئے، منزل بدل گئی اور راستے بدل گئے پوری زندگی کا نظام بدل گیا کیوں کہ دل بدل گیا۔ آج کا بھی سب سے بڑا مسئلہ دل کا مسئلہ ہے کہ دل بدل جائے جب دل بدل گئے تو سب کچھ بدل جائے گا، جب دل پاک ہوجائیں تو سب کچھ پاک ہوجائے گا۔

رسول اقدس ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے انسان کے جسم میں گوشت کا ایک ٹکڑا رکھا ہے وہ ٹھیک ہوجائے تو پورا جسم ٹھیک ہوجاتا ہے اور وہ خراب ہوجائے تو پورا جسم خراب ہوجاتا ہے۔

www.toobaaelibrary.com

تزکیہ نفس ضروری ہے

حضرت مولانا ابوالحسن ندوی نور اللہ مرقدہ نے لکھا ہے کہ یہ انسان ایک جنگل ہے انسان کے اس جنگل میں شیر بھی ہیں، چیتے بھی ہیں، کتے بھی ہیں، خنزیر بھی ہیں، بندر بھی ہیں، ریچھ بھی ہیں اور فرماتے ہیں انسان کے اندر کے جو درندے ہیں یہ باہر کے درندوں سے زیادہ خطرناک ہیں اگر ان کی اصلاح نہ کی جائے اور ان کو کنٹرول نہ کیا جائے اور ان کو شریعت کی زنجیروں میں نہ جکڑا جائے تو پھر جنگل کے درندے اتنی تباہی نہیں مچاتے جتنی تباہی انسان کے اندر کے درندے مچاتے ہیں۔ درندے تو انسان کے ظلم وستم کو دیکھیں تو حیران رہ جائیں کہ انسان کتنا بڑا ظالم ہے۔ کیا درندے بھی اسی طریقے سے فوج بنا کر اپنے مخالفین پر چڑھائی کرتے ہیں اور انہیں نیست ونابود کرتے ہیں؟ جیسے انسان کرنے کی کوشش کرتا ہے اور کیا درندے بھی ویسی برائیاں کرتے ہیں جیسی برائیوں میں انسان مبتلا ہو جاتا ہے؟ اللہ اکبر۔ بات کہنے کی تو نہیں لیکن سمجھانے کے لیے عرض کرتا ہوں درندوں میں آپ دیکھیں ایک درندہ دوسری جنس کے درندے سے اپنی شہوت پوری نہیں کرتا لیکن انسان کا حال یہ ہے کہ یہ جنس مخالف کے ساتھ تو کیا بعض اوقات حیوانوں تک سے اپنی شہوت پوری کرتا ہے یعنی جب انسانیت سے ہٹتا ہے تو پھر درندوں سے بھی بدتر ہو جاتا ہے اس لیے اللہ نے فرمایا اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ۔ یہ چوپاؤں کی طرح ہیں بلکہ چوپاؤں سے بھی گئے گزرے ہیں جب گرتے ہیں تو گرتے ہی چلے جاتے ہیں۔ تو بھائی دل پر محنت کرنے کی ضرورت ہے کہ دل صاف ہو جائے، دل کا تزکیہ ہو جائے اندر سے صفائی ہو جائے اور اللہ بھی اندر کی صفائی کو دیکھتا ہے۔ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا آپ یہ حدیث بارہا سن چکے ہوں گے

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَنْظُرُ اِلٰى اَجْسَادِكُمْ وَ اَمْوَالِكُمْ وَلٰكِنْ يَّنْظُرُ اِلٰى قُلُوْبِكُمْ وَ اَعْمَالِكُمْ۔

اللہ تمہارے جسموں کو اور تمہاری ان صورتوں کو نہیں دیکھتا اللہ تمہارے دلوں کو اور تمہارے اعمال کو دیکھتا ہے۔ لوگوں کی نظر تمہاری اس صورت پر ہوتی ہے اور اللہ کی نظر تمہارے دل کی صورت پر ہوتی ہے لوگ تمہاری صورت کی خوبی کو دیکھتے ہیں اور اللہ دل کی صفائی کو دیکھتے ہیں کہ دل کیسا ہے اور اسی دل کی صفائی سے اللہ کے نزدیک کسی کی قدر و قیمت اور مقام متعین ہوتا ہے۔

تزکیہ نفس کے طریقے

پہلا طریقہ

اب دلوں کا تزکیہ کیسے ہوگا؟ دلوں کے تزکیہ کے لیے سب سے مؤثر طریقہ وہ تو اللہ والوں کی صحبت ہے اللہ

www.toobaaelibrary.com

والوں کی صحبت اختیار کی جائے جو واقعی اللہ والے ہوں، حقیقی اللہ والے۔ اکثر یہ الفاظ کہتا ہوں ان کو دل میں اتارتے رہیں کہ حقیقی اللہ والا ہونا ضروری ہے، حقیقی مومن ہونا ضروری ہے، حقیقی مسلمان ہونا ضروری ہے اور اللہ کے جتنے وعدے ہیں نصرت کے اور رحمت کے وہ حقیقی مسلمانوں، حقیقی مومنوں اور حقیقی اللہ والوں کے لیے ہیں، ڈرامے بازوں کے لیے نہیں ہیں، فنکاروں کے لیے نہیں ہیں، اداکاروں کے لیے نہیں ہیں، دکھاوا کرنے والوں کے لئے نہیں ہیں۔ آج حقیقی کم رہ گئے ہیں دکھاوے والے اللہ والے زیادہ ہو گئے ہیں اللہ معاف فرمائے۔ اللہ ہمیں حقیقی اللہ والوں کی قدر کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

دوسرا طریقہ

اور محاسبۂ نفس بھی تزکیہ ہے بھائی! اگر اللہ والوں کی صحبت میسر نہ ہو ایسی جگہ رہتے ہیں جہاں کوئی اللہ والا نہیں ہے تو بھی اللہ نے آپ کو ایسا نہیں رکھا کہ آپ کی اصلاح نہ ہو سکے۔ آپ اپنا محاسبہ خود کریں، اپنی اصلاح خود کریں اپنے محاسبے کے ذریعے سے بھی اور اپنی اصلاح کی فکر کے ذریعے سے بھی اپنی اصلاح کی جاسکتی ہے جب ہمارے دل میں اصلاح کا درد ہو گا تزکیۂ قلب کی فکر ہوگی، تڑپ ہوگی، اس کے لیے کوشش بھی کریں گے، اللہ سے مانگیں گے بھی، تو خدا کی قسم! اللہ ایسا نہیں ہے کہ ہمیں پاک نہ فرمادے۔ ہمارے اندر تڑپ بھی ہو، طلب بھی ہو، درد بھی ہو، فکر بھی ہو، کوشش بھی ہو اور اللہ سے مانگیں بھی اور پھر بھی اللہ ہمیں پاک نہ کرے ایسا نہیں ہو سکتا۔ میں اللہ کے بارے میں ایسی سوچ نہیں رکھتا الحمد للہ۔ وہ رحمن اور رحیم ہے اس کا وعدہ ہے کہ جب کوشش کرو گے تو میں دستگیری کروں گا وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا۔ جو ہم تک پہنچنے کے لئے اور اپنے آپ کو پاک کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو ہم ان کے راستے سے مشکلات کو ہٹا دیتے ہیں اور آسانیاں ہی آسانیاں پیدا فرما دیتے ہیں۔

تیسرا طریقہ

اور عرض کرتا رہتا ہوں کہ تزکیہ کے لیے ایک مؤثر چیز ہمارے پاس ہے جہاں کوئی بھی نہ ہو وہاں اللہ کی کتاب قرآن کریم بھی ہے یہ تزکیۂ قلب کے لیے سب سے مؤثر چیز ہے اور خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ قرآن کے ذریعے سے جو تزکیۂ قلب ہوتا ہے اور جو اصلاح ہوتی ہے وہ دیرپا ہوتی ہے اس کے اثرات بہت دیر تک رہتے ہیں۔ تو قرآن سے اپنا تعلق قائم کیجئے، اس سے محبت کیجئے، اس پر سچے دل سے ایمان لائیے، اس کی عظمت کو دلوں میں پیدا کیجئے، اس کو دیکھئے، اس کو پڑھئے، اس کو سمجھنے کی کوشش کیجئے اور اس پر عمل کیجئے۔ اللہ کی ذات سے امید ہے کہ ان شاء اللہ دل کا تزکیہ ہو کر رہے گا، یہ کتاب اللہ نے دلوں کی شفاء کے لئے اتاری ہے، دلوں کے تزکیہ کے لیے اتاری ہے۔ ہمارے وہ بھائی، ہماری وہ بہنیں، ہمارے وہ بزرگ، ہمارے وہ عزیز جو دنیا کے

www.toobaaelibrary.com

ایسے خطے میں رہتے ہیں جہاں کوئی خانقاہ نہیں ہے، جہاں کوئی مسجد نہیں، کوئی مدرسہ نہیں، کوئی اللہ والا نہیں، کوئی شیخ اور بزرگ نہیں میں ان سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ کتاب اللہ سے سچا تعلق قائم کریں، اپنی اصلاح کے لیے تعلق قائم کریں پھر ان شاء اللہ وہ محروم نہیں رہیں گے۔ تو قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا ۞ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا۔ کامیاب ہو گیا وہ شخص جس نے اپنے نفس کو پاک کر لیا اور خسارے میں پڑا وہ شخص جس نے اسے دفن کر دیا، اس کی صلاحیتوں کو دفن کر دیا اور صلاحیتوں کو ضائع کر دیا۔ آگے اللہ پاک نے اس کی ایک مثال بیان فرمائی کہ جس قوم یا جس فرد نے صلاحیتوں سے فائدہ نہ اٹھایا اور نفس کا تزکیہ نہ کیا تو ان کا انجام کیا ہوا فرمایا کہ:

قوم ثمود کا تعارف

كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِطَغْوٰىهَآ ⑪ (ثمود نے جھٹلا دیا اپنی سرکشی کی وجہ سے)

کیسے جھٹلا دیا؟ اللہ کو جھٹلا دیا، اللہ کے رسول کو جھٹلا دیا، شریعت کو جھٹلا دیا، ایمان والوں کو جھٹلا دیا، آخرت کو جھٹلا دیا اور اللہ نے قوم ثمود کا ذکر خاص طور پر اس لیے کیا کہ قوم ثمود کے حالات سے اہل عرب اچھی طرح واقف تھے اس لیے کہ یہ قوم حجاز اور شام کے علاقے میں آباد تھی اور ثمود ان کا جد تھا، ان کا بڑا تھا، حضرت نوح علیہ السلام کی قوم سے تعلق تھا اور انہیں فن تعمیر میں کمال حاصل تھا، پتھروں کو تراش کر مکان بھی بناتے تھے اور مجسمے بھی بناتے تھے۔ اللہ نے ان کی ہدایت کے لیے حضرت صالح علیہ السلام کو بھیجا ان سے انہوں نے معجزہ کا مطالبہ کیا۔ عجیب وغریب اونٹنی، عجیب وغریب طریقے سے اس کی ولادت ہوئی، کہا جاتا ہے کہ ایک پہاڑ کی چٹان سے اس کی ولادت ہوئی اور مولانا عبدالماجد دریا آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی انگریزی تفسیر میں ان سیاحوں کے حوالے سے لکھا ہے جن میں بعض غیر مسلم بھی ہیں کہ ہم نے اس جگہ کو جا کر دیکھا ہے کہ جس چٹان سے اس اونٹنی کی ولادت ہوئی عجیب وغریب طریقے سے ولادت ہوئی اور عجیب وغریب قسم کی اونٹنی، اس کا پینا بھی زیادہ تھا اور دودھ بھی زیادہ دیتی تھی کیونکہ اللہ کی قدرت کی نشانی تھی اس لیے یہاں پر اس کو نَاقَةَ اللّٰهِ کہا گیا (اللہ کی اونٹنی)۔

متعصب ہندو کا اعتراض اور اس کا جواب

متعصب ہندو سرسوتی نے اعتراض کیا، بدبخت نے قرآن کریم پر بڑے عجیب وغریب اعتراضات کیے اور ان میں سے ایک اعتراض یہ بھی تھا کہ دیکھو قرآن میں آیا ہے نَاقَةَ اللّٰهِ (اللہ کی اونٹنی) تو کیا تمہارا خدا کوئی چرواہا تھا جس کی کوئی اونٹنی تھی۔ قرآن تمہاری ایسی کتاب ہے جو اللہ کے لیے اونٹنیاں ثابت کرتی ہے۔ تو نَاقَةَ اللّٰهِ اونٹنی کی نسبت اللہ کی طرف اس لیے نہیں ہے کہ اللہ نے کوئی معاذ اللہ اونٹنی پال رکھی تھی بلکہ اللہ کی طرف نسبت اس اونٹنی کی عظمت کو بتانے کے لیے ہے جیسے کعبہ کو بیت اللہ کہا جاتا ہے کعبے کی عظمت کو بتانے کے لیے تو بعض چیزوں کی اللہ کی

www.toobaaelibrary.com

طرف نسبت کی جاتی ہے جس چیز کی نسبت اللہ کی طرف ہو جائے اسے عظمت حاصل ہو جاتی ہے۔ عبداللہ کا بندہ، عبدالرحمٰن یہ نسبت عظمت کے لئے ہے وگرنہ یہ مطلب نہیں کہ اللہ کا کوئی خاص غلام ہے، اس کا کوئی خاص خادم ہے ایسا نہیں ہے تو اللہ نے اس کو نَاقَةَ اللّٰهِ قرار دیا اس اونٹنی کی عظمت کو بتانے کے لئے اس کا اعتراض محض تعصب، ضد، کم عقلی، جہالت سفاہت اور بے وقوفی کی وجہ سے تھا وگرنہ تھوڑا سا غور کرتا تو بات سمجھ میں آجاتی کہ قرآن کا انداز یہ ہے کہ اللہ کی طرف نسبت عظمت کو بتانے کے لیے ہوتی ہے۔

قوم ثمود کی تکذیب

فرمایا: كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِطَغْوٰىهَآ ﴿۱۱﴾ (ثمود نے جھٹلادیا اپنی سرکشی کی وجہ سے)۔

اِذِ انْۢبَعَثَ اَشْقٰىهَا ﴿۱۲﴾ (جب اٹھا ان میں سے بہت بڑا بدبخت)

یہ بدبخت کون تھا؟ تفسیروں میں اس کا نام لکھا قدار بن ضالف ایک فاحشہ عورت کے کہنے پر اس اونٹنی کو قتل کرنے کے لئے اٹھا۔

فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ نَاقَةَ اللّٰهِ وَسُقْيٰهَا ﴿۱۳﴾ (اللہ کے رسول نے کہا اللہ کی اونٹنی کو چھوڑ دو اور اس کے پینے کو چھوڑ دو)

پانی کا چشمہ تھا جس میں سے ایک دن ان کے جانور پانی پیتے تھے اور ایک دن مخصوص تھا اس اونٹنی کے لئے وہی پانی پیتی تھی ارے اس کو چھوڑ دو یہ اللہ کی قدرت کی نشانی ہے، یہ اللہ کی عظمت کی نشانی ہے اس سے تعرض نہ کرو۔

فَكَذَّبُوْهُ فَعَقَرُوْهَا ۔(انہوں نے جھٹلادیا اور اس کے پاؤں کاٹ دیئے)

فَعَقَرُوْهَا (اور اس کو ہلاک کر دیا۔)

فَدَمْدَمَ عَلَيْهِمْ رَبُّهُمْ بِذَنْۢبِهِمْ فَسَوّٰىهَا ﴿۱۴﴾

(اللہ نے اپنا عذاب ڈال دیا پھر سزا میں ان سب کو برابر کر دیا)

کیونکہ اللہ کی قدرت کی نشانی تھی اور اللہ کی قدرت کی نشانی کو انہوں نے قتل کیا لہٰذا ان کے گناہ کی وجہ سے اللہ نے ان پر عذاب ڈال دیا۔ ایک چیخ آئی جس سے کانوں کے پردے پھٹ گئے اور پھر زلزلہ آیا جس سے وہ سب ہلاک ہو کے رہ گئے فَسَوّٰىهَا سزا میں ان سب کو برابر کر دیا ایک کافر بھی نہ بچا۔

وَلَا يَخَافُ عُقْبٰهَا ﴿۱۵﴾ (اللہ نہیں ڈرتا کہ اس کا انجام کیا ہوگا)

اللہ کہتا ہے کہ میں نے ان کو ہلاک کر دیا، تباہ کر دیا اور میں نہیں ڈرتا کہ اس کا انجام کیا ہوگا۔ بادشاہ کسی طاقتور مجرم کو سزا دیتا ہے اور کسی طاقت والی جماعت کو سزا دیتا ہے تو ڈرتا ہے کہ ہڑتال ہوگی احتجاج ہوگا اور ٹکراؤ ہوگا لیکن

www.toobaaelibrary.com

اللہ کہتا ہے کہ میں نہیں ڈرتا کہ انجام کیا ہوگا میرا کون کیا بگاڑ سکتا ہے۔ اللہ کہتا ہے وَلَا يَخَافُ عُقْبٰهَا میں نہیں ڈرتا کہ اس کا انجام کیا ہوگا، وہ فیصلہ کرنے میں خودمختار ہے کسی سے پوچھ کر فیصلہ نہیں کرتا اور فیصلہ بھی صحیح کرتا ہے اس کا ہر فیصلہ حکمت پر اور درستگی پر اور حق پر مبنی ہوتا ہے جسے وہ ہلاک کرتا ہے وہ ہلاک ہونے کے قابل ہوتا ہے۔ اللہ کہتا ہے کہ میں اس کے انجام سے نہیں ڈرتا کہ ان کو سزا دی تو اس کا انجام کیا ہوگا۔ تو میرے بزرگو، اور دوستو! سورۂ شمس میں گویا کہ موضوع بیان ہوا تزکیہ نفس اور تذلیل نفس کا یعنی جو نفس کا تزکیہ کرے وہ پاک ہے جو نفس کو ذلیل کردے، اور اللہ کی دی ہوئی صلاحیتوں کو ذلیل کردے ضائع کردے وہ ناکام ہے۔ اللہ ہمیں کامیاب ہونے والوں میں شامل فرمائے آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

www.toobaaelibrary.com

سُورَةُ الَّيْلِ مَكِّيَّةٌ

موضوع

انسانی جہد و عمل اور اس کی جزاء

www.toobaaelibrary.com

اٰیاتُھا ۲۱ (۹۲) سُوْرَۃُ الَّیْلِ مَکِّیَّۃٌ (۹) رُکُوْعَاتُھَا ۱

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى ① وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰى ② وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰٓى ③ اِنَّ
سَعْيَكُمْ لَشَتّٰى ④ فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى ⑤ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى ⑥ فَسَنُيَسِّرُهٗ
لِلْيُسْرٰى ⑦ وَاَمَّا مَنْۢ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰى ⑧ وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰى ⑨

ترجمہ:...... قسم ہے رات کی جب وہ چھا جائے، (۱) اور دن کی جب اُس کا اُجالا پھیل جائے، (۲) اور اُس ذات کی جس نے نر اور مادہ کو پیدا کیا۔ (۳) کہ حقیقت میں تم لوگوں کی کوششیں الگ الگ قسم کی ہیں۔ (۴) اب جس کسی نے (اللہ کے راستے میں مال) دیا، اور تقویٰ اختیار کیا، (۵) اور سب سے اچھی بات کو دِل سے مانا، (۶) تو ہم اُس کو آرام کی منزل تک پہنچنے کی تیاری کرادیں گے۔ (۷) رہا وہ شخص جس نے بخل سے کام لیا، اور (اللہ سے) بے نیازی اختیار کی، (۸) اور سب سے اچھی بات کو جھٹلایا۔ (۹)

تشریح:...... یہ سورۃ اللیل ہے اس میں اکیس آیات ہیں مکی سورت ہے اور قرآن کریم میں سورتوں کی جو موجودہ ترتیب ہے اس ترتیب کے اعتبار سے یہ ۹۲ نمبر پر آئی ہے گویا کہ اس موجودہ ترتیب کے اعتبار سے یہ سورت نمبر بانوے ہے ویسے بعض مفسرین کا اندازہ یہ ہے کہ نازل ہونے کے اعتبار سے یہ نویں نمبر پر تھی لیکن یہ اندازے کوئی قطعی اور یقینی نہیں ہیں اس سورت میں جو غالب مضمون بیان کیا گیا ہے وہ انسان کی جہد و عمل، کوشش اور کاوش اور اس کی جزاء ہے۔

اس سورت کی ابتداء میں اللہ پاک نے تین چیزوں کی قسم کھائی ہے رات کی قسم، دن کی قسم اور جو اس نے نر اور مادہ پیدا کیا ہے اس کی قسم۔ وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى ① (رات کی قسم جبکہ وہ چھا جاتی ہے) وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰى ② (اور دن کی قسم جبکہ وہ روشن ہو جاتا ہے) وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰٓى ③ (اور اس کی قسم جو اس نے نر اور مادہ پیدا کیا ہے)۔

دن اور رات مظاہر قدرت ہیں

یہ تینوں چیزیں جن کی اللہ نے قسم کھائی ہے یہ تینوں اللہ کی قدرت کی نشانیاں ہیں۔ رات اور دن اللہ کی قدرت

www.toobaaelibrary.com

کی نشانیاں ہیں اللہ فرماتے ہیں:

وَجَعَلْنَا الَّيْلَ وَالنَّهَارَ اٰيَتَيْنِ فَمَحَوْنَآ اٰيَةَ الَّيْلِ وَجَعَلْنَآ اٰيَةَ النَّهَارِ مُبْصِرَةً

ہم نے رات اور دن کو دو نشانیاں بنایا ہے رات کی نشانی کو مٹا دیتے ہیں، دن کی نشانی کو لے آتے ہیں، رات کی نشانی کو ہم نے تاریک بنایا ہے اور دن کو ہم نے روشن اور منور بنایا ہے۔ اسی طرح اللہ سورہ نباء میں فرماتے ہیں وَّجَعَلْنَا الَّيْلَ لِبَاسًا ﴿۱۰﴾ وَّجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا ﴿۱۱﴾ رات کو ہم نے لباس بنایا ہے جیسے لباس انسان کو چھپالیتا ہے، رات کی تاریکی پوری کائنات کو چھپالیتی ہے اور دن کو ہم نے معاش کے لئے بنایا ہے، جہد وسعی کے لئے بنایا ہے کام کاج کے لئے بنایا ہے، دوکانداری کے لئے بنایا ہے اللہ فرماتے ہیں کہ اگر میں رات ہی رات بنادیتا تو دن کی روشنی تم کہاں سے لاتے اور دن ہی دن بنادیتا تو رات کی تاریکی کہاں سے لاتے؟ رات کی تاریکی کی بھی ضرورت ہے اور دن کی روشنی کی بھی ضرورت ہے یہ دونوں اللہ کی قدرت کی نشانیاں ہیں۔

نر اور مادہ قدرت خداوندی کی نشانیاں

اللہ نے نر اور مادہ پیدا کیا یہ بھی اللہ کی قدرت کی نشانیاں ہیں کہ اگر نر ہی نر ہوتے تو کیا ہوتا، مادہ ہی مادہ ہوتے تو کیا ہوتا، وہ نطفہ جس سے بچہ پیدا ہوتا ہے وہ تو دونوں کا ایک جیسا ہے لیکن اس نطفے میں سے اللہ پاک کسی کو نر بنا دیتا ہے، اور کسی کو مادہ بنا دیتا ہے اس لیے کہ اس جہاں کا نظام چلانے کے لئے مردوں کی بھی ضرورت ہے، اور عورتوں کی بھی ضرورت ہے بچوں کی بھی ضرورت ہے، اور بچیوں کی بھی ضرورت ہے۔ اللہ پاک نے ایک عجیب سا تناسب رکھا ہے۔ تو اگر پوری دنیا کا جائزہ لیا جائے تو تقریباً جتنے مرد ہیں اتنی عورتیں بھی ہیں۔ اللہ پاک نے ایک نظام چلانا ہے تو نر اور مادہ کو پیدا کیا۔ جس زمانے میں قرآن نازل ہوا تو انسان یہ سمجھتا تھا، بڑے بڑے صاحبان علم وحکمت یہ سمجھتے تھے کہ نر اور مادہ صرف انسان میں ہوتا ہے اور حیوانوں میں ہوتے ہیں لیکن اس وقت اللہ نے اعلان کیا، نہیں نر اور مادہ ہر چیز میں ہوتا ہے، جوڑا ہر چیز کا ہوتا ہے سورۂ ذاریات میں فرمایا: وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ہر چیز میں ہم نے جوڑا جوڑا پیدا کیا تاکہ تم سمجھو۔ آج سے ساڑھے چودہ سو سال پہلے اعلان کیا جبکہ انسان کی تحقیق اور تجربہ میں یہ بات نہیں آئی تھی، آج انسان بڑی ٹھوکریں کھانے کے بعد، بڑی تحقیق کے بعد، سائنسی تجربہ کے بعد اس نتیجے پر پہنچا ہے کہ ہاں ہر چیز میں جوڑا جوڑا ہے۔ حیوانوں میں بھی جوڑا جوڑا، درختوں میں بھی جوڑا جوڑا، زمینوں میں جوڑا جوڑا، آسمانوں میں بھی جوڑا جوڑا، پہاڑوں میں بھی جوڑا جوڑا، یہاں تک کہ آپ جانتے ہیں کہ مادے میں سب سے چھوٹی چیز ایٹم ہے وہ بھی دو چیزوں سے مرکب ہے۔ اس کائنات کی کوئی چیز بھی جوڑا جوڑا ہونے سے، دو دو ہونے سے مبرا، پاک نہیں ہے، سوائے اللہ کی ذات کے وہ ایک ہے اور اس

www.toobaaelibrary.com

کا کوئی جوڑ انہیں باقی ہر کسی کا جوڑا جوڑا ہے۔

قرآن جدید کتاب ہے

قرآن پرانی کتاب نہیں قرآن نئی کتاب ہے اور نئی کتاب ہونے کا ایک مطلب یہ ہے کہ قرآن نئی تحقیقات کا ساتھ دیتا ہے، نئی تحقیقات قرآن کی تصدیق کرتی ہیں، قرآن کو جھٹلاتی نہیں ہیں باقی کوئی کتاب ایسی نہیں ہے نہ تورات، نہ انجیل، نہ زبور کہ وہ جدید تحقیقات کا ساتھ دے سکیں۔ جوں جوں انسان کا علم ترقی کرتا جائے گا قرآن کے حقائق کھلتے چلے جائیں گے اور سائنسدان، حکیم اور ڈاکٹر قرآن کے بیان کردہ حقائق کو تسلیم کرنے پر مجبور ہو جائیں گے۔

اور دوسرا مطلب یہ ہے کہ جب انسان قرآن پڑھتا ہے تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ جیسے قرآن آج نازل ہوا ہے ہاں اگر کبھی قرآن سمجھ کر پڑھنے کا موقعہ ملے اور ہمارا ذہن روشن ہو اور ہم قرآنی آیات میں غور و فکر کریں تو ایسا لگے گا کہ قرآن کراچی والوں کے بارے میں نازل ہوا ہے، قرآن لاہور والوں کے بارے میں نازل ہوا ہے۔ آپ یوں سمجھیں گے کہ قرآن میرے بارے میں نازل ہوا ہے، قرآن بالکل ایسے معلوم ہوتا ہے جیسا کہ آج نازل ہوا ہے اسی لیے اللہ فرماتا ہے لَقَدْ اَنْزَلْنَاۤ اِلَيْكُمْ كِتٰبًا فِيْهِ ذِكْرُكُمْ ؕ ہم نے تمہاری طرف ایسی کتاب نازل کی ہے جس میں تمہارا تذکرہ ہے۔

عجیب واقعہ

مشہور تابعی حضرت احنف بن قیس رحمہ اللہ کے بارے میں آتا ہے کہ انہوں نے یہ آیت پڑھی تو چونک گئے کہ اللہ کہتا ہے کہ میں نے ایسی کتاب نازل کی ہے جس میں تیرا بھی ذکر ہے، ذرا میں دیکھوں تو سہی قرآن میں میرا ذکر کہاں ہے۔ اب قرآن کھول کر بیٹھ گئے مختلف آیات سامنے آتی ہیں وہ آیات بھی ہیں جن میں مشرکین، متکبرین، ظالمین، منکرین، مخالفین، معاندین، فرعون، ھامان، قارون جیسے لوگوں کا تذکرہ ہے تو یہ آیات پڑھ کر کہنے لگے یہ تو میرا تذکرہ نہیں ہے، یہاں تو میرا ذکر نہیں، پھر وہ آیات پڑھیں جن میں مومنین، مخلصین، متقین، مجاہدین، انبیاء، اولیاء، شہداء کا تذکرہ ہے جو راتوں کو اللہ کے سامنے روتے ہیں، جن کے پہلو بستر سے دور رہتے ہیں، جو اللہ کے مال کو اللہ کے لئے لٹاتے ہیں، جو اللہ کی دی ہوئی جان کو اللہ کی راہ میں قربان کر دیتے ہیں، کہنے لگے کہ اے اللہ! یہ بھی میرا تذکرہ نہیں ہے میں اتنا نیک نہیں ہوں، پھر وہ آیات کریمہ پڑھیں جس میں اللہ نے فرمایا گیارھویں پارے کی آیت ہے وَاٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّاٰخَرَ سَيِّئًا ؕ میرے کچھ بندے ایسے ہیں جو گناہوں کا اقرار کرتے ہیں انہوں نے نیک اعمال بھی کیے ہیں اور ان سے برے اعمال بھی ہوئے ہیں۔ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْهِمْ امید ہے اللہ ان کی توبہ قبول کرلے گا۔ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ اللہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔

www.toobaaelibrary.com

یہ آیت کریمہ پڑھی تو پکار اٹھے هٰذَا ذِكْرِىْ قرآن میں میرا تذکرہ یہ ہے۔ میں اور آپ اور سینکڑوں احباب جو قرآن کی تلاوت کرتے ہیں تو کہہ سکتے ہیں کہ قرآن میں میرا تذکرہ، ہے ہم ایسے ہی ہیں، ہم سے گناہ بھی ہوئے ہیں اور اللہ نے کچھ نیک اعمال کی بھی توفیق دی ہے۔ لیکن ہم توبہ کرتے ہیں اور اللہ کہتا ہے امید ہے کہ توبہ کروگے تو میں توبہ قبول کرلوں گا اس لئے کہ میں غَفُوْرُ الرَّحِيْمِ ہوں۔

قرآن مجید میں ہر ایک کا تذکرہ ہے

تو قرآن میں ہر کسی کا تذکرہ ہے جو زانی ہے قرآن میں اس کا بھی تذکرہ ہے، جو چور ہے قرآن میں اس کا بھی تذکرہ ہے۔ جو ڈاکو ہے قرآن میں اس کا بھی تذکرہ ہے، جو ظالم ہے قرآن میں اس کا بھی تذکرہ ہے، جو متکبر ہے قرآن میں اس کا بھی تذکرہ ہے، جو بندوں کے حقوق چھین لیتا ہے قرآن میں اس کا بھی تذکرہ ہے، جو خائن ہے قرآن میں اس کا بھی تذکرہ ہے، جو منافق ہے قرآن میں اس کا بھی تذکرہ ہے، جو مشرک اور کافر ہے قرآن میں اس کا بھی تذکرہ ہے، جو مومن اور مخلص ہے، متقی ہے، زاہد ہے، پارسا ہے، سخی ہے اور مجاہد ہے۔ داعی ہے، صالح ہے اللہ کے سامنے رونے والا ہے قرآن میں اس کا بھی تذکرہ ہے قرآن نے سب کا تذکرہ کیا ہے۔ کہنے کا مقصد یہ ہے کہ قرآن جدید کتاب ہے قرآن کبھی پرانا نہیں ہوسکتا جیسے سورج پرانا نہیں، چاند پرانا نہیں، زمین پرانی نہیں، آسمان پرانے نہیں اسی طریقے سے قرآن پرانا نہیں، بلکہ زمین، آسمان اور سورج اور چاند یہ پرانے ہو کر ٹوٹ پھوٹ جائیں گے لیکن قرآن پرانا ہو کر ٹوٹے پھوٹے گا نہیں۔ ہاں ایسا ہوگا کہ جب قرآن کو ماننے والے نہیں رہیں گے، قرآن کو پڑھنے والے نہیں رہیں گے، قرآن سے محبت کرنے والے نہیں رہیں گے تو اللہ اپنی اس کتاب مقدس کو خود اپنے پاس اٹھالے گا۔ جہاں سے یہ کتاب آئی ہے وہیں چلی جائے گی ایسا ہوگا۔ قرآن جدید کتاب ہے، نئی کتاب ہے اس پر کبھی پرانا ہونے کے آثار ظاہر نہیں ہوسکتے ہیں۔

تو قرآن نے کہا کہ ہر چیز کے اندر جوڑا جوڑا ہے کوئی چیز بھی جوڑے جوڑے سے جدا نہیں ہے خالی نہیں ہے اللہ کہتا ہے کہ صرف میں جوڑے جوڑے سے خالی ہوں۔ میں ایک ہوں قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْ ۝ وَلَمْ يُوْلَدْ ۝ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝ اللہ ایک ہے اللہ بے نیاز ہے سب محتاج ہیں وہ کسی کا محتاج نہیں نہ اس کا کوئی باپ اور نہ کوئی اس کا ہم سر وہ ایک ہے ذات میں بھی ایک اور صفات میں بھی ایک اس کا کوئی جوڑا، کوئی شریک، کوئی وزیر، کوئی مشیر نہیں ہے وہ اکیلا ہے تو عرض کررہا تھا کہ تین چیزوں کی قسمیں اٹھائیں وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى رات کی قسم جبکہ وہ چھا جاتی ہے دن کی قسم جبکہ وہ روشن ہو جاتا ہے اور اس کی قسم جو اس نے نر اور مادہ پیدا کیا۔ اور جہاں قسم ہوتی ہے تو وہاں جواب قسم بھی ہوتا ہے۔ اب جواب قسم کیا ہے فرمایا کہ

www.toobaaelibrary.com

عمل کے اعتبار سے انسانوں کی دو جماعتیں

اِنَّ سَعْيَكُمْ لَشَتّٰى ﴿۴﴾ (اے انسانو! تمہاری کوششیں مختلف ہیں)

چونکہ قرآن سمجھنا ہے اس لیے یہاں یہ بات بھی سمجھ لیں کہ قسم اور جواب قسم میں کوئی مناسبت بھی ہوتی ہے۔ قسم اور جواب قسم میں کوئی مناسبت ہوگی اب رات کی قسم کھائی دن کی قسم کھائی تو آگے فرمایا کہ تمہاری کوششیں مختلف، تو مناسبت کیا ہے؟ مناسبت یہ کہ جیسے اس دنیا میں ہر چیز جوڑا جوڑا اور ہر چیز کی کوئی نہ کوئی ضد ہے۔ یہاں دن ہے تو رات بھی ہے اور بلندی ہے تو پستی بھی ہے، بہار ہے تو خزاں بھی ہے، گرمی ہے تو سردی بھی ہے، امیری ہے تو غریبی بھی ہے، بیماری ہے تو صحت بھی ہے، زندگی ہے تو موت بھی ہے یہ جہان اضداد کا جہان ہے ہر چیز کی کوئی نہ کوئی ضد ہے۔ تو فرمایا اسی طریقے سے تمہارے اعمال کی بھی ضد ہے اور تمہاری کوششیں بھی مختلف ہیں یہاں مومن بھی ہیں کافر بھی ہیں، دنیا کے طالب بھی ہیں آخرت کے طالب بھی ہیں، میری رضا کے لئے سب کچھ لٹانے والے بھی ہیں اور شیطان کے نقش قدم پر چلنے والے بھی ہیں۔ اِنَّ سَعْيَكُمْ لَشَتّٰى ﴿۴﴾ تمہاری کوششیں مختلف اور کوششوں کے نتائج بھی مختلف ہر کوشش کا نتیجہ مختلف ہوگا جی ہاں ایسا نہیں ہوسکتا کہ نتائج ایک جیسے ہوں۔ مومن اور کافر ایک جیسے ہوں اور عمل صالح اور عمل بد کا نتیجہ ایک جیسا ہو ایسا نہیں ہوسکتا نتائج مختلف ہوں گے اللہ کہتا ہے کہ دونوں برابر نہیں ہوسکتے۔ اَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا کیا جو مومن ہے اس کو میں فاسق جیسا بنادوں گا ایسا نہیں ہو سکتا، کیا اندھا اور دیکھنے والا برابر ہوسکتا ہے؟ کیا زندہ اور مردہ برابر ہوسکتا ہے؟ اگر یہ برابر نہیں ہوسکتے تو مومن اور کافر، نیک اور بد وہ بھی برابر نہیں ہوسکتے ہیں اِنَّ سَعْيَكُمْ لَشَتّٰى تمہاری کوششیں مختلف دنیا کا ہر انسان کوشش میں لگا ہوا ہے ہر شخص کوشش کررہا ہے۔ میں اور آپ، کافر، مسلمان، عالم، جاہل ہر کوئی کوشش میں لگا ہوا ہے لیکن ہر ایک کی کوشش مختلف اور کوشش کا نتیجہ مختلف کوئی صبح کرتا ہے تو شام تک ایسے اعمال کرتا ہے جن سے اللہ راضی ہوجاتا ہے کسی کی صبح ہوتی ہے تو شام تک ایسے اعمال کرتا ہے جن سے وہ اللہ کو ناراض کردیتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ لوگ صبح نکلتے ہیں ہر شخص خرید و فروخت کرتا جہد و سعی کرتا ہے، کوشش اور کاوش کرتا ہے کچھ ایسے ہیں کہ اپنی کاوش کے ذریعے اپنے آپ کو جہنم سے آزاد کروا لیتے ہیں اور کچھ ایسے ہیں کہ اپنے آپ کو جہنم کا حقدار بنا لیتے ہیں اِنَّ سَعْيَكُمْ لَشَتّٰى۔ تمہاری کوششیں مختلف۔ اب آگے اللہ نے تقسیم کی کہ دو قسم کے لوگ ہیں، دو قسم کی کوششیں ہیں۔

پہلی جماعت کی تین صفات

فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى ﴿۵﴾ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى ﴿۶﴾ (وہ شخص جس نے دیا اور تقویٰ اختیار کیا اور اچھی بات کی تصدیق کی)

www.toobaaelibrary.com

یہ تین صفات بیان فرمائیں جب مومنین کی صفات بیان ہوں تو آپ دل ہی دل میں دعا کریں کہ اللہ ہمیں بھی ایسا بنادے۔اور ہمارے اندر بھی یہ صفات پیدا فرمادے۔

پہلی صفت انفاق فی سبیل اللہ

ایک لاکھ والے نے لاکھ دیا اور ایک سو روپے والے نے ایک روپیہ دیا لیکن اللہ جانتا ہے کہ کتنی قربانی دے کر اس نے ایک روپیہ دیا ہے ہوسکتا ہے کہ اللہ کی نظر میں اس کا ایک روپیہ ایک لاکھ والے سے زیادہ قدر و قیمت والا ہو۔ حضور اکرم ﷺ نے چندے کی اپیل کی، لوگ لائے مسجد نبوی میں ڈھیر لگ گیا ایک صحابی تھوڑی سی کھجوریں لے کر آیا رات بھر مزدوری کی گھر میں کچھ نہیں تھا لیکن دل چاہتا تھا اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا وقت آیا ہے میں بھی کچھ خرچ کروں لیکن کیا کروں گھر میں تو کچھ بھی نہیں رات بھر مزدوری کی کھجوریں ملیں کچھ گھر والوں کو دیں کچھ لے کر آیا، پوٹلی میں چھپا کر کیسے پیش کروں یہاں تو لوگ سونے چاندی کے انبار لگائے ہوئے ہیں یہ کھجوریں کیا حیثیت رکھتی ہیں منافقوں نے دیکھا تو مذاق اڑایا۔ ارے اللہ کو تیری ان کھجوروں کی کیا ضرورت ہے۔ حضور ﷺ کے پاس آیا، قدم رک گئے ٹھٹک گئے کیا پیش کروں؟ حضور ﷺ نے فرمایا کیوں کھڑے ہو؟ قریب آؤ کیوں رک گئے؟ ادھر لاؤ کھجوریں اللہ کے نبی ﷺ نے جو سونے چاندی کا اور مال و دولت کا پورا انبار تھا اس پر ان کھجوروں کو بکھیر دیا اور فرمایا یہ تیری کھجوریں اللہ کی نظر میں بڑی وقعت رکھتی ہیں۔ عرض کر رہا تھا ہر شخص کو اللہ کی راہ میں دینا چاہیے، اپنی اپنی حیثیت اور اپنی طاقت کے مطابق، یہ مت سوچئے کہ میرا ایک روپیہ کیا اہمیت رکھتا ہے لیکن خرچ صحیح مصرف پر کریں، صحیح جگہ پر کریں، اللہ کی راہ میں مال دینے کا حکم ہے مال پھینکنے کا حکم نہیں ہے۔ ہم میں بہت سے لوگ زکوٰۃ پھینکتے ہیں، زکوٰۃ دیتے نہیں بس زکوٰۃ پھینکتے ہیں جہاں مرضی پھینک دو، نہیں صحیح مصرف پر لگاؤ۔

دوسری صفت تقویٰ

فَاَمَّا مَنۡ اَعۡطٰى (وہ شخص جس نے دیا) وَاتَّقٰى (اور تقویٰ اختیار کیا)

تقویٰ کیا ہے؟ میں اکثر عرض کرتا ہوں سب سے بڑا تقویٰ گناہوں سے بچنا ہے، حرام سے بچنا ہے، محارم سے بچنا سب سے بڑا تقویٰ ہے ہم نے تقویٰ کا مفہوم سمجھ لیا کہ پگڑی باندھ لوں لمبی تسبیح ہاتھ میں پکڑ لوں اور فلاں فلاں عمل کروں بیشک یہ بھی تقویٰ ہے کیونکہ نبی کی نسبت سے پگڑی باندھنا، تسبیح سے آپ اللہ کا ذکر کریں گے۔ ڈاڑھی میرے آقا ﷺ کی سنت ہے الحمدللہ ہم اس سنت کو زندہ کرنے والے ہیں اور انشاء اللہ اس سنت کے ساتھ قبروں میں جائیں گے۔ انشاء اللہ آرزو کرتے ہیں اور دعا بھی کرتے ہیں لیکن یاد رکھیے! کہ سب سے بڑا تقویٰ حرام سے بچنا

www.toobaaelibrary.com

ہے، گناہوں سے بچنا ہے۔اب پگڑی تو باندھ لی تسبیح بھی پکڑلی اور ڈاڑھی بھی رکھ لی لیکن حرام سے نہیں بچتا اور دوسروں کے حقوق کھا رہا ہے اور مال ہڑپ کر رہا ہے اور بہنوں کی میراث دبائے ہوئے ہے اور فراڈ کر رہا ہے، خیانت کر رہا ہے اور بندوں کے حقوق ضائع کر رہا ہے تو یہ نبی کی نسبت کو بدنام کر رہا ہے۔ یہ تقویٰ کا مفہوم نہیں سمجھا ہاں حکیم الامت حضرت تھانوی عِشَائِیَّہ نے فرمایا کہ بہت سے لوگوں کا تقویٰ کہتے جیسا ہے کہ کتا ٹانگ اٹھا کر پیشاب کرتا ہے ٹانگ اٹھاتا ہے پیشاب سے بچنے کے لئے لیکن یہ نہیں دیکھتا کہ دیوار پر کر رہا ہوں تو دیوار پر کرنے سے ٹانگ تو بچ گئی لیکن یہ نہیں دیکھتا کہ باقی پورے جسم پر پیشاب لگ رہا ہے اور فرمایا کہ بہت سے لوگوں کا تقویٰ وہ صرف پانی تک محدود ہے۔ پانی میں چھوٹی سی چڑیا گرگئی پریشان ہے مولوی صاحب! کیسے کنویں کو پاک کروں چڑیا گرگئی ہے وہ فتویٰ پوچھ رہا ہے لیکن اپنے مال کے اندر اور رزق کے اندر چڑیا تو کیا بڑے بڑے ہاتھی مرے پڑے ہیں لیکن ان کی اس کو فکر نہیں ہے ان کی پرواہ نہیں کہ کیا رزق کھا رہا ہوں، کیسا پیسہ کما رہا ہوں اسے پانی کی فکر ہے بس، واقعہ پڑھا تھا غالباً حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما یا کسی اور صحابی سے کسی کوفی نے مسئلہ پوچھا کہتا ہے حضرت مچھر کا خون اگر کپڑوں کو لگ جائے تو کیا حکم ہے؟ فرمایا کیسے لوگ ہیں نواسۂ رسول کا خون گر گیا ہے تو فکر نہیں ہوئی، پریشان نہیں ہوئے ایک چھوٹے سے مچھر کے خون کی فکر پڑی ہوئی ہے کہ کیا ہوگا۔ تو ایسے ہی لوگوں کے بارے میں غالباً حضرت عیسیٰ نے فرمایا تھا کہ مچھر کو تو دور ہٹاتے ہیں اور ہاتھی کو کھا جاتے ہیں اس کی پرواہ نہیں ہے۔ اور تقویٰ کا اہم جزو اپنے آپ کو حرام سے بچالیتا ہے۔

تیسری صفت تصدیق

اور تیسری صفت بیان کی وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى (اور اس نے اچھی بات کی تصدیق کی) اچھی بات کیا ہے؟ اچھی بات کسی مفسر نے کہا کلمہ طیبہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ یہ اچھی بات ہے۔ کسی نے کہا آخرت، یہ اچھی بات ہے۔ کسی نے کہا نماز، یہ اچھی بات ہے۔ کسی نے کہا جنت، یہ اچھی بات ہے۔ اگر دیکھا جائے تو ان میں کوئی تضاد نہیں ہے کہ ساری ہی اچھی باتیں ہیں۔ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى اس نے اچھی بات کی تصدیق کی، کلمے کی تصدیق کی، آخرت کی تصدیق کی، جنت کی تصدیق کی، واقعی یہ چیزیں ہیں، یہ حقیقت ہیں۔ معاذ اللہ یہ دل بہلانے کی باتیں نہیں ہیں۔

تین صفات کے حامل کے لئے انعام

فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰى ۝ (تو ہم اس کے لئے آسانی تک پہنچنا آسان کردیں گے)

جس نے اللہ کی راہ میں دیا، جس نے تقویٰ اختیار کیا، جس نے اچھی بات کی تصدیق کی تو ہم اس کے لئے آسانی تک پہنچنا آسان کردیں گے، ہم اس کے لئے جنت تک پہنچنا آسان کردیں گے، ہم اس کے لئے نیک اعمال

www.toobaaelibrary.com

کا کرنا آسان کردیں گے۔لوگ کہتے ہیں دین پر چلنا بہت مشکل ہے لیکن اللہ کہتا ہے نہیں اگر کوشش کرو گے تو میں تمہارے لئے دین پر چلنا آسان کردوں گا۔کوشش تو کرو بھائی نماز کی کوشش کرو گے تو میں تمہارے دل اور دماغ کو ایسا بنادوں گا کہ پھر نماز کے بغیر چین ہی نہیں آئے گا، حلال کی کوشش کرو گے تو میں تمہیں اتنا حلال دوں گا کہ حرام کی طرف نگاہ اٹھانے کی ضرورت نہیں پڑے گی اور کبھی حرام آجائے گا تو دل کو چین نہیں آئے گا۔ایسے لوگ بھی ہیں کہ حرام کا لقمہ غلطی سے ان کے حلق سے نیچے اتر گیا تو معدے نے قبول کرنے سے انکار کردیا تے آگئی اللہ نے ان کے لئے آسان کردیا لوگ کہتے ہیں ماڈرن زمانہ ہے، ترقی یافتہ دور ہے۔اب تو دین پر چلنا مشکل ہے پاکستان لاالٰہ الا اللہ کی بنیاد پر بنا ہے۔بہت سے کہتے ہیں کہ پاکستان میں دین پر چلنا مشکل ہے، بہت ترقی یافتہ دور ہے لیکن میں اپنی آنکھوں سے ایسی مثالیں دیکھ چکا ہوں اور سنی ہوئی تو بہت ساری ہیں اللہ کے بندے یورپ میں رہتے ہیں امریکہ میں، برطانیہ میں، فرانس میں رہتے ہیں جہاں ہر طرف غلاظت پھیلی ہوئی ہے جہاں بدکاری، شراب، بے حیائی، عیب نہیں فخر کی بات مانی جاتی ہے پانی اور ہوا کی طرح عام ہے اس ماحول میں اللہ کے خاص بندے ایسے ہیں جو اپنے آپ کو حرام سے بچائے ہوئے ہیں ایسی خواتین ہیں جو پردے کا اہتمام کرنے والی ہیں ایسے اللہ کے نیک بندے ہیں اللہ کی قسم! جن کی فرض نماز چھوٹنا تو کیا تہجد قضا نہیں ہوتی یورپ میں رہتے ہیں اور ان کے لئے اللہ نے دین پر چلنا آسان کردیا ہے۔سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے ایک مرتبہ کالج کے لڑکوں نے کہا حضرت، دل تو چاہتا ہے ڈاڑھی رکھیں لیکن کالج کے ماحول میں ڈاڑھی رکھنا مشکل ہے اور وہ لڑکے اسلامیہ کالج لاہور کے تھے جنہوں نے یہ بات کہی تو حضرت بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا اسلامیہ کالج کے ماحول میں ڈاڑھی رکھنا مشکل ہے خالصہ کالج کے ماحول میں داڑھی رکھنا آسان ہے۔اللہ اکبر۔آپ جانتے ہیں سکھ ڈاڑھی رکھتے ہیں، پگڑی باندھتے ہیں خالصہ کالج سکھوں کا کالج اس میں تو آسان ہے۔

میں نے اخبار میں ایک مرتبہ پڑھا۔ایک سکھ طالب علم نے مقدمہ لڑا جس کو ڈاڑھی اور پگڑی سے منع کیا جارہا تھا اسکول میں یہ پگڑی نہیں چل سکتی اس نے مقدمہ لڑا اور پھر بالآخر وہ مقدمہ جیتا، نہیں میں پگڑی باندھوں گا اس اسکول کے اندر پگڑی باندھ کے آؤں گا، یہ میرا مذہبی شعار ہے، میں نہیں چھوڑ سکتا ہوں۔عدالت نے اس کے حق میں فیصلہ دیا۔

الدین یُسْرٌ دین پر چلنا آسان ہے۔جو دین پر چلنا چاہے گا اللہ اس کے لئے دین پر چلنا آسان کردے گا۔یاد رکھیں یہ دین مشکل دین نہیں ہے دین اسلام آسان ہے اللہ مشکل حکم نہیں دیتا اور نہ دیا ہے۔میں نے ایک جگہ عرض کیا مجھے اپنی اولاد سے محبت ہے، مجھے اپنے بیٹے سے محبت ہے۔میں اپنے بیٹے کو کوئی کام کہتا ہوں لیکن میں اس پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا ہوں کیونکہ مجھے اپنے بیٹے سے محبت ہے۔میں اس کو ایسا کام نہیں کہتا جو اس

www.toobaaelibrary.com

کی طاقت سے بھی زیادہ ہو، اس کو رات بھر جگاؤں، دن بھر کام میں لگاؤں میرا دل تڑپ اٹھے گا کہ میرا بیٹا ہے میں اس سے اس کی طاقت سے زیادہ کام کیوں لیتا ہوں۔ اس پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ کیوں ڈالتا ہوں۔ ارے میرے جیسا باپ بیٹے سے اتنی محبت نہیں کر سکتا جتنی اللہ اپنے بندے سے کرتا ہے اگر میں اپنے بیٹے پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈال سکتا جبکہ میں تو خود غرض ہوں مجھے اپنے بیٹے سے غرض ہے ہم جو باپ ہیں، ہمیں اپنی اولاد سے غرض ہے، لیکن اللہ کو تو بندوں سے کوئی غرض نہیں ہے وہ رزق کسی غرض کے تحت نہیں دیتا وہ رزق اس لئے دیتا ہے کہ رازق ہے، رزق دینا اس کی شان ہے۔ وگرنہ وہ کسی غرض کے تحت نہیں دیتا، تو اگر ایک باپ اپنی اولاد پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈال سکتا تو کیا اللہ اپنے بندوں پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ ڈالے گا؟ نہیں، یہ شریعت آسان ہے، مشکل ہم نے بنا رکھی ہے، ہماری اغراض نے بنا رکھی ہے، ہماری شہوات نے بنا رکھی ہے ہماری نفس پرستی نے اس کو مشکل بنا دیا ہے، وگرنہ شریعت مشکل نہیں ہے۔ تو اللہ کہتا ہے ہم آسان کر دیں گے۔

فرمایا وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ۚ وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ جو ہمیں راضی کرنے کے لئے مجاہدہ کریں گے، کوشش کریں گے تو ہم ان کے لئے دین پر چلنے کا ایک راستہ نہیں کئی راستے کھول دیں گے، دین ان کے لئے آسان ہو جائے گا وَالَّذِيْنَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًى وَّاٰتٰىهُمْ تَقْوٰىهُمْ جو ہدایت پر چلیں گے میں ان کو اور زیادہ ہدایت عطا کروں گا اور ان کو تقویٰ عطا کروں گا۔ کوئی کوشش تو کرے، ہاں کوشش کریں گے تو اللہ پاک ہمارے لئے اس شریعت پر چلنا اور گناہوں سے بچنا اور حرام سے بچنا مشکل دور میں بھی آسان کر دے گا۔

انسان اپنا اختیار استعمال کرے

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے بڑی عجیب بات کہی ہے، مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے سمجھایا کہ دیکھو! حضرت یوسف علیہ السلام کو زلیخا نے روک لیا سارے دروازے بند کر دیئے، بھاگنے کا کوئی راستہ نہیں ہے سارے دروازے بند ہیں حسن اور جوانی ہے اور دوسری طرف حضرت یوسف علیہ السلام کو گناہ کی دعوت دیتی ہے هَيْتَ لَكَ یوسف آ جاؤ، آ جاؤ، کیسے بچوں، دروازے بند ہیں، مالکہ ہے، گناہ کی دعوت دے رہی ہے، تنہائی ہے، خلوت ہے، کوئی دیکھنے والا نہیں کہا جاتا ہے وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ کہ یہ روایت کہاں تک صحیح ہے زلیخا نے کمرے میں جو بت پڑا ہوا تھا اس کے اوپر بھی پردہ ڈال دیا یوسف! اب تو کوئی بھی نہیں دیکھنے والا، یہ تھا اس کے اوپر بھی میں نے پردہ ڈال دیا ہے۔ فرمایا تیرے خدا پر پردہ ڈال دیا جائے تو نہیں دیکھ سکتا میرا خدا پردوں میں سے بھی دیکھ لیتا ہے۔ ہاں اب کیا کروں، کیسے بچوں، مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام دوڑے کہ جتنا دوڑ سکتا ہوں دوڑوں، جتنا میرے اختیار میں ہے وہاں تک دوڑوں باقی اللہ جانے اور اس کا کام جانے یہ کیا ہوا کہ میں بے بس ہو کر ہتھیار ڈال دوں، میں کچھ نہیں کر سکتا اس وقت گناہ سے بچنا بہت مشکل ہے۔ نہیں، بلکہ جو میرے اختیار میں ہے میں وہ تو کروں چنانچہ یوسف علیہ السلام

www.toobaaelibrary.com

دروازے کی طرف دوڑ پڑے اللہ نے کہا کہ دروازے تک دوڑنا تیرا کام تھا اور بند دروازے کو اب کھولنا میرا کام ہے، اللہ نے گناہ سے بچنا آسان کردیا سارے دروازے کھلتے چلے گئے۔ تو مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام کی طرح دوڑ لگانی چاہیے جتنا اختیار میں ہے اتنی کوشش کرے اللہ پھر بند دروازے اور بند راستے کھول دے گا۔

فرمایا کہ فَاَمَّا مَنۡ اَعۡطٰى وَاتَّقٰى جس نے دیا اللہ کی راہ میں وَاتَّقٰی تقویٰ اختیار کیا۔ وَصَدَّقَ بِالۡحُسۡنٰى اور بھلائی کی بات یعنی اسلام کی تصدیق کی ہم اس کے لئے دین پر چلنا آسان کردیں گے جنت والے اعمال اس کے لئے آسان کردیں گے، تھوڑی کوشش تو کر کے دیکھیں۔

دوسری جماعت کی تین صفات

وَاَمَّا مَنۡۢ بَخِلَ وَاسۡتَغۡنٰى ۙ﴿۸﴾ وَكَذَّبَ بِالۡحُسۡنٰى ۙ﴿۹﴾ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلۡعُسۡرٰى ؕ﴿۱۰﴾

اب بالکل اس کے مقابل دوسرا شخص اس کی بھی تین صفات اللہ نے بیان فرمائیں۔ اللہ سے دعا کرلی جائے کہ اللہ پاک یہ جو تیری نظر میں قابل نفرت صفات ہیں ہمیں ان سے بچانا آمین۔

بخل خطرناک بیماری ہے

فرمایا کہ جس نے بخل اختیار کیا یعنی جہاں خرچ کرنے کی ضرورت ہے وہاں خرچ نہیں کرتا یہ بخل ہے مثلاً غریبوں، مسکینوں اور یتیموں، بیواؤں پر خرچ نہیں کرتا، اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتا، اللہ کے دین کے لئے خرچ نہیں کرتا، بخیل بنا ہوا ہے۔ ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بخل سے بڑی بیماری کوئی نہیں اور اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو سخی ہے وہ جنت کے بھی قریب ہے وہ اللہ کے بھی قریب ہے، وہ اللہ کے بندوں کے بھی قریب ہے اور جو بخیل ہے وہ اللہ سے بھی دور اور جنت سے بھی دور، اللہ کے بندوں سے بھی دور۔ بخل کو بہت خطرناک بیماری کہا گیا ہے اَلۡبُخۡلُ وَالۡاِيۡمَانُ ضِدَّانِ لَا يَجۡتَمِعَانِ بخل اور ایمان دو ایسی ضدیں ہیں جو کبھی جمع نہیں ہوسکتیں مومن ہو اور بخیل ہو ایسا نہیں ہوسکتا، لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ فضول خرچی شروع کردے، نہیں فضول خرچی بہت بری اور بخل بھی بری بیماری ہے میانہ روی صحیح ہے اعتدال کے ساتھ چلے، درمیانے راستے پر چلے جہاں خرچ کرنے کی ضرورت ہے وہاں خرچ کرے۔ وَاَمَّا مَنۡۢ بَخِلَ جس نے بخل اختیار کیا وَاسۡتَغۡنٰى اور بے پرواہی اختیار کی، اللہ سے بے پرواہ بن گیا، جنت سے بے پرواہ بن گیا، آخرت سے بے پرواہ بن گیا۔

تکذیب کا انجام

وَكَذَّبَ بِالۡحُسۡنٰى اور اس نے اچھی بات کو جھٹلا دیا پہلے تو وہ شخص تھا کہ جس نے اچھی بات کی تصدیق کی اور اب

www.toobaaelibrary.com

یہ وہ شخص ہے جس نے اچھی بات کو جھٹلا دیا کلمہ، توحید کو جھٹلا دیا، آخرت کی زندگی کو جھٹلا دیا، جنت کو جھٹلا دیا تو پھر کیا ہو گا۔ اللہ کہتا ہے فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰى تو ہم اس کے لئے دشواری تک پہنچنا آسان کر دیں گے، اس کے لئے برے اعمال کرنا آسان کر دیں گے، اس کے لئے جہنم والے اعمال آسان کر دیں گے جس راستے پر چلنا چاہتے ہو زبردستی نہیں پکڑا جائے گا۔ اللہ نے فرمایا! وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى جو رسول کی مخالفت کرتا ہے اور مومنین کے راستے کو چھوڑ کر اور کوئی دوسرا راستہ اختیار کرتا ہے تو پھر جس راستے پر چلنا چاہتا ہے تو ہم وہی راستہ اس کے لئے آسان کر دیں گے۔ اس کے لئے گناہوں کا کرنا آسان، چوری کرنا آسان، ڈاکو کے لئے ڈاکہ ڈالنا آسان، بدکار کے لئے بدکاری آسان جدھر چلنا چاہتا ہے تو چلے اللہ کہتا ہے زبردستی نہیں روکا جائے گا۔ اگر نیکی پر چلنا چاہتا ہے تو اس کے لئے نیکی پر چلنا آسان کر دیا جائے گا۔

ایک حدیث میں آتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ کسی نے سوال کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم میں سے ہر ایک کے لئے جنتی یا جہنمی ہونے کا فیصلہ ہو چکا تو پھر اعمال کی کیا ضرورت ہے؟ تو اللہ کے نبی نے کیا جواب دیا اعملوا فکل میسر لما خلق لہ تم عمل کرتے رہو جس کو جس جگہ کے لئے پیدا کیا گیا ہے اس کے اعمال اللہ اس جگہ کے لئے آسان کر دے گا۔ جس کو جنت کے لئے پیدا کیا گیا اللہ اس کے لئے جنت والے اعمال آسان فرمائیں گے اور جس کو جہنم کے لئے پیدا کیا گیا اس کے لئے جہنم والے اعمال آسان کر دیں گے۔ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰى ہم دشواری تک پہنچنا، برائی تک پہنچنا، جہنم تک پہنچنا اس کے لئے آسان کر دیں گے۔

www.toobaaelibrary.com

آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت

فَسَنُیَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰیؕ۝۱۰ وَمَا یُغْنِیْ عَنْهُ مَالُهٗۤ اِذَا تَرَدّٰیؕ۝۱۱ اِنَّ عَلَیْنَا لَلْهُدٰی۝۱۲ۖ
وَاِنَّ لَنَا لَلْاٰخِرَةَ وَالْاُوْلٰی۝۱۳ فَاَنْذَرْتُكُمْ نَارًا تَلَظّٰیۚ۝۱۴ لَا یَصْلٰىهَاۤ اِلَّا
الْاَشْقَیۙ۝۱۵ الَّذِیْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰیؕ۝۱۶ وَسَیُجَنَّبُهَا الْاَتْقَیۙ۝۱۷ الَّذِیْ یُؤْتِیْ مَالَهٗ
یَتَزَكّٰیۚ۝۱۸ وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰۤیۙ۝۱۹ اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْاَعْلٰیۚ۝۲۰
وَلَسَوْفَ یَرْضٰی۝۲۱ۧ

ترجمہ:.....تو ہم اُس کو تکلیف کی منزل تک پہنچنے کی تیاری کرادیں گے،(۱۰) اور جب ایسا شخص تباہی کے گڑھے میں گرے گا تو اُس کا مال اُس کے کچھ کام نہیں آئے گا۔(۱۱) یہ سچ ہے کہ راستہ بتلادینا ہمارے ذمے ہے۔(۱۲) اور یہ بھی سچ ہے کہ آخرت اور دنیا دونوں ہمارے قبضے میں ہیں۔(۱۳) لہٰذا میں نے تمہیں ایک بھڑکتی ہوئی آگ سے خبردار کردیا ہے۔(۱۴) اس آگ میں کوئی اور نہیں، وہی بدبخت داخل ہوگا(۱۵) جس نے حق کو جھٹلایا، اور منہ موڑا۔(۱۶) اور اُس سے ایسے پرہیزگار شخص کو دُور رکھا جائے گا(۱۷) جو اپنا مال پاکیزگی حاصل کرنے کے لئے (اللہ کے راستے میں) دیتا ہے۔(۱۸) حالانکہ اُس پر کسی کا کوئی احسان نہیں تھا جس کا بدلہ دیا جاتا،(۱۹) البتہ وہ صرف اپنے اُس پروردگار کی خوشنودی چاہتا ہے جس کی شان سب سے اُونچی ہے۔(۲۰) یقین رکھو ایسا شخص عنقریب خوش ہوجائے گا۔(۲۱)

وَاَمَّا مَنْۢ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰیۙ۝۸ وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰیۙ۝۹ فَسَنُیَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰیؕ۝۱۰

انسان ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا محتاج ہے

وَاسْتَغْنٰی (اور جس نے لاپرواہی اختیار کی،) بے نیاز بن گیا اللہ سے، اللہ کے نبی سے، دین سے، شریعت سے، آخرت سے، مغفرت سے، کہتا ہے کہ مجھے ضرورت نہیں ہے۔ ہاں بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ جب پیٹ بھر جاتا ہے، پیسہ ودولت آجاتی ہے، عہدہ ہو، اقتدار ہو، جوانی ہو، صحت ہو، فراغت ہو، اسباب ووسائل ہوں، کوئی پارٹی ہو دماغ اونچا ہوجاتا ہے اور انسان اپنے آپ کو مستغنی بے پرواہ اور بے نیاز سمجھنے لگتا ہے۔ وہ آیت آپ کے سامنے آئے گی اکثر میں جب کسی کو دیکھتا ہوں کہ وہ تکبر اور فخر اور گھمنڈ اور غرور میں مبتلا ہو تو وہ آیت کریمہ میرے

www.toobaaelibrary.com

سامنے آجاتی ہے۔ سورۂ علق میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کَلَّآ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَیَطْغٰىٓ ۙ اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰى ؕ بیشک انسان سرکشی اختیار کرلیتا ہے۔ اس لئے کہ وہ اپنے آپ کو بے نیاز سمجھنے لگتا ہے کہ اب مجھے کسی کی ضرورت نہیں ہے، کسی کا محتاج نہیں ہوں، پہلے وہ سمجھتا ہے کہ مجھے کسی کی ضرورت نہیں ہے بھائی کی ضرورت نہیں ہے، معاشرے کی ضرورت نہیں ہے، اور لوگوں کی ضرورت نہیں ہے، تو اس کے اندر سرکشی آجاتی ہے۔ بیٹے کے پاس پیسہ آجائے تو کہتا ہے اب میں باپ کا محتاج نہیں ہوں۔ سرکشی پر اتر جاتا ہے، گھمنڈ میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ بندے کے پاس وسائل آجائیں تو سرکشی اختیار کرلیتا ہے۔ اللہ کے حکم سے روگردانی شروع کردیتا ہے۔ لیکن مومن کی سوچ یہ ہے کہ میں ہر وقت اللہ کا محتاج ہوں، جوانی ہے تو محتاج ہوں، صحت ہے تو محتاج ہوں، روپے پیسے سے بینک بھرے ہوئے ہیں تو محتاج ہوں، کاروبار چل رہا ہے تو محتاج ہوں، بڑی کرسی بڑا عہدہ ملا ہوا ہے تو محتاج ہوں، بڑی عزت، بڑی شہرت ملی ہے تو محتاج ہوں ہر وقت یہ سمجھتا ہے کہ میں اللہ کا محتاج ہوں۔ جب یہ اپنے آپ کو محتاج سمجھتا ہے تو پھر کسی سرکشی پر نہیں آتا، تکبر نہیں آتا جب سمجھتا ہے کہ میری گردن اللہ کے ہاتھ میں ہے میری پیشانی اللہ کے ہاتھ میں ہے، جب چاہے بل دے دے، جھنجوڑ کے رکھ دے ذرا سا ہلا دیا سب جوانی ختم اور صحت ختم اور غذاء ختم اور سرمایہ ختم ذرا سا حالات نے پلٹا کھایا آسمان سے زمین پر پڑ گیا۔ ایکسیڈنٹ ہو گیا بستر پر پڑا ہوا ہے، ہڈیاں ٹوٹی ہوئی ہیں وہی گردن جو اکڑ کر چلتا تھا آج بستر پر لیٹا ہے اس کو کوئی اٹھا نہیں سکتا۔ جب یہ سمجھتا ہے کہ میں محتاج ہوں ہر وقت محتاج ہوں، صبح کا آغاز کرتا ہے تو اللہ سے مانگ کر کرتا ہے، اللہ! میں تیرا محتاج ہوں آج میرا دن اچھا گزار دینا رات کو دعا کرتا ہے کہ اے میرے اللہ! رات اچھی گزار دینا سفر میں دعا کرتا ہے کہ اے اللہ! یہ سفر اچھا گزار دینا اللہ! تیرا محتاج ہوں جب قدم قدم پر یہ سمجھتا ہے کہ اے اللہ! میں تیرا محتاج ہوں میرے رزق کا لقمہ میرا اللہ مجھے دیتا ہے کھاتے ہوئے یہ سمجھ رہا ہے کہ میرا اللہ مجھے دے رہا ہے، پانی کا گھونٹ میرا اللہ دے رہا ہے، یہ لباس اللہ دے رہا ہے، یہ قدم اٹھانے کی اللہ نے مجھے توفیق دی ہے، اور طاقت دی ہے، یہ اولاد اللہ نے مجھے دی ہے، یہ روپیہ اور پیسہ اللہ نے مجھے عطا کیا ہے۔ جب یہ سوچ ہوتی ہے تو گردن جھکتی ہے، پھر عاجزی آتی ہے، پھر دل نرم ہوتا ہے، پھر آنکھوں میں آنسو آتے ہیں، پھر ہاتھ اٹھتے ہیں، سب کچھ ہوتا ہے۔ مانگتا ہے کہ اللہ! میں تیرا محتاج ہوں۔ اللہ فرماتے ہیں کہ جس نے بخل اختیار کیا وَاسْتَغْنٰى اور بے اعتنائی اختیار کی وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰى اور اچھی بات کو جھٹلا دیا کلمہ طیبہ کو جھٹلا دیا اور قرآن کو جھٹلا دیا، نبی کی باتوں کو جھٹلا دیا، اللہ کی باتوں کو جھٹلا دیا اور نیکی کے راستے کو جھٹلا دیا، برائی کا راستہ اختیار کرلیا، جہنم کا راستہ اختیار کرلیا۔

اللہ سب سے بڑا ہے

فَسَنُیَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰى ؕ (تو پھر ہم اس کے لئے اس راستے پر چلنا آسان کردیتے ہیں)

www.toobaaelibrary.com

ہماری یہ عادت نہیں ہے کہ اگر کوئی نماز نہیں پڑھتا تو ہم اس وقت پکڑ لیں کہ کیوں نہیں پڑھتا، کیوں جاتے ہو سینما کی طرف چلو مسجد کی طرف، حکم دے دیا موذن کو کہہ دو اللہ اکبر اللہ اکبر۔ قربان جاؤں میرے اللہ! اور قربان جاؤں میرے آقا ﷺ کے قدموں کی خاک پر، کیا اذان سکھائی ہے چند کلمات ہیں لیکن ان چند کلمات میں چھ دفعہ اللہ کی کبریائی کا بیان ہے اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر لوگو! سب سے بڑا میں ہوں دولت بڑی ہے نہ تجارت بڑی ہے، نہ دکان بڑی ہے، نہ فیکٹری بڑی ہے، نہ پارٹی بڑی ہے، نہ تم بڑے ہو، نہ عہدہ بڑا ہے نہ کوئی چیز بڑی ہے، نہیں بڑا میں ہوں۔ ہر چیز سے بڑا کہہ رہا ہوں بڑا کہلوار ہا ہوں حَیَّ عَلَى الصَّلٰوةِ، حَیَّ عَلَى الصَّلٰوةِ تمہارا دستور یہ ہے، عادت یہ ہے کہ تم بڑوں کی بات پر لبیک کہتے ہو، بڑوں کی طرف لپکتے ہو، بڑوں کی خوشامد کرتے ہو، بڑوں کے سامنے جھکتے ہو، بڑوں کو خوش کرنے کی کوشش کرتے ہو تو میں تو سب سے بڑا ہوں ارے میں سب سے بڑا ہوں جب یہ چھوٹے بڑے تمہارے اپنے بنائے ہوئے ہیں جو حقیقت میں بڑے نہیں ہیں، بہت چھوٹے ہیں تم نے ان کو بڑا بنا رکھا ہے اور انہوں نے اپنے آپ کو بڑا سمجھ رکھا ہے۔ تمہارے یہ بڑے بڑے اور چھوٹے چھوٹے جن کو میں لمحوں میں مسل کے دکھادوں اللہ فرماتا ہے کہ قوم عاد ایسے قدآور تھے جیسے کھجور کے درخت ہوتے ہیں لمبے لمبے قدآور۔ کہتے تھے مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً ہم سے زیادہ طاقتور کون گزرا ہے اللہ کہتا ہم نے سات دن ہوا چلائی ہوا اُنہیں اٹھا کر آسمانوں پر لے گئی آسمان کے قریب اٹھا کر ایسے پٹخا جیسے تنکوں اور کچرے کو پٹخا جاتا ہے۔ وہ کھجور کے تنے جیسے جسم اور قدر رکھنے والے تھے ہم نے ایسے کر دیئے جیسے جانوروں کا گوبر ہوتا ہے کھایا ہوا بھوسہ ہوتا ہے اور ابرہہ کعبہ کو گرانے کے لئے ہاتھیوں کا لشکر لے کر آیا تھا اللہ کہتا ہے۔ فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّأْكُوْلٍ ہم نے جانوروں کے کھائے ہوئے بھوسے کی طرح کر دیا۔ بڑا ناز تھا ہاتھیوں کو لے کر آیا تھا۔ جب اپنے بڑوں کو خوش کرنے کے لئے تم سب کچھ کرتے ہو، وہ بلاتے ہیں بھاگتے ہوئے جاتے ہو ان کا پیغام آ جائے خوش ہو جاتے ہو ارے بڑے کا پیغام آیا ہے۔ اللہ کہتا ہے تمہاری عادت یہ ہے، تمہارا طریقہ یہ ہے کہ ہم بلاتے ہیں تو نہیں آتے حالانکہ میں سب سے بڑا ہوں۔ جتنے بڑوں کا تصور تم کر سکتے کرلو، آدم علیہ السلام کی تخلیق سے لے کر آج تک اور آج سے لیکر قیامت تک جتنے بڑے ہیں ان بڑوں کا تصور کرلو میں سب بڑوں سے بڑا ہوں اللہ اکبر اللہ اکبر۔ اس دنیا میں انسانوں میں سب سے بڑا انسان میرے آقا حضرت محمد ﷺ ہیں جن کو غیروں نے بھی بڑا تسلیم کیا اللہ کہتا ہے ان کا بھی بڑا میں تھا وہ بھی مجھ سے مانگتے تھے، وہ بھی میرے سامنے جھکتے تھے کسی اور سے نہیں مانگتے تھے۔

سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک موقعہ پر عجیب انداز میں کہا ہے کہ لوگو! بعض اوقات دل میں خیال آتا ہے کہ اے عطاء اللہ! اتنا بڑا نبی ﷺ ہے تیرا اتنا عظیم نبی ہے تیرا، جو کچھ مانگنا ہے اسی نبی ﷺ سے مانگ لے، دل چاہتا ہے دل میں خیال آتا ہے ارے جو مانگنا ہے اسی نبی ﷺ سے مانگ لے، ایسا عظیم نبی ﷺ ہے کائنات کا

www.toobaaelibrary.com

عظیم ترین انسان لوگ حیران، ارے یہ کیسی بات کر رہا ہوں کہ دل چاہتا ہے جو کچھ مانگنا ہے محمد ﷺ سے مانگ لو۔ شاہ صاحب کو بات سمجھانے کا انداز آتا تھا۔ پھر بات کو بدلا فرمانے لگے کہ جب میں حضور ﷺ کی سیرت دیکھتا ہوں تو میں دیکھتا ہوں کہ حضور ﷺ تو خود کسی اور سے مانگ رہے ہیں تو دل کہتا ہے عطاء اللہ! محمد ﷺ سے نہ مانگ اس سے مانگ جس سے خود محمد ﷺ مانگتے تھے۔ اللہ اکبر اللہ اکبر۔ سب سے بڑا میں ہوں حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ، حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ آؤ نماز کی طرف، آؤ کامیابی طرف، کامیابی میرے سامنے جھکنے میں ہے میرے سامنے جھکو گے تو ساری کائنات کو تمہارے سامنے جھکا دوں گا اور میرے سامنے سرکشی اختیار کرو گے تو ساری کائنات تمہارے سامنے سرکشی اختیار کرے گی۔

نصیحت آموز واقعہ

ایک بزرگ فرماتے ہیں جس دن مجھ سے کوئی غلطی ہوجاتی ہے اس دن کا اثر مجھے اپنی اولاد میں دکھائی دیتا ہے اپنی سواری میں دکھائی دیتا ہے اس دن سواری سرکشی کرتی ہے اور اولاد نافرمانی کرتی ہے تو میرا دل کہتا ہے کہ آج مجھ سے کوئی گناہ ہوگیا ہے۔ یہ کیسے ہوسکتا تھا کہ میں اللہ کی فرمانبرداری اختیار کرتا تو اللہ کی مخلوق میرے سامنے سرکشی اختیار کرتی۔

تو عرض یہ کر رہا تھا کہ یہ کہلوایا جاتا ہے لیکن گردن سے پکڑ کر نہیں لایا جاتا یہی تو شبہ ہوا فرعون کو، قارون کو، ابوجہل کو، ابولہب کو ارے اگر تم سچے ہو تو تمہارے گھر میں فاقہ کیوں ہے؟ ہمارے پاس دولت کے انبار کیوں ہیں؟ ہمیں اس چیز نے شکوک وشبہات کا شکار کردیا تو وہ سب سے بڑا کہتا ہے آ و میرے پاس لیکن یوں نہیں کروں گا کہ ادھر گناہ کیا، ادھر پکڑ لوں، میں رحمٰن ہوں، میں رحیم ہوں، میں غفور ہوں، میں ستار ہوں، میرے رحم کی کوئی حد نہیں، باپ کے رحم کی حد ہے، ماں کے رحم کی حد ہے، استاد کے رحم کی حد ہے، محسن کے رحم کی حد ہے۔ لیکن اللہ کہتا ہے میرے رحم کی کوئی حد نہیں ہے، کوئی ٹھکانہ ہی نہیں ایسا سمندر جس کا کوئی ساحل نہیں۔ اس لئے دیکھتا ہوں میری نافرمانی ہو رہی ہے، گالیاں دی جارہی ہیں اور میرے سامنے گردن جھکانے سے انکار کیا جارہا ہے نہیں پکڑتا مہلت دیتا چلا جاتا ہوں، شاید زندگی کے کسی موڑ پر میرے بندے کا دل نرم ہوجائے یہ مجھے منانے کے لئے آجائے، مجھے راضی کرنے کے لئے، میں بندے کا انتظار کرتا رہتا ہوں۔ زبردستی جھکانا یہ اللہ کا دستور اور اللہ کا طریقہ نہیں ہے۔

وَأَمَّا مَنۡ بَخِلَ وَاسۡتَغۡنٰی اور جس نے بخل اختیار کیا اور بے پرواہی اختیار کی وَ كَذَّبَ بِالۡحُسۡنٰی اور اچھائی کو جھٹلا دیا فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلۡعُسۡرٰی تو ہم دشواری تک پہنچنا، گناہ کو اختیار کرنا، جہنم کے راستے پر چلنا اس کے لئے آسان کر دیتے ہیں۔ ادھر چلنا چاہتے ہو تو ادھر ہی چلتے جاؤ۔

www.toobaaelibrary.com

قبر میں مال نہیں اعمال کام آئیں گے

وَمَا يُغْنِيْ عَنْهُ مَالُهٗٓ اِذَا تَرَدّٰى ﴿۱۱﴾

(اور اس کا مال اس کو فائدہ نہیں دے گا جب دوزخ کے گڑھے میں گرے گا)

تو بعض نے یوں معنی کیا کہ اس کے مال نے اس کو کیا فائدہ دیا جب جہنم کے گڑھے میں گرا، یہ مال تو قبر تک ساتھ جاتا ہے قبر کے بعد یہ ساتھ نہیں جاتا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا تین چیزیں انسان کے ساتھ جاتی ہیں مال، اولاد اور اعمال اور جب قبر میں ڈالا جاتا ہے تو اعمال ہی ساتھ رہ جاتے ہیں۔

انسانی اعضاء گواہی دیں گے

اللہ نے کراماً کاتبین کو بھی تو ہمارے ساتھ لگا رکھا ہے، وہ لکھ رہے ہیں میرا یہ یقین ہے ان ہاتھوں سے جو ہم عمل کرتے ہیں وہ ان ہاتھوں کے اندر محفوظ ہیں۔ جو ان آنکھوں سے ہم عمل کرتے ہیں وہ آنکھوں کے اندر محفوظ ہیں، جو پیروں سے عمل کرتے ہیں وہ پیروں میں محفوظ ہیں، پورے جسم سے جو اعمال کرتے ہیں وہ ان کے اندر محفوظ ہیں آج چھوٹی چھوٹی ٹیپ ریکارڈ انسان تیار کر سکتا ہے جس میں گھنٹوں کی باتیں اور گھنٹوں کے اعمال اور صورتیں اور تصویریں محفوظ کی جا سکتی ہیں۔ تو اللہ بھی ان ہاتھوں کے اندر اور پیروں کے اندر ایسا نظام فٹ کر سکتا ہے اور فٹ کیا ہوا ہے جو نظام ہمارے ہر عمل کو محفوظ کر رہا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ قیامت کے دن جب گناہوں کا اقرار نہیں کرے گا کہ میں نے گناہ نہیں کیا۔ وَمَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ انکار کردے گا۔ اللہ! میں نے تو شرک نہیں کیا۔ حدیث میں آتا ہے کہے گا اے اللہ! میں نے کوئی شرک نہیں کیا میں نے کوئی گناہ نہیں کیا اور آپ کا دستور یہ ہے کہ عدل کرتے ہیں ظلم نہیں کرتے اور بغیر کسی گواہ کے کسی مجرم کو سزا نہیں دی جاتی تو اگر میرے گناہ پر کوئی گواہ ہے تو آپ لائیے۔ وہاں بھی چالاکی کی کوشش کرے گا۔ فلاں گناہ تو خلوت خانے میں کیا تھا اس کا کسی کو معلوم نہیں ہے۔ میں نے کیا گناہ کیا تھا، کس کا حق مارا تھا، جھوٹ بولا تھا، کسی کی جائیداد پر ناحق قبضہ کیا تھا، مال دبا گیا تھا، رشوت لی تھی، حرام کھایا تھا، کسی کو پتہ نہیں میں ہی جانتا ہوں بیوی کو بھی نہیں پتہ بچوں کو بھی نہیں معلوم اللہ کہتا ہے انکار کرے گا اللہ فرمائیں گے اچھا واقعی تم سچ کہتے ہو ہم عادل ہیں، انصاف کرتے ہیں اور بغیر گواہ کے کسی مجرم کو اس کے جرم کی سزا نہیں دیتے ہم ابھی گواہ پیش کرتے ہیں اللہ کہتا ہے ہم زبان پر تالا لگا دیں گے جیسے بولنے کی طاقت اللہ نے دی ہے زبان کیا ہے گوشت کا ایک لوتھڑا تو ہے۔ جیسے گوشت ہمارے ہاتھ میں ہے جو ہمارے رخساروں میں ہے یہی گوشت ہماری زبان میں ہے لیکن اللہ نے اس گوشت کے اندر بولنے کی طاقت رکھ دی ہے اللہ کہتا ہے اس دن ہم یوں کریں گے زبان پر تالا لگا دیں گے زبان کو بند کر دیں گے اور ہاتھوں کو حکم دیں گے تم بولو، اور پیروں کو حکم دیں گے تم بھی بولو۔

www.toobaaelibrary.com

اللہ اکبر۔سورۂ یٰسین پڑھتے ہیں اور خیال یہ کہ سورۂ یٰسین پڑھی جائے تو جان آسانی سے نکل جاتی ہے لیکن یہ خیال کسی کو نہیں آتا کہ سورۂ یٰسین میں کیا پیغام دیا گیا ہے کہ اس پیغام پر اگر عمل کیا جائے تو پھر ہمارے پاس کوئی جان نکلنے کے وقت یٰسین پڑھے یا نہ پڑھے انشاء اللہ جان آسانی سے نکلے گی۔اگر عمل کرلیا جائے ہم نے عمل کو تو چھوڑ دیا ساری زندگی حرام کھاتا رہا، رشوت کھاتا رہا اور جھوٹ بولتا رہا، نماز ایک بھی وقت کی نہ پڑھی، ساری زندگی گناہوں میں گزار دی اب پڑھ لے یٰسین جان آسانی سے نکل جائے ساری زندگی اس کے گھر میں قرآن کی تلاوت نہیں ہوئی بدبخت نے نہ خود پڑھا، نہ اولاد کو پڑھایا قرآن سے محروم رہا اب مرنے کے بعد لایا جارہا ہے، پیشہ ور پارٹی کو لایا جارہا ہے، کھانے والی پارٹی کو لایا جارہا ہے۔آ یئے ابا جان کا انتقال ہو گیا گھر میں قرآن خوانی کردو تا کہ ان کی مغفرت ہوجائے۔میں تو ہمیشہ عرض کرتا ہوں یہ کوئی میرا خیال نہیں علماء اور مفتیان کرام فرماتے ہیں کہ جو پیسے کی خاطر اور کھانے کی خاطر اور چند لقموں کی خاطر قرآن خوانی کرتا ہے اسے تو خود ثواب نہیں ملتا وہ آپ کے مردے کو کیا ثواب پہنچائے گا جب کہ خود پڑھنے کی توفیق نہیں ہوتی۔اللہ کہتا ہے ہم مہر لگا دیں گے۔سورۂ یٰسین میں آیا اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓى اَفْوَاهِهِمْ آج ہم ان کے منہ پر مہر لگا دیں گے، تالے لگا دیں گے وَتُكَلِّمُنَآ اَيْدِيْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ہاتھ بولیں گے، پیر بولیں گے جو کچھ کرتا رہا وہ سب بولیں گے دوسری جگہ آتا ہے ہاتھوں اور پیروں سے شکوہ کرے گا کیا کہے گا وَقَالُوْا لِجُلُوْدِهِمْ لِمَ شَهِدْتُّمْ عَلَيْنَاؕ اپنے چمڑے سے کہے گا میں تو تمہیں آگ سے بچانے کی کوشش کررہا تھا تم نے میرے خلاف کیسے گواہی دے دی اور کیسے بول پڑے تمہارے اندر بولنے کی طاقت کیسے آئی۔قَالُوْٓا اَنْطَقَنَا اللّٰهُ الَّذِيْٓ اَنْطَقَ كُلَّ شَيْءٍ ہمیں اس نے بولنے کی طاقت دی ہے جس نے ہر چیز کو بولنے کی طاقت دی ہے اس نے حکم دیا بولو اس کے خلاف ہم بول پڑے۔

قرآن وفادار ساتھی ہے

اگر سورۂ یٰسین پر عمل بھی کرلیا جائے تو جان آسانی سے نکلے گی آخرت کی منزل آسان ہوجائے گی۔قبر میں تو یٰسین پڑھنے والا نہیں ہوگا قبر میں سب اکیلے اکیلے جائیں گے۔لیکن اگر سورۂ یٰسین پر عمل کیا ہوگا تو سورۂ یٰسین ساتھ جائے گی۔قرآن پاک پر عمل کیا ہوگا تو قرآن پاک ساتھ جائے گا۔قرآن پاک وفادار ساتھی ہے، وفادار دوست ہے اللہ سے سفارش کرے گا۔رسول اقدس ﷺ نے فرمایا روزہ بھی سفارش کرے گا قرآن بھی سفارش کرے گا روزہ کہے گا اے اللہ! میں نے اسے بھوکا رکھا تیرے لئے یہ بھوکا رہا۔قرآن کہے گا یا اللہ! میں نے راتوں کو اس کو بیدار رکھا یہ رات کو بیدار ہوکر تلاوت کرتا تھا تیری رضا کے لئے۔یا اللہ! ہم اس کے لئے سفارش کرتے ہیں۔یا اللہ! اس کو معاف فرمادے۔اللہ روزے کی بھی سفارش قبول فرمائے گا اور قرآن کی بھی سفارش قبول فرمائے گا۔

www.toobaaelibrary.com

اہل وعیال پر خرچ کرنا صدقہ ہے

مال تو قبر تک جائے گا آگے نہیں، وہاں ایسا مال جو اللہ کی رضا کے لئے خرچ کیا تھا وہ مال تو نہیں جائے گا لیکن اجر وثواب ضرور جائے گا۔ ایسا مال جو بیوی بچوں پر خرچ کیا ہوگا یا اللہ کی رضا کے لئے، یہ مال اللہ کے ہاں صدقہ شمار ہوتا ہے۔ اللہ کے نبی نے اس کو صدقہ کہا ہے۔ قربان جائیں آقا ﷺ کی تعلیمات پر کیسی تعلیمات ہیں، اپنے اہل وعیال کے لئے کماتا ہے، حلال کماتا ہے، ان پر خرچ کرتا ہے اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں یہ بھی صدقہ ہے اس کا ثواب بھی لکھا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے مال کس لئے دیا ہے؟

مسلمان بزرگو اور دوستو! مال کماؤ حلال کماؤ اور اس مال کے اندر اللہ کے حقوق مت بھولو، اللہ کے بندوں کے حقوق کو مت بھولو، غریب رشتہ داروں کے حقوق نہ بھولو، یتیموں، مسکینوں بیواؤں کے حقوق مت بھولو، اپنا مال ان کو دو اللہ نے یہ مال اسی لئے دیا ہے۔ صرف اس لئے نہیں دیا کہ میں اپنا ہی پیٹ بھرتا رہوں اور صبح وشام نوٹ گنتا رہوں، نہیں اللہ کہتا ہے کہ تجھے اس لئے دیا ہے کہ تجھے واسطہ بنانا چاہتا ہوں اور تیرے درجات بلند کرنا چاہتا ہوں مال تو میرا ہے لیکن میں تیرے ہاتھوں سے خرچ کروانا چاہتا ہوں۔ یہ سوچ آجائے تو پھر اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا کتنا مزہ آجائے گا اللہ! مال تو تیرا ہے اور دے رہا ہے مجھے۔ آپ نے کبھی دیکھا کہ بعض اوقات انسان اپنے چھوٹے بچے کو پیسے دے رہا ہوتا ہے تو کہتا ہے اس کو دے دو اس کو دے دو اور بعض اوقات کہتا ہے بیٹا! مجھے دے دو اور بعض اوقات بچہ بڑے نخرے کرتا ہے میں نہیں دیتا حالانکہ باپ کا مال ہے باپ دوبارہ اس سے مانگ رہا ہے اور وہ نہیں دے رہا باپ کیوں ایسا کر رہا ہے؟ باپ اس کو خوش کرنا چاہتا ہے بیٹا خوش ہو جائے میں نے ابا کو کچھ دیا ہے اماں کو کچھ دیا ہے، اور وہ بے وقوف بننے لگتا ہے کہ یہ تو میرا ہے۔ یہی حال اس بے وقوف کا ہے جس کو اللہ نے مال دیا لیکن مال پر، خزانے پر، سانپ بن کر بیٹھ گیا میں نہیں خرچ کرتا مال خرچ نہ کرنا قابل مذمت ہے ورنہ مطلقاً مال قابل مذمت نہیں۔

مال کمانا کب عبادت ہے؟

میں اکثر کہتا ہوں اور الحمد للہ قرآن وحدیث کے مطالعے کی بناء پر کہتا ہوں خوب کمائیے اور اللہ کی رضا کے لئے کمائیے، دین پر خرچ کرنے کے لئے کمائیے، قرآن کی اشاعت کے لئے کمائیے، مال کی ضرورت ہے، جہاد کے لئے مال کی ضرورت ہے، تبلیغ کے لئے مال کی ضرورت ہے، کافروں کا توڑ کرنے کے لئے مال کی ضرورت ہے، مسلمان ممالک کو خود کفیل کرنے کے لئے مال کی ضرورت ہے، سرحدوں کی حفاظت کے لئے مال کی ضرورت ہے، مسجدیں اور مدارس بنوانے کے لئے مال کی ضرورت ہے، ہسپتال اور رفاہی ادارے بنانے کے لئے مال کی ضرورت

www.toobaaelibrary.com

ہے۔ اگر اس نیت سے کمایا جائے گا کہ اللہ! تو مجھے دے گا میں خود بھی اپنی ضروریات پوری کروں گا اور اللہ! اپنی طاقت کے مطابق تیری راہ میں بھی خرچ کروں گا۔ تو رب کعبہ کی قسم! پھر فیکٹری لگانا، دکان لگانا، تجارت کرنا، مزدوری کرنا، نوکری ڈھونا یہ سب عبادت بن جائے گا نیت ذرا تھوڑی سی بدل لیں وَمَا يُغْنِي عَنْهُ مَالُهٗٓ اِذَا تَرَدّٰى۔ اس کا مال اس کو کوئی فائدہ نہیں دیگا جب وہ جہنم کے گھڑے میں گرے گا۔

ہدایت اللہ تعالیٰ کے قبضے میں ہے

اِنَّ عَلَيْنَا لَلْهُدٰى ﴿۱۲﴾ (بیشک ہمارے ہی اوپر ہے ہماری ہی ذمہ داری ہے ہدایت کرنا)

اللہ کہتا ہے رہنمائی کرنا، ہدایت دینا یہ میرا کام ہے اور دوسری جگہ فرمایا کہ ہر چیز کو میں ہدایت دیتا ہوں ایسا نہیں کہ اللہ صرف انسان کو ہدایت دے رہا ہے، اللہ حیوانوں کو بھی ہدایت دے رہا ہے، اللہ چرند پرند کو بھی ہدایت دے رہا ہے وہ ہدایت جس ہدایت کی ان کو ضرورت ہے ''جبلی ہدایت'' شہد کی مکھی کو کس نے ہدایت دی ہے کہ یوں چلو اور جاؤ اس پھل پر اور اس پھول پر بیٹھو اور قطرہ قطرہ اکٹھا کرو یوں چھتہ بناؤ اور یوں جمع کرو اور یوں ذخیرہ کرو اللہ کہتا ہے کہ یہ ہدایت میں نے دی ہے۔

وَاَوْحٰى رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِيْ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا وَّمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا يَعْرِشُوْنَ ﴿۶۸﴾ ثُمَّ كُلِيْ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ فَاسْلُكِيْ سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا ؕ يَخْرُجُ مِنْۢ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِيْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ ؕ

اس کے پیٹ سے ایسا مشروب نکلتا ہے کہ اللہ کہتا ہے جس کے رنگ مختلف لیکن اس میں میں نے شفاء رکھی ہے۔ بعض حضرات نے کہا کہ انسان کے لئے بڑی عبرت کی بات ہے کہ دنیا کا سب سے قیمتی اور شفا بخش اور سب سے بہترین مشروب وہ بھی ایک کیڑے کے پیٹ سے نکلتا ہے یعنی شہد اور دنیا کا سب سے زیادہ قیمتی اور بہترین لباس یعنی ریشم وہ بھی ایک کیڑے کے پیٹ سے نکلتا ہے اللہ دکھاتا ہے کہ دیکھو ایک کیڑے کے پیٹ سے نکال رہا ہوں دنیا کا بہترین لباس اور دنیا کا بہترین مشروب یہ الگ بات ہے کہ کافر مکھی کو، ریشم کے کیڑے کو دیکھے گا تو وہ اور طریقے سے سوچے گا اور ایک مومن دیکھے گا تو اور طریقے سے سوچے گا اور اللہ کی قدرت کو جان لے گا اے اللہ! تو کتنا قادر ہے کہ ایک چھوٹے سے کیڑے کو تو نے کیسے ہدایت دے دی ہے اللہ اسے ہدایت دیتا ہے، چیونٹیوں کو اللہ ہدایت دیتا ہے۔ یہ کیڑے مکوڑوں کو اللہ ہدایت دے رہا ہے۔ آپ دیکھیں چیونٹیوں کے بارے میں بعض حضرات نے تفسیر میں لکھا ہے مولانا عبدالماجد دریا آبادی کی انگریزی تفسیر دیکھ لیں اس میں انہوں نے لکھا ہے چیونٹیوں کے اندر مختلف تقسیم کار ہے۔ یہ مزدور ہے، یہ چوہدری، یہ فلاں ہے، یہ فلاں ہے، یہ چیونٹیاں غلہ جمع کرتی ہیں کیسے کر رہی ہیں؟ جب غلہ لاتی ہیں تو چیونٹی اس غلے کو توڑ دیتی ہے گندم کا دانہ لائی اور پھر اس کو توڑ دیا کیوں توڑ رہی ہے؟ کیونکہ

www.toobaaelibrary.com

مٹی میں رکھنا ہے خطرہ ہے کہ نمی پہنچ گئی تو یہ دانہ اُگ جائے گا اور اب توڑا تو یہ دانہ نہیں اگے گا توڑ رہی ہے یہ کون ہدایت دے رہا ہے؟ اللہ کہتا ہے یہ میں ہدایت دے رہا ہوں۔ یہاں تک اس تفسیر میں لکھا ہے چیونٹیاں کاشت کاری بھی کرتی ہیں با قاعدہ زمین ہموار کرتی ہیں، اس میں بیج بوتی ہیں، فصل اگتی ہے، کاٹتی ہیں اس میں سے نکال کر الگ کر کے رکھ لیتی ہیں، یہ کون ہدایت دیتا ہے، اللہ کہتا ہے میں ہدایت دیتا ہوں۔ اللہ انسانوں کو بھی اور حیوانوں کو بھی ہدایت دیتا ہے۔ اور ہدایت مختلف طریقے سے دی ہدایت کے مختلف مراحل اور مختلف مراتب اور مختلف قسمیں ہیں۔ ایک ہے فطرت کی ہدایت، اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا بچہ جو پیدا ہوتا ہے وہ اسلام اور دین کی فطرت پر پیدا ہوتا ہے اس کے والدین چاہیں تو اس کو یہودی بنالیں یا عیسائی بنالیں یا مجوسی بنالیں پھر اللہ نے اعضاء عطاء کئے آنکھیں دیں اور کان دیئے اور عقل دی اور سوچو اور دیکھو اور سنو تا کہ تمہیں ہدایت ملے۔

ہدایت کا آخری ایڈیشن قرآن ہے

پھر اللہ نے آسمان سے ہدایت کا دستور اتار دیا انبیاء بھیجے، وحی کے ذریعے سے ہدایت دی، ہر زمانے میں ہدایت دی، تورات نازل ہوئی، زبور نازل ہوئی، انجیل نازل ہوئی۔ بہت سارے صحیفے نازل ہوئے جن کے نام بھی ہمیں معلوم نہیں ہیں لیکن صحیفے تو نازل ہوئے اللہ خود کہتے ہیں اِنَّ هٰذَا لَفِي الصُّحُفِ الْاُوْلٰى ۝۱۸ صُحُفِ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى ۝۱۹ ۔ یہ کچھ قرآن میں بھی ہے اور پہلے صحیفوں میں بھی تھا، ابراہیم علیہ السلام کے صحیفوں میں، موسیٰ علیہ السلام کے صحیفے بھی اللہ نے انسان کی ہدایت کے لئے نازل کئے لیکن ہدایت کا آخری دستور اور آخری مسودہ قرآن ہے، ہدایت کا آخری ایڈیشن قرآن ہے، تورات، زبور، انجیل کے اندر جتنی سچائیاں تھیں، جتنی اچھائیاں تھیں، اور جتنی بھلائیاں تھیں، جتنی نیک باتیں تھیں، وہ اللہ نے ساری کی ساری قرآن کریم میں جمع کر دیں یہ قرآن کریم پہلی کتابوں کے علوم کا جامع ہے، محافظ ہے، مہیمن ہے۔ اس قرآن سے ہدایت ملے گی، اس قرآن سے شفاء ملے گی، اللہ کہتا ہے۔ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ہم نے قرآن نازل کیا جو کہ شفاء ہے، رحمت ہے ایمان والوں کے لئے قرآن سے دلوں کی بیماریاں دور ہوں گی دلوں کا زنگ دور ہوگا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اقدس ﷺ نے فرمایا دلوں کو بھی زنگ لگ جاتا ہے جیسا کے لوہے کو زنگ لگ جاتا ہے۔ عرض کیا اے اللہ کے رسول! دل کا زنگ کیسے دور ہوگا فرمایا کہ كَثْرَةُ ذِكْرِ الْمَوْتِ وَتِلَاوَةُ الْقُرْاٰنِ۔

دینی مجالس کی قدر کریں

بزرگو اور دوستو! خدا کی قسم! اس پر بھی اللہ کا شکر ادا کیا کریں کہ آج ہمیں یہ دینی محافل اور مجالس میسر ہیں اللہ نہ کرے کہ ہم دین سے اتنے دور ہو جائیں کہ ہم ان محفلوں سے بھی محروم ہو جائیں۔ ارے بخاری شریف مسلم

www.toobaaelibrary.com

شریف یہ کہاں سے آئیں سمرقند و بخارا سے، وہاں بڑے بڑے شیوخ حدیث پیدا ہوئے لیکن ایک وقت آیا کہ وہ لوگ بخاری شریف دیکھنے کو ترس گئے، قرآن دیکھنے کو ترس گئے، بخاری شریف مرتب کرنے والے جمع کرنے والے وہاں پیدا ہوئے لیکن وہیں کے رہنے والے اس کو دیکھنے کو ترس گئے۔ جب دین کی قدر نہ کی مدرسوں کو ترس گئے، مسجدوں کی قدر نہ کی اذان کی آواز کو ترس گئے۔

کم از کم قرآن کی صحبت تو اختیار کریں

میں ایسے دوستوں سے عرض کرتا ہوں وہ دوست وہ لوگ وہ نوجوان جو یورپ میں رہتے ہیں اور انہیں کوئی نیک مجلس میسر نہیں مسجد اور مدرسہ میسر نہیں میں ان سے گزارش کر رہا ہوں آپ کو ان کی صحبت میسر نہیں تو کم از کم آپ قرآن کی صحبت کو تو اختیار کر لیں، قرآن کو تو آپ گھر میں رکھ سکتے ہو، قرآن کو ہاتھوں سے چھو سکتے ہو، قرآن کو چوم سکتے ہو، تلاوت کر سکتے ہو تمہیں اللہ کا واسطہ خدارا!! ان ممالک میں جا کر اپنے ایمان کو، دین کو، قرآن کو نہ بھلا دینا کہ اصل چیز تو یہی ہے، یہی کام آنے والی چیز ہے۔ اگر تم قرآن پڑھتے نہیں ہو تو کم از کم قرآن کو دیکھ لیا کرو، ارے چھو ہی لیا کرو، سینے سے لگا لیا کرو اور ہو سکے تو دو آنسو ہی بہا لیا کرو۔ میں کیسا بدنصیب ہوں میرے والد نے میرے اوپر کتنا ظلم کیا کہ بڑی تعلیم اور بڑی ڈگریاں دلوا دیں لیکن مجھے قرآن نہ پڑھا سکا۔ اور اگر پڑھے ہوئے ہو تو قرآن کی تلاوت روزانہ کر لیا کرو اگر یہ کرو گے تو قرآن کی صحبت اور ہم نشینی تمہیں میسر آئے گی تو انشاء اللہ ایمان محفوظ رہے گا اللہ کی ذات سے امید ہے کہ ایمان سے محروم نہیں ہوں گے قرآن کی صحبت اختیار کر لیا کرو یہ تو اللہ کی صحبت ہے، یہ تو اللہ کا کلام ہے۔ ارے کسی بزرگ کی کتاب پڑھتے ہو تو سمجھتے ہو کہ کسی بزرگ کی مجلس میں بیٹھا ہوں یہ تو اللہ کا کلام ہے اللہ کی کتاب ہے۔

مجھے واقعہ یاد آ گیا حضرت مولانا منظور احمد نعمانی رحمۃ اللہ علیہ اللہ ان کی قبر پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے (آمین) بہت بڑے مصنف بہت بڑے عالم انتقال فرما چکے وہ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں ریل گاڑی میں سفر کر رہا تھا تو میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ اتفاق سے میری لکھی ہوئی کتاب پڑھ رہا تھا تو فرماتے ہیں میرے دل میں اس کے لئے ایک انسیت اور محبت سی دل میں پیدا ہو گئی کہ دیکھو میری لکھی ہوئی کتاب کتنی چاہت سے پڑھ رہا ہے اب اس کو پتہ نہیں کہ منظور احمد نعمانی یہی ہیں جنہوں نے یہ کتاب لکھی ہے۔ اللہ والے بھی کیسے کیسے نکتے نکالتے ہیں تو فرماتے ہیں کہ اگر ایک انسان کے دل میں اس شخص کی محبت پیدا ہو سکتی ہے جو اس کی کتاب کو چاہت سے پڑھتا ہے اور اللہ ایسے شخص سے محبت کیوں نہیں کرے گا جو اللہ کی کتاب کو چاہت سے پڑھے گا، اللہ کی کتاب سے جب محبت کرو گے تو اللہ تم سے محبت کرے گا اور پھر اللہ تمہیں ایمان سے محروم نہیں کرے گا۔

www.toobaaelibrary.com

میرے بزرگو اور دوستو! یہ قرآن پاک دنیا میں بھی عزت دینے والا ہے، یہی قرآن آخرت میں عزت دینے والا ہے۔ میں عرض کر رہا تھا کہ یہ قرآن ہدایت کا ضامن ہے۔

اللہ تعالیٰ پر کوئی بھی چیز فرض یا واجب نہیں

اِنَّ عَلَيْنَا لَلْهُدٰى اللہ کہتا ہے کہ ہمارے ذمے ہے ہدایت، یاد رکھیں اللہ پر کوئی چیز فرض اور واجب نہیں ہے۔ وہ تو اللہ ہے اس پر کوئی چیز واجب اور فرض کیسے ہو سکتی ہے لیکن اللہ کہتا ہے کہ میں نے محض اپنے فضل و کرم سے اپنے اوپر واجب کر لیا ہے کہ تم کو ہدایت دوں گا اور میں ہدایت دیتا ہوں دیکھو میں نے قرآن نازل کیا تمہاری ہدایت کے لئے اور جب تم ہدایت پر چلنے کی کوشش کرو گے تو پھر میرا دستور نہیں ہے کہ کسی کو پکڑ پکڑ کر لاؤں۔ لیکن جب میں تمہاری سچی طلب کو اور درد اور تڑپ کو دیکھوں گا تو پھر میں اپنے رحم و کرم کی وجہ سے ہاتھ سے پکڑ کر منزل تک پہنچا دوں گا۔ ہاں ہم جو اللہ سے مانگتے ہیں اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ہر نماز میں مانگتے ہیں ہم کو ہدایت دے، ہم کو راستہ دکھا دے تو کیا ہم راستہ نہیں جانتے کہ اللہ تک پہنچنے کا کیا راستہ ہے؟ علماء نے کہا ہے کہ یہاں پر دو مطلب ہیں کہ اے اللہ! تو نے ہدایت کا راستہ دکھایا اب تو راستے پر جمائے رکھنا ایسا نہ ہو کہ ہم راستے پر چلتے چلتے بھٹک جائیں اور دوسرا مطلب اے اللہ! ہمیں منزل تک پہنچا دینا جس کو ایصال الی المطلوب کہتے ہیں۔ جن کے دل میں سچی طلب اور تڑپ پیدا ہوتی ہے تو اللہ ہدایت بھی دیتے ہیں اِنَّ عَلَيْنَا لَلْهُدٰى بیشک ہمارے ذمہ ہے ہدایت۔

وَاِنَّ لَنَا لَلْاٰخِرَةَ وَالْاُوْلٰى ﴿۱۳﴾ (ہمارے لئے ہے آخرت بھی اور دنیا بھی)

ہمارے اختیار میں آخرت بھی ہے اور دنیا بھی اللہ کہتا ہے جو ہم سے آخرت مانگتا ہے ہم اس کو آخرت عطا کر دیتے ہیں اور جو ہم سے دنیا مانگتا ہے ہم اسے دنیا عطا کر دیتے ہیں۔ مگر جسے چاہتے اور جتنی چاہتے ہیں اتنی دیتے ہیں۔ ایسا نہیں ہے جس نے جتنی دنیا مانگی اتنی دے دی اللہ فرماتے ہیں ایسا نہیں مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهٗ فِيْهَا مَا نَشَاۗءُ لِمَنْ نُّرِيْدُ جتنی چاہتے ہیں اور جس کو چاہتے ہیں اسی کو دیتے ہیں لیکن جو آخرت کو چاہتا ہے، آخرت کو ہم سے مانگتا ہے تو اللہ نے یوں نہیں کہا کہ پھر ہم اتنی دیتے ہیں اگرچہ اللہ اتنی دیتے ہیں۔ دنیا کے بارے میں یہ فرمایا کہ ہم جسے چاہتے ہیں دے دیتے ہیں اور جتنی چاہتے ہیں دے دیتے ہیں اور اگر ہر کسی کو دے دیتے اور جتنا مانگتا اتنی دے دیتے تو پھر تو سارے کے سارے ہی دنیا مانگنے والے ہو جاتے۔ ہم سب تو نقد کے طلبگار رہیں ادھار پر نظر رکھنے والے نہیں ہیں ادھار نہیں کرنا چاہتے اللہ کہتا ہے کچھ نقد لے لو کچھ ادھار بھی لے لو مرنے کے بعد تمہارے اکاؤنٹ میں کچھ جمع کر رہا ہوں وہاں دے دوں گا۔ ہم چاہتے ہیں جو کچھ ملنا ہے یہی مل جائے تو فرمایا کہ وَاِنَّ لَنَا لَلْاٰخِرَةَ وَالْاُوْلٰى آخرت بھی ہمارے اختیار میں اور دنیا بھی ہمارے اختیار میں ہے۔

www.toobaaelibrary.com

فَاَنْذَرْتُكُمْ نَارًا تَلَظّٰى ﴿۱۴﴾ (میں تمہیں ڈراتا ہوں میں نے تمہیں آگاہ کردیا دہکتی ہوئی آگ سے)

میں تمہیں آگاہ کررہاہوں دہکتی ہوئی آگ سے، اللہ کا جہنم کے بارے میں اس دنیا میں آگاہ کردینا اور ڈرادینا یہ بھی اللہ کا کرم اور فضل اور احسان ہے اسی لئے تو اللہ نے سورۂ رحمٰن میں جہاں جنت کا ذکر کرکے پوچھا فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ وہاں جہنم کے بارے میں یہی سوال کیا فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ میرا کتنا بڑا احسان ہے میں دنیا میں ہی آگاہ کررہاہوں، خبردار کررہاہوں باز آجاؤ ورنہ جہنم کا عذاب برداشت کرنے کی تمہارے اندر سکت نہیں ہے اللہ خود جہنم کے بارے میں فرماتے ہیں سورۂ فرقان میں فرمایا۔ اِنَّهَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا بڑی بری جگہ ہے بڑا برا ٹھکانہ ہے۔ سورۂ بنی اسرائیل میں فرمایا كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنٰهُمْ سَعِيْرًا جب جہنم کی آگ بجھنے لگے گی ہم اس کے شعلے اور بھڑکا دیں گے۔ سورۂ مرسلات میں فرمایا اِنَّهَا تَرْمِیْ بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ اس کے شعلے محلات کی طرح لپک رہے ہوں گے۔ سورۂ معارج میں فرمایا كَلَّا ۭ اِنَّهَا لَظٰى ﴿۱۵﴾ نَزَّاعَةً لِّلشَّوٰى ﴿۱۶﴾ وہ شعلے والی آگ ہے منہ کی کھال ادھیڑ دے گی۔ سورۂ ہمزہ میں فرمایا نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ ﴿۶﴾ الَّتِیْ تَطَّلِعُ عَلَى الْاَفْـِٕدَةِ ﴿۷﴾۔ وہ اللہ کی جلائی ہوئی آگ ہے دلوں تک جا پہنچے گی۔ سورۂ مؤمن میں فرمایا اِذِ الْاَغْلٰلُ فِیْٓ اَعْنَاقِهِمْ وَالسَّلٰسِلُ ۭ یُسْحَبُوْنَ ﴿۷۱﴾ فِی الْحَمِیْمِ جب طوق اور زنجیریں ان کی گردنوں میں ہوں گی اور ان کو گھسیٹا جائے گا کھولتے ہوئے پانی میں۔ سورۂ محمد میں فرمایا وَسُقُوْا مَآءً حَمِیْمًا فَقَطَّعَ اَمْعَآءَهُمْ ان کو کھولتا ہوا پانی پلایا جائے گا جو ان کی انتڑیوں کو کاٹ ڈالے گا۔

میرے بزرگو اور دوستو! جہنم کا عذاب سخت ہم بڑے کمزور اور اللہ بڑا مہربان کہ اللہ دنیا ہی میں ہمیں اس کے بارے میں آگاہ کررہا ہے۔ فَاَنْذَرْتُكُمْ نَارًا تَلَظّٰى۔ میں تم کو آگاہ کررہاہوں دہکتی ہوئی آگ سے۔ لیکن اس دہکتی ہوئی آگ میں ہر کسی کو نہیں ڈالوں گا۔

لَا یَصْلٰىهَآ اِلَّا الْاَشْقَى ﴿۱۵﴾ (اس میں نہیں جلے گا مگر وہی جو بڑا بدبخت ہوگا)۔

الَّذِیْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ﴿۱۶﴾ (جس نے جھٹلایا اور اللہ کے حکموں سے اعراض کیا وہ جلے گا)۔

حضور اکرم ﷺ سے سوال کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ شقی کون ہے بدبخت کون ہے؟ آپ نے فرمایا اَلَّذِیْ لَا یَعْمَلُ بِطَاعَةٍ وَلَا یَتْرُکُ الْمَعْصِیَةَ جو نیکی کا کام کرتا نہیں اور گناہ کے کام کو اللہ کے خوف سے چھوڑتا نہیں وہ ہے بدبخت۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور رضائے الٰہی

وَسَیُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى ﴿۱۷﴾

(اور اس جہنم سے بچایا جائیگا کس کو جو اللہ سے ڈرنے والا ہوگا)۔

www.toobaaelibrary.com

اَلَّذِيْ يُؤْتِيْ مَالَهٗ يَتَزَكّٰى ﴿۱۸﴾ (جو اپنا مال دیتا ہے پاکیزگی حاصل کرنے کے لئے)

وہ مال اللہ کی راہ میں دیتا ہے تا کہ وہ پاک ہو جائے۔ مال جب اللہ کی راہ میں دیا جاتا ہے تو مال بھی پاک ہو جاتا ہے اور اعمال بھی پاک ہو جاتے ہیں اور دل بھی پاک ہو جاتا ہے۔

وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰٓى ﴿۱۹﴾ (اور اس پر کسی کا احسان نہیں جس کا بدلہ دیا جائے)

وہ مال دے رہا ہے اس وجہ سے نہیں کہ اس کا بدلہ دیا جائے۔

اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْاَعْلٰى ﴿۲۰﴾ (سوائے اس کے کہ وہ بلند و برتر رب کی رضا چاہتا ہے)

وہ جو مال دیتا تو اس لئے کہ میرا اللہ مجھ سے راضی ہو جائے۔ ورنہ اس پر کسی کا احسان نہیں اور اللہ کہتا ہے:

وَلَسَوْفَ يَرْضٰى ﴿۲۱﴾ (اور عنقریب راضی ہو جائے گا)

دونوں معنی کر سکتے ہیں جب اللہ کے لئے دے رہا ہوں تو اللہ راضی ہو جائے گا۔ اور یہ مطلب بھی ہے کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والا راضی بھی ہو جائیگا۔ اللہ اس کو اتنا دیگا کہ یہ خوش ہو جائے گا کہ میرا اللہ کی راہ میں دینا بیکار اور فضول نہیں گیا۔ اللہ اس کو راضی کر دے گا۔ بہت سی تفسیروں میں لکھا ہے کہ یہ آیات سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئیں انہوں نے اللہ کے دیئے ہوئے مال کو اللہ کی راہ میں خوب خرچ کیا کئی غلام تھے جو مشرکین کے ظلم وستم میں تھے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے خرید خرید کر آزاد کیا حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو خریدا، حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا مالک اُمیہ ایسا ظلم کرتا شاید درندے بھی کبھی ایسا ظلم کرتے ہوں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس کو کیوں مارتے ہو، مجھے فروخت کر دو اس نے کہا ٹھیک ہے بیچتا ہوں لیکن اس سے اچھا غلام لوں گا رنگ کا بھی اچھا ہو، ذہن کا اچھا ہو اور تیز طرار بھی ہو اور ایک ہزار دینار بھی لوں گا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ خوش ہو گئے خرید لیا حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو۔ اس نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی صورت کو دیکھا سیرت کو نہ دیکھا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی سیرت کو دیکھا، صورت کو نہ دیکھا، باطن کو دیکھا، ظاہر کو نہ دیکھا، ایمان کو دیکھا، رنگ کو نہ دیکھا، اللہ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت بیان فرمائی اے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ! تجھے تو جہنم سے بچا لیا گیا ہے۔ اللہ اکبر

ایک دفعہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے جنتیوں کے بارے میں بیان فرمایا بعض جنتی ہوں گے ان کو فلاں دروازے سے بلایا جائے گا بعض کو فلاں دروازے سے بلایا جائے گا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا اللہ مجھے بھی کسی دروازے سے بلائے گا؟۔ فرمایا ابو بکر! تجھے تو ہر دروازے سے بلایا جائے گا، اللہ اکبر۔ اس لئے کہ جنت میں جانے والے جتنے اعمال تھے وہ سب ہی کئے، مال بھی دیا، جہاد بھی کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس اُمت پر سب سے زیادہ احسانات حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب انتقال فرما گئے تھے تو اگر ابو بکر

www.toobaaelibrary.com

استقامت کا پہاڑ بن کر کھڑے نہ ہو جاتے تو مشرکین نے، منافقین نے اور یہود و نصاریٰ نے تو سوچ لیا تھا کہ اب یہ اسلام کا چراغ تو بجھنے کو ہے، سب ختم ہو جائیں گے، مسلمان چند دن کے مہمان تھے حضور ﷺ گئے تو یہ دین بھی چلا جائے گا لیکن اللہ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ایک ذریعہ بنا دیا استقامت کا پہاڑ بن کر کھڑے ہو گئے اور مسلمانوں کو سہارا دیا اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (امین)

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

www.toobaaelibrary.com

سُورَةُ الضُّحٰى مَكِّيَّة

موضوع

آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت

www.toobaaelibrary.com

آیاتُھا ۱۱ (۹۳) سُوْرَۃُ الضُّحٰى مَكِّيَّةٌ (۱۱) رُکوعاتُھا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

وَالضُّحٰى ۝١ وَاللَّيْلِ اِذَا سَجٰى ۝٢ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى ۝٣ وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ

مِنَ الْاُوْلٰى ۝٤ وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ۝٥ اَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيْمًا فَاٰوٰى ۝٦

وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى ۝٧ وَوَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغْنٰى ۝٨ فَاَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تَقْهَرْ ۝٩

وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ ۝١٠ وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ۝١١

ترجمہ:......(اے پیغمبر!) قسم ہے چڑھتے دن کی روشنی کی، (۱) اور رات کی جب اُس کا اندھیرا بیٹھ جائے۔(۲) کہ تمہارے پروردگار نے نہ تمہیں چھوڑا ہے، اور نہ ناراض ہوا ہے۔(۳) اور یقیناً آگے آنے والے حالات تمہارے لئے پہلے حالات سے بہتر ہیں۔(۴) اور یقین جانو کہ عنقریب تمہارا پروردگار تمہیں اتنا دے گا کہ تم خوش ہو جاؤ گے۔(۵) کیا اُس نے تمہیں یتیم نہیں پایا تھا، پھر (تمہیں) ٹھکانا دیا، (۶) اور تمہیں راستے سے ناواقف پایا تو راستہ دِکھایا، (۷) اور تمہیں نادار پایا تو غنی کر دیا۔(۸) اب جو یتیم ہے تم اُس پر سختی مت کرنا، (۹) اور جو سوال کرنے والا ہو، اُسے جھڑکنا نہیں، (۱۰) اور جو تمہارے پروردگار کی نعمت ہے، اُس کا تذکرہ کرتے رہنا۔(۱۱)

سورہ ضحیٰ مکی سورت ہے اور اس میں گیارہ آیات ہیں۔

سیرت کی سب سے مستند کتاب

تمہیدی طور پر یہ بات یاد رکھئے کہ ویسے تو رسول اللہ ﷺ کی سیرت پر ہر زمانے میں ہر زبان میں اور ہر اسلوب میں بے شمار کتابیں لکھی گئی ہیں لیکن سیرت کی سب سے مستند، سب سے صحیح اور معتمد کتاب خود قرآن کریم ہے۔ اللہ نے قرآن میں جس انداز میں اور جس صحت کے ساتھ اپنے نبی ﷺ کی سیرت کو بیان کیا ہے اتنی صحت اور اتنی جامعیت اور اتنی کاملیت کے ساتھ کوئی بیان نہیں کر سکتا۔ حضرت قاری محمد طیب صاحب نور اللہ مرقدہ نے ایک جگہ فرمایا کہ قرآن کریم کی یہ ہزاروں آیتیں حقیقت میں سیرت مقدسہ کے علمی اور تعارفی ابواب ہیں اور دوسری طرف سیرت کے ہزاروں گوشے عملی اور تفصیلی پہلو ہیں، قرآن مجید میں جو چیز قال ہے وہی ذات نبوی میں حال ہے، جو کچھ اللہ نے قرآن میں فرما دیا وہ عملی طور پر ہمارے آقا ﷺ کی زندگی میں اور سیرت طیبہ میں جلوہ گر ہو گیا، جو

www.toobaaelibrary.com

قرآن کریم میں نقوش و دال ہیں وہی سیرت اقدس میں سیرت و اعمال ہیں، قرآن کو حضور سے اور حضور کو قرآن سے جدا نہیں کیا جا سکتا۔

قرآن کو سمجھنے کے لئے حضور اکرم ﷺ کا واسطہ ضروری ہے

قرآن کو سمجھنے کے لیے حضور اکرم ﷺ کا واسطہ ضروری ہے اور حضور ﷺ کی سیرت کو سمجھنے کے لیے قرآن کا سمجھنا بھی ضروری ہے۔ خاص طور پر ہمارے زمانہ میں کچھ عرصہ سے ایسے لوگ پیدا ہوئے ہیں جو گویا کہ قرآن کو حضور ﷺ سے جدا کرنا چاہتے ہیں اور قرآن کو حضور ﷺ کے واسطے کے بغیر سمجھنا چاہتے ہیں۔ جان لیجیے کہ جب حضور ﷺ کے واسطے کے بغیر قرآن کو سمجھنے کی کوشش کی جائے گی تو انسان گمراہی میں مبتلا ہو سکتا ہے، جب حضور ﷺ کے واسطے کے بغیر قرآن کو سمجھنے کی کوشش کی جائے گی تو پھر نماز کا مفہوم بھی بدل سکتا ہے، جہاد کا مفہوم بھی بدل سکتا ہے۔

حضور اکرم ﷺ نے اللہ کا فرمان سنایا اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ نماز قائم کرو، پھر خود کر کے دکھایا کہ نماز قائم کیسے کرنی ہے۔ اب جو شخص حضور کے واسطے کو بیچ سے ہٹا کر خود اقامت صلوٰۃ کا مفہوم متعین کرنے کی کوشش کرے گا وہ گمراہی کا شکار ہو جائے گا۔

اللہ نے کہا وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَۃَ لِلّٰہِ حج اور عمرہ صرف اللہ کے لئے مکمل کرو، حضور ﷺ نے عمل سے بتلایا کہ حج کیسے کرنا ہے، عمرہ کیسے کرنا ہے، احرام کیسے باندھنا ہے، خانہ کعبہ کا طواف کیسے کرنا ہے، حجرِ اسود کا بوسہ کیسے لینا ہے، صفا مروہ پر سعی کیسے کرنی ہے، عرفات میں کیسے جانا ہے، مزدلفہ کیسے جانا ہے، منیٰ میں کیسے جانا ہے، قربانی کیسے کرنی ہے، سر کے بال کیسے منڈوانے ہیں یہ سب کچھ حضور ﷺ نے سمجھایا۔ اب اگر کوئی شخص حضور ﷺ کا واسطہ بیچ میں سے ہٹا کر براہِ راست قرآن کو سمجھنا چاہے گا تو وہ گمراہی کا شکار ہو جائے گا جیسا کہ بعض لوگوں نے کہا کہ حج سے مراد تو مسلمانوں کی بین الاقوامی کانفرنس ہے۔ بین الاقوامی سطح پر ایک کانفرنس ہونی چاہیے۔ اب اگر حج کا مفہوم بین الاقوامی کانفرنس بن گیا تو بین الاقوامی کانفرنس کے لئے مکہ میں جانے کی ضرورت تو نہیں ہے، دو سفید چادریں باندھنے کی ضرورت نہیں ہے اور کعبہ کے ارد گرد چکر لگانے کی ضرورت نہیں ہے اور دیوانوں کی طرح صفا مروہ پر دوڑنے کی ضرورت نہیں ہے اور عاشقوں کی طرح عرفات و مزدلفہ کے جنگلوں میں پھرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ بین الاقوامی کانفرنس کے لئے تو کسی بھی ترقی یافتہ شہر میں جمع ہو جانا کافی ہے، یہ لطیفے، یہ گمراہیاں ذہنی اور فکری گمراہیاں تب سرزد ہوتی ہیں جب حضور ﷺ کا واسطہ بیچ میں سے ہٹا کر براہِ راست قرآن کو سمجھنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

بہر حال سورہ ضحیٰ میں ہمارے آقا حضرت محمد رسول ﷺ کی سیرت اور شخصیت کا بیان ہے اور اللہ تعالیٰ نے

www.toobaaelibrary.com

اپنے تین انعامات کا ذکر فرمایا ہے اور پھر اپنے نبی کو تین طریقے سے اپنے انعامات اور احسانات کا شکرادا کرنے کا حکم دیا ہے۔

شانِ نزول:

سب سے پہلے تو اس کا شان نزول ملاحظہ کیجئے۔ شان نزول اس واقعہ کو کہتے ہیں جس واقعہ کے پس منظر میں کوئی آیت یا سورت نازل ہوئی ہو۔ تو بعض روایات میں آتا ہے کہ وحی کا سلسلہ چند دن کے لئے منقطع ہو گیا اور مشرکوں نے طعنہ دیا "قَدْ وَدَّعَ مُحَمَّدًا" محمد ﷺ کو تو چھوڑ دیا گیا۔

عرض یہ کر رہا تھا کہ ابولہب کی بیوی ام جمیل نے بھی طعنہ دیا، دونوں میاں بیوی سخت دشمن تھے اور آخر تک دشمنی پر برقرار رہے۔ اس نے کہا معاذ اللہ محمد کے شیطان نے چھوڑ دیا ہے معاذ اللہ جو اس پر طرح طرح کے پیغام لے کر آتا تھا اس نے محمد کو چھوڑ دیا ہے۔ حضور اکرم ﷺ بھی پریشان رہے وحی کا سلسلہ منقطع ہونے کے بعد پھر یہ سورت نازل ہوئی ہے اس میں اللہ نے دو قسمیں کھائیں، فرمایا کہ:

وَالضُّحٰی ① وَالَّیْلِ اِذَا سَجٰی ② (چاشت کی قسم اور رات کی قسم جب کہ وہ چھا جائے)

مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰی ③ (تیرے رب نے تجھے نہیں چھوڑا اور نہ تجھ سے نفرت کی ہے)

دو قسمیں کھا کر فرمایا کہ تیرا رب تجھ سے راضی ہے۔ یہاں یہ عرض کر دوں کہ مکی سورتوں میں قسمیں کثرت کے ساتھ ہیں، بہت زیادہ قسمیں کھائی گئی ہیں۔ اس لئے کہ دل اتنے سخت ہیں کہ عام اسلوب میں بات ماننے کے لئے تیار نہیں تھے اللہ نے قسمیں کھا کھا کر دعوے کیے اور بات سمجھائی۔ قیامت کے بارے میں قسم کھا کر فرمایا ارے قیامت آکر رہے گی، قرآن کے بارے میں قسمیں کھا کر فرمایا ارے یہ کتاب برحق ہے، اپنے نبی کے بارے میں قسم کھا کر فرمایا میرا نبی سچا ہے، قسمیں کھا کھا کر اللہ تعالیٰ نے یقین دلایا وہ واقعہ عبرت کے لئے سناتا ہوں۔

ایک سبق آموز واقعہ:

امام اصمعی رحمۃ اللہ علیہ لغت کے ایک امام گزرے ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں ایک دفعہ جا رہا تھا راستے میں بدو ملا، دیہاتی ملا اس نے پوچھا کہاں سے آرہا ہے میں نے کہا اس سرزمین سے آرہا ہوں جہاں قرآن نازل ہوا تو کہنے لگا مجھے بھی کچھ سناؤ تو میں نے اس کو سورۂ ذاریات کی یہ آیتیں سنائیں جس میں آتا ہے "وَفِي السَّمَاءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوعَدُونَ" آسمانوں میں تمہارا رزق ہے اور جو تم سے وعدہ کیا جاتا ہے وہ اللہ کے ہاں مقرر ہے، تمہارا رزق تمہیں مل کر رہے گا۔ کہتا ہے اچھا اصمعی! میرا رزق مجھے مل کر رہے گا تو پھر مجھے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ بس ایسا

www.toobaaelibrary.com

یقین بنا سواری کو ذبح کر دیا اور کہنے لگا کہ جب اللہ کہتا ہے کہ تمہارا رزق تمہیں مل کر رہے گا تو میرا رزق مجھے ملے گا مجھے مشقت کی ضرورت نہیں۔

یہاں اس بات کی وضاحت کر دوں کہ اسلام کی تعلیم یہ نہیں ہے کہ اسباب کو اختیار نہ کیا جائے۔ اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ وسائل واسباب کو اختیار کر کے نتیجہ اللہ پر چھوڑ دیا جائے۔ بہر حال اس کا کچھ ایسا یقین بنا کہ اس نے ظاہری وسائل بھی ختم کر دیئے۔ امام اصمعی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں مجھے اللہ نے حج کی سعادت نصیب فرمائی میں حج کے لئے گیا تو طواف کے دوران اسی بدو سے ملاقات ہوگئی، آمنا سامنا ہو گیا مجھے کہنے لگا تم نے جو اللہ کا وعدہ سنایا کہ اللہ کہتا ہے آسمانوں میں تمہارا رزق ہے تو میں نے اللہ تعالیٰ کے اس وعدے کو سچا پایا ہے، اللہ نے مجھے کبھی بھوکا نہیں سلایا ہے، پیٹ بھر کر سلایا ہے، اللہ کا وعدہ سچا ہے پھر کہنے لگا اے اصمعی! کچھ اور بھی سناؤ امام اصمعی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے اگلی آیت پڑھی اللہ کہتا ہے: فَوَرَبِّ السَّمَآءِ وَالۡاَرۡضِ اِنَّهٗ لَحَقٌّ مِّثۡلَ مَاۤ اَنَّكُمۡ تَنۡطِقُوۡنَ: آسمانوں اور زمین کے رب کی قسم! جو میں وعدہ کر رہا ہوں یہ وعدہ برحق ہے، سچا ہے، ایسا ہی سچا ہے کہ جیسے تم بات کر رہے ہو۔ امام اصمعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس دیہاتی پر تو اللہ کی قسم سن کر وجد کی سی کیفیت طاری ہوگئی کہتا ہے اصمعی رحمۃ اللہ علیہ! یہ کون بدبخت لوگ ہیں جنہیں یقین دلانے کے لئے میرے اللہ کو قسم کھانے کی ضرورت پیش آئی، اللہ اگر قسم نہ کھاتا تو بندوں کو اللہ کی بات پر یقین نہ آتا یہ کون سنگدل ہیں جن کو یقین دلانے کے لئے میرے اللہ نے قسم کھائی ہے؟ اللہ اکبر، اللہ کی محبت میں دیوانہ تھا اللہ کی باتوں پر یقین تھا۔ امام اصمعی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ بس اس نے یہی بات کہی اور وہیں تڑپتے ہوئے اس نے جان دے دی۔

قسمیں کھا کر حضور ﷺ کو تسلی دی

تو میں عرض کر رہا تھا کہ اللہ نے قسمیں کھائیں مشرکوں کو، کافروں کو یقین دلانے کے لئے، تم تو مسلمان ہو، ہم تو مؤمن اللہ کو سچا مانتے ہیں، ہمیں یقین دلانے کے لئے قسموں کی تو ضرورت نہیں ہونی چاہئے لیکن بہر حال جو قرآن میں قسمیں تھیں وہ آج بھی ہیں اور قیامت تک رہیں گی اللہ نے فرمایا:

وَالضُّحٰى ۙ﴿۱﴾ وَالَّيۡلِ اِذَا سَجٰى ۙ﴿۲﴾

ضحٰی کی قسم! ضحٰی دھوپ چڑھتے وقت کی قسم، ضحٰی چاشت کے وقت کو کہتے ہیں جبکہ دھوپ خوب روشن ہو جاتی ہے۔ دو نمازوں کے نام آپ نے سنے ہوں گے ایک نماز اشراق اور دوسری نماز چاشت، نماز اشراق تو طلوع ہوتے ہی پڑھ لی جاتی ہے اور نماز چاشت اس وقت پڑھی جاتی ہے جب سورج خوب روشن ہو جائے۔ تو فرمایا کہ وَالضُّحٰى ﴿۱﴾ وَالَّيۡلِ اِذَا سَجٰى ﴿۲﴾ چاشت کے وقت کی قسم اور رات کی قسم جبکہ وہ چھا جائے۔ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى ﴿۳﴾ قرآن سمجھنے کے لئے یہ بات ذہن میں رکھئے کہ ایک قسم ہوتی ہے اور ایک جواب قسم۔ مثال کے طور پر میں کہتا ہوں اللہ کی

www.toobaaelibrary.com

قسم میں تم سے بات نہیں کروں گا اس میں اللہ کی قسم تو قسم ہوگئی، میں تم سے بات نہیں کروں گا یہ جواب ہوگیا۔ پہلے قسم کھائی وَالضُّحٰی چاشت کی قسم وَالَّیۡلِ اِذَا سَجٰی رات کی قسم جبکہ وہ چھا جائے پھر آگے اس قسم کا جواب مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰی۔ (تیرے رب نے تجھے نہیں چھوڑا اور نہ ہی تیرا رب تجھ سے ناراض ہے)۔

بہتر مستقبل کی بشارت

وَلَلۡاٰخِرَةُ خَيۡرٌ لَّكَ مِنَ الۡاُوۡلٰی ۝۴ (اور آخرت بہتر ہے تیرے لیے اولیٰ سے)

آخرت سے کیا مراد ہے؟ بعض حضرات نے کہا آخرت سے مراد مستقبل ہے اور اولیٰ سے مراد ہے حال۔ اے میرے نبی! تیرے آنے والا زمانہ تیرے موجودہ زمانے سے بہتر ہوگا، زیادہ عزت، زیادہ نصرت، زیادہ شہرت ملے گی اور آپ کا پیغام زیادہ انسانوں تک پہنچے گا۔ بعض حضرات نے کہا آخرت سے مراد قیامت کا دن اور اولیٰ سے مراد دنیا۔ اے میرے! نبی تیری آخرت دنیا سے بہتر ہے۔

وَلَسَوۡفَ يُعۡطِيۡكَ رَبُّكَ فَتَرۡضٰی ۝۵ (تیرا رب تجھے اتنا دے گا کہ تو راضی ہوجائے گا)

اللہ اکبر، کیا مقام ہے ہمارے آقا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے میرے نبی! میں آپ کو اتنا دوں گا کہ آپ راضی ہوجائیں گے جسے اللہ راضی کرنا چاہتا ہو اس کے مقام کا میں اور آپ کیا اندازہ کرسکتے ہیں تجھے اتنا دوں گا کہ تو راضی ہوجائے گا دنیا میں بھی دوں گا اور آخرت میں بھی دوں گا اور اللہ نے دیا، اللہ نے اتنی مدد کی، اتنی عزت دی اور اتنی فتوحات دیں اور اللہ نے دین کو ایسا غلبہ عطا فرمایا کہ آپ خوش ہوگئے۔ اتنا خوش ہوئے کہ حضور اکرم ﷺ نے زندگی کی آخری صبح جب نماز فجر میں صحابہ کرام کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو آپ کے چہرۂ مبارک پر مسکراہٹ پھیل گئی اور حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ ﷺ کا چہرہ ایسا لگ رہا تھا جیسے قرآن کریم کا مقدس ورق ہوتا ہے، آپ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دیکھ کر خوش ہوگئے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں لگے ہوئے اور اللہ آخرت میں بھی آپ کو اتنا دے گا، اتنا دے گا کہ آپ خوش ہوجائیں گے، شفاعتِ عظمیٰ عطا کرے گا، مقامِ محمود عطا فرمائے گا، حوضِ کوثر عطا فرمائے گا آپ خوش ہوجائیں گے ایک اور چیز جو شفاعت ہی کے ضمن میں حدیث میں بیان ہوئی۔ مسلم شریف کی حدیث ہے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے یوں دعا کی تھی۔ رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضۡلَلۡنَ كَثِيۡرًا مِّنَ النَّاسِ اے میرے رب! ان بتوں نے بہت سے انسانوں کو گمراہ کردیا۔ فَمَنۡ تَبِعَنِىۡ فَاِنَّهٗ مِنِّىۡ جس نے میری اتباع کی وہ تو مجھ سے ہے۔ وَمَنۡ عَصَانِىۡ اور جس نے میری نافرمانی کی۔ فَاِنَّكَ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ تو بڑا بخشنے والا انتہائی مہربان ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے یوں کہا تھا اِنۡ تُعَذِّبۡهُمۡ فَاِنَّهُمۡ عِبَادُكَ وَاِنۡ تَغۡفِرۡ لَهُمۡ فَاِنَّكَ اَنۡتَ الۡعَزِيۡزُ

www.toobaaelibrary.com

الْحَكِيمُ. اگر تو ان کو عذاب دے تو یہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو معاف کر دے تو تو غالب ہے، حکمت والا ہے، لیکن میں اللہ سے یوں نہیں کہتا میں تو کہتا ہوں: اَللّٰهُمَّ اُمَّتِي اَللّٰهُمَّ اُمَّتِي اے اللہ! میری اُمت کی مغفرت فرمادے، میں عذاب کا نام نہیں لیتا ہوں۔ میں تو اللہ سے مغفرت بھی مانگتا ہوں، آپ ﷺ نے یہ فرمایا تو آپ ﷺ رونے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے جبرائیل علیہ السلام کو بھیجا فرمایا جاؤ میرے محبوب سے پوچھو آپ کیوں رو رہے ہیں؟ جبرائیل علیہ السلام نے پوچھا اللہ ہم کو بتانا چاہتا ہے کہ لوگو! میرا محبوب تمہارے لیے کتنا تڑپتا تھا، کتنا روتا تھا، تم سے کتنی محبت کرتا تھا، تمہاری مغفرت کی میرے نبی کے دل میں کتنی چاہت تھی ۔ یہ سارا قصہ اللہ نے اس لئے اپنے نبی کی زبان سے بیان کروایا۔ جبرائیل علیہ السلام کو بھیجا فرمایا پوچھو میرے نبی سے کیوں رو رہے ہو؟ حضور ﷺ نے بتایا میں اپنی اُمت کے غم میں رو رہا ہوں میری اُمت جہنم میں نہ جائے، میری اُمت کی مغفرت فرمادے۔ جبرائیل علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا: اذْهَبْ إِلَى مُحَمَّدٍ فَقُلْ لَهُ إِنَّا سَنُرْضِيكَ فِي أُمَّتِكَ وَلَا نَسُوءُكَ اے محمد ﷺ! ہم آپ کو آپ کی امت کے بارے میں خوش کر دیں گے اور آپ کو غمگین اور پریشان نہیں ہونے دیں گے۔

وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ﴿۵﴾ (تیرا رب تجھے اتنا دے گا کہ تو راضی ہو جائے گا)

پھر اپنے تین احسانات اللہ نے ذکر فرمائے۔

آپ ﷺ کی تربیت الٰہی

أَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيمًا فَآوٰى ﴿۶﴾ (کیا تو یتیم نہیں تھا پھر اللہ نے تجھے ٹھکانا دیا)۔

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ سے پرورش کے ظاہری سہارے سارے کے سارے لے لئے اور پھر ابوطالب نے اپنی کفالت میں لیا لیکن مورخین نے اور سیرت نگاروں نے لکھا ہے کہ آپ ﷺ کے چچاؤں میں سے سب سے غریب چچا ابوطالب تھا وہ آپ ﷺ کی کفالت کیا کرتا تھا، آپ ﷺ ابوطالب کی کفالت کرتے تھے آپ جانتے ہیں کہ حضور ﷺ بچپن ہی میں بکریاں چرایا کرتے تھے اور جو کچھ ملتا وہ اپنے چچا کو لا کر دیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ابتداء ہی سے آپ کو ایسا بنایا کہ بجائے اس کے کہ آپ دوسروں کا سہارا تلاش کریں آپ دوسروں کا سہارا بنتے رہے، ابوطالب آپ کا سہارا نہیں بنا آپ ابوطالب کا سہارا بنے اور اللہ نے تربیت کے ظاہری سہاروں سے محروم کر دیا۔ بعض حضرات کہتے ہیں اس لئے کہ ہوتا یہ ہے کہ اگر اولاد میں کوئی کمال ہو تو والدین کی طرف نسبت کرتے ہیں اور شاگردوں میں کوئی کمال ہو تو اُستاد کی طرف نسبت کرتے ہیں۔ والدین بڑے اچھے ہیں، استاد بڑا کمال والا ہے۔ اللہ نہیں چاہتا تھا کہ اللہ کے نبی ﷺ کے کمالات کی نسبت والدہ کی طرف ہو، والد کی طرف ہو، چچا کی طرف ہو، کسی اور کی طرف ہو۔ اللہ چاہتا تھا کہ میرے نبی ﷺ کے کمالات کی نسبت براہِ راست میری ہی طرف ہو کہ میں

www.toobaaelibrary.com

نے اپنے نبی ﷺ کی تربیت کی ہے، میں نے اپنے نبی کو کمالات سے نوازا ہے۔ یہ تو بچپن تھا جوانی میں بھی دیکھیں تو قوت وطاقت کے جتنے بھی اسباب ہوتے ہیں اللہ نے ان سے محروم کردیا، رشتہ داروں کی طاقت ہوتی ہے، خاندان کی طاقت ہوتی ہے اور یہاں حال یہ ہے کہ خاندان آپ کی طاقت کا سبب کیا بنتا خاندان تو آپ کی دشمنی پر تُل گیا۔ وطن ایسا ہے کہ وہاں نہ کوئی قانون، نہ حکومت، نہ بادشاہت، نہ مکاتب، نہ مدارس، نہ استاد، نہ فیکٹریاں، نہ کارخانے ہر اعتبار سے پسماندہ اور ظاہری قوت کے جتنے بھی اسباب ہوسکتے ہیں ان سے اللہ نے محروم کردیا بلکہ صورت یہ ہے کہ وہ اسباب آپ کے خلاف استعمال ہو رہے ہیں، خاندان والے کہتے ہیں کہ ہم اس کے نام کو نہیں اُٹھنے دیں گے۔ وطن والے کہتے ہیں کہ ہم محمد ﷺ کے پیغام کو دوسروں تک نہیں پہنچنے دیں گے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے فیصلہ کیا کہ تم محمد ﷺ کو مٹانا چاہتے ہو میں ان کو اٹھانا چاہتا ہوں میں ان کے نام کو بلند کروں گا، ان کو عزت دوں گا، ان کو طاقت دوں گا اور اللہ نے ایسی طاقت دی کہ آپ ﷺ کے غلاموں کے غلاموں نے قیصر وکسریٰ کے تاج وتخت کو اپنے پاؤں میں ڈال دیا۔ اَلَمْ یَجِدْكَ یَتِیْمًا فَاٰوٰی ۝ کیا تو یتیم نہیں تھا اللہ نے پھر تجھے ٹھکانا دیا، قوت وطاقت کے ظاہری اسباب سے محروم کردیا اور پھر غیبی قوت آپ ﷺ کے ساتھ کردی۔

روحانی تربیت

وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰی ۝ (اور آپ کو ناواقف پایا پھر ہدایت دی)

آپ ﷺ ناواقف تھے ظاہر ہے قرآن سے ناواقف، عبادات کے نظام سے ناواقف، عقائد سے ناواقف تھے یہ کہنا کوئی بے ادبی کی بات نہیں ہے۔ بعض لوگوں نے اس چیز کو اٹھایا دیکھیں معاذ اللہ یہ حضور اکرم ﷺ کی بے ادبی کرتے ہیں کہتے ہیں کہ حضور ﷺ ناواقف تھے ارے ہم کہتے ہیں ناواقف تھے یہ تو نہیں کہتے ناواقف ہیں، ناواقف تھے یہ کوئی عیب کی بات نہیں مستقل ناواقف رہنا، بے خبر رہنا، یہ بے ادبی کی بات ہے ہم کہتے ہیں ناواقف تھے اور یہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں کہا: مَا كُنْتَ تَدْرِیْ مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْاِیْمَانُ آپ نہیں جانتے تھے کہ کتاب کیا ہے؟ ایمان کیا ہے؟ وَلٰكِنْ جَعَلْنٰهُ نُوْرًا نَّهْدِیْ بِهٖ مَنْ نَّشَآءُ لیکن ہم نے اس کو نور بنادیا، اس کے ذریعے سے ہم ہدایت دیتے ہیں جس کو چاہتے ہیں۔ تو آپ ﷺ ناواقف تھے کچھ نہیں جانتے تھے اور اللہ تعالیٰ نے سب کچھ دے دیا آپ کے سینے کو علوم سے بھر دیا تو یہ ترجمہ کرنا یہ کوئی بے ادبی کی بات نہیں ہے۔ پرانی تفسیروں کو اُٹھا کر دیکھ لیجئے، صحابہ کرام کے زمانے سے لے کر آج تک جتنی تفسیریں ہوئیں ہزار سال پہلے، چھ سو سال پہلے ان سب تفسیروں میں یہی معنی کیا گیا، میں بات کو فرقہ واریت میں نہیں الجھانا چاہتا کہ ان لوگوں نے اس طرح کے پمفلٹ لکھ لکھ کر عام کئے ہیں دیکھو یہ کیا معنی کرتے ہیں کہ معاذ اللہ حضور ﷺ پہلے ناواقف تھے اور اللہ نے ہدایت

www.toobaaelibrary.com

دی۔ ارے اللہ کہہ رہا ہے کہ اس کا معنیٰ یہی ہے تو آپ ناواقف تھے لیکن اللہ نے آپ کے سینہ کو علوم سے بھر دیا۔

غناءقلب

وَوَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغْنٰى ۝۸ (اور آپ تنگ دست تھے تو آپ کو غنی کر دیا)

اے نبی! آپ تنگ دست تھے، فقیر تھے آپ کو غنی کر دیا، اللہ نے غنی کیا اور غنیٰ دو قسم کا ہوتا ہے: ظاہری غنیٰ اور باطنی غنیٰ۔

ظاہری غنیٰ:...... کسی کے بہت سارے کارخانے ہیں، فیکٹریاں ہیں، چلتی ہوئی دکانیں ہیں، کاروبار ہے، روپیہ پیسہ ہے یہ ظاہری غنیٰ ہے۔

باطنی غنیٰ:...... ایک ہوتا ہے باطنی غنیٰ دل غنی ہے، ظاہر میں مال تو اتنا نہیں ہے لیکن دل مالدار ہے حقیقی غنیٰ، حقیقی مالداری خود نبی اکرم ﷺ نے فرمایا حقیقی غنیٰ تو دل کی غنیٰ ہوتی ہے اور ہمارے آقا دل کے غنی تھے، ظاہری غنی تو نہیں تھے کہ بہت ساری زمینیں ہوں، سواریاں ہوں، نوکر چاکر ہوں لیکن اللہ نے باطنی غنیٰ، دل کی مالداری اتنی عطا فرمائی تھی کہ آپ کی زبان پر کبھی مانگنے والے کے جواب میں لا کا لفظ نہیں آیا ہے، نہیں کا لفظ نہیں آیا ہے۔ ایک شاعر کہتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی زبان پر کلمہ طیبہ والا "لا" تو آیا ہے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں لیکن اس "لا" کے سوا حضور ﷺ کی زبان پر کبھی "لا" کا لفظ نہیں آیا ہے اللہ نے غنیٰ اتنی فرمائی تھی۔ ایسے بھی ہوا کہ مسجد نبوی میں سونے چاندی کا انبار لگا ہوا ہے لیکن حضور ﷺ کے گھر میں فاقے کی تیاری ہو رہی ہے، دوسروں کو دیا جا رہا ہے اور گھر میں بھوک ہے یہ دل کی غنیٰ ہے سیدہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا تشریف لاتی ہیں سنا کہ ابا جان آپ تو لونڈیاں اور غلام تقسیم کر رہے ہیں میں سارے کام خود کرتی ہوں، جھاڑو دیتی ہوں، چکی سے آٹا پیستی ہوں، پانی کا مشکیزہ بھر لاتی ہوں، کمر پر اٹھا کر لاتی ہوں، تکلیف ہوتی ہے، مجھے بھی خدمت کے لئے کوئی غلام اور لونڈی عطا فرما دیجئے حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں اے فاطمہ! کیا میں تجھے غلاموں اور لونڈیوں سے بہتر چیز نہ بتاؤں؟ عرض کیا ضرور بتلایئے۔ حضور اکرم ﷺ نے کہا اے فاطمہ! تم نماز کے بعد (۳۳) تینتیس بار سبحان اللہ (۳۳) تینتیس بار الحمدللہ (۳۴) اللہ اکبر پڑھ لیا کرو۔ اللہ اکبر، اپنوں کو محروم رکھا جا رہا ہے دوسروں کو نوازا جا رہا ہے یہ غنیٰ ہے حقیقی غنیٰ۔ ہم میں سے بہت سارے ایسے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے ظاہری غنیٰ روپیہ پیسہ تو عطا کیا ہے لیکن دل کی غنیٰ عطا نہیں کی اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کو دل نہیں چاہتا، شادی بیاہ میں، رسم و رواج پر بے تحاشا خرچ کرتے ہیں، بدعتوں پر، نمود و نمائش پر، شیطان کے راستے میں بے تحاشا خرچ کرتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہوئے جان نکلتی ہے جیسے کہ سینے پر آرا چل رہا ہو، زہر کھا رہا ہو، موت آتی ہے اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہوئے۔ تو

www.toobaaelibrary.com

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو غنیٰ جو عطا فرمائی تھی وہ دل کی غنیٰ تھی۔ تین انعامات ذکر فرمائے تو اب کہا کہ اللہ تعالیٰ کا شکر بھی ادا کرو، اللہ تیرا شکر کیسے ادا ہوگا، ترتیب سے فرمایا:

پہلی ہدایت: یتیم کے ساتھ شفقت

فَاَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تَقْهَرْ ۝۹ (سو آپ یتیم پر سختی نہ کریں)

دیکھو اے میرے نبی! آپ یتیم تھے آپ یتیمی کو جانتے ہیں، یتیمی کیا ہوتی ہے۔ اللہ کسی کے بچوں کو یتیم نہ کرے، ان کے والدین کا سایہ بچوں کے سر پر رہے، یتیمی بڑی آزمائش ہے یہ الگ بات ہے اللہ پاک چاہے تو یتیموں سے اتنے بڑے کام لے لے یہ اللہ کا انتخاب ہے میں نے ایک دفعہ ایک صاحب کا مضمون پڑھا انہوں نے تاریخ کی بڑی بڑی شخصیات کو جمع کیا بتلایا کہ یہ بڑی بڑی شخصیات سب یتیم تھیں اور بڑے بڑے کارنامے سر انجام دیئے اور سب سے بڑھ کر تو یتیموں کے سردار حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کائنات کا سب سے بڑا کارنامہ ہمارے آقا نے سرانجام دیا اور آپ یتیم تھے لیکن بہر حال یتیمی ایک آزمائش ہے۔ تو فرمایا کہ اے میرے نبی! آپ یتیمی کا مزہ چکھ چکے لہٰذا فَاَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تَقْهَرْ آپ ﷺ یتیم پر قہر نہ کریں، یتیم پر سختی نہ کریں، یتیم کو تکلیف نہ دیں۔ ظاہر ہے کہ ہمارے آقا ﷺ کی شان سے تو یہ بعید بات تھی کہ آپ ﷺ کسی یتیم پر سختی فرماتے اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ کے ذریعے سے ہمیں سمجھا رہے ہیں کہ یتیموں کے ساتھ سختی کا معاملہ، ظلم کا معاملہ نہ کرنا جس کا کوئی نہ ہو اس کا اللہ ہوتا ہے جو خود انتقام نہ لے سکے اس کا انتقام اللہ لیتا ہے انسان کا انتقام بہت معمولی ہوتا ہے اللہ کا انتقام بہت سخت ہے اس لیے یتیم کی آہ سے اور یتیم کی بددعا سے ڈرنا چاہیے اللہ نے قرآن میں ذکر فرمایا کہ جو لوگ یتیموں کا حق کھاتے ہیں اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا وہ اپنے پیٹوں میں جہنم کے انگارے بھرتے ہیں جو یتیموں کا مال کھاتے ہیں۔ یاد رکھیے یہ جو میراث کی تقسیم میں گڑبڑ کی جاتی ہے اس میں بھی یتیموں کے حقوق کھائے جاتے ہیں، یتیموں کے مال کو دبا لیا جاتا ہے حیرت کی بات ہے لوگوں کو تیجے کی فکر ہوتی ہے، دسویں کی فکر ہوتی ہے، تیسویں کی فکر ہوتی ہے، لیکن میراث کو شرعی طریقے سے تقسیم کرنے کی فکر نہیں ہوتی۔ یتیموں کا پیسہ ہے اور اس میں سے تیجہ کر رہے ہیں، دسواں کر رہے ہیں، تیسواں کر رہے ہیں جو نہ قرآن و حدیث سے ثابت ہے، نہ فقہ سے ثابت، ایک نمود و نمائش دنیا کو دکھانے کے لئے اور ہم بھی جانتے ہیں کہ یہ دنیا کو دکھانے کے لئے ہے میں نے خود ایسے لوگوں سے پوچھا واللہ ان میں سے بعض نے اقرار کیا ہم جانتے ہیں کہ یہ اللہ کی رضا کے لئے نہیں ہے، یہ برادری کے لئے ہے، یہ سیاست کے لئے ہے یہ نمود و نمائش کے لئے ہے، یہ ناک رکھنے کے لئے ہے، ناک رکھنے کے لئے تو لاکھوں اور ہزاروں خرچ کرتا ہے حالانکہ اگر وہ نہ کرتا تو ناک نہ کٹتی لیکن اللہ نے

www.toobaaelibrary.com

جس چیز کو فرض کیا تھا جس کی وجہ سے واقعی قیامت کے دن ناک کٹے گی اس فرض کو بھلا دیتے ہیں اس کو شرعی طور پر تقسیم نہیں کرتے ہیں۔ تو فرمایا کہ یتیم کے ساتھ سختی نہ کرو، یتیم کا حق نہ دباؤ، یتیم پر ظلم نہ کرو اور اللہ نے ڈرایا قرآن میں کہا کہ دوسروں کے یتیم بچوں پر ظلم کرتے ہو میں اس بات پر قادر ہوں کہ تمہیں ماردوں اور تمہارے بچوں کو یتیم کر دوں تو سوچو کہ تمہارے بچوں کے ساتھ اگر کوئی زیادتی کرے گا تو تمہارے دل پر کیا گزرے گا تو اگر تمہیں اپنے یتیم بچوں کا خیال ہے تو دوسروں کے یتیم بچوں کا خیال ہونا چاہیے۔ فَاَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تَقْهَرْ یتیم کے ساتھ سختی نہ کرو اگر ہم میں سے کسی کو اللہ تعالیٰ نے یہ موقع عطا فرمایا ہے کہ کسی یتیم کی کفالت، تربیت اور پرورش کر رہا ہے تو میں اس کو قرآن وحدیث کی روشنی میں بتانا چاہتا ہوں کہ وہ بڑا خوش نصیب انسان ہے کہ اللہ نے اس کو یتیم کی کفالت اور یتیم کی تربیت کا موقع عطا فرمایا ہے اور حدیث میں حضور اکرم ﷺ نے یتیم کی کفالت پر جو خوشخبری سنائی فرمایا کہ اَنَا وَ كَافِلُ الْيَتِيْمِ كَهَاتَيْنِ فِي الْجَنَّةِ جنت میں، میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا ایسے ہوں گے جیسے میرے ہاتھ کی یہ انگلیاں ہیں۔ ہمارے آقا ﷺ کمزوروں کے نبی تھے، ضعیفوں کے نبی تھے، مظلوموں کے نبی تھے، زیر دستوں کے نبی تھے انکو اٹھانے کے لئے آئے تھے، حقوق دلانے کے لئے آئے تھے اس زمانے میں یتیم پر بھی ظلم ہو رہا تھا اور بچیوں پر بھی ظلم ہو رہا تھا۔ حضور ﷺ نے بچیوں کی کفالت کرنے والے کے لئے بھی فرمایا کہ جو بچی کی کفالت کرتا ہے وہ میرے ساتھ ایسا ہوگا جیسے یہ ہاتھ کی دو انگلیاں ہیں اور یتیموں کی کفالت کرنے والے کے لئے بھی یہ فرمایا۔

دوسری ہدایت: سائل کے ساتھ حسنِ سلوک

وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ ۝۱۰ (اور سوال کرنے والوں کو جھڑکیں نہیں)

کون سا سوال کرنے والا، دو قسم کے ہو سکتے ہیں سوال کرنے والا ایک تو مسئلہ پوچھنے والا علمی قسم کا سوال کرنے والا تو فرمایا اگر کوئی انجان ہے ناواقف ہے سوال کرتا ہے کوئی مسئلہ پوچھتا ہے تو اس کو جھڑکیں نہیں بلکہ اس کو محبت کے ساتھ جواب دیں، سمجھائیں وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى آپ بھی تو ناواقف تھے آج آپ کو اللہ نے علم عطا فرما دیا اب اگر کوئی سوال کرنے والا آتا ہے تو آپ اس کو مت ڈانٹیں اور اس سے ناراض نہ ہو جائیں اور شرمندہ کر کے بھگا نہ دیجئے بلکہ اس کو محبت کے ساتھ سمجھانے کی کوشش کیجئے چنانچہ حضور اکرم ﷺ سے زیادہ بہتر انداز میں سمجھانے والا کوئی نہیں تھا حضور ﷺ کا جو سمجھانے کا انداز تھا اس سے بہتر انداز کسی کا نہیں۔ آپ اندازہ کیجئے ایک صاحب مسجد نبوی ﷺ میں آ گئے اٹھ کر مسجد ہی میں پیشاب شروع کر دیا صحابہ رضی اللہ عنہم مارنے کے لئے دوڑے حضور ﷺ نے فرمایا رک جاؤ، بیٹھ جاؤ، بٹھا دیا فرمایا کہ کرنے دو اب بتائیے کتنی حکمت ہے وہ تو ایک جگہ پیشاب کر رہے تھے اگر اس کا تعاقب کرتے تو ساری مسجد میں پیشاب ہوتا وہ ایک دم تو روک نہیں سکتا تھا آپ نے فرمایا رک

www.toobaaelibrary.com

جاؤ میں سمجھالیتاہوں پیشاب سے فارغ ہو گئے اب بلایا کہا دیکھو یہ مسجدیں ذکر و عبادت کے لئے ہیں پیشاب کے لئے نہیں ہیں یہاں آئندہ پیشاب نہیں کرنا بات سمجھ میں آ گئی اس نے کہا کہ یا رسول اللہ (ﷺ) آپ سے زیادہ اچھے طریقے سے سمجھانے والا کوئی نہیں ہے تو ایک مطلب تو اس کا یہ ہے۔

دوسرا مطلب: کہ اگر کوئی ضرورت مند مستحق مانگنے والا آتا ہے تو اس کو جھڑکیے مت، مانگنے والے دو قسم کے ہیں۔ مستحق، غیر مستحق۔ پیشہ ور اور غیر پیشہ ور اگر کوئی مستحق ہے تو پھر تو اس کو ڈانٹنا یہ بہت بڑی زیادتی ہے لیکن اگر غیر مستحق ہے پیشہ ور قسم کا بھی ہے تو اس کو بھی ڈانٹنے کی اجازت نہیں ہے۔ نرمی اور محبت سے کہہ دیا جائے کہ معاف کرو بھائی میں تمہیں نہیں دے سکتا ڈانٹنا اور مارنا یا گالی گلوچ کرنا یہ پیشہ ور بھکاری کے ساتھ بھی جائز نہیں ہے۔

پیشہ ور بھکاری کو زکوٰۃ دینا

یہ الگ بات ہے یہ جو پیشہ ور بھکاری ہیں ان کے بارے میں جان لیجئے کہ ان کو زکوٰۃ کا پیسہ دینا جائز نہیں ہے اس لیے کہ زکوٰۃ تو مستحق کو دی جاتی ہے ان میں سے بے شمار ایسے ہیں جو زکوٰۃ کے مستحق نہیں ہیں، مانگنا ان کی ضرورت نہیں ہے، مانگنا ان کا پیشہ ہے لہٰذا ایسے کو نفلی صدقہ تو دیا جاسکتا ہے فرض زکوٰۃ نہیں دی جاسکتی ہے فرض زکوٰۃ وہیں دیں جہاں کوئی واقعی مستحق نظر آئے سب سے بہتر صورت یہ ہے آپ میں سے ایسے بھی ہوں گے جن پر اللہ نے زکوٰۃ فرض کی ہے میں ان حضرات سے کہنا چاہتا ہوں سب سے بہتر صورت یہ ہے کہ مستحق کو تلاش کریں۔ مستحق کو تلاش کر کے دیں جیسے اللہ کے رزق نے آپ کو تلاش کیا اور تلاش کے بعد اللہ نے اپنا رزق آپ کو دیا ہے آپ پر لازم ہے کہ مستحق بندوں کو خود تلاش کرو یہ میں اس لئے کہتا ہوں کہ میرے تجربہ میں یہ بات آئی ہے بسا اوقات پیشہ ور بھکاری زکوٰۃ لے جاتے ہیں چالاک اور تیز طرار لوگ حیلے بہانے سے لے جاتے ہیں اور سفید پوش، گمنام، مستحق، غریب، عزت و آبرو والے جو اپنی زبان کسی کے سامنے نہیں کھولنا چاہتے وہ محروم رہ جاتے ہیں۔

میں نے ضرب مومن میں لکھا تھا وہ جو کورنگی میں واقعہ پیش آیا کیونکہ میرے دل و دماغ پر وہ واقعہ چھا گیا کہ ایک بیروزگار باپ جب دو دن تک اپنے بچوں کو بھوکا نہ دیکھ سکا تو اس نے اپنے آپ کو بھی زندہ جلا لیا اور اپنے بچوں کو بھی زندہ جلا لیا تو میں نے لکھا ہے ٹھیک ہے وہ باپ سنگدل تھا جس نے بچوں کو جلایا اور اپنے آپ کو جلایا لیکن وہ معاشرہ بھی سنگدل ہے وہ سوسائٹی بھی سنگدل ہے، وہ لوگ بھی سنگدل ہیں جن کے پڑوس میں لوگ بھوکے رہیں اور انہیں خبر تک نہ ہو۔ اور اس خبر کا شرمناک پہلو یہ ہے کہ دو بھائی اکٹھے رہتے تھے ایک بھائی ادھر ہے اور دوسرا بھائی ادھر ہے اللہ کا نبی تو کہتا ہے اگر تمہارا ایمانی بھائی بھوکا ہے اور تم پیٹ بھر لو تو تم مومن نہیں ہو اور یہاں تو حقیقی بھائی پڑوس میں رہ رہا ہے اور دوسرا بھائی اپنے بچوں کو زندہ جلا رہا ہے یہ معاشرہ، یہ حکمران، یہ ہمارا پورا انظام ظالمانہ ہے ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ اگر دریائے نیل کے کنارے ایک کتا

www.toobaaelibrary.com

بھوکا مرجائے تو مجھے ڈر ہے کہ قیامت کے دن عمر سے پوچھا جائے گا۔حکمران تم تھے ایک کتا بھی کیوں بھوکا مرا ہے۔ آج کہتے ہیں مسلمان بھوکے مرجائیں اور ہمیں خبر تک نہ ہو اور ہم چوراہوں پر اور ادھر اُدھر مسجدوں میں، بازاروں میں، پیشہ ور بھکاریوں میں زکوٰۃ کو تقسیم کر دیں اور مستحق کو تلاش کرنے کی فکر نہ کریں یہ پیسے کا ناجائز استعمال ہے، اللہ نے آپ کو دولت دی ہے یہ دولت آپ کا حق نہیں ہے۔ ہاں اللہ کسی کو بھی دے سکتا تھا یہ مت سمجھئے کہ میں نے اپنی قوت بازو سے کمائی ہے یہ میرا پیسہ ہے جیسے فرعون کہتا تھا اِنَّمَآ اُوْتِيْتُهٗ عَلٰى عِلْمٍ عِنْدِيْ۔ ارے تم کہتے ہو غریبوں پر خرچ کرو، یتیموں پر خرچ کرو، اللہ کا دیا ہوا مال ہے یہ کیا تم نے اللہ اللہ لگا رکھا ہے یہ مال میں نے کمایا ہے، اپنے علم سے کمایا ہے، ذہانت سے کمایا ہے، قوتِ بازو سے کمایا ہے، محنت سے کمایا ہے، میں نے تجارت کے ہنر سے کمایا ہے اس ذریعہ سے دولت کمائی ہے۔ میں بہت سے ذہینوں کو جانتا ہوں، بہت سے چالاکوں کو جانتا ہوں، بھوکے مر رہے ہیں ان کو دولت نہیں ملی پھر ہم سے کس کو مل گئی تو اس پر لازم ہے کہ وہ مستحق کو تلاش کرے۔ میں حیران ہوں کوئی این جی او ز ایسی نہیں، کوئی فلاحی ادارہ ایسا نہیں جو محلوں میں، دیہاتوں میں گمنام پڑے ہوئے سفید پوشوں کو تلاش کر کے ان تک اپنی زکوٰۃ پہنچائے۔ این جی اوز ہیں، فلاحی ادارے ہیں کوئی ایسا کام کرتے ہیں جو اخباروں میں آسکے، جن کی وجہ سے شہرت حاصل ہو سکے جن کی وجہ سے پیسے والے لوگوں کی توجہ کو حاصل کیا جا سکے لیکن اللہ کی توجہ کو حاصل کیا جاسکے، گمنام لوگوں کو تلاش کیا جائے کوئی نہیں جو اس پر محنت کرتا ہو میں نے ایسے لوگ نہیں دیکھے۔

تو عرض یہ کر رہا تھا وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ۔ مانگنے والوں کو جھڑ کیے نہیں۔ زکوٰۃ وصدقہ نہیں دینا چاہتے نہ دیں نرمی سے ٹال دیجئے لیکن ڈانٹنا، گالی دینا یہ مسلمانوں کی شان نہیں اور آخر میں فرمایا:

تیسری ہدایت۔انعاماتِ الٰہیہ کا اظہار

وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ﴿۱۱﴾ (اور اپنے رب کی نعمت کو بیان کیجئے)

اللہ تیرا کرم بڑا کرم ہے تو نے مجھ پر یہ نعمت کی ہے بندوں کے سامنے بیان کیا کریں، کہ اللہ کا میرے اوپر بڑا کرم ہے، اللہ نے بڑا احسان کیا ہے، اللہ نے مجھے بڑا نوازا ہے ہر وقت اپنی پریشانی کا اظہار مت کیا کرو ذرا سا کوئی حال پوچھ بیٹھا اور جناب نے اپنی پریشانیوں کی داستان چھیڑ دی، بڑے ہی حالات خراب ہیں کاروبار بھی نہیں چل رہا، فیکٹری بھی ٹھپ پڑی ہے، کما رہا ہے پھر بھی زبان سے اللہ کا شکر نہیں نکلتا ہے۔ اور شکل ایسی بنا رکھی ہے فقیروں جیسی شکل ہے یہ بھی حضور ﷺ نے پسند نہیں کیا ہے ایک صاحب آئے دیکھا کہ بڑے پھٹے پرانے سے کپڑے ہیں، حضور ﷺ نے پوچھا کیا تمہارے پاس کچھ روپیہ پیسہ نہیں ہے کہنے لگا اللہ کا بڑا کرم ہے اتنے مویشی ہیں اتنے باغ ہیں اتنا یہ ہے اتنا یہ ہے تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو کچھ اللہ نے دیا ہے وہ تمہارے جسم پر بھی نظر آنا چاہیے یہ کیا تم

www.toobaaelibrary.com

نے اپنی شکل بنا رکھی ہے، یہ لباس کیسے پہن رکھا ہے جیسے کہ میں بڑا غریب اور فقیر ہوتا ہوں۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ بڑے عالم، بہت بڑے محدث، بہت بڑے مفسر، صوفی اور مجاہد تھے ان کے بارے میں بہت آتا ہے کہ وہ بڑا صاف ستھرا اور قیمتی لباس پہنتے تھے تو کسی نام نہاد صوفی نے اعتراض کیا کہ اللہ والوں کے لباس تو ایسے نہیں ہوتے۔ بہت سے لوگ یہ سمجھتے ہیں اللہ والے وہ ہوتے ہیں جن کے لباس پھٹے پرانے ہوں جو دور سے دیکھتے ہی نظر آئے کہ مولوی صاحب زکوٰۃ کے مستحق ہیں۔ بازاروں میں فقیر کو تلاش کرنا ہے اپنے امام صاحب کو ہی کچھ دے دو۔ جی ہاں اور لوگوں نے ایسا کر رکھا ہے کئی لوگ زکوٰۃ وصدقات اپنے امام صاحب کو دیتے ہیں موذن صاحب کو دیتے ہیں، ارے اللہ کے بندو! یہ کس نے کہہ دیا ہر امام، ہر موذن زکوٰۃ کا مستحق ہوتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ صاحب نصاب ہو اللہ نے اس کو نوازا ہو تو کسی نے اعتراض کیا کہ اللہ والے تو ایسا لباس نہیں پہنتے۔ تو فرمایا کہ بات یہ ہے کہ میں نے ایسا لباس پہنا ہے کہ جب اس لباس پر نظر ڈالتا ہوں تو میری زبان سے نکلتا ہے الحمدللہ الحمدللہ اور زبان حال سے میرا لباس کہہ رہا ہے الحمدللہ الحمدللہ اللہ کا شکر ہے جس نے مجھے ایسا لباس عطا کیا ہے اور تم لوگوں نے جو لباس پہنا ہوا ہے اگر تم لوگ زبان سے نہ بھی کہو تمہارا لباس کہہ رہا ہے۔ اَعْطُوْنَا شَيْئًا لِلّٰهِ اللہ کے نام پر کچھ دیتے جاؤ لباس ایسا پہن رکھا ہے کہ گمنام اشتہار ہے، تختی تو گلے میں نہیں لٹکائی جیسے بعض فقیروں نے تختی گلے میں لٹکائی ہوتی ہے کہ یہ اندھا ہے اس کو کچھ دیتے جاؤ، یہ گونگا ہے اس کو کچھ دیتے جاؤ بعض لوگ ہوتے ہیں کبھی گونگا ہونے کی تختی ڈال لیتے ہیں، کبھی اندھا ہونے کی تختی ڈال لیتے ہیں، مختلف روپ بدلتے رہتے ہیں تو جناب نے تختی تو نہیں لگائی ہوئی لیکن لباس اپنا پہن رکھا ہے کہ لوگ دیکھیں تو کہیں کہ بس یہی ہے زکوٰۃ کا مستحق۔ تو فرمایا کہ وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ اپنے رب کی نعمت کو بیان کرو، لوگوں کے سامنے بیان کرو اللہ کا مجھ پر کرم ہے اللہ نے مجھے نوازا ہے الحمدللہ اللہ پاک نے ہمیں نوازا ہے اور سب سے بڑی نعمت اللہ پاک نے ہمیں ایمان عطا کیا ہے۔ قرآن کی نعمت عطا کی ہے حضور ﷺ کی غلامی کی نعمت عطا کی ہے۔ اللہ سے دعا ہے کہ اے اللہ! تو دوسری نعمتیں بھی خوب عطا فرما لیکن یہ نعمتیں تو مرتے دم تک عطا فرمانا ہمیں ان سے محروم نہ فرمانا۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

www.toobaaelibrary.com

سُوْرَۃُ الْاِنْشِرَاح مَکِّیَّۃ

موضوع

حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر تین بڑے احسان

www.toobaaelibrary.com

آیاتها ۸ (۹۴) سُوْرَۃُ اَلَمْ نَشْرَحْ مَکِّیَّۃٌ (۱۲) رکوعاتها ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ۝۱ وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ ۝۲ الَّذِيْٓ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ ۝۳
وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۝۴ فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝۵ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝۶ فَاِذَا
فَرَغْتَ فَانْصَبْ ۝۷ وَاِلٰى رَبِّكَ فَارْغَبْ ۝۸

ترجمہ:...... (اے پیغمبر!) کیا ہم نے تمہاری خاطر تمہارا سینہ کھول نہیں دیا؟ (۱) اور ہم نے تم سے تمہارا وہ بوجھ اُتار دیا ہے (۲) جس نے تمہاری کمر توڑ رکھی تھی۔ (۳) اور ہم نے تمہاری خاطر تمہارے تذکرے کو اُونچا مقام عطا کردیا ہے۔ (۴) چنانچہ حقیقت یہ ہے کہ مشکلات کے ساتھ آسانی بھی ہوتی ہے۔ (۵) یقیناً مشکلات کے ساتھ آسانی بھی ہوتی ہے (۶) لہٰذا جب تم فارغ ہوجاؤ تو (عبادت میں) اپنے آپ کو تھکاؤ۔ (۷) اور اپنے پروردگار ہی سے دِل لگاؤ۔ (۸)

تین احسانات

اس سورت کو سورۃ الشرح بھی کہا جاتا ہے اور سورۃ الانشراح بھی کہا جاتا ہے۔ یہ مکی سورت ہے اس میں آٹھ آیات ہیں۔ اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ پر اپنے تین خصوصی احسانات کا تذکرہ فرمایا ہے۔

پہلا احسان...... ظاہری شرح صدر

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ۝۱ (کیا ہم نے آپ کا سینہ کھول نہیں دیا)

میں اسے دوسرے لفظوں میں یوں کہوں گا تاکہ یہ الفاظ آپ اپنے ذہن میں بٹھانے میں اور پھر آگے جب بھی یہ الفاظ بولیں جائیں تو آپ کے لیے بات کا سمجھنا آسان ہو کہ اللہ یوں فرمارہے ہیں کہ اے نبی! کیا ہم نے آپ کو شرح صدر کی نعمت عطا نہیں فرمائی۔ سینہ کھول دیا یہی معنی ہے شرح صدر کا یہ شرح صدر ظاہری بھی ہوتا ہے اور باطنی بھی ہوتا ہے، ظاہری شرح صدر تو یہ ہے کہ سینے کو چیرا جائے، سینے کا گویا آپریشن کیا جائے اسے حدیث میں شق صدر کہا گیا ہے اور بعض روایات سے ثابت ہوتا کہ پوری زندگی میں تین بار حضور اکرم ﷺ کا ظاہری شرح صدر ہوا یعنی سینہ چیرا گیا اس میں سے ہر طرح کی آلائشیں نکال دی گئیں اور اس سینے میں علم اور ایمان کو بھر دیا گیا۔

www.toobaaelibrary.com

باطنی شرح صدر

باطنی شرح صدر یہ ہے کہ دل میں ایمان، معرفت، نور اور حکمت پیدا ہوجائے اور دل کے اندر علوم و معارف کو سمیٹنے کی صلاحیت پیدا ہوجائے اور دل ایسا ہوجائے کہ اس میں یقین، مضبوطی اور جرأت پیدا ہوجائے یہاں پر بھی شرح صدر مراد ہے کہ اے نبی! کیا ہم نے آپ کو شرح صدر کی نعمت اور دولت عطا نہیں کی؟ آپ کے سینے میں ایمان کا نور، حکمت اور معرفت بھر دی آپ کے دل کے اندر وحی کے علوم و معارف قبول کرنے کی استعداد پیدا فرمادی آپ کے دل میں یقین، پختگی، مضبوطی پیدا فرمادی اور جرات عطا فرمادی کہ ایمان کے مقابلے میں، اللہ کے پیغام کے مقابلے میں، قرآن کے مقابلے میں، ساری دنیا ہیچ نظر آتی ہے، کوئی نظروں میں جچتا نہیں، کسی سے نظریں جھکتی نہیں، کسی سے متاثر نہیں ہوتے، چاہے وہ بڑے سے بڑا سرمایہ دار کیوں نہ ہو، وڈیرہ اور چوہدری کیوں نہ ہو، بادشاہ اور حکمران کیوں نہ ہو، ظالم، ستم گر، بدمعاش، غنڈہ اور کوئی طاقتور انسان کیوں نہ ہو۔ کسی سے بھی مرعوب نہیں ہوتے سینہ ایسا مضبوط ہوگیا، دل میں ایمان کا ایسا نور پیدا ہوگیا۔

قرآن کریم میں کئی دوسرے مقامات میں بھی اللہ نے شرح صدر کا ذکر فرمایا ہے اور ان کے مطالعے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جب کسی کے دل میں ایمان کی سچی طلب پیدا ہوجاتی ہے اور وہ اس کے حاصل کرنے کے لیے بھی کوشش کرتا ہے تو اللہ پاک اس کا سینہ کھول دیتا ہے، اس کے سینے میں دین کا شوق پیدا ہوجاتا ہے، اس کے سینے میں دعوت کا جوش پیدا ہوجاتا ہے، اس کے سینے میں ایمان کا ولولہ، ایمان کا نور پیدا ہوجاتا ہے جیسے ان ظاہری روشنیوں سے جو ہم رات کو جلاتے ہیں یہ باہر کی دنیا روشن ہوتی ہے اسی طریقے سے جب کسی کے دل میں ایمان کا نور پیدا ہو جائے تو اس کے اندر کی دنیا روشن ہوجاتی ہے اس کے اندر نور پیدا ہوجاتا ہے اور جس کے دل میں ایمان کا نور پیدا نہ ہو تو اس کے اندر کی دنیا تاریک رہتی ہے وہاں ظلمتوں کا بسیرا اور اندھیروں کا راج رہتا ہے۔

اللہ نے قرآن میں فرمایا سورۂ زمر میں ہے أَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْإِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ کیا جس کے سینے کو اللہ نے اسلام کے لئے کھول دیا پھر وہ اپنے رب کی طرف سے ایک نور پر ہوتا ہے یہ سوال ہے اور قرآن کا انداز یہ ہے کہ بعض مقامات پر اللہ نے سوال ذکر کیا ہے لیکن جواب ذکر نہیں کیا۔ جواب مخاطب پر چھوڑ دیا ہے کہ تم خود اپنی عقل سے اس کا جواب تلاش کرلو۔ تم بھی سمجھ جاؤ گے یعنی یہاں پر فرمایا کہ جس کے سینے کو اللہ نے اسلام کے لیے کھول دیا اور وہ اپنے رب کی طرف سے نور پر ہے کیا اس شخص کی طرح ہوسکتا ہے کہ جس کے سینے کو اللہ نے اسلام کے لیے نہیں کھولا، اس کو شرح صدر کی نعمت عطا نہیں کی اور اس کو نور حاصل نہیں ہوا اور وہ ظلمت اور اندھیرے میں ہے کیا یہ دونوں برابر ہوسکتے ہیں؟ ہرگز نہیں، فَوَيْلٌ لِّلْقٰسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ خرابی ہے، ہلاکت ہے ان لوگوں کے

www.toobaaelibrary.com

لیے جن کے دل اللہ کے ذکر کے بارے میں سخت ہیں۔انہیں شرح صدر کی نعمت حاصل نہیں ہوئی، ان کے دل میں ایمان کا نور پیدا نہیں ہوا۔ أُولَٰئِكَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ اور یہ لوگ کھلی ہوئی گمراہی کے اندر مبتلا ہیں، جب دل میں ایمان کا نور پیدا ہو جاتا ہے تو پھر ایمان کے لیے قربانی دینا آسان ہو جاتا ہے،اس کے لیے مصیبتیں برداشت کرنا آسان ہو جاتا ہے، ایمان کی خاطر ابتلاؤں اور آزمائشوں کا سہنا آسان ہو جاتا ہے ظلم وستم برداشت کرنا آسان ہو جاتا ہے۔

صحابہ رضی اللہ عنہم نے ایمان کے لئے کیسی کیسی قربانیاں دیں

حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کو مکہ کی پہاڑیوں میں ٹانگوں میں رسی ڈال کر گھسیٹا جاتا تھا، حضرت خباب رضی اللہ عنہ کو آگ کے انگاروں پر لٹایا جاتا تھا، حضرت صہیب اور حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو لوہے کی زر ہیں پہنا کر دھوپ میں ڈال دیا جاتا تھا۔ حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا، کمزور سی خاتون۔ عورت کو ویسے ہی صنف نازک کہا جاتا ہے، لیکن ابو جہل ان پر ظلم کے پہاڑ توڑتا، دھوپ میں کھڑا کر دیتا، مارتا، پیٹتا۔ حضور اکرم ﷺ کا گزر ہوتا۔ آپ فرماتے صبر کرو آپ کا ٹھکانا جنت ہے جب اس نے دیکھا کہ یہ بوڑھی سی کمزور سی عورت کسی طرح بھی ایمان کا دامن چھوڑنے کے لیے تیار نہیں ہے تو اس نے برچھا مارا اور آپ کو شہید کر دیا۔

کہا جاتا ہے کہ ایمان کی خاطر اللہ کی زمین پر حضور کی بعثت کے بعد سب سے پہلے گرنے والا خون حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا کا تھا۔ ایمان کی خاطر سب سے پہلی شہادت ایک عورت کو نصیب ہوئی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھیے اپنی بہن فاطمہ رضی اللہ عنہا کو مار رہے ہیں لیکن ایمان چھوڑنے کے لیے تیار نہیں ہے یہ کیا چیز تھی؟ جس نے حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کو مضبوط کر دیا، حضرت خباب رضی اللہ عنہ کو پختگی عطا کر دی حضرت صہیب رضی اللہ عنہ، حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو چٹان کی طرح کھڑا کر دیا۔ حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا جیسی کمزور سی عورت کو ابو جہل کے سامنے لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ پڑھنے کی طاقت اور حوصلہ عطا کر دیا بلکہ وہ بات یاد آتی ہے اور دل چاہتا ہے کہ بار بار سنی اور سنائی جائے کہ ایمان اتنا مضبوط ہو جاتا ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ پر جب ظلم کیا جاتا تھا اور ان کو کلمۂ توحید کہنے سے روکا جاتا تھا تو وہ ضربیں سہتے تھے پھر بھی اَحَد اَحَد کہتے تھے اللہ ایک ہے اللہ ایک ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں بعض روایات میں لکھا ہے کہ فرماتے تھے کہ اگر مجھے کوئی ایسا کلمہ معلوم ہوتا جس کے کہنے سے مشرکوں کو اَحَد اَحَد کہنے سے بھی زیادہ تکلیف ہوتی ہے تو میں وہ کلمہ کہتا۔ میں مار کھاتا، ان کے کوڑے برداشت کرتا، ظلم سہتا لیکن وہ کلمۂ توحید کا کلمہ اور ایسا کلمہ جس سے مشرکوں کو تکلیف ہوتی وہ کلمہ ضرور کہتا۔ یہ کون سی چیز تھی، جس نے ان کو ایسا طاقتور بنا دیا یہ شرح صدر کی دولت اور شرح صدر کی نعمت تھی۔ اللہ نے ایمان کے لئے ان کا سینہ کھول دیا دل میں ایمان کا نور بھر دیا، دل میں یقین ڈال دیا، دل میں اپنی محبت ڈال دی اللہ نے گواہی دی۔

وَمِنَ النَّاسِ مَن يَتَّخِذُ مِن دُونِ اللَّهِ أَندَادًا يُحِبُّونَهُمْ كَحُبِّ اللَّهِ ؕ

www.toobaaelibrary.com

بعض لوگ ایسے ہیں کہ اللہ کے سوا شریک بنالیتے ہیں تو ان سے ایسی محبت کرتے ہیں جیسی اللہ سے محبت کرنی چاہیے۔ آگے فرمایا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ۔ لیکن جو واقعی ایمان قبول کر لیتے ہیں وہ اللہ کی محبت میں مشرکوں سے کہیں زیادہ سخت ہوتے ہیں۔ مشرکوں کو اپنے بتوں سے اتنی محبت نہیں ہوتی جتنی ایمان والوں کو اللہ سے محبت ہوتی ہے، مشرک اپنے بتوں کے لیے اتنی سختی اور تکلیف برداشت نہیں کر سکتا جتنی تکلیف ایک سچا مومن اللہ کی محبت میں برداشت کرتا ہے۔

آپ نے ان صحابہ رضی اللہ عنہم کا واقعہ سنا ہوگا کہ جن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ ان کو شرک پر مجبور کرنے کے لیے اور ایمان سے روکنے کے لیے ان کے سامنے تیل کا کڑاہا رکھا گیا۔ اور اس میں تیل کو گرم کیا گیا اور پھر ایک صحابی کو اس میں ڈالا گیا اور وہ جل کر کوئلہ ہو گیا۔ دوسرا رونے لگا پوچھا اس سے کیوں روتے ہو؟ کیا ڈر گئے ہو؟ آپ تو کہہ رہے تھے کہ میں اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتا فرمانے لگے میں اس سے نہیں ڈرتا کہ میرا بھی یہی انجام ہوگا جو میرے اس ساتھی کا انجام ہوا اور مجھے بھی اس طریقے سے کھولتے ہوئے تیل میں ڈالا جائے گا جیسا کہ اس کو ڈالا گیا میں اس بات پر رو رہا ہوں کہ آج اللہ کے دین کے لیے قربانی کا وقت آیا ہے اور میرے پاس ایک جان ہے جو اللہ کے لیے قربان کر سکتا ہوں۔ اے کاش! میرے پاس کئی جانیں ہوتیں بار بار اللہ تعالیٰ کے لئے قربان کرتا لیکن ایمان کا دامن نہ چھوڑتا، تو شرح صدر کی دولت اللہ نے عطا کر دی، سینہ کھول دیا ایمان کے لیے اور اپنی محبت کے لئے اور جب یہ دولت نصیب ہو جاتی ہے تو پھر ایمان میں مزا آتا ہے۔

ہر عبادت کی لذت الگ الگ ہے

یاد رکھیے کہ جیسے کھانے پینے کی چیزوں کی لذت ہے اور ہر چیز کی لذت جدا، گوشت کی لذت جدا، سبزی کی لذت جدا، دال کی لذت جدا، ٹھنڈے پانی کی لذت جدا، ہر چیز کی لذت جدا ہے اسی طریقے سے ایمان کی بھی ایک لذت ہے اور جو ایمانی اعمال ہیں ان میں سے ہر ایک کی جدا جدا لذت ہے اور جدا جدا تاثیر ہے، نماز کی لذت اور ہے، زکوۃ کی لذت اور ہے، حج و عمرے کی لذت اور ہے، جہاد کی لذت اور ہے، تبلیغ کی لذت اور ہے، روزے کی لذت اور ہے، بھوکا رہنے میں بھی ایک لذت ہے، جسے اللہ احساس عطا فرما دے وہ محسوس کرتا ہے کہ بھوکا رہنے میں بھی ایک لذت ہے، لذت صرف کھانے پینے میں نہیں ہے، لذت ٹھنڈے مشروبات کے پینے میں نہیں ہے، ارے لذت اللہ کی رضا کے لیے بھوکا رہنے میں بھی ہے، پیاسا رہنے میں بھی ہے، زخم اٹھانے میں بھی ہے اور اللہ کے لیے جان دینے میں بھی ہے جو اللہ کے لیے جان دیتا ہے اس کو کیا لذت نصیب ہوتی ہے یہ اسی سے پوچھیے، اسی لیے تو اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا کہ شہید قیامت کے دن آرزو کرے گا کہ اے کاش! مجھے پھر زندہ کیا جائے پھر شہید ہوں، پھر زندہ کیا جائے پھر شہید ہوں، پھر زندہ کیا جاؤں پھر شہید ہوں، اس لذت کے حصول کی تمنا تو خود ہمارے آقا ﷺ نے فرمائی آپ

www.toobaaelibrary.com

نے فرمایا کہ میرا دل چاہتا ہے کہ میں اللہ کے راستے میں شہید کیا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں، پھر شہید کیا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں، پھر شہید کیا جاؤں، اس لیے کہ اللہ کے لیے جان دینے میں بھی ایک لذت ہے، ایک لطف ہے۔

دل کا سکون خالق کی یاد میں ہے

عرض کیا کہ جب شرح صدر کی دولت اللہ پاک عطا فرما دیتے ہیں تو پھر ایمان میں بھی مزہ آتا ہے، پھر نماز میں مزہ آتا ہے، پھر صدقہ وخیرات میں مزہ آتا ہے، پھر جہاد اور تبلیغ میں مزہ آتا ہے، پھر بھوکا پیاسا رہنے میں مزہ آتا ہے، پھر روزہ رکھنے میں مزہ آتا ہے، ارے پھر رونے اور گڑگڑانے میں بھی مزہ آتا ہے، لوگ مزے کی تلاش میں ہیں، سکون کی تلاش میں ہیں۔ بھائی! ہم دولت حاصل کرتے ہیں اس لیے تاکہ سکون حاصل ہو، بیوی کو شوہر کی اور شوہر کو بیوی کی طلب ہوتی ہے تاکہ سکون ملے، دونوں کو اولاد کے حصول کی تمنا ہوتی ہے تاکہ سکون ملے، اچھی گاڑی ہم لیتے ہیں تاکہ دل کو سکون ملے، ہم اچھے مکان میں رہنا چاہتے ہیں تاکہ سکون ملے، ہم سیر کرتے ہیں تاکہ سکون ملے، ہم تفریح کے لیے جاتے ہیں تاکہ سکون ملے، لوگ ملکوں ملکوں پھرتے ہیں تاکہ سکون ملے، یہاں تک کہ نشہ استعمال کرتے ہیں تاکہ سکون حاصل ہو، گانا سنتے ہیں سکون ملے، کلبوں میں جاتے ہیں تاکہ سکون ملے، ہر ایک سکون کی تلاش میں ہے لیکن ہم سکون کے ذرائع تو حاصل کر لیتے ہیں لیکن سکون حاصل نہیں ہوتا، دولت حاصل کر لیتے ہیں لیکن سکون حاصل نہیں ہوتا، شادی کر لی سکون نہیں ملا اولاد ہوگئی سکون نہیں، بہت بڑا مکان بنالیا سکون نہیں ملا، بڑی کرسی بڑی ملازمت حاصل کر لی سکون نہیں ملا، کاروبار وسیع کر لیا لیکن سکون نہیں ملا، سکون کے ذرائع مل جاتے ہیں سکون نہیں ملتا، سکون کے اسباب مل جاتے ہیں سکون نہیں ملتا، سکون کے وسائل مل جاتے ہیں سکون نہیں ملتا۔ اس لیے کہ ہم نے ان وسائل کے اندر سکون کو سمجھ لیا۔ لیکن اللہ کہتا ہے سکون ان میں نہیں ہے سکون کس میں ہے، اللہ کہتا ہے میرے بندے! میں نے تم کو پیدا کیا تیرے دل کو میں نے بنایا ہے، تیری ضروریات میں جانتا ہوں، تیری کمزوریاں میں جانتا ہوں، تیری خوبیاں میں جانتا ہوں، تیرے دل کی غذا، تیرے جسم کی غذا میں جانتا ہوں، تجھے ان چیزوں میں سکون نہیں ملے گا۔ اَلَا بِذِکۡرِ اللّٰہِ تَطۡمَئِنُّ الۡقُلُوۡبُ۔ سکون ملے گا، تو اللہ کے ذکر سے ملے گا، اللہ کی اطاعت سے ملے گا، اللہ کی فرمانبرداری سے ملے گا، جب اللہ کی اطاعت کی جائے گی اور اللہ کی فرمانبرداری کی جائے گی جب اللہ کا ذکر کیا جائے گا تو پھر بھوکا پیاسا رہنے میں بھی سکون ملے گا، پھر رونے میں بھی سکون ملے گا، خدا کی قسم! لوگ قہقہے لگاتے ہیں سکون کے لیے، مزاحیہ ڈرامے دیکھتے ہیں سکون کے لیے، مزاحیہ فلمیں دیکھتے ہیں سکون کے لیے، مزاحیہ ناول، کتابیں، کالم پڑھتے ہیں سکون کے لیے، لیکن اگر ان کو پتہ چل جائے کہ اللہ کے سامنے رونے میں کتنا سکون ہے تو قہقہے لگانا چھوڑ دیں ان مزاحوں اور قہقہوں میں، ہنسی اور ٹھٹھوں میں وہ سکون نہیں ہے جو اللہ کے سامنے آنسو بہانے میں ہے۔

www.toobaaelibrary.com

شرح صدر بہت بڑی نعمت ہے

جب اللہ سینے کو کھول دے گا، اللہ دل میں ایمان کا نور بھر دے گا تو پھر اللہ کی عبادت میں مزہ آئے گا اور اگر اللہ نے دل کو نہ کھولا تو پھر مسلمان ہونا بھی ایک جرم سا محسوس ہوگا پھر رمضان کے آنے سے پریشان ہو جائے گا رمضان کو ایک مصیبت سمجھے گا۔ کتنے لوگ ہیں جن کے چہروں پر رمضان کے آنے سے مسکراہٹ آتی ہے، خوشی کا نور ہوتا ہے، دل میں سرور ہوتا ہے، اور اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں کہ اللہ! تو نے یہ ماہ مبارک نصیب فرمایا اور کتنے ہی ایسے ہیں جو معاذ اللہ اس مہینے کو مصیبت سمجھتے ہیں اس لیے کہ اللہ نے سینے کو نہیں کھولا۔ اللہ نے سورۃ الانعام میں فرمایا:

فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ ۚ وَمَنْ يُّرِدْ اَنْ يُّضِلَّهٗ يَجْعَلْ صَدْرَهٗ ضَيِّقًا

اللہ جس کو ہدایت دینا چاہتا ہے تو اللہ اس کے سینے کو اسلام کے لیے کھول دیتا ہے اور جسے اللہ گمراہ کرنا چاہتا ہے تو اللہ اس کے سینے کو تنگ کر دیتا ہے وہ اگر دین پر چلتا ہے تو ایسے سمجھتا ہے کہ جیسے مجھے آسمان پر چڑھنے کا حکم دے دیا ہے اس کو کلمہ پڑھنا مشکل محسوس ہوتا ہے یہ شرح صدر، سینہ کا کھل جانا یہ ہدایت کی دلیل ہے اور سینے کا تنگ ہونا یہ گمراہی کی دلیل ہے، اگر نیکی کر کے دل خوش ہوتا ہے، دل کو سکون ملتا ہے اللہ کی عبادت کر کے دل خوش ہوتا ہے، اللہ کی راہ میں دے کر دل خوش ہوتا ہے تو سمجھ لیجیے کہ اللہ نے مجھے ایمان کا نور عطا فرما دیا ہے۔ لیکن اگر تمہیں اپنے آپ کو نماز پر مجبور کرنا پڑتا ہے، دعا پر مجبور کرنا پڑتا ہے اور صدقہ کو آپ ایک تاوان سمجھتے ہیں تو پھر آپ کو اپنے دل کی فکر کرنی چاہیے کہ دل بیمار ہے، دل میں ایمان کا نور پیدا نہیں ہوا۔ میری زبان پر تو ایمان ہے لیکن ابھی دل کے اندر ایمان کی حقیقت نہیں اتری اگر ایمان کی حقیقت اتری ہوتی تو پھر دین پر چلنا میرے لیے آسان ہو جاتا اتنی تنگی محسوس نہ ہوتی۔

تو اللہ نے اپنے پہلے احسان کا ذکر کیا۔ اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ کیا ہم نے آپ کے سینے کو کھول نہیں دیا؟ شرح صدر تو ہر مسلمان کے لیے بڑی نعمت ہے اور ضروری چیز ہے لیکن ایک داعی کے لیے جو دین کا داعی ہے اس کے لیے شرح صدر سب سے زیادہ ضروری ہے۔ اس لیے کہ جس کے سینے کے اندر خود ایمان کا نور نہیں وہ دوسروں کے اندر اپنے وعظ سے، اپنی تقریر سے ایمان کا نور کیسے پیدا کر سکے گا؟ بے شک آواز بڑی خوبصورت، الفاظ بڑے ادیبانہ، تقریر بڑی فصیحانہ، اشعار بڑے بامحل اور نکات بھی بڑے عجیب وغریب لیکن اگر اس میں دل کا درد شامل نہیں اور خطیب اور واعظ کے اپنے دل کے اندر دین کا درد نہیں تو وہ دوسروں کے اندر بھی درد پیدا نہیں کر سکتا۔

اس کے لیے سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے اللہ سے دعا کی جب فرعون کے پاس جا رہے تھے اور اللہ سے مانگ رہے تھے:

قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ ۝۲۵ وَيَسِّرْ لِيْٓ اَمْرِيْ ۝۲۶ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِيْ ۝۲۷ يَفْقَهُوْا قَوْلِيْ ۝۲۸ وَاجْعَلْ لِّيْ وَزِيْرًا مِّنْ اَهْلِيْ ۝۲۹ هٰرُوْنَ اَخِي ۝۳۰ اشْدُدْ بِهٖٓ اَزْرِيْ ۝۳۱ وَاَشْرِكْهُ فِيْٓ اَمْرِيْ ۝۳۲

www.toobaaelibrary.com

چار چیزیں مانگیں۔اے اللہ! میرا سینہ کھول دے رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ مجھے شرح صدر کی نعمت عطا فرمادے
وَيَسِّرْ لِيْٓ اَمْرِيْ اے اللہ! میرے لیے معاملہ آسان فرمادے۔جس شخص کے پاس جا رہا ہوں جو اپنے وقت کا سپر
پاور حکمران ہے، جو خدائی کا دعویدار ہے اے اللہ! میں کہیں اس سے مرعوب نہ ہو جاؤں اور اگر وہ مجھ پر مصائب
ڈھائے تو کہیں ایسا نہ ہو کہ میں مصائب کو برداشت نہ کرسکوں اے اللہ! میرے لیے معاملے کو آسان فرمادے۔
تیسری دعا کیا مانگی وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِيْ ﴿۲۷﴾ يَفْقَهُوْا قَوْلِيْ ﴿۲۸﴾ اے اللہ میری زبان کی گرہ کھول دے تا کہ وہ
میری بات سمجھ سکے اور چوتھی دعا کیا مانگی وَاجْعَلْ لِّيْ وَزِيْرًا مِّنْ اَهْلِيْ ﴿۲۹﴾ هٰرُوْنَ اَخِي ﴿۳۰﴾ اشْدُدْ بِهٖٓ اَزْرِيْ ﴿۳۱﴾
وَاَشْرِكْهُ فِيْٓ اَمْرِيْ ﴿۳۲﴾ اے اللہ! میرے خاندان میں سے ہی میرا ایک مددگار بنادے میرے بھائی ہارون کو بھی نبوت
عطا فرما اور اللہ نے کہا قَالَ قَدْ اُوْتِيْتَ سُؤْلَكَ يٰمُوْسٰى ﴿۳۶﴾ اے موسیٰ! تیری چاروں دعائیں قبول کر لی گئیں۔

بعض حضرات نے کہا کہ کسی مانگنے والے نے اللہ سے اتنی بڑی دعا نہیں مانگی ہوگی جتنی بڑی دعا موسیٰ نے مانگی
پہلی تین چیزیں تو آسان ہیں لیکن چوتھی چیز کہنا اے اللہ میرے بھائی کو بھی نبوت عطا فرمادے اتنی بڑی چیز اللہ سے
مانگی کہ کسی مانگنے والے نے اللہ سے نہیں مانگی اور اللہ نے کہا اے موسیٰ اُوْتِيْتَ سُؤْلَكَ يٰمُوْسٰى جو کچھ مانگا تجھے عطا
کر دیا گیا تیری دعا میں نے قبول کر لی۔

میں عرض کر رہا تھا کہ داعی کے لئے شرح صدر سب سے ضروری چیز ہے اس لیے اللہ کے نبی ﷺ نے اللہ سے
شرح صدر کی نعمت مانگی، اللہ نے موسیٰ علیہ السلام کو بھی شرح صدر کی دولت عطا فرمائی اور ہمارے آقا، کائنات کے آقا
حضرت محمد الرسول اللہ ﷺ کو بھی شرح صدر کی دولت عطا فرمائی۔

فرعون نے تو پھر بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مقابلہ کرنے کے لئے اپنے درباریوں سے مشورہ کیا تھا قرآن میں آتا ہے۔
قَالَ لِلْمَلَاِ۔اے جادوگرو! کیا مشورہ دیتے ہو؟ لیکن مکہ کے فرعون تو کسی سے مشورہ بھی نہیں لیتے تھے جس
مسلمان کو چاہتے تھے قتل کرنا شروع کر دیتے تھے۔تو اللہ نے حضور ﷺ کو شرح صدر کی عظیم نعمت عطا فرمائی۔

عجیب بات:

تفسیر بیضاوی کے حاشیہ میں بڑی عجیب بات ذکر فرمائی کیا مقام ہے ہمارے آقا کا۔لکھا ہے "لَمْ يَشْرَحْ قَبْلَ
اَحَدًا مِنَ الْعٰلَمِيْنَ كَمَا شَرَحَ صَدْرَهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ" پوری دنیا میں، پوری کائنات میں کسی کو ایسی شرح صدر کی
دولت عطا نہیں کی گئی جیسی شرح صدر کی دولت ہمارے آقا حضرت محمد الرسول اللہ ﷺ کو عطا کی گئی۔کسی کا سینہ اتنا
نہیں کھولا گیا کسی کے سینے میں اتنے علوم و معارف نہیں بھرے گئے، اتنا تحمل، اتنی برداشت اور ہدایت کا جذبہ کسی
کے لئے کسی کے سینے میں اتنا نہیں پیدا کیا گیا جتنا ہمارے آقا ﷺ کے سینے کے اندر تھا، آپ اندازہ کیجئے طائف
والے کیا کرتے ہیں گالیاں دیتے ہیں، پتھر مارتے ہیں، لہولہان کر دیتے ہیں۔جبرائیل امین آتے ہیں پہاڑوں کا

www.toobaaelibrary.com

فرشتہ آتا ہے۔ حکم دیجئے! ہم ان بدبختوں کو دونوں پہاڑوں کے درمیان پیس کر رکھ دیں حضور ﷺ کیا فرماتے ہیں نہیں، میں پیسنے کی اجازت نہیں دیتا بلکہ آپ کی زبان مبارک سے ان کی ہدایت کے لئے دعا نکلی۔

اَللّٰهُمَّ اهْدِ قَوْمِیْ فَاِنَّهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ اِنِّیْ لَاَرْجُوْ یُخْرِجُ اللّٰہُ مِنْ اَصْلَابِهِمْ مَنْ یَّقُوْلُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

میں نہیں چاہتا کہ ان کو ہلاک کیا جائے میں یہ امید رکھتا ہوں کہ اللہ پاک ان کی پشتوں سے ایسی نسلیں پیدا فرمادے گا جو کہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہنے والی ہوں آپ کے دل کے اندر انسانوں کی ہدایت کی تڑپ تھی اور تمنا تھی سینہ کھول دیا اللہ نے عفو و درگزر، صبر و تحمل کا اور برداشت کا مادہ پیدا کر دیا۔

دوسرا احسان...... بوجھ ہٹانا

وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ ۝۲ الَّذِیْٓ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ ۝۳

(اور ہم نے آپ سے اس بوجھ کو ہٹا دیا جس نے آپ کی پیٹھ کو بوجھل کر رکھا ہے)

یہ کون سا بوجھ تھا؟ جس نے حضور اکرم ﷺ کی پیٹھ کو بوجھل کر رکھا تھا یہ بوجھ تھا انسانیت کی ہدایت کا، انسانوں کو ہدایت کا راستہ دکھانے کا، اللہ نے جب آپ کے ذمے لگایا میرا پیغام میرے بندوں تک پہنچا دو، اب آپ اس کا درس دیا کریں، آپ ان کا تزکیہ کریں، ان کے دلوں کو پاک کریں، ان کو توحید پر لائیں، ایمان پر لائیں اور آپ نے دعوت کا سلسلہ شروع کیا، دن کو بھی دعوت دیتے، راتوں کو بھی دعوت دیتے، ایک ایک کو دعوت دیتے مجمع میں دعوت دیتے اور پھر راتوں کو اٹھ اٹھ کر مانگتے لیکن شروع میں تو یہ حال تھا کہ کوئی مانتا ہی نہیں تھا ایسے بھی دن گزرتے کہ پورا دن جو ملا اس نے گالی دی، جو ملا اس نے طعنہ دیا کوئی بھی ایمان کی دعوت قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہوا، آپ غم کے بوجھ میں دبے ہوئے فرماتے ہیں اے اللہ! یہ کیسے ہدایت پر آئیں گے۔ یہ شرک میں ڈوبے ہوئے لوگ کیسے ایمان کو قبول کریں گے۔ اے اللہ! یہ بدکاری کے عادی کیسے باحیاء بنیں گے۔ اے اللہ! ان کو تو خون بہانے میں مزہ آتا ہے یہ خون کی حفاظت کرنے والے کیسے بنیں گے۔ اے اللہ! یہ تو شراب اور جوئے کے عادی ہیں یہ کیسے نشے کو چھوڑیں گے۔ اے اللہ! یہ بیٹیوں کو دفن کرنے والے کیسے بیٹیوں کے محافظ بنیں گے جب ان کی حالت کو دیکھتے تھے تو آپ کا سینہ پھٹتا تھا اور سینے میں اتنا غم کہ اللہ کو اپنے نبی پر ترس آ گیا اللہ نے فرمایا سورہ شعراء میں ہے۔ لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا یَكُوْنُوْا مُؤْمِنِیْنَ اگر یہ ایمان نہ لائیں تو کیا آپ اپنی جان کو ہلاک کرلیں گے۔ سورہ کہف میں فرمایا: لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰٓی اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ یُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِیْثِ اَسَفًا کیا اگر یہ ایمان نہ لائے تو آپ غم کی وجہ سے اپنی جان کو ہی ہلاک کر دیں گے۔ اور سورہ انعام میں فرمایا۔ قَدْ نَعْلَمُ اِنَّهٗ لَیَحْزُنُكَ الَّذِیْ یَقُوْلُوْنَ ہم جانتے ہیں کہ ان کی باتیں آپ کو غمگین کر دیتی ہیں آپ ﷺ پر تو یہ بوجھ تھا کہ یا اللہ! یہ ہدایت کیسے قبول کریں گے پھر اللہ نے یہ بوجھ اتار دیا ایک ایک آیا، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پہلے ایمان قبول کیا،

www.toobaaelibrary.com

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے ایمان قبول کیا، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایمان قبول کیا، ایک ایک آیا اور پھر جماعت بنتی گئی اور پھر وہ وقت آیا کہ پورا قبیلہ آتا تھا جو آپ کے ہاتھ پر ایمان قبول کر لیتا تھا وہ جو آپ کے دل میں درد تھا وہ درد ہزاروں سینوں میں منتقل ہو گیا یوں تو نہیں کہہ سکتا معاذ اللہ کہ ہزاروں محمد پیدا ہو گئے ایسا نہیں کہہ سکتے معاذ اللہ اس لیے کہ اس کائنات میں صرف محمد تو ایک ہی ہے ﷺ لیکن یوں کہہ سکتا ہوں کہ وہ درد جو محمد الرسول اللہ ﷺ کے سینے میں تھا اللہ نے وہ درد ہزاروں سینوں میں پیدا فرما دیا، ہزاروں اس دین کے لئے تڑپنے والے بن گئے، اس دین کے لئے رونے والے بن گئے، اس دین کے لئے اپنے مال، اپنی جانیں قربان کرنے والے بن گئے یہاں تک کہ آقا نے اپنی زندگی میں ایک امت تیار کردی لیکن کسی کو کیا پتہ کہ اس امت کی تیاری میں آپ نے راتوں کو کتنے آنسو بہائے، کتنی گالیاں سنیں، کتنے پتھر کھائے، کتنے زخم کھائے، اس امت کو بنانے میں کتنے غم وتڑپ کا اظہار کیا۔

میں بیچ میں جملہ معترضہ کے طور پر اگر کہہ دوں نا مناسب نہیں ہوگا آج امت نہیں رہی آج فرقے بن گئے امت نہیں رہی حضور نے امت بنائی تھی فرقے نہیں بنائے تھے ایک امت جس میں ایک غم اور درد، سب کا غم اور درد تھا ایک کی عزت سب کی عزت تھی، ایک کی ذلت سب کی ذلت تھی، ایک کی کامیابی سب کی کامیابی تھی، آپ نے امت تیار کی اور اس امت کے بنانے میں حضور ﷺ نے بڑی محنت فرمائی اور آپ دنیا سے اس حال میں گئے کہ آپ پُرسکون تھے کہ اللہ نے میری ذمے جو کام لگایا تھا وہ کام میں نے پورا کر دیا۔ اللہ اکبر

اللہ نے فرمایا تھا۔ يٰۤاَيُّهَا الرَّسُوۡلُ بَلِّغۡ مَاۤ اُنۡزِلَ اِلَيۡكَ مِنۡ رَّبِّكَ اے رسول! جو آپ کی طرف نازل کیا گیا اس کو انسانوں تک پہنچا دیں ۔وَاِنۡ لَّمۡ تَفۡعَلۡ فَمَا بَلَّغۡتَ رِسَالَتَهٗ اگر آپ نے ایسا نہیں کیا تو پھر آپ نے رسالت کا حق ادا نہیں کیا۔ آپ کو فکر لگی رہتی تھی کہیں ایسا نہ ہو کہ اللہ نے جو ذمہ داری میرے اوپر ڈالی ہے کہیں میں اسے پورا کرنے میں ناکام نہ ہو جاؤں ڈر لگا رہتا تھا۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے آپ کی داڑھی مبارک میں چند بال سفید دیکھے تو عرض کیا اے اللہ کے نبی! آپ بوڑھے ہو گئے ہیں آپ نے کہا۔ شَيَّبَتۡنِيۡ هُوۡدٌ مجھے سورہ ہود نے بوڑھا کر دیا ہے۔ علماء کہتے ہیں کہ سورہ ہود میں کون سی ایسی بات خاص تھی جس کی وجہ سے آپ بوڑھے ہو گئے تو سورہ ہود کی یہ آیت فَاسۡتَقِمۡ كَمَاۤ اُمِرۡتَ اے نبی! ایسے چلیے جیسے چلنے کا اللہ نے حکم دیا ہے تو آپ کو اندیشہ لگا رہتا تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ میں ویسا نہ چل پاؤں جیسے اللہ نے چلنے کا حکم دیا ہے اس اندیشے نے آپ کو بوڑھا کر دیا۔

اور حجۃ الوداع کے موقعہ پر جب ایک لاکھ چالیس ہزار یا کم وبیش سچے انسانوں کا عظیم مجمع تھا۔ تو آپ ﷺ نے ان کو گواہ بنانے کے لیے ان سے پوچھا لوگو! قیامت کے دن ہر نبی کی امت سے اللہ سوال کرے گا کیا میرے نبی نے میرا پیغام تم تک پہنچا دیا؟ تو اے میری امت کے لوگو! تم سے بھی قیامت کے دن اللہ سوال کرے گا کہ کیا

www.toobaaelibrary.com

محمد ﷺ نے میرا پیغام تم تک پہنچا دیا تھا تو کیا کہو گے۔کیا میں نے پہنچا دیا یا نہیں؟ سارا مجمع پکار اٹھا اے اللہ کے نبی! آپ نے پہنچا ہی نہیں دیا، بلکہ پہنچانے کا حق ادا کر دیا تو حضور اکرم ﷺ کی انگشت مبارک آسمان کی طرف اٹھی اور مجمع کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ اے اللہ تو گواہ رہنا اے اللہ! تو گواہ رہنا اے اللہ! تو گواہ رہنا۔یہ انسان اس بات کی گواہی دے رہے ہیں کہ میں نے تیرا پیغام ان تک پہنچا دیا ہے تو آپ کو اس کی اتنی فکر تھی اور آپ دنیا سے گئے اس حال میں کہ آپ نے ایک امت تیار کر دی۔اللہ کا پیغام ان تک پہنچا دیا۔آپ کو اس بات کا اطمینان تھا زندگی کی آخری شب تھی، اپنے حجرے سے مسجد میں آنے کی طاقت نہیں تھی۔صحابہ رضی اللہ عنہم کی صفیں کھڑی ہوگئیں۔آپ نے کھڑکی کھول کر دیکھا صحابہ رضی اللہ عنہم کی صفوں پر نظر پڑی تو حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ کے چہرے مبارک پر مسکراہٹ پھیل گئی۔اللہ اکبر۔اور حضرت انس رضی اللہ عنہ نے عجیب تشبیہ دی کہ اس وقت حضور ﷺ کا چہرہ ایسے معلوم ہو رہا تھا جیسے قرآن کریم کا ورق ہوتا ہے، قرآن کریم کا ورق، تقدس بھی وہی تھا اور بیماری کی وجہ سے رنگت بھی ویسی ہی تھی لیکن آپ ﷺ کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی، یہ مسکراہٹ کیسی تھی، یہ مسکراہٹ اس بات کی تھی کہ میں نے امت کو تیار کر دیا اللہ نے جو کام میرے ذمہ لگا دیا تھا وہ کام میں نے پورا کر دیا۔تو اللہ نے فرمایا وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ ۝ الَّذِيْٓ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ ۝ ہم نے آپ سے آپ کے بوجھ کو اتار دیا جس نے آپ کی پیٹھ کو بوجھل کر رکھا تھا۔

یاد رکھیے! دین کا پیغام، اللہ کا پیغام اللہ کے بندوں تک پہنچانا یہ صرف حضور اکرم ﷺ کی ذمہ داری نہیں تھی یہ ہم میں سے ہر ایک کی ذمہ داری ہے، اپنی اپنی طاقت کے مطابق جس طریقے سے وہ اللہ کے دین کو دوسرے تک پہنچا سکتا ہے پہنچانا فرض ہے۔مت سمجھیے کہ یہ مولوی صاحب کا کام ہے، یہ خطیب صاحب کا کام ہے ہم میں سے ہر ایک کی ذمہ داری ہے میں یہ نہیں کہتا کہ آپ منبر پر بیٹھ کر خطبہ دینا شروع کر دیں، آپ درس قرآن دینا شروع کر دیں، آپ فتویٰ دینا شروع کر دیں، آپ مسائل بتانا شروع کر دیں۔دین کا پیغام دوسروں تک پہنچانے کے لیے آپ جو کچھ کر سکتے ہیں وہ تو کریں۔اے اللہ کے بندو! میں اور آپ اپنے گریبان میں جھانکیں، تھوڑا سا اپنا محاسبہ کریں کہ جس دین کے لیے حضور اکرم ﷺ نے اتنی قربانیاں دی تھیں، اتنی تکلیفیں سہی تھیں، اتنا خون بہایا تھا اس دین کا آپ کے دل میں اتنا درد تھا، کیا اس درد کا دسواں حصہ بھی ہمارے دل میں ہے اور کیا ہم اپنی اپنی جگہ پر اس فریضے کو ادا کر رہے ہیں؟ یہ ہماری بھی ذمہ داری ہے کہ اس کو ادا کرنے کی فکر کریں۔کوئی زبان سے کر سکتا ہے کوئی جان سے کر سکتا ہے، کوئی مال سے کر سکتا ہے، لیکن اس ذمہ داری کو ادا کرنے کی فکر ضرور کریں کہ یہ ہمارے ذمہ لگایا گیا ہے۔

تیسرا احسان......حضور ﷺ کے ذکر کی بلندی:

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۝ (اے نبی! اے رسول! اے محمد ﷺ! ہم نے آپ کے نام کو بلند کر دیا)

www.toobaaelibrary.com

دشمن آپ کے نام کو مٹانا چاہتا ہے اللہ نے کہا کہ تم اس نام کو مٹانا چاہتے ہو میں اس نام کو اٹھاؤں گا، اس نام کو بلندی عطا کروں گا۔ ایک حدیث میں آتا ہے کہ خود آپ ﷺ نے اس کی وضاحت کی کہ بلند کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اے محمد ﷺ! جہاں میرا ذکر ہو گا وہیں تیرا بھی ذکر ہو گا۔ اگر کلمے میں میرا ذکر ہے لا الہ الا اللہ تو تیرا بھی ذکر ہے محمد رسول اللہ اگر نماز میں میرا ذکر ہے اشھد ان لا الہ الا اللہ تو تیرا بھی ذکر ہے واشھد ان محمد عبدہ ورسولہ۔ اگر اذان میں میرا ذکر ہے اشھد ان لا الہ الا اللہ تو تیرا بھی ذکر ہے واشھد ان محمد رسول اللہ۔ جہاں جہاں میرا ذکر ہو گا وہیں وہیں تیرا ذکر بھی ہو گا میں ایسا تیرا ذکر بلند کروں گا کہ دشمن بھی تیرا ذکر کرنے پر مجبور ہو جائے گا دشمن بھی مجبور ہیں حضور ﷺ کا ذکر کرنے پر۔

قاضی ابو سلمان شاہ جہاں پوری نے جو سیرت کی کتاب رحمۃ للعلمین ﷺ لکھی ہے اس میں لکھا ہے کہ طامس کارلیل ایک عیسائی ہے، پکا عیسائی تاریخ اور انگریزی زبان پر اس کی بڑی نظر ہے اور اس میں اس کو بڑا کمال حاصل ہے اس نے ایک کتاب لکھی ہے ہیرو آف ہیروز (ہیروں کے ہیرو) گویا کہ سائنسدانوں میں بڑے سائنسدان کا ذکر، سیاستدانوں میں جو بڑا سیاستدان ہے اس کا ذکر، حکمرانوں میں سے جو بڑا حکمران ہے اس کا ذکر، شاعروں میں سے جو سب سے بڑا شاعر اس کا ذکر، ادیبوں میں سے جو سب سے بڑا ادیب اس کا ذکر، مالداروں میں سے جو سب سے بڑا مالدار اس کا ذکر۔ ہیرو کے ہیرو اس نے جمع کیے۔ وہ عیسائی ہے لیکن نبیوں میں سے جو سب سے بڑے نبی کے نام لکھنے کی باری آتی ہے تو وہ نہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نام لکھتا ہے، نہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا نام لکھتا ہے نہ حضرت داؤد علیہ السلام کا نام لکھتا ہے، نام لکھتا ہے تو محمد رسول اللہ ﷺ کا لکھتا ہے کہ سب نبیوں میں سے بڑے نبی جن کو اللہ نے سب نبیوں سے زیادہ کامیابی عطا فرمائی وہ اقرار کرتا ہے کہ وہ حضرت محمد ﷺ ہیں دشمنوں کی زبان سے بھی میں تیری تعریف کرواؤں گا۔

کنور مھندر سنگھ بیدی کا بڑا عجیب شعر ہے اس نے کہا:

عشق ہو جائے کسی سے کوئی چارہ نہیں
صرف مسلم کا محمد پہ اجارہ نہیں

کہتا ہے کہ کسی سے عشق ہو جائے دل پہ چارہ نہیں ہے محمد ﷺ پر صرف مسلمان کا اجارہ نہیں محمد ﷺ تو ہمارے بھی ہیں۔

ایک اور شاعر فرق گورکپوری ہندو ہیں وہ کہتے ہیں:

انوار بے شمار معدود نہیں
رحمت شاہراہ مسدود نہیں

www.toobaaelibrary.com

معلوم ہے تم کو کچھ محمد کا مقام
وہ امت اسلام میں محدود نہیں

حضور اکرم ﷺ کی عظمت کو ہر ایسا شخص مانے گا جس کے دل میں اللہ نے رتی بھر بھی انصاف رکھا ہے اور کیوں نہ مانے اللہ نے کہا تھا وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۝ میں تیرے ذکر کو بلند کروں گا۔ جہاں جہاں میرا ذکر ہوگا وہیں وہیں تیرا ذکر ہوگا۔

نعمت قرآن اور غلامی رسول کی عظمت کو پہچانیں:

اور میں اکثر عرض کیا کرتا ہوں اور الحمد للہ مجھے اس پر سو فیصد یقین ہے کہ اس دنیا کا مستقبل قرآن کے سوا کچھ نہیں اور اس دنیا کا مستقبل محمد رسول اللہ ﷺ کی غلامی کے سوا کچھ نہیں رب کعبہ کی قسم! میں پورے یقین کے ساتھ کہتا ہوں۔ کوئی اس کو خطیبانہ بھڑک مت سمجھے الحمد للہ مجھے اس پر یقین ہے ایک وقت آئے گا پوری دنیا قرآن کے جھنڈے تلے جمع ہوگی اور پوری دنیا محمد ﷺ کی قیادت وامامت کے پیچھے جمع ہوگی۔ ان کے سوا دنیا کا مستقبل کچھ نہیں۔ لیکن مجھے ڈر یہ ہے میرے مسلمان بزرگو، دوستو، بھائیو، ماؤں، بہنو، بیٹیو! کہیں ایسا نہ ہو غیر جس کو ہم یہودی کہتے ہیں، عیسائی کہتے ہیں سکھ اور ہندو کہتے ہیں وہ محمد ﷺ کے مقام کو پہچان لیں اور ہم آپ ﷺ کے مقام کے پہچاننے سے محروم رہیں مجھے ڈر یہ لگتا ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم تو زبانی کلامی آپ کا نام لیتے رہیں آپ کی تعریفیں کرتے رہیں اور آپ کی قدر نہیں کی اور آپ کے اخلاق کو نہیں اپنایا، آپ کے اعمال کو نہیں اپنایا، آپ کی سیرت کو نمونہ نہیں بنایا، آپ کے درد کو اپنا درد نہیں بنایا بس زبانی کلامی آپ کے نام کو ہم نے پیسہ جمع کرنے کا وسیلہ بنایا، چندہ مانگنے کا ذریعہ بنایا لیکن آپ کے نام کو اور آپ کے عمل کو اور آپ کی زندگی کو اپنی زندگی بدلنے کا ذریعہ نہیں بنایا کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ حضور ﷺ کے مقام کو پہچان لیں، وہ قرآن کے مقام کو پہچان لیں اور ہم اس کو پہچاننے سے محروم رہیں اور اس کی قدر کرنے سے محروم رہیں تو فرمایا کہ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ہم نے آپ کے ذکر کو بلند کیا یہ تین احسان ذکر کیے اس کے بعد فرمایا اے میرے نبی! مشکلات سے مت گھبرایئے۔

فَإِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝ إِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝ (تنگی کے ساتھ آسانی ہوتی ہے، تنگی کے ساتھ آسانی ہوتی ہے)۔

اسلام اُمید کا چراغ روشن کرتا ہے

ایک اصولی بات سن لیجیے! اسلام امید کا دین ہے ناامیدی کا دین نہیں ہے، کسی حالت میں بھی ناامیدی پیدا کرنے کی اجازت نہیں دیتا کوئی شدید بیمار ہے دین اسلام ہمیں اجازت نہیں دیتا کہ ہم اس کو ناامید کریں، نہیں امید کا چراغ روشن کرو دن بدن کتنا ہی گنہگار کیوں نہ ہو جائے اسلام ہمیں اس کی اجازت نہیں دیتا کہ ہم اس کو ناامید کر دیں کہ

www.toobaaelibrary.com

تیری توبہ قبول نہیں ہوسکتی ہے اس کے دل میں امید کا چراغ روشن کرو، آؤ تمہارے لیے بھی ہے، سب کے لیے ہے، کافروں کے لیے بھی ہے، مشرکوں کے لیے بھی ہے، گنہگاروں کے لئے بھی ہے، توبہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے، مت گھبراؤ ،مایوس مت ہوجاؤ، امید کے ساتھ آؤ، آؤ تو سہی اللہ تمہیں محروم اور خالی ہاتھ واپس نہیں کرے گا تو اس میں بھی امید دلائی گئی فَإِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا مشکلات سے مت گھبرایئے تنگی کے ساتھ آسانی ہے آسانی کا دور آنے والا ہے۔

فَإِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ ﴿٧﴾ (جب آپ فارغ ہوجائیں تو پھر محنت کریں)

اپنے آپ کو عبادت اور دعا میں تھکا دیں، جب تبلیغ کے کام سے، دعوت کے کام سے، دنیا کے کاموں سے فارغ ہوجائیں پھر کیا کریں فَانْصَبْ پھر دعا میں لگ جائیں، پھر ذکر میں لگ جائیں، پھر عبادت میں لگ جائیں، خالی نہ بیٹھیں۔

محنت اور ریاضت

وَإِلَىٰ رَبِّكَ فَارْغَبْ ﴿٨﴾ (اپنے رب کی طرف متوجہ ہوجایئے)

ایک بات تو یہ بھی ہے کہ حکم یہ دیا گیا کہ خالی اور فارغ ہوکر نہیں بیٹھنا، نکما بن کے نہیں بیٹھنا یہ حکم دیا جارہا ہے میں اپنے آپ کو کہہ رہا ہوں ہمیں حکم دیا جارہا ہے نکمے بن کے نہیں بیٹھنا، کچھ نہ کچھ کرو۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے آپ فرماتے ہیں میں ایسے لوگوں کو سخت ناپسند کرتا ہوں جو فارغ بیٹھتے ہیں نہ دین کے کام میں لگے ہوتے ہیں نہ دنیا کے کام میں لگے ہوتے ہیں فرمایا کہ میں ان کو ناپسند کرتا ہوں ایک اس کا مطلب تو یہ کہ فارغ مت بیٹھیے، ایک منصوبے سے فارغ ہوں تو دوسرا منصوبہ شروع کردیجیے۔

اور دوسرا مطلب یہ کہ جب فارغ ہوں دعوت سے، تبلیغ سے تو اب دعا میں لگ جایئے، ذکر میں لگ جایئے، اپنے رب کی طرف متوجہ ہوجایئے۔ اس لیے کہ جو دین کا داعی ہے وہ جب تک ذکر و دعا نہیں کرے گا اس کی دعوت میں اثر نہیں ہوگا۔ ہاں پہلے دعوت دے، دین کی تبلیغ کرے، اللہ کا پیغام اللہ کے بندوں تک پہنچائے۔ اور پھر اللہ سے مانگے بھی۔ اے اللہ! میں تو اپنی ٹوٹی پھوٹی زبان سے جو کہہ سکتا تھا کہہ دیا اے اللہ! اب دلوں کو بدلنا تیرا کام ہے۔ اے اللہ! ان باتوں میں اثر پیدا کرنا یہ تیرا کام ہے۔ اللہ سے مانگے بھی اور اللہ کا ذکر بھی کرے تب اس کی دعوت میں جان پیدا ہوگی۔ اللہ ہمیں ایسا ہی داعی بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

www.toobaaelibrary.com

سُورَةُ التِّيْنِ مَكِّيَّة

موضوع

نوعِ انسان کی تکریم

www.toobaaelibrary.com

آیاتُها ۸ | (۹۵) سُوْرَةُ التِّيْنِ مَكِّيَّةٌ (۲۸) | رکوعاتُها ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ ① وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ ② وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ ③ لَقَدْ خَلَقْنَا
الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ ④ ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِيْنَ ⑤ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ⑥ فَمَا يُكَذِّبُكَ بَعْدُ بِالدِّيْنِ ⑦ اَلَيْسَ
اللّٰهُ بِاَحْكَمِ الْحٰكِمِيْنَ ⑧

ترجمہ:...... قسم ہے انجیر اور زیتون کی، (۱) اور صحرائے سینا کے پہاڑ طور کی، (۲) اور اس امن وامان والے شہر کی، (۳) کہ ہم نے انسان کو بہترین سانچے میں ڈھال کر پیدا کیا ہے۔ (۴) پھر ہم اُسے پستی والوں میں سب سے زیادہ نچلی حالت میں کر دیتے ہیں، (۵) سوائے اُن کے جو ایمان لائے، اور انہوں نے نیک عمل کیے، تو اُن کو ایسا اجر ملے گا جو کبھی ختم نہیں ہوگا۔ (۶) پھر (اے انسان!) وہ کیا چیز ہے جو تجھے جزا وسزا کو جھٹلانے پر آمادہ کر رہی ہے؟ (۷) کیا اللہ سارے حکمرانوں سے بڑھ کر حکمران نہیں ہے؟ (۸)

وجہ تسمیہ

سورۂ تین مکی سورت ہے اس میں آٹھ آیات ہیں "تین" کا معنی انجیر ہوتا ہے اور اس سورت کی پہلی آیت میں پہلا لفظ ہی یہی ہے۔ اس لیے اس سورت کا نام سورۂ تین رکھ دیا ہے اس سورت میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے چار چیزوں کی قسم کھا کر انسان کی تخلیق، انسان کی تکریم اور انسان کے حسن کو بیان کیا ہے۔

انجیر اور زیتون کے خواص

وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ ① (انجیر کی قسم اور زیتون کی قسم!)

وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ ② (اور طور سیناء کی قسم!)

وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ ③ (اور اس امن والے شہر کی قسم!)

انجیر اور زیتون سے مراد یہاں پر کیا ہے؟ ایک قول تو یہی ہے کہ انجیر اور زیتون سے مراد وہ پھل ہیں اور ان

www.toobaaelibrary.com

دونوں پھلوں کی قسم کھانے کی وجہ یہ ہے کہ یہ دونوں بڑے مفید پھل ہیں۔ انجیر بڑی لطیف غذا ہے، زود ہضم ہے اس سے بلغم ختم ہوتی ہے، بواسیر کا علاج ہے، پھر نہ گٹھلی، نہ چھلکا، پورا کا پورا کھایا جاتا ہے ایک حدیث بھی اس کے بارے میں آئی ہے۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اِنَّهٗ یَقْطَعُ الْبَوَاسِیْرَ یہ بواسیر کو ختم کرتی ہے اور نقرس میں نفع دیتی ہے۔ اسی طریقے سے زیتون تیل کے طور پر بھی استعمال ہوتا ہے، یہ سالن کے طور پر بھی استعمال ہوتا ہے، یہ دوا کے طور پر بھی استعمال ہوتا ہے اور اس کے بارے میں بھی بعض احادیث آئی ہیں۔ طب نبوی میں زیتون کو ستر بیماریوں کا علاج بتلایا گیا ہے ترمذی شریف میں حدیث ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

كُلُوا الزَّيْتَ وَادَّهِنُوْا بِهٖ فَاِنَّهٗ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ

زیتون کو کھاؤ بھی اور اس کا تیل بھی استعمال کرو اس لیے کہ یہ مبارک درخت سے حاصل ہوتا ہے۔ خود قرآن کریم میں سورہ نور میں اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں:

يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ

وہ ایسے مبارک درخت سے چراغ روشن ہوتا ہے جو زیتون کا درخت ہے گویا کہ خود اللہ نے زیتون کے درخت کو مبارک درخت قرار دیا۔ تو بعض حضرات نے کہا کہ اللہ نے جو زیتون اور انجیر کی قسم کھائی ہے تو وہ ان دو پھلوں کی قسم کھائی ہے۔

ایک دوسرا قول یہ ہے کہ انجیر اور زیتون سے مراد وہ جگہ ہے، وہ پہاڑ جہاں پر یہ دونوں پھل کثرت سے پیدا ہوتے ہیں اور وہ جگہ بیت المقدس ہے جو شام میں واقع ہے۔ یہاں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے بہت سے انبیاء کرام کو نبوت سے سرفراز کیا گیا۔

کوہِ طور اور بلد امین

وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ ۝۲ (اور قسم ہے طور سینا کی)

طور سیناء وہ پہاڑ جہاں حضرت موسیٰ کو شرف ہمکلامی بخشا گیا۔

وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ ۝۳ (اور اس امن والے شہر کی قسم!)

امن والا شہر مکہ معظمہ جہاں انبیاء کے سردار، رحمۃ للعالمین، خاتم النبیین ہمارے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت عطا کی گئی۔ گویا کہ ان تین قسموں میں ان تمام مقامات مقدسہ کی اللہ نے قسم کھائی جہاں خاص خاص انبیاء کرام کو نبوت سے سرفراز کیا گیا۔ خود تورات میں بھی ہے، تورات میں جو الفاظ آئے ان کا عربی ترجمہ یوں کیا گیا جَاءَ اللّٰهُ مِنْ طُوْرِ سِيْنَا اللہ طور سینا سے آیا یعنی وہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ کا کلام لے کر آئے وَاَشْرَقَ مِنْ سَاعِيْرَ اور ساعیر سے اللہ طلوع ہوا یعنی

www.toobaaelibrary.com

حضرت عیسیٰ علیہ السلام ساعیر سے اللہ کا کلام لے کر آئے وَاسْتَعْلَنَ الْجِبَالُ فَارَانَ۔ اور اللہ فاران کے پہاڑوں سے پوری طرح ظاہر ہوگیا یعنی حضرت محمد ﷺ کو نبوت عطا کی گئی۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے فجر طلوع ہوتی ہے اور انجیل کا آنا ایسے ہے جیسا کہ سورج طلوع ہوتا ہے اور قرآن کا آنا ایسا ہے جیسے سورج نصف النہار میں آسمان پر چمکتا ہے۔ تو تورات میں بھی اس کا ذکر آیا گویا کہ ان تین مقامات کا وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ انجیر کی قسم زیتون کی قسم جیسے میں نے عرض کیا یا تو ان دونوں پھلوں کی قسم! یا ان جگہوں کی قسم! جہاں یہ دونوں پھل پیدا ہوتے ہیں یعنی بیت المقدس اور شام اور طور سینا! وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ اور اس امن والے شہر کی قسم!

تکریم انسانی کی مختلف صورتیں

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ ۝۴

(ہم نے انسان کو بہترین ساخت پر پیدا کیا ہے)

اصل میں یہاں نوعِ انسانی کی تکریم کا بیان ہے اللہ نے انسان کو عزت دی ہے، انسان کو عظمت عطا کی ہے، انسان کو شرف عطا کیا ہے۔ اور اللہ نے قرآن کریم میں انسان کی تکریم کی مختلف صورتیں بیان کی ہیں۔ مثلاً فرمایا گیا کہ انسان کی تکریم یہ ہے کہ اللہ کہتا ہے کہ میں نے انسان کو اپنے ہاتھوں سے بنایا ہے خَلَقْتُ بِيَدَيَّ انسان کی تکریم کی ایک صورت یہ ہے کہ اللہ نے فرشتوں کو اس کے سامنے سجدہ کرنے کا حکم دیا وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ۔ انسان کی تکریم کی ایک صورت یہ ہے کہ صورت بڑی اچھی دی ہے۔

سورۂ تغابن میں فرمایا: وَصَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ۔ انسان کی تکریم کی ایک صورت یہ ہے اس کو علم دیا اور پھر وحی کا علم، قرآن کا علم اور نطق اور گویائی عطا فرمائی سورۂ رحمٰن میں ہے۔ اَلرَّحْمٰنُ ۝۱ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ۝۲ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ۝۳ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ۝۴ اللہ بڑا مہربان ہے اے اللہ! تیرے مہربان ہونے کی دلیل کیا ہے اللہ فرماتے ہیں۔ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ۔ میں نے انسان کو قرآن عطا کیا ہے، میں نے قرآن نازل کیا ہے، میں نے قرآن کا علم دیا ہے یہ میرے مہربان ہونے کی دلیل ہے۔ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ۝۳ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ۝۴ اس کو بولنا، مافی الضمیر کا اظہار کرنا اور بیان کرنا میں نے سکھایا ہے۔

نکتہ

یہاں بعض حضرات نے ایک عجیب نکتہ بیان فرمایا ہے وہ یہ کہ ترتیب تو یوں ہونی چاہیے تھی کہ انسان کے پیدا ہونے کا ذکر پہلے ہوتا اور قوت گویائی کا ذکر دوسرے نمبر پر ہوتا اور قرآن کو سکھانے کا ذکر تیسرے نمبر پر ہوتا لیکن اللہ نے قرآن کے سکھانے کا ذکر پہلے کیا پیدا کرنے کا ذکر بعد میں کیا اور قوت گویائی عطا کرنے کا ذکر اس کے بعد کیا،

www.toobaaelibrary.com

پہلے قرآن کی تعلیم کا ذکر کیوں کیا؟ بعض حضرات نے کہا کہ اس میں اشارہ ہے اس بات کی طرف کہ اللہ نے انسان کو پیدا ہی اس لیے کیا ہے کہ وہ قرآن سیکھے اور سکھائے اللہ نے انسان کو زبان دی ہے اس لیے کہ وہ قرآن پڑھے اور پڑھائے اور وہ زبان جو سب کچھ بولتی ہے اور قرآن نہیں بولتی، قرآن نہیں پڑھتی، قرآن کی تلاوت نہیں کرتی وہ زبان نہ ہونے کے برابر ہے۔

شرافت انسانی کے مختلف پہلو

(۱) عرض یہ کر رہا ہوں کہ انسان کی تکریم کی ایک صورت یہ ہے کہ اللہ نے اس کو علم دیا، اللہ نے اس کو قوت گویائی عطا کی۔ انسان کی تکریم کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ اللہ نے رات اور دن کو، سورج اور چاند ستاروں کو اور ساری چیزوں کو انسان کی خدمت میں لگا رکھا ہے اور انسان کے لیے مسخر کر دیا۔ وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۙ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۭ وَالنُّجُوْمُ مُسَخَّرٰتٌۢ بِاَمْرِهٖ ۭ

(۲) انسان کی تکریم کی ایک اور صورت یہ ہے کہ اللہ نے انسان کو بہت ساری مخلوقات پر فضیلت عطا کی ہے۔ سورۂ اسراء میں ہے وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ وَحَمَلْنٰهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلٰي كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيْلًا۔ ہم نے انسان کو عزت عطا کی اور اس کو بر و بحر میں سواریاں عطا کر دیں سمندر میں بھی اور خشکی میں بھی سواریاں اور پاکیزہ چیزیں رزق کے طور پر دیں۔ اور اپنی مخلوق میں سے بہت ساری چیزوں پر فضیلت عطا کی۔

(۳) انسان کی تکریم میں سے ایک صورت یہ ہے کہ وہ امانت جس کے اٹھانے سے زمین و آسمان نے انکار کر دیا اللہ نے اس امانت کو اٹھانے کا حوصلہ، قوت اور صلاحیت عطا کی سورۂ احزاب میں ہے اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ ہم نے دین کی امانت کو، قرآن کی امانت کو، ایمان کی امانت کو، اسلام کی امانت کو آسمانوں کے سامنے بھی پیش کیا اور پہاڑوں کے سامنے بھی لیکن انہوں نے اس کو اٹھانے سے انکار کر دیا۔ وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ لیکن انسان نے اس کو اٹھا لیا۔ اللہ نے انسان کو اس امانت کو اٹھانے کی صلاحیت بخشی، اختیار دیا، قوت دی۔ استعداد عطا فرمائی۔

(۴) انسان کی تکریم کی ایک صورت یہ ہے کہ اللہ نے انسان کی ہدایت کے لیے اپنے رسول بھیجے، اپنی کتاب نازل کی اور اس کے لیے اپنے کلام کو نازل کیا سورہ نحل میں ہے وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا ہم نے ہر امت کے اندر رسول بھیجا۔

(۵) انسان کی تکریم کی ایک صورت یہ ہے کہ اللہ نے انسانوں میں سید الرسل حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو

www.toobaaelibrary.com

بھیجا۔ قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا ۔آپ نے فرمایا کہ میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔ خواہ کالے ہوں یا گورے، عربی ہوں یا عجمی اور آج کے زمانے کے ہوں یا کل کے، قریب ہوں یا بعید، میں سب کے لیے نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ حضور ﷺ کا انسانوں میں نبی بن کر آنا یہ انسان کی فضیلت اور تکریم کے لیے ہے جیسے کسی خاندان میں کوئی بڑا آدمی پیدا ہو جائے لوگ اس پر فخر کرتے ہیں فلاں شاعر ہمارے خاندان سے تعلق رکھتا ہے۔ فلاں ادیب، فلاں صحافی، فلاں سیاستدان، فلاں علامہ، فلاں محدث، فلاں مفسر، فلاں دین کا خادم، فلاں مجاہد وہ ہمارے خاندان سے تعلق رکھتا ہے جیسے ایک خاندان والے ایک بڑی شخصیت پر فخر کر سکتے ہیں تو ساری انسانیت اس بات پر فخر کر سکتی ہے کہ ہم اس نوعِ انسانی سے تعلق رکھتے ہیں جس نوعِ انسانی میں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو یہ بھی انسان کی تکریم ہے۔

(۶) انسان کی تکریم کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ اگر یہ اپنے اندر اعلیٰ صفات پیدا کرے تو اللہ اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہے، اللہ اس کو محبوب بنا لیتا ہے یعنی خالق مخلوق کو، معبود عابد کو یعنی وہ مالک بندے کو محبوب بنا لیتا ہے اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ بے شک اللہ محبت کرتا ہے احسان کرنے والوں سے اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ بے شک اللہ محبت کرتا ہے توبہ کرنے والوں سے اور پاک و صاف رہنے والوں سے۔ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ اللہ محبت کرتا ہے توکل کرنے والوں سے اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ اللہ محبت کرتا ہے تقویٰ اختیار کرنے والوں سے وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ اللہ محبت کرتا ہے صبر کرنے والوں سے تو انسان کی تکریم کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ انسان اپنے اندر یہ اعلیٰ صفات پیدا کر لے تو اللہ کا محبوب اور پیارا بن جاتا ہے۔

(۷) انسان کی تکریم کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ اس کو اللہ کی معیت حاصل ہے۔ اللہ کہتا ہے کہ میں تیرے ساتھ ہوں وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ ہم انسان کی رگ جان سے بھی زیادہ اس کے قریب ہیں اللہ کہتا ہے وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ اے میرے نبی! اگر میرے بندے میرے بارے میں سوال کریں کہ میں کہاں ہوں؟ تو آپ فرما دیجیے کہ میں تمہارے قریب ہوں، اللہ تمہارے قریب ہے۔

(۸) انسان کی تکریم کی ایک صورت یہ بھی ہے اللہ نے فرشتوں جیسی نورانی مخلوق کو انسان کی خدمت میں لگا رکھا ہے اور انسان کی حفاظت کے لیے مقرر کر رکھا ہے جیسے فرمایا وَاِنَّ عَلَيْكُمْ لَحٰفِظِيْنَ ﴿۱۰﴾ كِرَامًا كَاتِبِيْنَ ﴿۱۱﴾ يَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ ﴿۱۲﴾ تم پر حفاظت کرنے والے فرشتے ہیں جن کا نام كِرَامًا كَاتِبِيْنَ ہے معزز ہیں، لکھنے والے ہیں اور سورہ طارق میں فرمایا اِنْ كُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ ہر نفس پر، ہر جان پر، ہر انسان پر کوئی نہ کوئی محافظ مقرر ہے اور انسان کی اصل تکریم تو یہ ہے کہ جب یہ مرنے کے بعد اٹھے گا اور اس نے اللہ کی چاہت کے مطابق زندگی گزاری ہوگی تو اللہ نے ابھی سے اس کے لیے جنتوں کو سجا رکھا ہے اللہ وہاں اس کو داخلہ عطا فرمائے گا اور وہاں

www.toobaaelibrary.com

اللہ اعلان کردے گا کہ میں تم سے راضی ہوں۔ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ اور اللہ کی رضا کائنات کی ہر چیز سے زیادہ قیمتی ہے۔ عرض یہ کر رہا تھا کہ اللہ نے اس سورت میں بھی انسان کی تکریم کی ایک صورت اور انسان کی تکریم کا ایک پہلو بیان فرمایا ہے۔ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ ہم نے انسان کو خوبصورت ساخت پر پیدا کیا ہے یہ خوبصورت ساخت کیا ہے؟ کسی نے کہا کہ اس کی خوبصورتی یہ ہے کہ یہ ہاتھوں سے کھاتا ہے، باقی مخلوق کے بارے میں یہ ہے کہ وہ منہ سے کھاتے ہیں، ہاتھوں سے لقمہ بنا بنا کر منہ میں نہیں ڈالتے، کسی نے کہا کہ بہترین ساخت اس لیے فرمایا کیونکہ انسان بول سکتا ہے اور دوسرے حیوانات اور مخلوق اپنے مَافِي الضَّمِيْرِ کا اظہار نہیں کر سکتے۔ کسی نے کہا کہ بہترین ساخت اس لیے کہ اللہ نے انسان کو عقل کا نور عطا فرمایا ہے، کسی نے کہا بہترین ساخت اس لیے ہے کہ اللہ نے اس کو بڑی پیاری صورت عطا فرمائی ہے اور اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اللہ نے انسان کو بڑی پیاری صورت عطا فرمائی ہے اور یہ کائنات کی حسین ترین زندہ مخلوق ہے بعض تفسیروں میں ایک واقعہ لکھا ہے۔

واقعہ

عیسیٰ بن موسیٰ ہاشمی، ابوجعفر منصور کا وزیر تھا ایک دن اپنی بیوی سے یوں کہہ بیٹھا اِنْ لَّمْ تَكُوْنِيْ اَحْسَنَ مِنَ الْقَمَرِ فَاَنْتِ طَالِقٌ ثَلَاثًا اگر تو چاند سے زیادہ حسین نہیں تو تجھے تین طلاق، بیوی دین دار تھی وہ تو کہنے لگی کہ مجھے تو طلاق ہوگئی اس لیے کہ میں چاند سے زیادہ تو ہرگز حسین نہیں عیسیٰ بن موسیٰ پریشان، ابوجعفر منصور کے پاس گیا اس نے مختلف مفتیان کرام کو بلا لیا ان کے سامنے یہ مسئلہ رکھا کہ کیا طلاق واقع ہوگئی یا واقع نہیں ہوئی سب نے کہا کہ طلاق تو ہوگئی۔ اس لیے کہ بہرحال انسان چاند سے زیادہ حسین نہیں ہوسکتا لیکن امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں میں سے ایک شاگرد بعض نے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کا نام لکھا ہے انہوں نے فرمایا کہ طلاق واقع نہیں ہوئی سب حیران کہ آپ کس بناء پر یہ بات کہہ رہے کہ طلاق نہیں ہوئی فرمایا کہ اللہ قرآن میں چار قسمیں اٹھا کر کہتا ہے وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ۔ اللہ کہتا ہے انجیر کی قسم، زیتون کی قسم، طور سینا کی قسم، امن والے شہر کی قسم کہ ہم نے انسان کو سب سے زیادہ خوبصورت بنایا ہے، بہترین ساخت پر پیدا کیا ہے لہٰذا طلاق واقع نہیں ہوئی تو سب نے اس بات کو تسلیم کرلیا۔ سب نے کہا کہ یہ جو فرمایا کہ ہم نے انسان کو بہترین ساخت پر پیدا کیا ہے تو صورت کے اعتبار سے انسان سب مخلوق سے زیادہ حیوانوں سے زیادہ حسین ہے اگرچہ حسن کا معیار ہر ایک کا اپنا ہے، آپ یوں نہ سوچیں کہ کالے حبشی تو حسین نہیں ہوتے۔ ان کے ہاں سے حسن کا معیار معلوم کریں تو وہ کالا ہونے کو حسین کہتے ہیں، وہ لبوں کے موٹا ہونے کو حسین کہتے ہیں، کہیں لمبی ناک کو حسن کی علامت بتلایا جاتا ہے، کہیں چپٹی ناک کو حسن کی علامت بتلایا جاتا ہے، کہیں بڑی آنکھوں کو حسن کی

www.toobaaelibrary.com

علامت قرار دیا جاتا ہے اور کہیں چھوٹی چھوٹی آنکھوں کو حسن کی نشانی قرار دیا جاتا ہے تو حسن کا معیار ہر ایک کا الگ ہے پاکستانیوں کا الگ ہے، ایشیائیوں کا الگ ہے، عربوں کا الگ ہے، چینیوں کا الگ ہے، جاپانیوں کا الگ ہے اور بعض نے تو بڑی عجیب بات کہی ہے کہ بھائی! حسن تو چہرے میں نہیں ہوتا حسن تو دیکھنے والے کی آنکھ میں ہوتا ہے۔

جو بچہ آپ کو بڑا بدصورت سا معلوم ہوتا ہے اس کی ماں سے پوچھیں کہ یہ کتنا حسین ہے وہ کالا ہے، وہ سادہ ہے، اس کی ناک بہہ رہی ہے، اس کی آنکھوں میں میل جمی ہوئی ہے لیکن ماں اس کو چاند سے بھی زیادہ حسین بتا رہی ہے اس کی آنکھوں میں حسین ہے ہماری آنکھوں میں اس کے لیے حسن نہیں ہے۔

حقیقی حُسن ''اچھی سیرت'' ہے

عرض یہ کر رہا تھا کہ بیشک انسان صورت کے اعتبار سے بھی حسین ہے لیکن یاد رکھیے کہ صرف صورت کا حسن ایسی چیز نہیں ہے کہ جس پر فخر کیا جا سکے یا صورت کے حسن کی بناء پر کوئی کمال حاصل ہو سکے اسی لیے ہمارے آقا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اِنَّ اللّٰہَ لَا یَنْظُرُ اِلٰی اَجْسَادِکُمْ وَلَا اِلٰی صُوَرِکُمْ اللہ نہ تمہارے جسموں کو دیکھتا ہے، نہ تمہاری صورتوں کو دیکھتا ہے وَلٰکِنْ یَّنْظُرُ اِلٰی قُلُوْبِکُمْ وَاَعْمَالِکُمْ وہ تو تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے اور تمہارے اعمال کو دیکھتا ہے، کالا ہے بدصورت ہے تمہارا دل اس کی طرف نگاہ اٹھانے کو نہیں چاہتا لیکن اس کے دل میں ایمان ہے، اس کے دل میں اللہ کی محبت ہے، اللہ کے رسول کی محبت ہے، تقویٰ ہے، خوف ہے، قیامت کا ڈر ہے اور اس کے اعمال اچھے ہیں وہ اللہ کے نزدیک تمہارے حسینوں سے زیادہ حسین ہے اور بڑا حسن ہے، بڑا جمال ہے، بڑی خوبصورت آنکھیں ہیں، قابلِ رشک رنگت ہے، چہرہ ہے کہ دیکھتے رہ جائیں لیکن دل میں ایمان نہیں، اللہ کی محبت نہیں، حضور کی محبت نہیں، اللہ کے بندوں کی محبت نہیں، اعمال میں سے کوئی عمل بھی اچھا نہیں، اللہ کے نزدیک ایسے حسین جو ساری دنیا کی نظریں اپنی طرف کھینچ لیتے ہیں گندگی کے ایک قطرے کے برابر بھی نہیں ہے۔

اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن بعض بڑے بڑے لوگ آئیں گے، اب بڑے بڑے لوگ کا مطلب یہ نہیں ہے کہ قد بڑے ہوں گے، جسم بڑے ہوں گے یہ نہیں ہے بلکہ مطلب یہ کہ جو دنیا کی نظر میں بڑے لوگ ہوں گے، دنیا کی نظر میں بڑے کھلاڑی، بڑے بڑے فنکار، بڑے بڑے اداکار، بڑے گلوکار، بڑے بڑے لیڈر، بڑے بڑے وڈیرے، بڑے بڑے حرام خور آئیں گے لیکن فرمایا کہ اللہ کی نظر میں ان کی قدر و قیمت مچھر کے برابر بھی نہیں ہوگی۔ کچھ بھی قیمت نہیں، دنیا کی نظر میں وہ بڑے قیمتی تھے۔

عرض یہ کر رہا تھا کہ بے شک صورت کے اعتبار سے بھی انسان بڑا حسین ہے لیکن صورت کا حسن ایسی چیز نہیں ہے جس کی وجہ سے اللہ کے ہاں کوئی افضل شمار ہو سکے ورنہ حسن والا تو ابولہب تھا، حسن والا تو ابوطالب تھا، حضرت

www.toobaaelibrary.com

بلال رضی اللہ عنہ کو تو کچھ بھی ظاہری حسن حاصل نہیں تھا۔ لیکن کیا فرمایا آقا ﷺ نے ایک حدیث کے مطابق معراج سے تشریف لائے تو پوچھا اے بلال! تم کیا عمل کرتے ہو؟ میں جنت میں گیا تو تمہارے جوتوں کے چلنے کی آواز آرہی تھی تو وہ دل کا حسن تھا، باطن کا حسن تھا، روح کا حسن تھا، آج ساری محنت جو ہو رہی ہے وہ ظاہری حسن پر بالخصوص خواتین، ہماری مائیں، بہنیں، بیٹیاں، ساری محنت ظاہری حسن پر کر رہی ہیں اور مرد بھی کہاں پیچھے رہ گئے ساری جدوجہد ظاہر کے اعتبار سے کہ ہم حسین ہو جائیں۔ لیکن اللہ کے ہاں صورت کے حسن کو تو نہیں دیکھا جاتا اللہ کے ہاں سیرت کے حسن کو دیکھا جاتا ہے باطن کے حسن کو دیکھا جاتا ہے، دل کے حسن کو دیکھا جاتا ہے، تو کیا مقصود ہے، یہاں پر انسان سب سے زیادہ خوبصورت ہے کس اعتبار سے خوبصورت ہے، کیا صرف صورت کے اعتبار سے؟ نہیں ایک تو عقلی اعتبار سے کہ اللہ نے اس کو عقل کے نور سے نوازا ہے اور دوسرے روحانی کمالات کے اعتبار سے۔ یہ جب روحانی اعتبار سے ترقی کرتا ہے تو اتنا آگے چلا جاتا ہے کہ ایسی جگہ تک رسائی حاصل کر سکتا ہے جہاں پر فرشتوں کا سردار بھی رسائی حاصل نہیں کر سکتا۔ معراج کی رات حضرت جبرائیل امین حضور اکرم ﷺ کے ساتھ ہیں ایک مقام ایسا آیا کہ جبرائیل امین نے معذرت کر لی اے اللہ کے نبی! میں آگے نہیں جا سکتا۔ فرشتہ ایک مقام تک جا کر رک گیا اور وہ جو انسان تھا وہ انسانوں کا بھی سردار وہ فرشتوں کی حدود سے بھی آگے چلا گیا، یہ ترقی روحانی اعتبار سے کرتا ہے تو فرشتوں سے بھی آگے چلا جاتا ہے اور جب یہ گرتا ہے تو کتوں اور خنزیروں سے بھی بدتر ہو جاتا ہے، کتے اور خنزیر وہ جرائم نہیں کرتے جو انسان کرتا ہے وہ تشدد نہیں کرتے جو انسان کرتا ہے وہ بدکاری نہیں کرتے جو انسان کرتا ہے، اتنے ظالم نہیں بنتے جتنا انسان بنتا ہے، اتنے درندے نہیں بنتے جتنا انسان درندہ بن جاتا ہے، گرتا ہے تو انتہائی پستیوں میں چلا جاتا ہے۔

بدترین مخلوق

ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِیْنَ ﴿۵﴾

(پھر ہم نے اس کو نیچوں سے بھی نیچے گرا دیا)

پھر حیوانوں سے بھی بدتر ہو جاتا ہے جب پستی پر جاتا ہے، اللہ نے فرمایا نویں پارے میں آتا ہے وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ بِهَا وَلٰكِنَّهٗۤ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ اگر ہم چاہتے یہ کوشش کرتا، محنت کرتا تو ہم اس کو بلندی عطا کرتے لیکن یہ تو پستی کی طرف مائل ہوا فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ اس کی مثال تو کتے جیسی ہے اِنْ تَحْمِلْ عَلَیْهِ یَلْهَثْ اَوْ تَتْرُكْهُ یَلْهَثْ اگر اس پر کوئی بوجھ رکھو تو بھی ہانپتا ہے، نہ رکھو تو بھی ہانپتا ہے تو جب گرتا ہے تو حیوانوں سے بھی بدتر۔ پتھروں کی عبادت کر رہا ہے، شہوانی زندگی گزار رہا ہے۔ اس کی درندگی کو دیکھ کر حیوان تک اس پر شرمندہ ہو جائیں۔

ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِیْنَ ﴿۵﴾ پھر ہم نے اس کو نیچوں سے بھی نیچے گرا دیا۔ آپ پڑھ چکے سورۃ البینہ میں

www.toobaaelibrary.com

فرمایا کہ اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِیْنَ فِیْ نَارِ جَهَنَّمَ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا اُولٰٓئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِیَّةِ جو اپنے مالک کا انکار کرتے ہیں اور کفر کرتے ہیں فرمایا کہ وہ ساری مخلوق سے بدتر ہیں وہ حیوانوں سے بھی بدتر ہیں نویں پارے میں آیا اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ یہ چوپاؤں کی طرح ہیں بلکہ چوپاؤں سے بھی بدتر ہیں۔ اتنا خوبصورت انسان پیدا کیا، اتنی عزت اس کو عطا کی، فرشتوں کو اس کے سامنے جھکایا میں نے اپنے ہاتھوں سے اس کو بنایا ساری مخلوق کو اس کی خدمت میں لگایا، سورج، چاند، زمین وآسمان سب اس کی خدمت میں لگا دیے، پاکیزہ رزق کے خزانے اس کے لیے مہیا کر دیے، ہواؤں کو اس کی خدمت میں، پہاڑوں کو اس کی خدمت میں لگا دیا، بادلوں کو اس کی خدمت میں لگا دیا حتی کہ فرشتوں تک کو اس کی خدمت میں لگا دیا۔ لیکن جب اس نے میری خدمت کو نہ پہچانا، مجھے نہ پہچانا، اپنے مالک کو نہ پہچانا اور اس پر اس نے ایمان قبول نہ کیا تو پھر ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِیْنَ پھر ہم نے اس کو پستیوں سے بھی پست مقام میں گرا دیا۔

ایمانداروں کے لئے انعامات:

اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

ہاں البتہ وہ لوگ پستی سے بچ گئے، وہ حیوانیت سے بچ گئے، وہ اللہ کے غضب کی جگہ پر جانے سے بچ گئے جن کے اندر دو صفتیں پائی جاتی ہیں ایک ایمان اور دوسرے عمل صالح، ایمان اللہ کی ذات پر، ایمان اللہ کی صفات پر، ایمان اللہ کی کتابوں پر، ایمان اللہ کے رسولوں پر، ویمان آخرت کے دن پر، ایمان تقدیر پر اس کے اندر دوسری صفت عمل صالح آپ جانتے ہیں کہ قرآن کریم میں اکثر ایمان اور عمل صالح اکٹھے آئے ہیں اور پہلے بھی عرض کر چکا ہوں جب واقعی دل کی گہرائی میں ایمان ہوگا تو پھر عمل صالح کی توفیق ضرور ملے گی ارے جب دل میں درد ہوگا تو چہرے پر درد کا اثر ہوگا اور ممکن ہے کہ آنکھوں سے آنسو نکل آئیں گے اس کا مطلب یہ ہوا کہ دل درد سے خالی ہے اگر دل کی گہرائی میں ایمان ہوگا تو پھر عمل صالح کی توفیق ملے گی پھر یہ پیشانی اللہ کے سامنے جھکنے کے لئے تڑپے گی، بے تاب ہوگی، پھر اگر سجدہ نہیں کرے گا تو طبیعت میں بے چینی ہوگی اگر حرام کھائے گا تو قے آجائے گی، متلی ہوگی، راتوں کو نیند نہیں آئے گی میں نے کیا کر لیا، حرام کھا لیا جب واقعی ایمان ہوگا تو پھر اعمال صالحہ کی توفیق ملے گی، پھر جھوٹ نہیں بولے گا، سچ بولے گا، پھر خیانت نہیں کرے گا، امانتداری کا لحاظ رکھے گا، پھر ظلم نہیں کرے گا، عدل کرے گا پھر دوسروں کا حق نہیں کھائے گا اپنا حق دوسروں کو کھلائے گا جب ایمان ہوگا تو عمل صالح کی توفیق ہوگی۔

فَلَهُمْ اَجْرٌ غَیْرُ مَمْنُوْنٍ ؕ﴿۶﴾

(ان کے لیے ایسا اجر ہے جو کبھی ختم نہیں ہوگا)

www.toobaaelibrary.com

ہاں دنیا کی ہر چیز عارضی اور فانی ہے لیکن قیامت کی اور جنت کی ہر چیز ابدی اور سرمدی ہمیشہ کے لئے وہاں کی جوانی، وہاں کی زندگی بھی ہمیشہ، وہاں کی صحت بھی ہمیشہ، وہاں کا رزق بھی ہمیشہ، وہاں کا حسن بھی ہمیشہ، وہاں کی خوشیاں بھی ہمیشہ۔

اعلیٰ ترین عدالت

فَمَا يُكَذِّبُكَ بَعْدُ بِالدِّيْنِ ﴿۷﴾

(اے انسان! قیامت کے دن کو، جزاء کے دن کو کون سی چیز جھٹلانے پر آمادہ کرتی ہے؟)

ارے کون سی چیز ہے جو تجھے اس بات پر آمادہ کرتی کہ تم قیامت کے دن کا اور جزاء کے دن کا انکار کردو سوچو تو سہی میں نے تمہیں عقل عطا کی ہے، میں نے تمہیں ایمان کا راستہ دکھایا ہے کیا ایسا ہو سکتا ہے؟ اللہ ظالموں کو ظلم کی سزا نہ دے ایسے ہی چھوڑ دے اور عادلوں کو عدل کی جزاء نہ دے اور ایسے ہی چھوڑ دے، جس نے میرے دین کے لئے اپنا مال و جان قربان کر دیا اس کو دنیا میں کوئی صلہ ہی نہیں ملا، کیا اس کو ایسے ہی چھوڑ دوں اور جو بندوں پر ظلم ڈھاتا رہا، کفر کرتا رہا، شرک کرتا رہا کوئی سزا نہیں ملی دنیا میں مزے اڑاتا رہا اور چلا گیا اور اس کو ایسے ہی چھوڑ دوں کیا تم مجھے سمجھتے ہو کہ میں معاذ اللہ عدل کرنے والا اللہ نہیں ہوں۔ کون سی چیز ہے جو تمہیں جھٹلاتی ہے قیامت کے دن پر میں عدل کرنے والا اللہ ہوں ایسے دن کا ہونا ضروری ہے جس دن میں جزاء بھی دے سکوں اور سزا بھی دے سکوں اور جس دن پورا پورا عدل کر سکوں، یہ دنیا پورے عدل کی جگہ نہیں ہے، پورے عدل کی جگہ قیامت ہے۔

اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَحْكَمِ الْحٰكِمِيْنَ ﴿۸﴾

(کیا اللہ سارے حاکموں سے بڑا حاکم نہیں ہے؟)

ارے دنیا کے حاکم جو صحیح حاکم ہیں وہ عدل اور انصاف کی کوشش کرتے ہیں اور عدل و انصاف کے بغیر ان کو چین نہیں آتا تو میں جو سارے حاکموں سے بڑا حاکم ہوں کیا میں عدل کے بغیر چھوڑ دوں گا جزاء اور سزا کے بغیر اپنی مخلوق کو چھوڑ دوں گا۔ اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ يُّتْرَكَ سُدًى انسان سمجھتا ہے کہ اس کو ایسے ہی چھوڑ دیا جائے گا بے کار، اس کو کسی مقصد کے لئے پیدا نہیں کیا گیا اور جو مقصد کو پورا کرے کیا اسے کوئی انعام نہیں ملے گا؟ اور جو مقصد سے انحراف کرے کیا اس کو سزا نہیں ملے گی؟ یہ میرے عدل کا تقاضا ہے کہ قیامت قائم ہو اور میں جزاء بھی دوں اور سزا بھی دوں۔ ترمذی میں روایت ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب یہ پڑھا کرو یا سنا کرو۔ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَحْكَمِ الْحٰكِمِيْنَ ﴿۸﴾ کیا اللہ سارے حاکموں سے بڑا حاکم نہیں ہے تو پھر کہا کرو۔ بلیٰ ہاں کیوں نہیں اللہ سارے

www.toobaaelibrary.com

حاکموں سے بڑا حاکم ہے۔ بَلٰی وَ اَنَا عَلٰی ذٰلِکَ مِنَ الشَّاھِدِیْنَ اور اے اللہ! میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں، گواہی دینے والوں میں سے ہوں کہ آپ ہمارے حاکموں میں سے بڑے حاکم ہیں۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

www.toobaaelibrary.com

سُوۡرَةُ الۡعَلَقِ مَكِّيَّة

موضوع

تخلیق انسان کی حکمت

www.toobaaelibrary.com

آیاتُها ۱۹ (۹۶) سُوْرَۃُ الْعَلَقِ مَکِّیَّۃٌ (۱) رُکُوْعَاتُها ۱

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۝۱ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝۲ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ
الْاَكْرَمُ ۝۳ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝۴ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ ۝۵ كَلَّاۤ اِنَّ
الْاِنْسَانَ لَیَطْغٰۤی ۝۶ اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰی ۝۷ اِنَّ اِلٰی رَبِّكَ الرُّجْعٰی ۝۸ اَرَءَیْتَ الَّذِیْ
یَنْهٰی ۝۹ عَبْدًا اِذَا صَلّٰی ۝۱۰ اَرَءَیْتَ اِنْ كَانَ عَلَی الْهُدٰۤی ۝۱۱ اَوْ اَمَرَ بِالتَّقْوٰی ۝۱۲
اَرَءَیْتَ اِنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰی ۝۱۳ اَلَمْ یَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰهَ یَرٰی ۝۱۴ كَلَّا لَىِٕنْ لَّمْ یَنْتَهِ ۙ
لَنَسْفَعًۢا بِالنَّاصِیَةِ ۝۱۵ نَاصِیَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ ۝۱۶ فَلْیَدْعُ نَادِیَهٗ ۝۱۷ سَنَدْعُ
الزَّبَانِیَةَ ۝۱۸ كَلَّا ؕ لَا تُطِعْهُ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ ۝۱۹ (سجدہ)

ترجمہ:...... پڑھو اپنے پروردگار کا نام لے کر جس نے سب کچھ پیدا کیا، (۱) اُس نے انسان کو جمے ہوئے خون سے پیدا کیا ہے۔ (۲) پڑھو، اور تمہارا پروردگار سب سے زیادہ کرم والا ہے، (۳) جس نے قلم سے تعلیم دی، (۴) انسان کو اُس بات کی تعلیم دی جو وہ نہیں جانتا تھا۔ (۵) حقیقت یہ ہے کہ انسان کھلی سرکشی کر رہا ہے (۶) کیونکہ اُس نے اپنے آپ کو بے نیاز سمجھ لیا ہے۔ (۷) سچ تو یہ ہے کہ تمہارے پروردگار ہی کی طرف سب کو لوٹنا ہے۔ (۸) بھلا تم نے اُس شخص کو بھی دیکھا جو ایک بندے کو منع کرتا ہے جب وہ نماز پڑھتا ہے؟ (۹-۱۰) بھلا بتاؤ کہ اگر وہ (نماز پڑھنے والا) ہدایت پر ہو، (۱۱) یا تقویٰ کا حکم دیتا ہو، (تو کیا اُسے روکنا گمراہی نہیں؟) (۱۲) بھلا بتاؤ کہ اگر وہ (روکنے والا) حق کو جھٹلاتا ہو، اور منہ موڑتا ہو، (۱۳) کیا اُسے یہ معلوم نہیں ہے کہ اللہ دیکھ رہا ہے؟ (۱۴) خبردار! اگر وہ باز نہ آیا، تو ہم (اُسے) پیشانی کے بال پکڑ کر گھسیٹیں گے، (۱۵) اُس پیشانی کے بال جو جھوٹی ہے، گنہگار ہے۔ (۱۶) اب وہ بُلا لے اپنی مجلس والوں کو! (۱۷) ہم دوزخ کے فرشتوں کو بُلا لیں گے۔ (۱۸) ہرگز نہیں! اُس کی بات نہ مانو، اور سجدہ کرو، اور قریب آجاؤ۔ (۱۹)

یہ سورۃ العلق ہے مکی سورت ہے اور اس میں انیس آیات ہیں مفسرین فرماتے ہیں کہ سورۃ العلق سے لے کر سورۃ الناس تک یہ جو آخری سورتیں ہیں ان میں سارے قرآن کریم کا خلاصہ اللہ پاک نے بیان فرمایا ہے جیسے

www.toobaaelibrary.com

بعض اوقات ایک خطیب دو تین گھنٹے کے مفصل خطاب کے بعد آخر میں پانچ سات منٹ میں سارے خطاب کا خلاصہ بیان کر دیا کرتا ہے یونہی رب کریم نے پورے قرآن کی تعلیمات کا خلاصہ ان آخری چھوٹی سورتوں میں بیان فرما دیا ہے۔

وحی کی ابتداء

نزول کے اعتبار سے اس سورت کی جو پہلی پانچ آیات ہیں یہ اولین آیات ہیں اور انکے نزول کی کیفیت تفصیل کے ساتھ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بخاری شریف کی حدیث میں بیان فرمائی ہے۔ فرماتی ہیں کہ نبوت کی جب ابتداء ہوئی تو سب سے پہلے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو سچے خواب آنا شروع ہوئے آپ جو بھی خواب دیکھتے تھے تو وہ سچ ثابت ہوتا تھا۔ آپ نے شاید یہ سنا ہو کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے سچے خوابوں کو نبوت کے چالیس اجزاء میں سے ایک جزو قرار دیا ہے۔ تو سب سے پہلے آپ کو سچے خواب آنا شروع ہوئے، اتنی بات ضرور ہے کہ خواب کی تعبیر بیان کرنا بڑا مشکل کام ہے ہر کوئی نہ خواب کی تعبیر بتلا سکتا ہے اور نہ سمجھ سکتا ہے بعض اوقات خواب میں اشارات ہوتے ہیں ان اشارات کے ذریعے سے اصل مقصد تک پہنچنا یہ ہر کسی کے بس کی بات نہیں ہے۔ بعض اوقات جو خواب ہوتے ہیں وہ توہمات بھی ہوتے ہیں، بعض اوقات خواب وہ دن بھر سوچے جانے والے خیالات بھی ہوتے ہیں، بعض اوقات خواب کسی بیماری کی وجہ سے بھی ہوتے ہیں۔ معدہ کی تکلیف کی وجہ سے بھی ہوتے ہیں، مختلف غذاؤں کی وجہ سے بھی خواب آتے ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سب سے پہلے تو یہ معاملہ ہوا کہ آپ کو سچے خواب دکھلائی دینے لگے اس کے بعد آپ خلوت کی طرف زیادہ مائل ہو گئے جمگھٹوں سے، مجمعوں سے، مجلسوں سے اور عام انسانوں کے ساتھ ملنے جلنے سے ایک الجھن سی اور پریشانی سی آپ کو محسوس ہوتی تھی اور دل چاہتا تھا کہ کہیں اکیلا بیٹھوں یہ خلوت کا جذبہ آپ پر اتنا غالب ہوا کہ آپ غار حراء میں تشریف لے جاتے اور جن حضرات کو اللہ پاک نے حرمین شریفین کی زیارت نصیب فرمائی ہے انہوں نے دیکھا ہوگا کہ غار حراء تک پہنچنا بڑا مشکل ہے بعض باہمت لوگ گرتے پڑتے تھک ہار کر پہنچ جاتے ہیں لیکن بہت سے لوگ اس کو دور ہی سے دیکھ سکتے ہیں وہاں پہنچنا بڑا مشکل ہے تو اس قدر دور وہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم جا کر بیٹھ جاتے۔ ستو یا کوئی خشک غذا اور پینے کے لئے کچھ پانی وہ اپنے ساتھ لے جاتے اور حدیث میں جو الفاظ آتے ہیں۔ یَتَحَنَّثُ اور اس کا معنی کیا گیا ہے یَتَعَبَّدُ عبادت کرتے تھے۔ کس طرح کرتے تھے بس فطری طور پر دل جس طرف میلان رکھتا تھا اس طریقے سے آپ وہاں بیٹھ کر اللہ کی عبادت کرتے اور سوچ بچار کرتے جب آپ وہاں پر خلوت گزین اور اعتکاف کی حالت میں تھے کہ ایک رات جبرائیل امین یکدم نمودار ہوئے یہ سورۂ علق کی ابتدائی آیات لے کر۔

www.toobaaelibrary.com

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۚ﴿۱﴾ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۚ﴿۲﴾ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ﴿۳﴾ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ﴿۴﴾ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ ﴿۵﴾

کہا کہ اِقْرَاْ آپ نے فرمایا مَا اَنَا بِقَارِیٍٔ میں تو اُمّی ہوں میں پڑھ نہیں سکتا ہوں۔ بعض حضرات کہتے ہیں کہ وہ مکتوب صورت میں لائے، لکھا ہوا سامنے رکھا اور کہا اِقْرَاْ پڑھیے آپ نے فرمایا مَا اَنَا بِقَارِیٍٔ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں کیسے پڑھوں۔ تو جبرائیل امین نے حضور اکرم ﷺ کو اپنے ساتھ چمٹایا، سینے سے لگایا اور خوب بھینچا۔ فَاَخَذَنِیْ فَغَطَّنِیْ حدیث میں یہ الفاظ آتے ہیں مجھے پکڑا اور خوب اپنے ساتھ ملا کر بھینچا پھر کہا اِقْرَاْ میں نے پھر یہی جواب دیا مَا اَنَا بِقَارِیٍٔ، فَاَخَذَنِیْ فَغَطَّنِیْ ساتھ ملا کر بھینچا پھر کہا اِقْرَاْ میں نے پھر یہی جواب دیا مَا اَنَا بِقَارِیٍٔ، فَاَخَذَنِیْ فَغَطَّنِیْ پھر مجھے پکڑا اپنے ساتھ چمٹایا پھر کہا اِقْرَاْ پھر حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ میں پڑھنے لگا۔ جبرائیل امین نے ایسے کیوں کیا؟ بعض حضرات نے کہا کہ آپ کو فرشتوں کے اوصاف کے قریب کرنے کے لیے جیسے بعض اوقات ایسے ہوتا ہے کہ اللہ والے کسی پر توجہ ڈالتے ہیں، اثر ڈالتے ہیں اور دوسرا متاثر ہوتا ہے یہ توجہ اور یہ اثر کوئی بے معنی اور گھڑی ہوئی فضول چیز نہیں ہے یہ ایک حقیقت ہے بعض انسان ایسے فاسق وفاجر ہوتے ہیں لیکن ان کی توجہ اور ان کے اثر اور ان کی نظر اور ان کی فکر میں کچھ ایسی کشش ہوتی ہے جس پر وہ ڈالتے ہیں متاثر ہو کر رہ جاتا ہے۔ تو بعض اوقات اللہ والے بھی کسی پر توجہ اور اثر ڈالتے ہیں اس پر اثر ہوتا ہے تو گویا کہ جبرائیل امین نے بھی توجہ ڈالی اثر ڈالا آپ فرشتوں کے اوصاف کے قریب ہوئے اور پھر آپ کی زبان مبارک چل پڑی پھر آپ پڑھنے لگے۔

وحی کے اثرات

لیکن جب آپ ﷺ غار حراء سے نیچے تشریف لائے اور گھر میں داخل ہوئے غم خوار زوجہ، وفادار زوجہ، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے دیکھا کہ آپ کپکپا رہے ہیں، جسم پر ایک لرزہ سا طاری ہے اور آپ ﷺ فرما رہے ہیں زَمِّلُوْنِیْ زَمِّلُوْنِیْ مجھے کوئی چادر اوڑھا دو، میرے اوپر کپڑا ڈال دو مجھے عجیب اضطراب اور بے قراری اور بے سکونی سی محسوس ہو رہی ہے۔

وحی، کوئی معمولی چیز نہیں ہے اللہ فرماتے ہیں اگر ہم اس قرآن کو پہاڑ پر نازل فرماتے تو وہ اللہ کے خوف سے ریزہ ریزہ ہو جاتا بعض اوقات ایسا بھی ہوا کہ آپ سواری پر سوار تھے وحی نازل ہونا شروع ہوئی تو وحی کے ثقل اور بوجھ کی وجہ سے اونٹنی کی کمر جھک گئی۔ ایسا بھی ہوا کہ آپ ایک صحابی رضی اللہ عنہ کی ران پر سر رکھے ہوئے آرام فرما رہے ہیں وحی نازل ہونا شروع ہوئی تو وہ صحابی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھے یوں لگا کہ آپ کے بوجھ سے میری ران کی ہڈی ٹوٹ

www.toobaaelibrary.com

جائے گی۔ سخت سردی کے موسم میں جب وحی نازل ہوتی تھی تو آپ کی جبین مبارک پر پسینہ بہنے لگتا تھا تو بہر حال وحی کا ایک ثقل ہے اس کی وجہ سے آپ پر ایک اضطراب کی کیفیت طاری تھی آپ چادر اوڑھ کر لیٹ گئے اور آپ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے کہا قَدْ خَشِيْتُ عَلٰى نَفْسِيْ اے خدیجہ! مجھے تو اپنی جان کا خطرہ محسوس ہوتا ہے۔ اللہ اکبر۔

حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی تسلی

آپ نے یہ قول سنا ہوگا کہ ہر مرد کی کامیابی کے پیچھے کسی عورت کا ہاتھ ہوتا ہے بعض اوقات بیٹے کی کامیابی کے پیچھے ماں کا ہاتھ ہوتا ہے اور شوہر کی کامیابی کے پیچھے بیوی کا ہاتھ ہوتا ہے میں معاذ اللہ یوں نہیں کہتا کہ ہمارے آقا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کامیابی کے لیے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے محتاج تھے اللہ نے ظاہری سہارے کے طور پر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو آپ کا غمخوار اور ہمدرد اور تسلی دینے والا بنایا آپ نے جب فرمایا خَشِيْتُ عَلٰى نَفْسِيْ اے خدیجہ! مجھے اپنی جان کا خطرہ ہے تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کیا فرماتی ہیں كَلَّا ہر گز نہیں۔ ابھی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو یہ تو پتہ نہیں کہ میرے سر تاج نبی بننے والے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت عطا ہو رہی ہے وہ تو ویسے ہی کہتی ہیں اپنے شوہر کے اخلاق کو، اعمال کو، سیرت کو، کردار کو جانتی تھی اس بناء پر کہتی ہیں كَلَّا ہر گز نہیں۔ ارے عورتو! اپنی قسمت پر ناز کرو کہ وہ تمہاری ہی جنس کی سی ایک عورت تھی جس نے کائنات کے سردار کو تسلی دی اور تسلی کے بول بولے اور کتنے یقین کے ساتھ کہتی ہے كَلَّا ہر گز نہیں، آپ پریشان نہ ہوں اَبْشِرْ خوشخبری حاصل کیجیے میری طرف سے آپ کو بشارت ہے آگے جو فرمایا وہ الفاظ سننے کے قابل ہیں کہتی ہیں فَوَاللّٰهِ لَا يُخْزِيْكَ اللّٰهُ اَبَدًا میرے اللہ کی قسم! اللہ آپ کو کبھی رسوا نہیں کرے گا آپ بڑے اعلیٰ اخلاق کے مالک ہیں آپ رسوا نہیں ہو سکتے۔ میں اکثر یہ عرض کیا کرتا ہوں کہ اخلاق اللہ پاک کے ہاں بڑا وزن رکھتے ہیں حضور کا فرمان ہے کہ قیامت کے دن انسان کے نامۂ اعمال میں اچھے اخلاق سب سے بھاری عمل ثابت ہوں گے۔ اندازہ کیجیے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے یہ نہیں فرمایا کہ آپ عبادت بہت کرتے ہیں، آپ روزے بہت رکھتے ہیں، ذکر بہت کرتے ہیں بلکہ فرماتی ہیں اِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ آپ صلہ رحمی کرتے ہیں رشتہ داروں کے حقوق ادا کرتے ہیں وَتَصْدُقُ الْحَدِيْثَ آپ ہمیشہ سچ بولتے ہیں میری زبان نے اس پندرہ سال کے سفر زوجیت میں کبھی آپ کو جھوٹ بولتے نہیں دیکھا کیونکہ پچیس سال عمر تھی ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی جب شادی ہوئی اور آج چالیس سال گزر گئے زندگی کے اکتالیسویں سال میں وحی نازل ہوئی تو گویا کہ پندرہ سال کی تقریباً رفاقت تھی تو فرماتی ہیں اے میرے سرتاج! میں نے آج تک آپ کو کبھی جھوٹ بولتے ہوئے نہیں سنا ہے یہ بیوی کی گواہی ہے۔

www.toobaaelibrary.com

آپ ﷺ کے اوصاف حمیدہ

میرے بزرگو اور دوستو! ہم میں سے بہت سے انسان ایسے ہیں کہ وہ دور سے بڑے اچھے دکھائی دیتے ہیں لیکن اگر قریب جائیں تو ان کی برائیاں کھلتی ہیں اور حدیث میں اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا ایسا وقت آئے گا لوگ تعریف کریں گے فلاں شہر، فلاں گاؤں، فلاں قبیلے، فلاں جماعت، فلاں محلے میں، ایک بہت اچھا انسان رہتا ہے لیکن جب قریب جائیں گے، معاملہ کریں گے تو پتہ چلے گا پھر کہیں گے یہ تو کچھ بھی نہیں ہے جس کو ہیرو بنا رکھا تھا وہ تو زیرو ہے لیکن یہاں کون گواہی دے رہی ہے شب وروز کو دیکھنے والی زوجہ مطہرہ جس نے قریب سے دیکھا ہے اور رشتہ ہونے سے پہلے بھی دیکھا تھا اس لیے کہ حضور ﷺ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا تجارتی سامان لے جایا کرتے تھے ان کی طرف سے نمائندہ بن کر تجارت بھی کرتے رہے اس کے بعد رشتہ ہوا۔ جب حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ کے معاملات کو دیکھ لیا اس کے بعد خود رشتے کی پیشکش کی ہے تو فرماتی ہیں وَتَصْدُقُ الْحَدِيثَ آپ ہمیشہ سچ بولتے ہیں اللہ ہمارے اندر بھی یہ صفات پیدا فرمادے میں اس لیے سنا رہا ہوں تا کہ یہ صفات اللہ ہمارے اندر بھی پیدا فرمادے اور ہم بھی انکی اہمیت کو سمجھ لیں کہ یہ اخلاق کچھ اللہ کے ہاں وزن رکھتے ہیں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ذکر فرما رہی ہیں وَتَحْمِلُ الْكَلَّ آپ کمزوروں، عاجزوں، بے سہاروں کا سہارا بنتے ہیں، انکا بوجھ اپنے اوپر اٹھا لیتے ہیں وَتَقْرِي الضَّيْفَ آپ مہمان نوازی کرتے ہیں آپ کے دستر خوان سے کوئی بھوکا نہیں جاتا ہے۔ وَتُعِينُ عَلَى نَوَائِبِ الْحَقِّ اور جہاں حق کا معاملہ ثابت ہوتا ہے وہاں آپ مددگار ثابت ہوتے ہیں۔ یہ نبوت ملنے سے پہلے کی باتیں ہیں ایسا ہوتا کہ کوئی مسافر آ گیا تو غنڈوں اور اوباشوں نے اس کا مال واسباب چھین لیا حضور اکرم ﷺ نے بعض حضرات سے مل کر ایک کمیٹی، ایک وفد، ایک جماعت سی بنائی ایسے لوگوں کا ساتھ دیا جائے اور غنڈوں اور بدمعاشوں کا ہاتھ روکا جائے تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا فرما رہی ہیں۔ وَتُعِينُ عَلَى نَوَائِبِ الْحَقِّ۔

باوفا نبی

حضور اکرم ﷺ کے دل میں بھی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی بڑی محبت تھی۔ ہمارے آقا ﷺ باوفا آقا تھے امت کے ساتھ بھی باوفا تھے، بیویوں کے ساتھ بھی باوفا تھے، صحابہ کے ساتھ بھی باوفا تھے، یاروں کے ساتھ بھی باوفا تھے دشمنوں کے ساتھ بھی باوفا تھے جو وعدہ کرتے تھے وہ پورا کرتے تھے آپ ﷺ نے ہمیشہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے تذکرہ کو زندہ رکھا اور آپ جانتے ہیں کہ جب تک حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا زندہ رہی ہیں حضور اکرم ﷺ نے کسی عورت کے ساتھ نکاح نہیں کیا کون ہیں وہ بدبخت لوگ جو کہتے ہیں محمد ﷺ عیاش تھے۔ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ زبانیں جل جائیں، قلم ٹوٹ جائیں ایسے بدبختوں کے اور تعصب میں ڈوبے ہوئے لوگوں کے۔ آپ نے ساری جوانی تو

www.toobaaelibrary.com

گزار دی ایک ایسی عورت کے ساتھ جو آپ سے تقریباً عمر میں دگنی تھیں اور جب تک حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا زندہ رہیں آپ نے کسی عورت سے نکاح نہیں کیا اور پھر نکاح کیا تو کن کے ساتھ کسی مطلقہ کے ساتھ کسی بیوہ کے ساتھ کسی کا شوہر شہید ہو گیا کسی کو طلاق ہو گئی ایک حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کنواری ہیں جو آپ کے نکاح میں آئی ہیں اور دنیا جانتی ہے کہ اس کنواری نے بھی اپنے رشتہ نکاح کا اور اپنے انتخاب کا حق ادا کر دیا۔ اللہ نے ایسا حافظہ، ذکاوت و ذہانت عطا فرمائی تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جو گھر کی زندگی ہے وہ اکیلی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے امت کی طرف منتقل کی ہے یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم منتقل نہیں کر سکتے تھے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مسائل اور فتاویٰ پوچھنے کے لئے اماں عائشہ رضی اللہ عنہا کے دروازے پر جایا کرتے تھے وہ بھی آپ کا انتخاب تھا اور انتخاب برحق تھا اللہ کی طرف سے تھا کہ اب ایسی زوجہ کی بھی ضرورت ہے جس کا حافظہ ایسا ہو جو زبردست ذہین اور ذکی ہو جو بصارت بھی رکھتی ہو اور بصیرت بھی رکھتی ہو، بڑھاپے نے اس کی صلاحیت کو زنگ نہ لگایا ہو اور آپ کی داخلی زندگی کو محفوظ کر کے آپ کی امت تک پہنچا دے لیکن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا اتنا ذکر کرتے تھے کہ میرے دل میں تو شک سا آ گیا۔

یہ بھی میں عرض کیا کرتا ہوں کہ یہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا نقص نہیں کمال کی علامت ہے ہاں بیوی کی محبت کا کمال یہ ہے کہ وہ اپنے شوہر کی زبان سے کسی دوسری عورت کی تعریف کو سننا گوارا نہ کر سکے۔ ہاں حضور نے فرمایا کہ عورتوں کو چاہیے کہ وہ اپنے مردوں کے سامنے دوسری عورتوں کا حسن و جمال بیان نہ کریں کہیں ایسا نہ ہو کہ انکے دل میں وسوسہ اور برائی کا خیال آجائے۔

وہ جو کہا گیا ہے کہ "شرکت غم بھی گوارا نہیں کرتی محبت میری" تو غم میں بھی شرکت کو گوارا نہیں کرتی اگر غم آئے تو کوئی دوسرا شریک نہ ہو، اچھائی تو کیا میں غم میں بھی کسی کی شرکت کو گوارا نہیں کرتا، تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا اتنا ذکر کرتے، صرف یہ نہیں کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا خیال رکھتے بلکہ ان کی سہیلیوں کا بھی خیال رکھتے وفات کے بعد ان کی سہیلیوں کے گھر تحائف بھیجتے تھے یہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق میں سے ہے اور آپ کی تعلیمات میں سے ہے کہ انسان کو چاہیے کہ اپنے رشتے داروں کے تعلق والوں کا بھی خیال رکھے، اپنے والدین کے دوستوں کے ساتھ بھی تعلق رکھے، یہ میرے والد کا دوست تھا یہ میری والدہ کی سہیلی تھی یہ میرے والدین سے تعلق رکھنے والی تھی ان کا شریعت کی حدود میں رہتے ہوئے خیال رکھے، تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک دن میں نے کہہ ہی دیا، (حضور) آپ ہمیشہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا تذکرہ کرتے ہیں، آپ اس کو یاد کرتے ہیں جس کے منہ میں دانت ہی نہیں تھے اللہ نے آپ کو اس کے بدلے میں کیسی کیسی عورتیں دے دی ہیں پھر آپ اس بڑھیا کا تذکرہ کرتے رہتے ہیں تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ! اللہ اکبر، خدیجہ تو خدیجہ تھی یہ بعض اوقات جو مبہم الفاظ

www.toobaaelibrary.com

ہوتے ہیں ان میں جو تفصیل آتی ہے وہ تفصیل مجھے بھی نہیں آتی اے عائشہ! تجھے کیا بتاؤں کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کیا تھی وہ میرا ہی دل جانتا ہے جب کوئی تسلی دینے والا نہ تھا خدیجہ تسلی دینے والی تھی "اللہ اکبر" حضور گالیاں سن کر آتے تھے اور حضرت خدیجہ حضور کے دل پر مرہم رکھتی تھیں پتھر کھا کر آتے تھے اور طعنے سن کر آتے تھے اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا تسلی کے بول بولا کرتی تھیں محبت کی باتیں کیا کرتی تھیں اس موقع پر بھی جبکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پہلی وحی کے نازل ہونے کی وجہ سے اور جبرائیل امین کو دیکھ لینے کی وجہ سے پریشان سے تھے تو انہیں تسلی دی اے میرے سرتاج! اللہ آپ کو رُسوا نہیں کرے گا اللہ آپ کو بے یارومددگار نہیں چھوڑے گا آپ تو اعلیٰ اخلاق کے مالک ہیں، کمزوروں کی مدد کرنے والے ہیں، یتیموں کا سہارا بننے والے ہیں، مہمان نوازی کرنے والے ہیں، آپ غنڈوں اور بدمعاشوں کا ہاتھ روکنے والے ہیں اور مسافروں کو ٹھکانہ دینے والے ہیں اللہ آپ کو ضائع نہیں کرے گا۔

ورقہ بن نوفل کی حق شناسی

پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں۔ ورقہ بن نوفل پہلے مشرک تھے لیکن دل میں ایک تڑپ سی تھی اور دل کہتا تھا کہ یہ بت پرستی اور شرک حقیقت اور سچائی نہیں ہے دل یہ کہتا تھا لیکن کروں تو کیا کروں اپنی اندرونی بے چینی کی وجہ سے انہوں نے عیسائی مذہب اختیار کر لیا تھا حدیث میں الفاظ آتے ہیں قَدْ تَنَصَّرَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ جاہلیت کے زمانے میں، شرک کے زمانے میں یہ عیسائی بن گئے تھے اور عبرانی زبان سے انجیل کا ترجمہ عربی زبان میں کیا کرتے تھے بہت بوڑھے تھے اور وحی کو اور نبوت ورسالت کے سلسلے کو جاننے والے تھے جب حضور ان کے پاس پہنچے اور پوری صورت بتلائی کہ یوں میں کافی دنوں سے خلوت گزیں غارحراء میں تھا اور یوں ایک فرشتہ مجھ پر نمودار اور ظاہر ہوا اور یہ آیات اور یہ کلمات اس نے مجھے پڑھنے کا حکم دیا تو ورقہ بن نوفل کہنے لگے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! یہ تو وہی فرشتہ ہے جو موسیٰ علیہ السلام پر اترتا تھا جو موسیٰ علیہ السلام پر وحی لے کر آیا تھا وہی تجھ پر اترا ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے نبوت ورسالت کے لیے منتخب کر لیا ہے اور پھر ورقہ بن نوفل نے عجیب بات کہہ دی يٰلَيْتَنِي اَكُوْنُ حَيًّا حِيْنَ يُخْرِجُكَ قَوْمُكَ۔ اے کاش! میں اس وقت زندہ ہوتا جس وقت تیری قوم تجھے مکہ سے نکال دے گی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک دم متعجب سے ہوئے۔ آپ نے فرمایا اَوَ مُخْرِجِيَّ کیا مجھے نکال دیں گے میں نے کیا جرم کیا مجھے مکہ سے نکال دیں گے۔ کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم! آپ سے پہلے بھی جب کسی انسان نے نبوت کا دعویٰ کیا اور اس پر وحی اتری تو اس کو ان حالات کا سامنا کرنا پڑا ہے مخالفت ہوئی، دشمنی ہوئی، وطن چھوڑنا پڑا لہٰذا آپ کے ساتھ بھی یہی سلسلہ ہوگا۔

تقریباً تین سال تک یہ وحی کا سلسلہ رک گیا۔ وحی کا سلسلہ رکنے کی وجہ سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور زیادہ پریشان

www.toobaaelibrary.com

ہو گئے۔ حدیث میں آتا ہے کہ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ بعض اوقات کسی پہاڑ پر چڑھ جاتا دل چاہتا کہ میں اپنے آپ کو گرا کر ختم کرلوں لیکن جبرائیل امین ظاہر ہوتے اور کہتے یَا مُحَمَّدُ! اِنَّکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ حَقًّا فَیَسْکُنُ بِذٰلِکَ اے محمد ﷺ! آپ اللہ کے سچے رسول ہیں جب وہ یوں کہتے تو مجھے سکون مل جاتا تو یہ پہلی وحی نازل ہوئی۔

رب کس کو کہتے ہیں؟

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ① (پڑھیے اپنے رب کے نام سے جس نے تمہیں پیدا کیا)۔

رب کس کو کہتے ہیں ربوبیت کیا ہے اِنْشَاءُ الشَّیْءِ حَالًا فَحَالًا اِلٰی حَدِّ الْکَمَالِ ربوبیت یہ ہے کہ کسی چیز کو قدم بقدم، لحہ بہ لحہ بڑھاتے جانا یہاں تک کہ اس کو درجہ کمال تک پہنچانا۔ اللہ رب ہے اللہ یونہی تربیت کرتا ہے کہ کمال تک پہنچا دیتا ہے وہ ایک نطفہ کی تربیت کرتا ہے اور جیتا، جاگتا، ہنستا، کھیلتا، علم والا انسان بنا دیتا ہے اس طرح سے وہ ایک بیج کی پرورش کرتا ہے تو اس کو تناور درخت بنا دیتا ہے، بارآور درخت بنا دیتا ہے وہ رب ہے۔ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ جس نے پیدا کیا اس کے نام سے پڑھیے اور اس پر بھی توجہ کیجیے۔ اللہ اکبر کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد ﷺ کے درمیان تقریباً چھ سو سال کا فاصلہ ہے۔ یوں کہیے کہ چھ سو سال کے بعد آسمان کا جوز مین سے رابطہ ہوا اگر عوامی سے الفاظ میں یوں کہیں کہ چھ سو سال کے بعد آسمان سے انسان کو جو کال آئی ہے پیغام آیا تو وہ کیا تھا اِقْرَاْ پڑھیے۔

تعلیم انسان کا زیور ہے

پہلا حکم جو آیا وہ پڑھنے کا آیا۔ میں اس پر اس لیے زور دے رہا ہوں کہ آج اسلام کی حقیقت نہ سمجھنے کی وجہ سے ناخواندگی کا تناسب، جہالت کا تناسب، یہ امت مسلمہ میں اور بالخصوص ہمارے اس پاکستان میں بہت سے غیر مسلموں سے زیادہ پایا جاتا ہے مسلم نے پڑھنا چھوڑ دیا اور غیر مسلم نے اس کو لے لیا۔ تو فرمایا کہ اِقْرَاْ پڑھیے لیکن بِاسْمِ رَبِّكَ اپنے رب کے نام کے ساتھ پڑھیے، ارے سائنس پڑھیے، آپ طب اور میڈیکل پڑھیے، آپ انجینیر بن جائیے، آپ پائلٹ بن جائیے، آپ سائنسدان بن جائیے، کچھ بھی بن جائیے سب علوم پڑھیے کیونکہ سب علوم کی انسان کو ضرورت ہے وہ سب پڑھیے لیکن رب کے نام کے ساتھ پڑھیے۔ قرآن نے، حدیث نے، اسلام نے اور کسی بھی عالم نے نہ سائنسدان بننے سے، نہ ڈاکٹر بننے سے، نہ انجینیر بننے سے، نہ کوئی دوسرا فن سیکھنے سے جو جائز فن ہے اس کے سیکھنے سے منع نہیں کیا ہے۔ بلکہ حقیقت میں آج میرے بزرگو اور دوستو! امت کو ڈاکٹروں کی ضرورت ہے لیکن مسلمان ڈاکٹروں کی جو اسلام اور ایمان پر سب کچھ قربان کرنے والے ہوں۔ ایک طرف اگر جسم کی بیماری کی دوا دیں تو دوسری طرف روح کی بیماری کی بھی دوا دیں۔ ہاں ایسے ڈاکٹر ہوں کہ وہ دوا دینے کے ساتھ

www.toobaaelibrary.com

کلمہ بھی پڑھیں وہ انجکشن لگانے کے ساتھ بسم اللہ بھی پڑھیں، اللہ کے نام کے ساتھ شفا ملے گی۔آج عیسائیت جیسا دیمک خوردہ، زنگ لگا ہوا، فرسودہ، بوسیدہ سڑا ہوا، تحریف اور تبدیلی کا شکار مذہب وہ بہت سے راہب اور راہبات پھیلاتے ہیں۔عیسائی ڈاکٹر اور عیسائی نرسیں وہ مسلمانوں کا علاج کرتے ہیں اور دوا دیتے اور کہتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام کے نام سے شفا ملے گی۔یسوع مسیح کے نام سے دوا پیجئے تو شفا ملے گی تو مریض کا عقیدہ ڈگمگانے لگتا ہے یسوع مسیح کے نام سے مجھے شفا ملی ہے خوب شکار کرتے ہیں کاش! مسلمان ڈاکٹر کی سوچ صرف پیسہ کمانے تک محدود نہ رہے وہ پیسہ کمائے جائز حد تک لیکن ساتھ دلوں کو متاثر کریں، ان میں ایمان کو اتارنے کی کوشش کریں، مریض کا خاتمہ ہو رہا ہے ارے تم اس کے پاس کلمہ پڑھنا شروع کر دو، ارے ڈاکٹر ہو تمہاری وجہ سے، تمہارے کلمہ پڑھنے کی وجہ سے ایک شخص کا ایمان پر خاتمہ ہو جائے گا تمہیں نجات مل جائے گی کہ ایک مسلمان کا خاتمہ ایمان پر ہو گیا مسلمان ڈاکٹروں کی، مسلمان سائنسدانوں کی ضرورت ہے۔ڈاکٹر اور سائنسدان مسلمانوں میں بھی ہیں لیکن مسلمان بعد میں ہیں فن والے پہلے ہیں، ڈاکٹر پہلے ہیں، سائنسدان پہلے ہیں ان چیزوں کو مقدم کر دیا اسلام اور ایمان کو موخر کر دیا ایسے لوگوں کی ضرورت نہیں ہاں مسلمان تاجروں کی ضرورت ہے، مسلمان دکان داروں کی ضرورت ہے، مسلمان مالکان کی ضرورت ہے، مسلمان فیکٹریوں والوں کی ضرورت ہے، اسلام کو ضرورت ہے آج تو اسلام بے چارگی کے دور میں ہے۔ہاں وہ دین جو عرب سے بڑی عزت سے نکلا تھا آج وہ دین کسمپرسی کا شکار ہے۔ہماری زبانوں پر ہے لیکن دلوں میں نہیں ہے ہاں وہ ایسا ہی دین ہے رسمی طور پر، خانہ پری کے لیے، شناختی کارڈ بنوانے کے لیے کہ ہم اپنے آپ کو مسلمان لکھ سکیں۔لیکن ہمارے دلوں میں اترا ہوا، ایسا نہیں ہے۔پہلی وحی میں کہا گیا۔اقْرَأْ پڑھیے بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ اپنے اس رب کے نام سے جس نے پیدا کیا، ذرا غور فرمایئے پہلے مطلقاً فرمایا وہ رب جس نے پیدا کیا، کیا پیدا کیا؟ اب ظاہر ہے کہ اس میں ساری چیزیں آ گئیں آسمان کو پیدا کیا، زمین کو پیدا کیا، ندی نالوں کو پیدا کیا، جنوں کو پیدا کیا، انسانوں کو پیدا کیا، حیوانوں کو پیدا کیا، پرندوں کو پیدا کیا یہ ساری چیزیں آ گئیں انسان کی عظمت کو بتلانے کے لیے انسان کا خاص طور پر ذکر فرمایا:

تخلیق انسانی کے مختلف مراحل

خَلَقَ الْإِنسَانَ مِنْ عَلَقٍ ﴿٢﴾ (انسان کو خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا)

پہلے مطلقاً ذکر کیا بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ اس میں انسان آ گیا لیکن انسان کی عظمت کو ذکر کرنے کے لیے خَلَقَ الْإِنسَانَ مِنْ عَلَقٍ دوبارہ خاص طور پر انسان کا تذکرہ کیا، آپ کے ہاں مہمان آئے ہوئے ہیں آپ کہیں میں شکریہ ادا کرتا ہوں آپ تمام حضرات کا، آپ سب تشریف لائے اور خاص طور پر ان صاحب کا بھی، یہ عزت افزائی کے لیے

www.toobaaelibrary.com

ہے۔اللہ نے انسان کی عزت افزائی کی ہے میں نے پیدا کیا اور خاص طور پر انسان کو پیدا کیا مِنْ عَلَقٍ خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا، مختلف مراحل سے گزرا۔اللہ نے ان مراحل کو بھی قرآن کریم میں کئی مقامات پر ذکر کیا ہے:

ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا

ہم نے نطفہ کو خون کا لوتھڑا بنایا، خون کے لوتھڑے کو گوشت بنایا، گوشت کے اندر ہڈی ہم نے ڈالی، ہڈی پر چمڑا چڑھا دیا۔ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ پھر تو ہم نے ایک عجیب ہی چیز پیدا کر دی۔اللہ اکبر کس سے؟ پانی کے ایک گندے قطرے سے۔تو اس لیے اللہ کہتا ہے فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ ٹارے اللہ کیا ہی برکت والا ہے، ایسا پیدا کرنے والا جو حقیر سی چیز سے اتنی خوبصورت اور اعلیٰ چیز پیدا کر دے۔آپ دیکھتے ہیں آج کل رواج ہے کہ بعض لوگ کچرے سے چیزیں بناتے ہیں اگر کوئی کچرے سے چیز بنائے اور بڑی اعلیٰ چیز بنائے تو آپ پکار اٹھیں گے سبحان اللہ اس نے کیا کمال کر دیا مواد اور میٹریل اگر اعلیٰ ہو اس سے کوئی اعلیٰ چیز بنا دے تو اتنا بڑا کمال نہیں لیکن اگر میٹریل گھٹیا ہو اور اس سے چیز ایسی بنا دے کہ جس کے سامنے فرشتوں کو سجدہ کرنے کا حکم دے دے تو اس سے اعلیٰ خالق کوئی نہیں ہو سکتا فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ اللہ نے سارے مراحل بیان فرمائے اور قرآن میں بیان فرمائے۔اور یاد رکھیے قرآن جدید کتاب ہے ہاں قرآن پرانی کتاب نہیں ہے قرآن جدید کتاب ہے یعنی نئی کتاب۔کیا مطلب جدید کتاب کا؟ آج جدید تحقیقات کو لے آیئے اور قرآن کو پڑھیے اس کا کوئی بیان غلط ثابت نہیں ہو سکتا۔ایک اُمّی کی زبان سے بچے کی پیدائش کے مراحل بیان کیے جا رہے ہیں کن مراحل سے گزرتا ہے بچہ نطفہ سے علقہ، علقہ سے مضغہ اور مضغہ میں پھر ہڈی، پھر چمڑا، نہ ڈاکٹر، نہ ڈاکٹروں کی تحقیقات، نہ الٹرا ساؤنڈ، نہ مشینیں، نہ کوئی دوسری چیزیں بیان کر سکتی ہیں مگر ایک اُمّی کی زبان سے یہ مراحل بیان کیے جا رہے ہیں۔

اور آج چودہ سو سال کے بعد انسان ترقی کرنے کے بعد گواہی دے رہا ہے آمنہ کے لال کی زبان سے جو بات نکلی تھی وہ مبنی برحق ہے، ہماری تحقیق بھی یہی کہتی ہے، ہمارا تجربہ بھی یہی کہتا ہے، ہمارا مشاہدہ یہ کہتا ہے جو انہوں نے تجربہ کے بعد قبول کیا، تسلیم کیا وہ میرے آقا ﷺ کی زبان سے میرے اللہ نے بغیر تجربوں کے بیان کروا دیا تھا، بغیر تجربوں کے جاری کروا دیا۔تو فرمایا کہ انسان ان مراحل سے گزرا خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ۔اس کو خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا اور کیا چیز بنا دی کیا انسان بنا دیا جس کے حسن کو بیان کرنے کے لیے اللہ نے قسمیں اٹھائیں سورۃ التین میں آپ پڑھ چکے ہیں۔وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ ① وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ ② وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ ③ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ ④ میں اللہ قسمیں کھا کر کہتا ہوں میں نے انسان کو بڑا خوبصورت بنایا ہے یہ تو اپنے اعمال کی وجہ سے بدصورت ہو جاتا ہے ورنہ میں نے اس کو بڑا خوبصورت بنایا ہے، تو مختلف مراحل بیان فرمائے۔

www.toobaaelibrary.com

کریم کسے کہتے ہیں؟

اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ﴿۳﴾

دوبارہ حکم دیا اِقْرَاْ بعض حضرات کہتے ہیں کہ یہ تاکید ہے۔ پہلے بھی کہا اِقْرَاْ پھر کہا اِقْرَاْ پڑھیے یہ تاکید ہے۔ اور بعض حضرات کہتے ہیں کہ اصل بات یہ ہے کہ علم بغیر بار بار پڑھنے کے حاصل ہوتا ہی نہیں۔ ضرورت ہے بار بار پڑھنے کی اس لیے فرمایا اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ۔ پڑھئے کہ تیرا رب بڑا کرم والا ہے تمام کریموں سے بھی بڑا کریم ہے۔

کریم کسے کہتے ہیں اَلَّذِیْ یُعْطِیْ بِلَا غَرَضٍ جو بغیر کسی غرض کے اور لالچ کے دیتا ہو۔ ارے کوئی شخص بھی لالچ کے بغیر نہیں دیتا ہے ایک باپ اپنی اولاد کو بغیر لالچ کے نہیں دیتا۔ بچے بڑے ہوں گے تو میرے کام آئیں گے اور کچھ نہیں تو ثواب کی لالچ تو ہوتی ہے جنت کی لالچ تو ہوتی ہے لیکن وہ اللہ دیتا ہے اور دوست کو بھی دیتا ہے اور دشمن کو بھی دیتا ہے اور غرض کوئی بھی نہیں ہے اور بغیر غرض کے دیتا ہے اور سب کو دیتا ہے تو کہا کہ تیرا رب بڑا کرم والا ہے۔ اکرم ہے۔

قلم کی فضیلت

الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ﴿۴﴾ (وہ اللہ جس نے قلم کے ذریعے سے سکھایا)

اللہ اکبر! تعلیم کی ابتدا بذریعہ قلم ہوتی ہے قلم اللہ پاک کی بہت بڑی نعمت ہے۔ اللہ نے قلم کی قسم اٹھائی ہے نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا یَسْطُرُوْنَ قلم کی قسم! اور جو کچھ لکھتے ہیں اس کی قسم! اور صحیح حدیث ہے رسول اقدس ﷺ نے فرمایا اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ الْقَلَمُ اللہ نے سب سے پہلی چیز جو کائنات میں پیدا کی وہ قلم پیدا کیا ہے پھر قلم سے کہا اُکْتُبْ لکھو فَکَتَبَ مَا یَکُوْنُ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ پھر قلم نے لکھا جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے۔ قلم اللہ پاک کی بہت بڑی نعمت ہے۔

مشائخ نے کہا ہے لَوْ لَا الْقَلَمُ لَمَا قَامَ الدِّیْنُ وَلَا صَلُحَ الْعَیْشُ اگر قلم نہ ہوتا نہ دین کی درستگی ہو سکتی تھی نہ زندگی کی درستگی ہو سکتی تھی کہا گیا لَوْ لَا الْقَلَمُ لَضَلَّتِ الْعُلُوْمُ اگر قلم نہ ہوتا تو بہت سے علوم ضائع ہو جاتے، ختم ہو جاتے، قلم سے قرآن کو محفوظ رکھا گیا ہے۔ یاد رکھیے بے شک قرآن کے حافظ تھے، محبت سے حفظ کرنے والے بے شمار حافظ تھے لیکن صرف حفظ پر اعتماد نہیں کیا گیا بلکہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا لکھو۔ قلم سے قرآن کو لکھا گیا، قلم سے احادیث کو لکھا گیا، قلم سے مشائخ کے علوم کو لکھا گیا، قلم سے حضور ﷺ کی سیرت کو لکھا گیا، قلم سے حضور ﷺ کی سنت کو محفوظ کیا گیا قلم کے ذریعے سے احادیث کو جمع کیا گیا، قلم سے فقہ کو لکھا گیا اگر قلم نہ ہوتا تو یہ بہت سارے علوم ضائع ہو جاتے اللہ نے فرمایا کہ قلم کے ذریعے سے سکھایا۔

www.toobaaelibrary.com

توجہ کیجئے گا حیرت کی بات یہ ہے کہ جس نبی پر وحی نازل ہو رہی ہے وہ اُمّی ہے اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ اور جس امت پر وحی نازل ہو رہی ہے جو اس کے اولین مخاطب ہیں عرب وہ بھی اُمّی هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ اللہ نے اَن پڑھوں کے اندر رسول بھیجا۔ نبی بھی اُمّی اور امت بھی اُمّی، اولین مخاطب بھی اُمّی لیکن پہلا حکم پڑھنے کا اور پہلی وحی میں ذکر قلم کا ہے۔ ہائے اللہ! میں کہتا ہوں کہ یہ قرآن تازہ کلام ہے یہ پرانا کلام نہیں ہے، انجیل پرانی ہے تورات پرانی ہے زبور پرانی ہو چکی ہے قرآن تو آج نازل ہوا ہے آج کے دور کا کلام ہے۔ اس لیے کہ قرآن کو نازل کرنے والا اللہ جانتا تھا کہ آگے قلم کا دور شروع ہونے والا ہے، علم کا دور شروع ہونے والا ہے، سائنس کا دور شروع ہونے والا ہے، پرنٹنگ پریس کا دور شروع ہونے والا ہے، کمپیوٹر کا دور شروع ہونے والا ہے، انٹرنیٹ کا دور آنے والا ہے۔ آپ سوچئے تو یہ ساری کی ساری قلم کی نئی صورتیں ہیں، قلم ہی کی صورتیں ہیں اللہ نے قلم ہی سے پھیلایا ہے یہ اخبارات کیا ہیں؟ یہ قلم ہیں، یہ پریس کیا ہے؟ یہ قلم ہے، یہ کمپیوٹر کیا ہے؟ یہ قلم ہے، یہ انٹرنیٹ کیا ہے؟ یہ قلم ہے، اور آج ہم نے قلم دین کے دشمنوں کو دے دیا آج مسلمانوں کے ہاتھ سے قلم نکل گیا مسلمان نے قلم چھوڑ دیا غیر مسلموں نے قلم کو پکڑ لیا ان کا قبضہ ہو گیا۔ قلم کے ذریعے سے وہ بے حیائی سکھلا رہے ہیں وہ جدید علوم پر بھی محنت کر رہے ہیں مسلمان تو نقال بن کے رہ گیا۔

قرآن سائنس کی نفی نہیں کرتا

عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ۝ (انسان کو سکھایا جو وہ نہیں جانتا تھا)

اگر آپ پہلے انسان کو لیں یعنی حضرت آدم علیہ السلام کو تو اللہ کی بات سچی ہے انہیں وہ سکھایا جو کچھ وہ نہیں جانتے تھے، وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ۔ کہ آدم علیہ السلام کو چیزوں کے نام سکھلا دیے بعض مستند اور بڑی تفسیروں میں لکھا ہے کہ اسماء سے مراد ہے چیزوں کی صفات وخصوصیات، پانی کی خصوصیات کیا ہیں آگ کی خصوصیت کیا ہے، ہوا کی خصوصیت کیا ہے، ان کی خصوصیات اور تاثیرات اللہ نے سکھلا دیں جو بات کہنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ بعض حضرات نے یہ ثابت کیا ہے کہ گویا کہ سائنس کی جو بنیادی چیزیں ہیں اللہ نے وہ پہلے نبی اور پہلے انسان کو سکھا دی ہیں۔ سائنس قرآن کے مخالف نہیں ہے اور قرآن سائنس کی نفی نہیں کرتا ہے سائنس کیا ہے؟ سائنس میں چیزوں کی خصوصیات ہی سے تو بحث ہوتی ہے۔ پانی کی خصوصیت، آگ کی اور دوسرے جو عناصر ہیں پہاڑوں کی، زمین کی، فضاؤں کی خصوصیات سے بحث ہوتی ہے اور اللہ کہتا ہے کہ یہ میں نے پہلے انسان کو سکھا دیا ہے وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ۔ تو اگر آپ پہلے انسان کو لیں تو پھر بھی بات صحیح۔ اور اگر آپ اپنے آپ کو لیں تو بھی صحیح۔ ہم پیدا ہوئے تو کچھ بھی نہیں جانتے تھے۔ آج قرآن پڑھنے سے معلوم ہو رہا ہے کہ اللہ کہہ رہا ہے آپ پڑھیں گے تو آپ کو معلوم ہو

www.toobaaelibrary.com

گا اللہ کہہ رہے ہیں عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ انسان کو سکھایا جو کچھ نہیں جانتا تھا۔ ارے تو کیا جانتا تھا جس وقت پیدا ہوا تھا سوائے ماں کا دودھ پینے کے تجھے کیا پتہ تھا اور آج میں نے تمہیں کتنا علم عطا کر دیا۔ اور اگر پوری کائنات کے اعتبار سے لیں، پوری دنیا کے اعتبار سے لیں تو پھر تو بات بڑی عجیب بن جاتی ہے۔ اللہ انسان کو لحہ بہ لحہ وہ کچھ سکھا رہا ہے جو کچھ نہیں جانتا تھا دنیا میں کیا کیا ترقیات ہو رہی ہیں، کیا کیا ایجادات ہو رہی ہیں اللہ کیا سکھا رہا ہے جو کل کا انسان نہیں جانتا تھا ایک ہزار سال پہلے کا انسان نہیں جانتا تھا، پانچ سو سال پہلے کا انسان، سو سال پہلے کا انسان نہیں جانتا تھا اور کیا پتہ کہ ہمارے دنیا سے جانے کے بعد اور کیا ہونے والا ہے جو ہم نہیں جانتے ہیں جو وہ سکھائے گا عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ۔ ارے تجھے علم تو دیا تھا تا کہ تو علم کے ذریعے اللہ کو پہچانتا اور پھر اللہ کے سامنے جھک جاتا۔ لیکن ہوا کیا؟ تو نے اپنی تخلیق کی حکمت کے خلاف کیا تیرے پیدا کرنے کی حکمت تو یہ تھی کہ تو اللہ کے سامنے جھک جاتا، علم سے اللہ کو پہچان لیتا۔

سرکش انسان

كَلَّآ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَيَطْغٰٓى ۙ﴿۶﴾ (انسان سرکشی پر اتر آتا ہے)

یہ سرکش بن جاتا ہے کیوں؟ اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰى اس لیے کہ اپنے آپ کو غنی اور بے نیاز سمجھنے لگ جاتا ہے، سمجھتا ہے کہ کسی چیز کی مجھے ضرورت نہیں ہے۔ جب یہ سمجھے کہ مجھے ضرورت نہیں ہے میں محتاج نہیں تو اس کے اندر تکبر اور سرکشی آجاتی ہے کیسا بیوقوف ہے قدم قدم پر اللہ تعالیٰ کا محتاج ہے ایک قدم اٹھانے کے لئے، یہ سانس لینے کے لئے، یہ دیکھنے کے لئے، یہ سننے کے لئے، یہ لقمہ کھانے کے لئے، یہ لقمے کو غذا بنانے کے لئے، یہ لقمے کو ہضم کرنے کے لئے، یہ سننے کے لئے، یہ خون بنانے، ارے اس لقمے کو گندگی کی شکل میں باہر نکالنے کے لئے اللہ تعالیٰ کا محتاج ہے اسی لیے تو کہا گیا کہ جب بیت الخلاء سے نکلو تو اللہ کا شکر ادا کرو۔ غُفْرَانَكَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَذْهَبَ عَنِّی الْاَذٰی وَعَافَانِیْ۔ یا اللہ! تیرا شکر ہے کہ تو نے مجھے اس مصیبت سے نجات دے دی۔ اللہ اکبر! میں نے ایک جگہ پڑھا ایک آدمی کا پیشاب بند ہو گیا، پیشاب نہیں نکل رہا تھا۔ پیشاب کے چند قطرے نکالنے کے لئے ایک لاکھ روپیہ خرچ کرنا پڑا۔ یہ کتنا اللہ کا کرم ہے جب چاہتا ہے جب پیشاب ستاتا ہے اور اٹھ کر جا کر پیشاب کر لیتا ہے اپنے آپ کو سمجھتا ہے کہ میں بے نیاز ہوں مجھے ضرورت نہیں ہے اللہ کہتا ہے کہ تم محتاج ہو، غنی صرف میں ہوں۔ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَى اللّٰهِ ۚ وَاللّٰهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ اے لوگو! چاہے بادشاہ ہو، چاہے وزیر ہو، چاہے پیسے والے ہو، چاہے ذہانت والے ہو، چاہے علم والے ہو، تم سارے کے سارے محتاج ہو، غنی صرف میں ہوں۔ ہاں میں کسی کا محتاج نہیں ہوں تم میں سے ہر ایک محتاج ہے، کیا صدر محتاج نہیں؟ کیا وزیر اعظم محتاج نہیں ہے؟ کیا کارخانے والا

www.toobaaelibrary.com

سینکڑوں مزدوروں کا محتاج نہیں ہے؟ افسر ماتحتوں کا محتاج نہیں ہے؟ کیا بیوی شوہر کی اور شوہر بیوی کا محتاج نہیں ہے؟ اللہ نے دنیا ہی ایسی بنائی ہے کہ ایک دوسرے کا محتاج بنا دیا۔

اِنَّ اِلٰی رَبِّكَ الرُّجْعٰی ۸ (تمہیں اپنے رب کی طرف لوٹنا ہے)

سوال ہوگا کیسی زندگی گزاری تھی؟ کہاں زندگی گزاری تھی؟ کہاں سے کمایا تھا، کہاں خرچ کیا؟۔

نماز سے روکنے والا کون؟

اَرَءَيْتَ الَّذِيْ يَنْهٰى ۹ عَبْدًا اِذَا صَلّٰى ۱۰

(کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا جو بندے کو روکتا ہے جب وہ نماز پڑھنے لگا)

انتہاء یہ ہے اس کی کہ اللہ کو خود بھی بھول گیا کہ خود بھی دین پر نہیں چلتا دوسروں کو بھی دین سے روکتا ہے۔

اَرَءَيْتَ اِنْ كَانَ عَلَى الْهُدٰٓى ۱۱ (تم بتلاؤ اگر وہ ہدایت پر ہے۔)

اَوْ اَمَرَ بِالتَّقْوٰى ۱۲ (یا تقویٰ کا حکم دیتا ہے پھر بھی تم اس کو روکتے ہو؟)

اَرَءَيْتَ اِنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ۱۳ ۔ (کیا تم بتلاؤ اگر یہ جھٹلانے والا ہے اور اعراض کرنے والا ہے)

تو کیا اس کو حق ہے کہ ایسا کام کرے۔

اَلَمْ يَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰهَ يَرٰى ۱۴ (کیا یہ نہیں جانتا کہ اللہ دیکھ رہا ہے)

كَلَّا ۔ ہرگز نہیں بعض روایات کے اندر آتا ہے کہ یہ آیتیں ابوجہل کے بارے میں نازل ہوئیں۔ حضور اکرم ﷺ کو نماز پڑھنے سے روکتا تھا۔

كَلَّا لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ ۙ لَنَسْفَعًا بِالنَّاصِيَةِ ۱۵

(اگر یہ باز نہ آیا تو ہم اس کو پیشانی کے بل پکڑ کر گھسیٹیں گے)۔

نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ ۱۶ (وہ پیشانی جو جھوٹی ہے، جو گنہگار پیشانی ہے)

فَلْيَدْعُ نَادِيَهٗ ۱۷ (اب وہ بلالے اپنی مجلس والوں کو)

اس کو اپنی جماعت پر بڑا ناز ہے میری جماعت بڑی ہے، میرا قبیلہ بڑا ہے، بلاؤ اپنے قبیلے کو، جماعت کو بلاؤ، اپنے باڈی گارڈ کو بلاؤ، بلاؤ اپنی فوج کو کیا کرسکتی ہے؟

سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ ۱۸ (اللہ کہتا ہے میں زبانیہ کو بلالوں گا) بعض حضرات نے کہا ہے کہ دنیا میں زبانیہ کا ثبوت

www.toobaaelibrary.com

دیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اپنی جانیں قربان کر دیں، تیروں کی بارش میں اپنے جسم کو آگے کر دیا آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو بچالیا اور آخرت میں زبانیہ ہوں گے فرشتے، کھینچیں گے ایسے منکروں کو اٹھا اٹھا کے پھینکیں گے اور دنیا میں بھی فرشتوں نے مدد کی۔ ویسے بعض حضرات نے زبانیہ کا معنی لکھا ہے ''پکڑنے والے''

سجدہ کمال تواضع کی نشانی ہے

كَلَّا ؕ لَا تُطِعْهُ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ ﴿١٩﴾ (ہرگز نہیں ایسے سرکش کی اطاعت نہ کرو، اور سجدہ کرو اور قریب آجاؤ)

بعض حضرات نے کہا ہے کہ سجدہ کرو مطلب یہ ہے کہ نماز پڑھو کیونکہ سجدہ نماز کا اہم جزو ہے سجدہ کرو اور وَاقْتَرِبْ رب کے قریب ہو جاؤ۔ سجدہ کرو گے تو اللہ کا قرب مل جائے گا۔ حدیث میں آیا کہ انسان سب سے زیادہ اللہ کے قریب اس وقت ہوتا ہے جبکہ وہ سجدے میں ہوتا ہے اور ایک حدیث میں آپ نے فرمایا کہ جب سجدے میں ہو تو اللہ سے زیادہ مانگا کرو۔ آج ہم سجدے میں مانگتے ہی نہیں ہیں، سجدے میں کوئی دعا ہی نہیں کرتا۔ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ وَارْحَمْنِيْ وَاهْدِنِيْ وَعَافِنِيْ وَارْزُقْنِيْ۔ کتنی دعائیں ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم رکوع میں کرتے تھے سجدے میں کرتے تھے، ہم نے ان دعاؤں کو بھلا دیا۔ تو کہا سجدہ کرو جب سجدہ کرو گے اللہ کا قرب حاصل ہوگا اس لیے کہ سجدہ عبودیت اور بندگی کی انتہاء ہے، تواضع کی انتہاء ہے، سجدے سے بڑھ کر تواضع کا اور کوئی انداز نہیں ہے اور اللہ کو تواضع پسند ہے، اس کو اپنے سامنے بندگی پسند ہے، اس کو عبودیت پسند ہے اللہ تعالی مجھے اور سب کو اپنا بندہ بننے کی توفیق عطا فرمائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

www.toobaaelibrary.com

سُوْرَةُ الْقَدْرِ مَكِّيَّة

موضوع

نزولِ قرآن کی رات

www.toobaaelibrary.com

آیاتُها ۵ (۹۷) سُوْرَةُ الْقَدْرِ مَكِّيَّةٌ (۲۵) رُكُوْعَاتُهَا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ ① وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ② لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۙ خَيْرٌ
مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ③ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ۚ مِنْ كُلِّ اَمْرٍ ④
سَلٰمٌ ۛ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ ⑤

ترجمہ:...... بیشک ہم نے اس (قرآن) کو شبِ قدر میں نازل کیا ہے۔(۱) اور تمہیں کیا معلوم کہ شبِ قدر کیا چیز ہے؟ (۲) شبِ قدر ایک ہزار مہینوں سے بھی بہتر ہے۔(۳) اُس میں فرشتے اور رُوح اپنے پروردگار کی اجازت سے ہر کام کے لئے اُترتے ہیں،(۴) وہ رات سراپا سلامتی ہے فجر کے طلوع ہونے تک۔(۵)

لیلۃ القدر کی وجہ تسمیہ

سورۂ قدر مکی سورت ہے اس میں پانچ آیات ہیں۔ قدر کے دو معنیٰ آتے ہیں قدر کے معنی تقدیر کے بھی ہیں اور قدر کے معنی عظمت و شرافت بھی ہے۔ اس رات کو جو لیلۃ القدر کہا گیا یا تو اس لیے کہ اس رات میں سال بھر کے لیے معاملات طے کر کے فرشتوں کے حوالے کر دیے جاتے ہیں کون پیدا ہوگا، کون مرے گا، کس کو عزت ملے گی، کون ذلیل ہوگا، کس کو صحت عطا کی جائے گی، کون بیمار ہوگا، کیا کیا حوادث اور کیا کیا مسائل دنیا میں پیدا ہوں گے، پورے سال کے معاملات طے کرنے کے بعد فرشتوں کے حوالے کر دیے جاتے ہیں اس لیے اس کو لیلۃ القدر کہتے ہیں تقدیر کی رات وہ رات جس میں سارے معاملات طے کیے جاتے ہیں۔

جیسا کہ سورۂ دخان میں بھی فرمایا گیا حٰمٓ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ۔ کتاب مبین کی قسم! واضح کتاب کی قسم! کہ ہم نے اس کتاب کو مبارک رات میں نازل کیا ہے اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِيْنَ بے شک ہم ڈرانے والے ہیں، سمجھانے والے ہیں فِيْهَا يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِيْمٍ اس رات میں ہر حکمت والے معاملے کا فیصلہ کیا جاتا ہے تو اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس رات میں انسانوں کے اور کائنات کے بعض معاملات طے کیے جاتے ہیں۔

www.toobaaelibrary.com

دنیا و آخرت میں عزت و عظمت عطا کرنے والا کلام

قَدْر کا معنی

قدر کا معنی عظمت و شرافت ہے یہ عظمت والی رات ہے جس رات میں قرآن نازل ہوا۔ دراصل بات یہ ہے کہ قرآن خود عظمت والا کلام ہے اور جس کا قرآن کے ساتھ تعلق قائم ہو جائے اس کو بھی عظمت و شرافت حاصل ہو جاتی ہے، جس مہینے میں قرآن نازل ہوا وہ مہینہ بھی عظمت والا، جس رات میں قرآن نازل ہوا وہ رات بھی عظمت والی، جو فرشتہ لے کر آیا یعنی جبرائیل امین وہ بھی عظمت والا، جس رسول پر یعنی ہمارے آقا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پر قرآن نازل ہوا وہ رسول بھی عظمت والا، جس امت کی طرف قرآن نازل کیا گیا وہ امت بھی عظمت والی، جن مقامات پر قرآن نازل ہوا وہ سارے مقامات عظمت والے، جن سینوں میں قرآن محفوظ ہے وہ سینے بھی عظمت والے، جو لب قرآن کو بوسہ دیتے ہیں وہ لب بھی عظمت والے، جو دماغ قرآن کریم کے معانی میں غور و تدبر کرتے ہیں وہ دماغ بھی عظمت والے، وہ قلم جو قرآن کے لیے چلتے ہیں وہ قلم بھی عظمت والے، وہ مال جو قرآن کی خدمت ، اشاعت اور حفاظت کے لیے استعمال ہوتا ہے وہ مال بھی عظمت والا، وہ جگہیں جہاں قرآن پڑھا جاتا ہے وہ عظمت والی ہیں، قرآن کے ساتھ جس کا بھی تعلق ہو جائے اس کو بھی عظمت مل جاتی ہے اگر چہ وہ بے جان کاغذ ہی کیوں نہ ہو، بے جان سا کاغذ ہے اس سے کہیں قیمتی اور اعلیٰ چمکدار بہترین کاغذ وہ ہے جس پر سیاسی احوال، بین الاقوامی مسائل ، اسٹوریاں، فلمی اشتہارات، گندی تصویریں، فحش اور عریاں افسانے شائع ہوتے ہیں لیکن وہ ورق قرآن کے ورق کے مقابلے میں کچھ بھی حیثیت نہیں رکھتا وہ غلاف جس میں قرآن کو بند کیا جاتا ہے اس غلاف کا کپڑا بہت سستا بہت سادہ لیکن قرآن سے تعلق ہو جانے کی وجہ سے اسے بھی عظمت مل گئی، ایسی لکڑی جس پر قرآن رکھا ہوا ہے اس لکڑی کو بھی عظمت مل گئی اب اس لکڑی کی تپائی پر بیٹھنا کوئی مسلمان گوارہ نہیں کرتا اس لیے کہ یہ عظمت والی تپائی ہے اس پر قرآن رکھ دیا گیا تو قرآن عظمت دینے والی کتاب ہے افراد کو بھی اس کے ذریعے سے عظمت ملتی ہے اور اقوام کو بھی اس کے ذریعے سے عظمت ملتی ہے ہمارے آقا حضرت محمد ﷺ نے فرمایا اِنَّ اللّٰہَ یَرْفَعُ بِھٰذَا الْکِتَابِ اَقْوَامًا وَّیَضَعُ بِہٖ اٰخَرِیْنَ اللہ بہت سی قوموں کو اس کتاب کے ذریعے سے عزت و عظمت عطا کرتا ہے اور بہت سی قوموں کو اس کی وجہ سے ذلیل اور پست کرتا ہے جو اس سے محبت کرتے ہیں، اس سے سچا تعلق قائم کرتے ہیں، اس کے لیے اپنی زندگیاں وقف کرتے ہیں، اسے پڑھتے ہیں پڑھاتے ہیں، سمجھتے ہیں سمجھاتے ہیں، عمل کرتے ہیں انہیں اللہ پاک اس کے ذریعے سے عظمت و بلندی اور رفعت عطا فرماتا ہے اور جو اس سے منہ موڑتے ہیں اس کے احکام سے روگردانی اختیار کرتے ہیں اس سے اعراض کرتے ہیں، اس سے غفلت برتتے ہیں اس کے احکام کو پیٹھ پیچھے ڈالتے

www.toobaaelibrary.com

ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو ذلیل وخوار کرتے ہیں، صحابہ کرام کو اسی قرآن کی وجہ سے عظمت ملی، وہ عرب کے بدو، وہ اونٹوں کے چرواہے، وہ بھیڑ بکریوں کے غلہ بان، وہ جنہیں دنیا میں ذلیل اور حقیر سمجھا جاتا تھا، جاہل اور وحشی سمجھا جاتا تھا، جب ان کا قرآن سے تعلق قائم ہوا تو وہ اونٹوں کے چرواہے زمانے کے پیشوا، امام، مقتداء اور رہنما بن گئے۔ قرآن کو انہوں نے سینے سے لگایا، انہیں اللہ نے عزت عطا فرمادی۔

الحمدللہ آج بھی قرآن کی وجہ سے عزت ملتی ہے، دنیا میں بھی عزت ملتی ہے، آخرت میں بھی ان شاء اللہ عزت ملے گی اگرچہ اخلاص کا تقاضا یہ ہے کہ ایک قرآن کا قاری، قرآن کا حافظ، قرآن کا عالم، قرآن کا مبلّغ، قرآن کا مفسّر، وہ دنیا کی عزت کو اپنا مطمعِ نظر اور اپنا مقصود نہ بنائے اگر دنیا کی عزت کو اپنا مقصود بنالیا تو پھر اللہ تعالیٰ کے ہاں کچھ نہیں ملے گا اللہ کے سامنے خالی ہاتھ آئے گا، لیکن اتنی بات یقینی ہے کہ جب دنیا کو مقصود نہیں بنائے گا اللہ کی رضا کو مقصود بنائے گا، آخرت کی کامیابی کو مقصود بنائے گا تو ان شاء اللہ اللہ پاک دنیا میں بھی عزت عطا فرمائے گا اور آخرت میں بھی عزت عطا فرمائے گا۔

لیلۃ القدر میں اُتارنے کا مطلب

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۝ (ہم نے اس کو قدر والی رات میں اتارا)

عظمت والی رات میں اتارا، اور وہ اس قرآن سے تعلق کی وجہ سے عظمت والی رات بن گئی کہ اس رات میں قرآن نازل ہوا تو اس رات کو بھی عظمت مل گئی یہ جو فرمایا کہ ہم نے اس کو لیلۃ القدر میں اتارا تو اس کا مطلب علماء یہ بیان فرماتے ہیں کہ لیلۃ القدر میں قرآن کے نزول کا آغاز ہوا، رمضان کا مہینہ تھا اور قدر کی رات تھی وہ انسانیت کا سچا غمخوار، وہ ہمارے آقا ﷺ کائنات کے آقا غارِ حرا میں معتکف تھے دل کڑھتا تھا غم سے پھٹتا تھا مکہ والوں کے حالات دیکھ دیکھ کر وہیں پر آپ ایک قسم کا اعتکاف کیے ہوئے تھے تو قرآن کے نزول کا آغاز ہو گیا اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ۔ یہ جو فرمایا کہ ہم نے اس کو لیلۃ القدر میں اتارا تو مطلب یہ ہوا کہ لیلۃ القدر میں اس کے نزول کا آغاز ہوا قرآن نے اپنا تعارف بھی خود ہی کروایا نزول کا آغاز کب ہوا فرمایا کہ قدر کی رات میں اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ مہینہ کون سا تھا؟ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ ۔ کہاں نازل ہوا؟ فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلْبِكَ ہمارے آقا کے دل پر قرآن نازل ہوا کون قرآن لے کر آیا؟ قُلْ نَزَّلَهٗ رُوْحُ الْقُدُسِ جبرائیل امین روح القدس قرآن کو لے کر آئے، جبرائیل امین کون ہیں؟ ذِیْ قُوَّةٍ عِنْدَ ذِی الْعَرْشِ مَكِيْنٍ ۝ مُّطَاعٍ ثَمَّ اَمِيْنٍ ۝ جو قوت والا، عرش والے کے ہاں ان کی عزت ہے وہاں ان کی اطاعت کی جاتی ہے اور وہ امانت دار ہیں۔ کس کی طرف سے نازل ہوا؟ تَنْزِيْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اس رحمٰن ورحیم کی طرف سے نازل ہوا، کس زبان میں نازل

www.toobaaelibrary.com

ہوا بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ واضح عربی زبان میں نازل ہوا۔ قرآن کے نزول کا مقصد؟ هُدًى لِّلنَّاسِ. الٓمّٓ ۞ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۞ ہدایت کے لئے نازل ہوا، یہ کتاب ہدایت ہے، یہ دلوں کی بیماریوں کی شفا ہے وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا۔ تو قرآن اپنا تعارف خود کرواتا ہے قرآن کہتا ہے اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ ہم نے اس قرآن کو اتارا لیلۃ القدر میں۔

وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۞ (ارے تمہیں کیا خبر کہ لیلۃ القدر کیا ہے؟)

بعض اوقات متوجہ کرنے کے لئے اور اہمیت اور عظمت کو بیان کرنے کے لئے اللہ پاک سوال کرتے ہیں اور سوال کے بعد خود ہی جواب بھی دے دیتے ہیں۔ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ۔ تمہیں کیا پتہ کہ لیلۃ القدر کیا ہے؟

لیلۃ القدر کی فضیلت

لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۙ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ۞ (لیلۃ القدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے)

ایک رات کی عبادت ہزار مہینوں سے بہتر، عمل تھوڑا اجر بہت زیادہ۔ اللہ پاک نے بعض ایسے بھی اعمال رکھے ہیں جن میں محنت تھوڑی ہوتی ہے، مشقت تھوڑی ہوتی ہے لیکن اجر و ثواب بہت زیادہ ہوتا ہے لیلۃ القدر کا بھی یہی حال ہے اللہ نے بعض انسانوں کو بعض انسانوں پر ترجیح دی ہے۔ بعض فرشتوں کو بعض فرشتوں پر فضیلت دی ہے بعض آسمانوں کو بعض آسمانوں پر فضیلت دی ہے، بعض مکانوں کو بعض مکانوں پر فضیلت دی ہے، بعض مہینوں کو بعض مہینوں پر فضیلت دی ہے، بعض دنوں کو بعض دنوں پر فضیلت دی ہے اور بعض راتوں کو اس نے بعض راتوں پر فضیلت عطا فرمائی ہے تو لیلۃ القدر بھی ان راتوں میں سے ہے کہ جس رات کو اللہ پاک نے ساری راتوں سے زیادہ فضیلت عطا فرمائی ہے کہ ایک رات کی عبادت ہزار مہینے سے بہتر۔

امام احمد اور امام نسائی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل فرمائی ہے۔ فرمایا کہ جب رمضان آ گیا تو نبی اکرم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے خطبہ ارشاد فرمایا۔ فرمایا اے لوگو! رمضان کا مہینہ آ گیا ہے شَهْرٌ مُبَارَكٌ یہ مبارک مہینہ ہے۔ افْتَرَضَ اللهُ عَلَيْكُمْ صِيَامَهُ اللہ تعالیٰ نے تم پر روزے فرض کئے ہیں۔ تُفْتَحُ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ اس مہینے میں جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جو آنا چاہے آ جائیں۔ وَتُغْلَقُ اَبْوَابُ جَهَنَّمَ اور اس مہینے میں جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔ وَتُغَلُّ فِيْهَا الشَّيَاطِيْنُ اور اس میں شیاطین کو جکڑ دیا جاتا ہے۔ فِيْهِ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ اس مہینے میں ایک ایسی رات ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ مَنْ حُرِمَ خَيْرَهَا فَقَدْ حُرِمَ جو لیلۃ القدر کی خیر و برکت سے محروم ہو گیا وہ تو بالکل ہی محروم ہو گیا بڑا ہی بدنصیب ہے جو اس

www.toobaaelibrary.com

رات کی خیر اور برکت سے محروم ہو گیا۔

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ آپ نے فرمایا۔ مَنْ قَامَ لَیْلَةَ الْقَدْرِ اِیْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ جس نے لیلۃ القدر میں قیام کیا ایمان کے ساتھ، اخلاص کے ساتھ، اللہ کی رضا کے جذبے کے ساتھ تو اس کی گذشتہ زندگی کے گناہ معاف کر دیئے گئے وہ عظمت والی رات ایک رات ہزار مہینوں سے بہتر۔

روح المعانی میں ہے کہ ایک مرتبہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی اسرائیل کے ایک شخص کا تذکرہ فرمایا کہ ایک شخص تھا جس نے ایک ہزار مہینے اللہ تعالیٰ کی عبادت کی دن کو جہاد کرتا تھا اور رات کو توبہ واستغفار اور عبادت کرتا تھا مسلمانوں کو تعجب ہوا صحابہ کے دل میں ایک عجیب حسرت سی پیدا ہوئی کہ ہزار مہینے عبادت ہم تو نہیں کر سکتے اس لئے کہ ہماری عمریں اتنی لمبی نہیں ہوتیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نیکی کے بڑے حریص تھے خیر کے بڑے شوقین اور اللہ کی رضا پر مٹنے والے اور ثواب کا تذکرہ سن کر عمل کا جذبہ دل میں پیدا کرنے والے۔ یا رسول اللہ! کیسے ہوگا دل تو ہمارا بھی چاہتا ہے اتنی لمبی عمر ملے تو ہم بھی عبادت میں گزار دیں لیکن ہماری تو عمریں ہی مختصر ہیں خود رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَعْمَارُ اُمَّتِیْ مَابَیْنَ سِتِّیْنَ اِلٰی سَبْعِیْنَ وَاَقَلُّهُمْ مَنْ یَّجُوْزُ ذٰلِكَ۔ میری اُمت کی عمریں عام طور پر ساٹھ سال سے ستر سال کے درمیان ہوتی ہیں اور بعض لوگ ایسے بھی ہیں جن کی عمر ستر سال سے بھی زیادہ ہو جاتی ہے لیکن ایسے لوگ کم ہیں، اوسط عمر جو ہے وہ ساٹھ سے ستر سال کے درمیان میں ہے، تو ہزار مہینے کیسے ہم عبادت کر سکیں گے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرے نبی کے صحابہ! تمہارے دل میں ثواب کی حرص ہے میری رضا اور شوق کا جذبہ ہے اور ہزار مہینے عبادت کرنے کی خالص نیت ہے، ثواب دینے والا تو میں ہوں، خزانوں کا مالک تو میں ہوں تمہاری عمریں کم ہیں تو کیا ہوا میں ایک رات کی عبادت کا ثواب ہزار مہینوں کے برابر دے دوں گا۔ لَیْلَةُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ایک رات کی عبادت ہزار مہینوں سے بہتر ہے آپ سوچئے! ساٹھ ستر سال کی عمر ہے ساٹھ سال کو آپ تقسیم کریں اس میں سے تیس سال تو ہمارے سونے اور کھانے پینے میں گزر جاتے ہیں باقی تیس سال رہ گئے اس کو بھی آپ تقسیم کریں پندرہ بیس سال تو کام دھندے میں چلے جاتے ہیں پندرہ رہ گئے ان پندرہ کو بھی تقسیم کریں تو اس میں کتنا وقت ہے جو فضولیات میں، لغویات میں، بازاروں میں، چلنے پھرنے، غیبت اور چغلی میں، گناہوں میں صرف ہو جاتا ہے اگر پوری زندگی میں سے عبادت کا وقت نکالیں تو شاید بمشکل دو چار سال، پانچ سال نکلیں لیکن میں عرض کروں ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا نسخہ بتلا دیا ہے کہ اس نسخے کو استعمال کر لیں تو یہ پورے ساٹھ سال عبادت کے شمار ہو سکتے ہیں۔ بس اللہ تعالیٰ کی رضا کی نیت کر لو، ہر کام میں اللہ تعالیٰ کی رضا کی نیت تو اللہ پاک کہتا ہے کہ پھر تمہارا سونا بھی عبادت میں لکھ دوں گا، اور تمہارا جاگنا بھی عبادت میں لکھ دوں گا، تمہارا چلنا پھرنا بھی عبادت میں، کھانا

www.toobaaelibrary.com

کھانا پینا بھی عبادت میں، بیوی بچوں کے ساتھ مشغول ہونا بھی عبادت میں اور خواتین کا گھر میں کام کاج میں لگنا وہ بھی عبادت میں، پوری زندگی عبادت بن سکتی ہے جب اللہ تعالیٰ کی رضا کی نیت کرلے اور محرمات اور گناہوں سے اپنے آپ کو بچالے۔

لیلۃ القدر کے بارے میں مختلف اقوال

بعض نے کہا ہے کہ پورے سال کی راتوں میں سے کوئی ایک رات لیلۃ القدر ہے بعض نے کہا ہے کہ یہ رات رمضان میں ہے، رمضان کی تیس راتوں میں سے کوئی ایک رات لیلۃ القدر ہے پھر اور زیادہ جس پر اتفاق ہوا وہ یہ کہ آخری عشرے کی طاق راتوں میں سے کوئی ایک رات لیلۃ القدر اکیس، تئیس، پچیس، ستائیس، انتیس ان راتوں میں سے کوئی ایک رات اور سب سے زیادہ علماء کا جو قول ہے وہ یہ کہ ستائیسویں شب لیلۃ القدر ہے۔

میرے بزرگو اور دوستو! اللہ پاک ہم سب کو وہ رات نصیب فرمائے آمین۔ کیسے خوش نصیب تھے وہ لوگ جن کی ہر رات شب قدر ہوتی تھی اور کیسے بدنصیب ہیں وہ لوگ جن کی شب قدر بھی شب قدر نہیں ہوتی، بسا اوقات ایسی مبارک راتوں کو فضول کاموں میں ضائع کردیا جاتا ہے ایسی راتیں جب آتی ہیں تو لوگ کہتے ہیں کہ آج کی رات جاگنے کی رات ہے بس جاگنے کی رات ہے چاہے بازار میں چل پھر کے جاگ لو اور گپیں لگاتے ہوئے جاگ لو اور غیبتیں، چغلیاں لگاتے ہوئے جاگ لو، ٹی وی کے سامنے بیٹھ کر جاگ لو، آج کی رات جاگنے کی رات ہے میں نے بہت سے لوگوں کو دیکھا کہ بارہ بجے تک اس تیاری میں رہتے ہیں کہ جاگنے کی رات ہے پھرتے رہتے ہیں چائے کا انتظام کرتے رہتے ہیں، کھاتے پیتے رہتے ہیں، بھائی! آج کی رات عبادت کی رات ہے آج جاگنا چاہیے بارہ بجے تک تو اس کی تیاری میں لگے جب بارہ ایک بج گئے تو اب ویسے ہی نیند کا غلبہ ہونا شروع ہو گیا جسم میں سستی ہو گئی اب اگر دعا مانگی بھی اور عبادت کی بھی تو وہ بھی اونگھتے ہوئے غفلت کی حالت میں، سستی کی حالت میں تو عبادت کی رات بھی عبادت کی رات نہ بن سکی آپ اندازہ کیجیے! یہ شعبان کی رات اس کو بھی ہم کہتے تو ہیں عبادت کی رات ہے لیکن ہم نے اس کو پٹاخوں کی رات بنالیا، آتش بازی کی رات بنالی، شعبان کے مہینے میں آتش بازی کرنا اور پٹاخے چھوڑنا یہ ایک واجب کے درجے میں ہو گیا ہر سال متعدد جانیں ضائع ہو جاتی ہیں لیکن پھر بھی باز نہیں آتے کچھ لوگ اس رات میں قبرستان جانا بہت بڑا عمل سمجھتے ہیں لیکن آپ دیکھئے کہ کس طرح قبرستان جاتے ہیں، مرد بھی جارہے ہیں، بے پردہ عورتیں بھی جارہی ہیں اور ایک جشن سا لگا ہوا ہے، ایک میلہ سا لگا ہوا ہے، گپیں لگاتے ہوئے، تالیاں بجاتے ہوئے جاتے ہیں پتہ ہی نہیں کہ یہ قبرستان جارہے ہیں اللہ کے نبی نے فرمایا کہ قبرستان جایا کرو، قبروں کی زیارت کیا کرو اس لیے کہ قبروں کی زیارت کرنے سے آخرت کی یاد آتی ہے، موت یاد آتی ہے، دل

www.toobaaelibrary.com

نرم ہوتا ہے لیکن ہم سخت دل کے ساتھ جاتے ہیں اور اس سے زیادہ سخت دل سے واپس آتے ہیں وہ مقصد ہی نہیں رہا اور پھر نا معلوم کون سی حدیث سے یہ مسئلہ نکال لیا کہ اس طریقے سے جلسے کی صورت میں قبرستان جانا یہ فرض، یا واجب، یا سنت، یا مستحب ہے اللہ اکبر۔ اپنی طرف سے مسئلے گھڑ لیے جاتے ہیں حال یہ ہے کہ فرائض اور واجبات چھوڑ دیتے ہیں اور بدعات اور زیادہ سے زیادہ مستحبات پر کاربند ہو جاتے ہیں۔

اور شب قدر میں اللہ کے نبی نے جس دعا کے پڑھنے کی تلقین فرمائی وہ یہ کہ اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّی اے اللہ! تو معاف کرنے والا ہے اور تو معاف کرنے کو پسند کرتا ہے اے اللہ تو مجھے معاف فرما دے اے اللہ! تو خود کہتا ہے کہ میں معاف کرنے کو پسند کرتا ہوں۔ معاف کرنیوالوں کو پسند کرتا ہوں اے اللہ! میں تجھ سے معافی مانگتا ہوں تو مجھے معاف فرما۔

روح سے کیا مراد ہے؟

تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ۚ

(اس رات میں فرشتے اترتے ہیں اور روح اترتے ہیں اپنے پروردگار کی اجازت سے۔)

فرشتے تو سب کو معلوم ہیں لیکن یہ روح سے مراد کیا ہے تو عام طور پر مفسرین فرماتے ہیں کہ روح سے مراد جبرائیل امین ہیں اور عربی میں اس کو کہتے ہیں تخصیص بعد التعمیم پہلے عمومی طور پر ذکر فرمایا ملائکہ کا اور ظاہر ہے کہ جب ملائکہ کا ذکر کیا تو اس میں اسرافیل بھی آئے، عزرائیل بھی آئے، میکائیل بھی آئے، جبرائیل بھی آئے، لیکن چونکہ انہیں ملائکہ میں ایک خاص مقام اور مرتبہ حاصل تھا اس لیے اللہ نے بعد میں ان کا الگ سے بھی ذکر فرمایا: تَنَزَّلُ الْمَلَائِكَةُ سارے فرشتے اترتے ہیں یہاں تک کہ میرا عزیز فرشتہ روح الامین بھی اترتا ہے۔

نزول ملائکہ

تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ۚ مِنْ كُلِّ اَمْرٍ ۝۴

فرشتے اترتے ہیں اتر کر کیا کرتے ہیں؟ بعض تفاسیر میں یہ لکھا ہوا دیکھا کہ فرشتے اترتے ہیں اور وہ زمین والوں کی ایسی عبادت دیکھتے ہیں جو انہوں نے آسمانوں میں نہیں دیکھی ہوتی اور گنہگاروں کے رونے کی آواز سنتے ہیں وہ آواز جو اللہ کو حمد و ثناء کرنے والوں کی آواز سے بھی زیادہ محبوب ہے اور فرشتے ایک دوسرے کو کہتے ہیں تَعَالَوْا نَسْمَعْ صَوْتَنَا اَحَبَّ اِلٰى رَبِّنَا مِنْ تَسْبِيْحِنَا ارے آؤ! آج ہم نے ایسی آواز سنی کون سی آواز گنہگاروں کے رونے

www.toobaaelibrary.com

کی آواز آہوں کی آواز سنی جو ہمارے رب کو ہماری حمد و تقدیس سے بھی زیادہ محبوب ہے اللہ اکبر فرشتے کہتے ہیں جو حمد و ثناء کرتے ہیں جو تسبیح و تقدیس کرتے ہیں اللہ کو ہماری تسبیح و تقدیس سے زیادہ گنہگاروں کے رونے کی آواز محبوب ہے، فرشتے بے شک نورانی مخلوق ہیں لیکن ان سے گناہ نہیں ہوسکتا جب گناہ نہیں ہوتا تو توبہ بھی نہیں ہوتی، آنسو بھی نہیں بہتے، گریہ بھی نہیں ہوتا یہ تو انسان کے نصیب میں بات آئی کہ اس سے گناہ ہوتے ہیں یہ توبہ کرتا ہے، روتا ہے، ہچکیاں بندھ جاتی ہیں پھر اللہ اس کے گناہوں کو معاف فرما دیتے ہیں وہ خواجہ عزیز الحسن مجذوبؒ کا عوامی انداز میں عجیب شعر ہے وہ کہتے ہیں:

دولت مل گئی ہے آہوں کی
ایسی تیسی میرے گناہوں کی

کہتے ہیں آہوں کی اللہ نے توفیق دے دی، رونے کی اللہ نے توفیق دے دی اب گناہ کہاں رہے ہیں تو فرشتے کہتے ہیں آؤ دیکھیں کون کون گنہگار ہیں جو اللہ کے سامنے رو رہے ہیں کہ ان کے رونے کو اللہ بہت پسند کرتا ہے اور امام ابن کثیرؒ نے اپنی تفسیر میں یہ لکھا ہے کہ اس رات میں جو فرشتے اترتے ہیں ان کی تعداد صحراؤں اور دریاؤں کی ریت سے بھی زیادہ ہے، جو بندے دعا اور استغفار میں مشغول ہوتے ہیں یہ فرشتے ان کے حق میں آ کر دعائیں کرتے ہیں اللہ ان کی دعاؤں کو قبول فرمائے یہ اپنے گناہوں سے معافی مانگ رہے ہیں اے اللہ! تو ان کو معاف فرما دے اور اللہ پھر فرشتوں کے سامنے فخریہ طور پر کہتے ہیں ارے دیکھا یہی ہے جس کے بارے میں تم سے کہا تھا جب میں نے اسے خلیفہ بنانے اور پیدا کرنے اور زمین پر بھیجنے کا ارادہ کیا تھا تو تم نے کہا تھا اَتَجْعَلُ فِيهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَآءَ کیا ایسے کو خلیفہ بنائے گا جو فساد پھیلائے گا اور خون بہائے گا پھر اللہ فرشتوں کو فخریہ طور پر کہتے ہیں دیکھو میں نے اس کے ساتھ آنکھیں بھی لگائی ہیں، میں نے کان بھی لگائے ہیں، میں نے زبان بھی لگائی ہے، میں نے پیٹ بھی لگایا ہے، میں نے شہوت بھی اس کے اندر پیدا کی ہے، میں نے شیطان بھی اس کے ساتھ لگا رکھا ہے لیکن دیکھو کیسے میرے سامنے یہ رو رہا ہے گڑگڑا رہا ہے میں نے کہا تھا ناں اِنِّيْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ میں جانتا ہوں اے فرشتو! جو تم نہیں جانتے ہاں یہ رو کر جس مقام پر پہنچ سکتا ہے تم تسبیح و تقدیس کے ذریعے سے اس مقام تک نہیں پہنچ سکتے۔ یہ آنسو بہا کر جو مرتبہ حاصل کر سکتا ہے تم رکوع و سجود سے وہ مقام حاصل نہیں کر سکتے، اللہ فرشتوں کے سامنے فخریہ طور پر کہتے ہیں دیکھو جس کے بارے میں تم نے یوں کہا تھا۔ آج کیسے وہ عبادت میں لگا ہوا ہے، گریہ وزاری میں لگا ہوا ہے تو فرشتے اس کے لیے توبہ و استغفار کرتے ہیں لیکن جو بدنصیب توبہ اور استغفار نہیں کرتا تو فرشتے بھی اس کے لیے توبہ استغفار نہیں کرتے۔

www.toobaaelibrary.com

پانچ بدنصیب

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بعض ایسے بدنصیب ہیں جو اس رات میں بھی محروم رہ جاتے ہیں۔ اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْنَا مِنْھُمْ اے اللہ! ہمیں ان بدنصیبوں میں سے نہ بنانا یہ کون بدنصیب ہیں فرمایا ایک وہ جو مسلسل شراب نوشی میں لگا ہوا ہے اور اس سے توبہ نہیں کرتا، دوسرا ماں باپ کا نافرمان، تیسرا شرک کرنے والا، چوتھا مسلمانوں سے خواہ مخواہ تعلق توڑنے والا، پانچواں کینہ پرور جس کے دل میں کینہ اور بغض بھرا ہوا ہے فرمایا کہ اس مبارک رات میں جبکہ میری رحمت کا دریا ٹھاٹھے مار رہا ہوتا ہے یہ بدنصیب اس وقت بھی محروم ہی رہ جاتے ہیں۔

لیلۃ القدر کو مخفی کیوں رکھا گیا؟

اللہ نے اس رات کو مخفی رکھا ہے اللہ اگر چاہتا تو اس رات کو متعین کر دیتا لیکن اللہ بندے کی طلب کو بھی تو دیکھنا چاہتا ہے کس کے اندر طلب ہے، کس کے اندر تڑپ، تلاش، جستجو ہے اس لیے اللہ پاک نے اس رات کو واضح طور پر متعین نہیں فرمایا ہے کہ یہ رات ہے۔ یہ جو ہم ستائیسویں کی رات کہتے ہیں یہ بھی اللہ پاک نے ذکر نہیں فرمایا یہ تو بعض بزرگوں نے، اہل علم نے، اہل تقویٰ نے، اولیاء نے، اپنے اپنے تجربات، اپنے اپنے قیاسات، مشاہدات کی بناء پر اس رات کا تعین کر لیا ورنہ واضح طور پر اللہ نے اس رات کو متعین نہیں کیا تو اس کو مخفی رکھا اور اس کے مخفی رکھنے میں یہ حکمت سمجھ میں آئی ہے تاکہ بندے کو زیادہ سے زیادہ ریاضت وعبادت کی توفیق ملے اللہ پھر فرشتوں کے سامنے بندے کا فخریہ طور پر ذکر فرمادیں۔

تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ۚ مِنْ كُلِّ اَمْرٍ ﴿۴﴾

(فرشتے اترتے ہیں اور روح اترتا ہے اپنے رب کے حکم سے ہر معاملے میں اللہ کی طرف سے فیصلے لے کر آتے ہیں)۔ سَلٰمٌ ۛ (سلامتی ہی سلامتی ہے) هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ (اور یہ سلسلہ فجر کے طلوع ہونے تک جاری رہتا ہے۔) اللہ پاک مجھ کو اور آپ سب کو لیلۃ القدر کی مغفرتیں اور بخششیں حاصل کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

www.toobaaelibrary.com

سُورَةُ الْبَيِّنَةِ مَدَنِيَّة

موضوع

سچائی کا عمل

www.toobaaelibrary.com

آیاتُها ۸ (۹۸) سُوْرَةُ الْبَيِّنَةِ مَدَنِيَّةٌ (۱۰۰) رُكُوْعَاتُهَا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِيْنَ مُنْفَكِّيْنَ حَتّٰى تَاْتِيَهُمُ
الْبَيِّنَةُ ﴿۱﴾ رَسُوْلٌ مِّنَ اللّٰهِ يَتْلُوْا صُحُفًا مُّطَهَّرَةً ﴿۲﴾ فِيْهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ ﴿۳﴾ وَمَا
تَفَرَّقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنَةُ ﴿۴﴾ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا
لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۙ حُنَفَآءَ وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ
وَذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ ﴿۵﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِيْنَ فِيْ نَارِ
جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ اُولٰٓئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ ﴿۶﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا
الصّٰلِحٰتِ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ ﴿۷﴾ جَزَآؤُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ
تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ؕ
ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهٗ ﴿۸﴾

ترجمہ:...... اہلِ کتاب اور مشرکین میں سے جو لوگ کافر تھے، وہ اُس وقت تک باز آنے والے نہیں تھے جب تک کہ اُن کے پاس روشن دلیل نہ آتی (۱) یعنی ایک اللہ کا رسول جو پاک صحیفے پڑھ کر سنائے، (۲) جن میں سیدھی سچی تحریریں لکھی ہوں۔ (۳) اور جو اہلِ کتاب تھے، اُنہوں نے جُدا راستہ اُسی کے بعد اِختیار کیا جب اُن کے پاس روشن دلیل آچکی تھی۔ (۴) اور اُنہیں اس کے سوا کوئی اور حکم نہیں دیا گیا تھا کہ وہ اللہ کی عبادت اس طرح کریں کہ بندگی کو بالکل یکسو ہو کر صرف اُسی کے لئے خالص رکھیں، اور نماز قائم کریں، اور زکوٰۃ ادا کریں، اور یہی سیدھی سچی اُمت کا دِین ہے۔ (۵) یقین جانو کہ اہلِ کتاب اور مشرکین میں سے جنہوں نے کفر اپنا لیا ہے، وہ جہنم کی آگ میں جائیں گے جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ یہ لوگ ساری مخلوق میں سب سے بُرے ہیں۔ (۶) جو لوگ ایمان لائے ہیں اور اُنہوں نے نیک عمل کئے ہیں، وہ بیشک ساری مخلوق میں سب سے بہتر ہیں۔ (۷) اُن کے پروردگار کے پاس اُن کا انعام وہ سدا بہار جنتیں ہیں جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہیں۔ وہاں

www.toobaaelibrary.com

وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ اُن سے خوش ہوگا، اور وہ اُس سے خوش ہوں گے۔ یہ سب کچھ اُس کے لئے ہے جو اپنے پروردگار کا خوف دِل میں رکھتا ہو۔ (۸)

بیّنہ سے کیا مُراد ہے؟

تفسیر:...... سورۃ البینہ مدنی سورت ہے اور اس میں آٹھ آیات ہیں۔ بینہ کا معنیٰ ہے واضح باتیں، واضح قانون، واضح دلائل، واضح آیات، معجزات یہ سارے اس کے معنیٰ آتے ہیں۔ دوسرے پارے میں اللہ فرماتے ہیں: اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَیِّنٰتِ وَالْھُدٰی بے شک وہ لوگ جو چھپاتے ہیں واضح آیات کو اور ہدایت کو، تو یہاں بینات سے مراد آیات ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا قَدْ جِئْتُکُمْ بِبَیِّنَۃٍ مِّنْ رَّبِّکُمْ میں تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے واضح معجزہ لے کر آیا ہوں تو یہ مختلف معانی بَیِّنَہ کے آتے ہیں لیکن یہاں اَلْبَیِّنَہ سے مراد خود ہمارے آقا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس ہے۔

سورۃ البینۃ کی فضیلت

اس سورت کی فضیلت کے بارے میں بخاری اور مسلم میں روایت ہے:

حضور اکرم ﷺ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ مجھے اللہ نے حکم دیا ہے کہ تمہارے سامنے یہ سورت پڑھوں حضرت ابی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! کیا اللہ نے آپ کے سامنے میرا نام لیا تھا، جبرائیل امین میرا نام لے کر حاضر ہوئے حضور ﷺ نے فرمایا ہاں اللہ نے تمہارا نام لیا تمہارے سامنے یہ سورت پڑھی جائے تو یہ سن کر حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ رونے لگے کسی کے دل میں خیال آسکتا ہے کہ خاص طور پر حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے سامنے اس سورت مبارکہ کو پڑھنے کا اللہ نے کیوں حکم دیا؟ تو اس کا جواب خود حدیث میں موجود ہے حضور اکرم ﷺ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا اَقْرَءُ کُمْ اُبَیُّ بْنُ کَعْبٍ صحابہ میں سے ابی بن کعب سب سے بڑے قاری ہیں۔ یوں تو سارے صحابہ کرام رِضْوَانُ اللہِ عَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْنَ قاری تھے لیکن ان میں سے کسی کے اندر ایک صفت اور کمال غالب آ گیا تھا کہ اسی کمال سے اس صحابی کی شہرت ہوگئی مثال کے طور پر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں کہا جاتا تھا کہ وہ صحابہ میں سے سب سے زیادہ سچے تھے تو اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ دوسرے صحابہ کرام سچ نہیں بولتے تھے لیکن حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے اندر جو کمالات تھے ان میں سے سچائی کا کمال ایسا غالب آیا کہ اسی کمال سے ان کی شہرت ہوگئی، یونہی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بارے میں آتا ہے وَاَشَدُّھُمْ فِیْ اَمْرِ اللہِ عُمَرُ اللہ کے دین کے معاملے میں عمر رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ سخت تھے تو کیا دوسرے صحابہ

www.toobaaelibrary.com

کرام رضی اللہ عنہم دین کے معاملے میں نرم تھے معاذ اللہ مداہنت کرتے تھے کسی قسم کی کمزوری کا مظاہرہ کرتے تھے نہیں، ہرگز نہیں وہ سارے ہی دین کے معاملے میں بڑے سخت تھے لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اندر یہ صفت کمال کے درجے پر پائی جاتی تھی۔ یونہی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں آتا ہے وَاَصْدَقُهُمْ حَيَاءً عُثْمَانُ ہر جمعہ کے خطبہ میں آپ سنتے ہیں ان کے اندر حیاء کا غلبہ تھا ایسی حیاء کہ ایک حدیث میں آتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے آپ کی پنڈلی مبارک سے کپڑا ہٹا ہوا تھا مختلف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ کی پنڈلی ننگی رہی لیکن حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو حضور نے اپنی پنڈلی کو بھی ڈھک لیا عرض کیا گیا اے اللہ کے نبی! دوسرے صحابہ کرام کے لیے آپ نے یہ اہتمام نہیں فرمایا پنڈلی کو چھپانے کا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے لیے آپ نے یہ اہتمام کیوں فرمایا؟ تو حدیث میں آتا ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اس شخص سے حیا کیوں نہ کروں جس سے آسمان کے فرشتے بھی حیاء کرتے ہیں۔

تو حیا کی صفت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے اوپر غالب تھی کہا جاتا ہے کہ تنہائی میں بھی ننگا ہونا برداشت نہیں کرتے تھے، غسل فرماتے تو تنہائی میں بھی ازار بند باندھ لیتے تھے حیاء کا غلبہ تھا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے بارے میں آتا ہے وَاَقْضَاهُمْ عَلِيٌّ۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے سب سے بڑے قاضی جن کو اللہ نے فیصلہ کرنے اور قضاء اور فتویٰ کی زیادہ صلاحیت عطا فرمائی تھی وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے حالانکہ یہ صفت تو دوسرے صحابہ کرام میں بھی تھی لیکن حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے اندر یہ صفت کمال کے درجے پر پائی جاتی تھی یہاں تک کہ ان کی شہرت ہی اسی حوالے سے ہو گئی۔ یونہی حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ صحابہ کرام میں سے سب سے بڑے قاری تھے اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ وہ تصنع کے ساتھ اور گانے کی آواز کے ساتھ قرآن کی تلاوت کرتے تھے نہیں، بلکہ ان میں سے کسی کی آواز میں کوئی خاص قسم کا سوز، خاص قسم کی تاثیر، خاص قسم کی کشش، خاص قسم کی روحانیت پائی جاتی تھی وگرنہ جو آج کے زمانے میں قاری کا مفہوم ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہاں قاری کا مفہوم یہ نہیں تھا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم قرآن کا قاری اس کو کہتے تھے جو قرآن کے الفاظ بھی پڑھ سکتا تھا اور قرآن کے معانی بھی سمجھ سکتا تھا اور ضروری مسائل بھی جان لیتا تھا جبکہ آج ہمارے ہاں قاری اسی کو کہا جاتا ہے جو کہ بناؤ سنگار کے ساتھ قرآن کی تلاوت کر سکتا ہو اگرچہ وہ قرآن کے کسی ایک لفظ کا، کسی ایک آیت کا، کسی کا ایک سورت کا مفہوم بھی نہ جانتا ہو لیکن صحابہ کرام ایسے شخص کو قاری نہیں کہتے تھے بہر حال حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابی! مجھے اللہ نے حکم دیا ہے کہ میں یہ سورت تمہارے سامنے پڑھوں اور پھر تم مجھے سناؤ ایسا بھی ہوا کہ حضور پہلے صحابہ کو قرآن پڑھاتے اور پھر کہتے مجھے سناؤ حضرت ابی رضی اللہ عنہ سے ہی بعض اوقات فرماتے اے ابی! تم مجھے قرآن سناؤ عرض کیا اے اللہ کے نبی! آپ پر تو قرآن نازل ہوتا ہے میں آپ کو قرآن سناؤں؟ آپ کو تو جبرائیل امین سناتے ہیں میری کیا حیثیت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے اللہ نے حکم دیا ہے کہ

www.toobaaelibrary.com

میں تم سے قرآن سنوں تو حضور ﷺ خود بھی قرآن پڑھا کرتے تھے اور دوسروں سے بھی قرآن سنا کرتے تھے اس لیے قرآن سننا بھی چاہیے اور اس کی تلاوت بھی کرنی چاہیے یہ اللہ کی ایسی کتاب ہے۔

میرے بزرگو اور دوستو!

اس کتاب کے ساتھ کسی بھی درجے کا جو حقیقی اور ایمانی تعلق ہے وہ فائدے سے خالی نہیں ہے اس کتاب کو دیکھنا بھی ثواب ہے، چھونا بھی ثواب ہے، چومنا بھی ثواب ہے، سینے سے لگانا بھی ثواب ہے، ادب اور احترام کرنا بھی ثواب ہے، اونچی جگہ رکھنا بھی ثواب ہے، پڑھنا بھی ثواب ہے، سننا بھی ثواب ہے، پڑھانا بھی ثواب ہے، سمجھانا بھی ثواب ہے، سمجھنا بھی ثواب ہے، عمل کرنا بھی ثواب ہے، اس کی اشاعت کرنا دوسرے لوگوں تک اس کو پہنچانا یہ بھی ثواب ہے ثواب ہی نہیں ہے بلکہ ان میں سے بعض چیزیں ایسی ہیں جن کی ہماری ذمہ داری ہے ہمارے ذمہ لگایا گیا کہ اس کو دوسروں تک پہنچاؤ اور اللہ کے نبی ﷺ نے کتنی بڑی بات فرمادی خَیرُکُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَهٗ تم میں سے سب سے بہتر وہ شخص ہے جو قرآن خود بھی سیکھے اور پھر دوسروں کو بھی سکھائے اپنے تک اس خزانے کو اور اس نعمت کو اور اس امانت کو اور علم کے اس سمندر کو محدود نہ رکھے بلکہ اس دولت کو پوری دنیا میں تقسیم کرنے کی کوشش کرے۔ تو بہر حال حضور اکرم ﷺ بسا اوقات صحابہ سے بھی سنا کرتے تھے اور ان کو پڑھایا بھی کرتے تھے۔

لَمْ یَکُنِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْکِتٰبِ وَالْمُشْرِکِیْنَ مُنْفَکِّیْنَ

ترجمہ:...... جو کافر ہیں خواہ وہ اہل کتاب ہوں یا مشرک ہوں وہ اپنے کفر و شرک سے اس وقت تک باز آنے والے نہیں تھے جب تک کہ ان کے پاس بینہ نہ آجائے، جب تک کہ ان کے پاس ہدایت کی واضح نشانی، ہدایت کا واضح نمونہ نہ آجاتا۔

بینہ سے مراد نبی آخر الزماں ہیں

اور وہ ہدایت کی واضح نشانی اور نمونہ کیا ہے؟ اللہ نے خود فرمایا: رَسُوْلٌ مِّنَ اللّٰهِ وہ اللہ کا رسول ہے حضور اکرم ﷺ اللہ کی بَیِّنَه تھے، ہدایت کی واضح نشانی، آپ بَیِّنَه اس اعتبار سے بھی تھے کہ تورات، زبور اور انجیل میں آپ ﷺ کی بعثت، آپ ﷺ کی نبوت آپ ﷺ کی آمد کا ذکر تھا آپ کی علامات اور صفات اللہ نے ذکر فرمائی تھیں بلکہ قرآن تو کہتا ہے تورات و انجیل میں صرف حضور اکرم ﷺ کی علامات اور صفات بیان نہیں کی گئی تھیں بلکہ آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بھی صفات اور علامات اللہ نے بیان فرمائی تھیں۔ سورہ فتح کے آخر میں اللہ نے بیان فرمایا: ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مثال میں نے تورات میں بھی ذکر کی ہیں اور میں نے انجیل میں بھی ذکر کی ہیں۔ چونکہ ان کی کتابوں میں حضور ﷺ کی علامات اور صفات مذکور تھیں اور جب انہوں نے ایک ایک علامت کو حضور ﷺ کے اندر دیکھ لیا اسی علاقے میں آپ مبعوث ہوئے جس علاقے کا

www.toobaaelibrary.com

ذکر تورات اور انجیل میں موجود تھا۔ اور اسی خاندان میں آپ ﷺ پیدا ہوئے جس خاندان کا ذکر تورات اور انجیل میں تھا اور انہی علامات کے ساتھ آپ مبعوث ہوئے جن علامات کا ذکر تورات و انجیل میں تھا تو ان کے لئے حضور واقعی ایک بینہ تھے، واضح دلیل تھے کہ جیسا تورات و انجیل میں تھا۔ مِنْ وَعَنْ حضور ﷺ ویسے ہی تھے آپ جانتے ہیں کہ یہود کا اصل وطن تو شام تھا لیکن یہ آکر یثرب میں مقیم ہوئے جسے بعد میں مدینۃ النبی کا نام ملا، مدینہ منورہ کہا گیا بعض حضرات کہتے ہیں کہ یہود اپنے اصلی وطن کو چھوڑ کر جو یثرب میں آکر مقیم ہوئے تو حقیقت میں نبی آخر الزمان کا استقبال کرنے کے لئے لیکن انکا خیال یہ تھا کہ جیسے بہت سارے اور انبیاء بنی اسرائیل میں مبعوث ہوئے تو اسی طریقے سے آخری نبی بھی بنی اسرائیل میں مبعوث ہوگا لیکن جب آپ بنی اسرائیل کی بجائے بنی اسماعیل میں مبعوث ہو گئے تو اس چیز نے ان کو حسد میں مبتلا کر دیا جیسا کہ اللہ نے فرمایا حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِكُمْ ان کے سامنے حق واضح ہو گیا انہوں نے حضور ﷺ کی نبوت کا انکار کر دیا۔ مجھے یہ عرض کرنا تھا کہ حضور ﷺ ان کے لیے بینہ تھے پھر حضور کا ایک بینہ ہونا، واضح نشانی ہونا، حق کی سچائی ہونا اس اعتبار سے بھی تھا کہ حضور اکرم ﷺ کی زندگی اور سیرت ایک معجزہ تھی حضور ﷺ کو جو قرآن عطا کیا گیا جو کلام عطا کیا گیا، وہ بھی معجزہ اور خود حضور کی زندگی ہی معجزہ تھی۔

معجزہ کی تعریف

معجزہ کس کو کہتے ہیں؟ جس کی کوئی مثال انسان پیش نہ کر سکے حضور ایک ایسے انسان تھے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضور ﷺ کے زمانے تک اور حضور ﷺ کے زمانے سے قیامت تک حضور جیسا کوئی کامل انسان پیش نہیں کیا جا سکتا تو حضور ﷺ کی سیرت بھی ایک معجزہ تھی، آپ کی زندگی ایک معجزہ اس کی کوئی مثال پیش نہیں کی جا سکتی تھی۔

حضور ﷺ کی زندگی سب کے لئے نمونہ

حضور ﷺ اس اعتبار سے بھی بینہ تھے کہ آپ سارے انسانوں کے لئے ایک نمونہ تھے، ایک معیار تھے جیسے اللہ نے فرمایا لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ تمہارے لیے اللہ کے رسول میں (اللہ کے رسول کی زندگی) میں ایک کامل نمونہ پایا جاتا ہے کوئی ایسا نبی حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک نہیں گزرا جس کی زندگی ہر انسان کے لئے، ہر طبقہ کے لئے کامل نمونہ بن سکے کسی نبی کے حالات پڑھیں تو بچپن کا ذکر نہیں، کہیں جوانی کا ذکر نہیں، کہیں نکاح کا ذکر نہیں، کہیں معاملات کا ذکر نہیں، کہیں تجارت کا ذکر نہیں، کہیں سیاست کا ذکر نہیں، کہیں فرماں روائی کا ذکر نہیں، کہیں بچوں کے باپ ہونے کی حیثیت سے نبی کا ذکر نہیں حضور اکرم ﷺ کی حیات طیبہ میں مختلف طبقات کے لئے اور زندگی کے مختلف ادوار کے لئے نمونہ پایا جاتا ہے۔ بچپن آپ کا ہمارے

www.toobaaelibrary.com

سامنے ہے جوانی آپ کی ہمارے سامنے ہے، آپ اپنی اولاد کے ساتھ کیسا معاملہ کرتے تھے یہ ہمارے سامنے ہے، بیویوں کے ساتھ کیسا معاملہ کرتے تھے یہ ہمارے سامنے ہے، دوستوں کے ساتھ کیسا معاملہ کرتے تھے یہ ہمارے سامنے ہے، دشمنوں کے ساتھ آپ کا کیا سلوک تھا یہ ہمارے سامنے ہے، آپ جب غربت اور فقر میں تھے تب زندگی کا طرز کیسا تھا یہ ہمیں معلوم ہے، جب آپ کے صحن میں اور مسجد نبوی کے صحن میں سونے چاندی کے انبار لگے ہوئے تھے تب آپ کا طرز کیسا تھا یہ ہمیں معلوم ہے، جب آپ مکہ میں مظلوم کی حیثیت سے تھے تب کیسے تھے یہ ہم جانتے ہیں اور جب مکہ میں فاتح بن کر داخل ہوئے تب آپ کیسے تھے یہ ہمیں معلوم ہے، آپ کی تجارت کیسی تھی یہ ہم جانتے ہیں آپ کی سیاست کیسی تھی یہ ہم کو معلوم ہے، یتیموں، بیواؤں اور مسکینوں کے ساتھ کیسا معاملہ کرتے تھے یہ ہم جانتے ہیں۔ یہاں تک کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ کی ظاہری صورت کا ایک ایک نقش ہمارے لیے محفوظ کر دیا، آپ کی داڑھی مبارک کیسی تھی، آپ کی آنکھیں مبارک کیسی تھیں، آپ کی بھنویں کیسی تھیں، آپ کی پیشانی کیسی تھی، آپ کا چہرہ مبارک کیسا تھا، ناک مبارک کیسی تھی، انگلیاں کیسی تھیں، پاؤں کیسے تھے، پاؤں کے تلوے کیسے تھے، پنڈلیاں کیسی تھیں، چلتے کیسے تھے، بیٹھتے کیسے تھے، مسکراتے کیسے تھے، روتے کیسے تھے، سرمہ کیسے لگاتے تھے، کنگھی کیسے فرماتے تھے، تیل کیسے لگاتے تھے، ایک ایک چیز کو اور ایک ایک ادا کو صحابہ کرام نے ہمارے لیے محفوظ کر دیا ہے۔ تو قیامت تک کے انسانوں کے لئے اگر کوئی نمونہ بن سکتا ہے تو وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے یہودی اور عیسائی بھی اس کا انکار نہیں کر سکتے آپ لائیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی اس میں آپ کو یہ ابواب نہیں ملیں گے کوئی عیسائی دکھائے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی میں سے کہ انہوں نے نکاح کیسے کیا تھا، وہ بیویوں کے ساتھ کیسا سلوک کرتے تھے، وہ بچوں کے ساتھ کیسا سلوک کرتے تھے، وہ فاتح بن کر کیسے داخل ہوتے تھے، وہ مفتوحہ اقوام کے ساتھ کیسے سلوک کرتے تھے، وہ تجارت کیسے کرتے تھے کوئی عیسائی دکھائے لیکن کوئی عیسائی تورات وانجیل سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی سے عیسائیوں کے سامنے بیان نہیں کر سکتا ہاں ہم الحمدللہ ساڑھے چودہ سو سال گزرنے کے باوجود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے یہ سارے ابواب بیان کر سکتے ہیں۔

یاد رکھیے! کہ انسان اپنے عمل میں کوئی کشش نہیں پاتا جبکہ اس کے سامنے نمونہ نہ ہو، ایک ہے نظریاتی طور پر علمی طور پر چیز کو بیان کرنا اور دوسرا ہے سامنے اس کا عملی نمونہ ہونا، عملی نمونہ جو ہے یہ انسان کے اندر عمل کا جذبہ پیدا کرتا ہے اسی لیے غالباً حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے فرمایا کہ انسان اس وقت تک کامیاب نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ کامیاب لوگوں کو نہ دیکھ لے اور جو شخص کامیاب لوگوں کو نہ دیکھے وہ خود بھی کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا، ایک عملی نمونہ جب سامنے ہوتا ہے تو انسان کے اندر ایک عمل کا جذبہ پیدا ہوتا ہے جب ہمارے سامنے ایک عملی نمونہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نو بیویاں تھیں ان کے حقوق ادا فرماتے تھے اور ساتھ عبادت بھی کرتے تھے، تہجد بھی پڑھتے

www.toobaaelibrary.com

تھے، تبلیغ بھی کرتے تھے، فیصلے بھی کرتے تھے اور بیواؤں کی اور یتیموں کی سرپرستی بھی فرماتے تھے تو ہمارے اندر، انسانوں کے اندر اس سے عمل کا ایک جذبہ پیدا ہوتا ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں یا کسی دوسرے نبی کے بارے میں بتایا جائے کہ وہ بڑی عبادت کرتے تھے لیکن یہ سارے پہلو موجود نہ ہوں کہ بیویوں کے حقوق بھی ادا کرتے تھے یا نہیں، اولاد کے حقوق بھی ادا کرتے تھے یا نہیں تو عمل کا وہ جذبہ پیدا نہیں ہوتا جو کہ عملی جذبہ سامنے نمونہ ہونے کے وقت پیدا ہوتا ہے۔

سید سلیمان ندویؒ اور ہندو فلسفی کی گفتگو

سید سلیمان ندویؒ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ بحری جہاز کے سفر میں مشہور ہندو فلاسفی اور شاعر تیمور ہمارے ساتھ سفر میں تھا اس نے اپنی طرف سے ایک نیا مذہب ایجاد کیا تھا جس کا نام رکھا تھا ''برہموں سماج مذہب'' اور اس کے قول کے مطابق دنیا میں جتنے بھی مذہب ہیں ان میں سے اچھی اچھی چیزیں اخذ کر لی تھیں اور اس کے بقول بری بری چیزیں چھوڑ دی تھیں تو سید سلیمان ندویؒ فرماتے ہیں میں نے اس سے پوچھا کہ تم نے اپنے بقول عیسائیت میں سے بھی اچھی چیزیں لے لیں یہودیت میں سے بھی، اسلام میں سے بھی اچھی اور اپنے خیال میں سے بری چیزیں چھوڑ دیں تو ہونا یہ چاہیے تھا کہ دنیا میں سب سے زیادہ تمہارا مذہب چلتا لیکن اچھی چیزیں جمع کرنے کے باوجود دنیا میں تمہارا مذہب رائج نہیں ہوا اس کی کیا وجہ ہے؟ تو اس نے جواب دیا کہ بات یہ ہے کہ مذہب تو بڑا اچھا بنا لیا لیکن اس کا کوئی عملی نمونہ ہمارے پاس موجود نہیں ہے لیکن مسلمانوں کے پاس ایک عملی نمونہ موجود ہے اس لئے اسلام ایسا مذہب ہے جو دنیا میں سب سے زیادہ چلتا ہے۔

میں عرض کر رہا تھا کہ حضور اکرم ﷺ بینہ ہیں اللہ نے فرمایا: لَمْ يَكُنِ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتٰبِ ۔ جو کافر ہیں خواہ اہل کتاب ہوں یا مشرکین ہوں وہ کفر و شرک سے اسوقت تک باز آنے والے نہیں تھے جب تک کہ ان کے پاس بینہ نہ آجاتی، واضح دلیل نہ آجاتی، نمونہ نہ آجاتا اور آگے فرمایا کہ وہ نمونہ کیا ہے فرمایا جو کہ پاکیزہ صحیفے پڑھتا ہے فِيهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ اس میں درست مضامین ہیں اللہ کا نبی پاکیزہ صحیفے پڑھتا ہے پاکیزہ صحیفے کون سے ہیں؟ قرآن کریم کی ایک سو چودہ سورتیں یہ حقیقت میں ایک سو چودہ صحیفے ہیں ہر صحیفہ ہر سورت اپنی جگہ پر کامل ہے اللہ نے سورۂ عبس میں فرمایا: فِي صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍ ﴿۱۳﴾ مَّرْفُوعَةٍ مُّطَهَّرَةٍ ﴿۱۴﴾ بِأَيْدِي سَفَرَةٍ ﴿۱۵﴾ كِرَامٍ بَرَرَةٍ ﴿۱۶﴾ میرا یہ کلام موجود ہے ایسے صحیفے میں جو مکرم ہے، معزز اور نیک لکھنے والوں کے ہاتھوں میں ہے۔ تو ایک سو چودہ سورتیں قرآن کے ایک سو چودہ صحیفے ہیں قرآن کے ایک سو چودہ صحیفے حضور ﷺ کے ایک سو چودہ معجزے بھی ہیں اس لیے کہ ہر سورت رسول اکرم ﷺ کا معجزہ بھی ہے اور فرمایا کہ فِيهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ ان صحیفوں میں درست مضامین ہیں کوئی مضمون بھی ایسا

www.toobaaelibrary.com

نہیں جو کہ غلط ہو قرآن اول سے آخر تک ہدایت کی کتاب ہے اس میں کوئی بات شک والی، تناقض والی، اختلاف والی نہیں پائی جاتی ہے یہ وہ کتاب ہے جس کا پہلا دعویٰ یہ ہے۔ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ۔ اس میں کوئی شک نہیں هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ۔ یہ متقین کے لئے ہدایت ہے سورہ حم سجدہ میں فرمایا: لَا يَأْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ۔ نہ باطل اس کے آگے سے آسکتا ہے نہ پیچھے سے آسکتا ہے۔ تَنْزِيْلٌ مِّنْ حَكِيْمٍ حَمِيْدٍ یہ کلام نازل کیا ہوا ہے اس اللہ کیطرف سے جو حکمت والا ہے اور قابل تعریف ہے۔

وَمَا تَفَرَّقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ (اہلِ کتاب نے اختلاف نہیں کیا مگر بعد اس کے کہ ان کے پاس واضح دلیل آگئی)۔

کچھ لوگ تو ایمان لے آئے اور کچھ نے انکار کیا جیسا کہ پہلے پارے میں اللہ نے فرمایا سورہ البقرہ کے اندر۔ اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ ۘ جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ میرے نبی کو ایسے پہچانتے ہیں جیسے کہ اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں ان کو حضور کی نبوت اور آپ کی سچائی کے بارے میں کوئی شک نہیں ہے تو ان کا اختلاف آپ کو پہچاننے کے بعد تھا اسی طرح سورہ آل عمران میں مسلمانوں سے کہا گیا۔ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ تَفَرَّقُوْا وَاخْتَلَفُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ ۭ تم ان لوگوں کیطرح نہ ہو جاؤ جن کے پاس واضح دلائل آگئے واضح دلائل آنے کے بعد وہ فرقہ فرقہ ہو گئے اور آپس میں اختلاف کرنے لگے جیسے آج مسلمانوں میں فرقے اور اختلاف اور بہت سے فرقے بغض، عناد اور ضد پر مبنی ہیں۔

رائے کا اختلاف مذموم نہیں

یاد رکھیے! کہ اختلاف رائے کی کوئی بات نہیں ہے یہ اختلاف ایسا ہے کہ بعض اوقات حضور اکرم ﷺ نے صحابہ سے اختلاف کیا، رائے کا اختلاف ہو سکتا ہے جنگ بدر کے بارے میں حضور ﷺ کی رائے تھی کہ ان کو رہا کر دیا جائے۔ لیکن حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی رائے یہ ہوئی کہ ان کو قتل کیا جائے اختلاف رائے ہوا حضور ﷺ کی رائے اور تھی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی رائے اور تھی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی رائے اس سے بالکل مختلف، غزوہ احد میں آپ جانتے ہیں کہ حضور کی رائے یہ تھی کہ مدینہ منورہ میں رہ کر دفاع کیا جائے لیکن نوجوان صحابہ کی رائے یہ ہوئی کہ نہیں مدینہ منورہ سے نکل کر کفار کا سامنا کیا جائے اور مقابلہ کیا جائے اور اس میں حضور کی رائے کے برعکس عمل ہوا حضور ﷺ کی رائے یہ تھی لیکن حضور ﷺ نے پھر نوجوان صحابہ کی رائے پر عمل کیا پھر آپ مدینہ منورہ سے باہر نکلے اور اسی وجہ سے عبداللہ بن ابی وغیرہ نے طعنے بھی دیئے کیونکہ خود عبداللہ بن ابی کی بھی رائے یہ تھی کہ مدینہ منورہ میں رہ کر دفاع کیا جائے لیکن دیکھیے اللہ نے مذمت عبداللہ بن ابی کی بیان فرمائی حالانکہ ان کی رائے حضور ﷺ کی رائے سے ملتی تھی اللہ نے ان صحابہ کی مذمت بیان نہیں فرمائی جن کی رائے حضور کی رائے سے مختلف تھی تو معلوم ہوا کہ رائے

www.toobaaelibrary.com

کا اختلاف یہ مذموم نہیں ہے لیکن ایسا اختلاف جو ضد پر مبنی ہو، عناد پر مبنی ہو، یہ حرام اور ناجائز ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان آپس میں اختلاف ہوا کئی معاملات جن میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا اختلاف ہوا حضرت علی رضی اللہ عنہ کا دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اختلاف ہوا لیکن رائے کا اختلاف آئمہ کرامؒ کے درمیان امام ابوحنیفہؒ امام شافعیؒ امام مالکؒ امام احمد بن حنبلؒ کے درمیان بھی ہے۔ لیکن ایسا اختلاف جو ضد پر مبنی ہو، جو خواہش پرستی پر مبنی ہو، جو عناد پر مبنی ہو، ایسا اختلاف حرام اور ناجائز ہے اور اسی اختلاف کے متعلق حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہودیوں کے اندر اکہتر فرقے تھے عیسائیوں کے اندر بہتر فرقے ہو گئے اور میری امت کے اندر تہتر فرقے ہو جائیں گے اور فرمایا کہ سارے کے سارے جہنم میں جائیں گے سوائے ایک فرقے کے پوچھا گیا مَنْ هُمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اے اللہ کے رسول! وہ کون سا فرقہ ہے جو جنت میں جائے گا اور جہنم سے بچ جائے گا؟ اللہ کے نبی نے فرمایا مَا اَنَا عَلَيْهِ وَاَصْحَابِيْ وہ فرقہ جو اس راستے پر قائم رہے گا جس پر میں ہوں اور میرے صحابہ رضی اللہ عنہم ہوں صرف ایک فرقہ دوسرا کوئی فرقہ جہنم میں جانے سے نہیں بچے گا۔ ایک سید وارث گزرے ہیں انہوں نے عجیب بات کہی ہے کہتے ہیں کہ حسد کا جو لفظ ہے اس کے اندر علم الاعداد کے اعتبار سے بہتر کا عدد پایا جاتا ہے تو انہوں نے اس سے یہ نکتہ نکالا کہ بہتر فرقے جہنم میں جائیں گے ان کے اندر ضد اور عناد پایا جائے گا اور ایک فرقہ جو جنت میں جائے گا وہ ہو گا جو ضد عناد اور حسد سے بچا ہو گا تو مطلقاً اختلاف برا نہیں لیکن ایسا اختلاف جو ضد اور حسد پر مبنی ہو جان بوجھ کر دلیل کو دیکھتے ہوئے قرآن اور حدیث کو سامنے رکھتے ہو پھر بھی اختلاف کرتا ہے ایسا اختلاف مذموم ہے۔

عبادت الٰہی واجب ہے

وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ

اور ان اہلِ کتاب کو یہ حکم دیا گیا تھا۔ کہاں حکم دیا گیا؟ قرآن میں حکم دیا گیا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے کہ ایک اللہ کی عبادت کرو، اسی کے لئے دین کو خالص کرتے ہوئے۔ اللہ کی عبادت کس لئے کرنی چاہیے؟

یاد رکھیں اہل سنت والجماعت کا مذہب یہ ہے کہ اللہ کی عبادت واجب ہے کیوں واجب ہے لِاَنَّكَ عَبْدٌ وَهُوَ رَبٌّ اس لیے کہ تم اللہ کے بندے ہو اور وہ تمہارا رب ہے عبادت اس لیے واجب نہیں تا کہ جہنم کی آگ سے بچ سکیں تا کہ جنت کی نعمتیں حاصل کر سکیں یقیناً جس سے اللہ راضی ہو جائے گا اور جو عبادت کرے گا وہ جہنم کے شعلوں سے بھی بچے گا اور جنت کی نعمتوں کا بھی حقدار ہو گا لیکن جہاں تک عبادت کے فرض اور واجب ہونے کا تعلق ہے تو عبادت اس لیے فرض نہیں ہے تا کہ ہم آگ سے بچ سکیں اور تا کہ جنت کی نعمتیں حاصل کر سکیں بلکہ اس لیے کہ ہم بندے ہیں اور وہ ہمارا رب ہے۔ ارے اللہ کے بندو! ہم اولاد سے کہتے ہیں کہ تم اپنے باپ کی فرمانبرداری نہیں

www.toobaaelibrary.com

کرتے ہو وہ باپ ہے تم اس کی اولاد ہو کیا کوئی بیٹا ایسا ہے جو یہ کہے کہ میں اپنے والدین کی فرمانبرداری اس لیے کرتا ہوں تا کہ مجھے روٹی ملے، تا کہ مجھے جیب خرچ ملے، تا کہ مجھے پیسے ملیں، تا کہ مجھے تنخواہ ملے وہ کیسا بدنصیب بچہ ہے جو یہ جواب دے کہ میں والدین کی خدمت اور اطاعت اس لیے کرتا ہوں تا کہ مجھے کچھ مادی فائدہ حاصل ہو اگر اولاد کے بارے میں ہم یہ برداشت نہیں کر سکتے کہ وہ کسی مادی فائدے کے لیے ہماری اطاعت کرے لہٰذا اللہ کی عبادت اس لیے واجب ہے کہ وہ ہمارا رب ہے، ہم پر اس کی عبادت لازم ہے۔ واللہ اعلم بالصواب یہ واقعہ کہاں تک صحیح ہے سمجھانے کے لئے بعض لوگوں نے یہ نقل کیا ہے اور کسی نے حضرت رابعہ بصریؒ کی طرف منسوب کیا ہے اور کسی نے کسی دوسرے بزرگ کی طرف منسوب کیا ہے دیکھا کہ رات کو ایک ہاتھ میں آگ اور ایک ہاتھ میں پانی لے کر جا رہی ہیں فرمانے لگیں کہ دل یہ چاہتا ہے کہ اس چراغ سے جنت کو آگ لگا دوں اور اس پیالے سے جہنم کی آگ بجھا دوں تا کہ کوئی بھی عبادت اللہ کی جہنم کے ڈر سے اور جنت کی لالچ میں نہ کرے بلکہ عبادت کرے تو صرف اللہ کی رضا کے لئے کرے کہ وہ ہمارا رب ہے ہمارا مالک ہے اس نے ہمیں پیدا کیا ہمارا محسن ہے ہماری زندگی کی ایک سانس اندر اور باہر نہیں آسکتی اگر وہ اللہ نہ چاہے ہمارے پیٹ میں ایک لقمہ نہیں جا سکتا اگر وہ اللہ نہ چاہے ایسی ایسی بیماریوں میں لوگ مبتلا ہیں پانی نہیں پی سکتے، کھانا نہیں کھا سکتے، تو ہم اللہ کی عبادت اس لیے کرتے ہیں کہ ہم پر دم بدم، لحہ بہ لحہ، قدم بقدم اس کے احسانات کا سلسلہ جاری ہے، وہ ہمارا رب ہے۔

اخلاص عبادت کی جان ہے

اصل چیز تو ہے اللہ کی رضا، اسی سے عبادت میں، عمل میں جان پیدا ہوگی، وزن پیدا ہوگا عبادت چاہے صدقہ وخیرات، حج وعمرہ، نماز، روزہ جو بھی نیکی کا عمل ہے صرف اس اللہ کو راضی کرنے کے لئے ہو، نہ شہرت، نہ تعریف، نہ جنت کوئی چیز بھی مقصود نہیں، بعض حضرات نے تو یہاں تک کہہ دیا اللہ اکبر یہ وہ لوگ تھے جو اخلاص کی انتہاء پر تھے اللہ ہمیں بھی وہ اخلاص عطا فرمائے امین۔ انہوں نے کہا کہ اگر میں جنت کے لئے عبادت کرتا ہوں تو پھر گویا کہ میں نے اللہ کو معبود نہیں مانا بلکہ جنت کو معبود بنا لیا ہے یعنی جنت بھی مقصود نہیں اصل مقصود تو اللہ کی رضا ہے ہاں جنت مقصود اس لیے ہے کہ وہ اللہ کی رضا کی جگہ ہے لیکن ایسی جنت کس کام کی جس جنت میں اللہ کی رضا نہ ہو تو اصل چیز یہ ہے کہ اللہ پاک راضی ہو جائے اس کو راضی کرنے کے لئے خالص اسی کی عبادت کرے، اخلاص عبادت کا مغز ہے، عبادت کی روح ہے، عبادت کے اندر اس سے وزن پیدا ہوتا ہے۔

حدیث قدسی ہے اللہ کے نبی نے فرمایا کہ اللہ کہتا ہے کہ میں سارے شریکوں کے شرک سے غنی ہوں جو شخص ایسا عمل کرتا ہے جس میں دوسرے کو بھی شریک کرتا ہے تو میں اس کو شرک کے ہی حوالے کر دیتا ہوں مجھے اس کے عمل کی

www.toobaaelibrary.com

کوئی ضرورت نہیں ہے۔

حنیف کا حقیقی مفہوم

حُنَفَآءَ وَيُقِيمُوا الصَّلَاةَ (وہ اللہ کی یکسو ہو کر عبادت کریں اور نماز قائم کریں)

حنفاء حنیف کی جمع ہے سب سے یکسو ہو کر، سب سے کٹ کر اللہ کی طرف مائل ہو کر وہ اللہ کی عبادت کرتے ہیں۔ آپ جانتے ہیں کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لیے جو الفاظ استعمال فرمائے ہیں کئی جگہ پر حَنِيفًا مُّسْلِمًا وہ حنیف اور مسلم تھے، حنیف کا کیا مطلب؟ سب سے کٹ کر ایک اللہ کے ساتھ جڑے ہوئے تھے، سب سے ہٹ کر اللہ کی طرف مائل ہو گئے تھے اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ بیوی بچوں کو چھوڑ دے، والدین کو چھوڑ دے، بھائی بہنوں کو چھوڑ دے، معاشرے کو چھوڑ دے، کاروبار کو چھوڑ دے، نہیں بلکہ تھوڑا سا نیت کا رخ بدل لے سب سے تعلق ہو لیکن اس لیے تعلق ہو کہ میرے اللہ کا حکم ہے، والدین کی خدمت کرتا ہے تو اس لیے کہ میرے اللہ کا حکم ہے، اولاد پر شفقت کرتا ہے تو اس لیے کہ میرے اللہ کا حکم ہے، دنیا داری کرتا ہے تو اس لیے کہ میرے اللہ کا حکم ہے، جو کام بھی کرے تو اللہ کی رضا کے لیے کرے انشاء اللہ یہ سارے کام دین بنتے جائیں گے۔

نماز اور زکوۃ کو اکٹھا ذکر کرنے کی حکمت

اور یہ ان کو حکم دیا گیا تھا کہ نماز قائم کریں وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ اور زکوۃ دیں۔ قرآن کریم میں اکثر اللہ نے ان دونوں عبادتوں (نماز اور زکوۃ کو) کو اکٹھے ذکر کیا ہے وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ. يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ۔ اکثر دونوں کو اکٹھا ذکر کیا اس لیے کہ ہمارے اوپر جسمانی عبادت بھی واجب ہے اور مالی عبادت بھی واجب ہے نماز ایک جسمانی عبادت ہے اور زکوۃ ایک مالی عبادت ہے دونوں عبادتوں کا ہونا ضروری ہے اور بعض حضرات نے کہا ہے کہ اصل میں بڑی بیماریاں انسان کے اندر دو ہیں ایک حب مال کی بیماری، اور ایک حب جاہ کی بیماری ایک مال کی محبت اور دوسرا بڑا بننے کی محبت، اونچا بننے کی محبت، سب لوگ میری عزت کریں، سب لوگ مجھے سلام کریں یہ دو بیماریاں انسان کے اندر زیادہ ہیں نماز یہ حب جاہ کا علاج ہے جو حقیقتاً نماز کو روح کے ساتھ ادا کرتا ہے تو اس کے اندر سے تکبر اور بڑائی نکل جاتی ہے اور عاجزی آجاتی ہے اور زکوۃ حب مال کی بیماری کا علاج ہے جب اللہ کی راہ میں خرچ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو مال کی محبت سے پاک فرماتے ہیں تو اکثر اللہ نے قرآن میں ان دونوں کو اکٹھا ذکر کیا ہے۔ تو فرمایا کہ ان کو حکم دیا تھا کہ وہ اللہ کی عبادت کریں اسی کے لیے دین کو خالص کرتے ہوئے حنفاء اور اللہ ہی کی طرف مائل ہو کر وَيُقِيمُوا الصَّلَاةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ اور فرمایا کہ یہی ہے درست دین۔

www.toobaaelibrary.com

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِيْنَ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ

(بے شک وہ لوگ جو کافر ہیں اہل کتاب ہوں یا مشرکین وہ جہنم کی آگ میں ہوں گے اس میں ہمیشہ رہیں گے)۔

بدترین افراد

اُولٰٓئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ ؕ۶ (یہ مخلوق میں سے بدترین لوگ ہیں)۔

کون؟ وہ لوگ جو کفر کرنے والے ہیں، اللہ کا انکار کرنے والے ہیں، جو اللہ کے ساتھ دوسروں کو شریک ٹھہرانے والے ہیں۔ دوسری جگہ اللہ نے فرمایا: اِنَّ شَرَّ الدَّوَابِّ عِنْدَ اللّٰهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ زمین پر جتنے بھی چوپائے چلتے پھرتے ہیں چاہے وہ گدھا ہو، چاہے وہ کتا ہو، چاہے وہ خنزیر ہو، چاہے وہ سانپ اور بچھو ہو ان سب میں سے بدترین وہ ہیں جو اللہ کے ساتھ کفر کرتے ہیں، اللہ کا انکار کرتے ہیں اور ایمان نہیں لاتے فرمایا کہ مخلوق میں سے بدترین لوگ ہیں چاہے وہ چاند پر چلے جائیں، چاہے وہ سورج کو مسخر کرلیں، ہواؤں کو مسخر کرلیں دولت کے انبار لگالیں ترقی کی انتہاء پر پہنچ جائیں لیکن اگر وہ کفر کرنے والے ہیں تو وہ مخلوق میں سے بدترین ہیں۔

ایمان کے بغیر انسان جانوروں سے بھی بدتر ہے

میرے بزرگو اور دوستو!

یہ بات دل کی گہرائی میں اتار لیجیے کہ اگر ہمارے اندر ایمان نہیں ہے تو ہم گلی کے خارش زدہ کتے سے بھی بدتر ہیں وہ ہم سے بہتر ہے اگر ہم دنیا سے بغیر ایمان کے جاتے ہیں تو یہ گلی میں پھرنے والے کتے ہم سے بہتر ہیں ہم ان سے بدتر ہیں، ایمان کی محبت اور عظمت دل میں پیدا کیجیے اور کفر اور شرک کی نفرت دل میں بٹھایئے اس میں شک نہیں ہے کہ کفار میں سے بعض لوگ ایسے ہیں کہ ان کے اعمال اور اخلاق بہت اعلیٰ درجے کے ہیں لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہم کہیں کہ کفر بہت اعلیٰ ہوتا ہے اس لیے کہ کافر کے اعمال بڑے اچھے ہیں لہٰذا کفر بڑی اچھی چیز ہے اور اگر ایک مومن کے اعمال گندے اور برے ہیں تو معاذ اللہ ہم کہنا شروع کردیں کہ ایمان بری چیز ہے ہم یہ کہیں گے کہ کافر کے اندر جو اچھے اعمال و اخلاق ہیں یہ اصل میں تو مسلمان کے اندر ہونے چاہیے تھے یہ مومن کی میراث ہے اچھے اعمال، اچھے اخلاق لیکن مومن نے چھوڑ دیا اور کافروں نے اپنا لیا مومنوں کو یہ اعمال و اخلاق اپنانے چاہئیں اور آگے فرمایا:

www.toobaaelibrary.com

بہترین لوگ

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ ۝

(بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال کیے وہ مخلوق میں سے بہترین لوگ ہیں)

ساری مخلوق میں سے اچھے لوگ ہیں کون سے لوگ؟ جن کے اندر ایمان اور عمل صالح کی صفت ہے۔ یہ بھی غور فرمایئے کہ قرآن کریم میں اکثر مقامات پر اللہ نے ایمان اور عمل صالح دونوں کو اکٹھے ذکر کیا ہے۔ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ۔ جگہ جگہ قرآن پاک میں یہی آیت ہے سورۂ عصر میں فرمایا: اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ۔ وہ لوگ خسارے سے بچیں گے جو ایمان لائے اور جنہوں نے نیک اعمال کیے۔ معلوم ہوا کہ جب دل کی گہرائی میں ایمان جڑ پکڑ لیتا ہے تو پھر اعمال صالحہ انسان سے ضرور سرزد ہوتے ہیں اور اگر اس سے اعمال صالحہ سرزد نہیں ہو رہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ایمان دل کی گہرائی میں ابھی بیٹھا نہیں ہے ایمان زبان پر ہے اندر نہیں اترا اگر ایمان اس کے باطن میں اتر جاتا تو اعمال صالحہ کی اس کو ضرور توفیق ہوتی۔

جَزَآؤُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ (ان کا ان کے رب کے ہاں بدلہ ہے)

جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۔ (ایسے باغات جن کے ساتھ نہریں جاری ہیں)

خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ (ان میں ہمیشہ رہیں گے) رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ (اللہ ان سے راضی ہو گیا)

وَرَضُوْا عَنْهُ (وہ اللہ سے راضی ہو گئے)

اللہ تو راضی ہو گیا اس کا مطلب تو واضح ہے بندوں کے راضی ہونے کا کیا مطلب ہے؟

جنتیوں کے لئے سب سے بڑی نعمت

بات یہ ہے کہ اللہ قیامت کے دن بندوں کو راضی کرے گا۔ ایک حدیث میں آتا ہے بخاری ومسلم کی روایت ہے جب اہل ایمان اور اعمال صالحہ کرنے والے جنت میں چلے جائیں گے تو اللہ پاک اپنے بندوں سے سوال کرے گا کیا تم مجھ سے راضی ہو وہ تعجب سے پوچھیں گے اے اللہ! ہم آپ سے کیوں نہ راضی ہوں آپ نے تو ہم پر بڑے احسانات کیے ہیں بڑی نعمتیں عطا کی ہیں۔ ایسی جنت عطا کی ہے جو ہمارے تصور میں بھی نہیں تھی۔ اللہ فرمائیں گے کہ میں ایک اور چیز آج تمہیں عطا کر رہا ہوں جو شاید تمہارے خیال میں بھی نہ ہو، سوچیں گے وہ کون سی چیز ہے جو ہمیں ابھی تک نہیں ملی جو ہمارے خیال میں بھی نہ تھی، اللہ فرمائیں گے اُحِلُّ عَلَيْكُمْ رِضْوَانِيْ فَلَا

www.toobaaelibrary.com

أَسْخَطُ عَلَيْكُمْ أَبَدًا اے میرے بندو! دنیا میں جب تک تم تھے تمہیں اندیشہ لگا رہتا تھا کہ کہیں اللہ ناراض نہ ہو جائے تم نماز بھی پڑھتے تھے پھر بھی اندیشہ لگا رہتا تھا، حج بھی کرتے تھے اندیشہ لگا رہتا تھا کہ اللہ ناراض نہ ہو جائے لاکھوں روپیہ خرچ کرتے تھے پھر بھی ڈرتے رہتے تھے اللہ ناراض نہ ہو جائے آج میں یہ تمہارا اندیشہ دور کرتا ہوں آج میں تم سے اپنی رضا کا اعلان کرتا ہوں، آج کے بعد میں تم سے کبھی ناراض نہیں ہوں گا اور یہ اللہ کی سب سے بڑی عطا ہوگی۔ ارے ایک نہیں لاکھوں جنتیں اللہ کی رضا پر قربان، ایک حور نہیں کروڑوں حوریں اللہ کی رضا پر قربان کہ اللہ اعلان فرمادے کہ میں ان سے راضی ہوں۔

یہاں سے آپ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی خوش نصیبی کا بھی اندازہ کرلیں دوسرے اہل ایمان کے لیے اللہ جنت میں اعلان کرے گا کہ میں تم سے راضی ہو گیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے اللہ نے دنیا میں اعلان کردیا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ اللہ ان سے راضی ہو گیا اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے کتنا بڑا مقام ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا۔

ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهٗ ﴿٨﴾ (یہ اس کے لیے ہے جو اپنے رب سے ڈرتا ہے)

اللہ کہتا ہے کہ یہ رضا اس کے لیے ہے جو اپنے رب سے ڈرتا ہے یاد رکھئے اصل میں اللہ سے ڈرنے والے وہ ہیں جن کو اللہ کی معرفت اور پہچان حاصل ہو جاتی ہے اللہ نے فرمایا اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا۔ اللہ کے بندوں میں سے جو اللہ سے ڈرنے والے ہیں وہ ہیں جو علم والے ہیں یہ نہیں کہ صرف لفظوں کا علم آ جائے ایسے لوگ جن کے دلوں میں اللہ کی عظمت آ جائے، اللہ کا خوف آ جائے اور اللہ کا ڈر آ جائے۔ تو جو اللہ سے ڈرنے والے ہیں ان کے لیے اللہ جنت میں اعلان فرمائے گا اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ان خوش نصیبوں میں سے بنا دے۔ آمین

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

www.toobaaelibrary.com

بسم الله الرحمن الرحيم

www.toobaaelibrary.com

سُوْرَةُ الزِّلْزَالِ مَدَنِيَّة

موضوع

جب زمین پر زلزلہ برپا ہوگا

www.toobaaelibrary.com

ایاتُھا ۸ (۹۹) سُوْرَۃُ الزِّلْزَالِ مَدَنِیَّۃٌ (۹۳) رکوعاتُھا ۱

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَھَا ۱ وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَھَا ۲ وَقَالَ الْاِنْسَانُ
مَا لَھَا ۳ یَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَھَا ۴ بِاَنَّ رَبَّکَ اَوْحٰی لَھَا ۵ یَوْمَئِذٍ یَّصْدُرُ
النَّاسُ اَشْتَاتًا ۙ لِّیُرَوْا اَعْمَالَھُمْ ۶ فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ خَیْرًا یَّرَہٗ ۷ وَمَنْ
یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ شَرًّا یَّرَہٗ ۸

ترجمہ:...... جب زمین اپنے بھونچال سے جھنجھوڑ دی جائے گی (۱) اور زمین اپنے بوجھ باہر نکال دے گی۔ (۲) اور اِنسان کہے گا کہ اس کو کیا ہوگیا ہے؟ (۳) اُس دِن زمین اپنی ساری خبریں بتادے گی (۴) کیونکہ تمہارے پروردگار نے اُسے یہی حکم دیا ہوگا۔ (۵) اُس روز لوگ مختلف ٹولیوں میں واپس ہوں گے، تاکہ اُن کے اعمال اُنہیں دِکھا دیئے جائیں۔ (۶) چنانچہ جس نے ذرّہ برابر کوئی اچھائی کی ہوگی، وہ اُسے دیکھے گا (۷) اور جس نے ذرّہ برابر کوئی برائی کی ہوگی، وہ اُسے دیکھے گا۔ (۸)

فضائل سورت

یہ سورۂ زلزال ہے مدنی سورت ہے اور اس میں آٹھ آیات ہیں۔ اس کی فضیلت کے بارے میں ترمذی شریف میں حضور اقدس ﷺ کا ارشاد منقول ہے کہ آپ نے فرمایا کہ سورۂ اِذَا زُلْزِلَتْ یہ نصف قرآن کے برابر ہے۔ علماء فرماتے ہیں کہ انسانی زندگی کے دو حصے ہیں دنیا کی زندگی اور آخرت کی زندگی اور اس سورتِ مبارکہ میں اللہ پاک نے آخرت کی زندگی کا ذکر فرمایا ہے اس لئے آپ ﷺ نے اس کو آدھے قرآن کے برابر ٹھہرایا۔ فرمایا:

اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَھَا ۱ (جب زمین میں زلزلہ برپا ہوجائے گا، جب زمین کو ہلا دیا جائے گا)

قیامت کا زلزلہ اور اس کی ہولناکی

یہ قیامت کا تذکرہ ہے اور اس زلزلہ کا ذکر اللہ پاک نے سورۂ حج میں بھی فرمایا ہے سورۂ حج کی ابتداء ان آیات سے ہوتی ہے۔ یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمْ اے لوگو! ڈرو اپنے پروردگار سے اِنَّ زَلْزَلَۃَ السَّاعَۃِ شَیْءٌ عَظِیْمٌ بیشک قیا

www.toobaaelibrary.com

مت کا زلزلہ بہت بڑی چیز ہے۔ یَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّا أَرْضَعَتْ جس دن تم دیکھو گے کہ ہر دودھ پلا نے والی اپنے دودھ پیتے بچے سے غافل ہو جائے گی۔ علماء کہتے ہیں دو لفظ ہیں ایک ہے مرضع اور دوسرا ہے مرضعہ۔ مرضع کا معنی مطلقاً دودھ پلانے والی خواہ اس وقت وہ دودھ پلا رہی ہو یا دودھ نہ پلا رہی ہو اور مرضعہ کا لفظ اس وقت بولا جاتا ہے کہ جب ماں دودھ پلا رہی ہو تو جس وقت ماں بچے کو دودھ پلا رہی ہوتی ہے اس وقت ماں کی محبت بچے سے زیادہ ہوتی ہے، اس محبت کے باوجود جب قیامت کا زلزلہ برپا ہوگا تو وہ اپنے دودھ پیتے بچے سے غافل ہو جائے گی۔ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا اور حمل والی کا حمل خوف اور دہشت کی وجہ سے گر جائے گا۔ وَتَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى اور تم لوگوں کو دیکھو گے کہ وہ مدہوش دکھائی دیں گے، جیسا کہ وہ اپنے آپ میں نہیں ہیں، جیسے دیوانے ہوتے ہیں، جیسے ان کے اندر عقل اور فکر نہیں ہے۔ وَمَا هُمْ بِسُكٰرٰى حالانکہ وہ بے ہوش نہیں ہوں گے وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ لیکن اللہ کا عذاب بڑا سخت ہوگا۔ اسی طرح سورۂ واقعہ میں بھی فرمایا گیا۔ إِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ لَيْسَ لِوَقْعَتِهَا كَاذِبَةٌ جب وہ واقع ہونے والی واقع ہو جائے گی اس واقع ہونے میں کوئی جھوٹ اور غلط بیانی نہیں ہے۔ خَافِضَةٌ رَّافِعَةٌ وہ واقع ہونے والی یعنی قیامت کسی کو نیچے کر دے گی، کسی کو اوپر کر دے گی، کسی کو ذلیل کر دے گی اور کسی کو عزت والا بنا دے گی۔ کسی کو جہنم میں گرا دے گی اور کسی کو جنت کا حقدار بنا دے گی۔ إِذَا رُجَّتِ الْأَرْضُ رَجًّا وَّبُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا جب زمین کو سخت حرکت دی جائے گی اور پہاڑ ریزہ ریزہ کر دیئے جائیں گے۔ فَكَانَتْ هَبَاءً مُّنْبَثًّا پہاڑ بکھرے ہوئے، اڑتے ہوئے گرد و غبار کی طرح ہو جائیں گے۔ تو اس زلزلے کا اور قیامت کے منظر کا ذکر اللہ پاک نے قرآن کریم کی کئی آیات میں فرمایا ہے۔ بلکہ اگر آپ قرآن پاک کا مطالعہ فرمائیں تو توحید کے بعد آپ کو قرآن کریم میں جو سب سے زیادہ مضمون ملے گا وہ قیامت اور آخرت کا مضمون ملے گا بالخصوص وہ سورتیں جو نبوت کے ابتدائی زمانہ میں نازل ہوئیں ان میں آخرت کا اور قیامت کا کثرت کے ساتھ ذکر ہے اس لئے کہ قیامت پر اگر انسان کا یقین آجائے تو پھر اس کے لئے حرام سے، گناہ سے، اللہ کی نافرمانی سے، بغاوت اور سرکشی سے، جہنم میں لے جانے والے اعمال سے بچنا آسان ہو جاتا ہے اور اس کے دل میں نیکی کی، اللہ کو راضی کرنے کی اور جنت میں لیجانے والے اعمال کی محبت اور شوق پیدا ہو جاتا ہے۔ اس لئے پہلے تو قیامت کا یقین دلوں میں پیدا کیا گیا جہنم کا خوف اور جنت کی طلب اور رغبت پیدا کی گئی۔ دلوں میں جب یقین پیدا ہو گیا تو اس کے بعد حلال اور حرام کے احکام نازل ہوئے۔

قرآن کریم کی کئی سورتوں میں بالخصوص جو آخری پاروں کی سورتیں ہیں جو کہ اگرچہ اس وقت موجودہ ترتیب میں تو آخر میں ہیں ان میں اکثر سورتیں نبوت کے ابتدائی زمانہ میں نازل ہوئیں تو ان میں قیامت کا، آخرت کا، وہاں کے مناظر کا، وہاں کی سختی کا اور وہاں کے عذابوں کا اور وہاں کے حساب کا، پکڑ دھکڑ کا اور انسان کی آپا دھاپی کا اور نفسا نفسی کا اضطراب اور پریشانی کا بار بار تذکرہ آیا ہے۔

www.toobaaelibrary.com

قیامت کے مناظر کی جھلک

اور خود حضور اقدس ﷺ نے قیامت کے منظر کی شدت کو متعدد احادیث میں بیان فرمایا۔ مسلم میں ایک حدیث ہے کہ رسول اقدس ﷺ نے فرمایا جب قیامت واقع ہوگی تو سورج مخلوق کے قریب آجائے گا اور اتنا قریب آجائے گا کہ صرف ایک میل کی مسافت کے قریب آجائے گا پھر انسانوں کو ان کے اعمال کے مطابق پسینہ آئے گا اتنا پسینہ آئیگا کہ کسی کا پسینہ اس کے ٹخنوں تک ہوگا، کسی کا پسینہ اس کے گھٹنوں تک ہوگا، کسی کا پسینہ اس کے کولہوں تک اور کسی کا کمر تک ہوگا اور کئی ایسے بھی ہوں گے کہ انکا پسینہ ان کے منہ میں داخل ہو رہا ہوگا۔ ترمذی شریف میں ایک روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ قیامت میں انسانوں کو تین قسموں میں تقسیم کیا جائے گا کچھ وہ ہوں گے جو پیدل چل رہے ہوں گے کچھ وہ ہوں گے جن کے لئے سواریوں کا انتظام کر دیا جائے گا اور کچھ ایسے بدنصیب ہوں گے جن کو ان کے چہروں کے بل گھسیٹا جائے گا۔ اور چہروں کے بل چلیں گے پوچھا گیا اے اللہ کے نبی! چہرے کے بل کوئی کیسے چل سکتا ہے؟ اللہ کے نبی نے فرمایا کہ وہ اللہ جو انسان کو پیروں پر چلا سکتا ہے وہ انسان کو منہ کے بل اور الٹا چلا سکتا ہے اور وہ منہ کے ذریعہ سے ٹیلہ اور ہر کانٹے سے بچنے کی کوشش کریں گے۔ اور ابوداؤد میں ایک روایت ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھے جہنم یاد آ گئی، جہنم کے عذاب یاد آ گئے اور جہنم کی تکلیف اور شدت یاد آ گئی اور اس کی تکلیف اور شدت کو یاد کر کے میں رونے لگی حضور اکرم ﷺ نے مجھ سے پوچھا کیوں رو رہی ہو، میں نے عرض کیا، اللہ کے نبی! جہنم کے عذاب کو یاد کر کے رو رہی ہوں، پھر میں نے سوال کیا کہ قیامت کے دن آپ اپنے اہل و عیال کو بھی یاد رکھیں گے۔

قیامت کے دن تین مقامات میں کوئی کسی کو یاد نہیں کرے گا

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اے عائشہ! قیامت کے دن تین مواقع اور تین مقام ایسے ہوں گے جن میں کوئی بھی کسی کو یاد نہیں کرے گا، سب رشتے بھول جائیں گے۔

۱)...... پہلا موقع وہ ہوگا جبکہ اعمال کا وزن کیا جا رہا ہوگا اس وقت تک وہ کسی رشتے کو یاد نہیں کرے گا جب تک یہ پتہ نہیں چل جائے گا کہ اس کا ترازو ہلکا ہے یا اس کا ترازو بھاری ہے۔ فَاَمَّا مَنۡ ثَقُلَتۡ مَوَازِيۡنُهٗ فَهُوَ فِىۡ عِيۡشَةٍ رَّاضِيَةٍؕ وَاَمَّا مَنۡ خَفَّتۡ مَوَازِيۡنُهٗ فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ ؕ جس کے ترازو اور اعمال وزنی ہوں گے وہ من پسند زندگی میں ہوگا، اللہ فرمائے گا قیامت کے دن کہ تم دنیا میں قدم قدم پہ یہ سوچتے تھے کہ اللہ اس کام سے راضی ہوتا ہے یا نہیں اور ہر کام کرتے وقت یہ سوچ لیا کرتے تھے کہ اللہ کی اس میں رضا ہے یا ناراضگی آج قیامت کے دن تم یہ نہیں سوچو گے کہ تم نہیں پوچھو گے کہ اے اللہ! اس کام میں آپ کی رضا ہے یا ناراضگی آج میں تم سے پوچھوں گا کہ میرے بندو! تم بتاؤ کہ تم کس حالت میں راضی ہو؟ تم کیا چاہتے ہو؟ وَاَمَّا مَنۡ خَفَّتۡ مَوَازِيۡنُهٗ فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ اور

www.toobaaelibrary.com

جن کے ترازو اور جن کے اعمال ہلکے ہوں گے جن کا ٹھکانہ ھَاوِیَہ ہوگا وَمَا اَدْرٰكَ مَا هِيَهْ لوگو! تمہیں کیا خبر کہ ھاویہ کیا ہے؟ نَارٌ حَامِيَةٌ وہ بھڑکتی ہوئی، بڑی شدید، مہلک اور تیز آگ ہے۔

۲)......دوسرا موقع اے عائشہ! وہ ہوگا جب اعمال نامے دیئے جائیں گے کسی کا اعمال نامہ اس کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا جو کہ اس بات کی نشانی ہے کہ یہ شخص کامیاب ہوگیا فَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ فَيَقُوْلُ هَاؤُمُ اقْرَءُوْا كِتٰبِيَهْ وہ خوشی کے مارے چلا چلا کے کہے گا لوگو! آؤ میرا اعمال نامہ پڑھو، دیکھو آج میری زندگی کا نتیجہ کیا نکلا ہے۔ اِنِّيْ ظَنَنْتُ اَنِّيْ مُلٰقٍ حِسَابِيَهْ مجھے یقین تھا کہ حساب ضرور ہوگا، زندگی کے پل پل کا حساب دینا ہوگا، کیونکہ مجھے یقین تھا اس لئے میں نے زندگی اس طریقے سے گزاری تھی کہ کل قیامت کے دن اللہ کو حساب دے سکوں فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ بھی من پسند زندگی گزارے گا جیسا چاہے گا ویسے زندگی گزارے گا اور جس کا اعمال نامہ اس کے بائیں ہاتھ میں دیا گیا فَيَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ لَمْ اُوْتَ كِتٰبِيَهْ وہ کہے گا ہائے کاش! مجھے میرا اعمال نامہ دیا ہی نہ جاتا وَلَمْ اَدْرِ مَا حِسَابِيَهْ مجھے پتا ہی نہیں چلتا کہ حساب کیا ہے؟ يٰلَيْتَهَا كَانَتِ الْقَاضِيَةَ مَآ اَغْنٰى عَنِّيْ مَالِيَهْ میرا مال اور دولت میرے کسی کام نہیں آیا هَلَكَ عَنِّيْ سُلْطٰنِيَهْ میری عزت، میرا رعب، میرا دبدبہ، میری دنیا کی وجاہت، میری کرسی، میرا اقتدار، میری وزارت، میری بادشاہت، میری چوہدراہٹ، میری سرداری وہ کسی کام نہیں آئی، سب ضائع چلا گیا۔ تو اے عائشہ! یہ دوسرا موقع ہوگا جبکہ کوئی کسی کو یاد نہیں کرے گا۔ یہاں تک کہ اس کا اعمال نامہ اس کے ہاتھ میں نہ دے دیا جائے، وہ یہ نہ جان لے کہ میرا اعمال نامہ دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا یا کہ بائیں ہاتھ میں۔

۳)......اور اے عائشہ! تیسرا مقام وہ ہوگا جبکہ لوگ پل صراط سے گزریں گے کچھ وہ ہوں گے جو گزرتے ہوئے جہنم میں گر جائیں گے اور کچھ وہ ہوں گے جو گزرتے ہوئے جنت میں داخل ہو جائیں گے جب تک وہ پُل کو پار نہیں کریں گے اس وقت تک کوئی کسی کو یاد نہیں کریگا۔ ہاں جب ان حالات سے فارغ ہو جائیں گے جنت والے جنت میں پہنچ جائیں گے پھر اپنوں کو یاد کریں گے اور اپنوں کے ساتھ محبت اور تعلق کا اظہار کریں گے۔

مجھے یہ بتانا تھا کہ خود قرآن میں بھی قیامت کے منظر کو بیان کیا گیا ہے اور اس کی شدت کو بتایا گیا ہے تاکہ بندے اس قیامت کے آنے سے پہلے اس کی تیاری کر لیں اور خود حضور اکرم ﷺ نے بھی قیامت کے مناظر کی سختی کو اور ہولناکی کو اور خطرناکی کو بیان فرمایا ہے یہاں فرمایا اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا جب زمین ہلا دی جائے گی زمین میں زلزلہ برپا ہو جائے گا۔

زمین کے خزانے ظاہر ہو جائیں گے

وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا ۝۲ (زمین اپنے بوجھ باہر نکال دے گی)

www.toobaaelibrary.com

اثقال ثقل کی جمع ہے زمین اپنا بوجھ باہر نکال دے گی، زمین کا بوجھ کیا ہے؟ زمین کا بوجھ ایک تو وہ انسان ہیں جو زمین میں دفن کئے گئے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر اس دنیا کے آخری انسان تک جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اَفَلَا یَعۡلَمُ اِذَا بُعۡثِرَ مَا فِی الۡقُبُوۡرِ (کیا نہیں جانتا جبکہ نکالا جائے گا ان کو جو قبروں میں ہیں) سب کو باہر نکال کر کھڑا کر دیا جائے گا۔ ایک دفعہ حکم ہوگا کھڑے ہو جاؤ اللہ کے حکم سے پھر کسی کی مجال نہ ہوگی وہ کھڑا نہ ہو۔ تو زمین کا بوجھ ایک تو وہ مردے ہیں جن کو زمین میں دفن کیا گیا۔ زمین کا دوسرا بوجھ زمین کے خزینے، زمین کے دفینے، زمین کے اندر اللہ نے سونے چاندی کے انبار رکھے ہیں یہ سیال سونا، پیٹرول اور دوسری بہت سی معدنیات یہ سب زمین کے اندر ہیں زمین سب کچھ باہر نکال دے گی جیسا کہ فرمایا وَاَلۡقَتۡ مَا فِیۡهَا وَ تَخَلَّتۡ جو کچھ زمین میں ہے باہر نکال دے گی، اور بالکل خالی ہو جائے گی۔ انسان اپنی نظروں سے دیکھے گا سونے کا ڈھیر لگا ہوا ہے، چاندی کا ڈھیر لگا ہوا ہے، ہیرے جواہرات کا ڈھیر لگا ہوا ہے، اور ہر ایک کہے گا یہ ہے وہ سونا چاندی جس کی خاطر میں نے انسان کا خون بہایا تھا میں نے کسی کو قتل کیا تھا دوسرا کہے گا یہ ہے وہ مال و دولت جس کی خاطر میں نے رشتے ناطے بھی توڑ دیئے تھے۔ بھائیوں تک سے تعلق ختم کر دیئے تھے۔ آپ اخبارات اٹھائیں ایسی ایسی مثالیں ماں باپ تک کو قتل کر دیا زمین کی خاطر پیسے کی خاطر اور تیسرا کہے گا کہ یہ ہے وہ روپیہ پیسہ جس کو میں نے چوری کیا، اس کی وجہ سے میرا ہاتھ کاٹا گیا۔

وَقَالَ الۡاِنۡسَانُ مَا لَهَا ۝۳

(انسان بڑے تعجب سے بدحواس ہو کر کہے گا ارے زمین کو کیا ہو گیا جو کچھ اس کے اندر ہے سب کو باہر نکالتی جا رہی ہے)

اور شاہ ولی اللہؒ نے اس کی تشریح یہ کی ہے کہ انسان کے اعمال انسان کے ساتھ چمٹ جائیں گے "اللہ اکبر" ہو سکتا ہے کہ اعمال کسی مخصوص شکل میں ہوں اللہ زنا کو ایک مخصوص شکل میں، چوری کو ایک مخصوص شکل میں، بدکاری کو ایک مخصوص شکل میں، شراب نوشی کو ایک مخصوص شکل میں، نماز نہ پڑھنا اس کو ایک مخصوص شکل میں، زکوٰۃ نہ دینا ایک مخصوص شکل میں اور بعض روایات سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ اعمال کسی نہ کسی شکل و صورت میں سامنے آئیں گے، چمٹے ہوئے ہوں گے انسان قیامت کے دن ان سے جان چھڑانا چاہے گا جیسے سانپ اور بچھو چمٹ جاتا ہے اور چھڑانا چاہتا ہے لیکن وہ نہیں چھوڑتے۔ تو شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ اس کے اعمال اس کے ساتھ چمٹے ہوئے ہوں گے ان سے جان چھڑانا چاہیں گے لیکن وہ انہیں چھوڑیں گے ہی نہیں۔ تعجب سے کہے گا ارے کیا ہو گیا عجیب منظر ہے میرے اعمال میرے ساتھ چمٹ گئے۔ میں تو یہ سمجھتا تھا کہ وہ کیے اور ختم ہو گئے۔

راز فاش ہو جائیں گے

یَوۡمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخۡبَارَهَا ۝۴ (جس دن کہ زمین اپنی خبریں بیان کرے گی)

www.toobaaelibrary.com

ترمذی میں روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے پوچھا۔ اَتَدْرُوْنَ مَا اَخْبَارُهَا کیا تم جانتے ہو زمین کی خبریں کیا ہیں؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے اپنی عادت کے مطابق کہا: اللّٰہُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ اللہ اور اس کے رسول ہی جانتے ہیں کہ زمین کی کونسی خبریں ہیں جن کو وہ بیان کرے گی تو رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ زمین کے اوپر جو کچھ ہوتا تھا زمین وہ سب کچھ بیان کردے گی ایک جو زمین کی پشت پر اللہ کی نافرمانیاں کرتا تھا زمین اس کو بھی بیان کردے گی، دوسرا جو سجدہ کرتا تھا اللہ کی فرمانبرداری کرتا تھا زمین اس کو بھی بیان کردے گی۔ جیسے کوئی خفیہ ٹیپ لے کر کسی کے پاس بیٹھ جائے اور وہ لاپرواہ ہو کر بولتا رہے اور وہ سب باتیں اس کی ٹیپ کرتا رہے اور بعد میں جب وہ انکار کرے تو ٹیپ کا بٹن دبا دے کہ یہ سب باتیں تم نے کہی ہیں وہ حیرت زدہ رہ جائے یہ کیا ہوا کہ میری باتیں ٹیپ ہوتی رہیں۔ یا بہت سی جگہ پر خفیہ کیمرے لگے ہوئے ہوتے ہیں انسان کی ایک ایک حرکت محفوظ کی جارہی ہوتی ہے کہاں جارہا ہے؟ کیا پکڑ رہا ہے؟ کیا لے رہا ہے؟ آواز بھی ٹیپ ہو رہی ہے اس کی حرکات بھی محفوظ ہو رہی ہیں۔ اگر انسان اللہ کی دی ہوئی عقل کی بناء پر ایسے آلات ایجاد کر سکتا ہے انسان کی آواز کو، انسان کی حرکات کو محفوظ کر سکتا ہے تو اللہ بھی اس زمین کے اندر ایسے آلات رکھ سکتا ہے، جس سے سب کچھ محفوظ ہوتا رہے۔ ہم نے سمجھا یہ زمین تو اندھی ہے، گونگی ہے، بہری ہے، بے جان ہے ہمیں کچھ پتہ نہیں لیکن اللہ نے اس کے اندر ایسی صلاحیت رکھی ہے کہ یہ انسان کی ساری زندگی کا ریکارڈ اپنے اندر محفوظ رکھ سکتی ہے۔

انسانی اعضاء کی گواہی

زمین بولے گی انسان کا بدن بولے گا، انسان کے ہاتھ بولیں گے، انسان کا چمڑا بولے گا۔ سورۂ حم سجدہ میں اللہ فرماتے ہیں وَقَالُوْا لِجُلُوْدِهِمْ لِمَ شَهِدْتُّمْ عَلَيْنَا جب انسانوں کا چمڑا ہی ان کے خلاف گواہی دے گا تو وہ کہیں گے ارے تم نے کیوں گواہی دی؟ تم نے کیسے گواہی دی؟ تم کیسے بول رہے ہو؟۔ قَالُوْا اَنْطَقَنَا اللّٰهُ الَّذِیْٓ اَنْطَقَ كُلَّ شَیْءٍ ۔ انسانی اعضاء بول پڑیں گے ہمیں قوت گویائی اس اللہ نے دی ہے جو اللہ ہر چیز کو بولنے کی قوت دے سکتا ہے اگر وہ گوشت کے اس ٹکڑے میں جسے ہم زبان کہتے ہیں بولنے کی قوت دے سکتا ہے تو وہ اللہ ہاتھوں میں بھی بولنے کی قوت رکھ سکتا ہے۔ وہ چمڑے میں بھی بولنے کی قوت رکھ سکتا ہے۔ قَالُوْا اَنْطَقَنَا اللّٰهُ الَّذِیْٓ اَنْطَقَ كُلَّ شَیْءٍ جس نے ہر چیز کو بولنے کی قوت عطا کی ہے اسی نے ہم کو بولنے کی قوت عطا کی۔ مسلم شریف میں ایک روایت ہے ایک بندہ اللہ کے سامنے پیش ہوگا اللہ اپنے احسانات کا تذکرہ فرمائیں گے ارے میں نے تمہیں عزت عطا نہیں کی تھی؟ میں نے تمہیں رزق عطا نہیں کیا تھا؟ شادی بیاہ کا انتظام نہیں کیا تھا؟ میں نے تیرے لئے مختلف سواریوں کو مسخر نہیں کیا تھا؟ میں نے تجھے یہ اور یہ نعمت عطا نہیں کی تھی؟ اقرار کرے گا ہاں اللہ! تو نے سب

www.toobaaelibrary.com

کچھ عطا کیا تھا۔ اللہ پھر پوچھے گا کیا تمہیں یقین تھا کہ ایک دن میرے سامنے پیش ہونا ہے؟ کہے گا اللہ! نہیں مجھے یقین نہیں تھا۔ اللہ فرمائیں گے جیسے تو دنیا میں مجھے بھلا بیٹھا آج میں نے تمہیں آخرت میں بھلا دیا۔ دوسرا آئے گا اس سے بھی یوں سوال کیا جائے گا وہ بھی یوں جواب دے گا اسے بھی اللہ یوں فرمائیں گے تم نے دنیا میں مجھے یاد نہ رکھا آج تم میری محبت اور رحمت کے قابل نہیں ہو۔ ایک اور تیسرا آئے گا وہ چالاک بننے کی کوشش کرے گا۔ جب اللہ سوال کریں گے تو کہے گا ہاں میں ایمان رکھتا تھا، میں تیری کتابوں کی تصدیق کرتا تھا تیرے رسولوں کی اطاعت کرتا تھا تیرے حکموں کی تعمیل کرتا تھا اللہ فرمائیں گے جھوٹ مت بولو کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارے خلاف کوئی گواہی دینے والا موجود ہو، وہ دل میں سوچے گا کہ میرے خلاف گواہی دینے والا کون ہے جو یہاں گواہی دے سکے میں نے گناہ ایسی جگہ کیا جہاں کوئی دیکھنے والا نہیں تھا، رات کا اندھیرا تھا، کمرے کی خلوت تھی، کوئی دیکھنے والا موجود نہیں تھا، کوئی گواہ وہاں پر موجود نہیں تھا۔ اللہ پاک اس کی زبان بند کر دیں گے اور اس کے منہ پر مہر لگا دیں گے اس کی رانیں بولیں گی، اس کا گوشت بولے گا، اس کی ہڈیاں بولیں گی، اس کے بارے میں گواہی دیں گی یا اللہ! زندگی بھر تیری نافرمانی کرتا رہا۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ منافقین ایسی حرکت کریں گے کہ اللہ اس دن زمین کو بولنے کی طاقت عطا کرے گا۔ بِأَنَّ رَبَّكَ أَوْحَىٰ لَهَا زمین کیوں بولے گی اس لئے کہ اسے اللہ نے بولنے کا حکم دیا ہوگا اللہ اگر جامد کو بولنے کا حکم دے تو وہ بولتا ہے اللہ اگر انسان کو بولنے کی اجازت نہ دے تو یہ نہیں بولتا جو ہمارے بھائی گونگے ہوتے ہیں بول نہیں سکتے بظاہر ان میں سے بہت سارے جسمانی صحت کے اعتبار سے صحیح سالم نظر آتے ہیں اور ان کے منہ کے اندر بھی زبان ہے لیکن بول نہیں سکتے اللہ نے ان کی زبان کے اندر قوت گویائی نہیں رکھی تو اللہ اگر حکم دیں تو پہاڑ بول سکتے ہیں، زمین بول سکتی ہے۔ درخت بول سکتے ہیں، انسان کے پاؤں بول سکتے ہیں، انسان کے ہاتھ بول سکتے ہیں اور اگر اللہ بولنے کی اجازت نہ دے اور بولنے کی صلاحیت نہ رکھے تو زبان بھی نہیں بول سکتی۔

گروہ در گروہ ہونے کا مطلب

يَوْمَئِذٍ يَصْدُرُ النَّاسُ أَشْتَاتًا لِّيُرَوْا أَعْمَالَهُمْ ⑥

(جس دن کہ لوگ گروہ در گروہ ہو جائیں گے تاکہ ان کے اعمال ان کو دکھا دیئے جائیں)

دو طرح معنیٰ کیا گیا وہ دن کہ جس دن لوگ الگ الگ نکلیں گے، اکیلے اکیلے نکلیں گے کوئی ساتھ نہیں ہوگا، نہ خاندان، نہ جماعت، نہ رشتے دار، اکیلا ہر کوئی پیش ہوگا۔ سورۂ مریم میں فرمایا: وَكُلُّهُمْ آتِيهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَرْدًا ان میں سے ہر ایک قیامت کے دن اللہ کے حضور اکیلا اکیلا پیش ہوگا۔ سورۂ انعام میں فرمایا وَلَقَدْ جِئْتُمُونَا فُرَادَىٰ كَمَا خَلَقْنَاكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ تم ہمارے پاس اکیلے آؤ گے جیسا کہ ہم نے تم کو پہلی بار پیدا کیا تھا، بالکل اکیلے خاندان

www.toobaaelibrary.com

، جماعت، رشتے دار، دوست احباب بھی ساتھ نہیں ہوں گے۔ اور مال ومتاع اور ظاہری اسباب وہ بھی ساتھ نہیں اکیلے، یہاں تک کہ بدن پر کپڑا تک نہیں ہوگا، الگ الگ آئیں گے اور اکیلے اکیلے آئیں گے۔

اور دوسرا مطلب یہ بیان فرمایا گیا یَوۡمَئِذٍ یَّصۡدُرُ النَّاسُ اَشۡتَاتًا۔ لوگوں کے مختلف گروہ ہو جائیں گے۔ یہ کافروں کا گروہ ہے، یہ مشرکوں کا گروہ ہے، یہ بدعتیوں کا گروہ ہے، یہ زانیوں کا گروہ ہے، یہ شرابیوں کا گروہ ہے، یہ ڈاکوؤں کا گروہ ہے، یہ ظالموں کا گروہ ہے، یہ غیبت کرنے والوں کا گروہ ہے، یہ حسد کرنیوالوں کا گروہ ہے، تو گنا ہوں کے اعتبار سے انسانوں کی درجہ بندی اور تقسیم کردی جائے گی۔ وَامۡتَازُوا الۡیَوۡمَ اَیُّهَا الۡمُجۡرِمُوۡنَ اعلان ہو گا کہ آج تم میرے بندوں سے جدا ہو جاؤ، دنیا میں تو تم ملے جلے رہتے تھے نیک اور بدا کٹھے، منافق اور مسلمان یکجا لیکن آج ایسا نہیں ہوگا الگ الگ ہو جاؤ۔ جو کچھ وہ کرتے رہے ان کے سامنے لایا جائے۔

اعمال نامہ سامنے رکھ دیا جائے گا

توجہ کیجئے گا یہ آخری آیات بڑی عجیب ہیں۔

فَمَنۡ یَّعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّةٍ خَیۡرًا یَّرَهٗ ؕ﴿۷﴾ وَمَنۡ یَّعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا یَّرَهٗ ﴿۸﴾

(جس نے رائی کے برابر نیکی کی ہوگی وہ بھی اس کو دیکھ لے گا اور جس نے رائی کے دانے کے برابر بھی برائی کی ہوگی وہ اس کو دیکھ لے گا)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں قرآن کریم میں سب سے محکم آیات یہ ہیں اور حضرت کعب بن احبار فرماتے ہیں کہ تورات میں، زبور میں اور انجیل میں اور دوسرے صحیفوں میں جو مضامین موجود تھے وہ سارے مضامین اللہ پاک نے ان دو آیات میں جمع فرما دیئے ہیں اور خود نبی اکرم ﷺ نے اس کے بارے میں فرمایا: هٰذِهِ الۡاٰیَةُ الۡجَامِعَةُ الۡفَاذَّةُ یہ منفرد اور جامع ترین آیت ہے۔ جو کچھ کیا ہوگا اس کو دیکھ لے گا۔ وہ عدل کا دن ہوگا، کامل عدل کا دن اس دن ظلم نہیں ہوگا، کسی پر ظلم نہیں ہوگا۔ اور عدل کے لئے ضروری ہے کہ انسان نے جو کچھ کیا ہو اس کے سامنے پیش کر دیا جائے اللہ نے قرآن میں بھی یہ مضمون بیان فرمایا: سورۂ انبیاء میں ہے کہ وَنَضَعُ الۡمَوَازِیۡنَ الۡقِسۡطَ لِیَوۡمِ الۡقِیٰمَةِ فَلَا تُظۡلَمُ نَفۡسٌ شَیۡئًا ہم قیامت کے دن عدل کے ترازو رکھیں گے کسی پر کچھ بھی ظلم نہیں کیا جائے گا۔ وَاِنۡ کَانَ مِثۡقَالَ حَبَّةٍ مِّنۡ خَرۡدَلٍ اَتَیۡنَا بِهَا اگر کسی نے رائی کے دانے کے برابر بھی کوئی نیکی یا بدی کی ہوگی ہم اس کو بھی لے آئیں گے۔ وَکَفٰی بِنَا حٰسِبِیۡنَ اور ہم کافی ہیں حساب کرنے والے۔ سورۂ کہف میں فرمایا وَوُضِعَ الۡکِتٰبُ اعمال نامہ سامنے رکھ دیا جائے گا۔ وَتَرَی الۡمُجۡرِمِیۡنَ مُشۡفِقِیۡنَ مِمَّا فِیۡهِ۔ تم مجر موں کو دیکھو گے ڈر رہے ہوں گے اور جب دیکھیں گے اعمال نامے کو تو بڑے دکھ سے کہیں گے۔ یَقُوۡلُوۡنَ یٰوَیۡلَتَنَا ہائے ہماری کم بختی مَالِ هٰذَا الۡکِتٰبِ لَا یُغَادِرُ صَغِیۡرَةً وَّلَا کَبِیۡرَةً اِلَّاۤ اَحۡصٰهَا اس رجسٹر نے ہمارے کسی عمل کو نہیں چھوڑا، نہ چھوٹے عمل کو، نہ بڑے عمل کو سارے اعمال اس کے اندر آ گئے ہیں اور قرآن مجید میں جو الفاظ آئے

www.toobaaelibrary.com

وہ یوں ہیں مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ توجہ کیجئے گا! بعض حضرات نے ایک عجیب بات لکھی ہے امام رازیؒ نے لکھا ہے کہ عربی قاعدے کے مطابق ما کو الگ ہونا چاہیے تھا اور لِھٰذَا الْكِتٰبِ کو الگ لام کو هٰذَا کے ساتھ جوڑا مَالِھٰذَا الْكِتٰبِ یوں لکھا جاتا لکھنے کا قاعدہ یہ ہے کہ جب آپ قرآن پڑھیں گے تو مال یہ لام الگ لکھا ہوا ہے اور هٰذَا الْكِتٰبِ الگ اللہ اکبر۔ اللہ قرآن کے خادموں کی قبروں کو اپنے نور سے بھر دے اور اپنی رحمتوں کی بارش ان پر برسائے کیا کیا نکتے سوچ سمجھ کر نکالتے ہیں۔ حضرت امام رازیؒ فرماتے ہیں اللہ نے قیامت کے اس پورے منظر کو ذکر کیا کہ یہ جب اعمال نامے کو دیکھے گا تو اٹک اٹک کے کہے گا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ الگ الگ لفظ توڑ کر بولے گا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ ارے یہ کیسی کتاب ہے۔ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً چونکہ لفظوں کو توڑ توڑ کر بولے اس لئے قرآن کریم میں بھی جو لکھا گیا وہ بھی توڑ توڑ کر مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً یہ تو کسی عمل کو نہیں چھوڑتی اس کتاب نے ہر عمل کو ذکر کر دیا چاہے چھوٹا تھا یا بڑا، اللہ نے انسان کے ہر عمل کو محفوظ کر رکھا ہے۔ کوئی عمل بھی انسان کا ضائع نہیں جاتا بہت سی نیکیاں ایسی ہوں گی جو انسان بھول چکا ہو گا لیکن اللہ یاد فرمائے گا تم نے یہ نیکی بھی کی تھی، تم نے یہ نیکی بھی کی تھی۔ ان ساری نیکیوں کو جمع کر لیا جائے گا اور بہت سی برائیاں بھی ہوں گی جو اسے یاد نہیں ہوں گی لیکن اللہ پاک اسے اس کے سامنے کر دیں گے اسی لیے کہا گیا ہے کہ کسی نیکی کو حقیر نہ سمجھا جائے اور کسی گناہ کو معمولی نہ سمجھا جائے اس لیے کہ ہر چیز محفوظ ہو رہی ہے نیکی کے کسی عمل کو حقیر مت سمجھیں، اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا چاہے وہ کتنا ہی چھوٹا عمل کیوں نہ ہو خواہ تم نے اپنے مسلمان بھائی کے ساتھ محبت کے ساتھ گفتگو کی ہے، مسکرا کر ملے ہو، مصافحہ کیا ہے، سلام کیا ہے، تعزیت کی ہے، محبت کے دو بول بولے ہیں، راستے سے کانٹا ہٹا دیا ہے، کسی دکھی کے کام آ گئے ہو، کسی کو اللہ کی رضا کے لیے خوش کر دیا، تو فرمایا کسی بھی عمل کو حقیر مت سمجھو۔

یہ حدیث بخاری اور مسلم میں حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اے لوگو! تم میں ہر ایک آدمی اللہ سے بات کرے گا، نہ کوئی بیچ میں ترجمان ہو گا، نہ کوئی بیچ میں حجاب اور رکاوٹ ہو گی پھر دائیں دیکھے گا تو اعمال نظر آئیں گے، سامنے دیکھے گا تو اعمال نظر آئیں گے، بائیں دیکھے گا تو اعمال نظر آئیں گے صرف اعمال ہی اعمال اور کچھ نہیں، دائیں جماعت نہیں ہو گی بائیں جانب خاندان اور رشتے دار نہیں ہوں گے سامنے کرسی، اقتدار، عزت وجاہت نہیں ہو گی ہر طرف اعمال ہی اعمال ہوں گے، لہٰذا فرمایا: اِتَّقُوا النَّارَ جب اعمال ہی کام آنے والے ہیں تو پھر جہنم کی آگ سے بچو۔ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ اگرچہ کسی غریب کو ایک کھجور کا ٹکڑا ہی دے کر سہی، اس کو بھی حقیر مت سمجھو۔

اصلاح انسانی کی چند تدابیر

حدیث:...... مسلم میں روایت ہے فرمایا: لَا تَحْقِرَنَّ مِنَ الْمَعْرُوْفِ شَيْئًا نیکی کے کسی بھی کام کو حقیر مت سمجھو، حقیر سمجھ

www.toobaaelibrary.com

کرمت چھوڑو کہ میں ذرا سا نیکی کا کام کروں گا۔ ارے جتنی بھی اللہ توفیق دے تحیہ کرلو، ارادہ کرلو مجھے تو صبح سے شام تک اس طریقے سے زندگی گزارنی ہے کہ میرا اللہ مجھ سے راضی ہو جائے صبح اٹھا ہے تو اس کے رجسٹر میں نیکیوں کا اندراج شروع ہو گیا، پہلے تو نیت اچھی کی اور اس کے بعد وضو کیا، بچوں کو اٹھایا، خود نماز کے لیے چلا، تلاوت کی، دن بھر رزق حلال کماتا رہا، ایک ایک عمل نیکیوں میں شمار ہو رہا ہے اور لکھا جا رہا ہے اللہ کے ہاں کوئی عمل بھی ضائع نہیں جا رہا۔

علماء فرماتے ہیں اپنی اصلاح کے لیے چند چیزیں ضروری ہیں پہلی چیز ہے کہ نیت کرلیں مجھے اللہ کی رضا کے مطابق پوری زندگی گزارنی ہے ایک تو یہ کہ پوری زندگی کی نیت کرلیں، ایک یہ کہ پورے سال کی نیت کرلیں، ایک یہ کہ پورے مہینے کی نیت کرلیں اور ایک یہ کہ ہر دن کی نیت کرلیں ارے نیت کرنے میں کیا حرج ہے۔ اے اللہ کے بندو! اصل میں ہم چاہتے ہی نہیں کہ اللہ کی رضا کے مطابق زندگی گزرے، سال گزرے، آج کا دن گزرے اٹھتے ہی اور رات کو سوتے ہوئے بھی برائی کے منصوبے بنا رہا ہے اور صبح کو اٹھتے ہی پھر ان کے مطابق عمل شروع ہو گیا ہم چاہتے ہی نہیں ارے نیت کرلو، نیت کرنے میں کیا جاتا ہے کیا خرچ ہوتا ہے، کون رکاوٹ ڈالتا ہے اور نیت ایک ایسا عمل ہے جو صرف بندے کے درمیان اور اللہ کے درمیان ہے کسی کو کچھ پتہ نہیں ہے کیا سوچ رہا ہے۔ تو سب سے پہلے نیت کرلیں، شرط لگالیں آج کا دن تو اللہ کی رضا کے مطابق گزاروں گا پھر اپنے اوپر نظر بھی رکھے کہ واقعی پورا دن اللہ کی رضا میں گزر رہا ہے اور شام کو سوتے وقت ذرا پورے دن کا حساب بھی کرے ارے ایک دوکاندار حساب کرتا ہے آج کا دن کیسا گزرا یہ مہینہ کیسے گزرا یہ سال کیسا گزرا تو ایک مومن بھی اسی طریقے سے حساب کر لے دوکانداروں اور تاجروں کو تو حساب کرنے کے لیے منشی رکھنے پڑتے ہیں بعض اوقات حساب کے لیے باہر سے لوگ لانے پڑتے ہیں لیکن یہاں تو کسی کی بھی ضرورت نہیں ہے خود ہی بیٹھ کر حساب کرے کیسے دن گزارا، دو منٹ لگیں گے۔ اور ایک چوتھی چیز یہ کہ نیت کر کے آج اتنی تلاوت کروں، اگر کوئی گناہ ہو جرمانہ لگالے تو انشاء اللہ العزیز بتدریج اصلاح ہو جائے گی، اگر واقعی ہم اپنی اصلاح کرنا چاہتے ہیں۔ تو عرض یہ کر رہا تھا فرمایا کسی بھی نیکی کے عمل کو حقیر مت سمجھو کیونکہ اللہ کے ہاں ہر عمل محفوظ ہو رہا ہے چاہے وہ نیک عمل ہو یا کہ برا عمل ہو۔

قیامت کے دن نیک اور بد حسرت کریں گے

اور اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن ہر شخص اپنے آپ کو ملامت کرے گا نیک بھی ملامت کرے گا اور بد بھی ملامت کرے گا بد تو ملامت کرے گا اس لیے کہ میں گناہوں سے باز کیوں نہ آیا اور نیک ملامت کرے اس لیے کہ میں تو اور نیکی کر سکتا تھا میں نے اور نیکی کیوں نہ کی اور کر سکتا تھا آج جب قدر ہوئی۔ آپ جانتے ہیں ایک شخص نے پندرہ سال، سولہ سال اسکول کالج میں پڑھا اب پڑھنے کے بعد وہ اپنے آپ کو ملامت کرتا ہے

www.toobaaelibrary.com

کہ میں نے بہت دن ضائع کیے اور محنت کر لیتا۔

سورۂ زلزال سن کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا رونا

فَمَن يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ وَمَن يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ۔ جس نے ایک رائی کے دانے کے برابر بھی عمل کیا ہوگا وہ اس کو دیکھ لے گا، رائی کے دانے کے برابر برائی کی ہوگی وہ اس کو دیکھ لے گا۔ ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے ایک روایت نقل کی ہے حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب سورۂ اذا زلزلت نازل ہوئی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے اس سورت کو سنا تو رونے لگے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا اے ابوبکر! کیوں رو رہے ہو؟ عرض کیا اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اس سورت نے رلا دیا ہے اللہ کہہ رہا ہے قیامت کے دن سارے اعمال سامنے آجائیں گے نیک بھی اور بد بھی اگر برے اعمال ہمارے سامنے آگئے تو ہماری مغفرت تو نہیں ہو سکے گی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیسے تسلی دی کہ اے ابوبکر! انسان سے گناہ بھی ہوتے ہیں لیکن گناہ کرنے کے بعد اگر توبہ کر لے تو اللہ پاک اس کی مغفرت فرما دیتے ہیں، اگر تم سے کوئی گناہ نہ ہوتا اور تم اللہ سے مغفرت طلب نہ کرتے تو اللہ تمہیں ختم کر دیتا اور کوئی ایسی مخلوق پیدا کرتا جس سے گناہ ہوتے اور وہ اللہ کے سامنے روتی گڑگڑاتی، اور توبہ کرتی تو اللہ پاک اس کو معاف کر دیتا اے ابوبکر! یہ مت سوچو کہ تم سے کوئی گناہ نہیں ہو سکتا یا کسی انسان سے کوئی گناہ نہیں ہو سکتا۔ اور اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ انسان برے اعمال دیکھے گا، تو مؤمن بھی پھنس جائیں گے نہیں ایک مومن کے پاس نیکیاں بھی ہوں گی برائیاں بھی ہوں گی اس کی نیکیاں برائیوں کے لیے کفارہ بن جائیں گی اور ایک کافر کے پاس نیکیاں بھی ہوں گی برائیاں بھی ہوں گی لیکن چونکہ ایمان نہیں تھا اس لیے اس کی نیکیاں اس کے کسی کام نہیں آئیں گی۔

میرے بزرگو اور دوستو!

اسی آخری آیت کریمہ میں جو بات بیان فرمائی گئی اس بات کو پلے باندھ کر اور ذہن میں بٹھا کر زندگی گزاری جائے۔ فَمَن يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ وَمَن يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ہمیں قیامت کے دن اپنے سارے اعمال کو دیکھنا ہوگا نیک اعمال کو بھی اور برے اعمال کو بھی۔ اللہ پاک سے دعا ہے کہ اللہ پاک ہمیں ایسی زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے کہ قیامت کے دن ہمیں اللہ پاک کے سامنے شرمندہ اور رسوا نہ ہونا پڑے۔ آمین

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

www.toobaaelibrary.com

سُوْرَةُ الْعَادِيَاتِ مَكِّيَّة

موضوع

انسان کا ناشکرا پن

www.toobaaelibrary.com

آیاتُہا ۱۱ (۱۰۰) سُوْرَۃُ الْعٰدِیٰتِ مَکِّیَّۃٌ (۱۴) رُکُوعَاتُہَا ۱

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

وَالْعٰدِیٰتِ ضَبْحًا ۙ﴿۱﴾ فَالْمُوْرِیٰتِ قَدْحًا ۙ﴿۲﴾ فَالْمُغِیْرٰتِ صُبْحًا ۙ﴿۳﴾ فَاَثَرْنَ بِہٖ
نَقْعًا ۙ﴿۴﴾ فَوَسَطْنَ بِہٖ جَمْعًا ۙ﴿۵﴾ اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّہٖ لَکَنُوْدٌ ۚ﴿۶﴾ وَاِنَّہٗ عَلٰی ذٰلِکَ
لَشَہِیْدٌ ۚ﴿۷﴾ وَاِنَّہٗ لِحُبِّ الْخَیْرِ لَشَدِیْدٌ ؕ﴿۸﴾ اَفَلَا یَعْلَمُ اِذَا بُعْثِرَ مَا فِی الْقُبُوْرِ ۙ﴿۹﴾
وَحُصِّلَ مَا فِی الصُّدُوْرِ ۙ﴿۱۰﴾ اِنَّ رَبَّہُمْ بِہِمْ یَوْمَئِذٍ لَّخَبِیْرٌ ﴿۱۱﴾

ترجمہ:...... قسم ہے اُن گھوڑوں کی جو ہانپ ہانپ کر دوڑتے ہیں، (۱) پھر جو (اپنی ٹاپوں سے) چنگاریاں اُڑاتے ہیں، (۲) پھر صبح کے وقت یلغار کرتے ہیں، (۳) پھر اُس موقع پر غبار اُڑاتے ہیں، (۴) پھر اُسی وقت کسی جمگھٹے میں بیچوں بیچ جا گھستے ہیں، (۵) کہ انسان اپنے پروردگار کا بڑا ناشکرا ہے، (۶) اور وہ خود اس بات کا گواہ ہے۔ (۷) اور حقیقت یہ ہے کہ وہ مال کی محبت میں بہت پکا ہے۔ (۸) بھلا کیا وہ وقت اُسے معلوم نہیں ہے جب قبروں میں جو کچھ ہے، اُسے باہر بکھیر دیا جائے گا، (۹) اور سینوں میں جو کچھ ہے، اُسے ظاہر کر دیا جائے گا۔ (۱۰) یقیناً اُن کا پروردگار اُس دن اُن (کی جو حالت ہوگی اُس) سے پوری طرح باخبر ہے۔ (۱۱)

پانچ قسمیں

سورۃ العادیات مکی سورت ہے۔ اس میں گیارہ آیات ہیں۔ اس میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے پانچ قسمیں کھائی ہیں۔

وَالْعٰدِیٰتِ ضَبْحًا ۙ﴿۱﴾ (قسم ہے ہانپ کر دوڑنے والے گھوڑوں کی۔)

فَالْمُوْرِیٰتِ قَدْحًا ۙ﴿۲﴾ (قسم ہے ٹاپ مار کر آگ جھاڑنے والے گھوڑوں کی۔)

فَالْمُغِیْرٰتِ صُبْحًا ۙ﴿۳﴾ (قسم ہے صبح کے وقت حملہ کر دینے والے گھوڑوں کی۔)

فَاَثَرْنَ بِہٖ نَقْعًا ۙ﴿۴﴾ (قسم ہے گرد وغبار اڑانے والے گھوڑوں کی۔)

فَوَسَطْنَ بِہٖ جَمْعًا ۙ﴿۵﴾ (قسم ہے ان گھوڑوں کی جو جماعت میں گھس جاتے ہیں۔)

www.toobaaelibrary.com

اللہ تعالیٰ نے یہ پانچ قسمیں کھائیں۔ قسم بعض اوقات کھائی جاتی ہے دوسرے کو یقین دلانے کے لئے، بعض اوقات اپنی بات کو مظبوط کرنے کے لئے کھائی جاتی ہے۔ اور بعض اوقات قسم کھائی جاتی ہے کسی چیز کو دلیل اور گواہ کے طور پر پیش کرنے کے لئے۔ قسم بھی حقیقت میں ایک قسم کی گواہی ہے۔ جو شخص کہتا ہے کہ میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں تو گویا کہ وہ یوں کہتا ہے کہ میں اللہ کو اپنے دعویٰ کی سچائی پر گواہ بنا کر پیش کرتا ہوں، اللہ گواہ ہے کہ میں سچ کہہ رہا ہوں اسی لئے جھوٹی قسم کھانا یہ گناہ کبیرہ ہے اور اسی لئے اللہ کے ماسوا کی قسم کھانا یہ جائز نہیں ہے۔ اس لئے کہ ہر چیز کا علم ظاہر اور باطن کا علم، پوشیدہ اور اعلانیہ کا علم، قول و فعل و رخیال کا علم یہ صرف اللہ کو ہے، اللہ کے سوا کسی اور کو نہیں ہے۔ البتہ خود اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن کریم میں مخلوق میں سے مختلف چیزوں کی قسم کھائی ہیں۔ تو بہت سے علماء فرماتے ہیں کہ اکثر و بیشتر جہاں اللہ نے قسمیں کھائی ہیں تو ان چیزوں کو گویا اپنے دعویٰ پر گواہ بنا کر پیش کیا ہے۔ مثلاً یہ پانچ قسمیں کھانے کے بعد فرمایا کہ!

گھوڑے کی وفاداری اور انسان کا ناشکراپن

اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهٖ لَكَنُوْدٌ ﴿٦﴾ (بیشک انسان اپنے رب کا بڑا ناشکرا ہے)

گویا کہ گھوڑے کی وفاداری، گھوڑے کی جان نثاری اور گھوڑے کی یہ صفات اس بات کی دلیل ہیں کہ انسان بڑا ناشکرا ہے انسان اور گھوڑوں کے درمیان موازنہ کریں گھوڑے کا مالک حقیقی مالک نہیں ہے مجازی مالک ہے۔ حقیقی مالک تو ہر چیز کا اللہ ہے۔ وہ مجازی مالک ایسا ہے کہ اس نے گھوڑے کو پیدا نہیں کیا گھوڑے کو گھاس دانہ اور پانی دیتا ہے لیکن گھوڑا اس کی وفاداری میں اپنی جان تک کو خطرے میں ڈال دیتا ہے۔ خود حضور اقدس ﷺ نے گھوڑے کی تعریف بیان فرمائی ہے۔ مسلم کی روایت ہے اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: اللہ نے گھوڑوں کی پیشانی میں قیامت تک کے لئے خیر رکھ دی ہے اپنے مالک کا ایسا وفادار ہے۔

تھکاوٹ سے چور ہو جاتا ہے، بدن دکھنے لگتا ہے، سانس پھول جاتی ہے، لیکن پھر بھی ہانپتا ہوا دوڑتا ہوا چلا جاتا ہے۔ بعض اوقات اس کی سانس اتنی تیز ہو جاتی ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ ابھی جان دے دیگا لیکن پھر بھی دوڑتا چلا جاتا ہے، پتھریلی زمین میں ٹاپ مارتے ہوئے چلتا ہے، آگ کی چنگاریاں نکلتی ہیں لیکن خطرے سے بے پرواہ مالک کی خاطر چلا جاتا ہے۔ رات کا وقت آرام کا وقت ہوتا ہے لیکن مالک اس کو کسی لشکر پر حملے کے لئے اُکساتا ہے اور اپنے ساتھ لے جاتا ہے۔ تو شب خون مارنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے، راتوں کی نیند اور راحت و آرام کو بھی قربان کرتا ہے گرد و غبار اور طوفان اٹھتا ہے، آنکھوں میں اور نتھنوں میں مٹی ہوتی ہے لیکن لشکر میں بھی گھسا چلا جاتا ہے، ایسا لشکر جہاں تلواریں ٹکرا رہی ہیں اور تیروں کی بارش ہو رہی ہے اور نیزے سے جسموں کو چھیدا جا رہا ہے، انسان کٹ

www.toobaaelibrary.com

کٹ کے گر رہے ہیں خون بہہ رہا ہے، انسان تک بھاگ کھڑے ہوتے ہیں لیکن گھوڑا مالک کی خاطر گھسا چلا جاتا ہے۔ایک طرف تو گھوڑے کا حال ہے دوسری طرف انسان کا حال ہے اس کا مالک حقیقی مالک ہے، اللہ مجازی مالک نہیں ہے۔لیکن انسان اپنے حقیقی مالک کا اتنا وفادار نہیں ہے جتنا کہ ایک بے زبان جانور اپنے مالک کا وفادار ہے۔تو گویا کہ گھوڑے کی یہ حالتیں بیان کرنے کے بعد جب یہ فرمایا کہ اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهٖ لَكَنُوْدٌ بیشک انسان اپنے رب کا بڑا ناشکرا ہے تو یہ ہر انسان موازنہ کر سکتا ہے کہ میں اللہ کا کتنا وفادار ہوں اور ایک بے زبان جانور جسے ہم بے عقل بھی کہتے ہیں وہ کتنا وفادار ہے۔

اللہ پاک کی نعمتیں بے شمار ہیں

جبکہ انسان پر اللہ کے احسانات بے شمار ہیں، بے حد و حساب ہیں، جن کا شمار نہیں کیا جا سکتا اللہ پاک بجا طور پر صحیح فرماتے ہیں وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا اگر تم اللہ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو شمار نہیں کر سکتے ہو۔یہ جسم اللہ پاک کی نعمت ہے، یہ زندگی اللہ پاک کی نعمت ہے، یہ آنکھیں جن سے ہم دیکھتے ہیں اللہ پاک کی نعمت ہیں، یہ کان جن سے ہم سنتے ہیں اللہ پاک کی نعمت ہیں، یہ زبان اللہ پاک کی نعمت ہے، یہ سینے میں دھڑکتا ہوا دل اللہ پاک کی نعمت ہے، یہ سر میں سوچنے والا، تدبیریں کرنے والا دماغ اللہ پاک کی نعمت ہے، یہ چھونے والا، پکڑنے والا ہاتھ اللہ پاک کی نعمت ہے، یہ چلنے والے پاؤں اللہ پاک کی نعمت ہے، یہ غذا کو ہضم کرنے والا اور تحلیل کرنے والا معدہ اللہ پاک کی نعمت ہے، یہ جسم میں رگوں کا پھیلا ہوا لمبا جال یہ اللہ پاک کی نعمت ہے، یہ شکل و صورت جو اللہ نے ہمیں عطا کی اور قسمیں کھا کر اللہ نے فرمایا کہ میں نے انسان کو سب سے خوبصورت بنایا ہے۔تو یہ شکل و صورت اللہ پاک کی نعمت ہے، یہ صحت و تندرستی اللہ پاک کی نعمت ہے، یہ بھوک جسے بظاہر ایک مصیبت سمجھا جاتا ہے یہ اللہ پاک کی بہت بڑی نعمت ہے، اولاد کے لئے والدین بہت بڑی نعمت ہے، والدین کے لئے اولاد بہت بڑی نعمت ہیں، یہ رشتے یہ عزیز و اقارب یہ بھائی بہن اللہ پاک کی بہت بڑی نعمت ہیں۔الحمدللہ والدہ حیات بھی ہیں اللہ خدمت کی توفیق بھی دیتے ہیں یہ اللہ پاک کی نعمت ہے، اللہ نے مجھے بیٹی بھی عطا کی ہے اللہ پاک کی کتنی بڑی نعمت ہے، اللہ پاک نے مجھے بہنیں بھی دی ہیں کتنی بڑی نعمت ہے، الحمدللہ وفا شعار خدمت گزار محبت کرنے والی بیوی بھی اللہ پاک نے عطا کی ہے اللہ پاک کی کتنی بڑی نعمت ہے عورت کی کتنی حیثیتیں ہیں ہر حیثیت کا لطف اور مزہ اور ہے، ماں کی محبت کا بدل بیوی نہیں بن سکتی، بیوی کی محبت کا بدل بیٹی اور بہن نہیں بن سکتی، اور بیٹی اور بہن کی محبت کا بدل بیوی نہیں بن سکتی ہے، اسی طریقے سے عورت دیکھے کہ مرد کو کتنی حیثیتیں حاصل ہیں اس کا شوہر ہے، شوہر کا وجود کتنی بڑی نعمت ہے، بشرطیکہ وہ سوچے، بیٹے اور بھائی کتنی بڑی نعمت ہیں، والد کتنی بڑی نعمت ہے۔اللہ اکبر بعض اوقات اللہ سے بڑا

www.toobaaelibrary.com

ڈر بھی لگتا ہے لیکن انسان تو کچھ نہیں کر سکتا اگر موت آ رہی ہو تو اس کو روک نہیں سکتا۔ کتنے لوگ ہیں جو گھر سے کمانے کے لئے نکلتے ہیں، چھوٹے چھوٹے بچے ہیں راستے میں ایکسیڈنٹ ہو گیا کسی دہشت گرد اور انسانیت کے دشمن کی گولی کا نشانہ بن گئے وہی بیوی جو صبح تک سہاگن تھی شام کو بیوہ ہو گئی تو شوہر کتنی بڑی نعمت ہے، ان رشتوں کا احساس اس وقت ہوتا ہے جس وقت انسان ان رشتوں سے محروم ہوتا ہے۔ یہ سر چھپانے کے لئے مکان یہ اللہ کی کتنی بڑی نعمت ہے، یہ رزق حلال کی نعمت، حرام کی بات نہیں کرتا، حرام نعمت نہیں ہے چاہے بڑا اہال اس سے بھر جائے وہ نعمت نہیں ہے وہ زحمت ہے وہ تو مصیبت ہے، وہ تو آگ کے انگارے ہیں جتنے بھی چاہو جمع کر لو بڑا اہال نہیں چاہو تو دس گناہ بڑا اہال بھی بھر لو وہ تو آگ کے انگارے ہیں اور رزق حلال چاہے وہ سوکھی روٹی کے دو ٹکڑے ہوں۔ وہ اللہ پاک کی نعمت ہیں۔ یہ نیلا آسمان اور آسمان پر چمکتے ہوئے ستارے اللہ پاک کی نعمت ہیں، یہ رات کی سیاہ چادر یہ اللہ پاک کی نعمت ہے۔

نیند اللہ کی نعمت

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تم بتلاؤ اگر میں دن ہی دن بناتا تو کون ہے جو تمہارے لئے رات بناتا اور تمہیں سکون ملتا اگر میں رات ہی رات بنا دیتا دن نہ ہوتا تو تم کیسے معاشی دوڑ دھوپ کرتے تو یہ رات اور دن اللہ پاک کی نعمت ہیں، یہ پر سکون اور میٹھی نیند اللہ پاک کی کتنی بڑی نعمت ہے، اگر نیند نہ آئے تو پھر پتہ چلے اور جو نیند سے محروم ہیں ان سے پوچھو کہ نیند کتنی بڑی نعمت ہے، ان سے پوچھو تو کہیں گے مجھے کچھ نہیں چاہیے ارے حکیم صاحب، ڈاکٹر صاحب جو مانگو گے میں دوں گا لیکن کوئی ایسی صورت بنا دو کہ مجھے نیند آ جائے۔

مختلف نعمتیں

پھر ایک نعمت میں کئی کئی نعمتیں جمع ہیں اب میں نے کہا کہ رزق حلال اللہ پاک کی بہت بڑی نعمت ہے اپنے گھر میں بیٹھ کر کھا رہے ہیں یہ دوسری نعمت ہے، اپنے بچوں کیساتھ بیوی کے ساتھ بھائی بہنوں کے ساتھ محبت کے ماحول میں بیٹھ کر کھا رہا ہے یہ ایک اور نعمت ہے، بھوک کے ساتھ کھا رہا ہے یہ ایک اور نعمت ہے، لذت کے ساتھ کھا رہا ہے یہ ایک اور نعمت ہے، کھاتا ہے ہضم ہو جاتا ہے یہ ایک اور نعمت ہے پھر جو چاہتا ہے وہ مل جاتا ہے۔ اللہ اکبر کتنی بڑی نعمت ہے اللہ کے بندو! سوچو تو سہی کتنے لوگ ہیں کہ جن کو پورے سال میں بھی وہ غذا نہیں ملتی جو وہ چاہتے ہیں اور ہمیں ہر شام کو وہ غذا مل جاتی ہے جو ہم چاہتے ہیں کہ آج یہ کھانے کو دل چاہتا ہے اللہ پاک وہی دے دیتے ہیں اور ایسے لوگ بھی ہیں ہمارے بھائی ہماری بہنیں ہماری بیٹیاں اور مسلمان بھائی مجاہد بھائی ظالموں کی جیلوں میں پڑے

www.toobaaelibrary.com

ہوئے ہیں وہ روٹی کے ٹکڑوں کو ترس رہے ہیں۔یہ آزادی اللہ پاک کی کتنی بڑی نعمت ہے آپ جہاں جانا چاہیں جا سکتے ہیں اللہ نے آزادی دی ہوئی ہے اللہ پکڑتا نہیں ہے کہ سینما کی طرف جا رہا ہے، اللہ پکڑتا نہیں ہے کہ یہ شراب خانے کی طرف جا رہا ہے، اللہ پکڑتا نہیں ہے اللہ کا حکم توڑنے کے لئے جا رہا ہے اللہ پکڑتا نہیں ہے لیکن اللہ دعوت ضرور دیتا ہے حی علی الصلاۃ‘ حی علی الفلاح ارے ادھر نہ جاؤ وہاں ناکامی ہے یہاں آجاؤ یہاں کامیابی ہے اللہ بلاتا ہے اللہ آنے کی توفیق دیتا ہے۔تو یہ چلنے کی آزادی، اٹھنے بیٹھنے کی آزادی، کھانے پینے کی آزادی کتنی بڑی نعمت ہے۔یہ معاشی ذرائع، یہ دکان، یہ تجارت، یہ ملازمت، یہ فیکٹری، یہ اللہ پاک کی کتنی بڑی نعمتیں ہیں، اللہ نے دوسروں کے سامنے ہاتھ پھیلانے سے بچا رکھا ہے یہ اللہ پاک کی نعمت ہے۔

دینی نعمتیں

یہ مسجدیں اللہ پاک کی کتنی بڑی نعمتیں ہیں، یہ مدرسے اللہ پاک کی کتنی بڑی نعمت ہیں، یہ مکاتب جہاں صبح سے شام تک قال اللہ قال الرسول کی صدائیں بلند ہوتی ہیں ہمارے بچے وہاں قرآن پڑھ سکتے ہیں یہ اللہ پاک کی کتنی بڑی نعمتیں ہیں۔شاید یہ اللہ تعالیٰ ہمیں ان قرآن پاک پڑھنے والے بچوں اور بچیوں کی وجہ سے رزق دے رہا ہے۔
اور یہ نعمتیں ان لوگوں سے پوچھئے جو ان نعمتوں سے محروم ہیں بشرطیکہ دل میں ایمان ہو۔دل میں ایمان نہیں ہے تو پھر تو بدبخت یہی سوچے گا کہ کاش! میرے گھر کے قریب کلب ہوتا، شراب خانہ ہوتا، پارک ہوتا، اور فلاں فلاں گندگی کی جگہ ہوتی لیکن ایک شخص مغربی ملک میں رہتا ہے اور قریب میں مسجد نہیں اور دل میں اللہ نے ایمان دیا ہے دل میں ایمانی جذبہ ہے تو اس سے پوچھیے کہ مسجد اللہ کی کتنی بڑی نعمت ہے دل چاہتا ہے کہ پانچ وقت اللہ کے گھر میں جا کر اپنے مسلمان بھائیوں کے ساتھ سجدہ کروں نماز پڑھوں لیکن نہیں کر سکتا مجبوریاں ایسی ہیں میلوں دور مسجدیں ہیں دل چاہتا ہے کہ کوئی مجھے قرآن پڑھائے لیکن کوئی پڑھانے والا نہیں، قرب و جوار میں کوئی مدرسہ ہی نظر نہیں آتا تو مساجد اور مدارس کتنی بڑی نعمتیں ہیں، یہ قرآن کتنی بڑی نعمت ہے۔جس کی عظمت کو بیان کرنے کے لئے اللہ نے قسمیں کھائی ہیں فَلَآ اُقْسِمُ بِمَوٰقِعِ النُّجُوْمِ ﴿۷۵﴾ وَاِنَّهٗ لَقَسَمٌ لَّوْ تَعْلَمُوْنَ عَظِیْمٌ ﴿۷۶﴾ میں ستاروں کے گرنے کی قسم کھاتا ہوں اور اگر تم سمجھو یہ اللہ نے بڑی قسم کھائی ہے۔اللہ نے چھوٹی قسم نہیں کھائی قسم کھانے کے بعد اللہ فرماتا ہے اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِیْمٌ ﴿۷۷﴾ یہ بڑا عزت والا قرآن ہے میں اللہ کہہ رہا ہوں، یہ بڑا معزز کلام ہے۔فِیْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ ﴿۷۸﴾ پوشیدہ کتاب میں لَّا یَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ﴿۷۹﴾ اس کو نہیں چھو سکتے مگر وہ لوگ جو پاک اور صاف ستھرے ہوں ناپاک لوگ نہیں چھو سکتے اور ناپاک لوگ اس سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔تَنْزِیْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۸۰﴾ یہ رب العالمین کی طرف سے نازل کیا ہوا ہے۔اَفَبِهٰذَا الْحَدِیْثِ اَنْتُمْ مُّدْهِنُوْنَ ﴿۸۱﴾ کیا تم اللہ کے کلام کو معمولی کلام سمجھتے

www.toobaaelibrary.com

ہو۔ وَ تَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ اَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ ﴿۸۲﴾ اور تم نے اپنا حصہ بس یہی بنا لیا ہے کہ میرے کلام کو تم جھٹلاتے رہو۔ ایک وقت آئیگا جب جان حلق تک پہنچ جائی گی اور تم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہو گے کہ سارا منظر نظر آرہا ہے، جان نکالی جارہی ہے میں جارہا ہوں سب کچھ چھوڑ کے جارہا ہوں اس وقت تمہیں یقین آئے گا لیکن اس وقت کا یقین کوئی فائدہ نہیں دے گا۔ یہ قرآن اللہ پاک کی نعمت ہے یہ ایمان اللہ پاک کی بہت بڑی نعمت ہے۔ یہ رسول ﷺ کے ساتھ غلامی کی نسبت یہ اللہ پاک کی بہت بڑی نعمت ہے، ارے کتنی بڑی نعمت ہے میں کہتا ہوں کہ میں حضور ﷺ کا ماننے والا ہوں میں حضور ﷺ کا روحانی بیٹا ہوں اور حضور ﷺ کون ہیں کائنات کے سردار انبیاء کے سردار میں ان کا امتی ہوں ان کے ساتھ نسبت اللہ پاک کی کتنی بڑی نعمت ہے تو نعمتیں پورے جسم میں، دل اور دماغ میں، ظاہر اور باطن میں، گھر میں اور بازار میں، اللہ کی نعمتوں کی بارش ہو رہی ہے۔

اگر اللہ کی نعمتیں نہ ہوتیں تو پھر کیا ہوتا؟

ارے یہ سوچئے کہ اگر اللہ کی یہ نعمتیں نہ ہوں تو پھر کیا ہوگا اگر ہم ان نعمتوں سے محروم ہو جائیں تو پھر کیا ہوگا۔ سائنس دان کہتے ہیں کہ یہ دل آٹومیٹک مشین کی طرح ایک دن میں ایک لاکھ تین ہزار چھ سو اتنی بار دھڑکتا ہے اگر یہ دھڑکنیں کم یا زیادہ ہو جائیں تو زندگی کا سانس ٹوٹ جائے یہ آنکھیں ایک کروٹ میں دس لاکھ رنگ دیکھ سکتی ہیں اگر یہ آنکھیں نہ ہوں تو دنیا ہمارے لئے بے نور ہو جائے گی، دنیا کا حسن ہی ختم ہو جائے اور یہ ناک تین ہزار خوشبوئیں سونگھ سکتا ہے اگر سونگھنے کی حس ختم ہو جائے اور خوشبوؤں کا میدان اور سونگھنے کا میدان سب ختم ہو جائے تو یہ دنیا بے مزہ ہو جائے۔ یہ کان ایک وقت میں سوا لاکھ آوازیں سن سکتے ہیں، اگر ہم بہرے ہو جائیں تو ان آوازوں سے محروم ہو جائیں گے۔ کسی کے جسم کی ریڑھ کی ہڈی نہیں ہے گوشت کا لوتھڑا پڑا ہے اٹھ بیٹھ نہیں سکتا، پیشاب یا پاخانہ نہیں کر سکتا ایک معمولی ہڈی ٹوٹ گئی اور مُردوں کی طرح زندگی گزار رہا ہے۔ اللہ پاک کی کتنی بڑی نعمت ہے یہ دماغ نہ ہو تو انسان اور حیوان دونوں برابر، یہ زبان نہ ہو تو نہ ذکر کر سکتا ہے نہ تلاوت کر سکتا ہے، نہ عزیزوں کیساتھ محبت کا اظہار کر سکتا ہے یہ جو آپ محبت کے ساتھ کہتے ہیں اماں جان، زبان نہ ہو تو کیسے کہہ سکتے ہیں، محبت سے کہتے ہیں بیٹی! یہ زبان نہ ہو تو کیسے کہیں گے کتنا لطف آتا ہے جب انسان ان رشتوں کا اظہار اپنی زبان سے کرتا ہے بشرطیکہ اس کے دل میں ان رشتوں کی وقعت اور قدر ہو اور جو اس زبان والی نعمت سے محروم ہو گیا اگر دین کی دعوت دینا چاہتا ہے دعوت نہیں دے سکتا تبلیغ نہیں کر سکتا درس و تدریس نہیں کر سکتا، اللہ کا نام زبان سے نہیں لے سکتا، بھوک نہ ہو تو طرح طرح کے کھانے اس کے لئے بیکار ہیں، بھوسے کی طرح ہیں نیند نہ آئے تو پاگل ہو جائے۔

www.toobaaelibrary.com

شاکر اور شکور میں فرق

میرے بزرگو اور دوستو!

ہم تو اللہ کی نعمتوں میں ڈوبے ہوئے ہیں لیکن اللہ کا شکر ادا نہیں کرتے۔ اللہ کے ایسے بندے بھی ہیں جو مصیبت میں بھی اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں اور ہم راحت میں بھی اللہ کا شکر ادا نہیں کرتے حضور اکرم ﷺ کے بارے میں آپ کو پتہ ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ آپ ﷺ راتوں کو بڑا طویل قیام کرتے تھے، لمبے لمبے سجدے کرتے، رکوع کرتے اللہ سے مانگتے، جہنم سے پناہ مانگتے، جنت کی درخواست کرتے، امت کے لئے مغفرت طلب کرتے، اپنے لئے مغفرت طلب کرتے عرض کیا گیا اے اللہ کے نبی! آپ ﷺ تو مغفور و مرحوم ہیں بخشے بخشائے ہیں، آپ ﷺ کے ساتھ اللہ نے جنت کا وعدہ کیا ہے آپ ﷺ کو اتنی عبادت اور اتنی مشقت کی کیا ضرورت ہے کیا فرمایا اللہ کے نبی نے! اَفَلَا اَكُوْنَ عَبْدًا شَكُوْرًا کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں؟، میں عبادت جنت کے حصول کے لئے نہیں کرتا بلکہ اس اللہ کا شکر ادا کرنے کے لئے جس نے مجھ سے جنت کا وعدہ کیا ہے۔ شکور کا معنی شکر کرنے والا، شاکر کا معنی بھی شکر کرنے والا لیکن علامہ مناویؒ نے دونوں کے درمیان فرق کیا ہے فرماتے ہیں کہ! الشاکر من یشکر علی الرحی و الشکور من یشکر علی البلیٰ۔ شاکر عربی میں اس کو کہتے ہیں جو راحتوں پر، نعمتوں پر، خوشیوں پر اللہ کا شکر ادا کرتا ہے اور شکور اس کو کہتے ہیں جو مصیبت اور تکلیف میں بھی اللہ کا شکر ادا کرتا ہے۔ اللہ نے اپنے نبی کے لئے جو لفظ استعمال فرمایا وہ شکور کا لفظ ہے شاکر کا لفظ نہیں ہے میں تو ہر حال میں اللہ کا شکر ادا کروں گا وہ کھلائے تو بھی شکر ادا کروں گا اور وہ بھوکا رکھے تو بھی اس کا شکر ادا کروں گا، وہ پلائے تو اس کا شکر ادا کروں گا اور اگر وہ پیاسا رکھے تو بھی میں اس کا شکر ادا کروں گا۔ ہر حال میں اللہ کا شکر ادا کروں گا۔

مصیبت میں بھی اللہ کا شکر ادا کریں

اللہ والے ایسے ہوتے ہیں جو تکلیف اور مصیبت میں بھی اللہ کی نعمت کا کوئی پہلو تلاش کر لیتے ہیں۔ ایک اللہ والے راستے سے گزر رہے تھے کسی بدبخت نے ان پر کچرے کا بھرا ہوا ٹوکرا پھینک دیا فرمانے لگے اللہ تیرا شکر ہے میں تو جہنم کے انگاروں کا مستحق تھا تو نے تو مٹی کے ٹوکرے کو پھینک کر میری مغفرت کر دی اے اللہ! تو نے اس کے بدلے مجھ پر مٹی کا ٹوکرا ڈلوا دیا اگر میرے اوپر جہنم کے انگارے گرائے جائے تو میں اس کا مستحق تھا، ایک اللہ والے کے گھر میں چور اور ڈاکو آئے سامان چوری کر کے لے گئے صبح لوگوں نے دیکھا تو اللہ کا شکر ادا کر رہے تھے۔ پوچھا کس بات پر اللہ کا شکر ادا کر رہے ہو کہا کہ الحمد للہ اللہ پاک نے ایمان کی دولت عطا کر رکھی ہے اور وہ محفوظ

www.toobaaelibrary.com

ہے۔ہم جانے والی چیزوں کو دیکھتے ہیں اور جو باقی ہے اس کو نہیں دیکھتے ارے ایک عضو میں تکلیف ہوگئی اور اتنا پریشان لیکن یہ نہیں دیکھا کہ یہاں تو تین سو ساٹھ جوڑ ہیں باقی تو صحیح سالم ہیں۔

ہمارے ایک جاننے والے تھے ان کی کولہے کی ہڈی ٹوٹ گئی بڑی تکلیف میں تھے مجھے خود بڑا افسوس ہو رہا تھا ان کو دیکھ کر تو میں نے ان کی تیمارداری کی میں نے کہا بڑا افسوس ہوا کہنے لگے ارے مولانا! کیا بات کر رہے ہو تین سو ساٹھ جوڑوں میں سے ایک جوڑ ٹوٹا تین سو انسٹھ تو صحیح سلامت ہیں میں اس پر اللہ کا شکر ادا نہ کروں؟۔تو ہم کسی ایک نعمت سے محروم ہو جائیں تو اس کا واویلا کرتے ہیں لیکن جو باقی ہیں اس کے بارے میں نہیں دیکھتے تو اللہ کے نیک بندے مصیبت اور تکلیف میں بھی اللہ کی نعمت کا کوئی نہ کوئی پہلو تلاش کر لیتے ہیں۔اور ہر حال میں اللہ کا شکر ادا کرتے رہتے ہیں۔

واقعہ:

ایک واقعہ یاد آیا پہلے بھی سنا چکا ہوں لیکن مجھے اس واقعہ میں بڑی لذت آتی ہے، بڑا لطف آتا ہے۔حضرت مولانا محمد صدیق صاحب نور اللہ مرقدہ ہمارے بزرگوں میں سے ایک سیدھے سادھے دیہاتی بزرگ تھے اور دردگردہ میں مبتلا تھے اور اللہ نہ کرے اگر کسی کو دردگردہ ہوئی ہو تو وہ جانتا ہے اس میں انسان کا کیا حال ہوتا ہے، کسی بھی پل چین نہیں آتا گاؤں میں رہتے تھے سادہ زمانہ اپنے کچے کمرے میں ریت ڈلوا لیتے گرمیوں کی دوپہر میں اس ٹھنڈی ریت پر تکلیف کی وجہ سے لوٹتے پوٹتے تھے اور ایک شعر بنا رکھا تھا اپنے پاس سے ہی فارسی اور ریاستی زبان کو ملا کر وہ پڑھتے رہتے تھے اور وہ شعر یہ ہے۔

لطف سجن دم بدم قہر سجن گاہ گاہ ☆ ایویں سجن واہ واہ توایویں سجن واہ واہ

اس سجن اور دوست کی طرف سے تو لطف و کرم ہر وقت ہوتا ہے اور تکلیف اور مصیبت کبھی کبھی ہوتی ہے۔وہ اللہ اس حالت میں رکھے تو بھی ہم کہیں گے واہ واہ اور اس حالت میں رکھے تو بھی کہیں گے واہ واہ۔

اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ تکلیف اور پریشانی کا اظہار جائز نہیں ہے ایسا بھی نہ اکڑے اللہ کے سامنے کہ میں بیماری اور پریشانی سے آہ بھی نہیں نکالتا اور تکلیف کا اظہار بھی نہیں کرتا۔ارے ہو سکتا ہے کہ اللہ چاہتا ہی یہ ہو کہ میرے بندے کی زبان سے آہ نکلے تو ہم کیوں آگے سے متکبر بن جائیں اتنے سخت بن جائیں کہ میں اپنی زبان سے آہ بھی نہیں نکالوں گا ہاں ہم آہ بھی نکالیں گے، ہم روئیں گے بھی، ہم چیخیں گے بھی، چلائیں گے بھی، ہاتھ بھی پھیلائیں گے لیکن اللہ کے سامنے پھیلائیں گے دنیا کے سامنے آنسو بھی نہیں بہائیں گے یہ تو ممکن ہے کہ اللہ چاہتا ہو کہ میرے بندے کی زبان سے آہ نکلے کیوں اتنا سخت ہو گیا ہے کہ روتا ہی نہیں جب اللہ رلانا چاہتا ہے تو ہم کیوں نہ

www.toobaaelibrary.com

روئیں اللہ کے نبی ﷺ تو اللہ سے رونا مانگتے تھے۔ اے اللہ مجھے ایسی آنکھیں عطا فرما جو خوب رونے والی ہوں۔ جو دل کی کھیتی کو سیراب کریں تو اللہ کے خال خال مخصوص اور منتخب بندے ایسے ہوتے ہیں جو ہر حال میں اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں اور تکلیف اور مصیبت میں بھی راحت اور نعمت کا کوئی نہ کوئی پہلو تلاش کر لیتے ہیں۔ ایک اللہ والے فرماتے ہیں کہ مجھ پر کوئی مصیبت اور پریشانی آتی ہے پس اللہ سے مانگنا شروع کر دیتا ہوں، مانگنے میں بڑا لطف آتا ہے کیونکہ پریشانی آئی ہے۔ ظاہر ہے کہ اب تو اللہ سے توجہ سے مانگے گا۔ تو کبھی دل میں خیال آتا ہے کہ یہ مصیبت اور پریشانی کچھ دن اور رہ جائے تا کہ یہ مانگنے کا لطف تو کچھ دن اور باقی رہ جائے وگرنہ ہو سکتا ہے کہ اگر کوئی پریشانی اور تکلیف نہ ہو تو اللہ سے مانگے ہی نہیں، یا مانگے تو بے توجہی سے مانگے اور مانگے تو گڑگڑانے کے بغیر مانگے اور ہونا تو یہ چاہیے کہ جیسے مصیبت کے آنے سے اس کی آنکھوں سے آنسو نکلتے ہیں تو اسی طرح نعمت اور خوشی کے ملنے کی وجہ سے آنکھوں سے آنسو نکل پڑیں۔ اللہ میں تو اس کا مستحق نہیں تھا لیکن تو نے مجھے نواز دیا، تو نے مجھے عطا فرما دیا تو اللہ کے مخصوص بندے تو ایسے ہوتے ہیں۔

حیوانوں کی وفاداری اور انسان کا ناشکرا پن

لیکن اکثریت کا حال یہ ہے کہ جو اللہ نے ان آیات میں اور اس سورت میں بیان فرمایا جو کہ حیوان سے بھی گئے گزرے ہیں، حیوان اپنے مالک کا زیادہ وفادار ہے اللہ چونکہ انسان کو ذلیل کرنا نہیں چاہتا اس لئے اللہ نے گھوڑے کی مثال دی ہے لیکن اگر ہم دیکھیں تو کتے کی مثال بھی ہمارے اوپر فٹ آتی ہے کتا اپنے مالک کا کتنا وفادار ہے یہ کتے جولڑتے ہیں، لڑائی میں حصہ لیتے ہیں، زخمی بھی ہو جاتے ہیں کس کی خاطر اپنے مالک کی خاطر دوسرے پر جھپٹ پڑتے ہیں جان کی بازی لگا دیتے ہیں کس کی خاطر اپنے مالک کی خاطر، مالک آرام سے ہوتا ہے رات بھر جاگتے ہیں جو نسلی کتے ہوتے ہیں۔ کیوں؟ اپنے مالک کی خاطر مجھے روٹی دیتا ہے، مجھے ٹھکانا دیا ہوا ہے۔ تو آرام سے سو میں رات میں پہرہ دوں گا، میں جاگوں گا اپنے مالک کی خاطر بعض اوقات دیکھا گیا ہے کہ مالک ڈنڈے سے مار رہا ہے جوتے سے مار رہا ہے لیکن وہاں سے ہلتا نہیں ہے چوں کر کے ادھر ہو جاتا ہے پھر وہیں آکر بیٹھ جاتا ہے یہاں سے کھایا ہے آج اگر ایک ڈنڈا لگ گیا تو کیا ہے روز تو کھانے کو ملتا ہے آج تھوڑی سی تکلیف پہنچ گئی تو کیا ہے اس دروازے کو چھوڑ جاؤں۔ لیکن ہم میں سے کتنے ہیں ذرا سی تھوڑی سی تکلیف پہنچ گئی اللہ کو بھول گیا اس کے دروازے ہی کو چھوڑ دیا ایسے ایسے بدنصیب بھی ہوتے ہیں۔ تو فرمایا کہ ہانپ کر دوڑنے والے گھوڑوں کی، ٹاپ مار کر چنگاری نکالنے والے گھوڑوں کی قسم، صبح کے وقت حملہ کرنے والے گھوڑوں کی قسم، گرد و غبار اڑانے والوں کی قسم اور دشمن کے لشکر میں گھس جانے والوں کی قسم۔ اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهٖ لَكَنُوْدٌ ۞ بیشک انسان اپنے پروردگار کا بڑا ناشکرا ہے۔ دوسری جگہ فرمایا: اِنَّ

www.toobaaelibrary.com

الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ (بیشک انسان بڑا ظالم ہے، بڑا ناشکرا ہے) کفران نعمت کرنے والا ہے۔ ایک اور جگہ فرمایا: وَقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ میرے بندوں میں سے شکر کرنے والے ہیں، بہت تھوڑے۔ ایسے بہت کم ہیں جو واقعی شکر کرنے والے ہوں۔ یہ ''واقعی شکر'' کا لفظ میں نے کیوں استعمال کیا؟

ادائیگی شکر کے تین طریقے

علماء کہتے ہیں شکر ادا کرنے کے تین طریقے ہیں:

۱)...... پہلا یہ کہ دل کے اندر تصور ہو کہ واقعی مجھ پر بڑا احسان ہوا دل کے اندر اس کی قدر ہو یہ پہلا مرحلہ ہے اور پہلا طریقہ ہے شکر کا۔

۲)...... دوسرے نمبر پر زبان سے بھی اس کا اظہار ہو اللہ نے احسان کیا تو بھی اور بندے نے احسان کیا تو بھی کنجوسی نہ کرے بلکہ کیا تعلیم دی ہمارے آقا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ لَمْ يَشْكُرِ النَّاسَ لَمْ يَشْكُرِ اللهَ جو لوگوں کا شکر ادا نہیں کرتا وہ اللہ کا شکر بھی ادا نہیں کر سکتا اسلام کی تعلیم ہے کہ والدین کا احسان ہے تم پر، شکر ادا کرو۔ استاد کا احسان ہے، شکر ادا کرو کسی نے تمہاری مدد کی ہے اس کا شکر ادا کرو۔

۳)...... اور تیسرا طریقہ یہ کہ اعضاء سے عملی طور پر شکر ادا کرے اللہ نے جسم دیا ہے اس جسم سے دنیا بھی کماتا ہے لیکن اس جسم کو اللہ کی عبادت میں بھی لگائے اللہ نے مال دیا ہے اس مال سے مکان بنائے، گاڑی خریدے، بیوی بچوں کی ضروریات پوری کرے، آرام اور راحت حاصل کرے، اچھے کھانے کھائے، اچھا لباس پہنے اسلام اس سے منع نہیں کرتا لیکن اس مال کو صرف انہیں مقاصد میں نہ استعمال کرتا رہے بلکہ اس مال کو دین کی اشاعت میں، اللہ کے کلمے کی سربلندی کے لئے، غریبوں، مسکینوں، یتیموں کی معاونت کے لئے طلبہ، مجاہدین کے ساتھ تعاون کے لئے بھی خرچ کرے یہ مال اس لئے نہیں دیا گیا ہے کہ اس مال کے خزانے پر صرف سانپ بن کر بیٹھ جائے، نہیں اس مال کے اندر اللہ نے بہت سے حقوق رکھے ہیں وَفِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ ان کے مال میں حق ہے مانگنے والے کا بھی اور نہ مانگنے والے کا بھی۔ ایسے بھی ہیں جو مانگتے نہیں ہیں زبان سے، ان کو بھی تلاش کرے۔

عیسائیت کی تبلیغ کے لئے کروڑوں اربوں ڈالر کا بجٹ وقف کیا جارہا ہے۔ عیسائیت کی تبلیغ کے لئے کیا کیا کوششیں نہیں ہورہی ہیں ہسپتال بنائے جارہے ہیں، انسانوں کی خدمت کے لئے عیسائیت کی تبلیغ کے لئے اسکول بنائے جارہے ہیں، کالج بنائے جارہے ہیں، لٹریچر تقسیم کیا جارہا ہے، بے شمار ریڈیو اسٹیشن کھولے جارہے ہیں، ٹی وی اسٹیشن کھولے جارہے ہیں، انٹرنیٹ پر کوششیں ہورہی ہیں۔ کیوں خرچ کیا جارہا ہے عیسائیت کی تبلیغ کے لئے؟ تو کیا مسلمان پر لازم نہیں ہے کہ وہ اسلام کی تبلیغ کے لئے، سچے دین کے لئے جس دین پر ایک لاکھ، ایک کروڑ قسمیں کھائی

www.toobaaelibrary.com

جا سکتی ہیں۔ رب کعبہ کی قسم! سچا دین ہے۔ وہ تو خرچ کر رہے ہیں ان کے لئے خسارہ ہے یہ خرچ کر رہے ہیں ان کے لئے فائدہ۔ تو یوں شکر ادا کرے اللہ کے دیئے ہوئے مال کو اور اللہ کی دی ہوئی جان کو، اللہ کی دی ہوئی زبان کو، اللہ کی دی ہوئی آنکھوں کو، اللہ کے دیئے ہوئے ہاتھوں کو، پیروں کو، جہاں اپنے اہل وعیال کے لئے استعمال کرے وہی پر اللہ کے دین پر، اللہ کے دین کی سربلندی کے لئے استعمال کرے یہ ہماری ذمہ داری ہے ہاں صرف نماز پڑھنا اور روزہ رکھنا ہماری ذمہ داری نہیں، دین کو دوسروں تک پہنچانا بھی ہماری ذمہ داری ہے جہاں تک ہم پہنچا سکتے ہیں۔ یہ ہماری ذمہ داری ہے یہ تو ہمارے اوپر فرض ہے یوں شکر ادا کرے یوں شکر ادا ہوگا۔ عملی طور پر شکر صرف یہ نہیں کہ زبان سے کہہ دیا ہاں زبان سے بھی کہے دل میں بھی قدر محسوس کرے لیکن عملی طور پر، شکر ادا کرنے کی کوشش کرے قرآن کریم کی تقریباً پچاس آیات ہیں جن میں اللہ پاک نے شکر کا ذکر کیا ہے اور احادیث تو بہت ساری ہیں۔

شکر کی تعلیم

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور مجھے کہا واللہ انی لا حبک اے معاذ! اللہ کی قسم میں تم سے محبت کرتا ہوں۔ اے آقا! ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں کی خاک پر قربان جائیں کیا سمجھانے کا انداز ہے، سمجھانے کا انداز دیکھیں پھر دوبارہ فرمایا: واللہ انی لا حبک اے معاذ! اللہ کی قسم! میں تم سے محبت کرتا ہوں۔

اور اس کے بعد فرمایا: اے معاذ رضی اللہ عنہ! تجھے میں وصیت کرتا ہوں تاکید کرتا ہوں ہر نماز کے بعد یہ دعا پڑھ لیا کرو۔

اَللّٰهُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِکْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ اے اللہ! مجھے توفیق عطا فرما اپنا ذکر کرنے کی اور اپنی عبادت کرنے کی۔ اللہ مجھے شکر ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ یہ دعا سکھائی کہ اسے ہر فرض نماز کے بعد مانگا کرو، ہوسکتا ہے کہ آپ میں سے کسی کے دل میں ہو کہ میں شکر ادا نہیں کر سکتا۔ میں تو قسم کھاتا ہوں سوچتا ہوں کہ میں ساری زندگی بھی سجدے میں پڑا رہوں تو بھی میں اللہ کا شکر ادا نہیں کر سکتا، اور بات وہی ہے جو اللہ والوں نے کہی سجدہ کرتا ہوں اللہ پاک کا شکر ادا کرنے کے لئے تو یہ سجدہ بھی ایک نعمت ہے۔ اس کے لئے ایک اور سجدہ کروں یہ ایک اور نعمت ہے ایک اور سجدہ کروں یہ ایک اور نعمت ہے پانچ سجدے کئے لاکھ نعمتوں کا اضافہ ہوگیا شکر کیسے ادا ہو تو احادیث میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شکر کی ترغیب دی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص کھاتا ہے اور شکر ادا کرتا ہے اس کو اتنا اجر ملے گا جتنا روزے رکھنے والے اور صبر کرنیوالے کو اجر ملتا ہے، کھا رہا ہے پورے دن کھاتے گزر گیا لیکن کھاتا تھا اور اللہ کا شکر بھی ادا کرتا تھا فرمایا کہ روزے دار جیسا اس کو اجر و ثواب ملے گا۔ (اللہ اکبر)

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شکر نصف ایمان ہے اور یقین پورا ایمان ہے اور بعض حضرات نے کہا کہ آدھا ایمان شکر ہے اور آدھا ایمان صبر ہے۔ راحت ملے تو شکر اور مصیبت ملے تو بھی شکر یونہی ایمان مکمل ہوتا ہے۔

www.toobaaelibrary.com

وَاِنَّهٗ عَلٰى ذٰلِكَ لَشَهِيْدٌ ۝ (اللہ فرماتے ہیں کہ اس ناشکرا ہونے پر خود انسان گواہ ہے۔)

کسی خارجی دلیل کی ضرورت نہیں ہے، انسان کا حال اس بات پر گواہ ہے کہ یہ ناشکرا ہے اس کا حال بتا رہا ہے، اس کا عمل بتا رہا ہے، اس کا دن اس کی راتیں وہ بتا رہی ہیں کہ یہ ناشکرا ہے۔

مال کی محبت

وَاِنَّهٗ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيْدٌ ۝ (اور یہ مال کی محبت میں بڑا سخت ہے)

سورۂ فجر میں بھی فرمایا: وَتَاْكُلُوْنَ التُّرَاثَ اَكْلًا لَّمًّا ۝ وَّتُحِبُّوْنَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا ۝ میراث کو کھا جاتے ہو سمیٹ سمیٹ کر اور مال سے بڑی شدید محبت رکھتے ہو، بہت زیادہ محبت رکھتے ہو، ایسی محبت کہ حلال وحرام کا امتیاز ہی اٹھا دیتے ہو، اللہ کے حقوق بھی بھول جاتے ہو بندوں کے حقوق بھی بھول جاتے ہو اور مال کو ذریعہ نہیں مقصد نہیں بلکہ معبود بنا لیتے ہو۔ جیسے ایک حدیث میں اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ نے فرمایا: ہلاک ہو جائے دینار کا بندہ، درہم کا بندہ یعنی دنیا کو معبود بنانے والا اور درہم کو معبود بنانے والا۔ بس مال کا نقصان نہیں ہونا چاہیے، مال نہیں جانا چاہیے، دین جاتا ہے تو جائے دنیا نہ جائے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی طرف منسوب ہے کہ آپ نے اپنے دونوں بیٹوں حضرت حسین اور حضرت حسن رضی اللہ عنہما کو نصیحت فرمائی کہ:

بیٹا! دیکھو انسانوں میں کچھ ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جو بظاہر انسان نظر آتے ہیں لیکن حقیقت میں حیوان ہیں سنتے بھی ہیں دیکھتے بھی ہیں، ساری چیزیں انسانوں والی ہیں لیکن حقیقت میں وہ حیوان ہیں وہ مال کے نقصان کو اور دنیا کے نقصان کو تو نقصان سمجھتے ہیں لیکن دین کا نقصان ہو جائے تو اس کو نقصان ہی نہیں سمجھتے، بیٹا تم ان میں سے نہ بن جانا۔ ایک ترجمہ اس کا یہ بھی کیا گیا ہے۔ وَاِنَّهٗ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيْدٌ اور انسان مال کی محبت کی وجہ سے بڑا حریص اور بخیل بن جاتا ہے۔

اَفَلَا يَعْلَمُ اِذَا بُعْثِرَ مَا فِي الْقُبُوْرِ ۝ (کیا یہ نہیں جانتا جب نکالا جائے گا ان کو جو قبروں میں پڑے ہوئے ہیں)

حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر اس دنیا کے آخری انسان تک سب کو قبروں سے نکال دیا جائے گا۔

سارے حقائق کھل جائیں گے

وَحُصِّلَ مَا فِي الصُّدُوْرِ ۝ (اور جو کچھ دلوں میں ہے اس کو ظاہر کر دیا جائے گا۔)

www.toobaaelibrary.com

پوشیدہ کو سامنے لایا جائے گا بہت سی چیزیں دلوں میں پوشیدہ ہیں ان کو ظاہر کر دیا جائے گا۔ کتنے ہی لوگ ہیں جو ظاہر کرتے ہیں کہ وہ احسان کر رہے ہیں۔ حالانکہ وہ استحصال کر رہے ہوتے ہیں، بہت سے لوگ ہیں جو پروپیگنڈہ کرتے ہیں کہ ہم تو خدمت کر رہے ہیں حالانکہ وہ کوئی دھندا کر رہے ہوتے ہیں۔ ایسے کتنے ہی لوگ ہیں معاذ اللہ اللہ پاک ہمیں ایسوں میں سے نہ بنائے یتیموں کے نام پر، مسجد کی تعمیر کے نام پر، ہسپتال کے نام پر، سماجی کام کے نام پر چندہ کر کے کھا جانے والے، لوگوں کے سامنے اپنے آپ کو ہمدرد ظاہر کرتے ہیں لیکن اندر سے کچھ اور ہوتے ہیں۔ اللہ فرماتے ہیں جو کچھ دلوں میں ہے سب کچھ قیامت کے دن باہر نکال دیا جائے گا۔ قیامت حقائق کے کھل جانے کا نام ہے وہاں حقیقتاً پتہ چلے گا کہ ظالم ہے یا عادل، یہ متقی پرہیز گار ہے یا فاسق و فاجر وہاں حقیقت کھلے گی، وہاں اندر کو باہر کر دیا جائے گا۔ بہت سے ایسے بھی ہونگے جن کے چہروں پر نقاب پڑے ہونگے وہ نقاب اتار دیئے جائیں گے، آج دنیا میں نقاب نہیں اترتے ہو سکتا ہے کہ ہم کسی کے سامنے دوستی اور محبت ظاہر کریں جبکہ ہمارا دل دشمنی اور نفرت سے بھرا ہوا ہو آج کا دور تو ویسے ہی منافقت کا دور ہے بہت کم لوگ ہیں جن پر اعتماد کیا جا سکتا ہے۔ اللہ پاک ہمیں ان دھوکے بازوں اور فراڈیوں میں سے نہ بنائے اللہ ہماری حفاظت فرمائے لیکن بہر حال ہم ایسے دور میں رہ رہے ہیں۔

اللہ کے خبیر ہونے کا مطلب

اِنَّ رَبَّهُمۡ بِهِمۡ يَوۡمَئِذٍ لَّخَبِيۡرٌ ﴿۱۱﴾ (ان کا پروردگار ان کے بارے میں خوب خبر رکھنے والا ہوگا)

خبر تو اللہ آج بھی رکھتا ہے، اللہ ہمیں آج بھی جانتا ہے۔ ہم دنیا کو دھوکا دے سکتے ہیں لیکن اللہ پاک کو دھوکا نہیں دے سکتے۔ لیکن یہاں جو فرمایا اس دن قیامت کے دن، عدل والے دن خبر رکھنے والا ہوگا، تو اس کا مطلب ہے اس دن اللہ ان کے اعمال کی جزا دیگا، بدلہ دے گا اور دوسرا مطلب بعض حضرات نے یہ بیان کیا کہ اس دن منکروں کو بھی پتہ چل جائے گا کہ اللہ کو سب کچھ کی خبر تھی۔ آج تو بعض اوقات یقین نہیں آتا لیکن اس دن جب سب راز کھول دیئے جائیں گے خلوتیں جلوتیں بنادی جائیں گی رات کی تاریکی میں کیے ہوئے اعمال سامنے لائے جائیں گے تو اس دن انسان کو بھی یقین آجائے گا کہ ہاں واقعی میرا رب خبیر بھی ہے، بصیر بھی ہے، علیم بھی ہے لیکن وہ تو بردباری اور حلم سے کام لے رہا تھا۔ اللہ پاک مجھے اور آپ کو اس دن کی فکر نصیب فرمائے اور شکر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

www.toobaaelibrary.com

سُورَةُ الْقَارِعَةِ مَكِّيَّة

موضوع

قیامت کا منظر

www.toobaaelibrary.com

آیاتُها ۱۱ (۱۰۱) سُوْرَةُ الْقَارِعَةِ مَكِّيَّةٌ (۳۰) رُکُوعاتُها ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

اَلْقَارِعَةُ ① مَا الْقَارِعَةُ ② وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْقَارِعَةُ ③ يَوْمَ يَكُوْنُ النَّاسُ
كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوْثِ ④ وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوْشِ ⑤ فَاَمَّا مَنْ
ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ ⑥ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ⑦ وَاَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ ⑧ فَاُمُّهٗ
هَاوِيَةٌ ⑨ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا هِيَهْ ⑩ نَارٌ حَامِيَةٌ ⑪

ترجمہ:...... (یاد کرو) وہ واقعہ جو دِل دہلا کر رکھ دے گا! (۱) کیا ہے وہ دِل دہلانے والا واقعہ؟ (۲) اور تمہیں کیا معلوم وہ دِل دہلانے والا واقعہ کیا ہے؟ (۳) جس دن سارے لوگ پھیلے ہوئے پروانوں کی طرح ہو جائیں گے۔ (۴) اور پہاڑ دُھنی ہوئی رنگین اُون کی طرح ہو جائیں گے۔ (۵) اب جس شخص کے پلڑے وزنی ہوں گے۔ (۶) تو وہ من پسند زندگی میں ہوگا (۷) اور وہ جس کے پلڑے ہلکے ہوں گے۔ (۸) تو اُس کا ٹھکانا ایک گہرا گڑھا ہوگا۔ (۹) اور تمہیں کیا معلوم کہ وہ گہرا گڑھا کیا چیز ہے؟ (۱۰) ایک دہکتی ہوئی آگ! (۱۱)

قیامت کے مختلف نام

یہ سورۃ القارعۃ ہے مکی سورت ہے اور اس میں گیارہ آیات ہیں۔ قرآن کریم میں قیامت کے مختلف ناموں کا ذکر ہے اَلْحَآقَّةُ یہ بھی قیامت کے ناموں میں سے ایک نام ہے اَلْحَآقَّةُ ① مَا الْحَآقَّةُ ② وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْحَآقَّةُ ③۔ حاقہ کا معنی ٹھیک طور پر واقع ہونے والی، اَلطَّآمَّةُ الْكُبْرٰى یہ بھی قیامت کا ایک نام ہے۔ فَاِذَا جَآءَتِ الطَّآمَّةُ الْكُبْرٰى جب بڑی آفت آ جائے گی غاشیہ یہ بھی قیامت کا ایک نام ہے۔ هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ کیا تم تک خبر پہنچی ڈھانپ لینے والی کی۔ قیامت ڈھانپ لے گی، چھا جائے گی سارے عالم پر، کائنات کی ایک ایک چیز پر، جن وانس پر چھا جائے گی قیامت کا ایک نام واقعہ بھی ہے۔ اِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ① لَيْسَ لِوَقْعَتِهَا كَاذِبَةٌ ② جب واقع ہونے والی واقع ہو جائے گی اور اس کے واقع ہونے میں کوئی جھوٹ نہیں ہے وہ واقع ہو کر رہے گی۔ قیامت کا ایک نام یوم الدین بھی ہے سورۃ الفاتحہ میں ہم پڑھتے ہیں۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ

www.toobaaelibrary.com

جزاء کا دن، انصاف کا دن، قیامت کا دن جزاء کا دن ہوگا، سزا کا دن ہوگا، عدل وانصاف کا دن ہوگا۔ قیامت کا نام خافضۃ اور رافعۃ بھی ہے قیامت کے دن کسی کو اٹھایا جائے گا اور کسی کو گرایا جائے گا، کوئی عزت کا حق دار ہوگا اور کوئی ذلت کا حق دار ہوگا۔ امت کا نام یَوۡمَ الۡفَصۡلِ بھی ہے۔ اِنَّ یَوۡمَ الۡفَصۡلِ کَانَ مِیۡقَاتًا اس لیے کہ اس دن فیصلے ہوں گے، وہ دن قیامت کا بڑا عجیب دن ہوگا اللہ نے فرمایا۔ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوۡا رَبَّکُمۡ اِنَّ زَلۡزَلَۃَ السَّاعَۃِ شَیۡءٌ عَظِیۡمٌ اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو قیامت کا زلزلہ بڑی سخت چیز ہوگی۔ یَوۡمَ تَرَوۡنَهَا تَذۡهَلُ کُلُّ مُرۡضِعَۃٍ عَمَّاۤ اَرۡضَعَتۡ وہ ایسا دن ہوگا کہ دودھ پلانے والی ماں اپنے دودھ پیتے بچے سے غافل ہوجائے گی، اس کو بھول جائے گی اپنی فکر میں پڑ جائے گی۔ وَتَضَعُ کُلُّ ذَاتِ حَمۡلٍ حَمۡلَهَا اور حمل والی اپنا حمل گرا دے گی۔ وَتَرَی النَّاسَ سُکٰرٰی تم لوگوں کو دیکھو گے تو یوں لگے گا جیسا کہ مدہوش ہیں۔ وَمَا هُمۡ بِسُکٰرٰی حالانکہ کوئی مدہوشی نہیں ہوگی، کوئی نشہ نہیں ہوگا بلکہ عذاب کی دہشت ہوگی تو ایک نام قارعہ بھی ہے۔ اَلۡقَارِعَۃُ مَا الۡقَارِعَۃُ۔

قیامت کا نقشہ

قارعہ کا معنی ہے کھٹکھٹا دینے والی۔ عربی زبان میں قرع کا معنی آتا ہے کھٹکھٹانا قرع الباب دروازے کو کھٹکھٹایا۔ آپ سوچئے رات کو غفلت کی نیند سوئے ہوئے ہوتے ہیں اچانک رات کو کوئی آ گیا زور سے گھنٹی بجا دی یا دروازہ زور سے کھٹکھٹا دیا، ایک دم انسان ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھے گا یہ کیا مصیبت آ گئی یہ کیا آفت آ گئی کون ہے، تو قیامت کی کیفیت بھی کچھ ایسے انداز سے ہوگی انسان غفلت میں پڑے ہوئے ہوں گے کہ قیامت آ جائے گی ایسا جیسا کہ کسی نے اچانک دروازہ کھٹکھٹا دیا اور اس کے آنے سے پورے عالم میں ہل چل مچ جائے گی، کسی کو کسی کی فکر نہیں رہے گی ہر کسی کو اپنی فکر ہوگی فرمایا کہ:

اَلۡقَارِعَۃُ ① مَا الۡقَارِعَۃُ ② (وہ کھٹکھٹا دینے والی کیا ہے کھٹکھٹا دینے والی)

وَمَاۤ اَدۡرٰىکَ مَا الۡقَارِعَۃُ ③ (اور تمہیں کیا خبر کہ کیا ہے کھٹکھٹا دینے والی)

اللہ اکبر! یہ قرآن کا انداز ہے پہلے بھی عرض کرتا رہتا ہوں بعض اوقات اللہ متوجہ کرنے کے لئے، انسان کی غفلت پر افسوس کرنے کے لئے اور کسی چیز کی اہمیت بتانے کے لئے، اس کی شان کو بڑھانے کے لئے اللہ خود سوال کرتے ہیں جیسا کہ دوسرے مقامات پر بھی ہے۔ اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنٰهُ فِیۡ لَیۡلَۃِ الۡقَدۡرِ، وَمَاۤ اَدۡرٰىکَ مَا لَیۡلَۃُ الۡقَدۡرِ۔ تمہیں کیا پتہ کہ لیلۃ القدر کیا ہے؟ اسی طرح یہاں بھی اَلۡقَارِعَۃُ مَا الۡقَارِعَۃُ دو دفعہ سوال کیا کھٹکھٹا دینے والی کیا ہے کھٹکھٹا دینے والی۔ وَمَاۤ اَدۡرٰىکَ مَا الۡقَارِعَۃُ اور تمہیں کیا خبر کہ کھٹکھٹا دینے والی کیا ہے؟ تم اندازہ نہیں کرسکتے دنیا کا کوئی حادثہ، کوئی طوفان، کوئی سیلاب، کوئی بمباری، کوئی زلزلہ قیامت کا منظر پوری طرح بیان کرنے کی قدرت نہیں رکھتا ہے۔

www.toobaaelibrary.com

دنیا کا سب سے بڑا حادثہ

بالفرض اگر ایٹم بم بھی گر جائے تو وہ بھی قیامت کے منظر کی پوری طرح عکاسی نہیں کر سکتا۔ وہ زلزلہ عجیب زلزلہ ہوگا، اور وہ حادثہ عجیب وغریب حادثہ ہوگا اور واقعہ بے مثال واقعہ ہوگا اس جیسا واقعہ انسانی تاریخ میں دنیا کی تاریخ میں نہیں گزرا جیسے بعض اخبار روزنامہ ہوتے ہیں تو بڑی خبر کی ایک سرخی لگاتے ہیں بعض ہفت روزہ ہوتے ہیں تو پورے ہفتے کی جو بڑی خبر ہوتی ہے اس کی سرخی لگاتے ہیں، بعض ماہنامہ ہوتے ہیں تو وہ پورے مہینے کی جو سب سے بڑی خبر ہوتی ہے اس کی سرخی لگاتے ہیں اور بعض اوقات اخبارات اور جرائد، سالنامے بھی شائع کرتے ہیں اس میں پورے سال کی خبریں دیتے ہیں اور اس میں پورے سال کی خبروں میں جو نمایاں خبریں ہوتی ہیں وہ لکھی جاتی ہیں۔ اگر کوئی ایسا اخبار فرض کر لیا جائے کہ جس میں آدم علیہ السلام کی تخلیق اور اس زمین پر آمد سے لے کر قیامت کے وقوع تک سب سے بڑی خبر شائع کی جائے تو وہ سب سے بڑی خبر قیامت کا وقوع ہوگا اتنا بڑا واقعہ ہے تو اللہ متوجہ کرنے کے لئے فرمارہے ہیں۔ اَلْقَارِعَةُ مَا الْقَارِعَةُ۔ کھٹکھٹا دینے والی، کیا ہے کھٹکھٹا دینے والی۔ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْقَارِعَةُ اور تجھے کیا خبر کہ کھٹکھٹا دینے والی کیا ہے۔ اللہ اکبر۔

وَمَآ اَدْرٰىكَ اور مَا يُدْرِيْكَ میں فرق

سفیان بن عیینہؒ ایک بہت بڑے بزرگ ہیں وہ فرماتے ہیں کہ قرآن کریم میں یوں سوال کیا گیا۔ وَمَآ اَدْرٰىكَ اور بعض مقامات پر یوں سوال ہے۔ وَمَا يُدْرِيْكَ۔ معنی دونوں کا ایک ہی ہے۔ مَآ اَدْرَاكَ کا بھی یہی معنیٰ ہے تجھے کیا خبر اور وَمَا يُدْرِيْكَ کا معنی بھی یہی ہے تجھے کیا خبر لیکن جہاں وَمَآ اَدْرٰىكَ آیا ہے وہاں اللہ نے جواب دیا ہے۔ پہلے فرمایا کہ تجھے کیا خبر کہ لَيْلَةُ الْقَدْرِ کیا ہے اور آگے جواب دیا لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ لیلۃ القدر ہزار مہینوں سے بہتر رات ہے اسی طریقے سے یہاں پر بھی آپ دیکھیں گے پہلے سوال کیا مَا الْقَارِعَةُ ۞ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْقَارِعَةُ اور اس کے بعد جواب دیا ہے لیکن جہاں مَا يُدْرِيْكَ آیا ہے تو اس کے بعد اللہ نے جواب نہیں دیا ہے۔ یہ انہوں نے ایک باریک سا فرق کیا ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے قیامت کی دو نشانیاں بیان فرمادیں فرمایا:

قیامت کی پہلی نشانی......لوگ انتشار کا شکار ہوجائیں گے

يَوْمَ يَكُوْنُ النَّاسُ كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوْثِ ۞

(اس دن انسان بکھرے ہوئے تنکوں کی طرح، کیڑوں کی طرح، پروانوں کی طرح ہوجائیں گے)

جیسے آپ تصور کریں کہ کسی جنگل، میں تاریک جگہ میں بعض اوقات شہر میں بھی ایک شمع روشن کر دی جائے، ایک

www.toobaaelibrary.com

لالٹین جلادی جائے تو اس پر کیڑے اکٹھے ہوجاتے ہیں پتنگے اور پروانے اور وہ اس میں گرنے کی کوشش کرتے ہیں، چھلانگ لگانے کی کوشش کرتے ہیں، جلنے کی کوشش کرتے ہیں اس لیے اللہ کے نبی نے فرمایا کہ تمہاری مثال ایسی ہے کہ جیسے ان پتنگوں کی مثال ہے وہ آگ میں گرنے کی کوشش کرتے ہیں تم بھی آگ میں گرنے کی کوشش کرتے ہو اور میں تمہیں آگ سے بچانے کی کوشش کرتا ہوں۔ ایک واقعہ یاد آیا کہ آج ہم دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں ہم عاشق رسول ﷺ ہیں، بڑے بڑے دعوے کرتے ہیں اس پر کسی نے واقعہ بیان کیا ہے کہ کسی کیڑے نے دعویٰ کیا کہ میں پروانہ ہوں اس نے کہا کہ جاؤ دیکھ کر آؤ کہ شمع جل رہی ہے یا نہیں تو واپس آیا اور کہا کہ ہاں شمع جل رہی ہے تو اس نے کہا کہ پھر جو تم پروانہ ہونے کا دعویٰ کر رہے ہو یہ جھوٹ بول رہے ہو اگر واقعی پروانے ہوتے تو زندہ واپس نہ ہوتے شمع پر قربان ہوجاتے آج ہمارا حال بھی کچھ ایسا ہی ہے ہم پروانہ ہونے اور عاشق ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن ہماری عملی زندگی کیسی ہے ہم عاشق قرآن، اور عاشق دین، اور عاشق رسول ﷺ، اور عاشقِ آخرت، اور عاشق خدا نہیں ہیں بلکہ ہم عاشق دنیا اور عاشق کرسی اور عاشق درہم ہیں تو عرض کر رہا تھا کہ فرمایا۔ يَوْمَ يَكُونُ النَّاسُ كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوثِ ۝ لوگ ہوجائیں گے بکھرے ہوئے پتنگوں کی طرح، تشبیہ دی انسانوں کو بکھرے ہوئے پتنگوں کے ساتھ، یہ تشبیہ کس چیز میں ہے امام زمخشریؒ فرماتے ہیں کئی اعتبار سے تشبیہ ہے مثلاً جیسے شمع جلتی ہے پروانوں اور پتنگوں کا اس پر ہجوم ہوجاتا ہے ایسے انسانوں کا ایک ہجوم ہوگا اربوں نہیں، کھربوں نہیں، نامعلوم کتنے انسان ہوں گے، انسانوں کا ایک ہجوم اور پھر جیسے کہ کیڑے شمع کے ارد گرد گھومتے ہیں، منتشر ہوتے ہیں کوئی نظم، کوئی ترتیب، کوئی صف بندی نہیں ہوتی یہی حال انسانوں کا قیامت کے دن ہوگا ان میں بھی کوئی نظم نہیں ہوگا، کوئی ترتیب نہیں ہوگی، کوئی ادھر بھاگ رہا ہے کوئی اُدھر بھاگ رہا ہے اللہ ہم سب کو اپنی حفاظت میں رکھے۔ آپ کو سمجھانے کے لئے عرض کرتا ہوں آپ تصور کریں اللہ نہ کرے ہزار بار نہ کرے یہاں پر بم دھماکہ ہوجائے تو ہر کوئی اپنی جان بچانے کے لئے بھاگ کھڑا ہوگا، کوئی ادھر کوئی ادھر، سب منتشر، کوئی نظم نہیں، کوئی ترتیب نہیں یہی حال قیامت کے دن ہوگا انسان منتشر ہوں گے، کوئی نظم، کوئی ترتیب کوئی صف بندی، کوئی ایک دوسرے کی خبر گیری، کوئی تعلقات اور رشتے داریوں کا احساس نہیں ہوگا اور جیسے پتنگے ذلیل ہوتے ہیں ایسے انسان بھی اس دن ذلیل ہوں گے، بڑے کمزور ہوں گے، ذلت اور خواری کے عالم میں ہوں گے اور جیسے وہ پتنگے اس شمع کی طرف بھاگتے ہیں جب انسانوں کو بلایا جائے گا تو انسان اپنے بلانے والے کی طرف بھاگ کھڑے ہوں گے۔ دنیا میں بلایا جاتا تھا اس کو لیکن کبھی یہ داعی کی پکار پر لبیک کہتا اور کبھی نہیں کہتا تھا، من مانی کرتا تھا۔ حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح کی آواز آتی تھی اور حی علی الدین اور حی علی القرآن حی علی الرسول کی آواز اس کو آتی تھی کبھی اس آواز پر کان دھرتا تھا اور کبھی اس آواز پر کان نہیں دھرتا تھا اس لیے کہ اللہ نے اختیار دے رکھا تھا، اللہ نے مجبور

www.toobaaelibrary.com

نہیں کررکھا تھا، اگر اللہ مجبور کردیتا تو وہ ایسا نظم بنا سکتا تھا کہ جوں ہی اذان کی آواز آتی تو انسان بلاارادہ، بلااختیار کشاں کشاں مسجد کی طرف چل پڑتا آٹومیٹک انداز میں چل پڑتا لیکن دنیا میں تو اللہ نے اختیار دیا تھا اس لیے یہ کبھی داعی کی پکار پر لبیک کہتا تھا اور کبھی نہیں کہتا تھا لیکن جب قیامت کے دن بلایا جائے گا تو اللہ فرماتے ہیں کہ پھر تو دوڑ پڑیں گے آنکھیں اٹھی کی اٹھی رہ جائیں گی، خوف اور دہشت سے جان حلق تک آرہی ہوگی، کلیجہ حلق تک آرہا ہوگا۔ یَوْمَ یَكُوْنُ النَّاسُ كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوْثِ۔ بکھرے ہوئے پتنگوں کی طرح کسی کو کسی کی فکر نہیں ہوگی اور کوئی کسی کے کام نہیں آئے گا، نہ خاندان کام آئے گا، نہ جماعت، نہ باپ، نہ بیٹا، نہ بیوی، نہ شوہر، نہ کوئی شریک، نہ کوئی بت، نہ کوئی سردار، نہ کوئی لیڈر، نہ کوئی وڈیرہ، نہ کوئی پیر ہر شخص اپنا اعمال نامہ لے کر خود پیش ہوگا سورہ مومنون میں اللہ نے فرمایا:

فَاِذَا نُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَلَآ اَنْسَابَ بَیْنَهُمْ یَوْمَىِٕذٍ وَّلَا یَتَسَآءَلُوْنَ

(جب صور پھونک دیا جائے گا تو آپس کے تعلقات ختم ہوجائیں گے اور ایک دوسرے کے بارے میں کوئی سوال نہیں کریں گے کہ تم کس حال میں ہو)

فارسی میں ایک محاورہ استعمال ہوتا ہے۔ ''کس نمی پرسد بھیا کی ہتی'' کوئی نہیں پوچھے گا کہ بھائی تم کس حال میں ہو کون ہو، تمہارا میرے ساتھ کیا تعلق ہے، اس سوال کی فرصت اور مہلت نہیں ہوگی اور سورہ معارج میں فرمایا۔ وَلَا یَسْـَٔلُ حَمِیْمٌ حَمِیْمًا کوئی گہرا قلبی دوست اپنے قلبی دوست سے سوال نہیں کرے گا حالانکہ دیکھ رہے ہوں گے۔ یَوَدُّ الْمُجْرِمُ لَوْ یَفْتَدِیْ مِنْ عَذَابِ یَوْمِىِٕذٍۭ بِبَنِیْهِ ⑪ وَصَاحِبَتِهٖ وَاَخِیْهِ ⑫ مجرم یہ چاہے گا، یہ آرزو کرے گا کاش! آج مجھے عذاب سے بچالیا جائے اور میری جگہ آج میرے بیٹوں کو لے لیا جائے، میری بیوی کو لے لیا جائے، میرے بھائی کو لے لیا جائے۔ وَفَصِیْلَتِهِ الَّتِیْ تُــْٔوِیْهِ میرے قبیلے کو لے لیا جائے۔ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا ثُمَّ یُنْجِیْهِ اور زمین میں جو کچھ ہے فیکٹری، کارخانہ، مال ودولت سب کچھ لے لیا جائے مجھے چھوڑ دیا جائے۔ اللہ پاک نے یہ جو رشتے بیان کیے اللہ پاک بھی انسان کی نفسیات کو جانتا ہے سب سے پہلے اللہ پاک نے بیٹوں کا ذکر کیا انسان یہ آرزو کرے گا کہ میرے بیٹوں کو لے لیا جائے اس لیے کہ انسان کی شدید محبت بیٹوں کے ساتھ ہوتی ہے بیوی بھی بعد میں ہے بھائی بھی بعد میں ہے، قبیلہ بھی بعد میں ہے، شدید محبت جو ہوتی ہے اپنی اولاد کے ساتھ ہوتی ہے، تو اللہ نے ترتیب کے اعتبار سے سب سے پہلے بیٹوں کا ذکر کیا ہے مجرم چاہے گا کاش میرے بیٹوں کو لے لیا جائے اور مجھے چھوڑ دیا جائے لیکن قیامت کے دن اس قسم کا سودا نہیں ہوسکے گا۔ سورہ بقرہ میں فرمایا: وَاتَّقُوْا یَوْمًا لَّا تَجْزِیْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَیْــًٔا کوئی کسی کی کفایت نہیں کرسکے گا کوئی کسی کے کام نہیں آسکے گا۔ وَّلَا یُقْبَلُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا تَنْفَعُهَا شَفَاعَةٌ نہ سفارش قبول کی جائے گی اور نہ اس سے فدیہ اور تاوان لیا جائے گا۔ وَّلَا هُمْ یُنْصَرُوْنَ اور نہ ان کا کوئی قبیلہ اور جماعت ہوگی جو ان کی مدد کرسکے۔

www.toobaaelibrary.com

پہلی نشانی قیامت کی یہ بیان فرمائی: یَوۡمَ یَكُوۡنُ النَّاسُ كَالۡفَرَاشِ الۡمَبۡثُوۡثِ انسان بکھرے ہوئے پتنگوں کی طرح ہوں گے۔

قیامت کی دوسری نشانی...... پہاڑ ذرّات بن کر بکھر جائیں گے

وَتَكُوۡنُ الۡجِبَالُ كَالۡعِهۡنِ الۡمَنۡفُوۡشِ ؕ﴿۵﴾ (اور پہاڑ دُھنی ہوئی روئی کی طرح ہو جائیں گے)

اس کائنات میں انسان کی نظر میں سب سے مضبوط اور نا قابل شکست چیز وہ پہاڑ ہیں لیکن فرمایا کہ یہ پہاڑ بھی ریزہ ریزہ ہو کر رہیں گے۔ بعض اوقات قیامت کے منکر استہزاء کے طور پر سوال کیا کرتے تھے کہ آپ کہتے ہیں کہ قیامت میں ہر چیز ٹوٹ پھوٹ جائے گی تو کیا پہاڑ بھی ٹوٹ پھوٹ جائیں گے، تو فرمایا کہ ہاں یہ بھی ٹوٹ پھوٹ جائیں گے پہاڑوں کو اللہ نے اس سرزمین پر رکھا ہے زمین کو اضطراب اور حرکت سے بچانے کے لئے اس سوچ کا ذکر اور اس بات کا ذکر اللہ پاک نے قرآن کریم میں کئی مقامات پر کیا ہے مثلاً سورۂ حجر کی آیت نمبر ۱۵ میں فرمایا: وَاَلۡقٰى فِى الۡاَرۡضِ رَوَاسِىَ اَنۡ تَمِيۡدَ بِكُمۡ اللہ نے زمین پر یہ پہاڑ رکھ دیئے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ زمین حرکت کرتی رہے اور تم کو تکلیف ہو۔ اللہ نے کائنات کو کیسا بنایا ہے؟ اے انسان میں نے یہ گوارہ نہیں کیا کہ تمہیں تکلیف ہو جیسے سمندر میں سفر کرتے ہیں تو کشتی اور جہاز حرکت کرتے رہتے ہیں تو بعض اوقات بڑی تکلیف ہوتی ہے جیسے گرمی کے دنوں میں جب طغیانی شدید ہوتی ہے تو سر چکراتا ہے قے آتی ہے اور سفر بڑا مشکل ہو جاتا ہے تو اللہ نے آسانیاں پیدا فرمائیں کبھی اس پر غور کریں کہ اللہ نے انسان کو خوش کرنے اور انسان کو پریشانی سے بچانے کے لئے کیا کیا انتظامات کیے ہیں کبھی دن ہے، کبھی رات ہے دن ہی دن ہوتا تو کتنی تکلیف ہوتی، رات ہی رات ہوتی تو کتنی تکلیف ہوتی، گرمی ہوتی سردی نہ ہوتی سردی ہوتی گرمی نہ ہوتی، بہار ہوتی خزاں نہ ہوتی، کیا ہوتا اور دیکھیے! کہ اس تنوع کا نتیجہ یہ ہے کہ جو بظاہر تکلیف والے دن ہیں وہ بھی راحت والے دن محسوس ہوتے ہیں۔ ہے تو خزاں لیکن بہار کا انتظار ہے تو یہ انتظار بھی ایک لطف دیتا ہے تو جب بہار آتی ہے تو قدر ہوتی ہے اور دیکھیے اگر صحت ہوتی بیماری نہ ہوتی تو صحت کی قدر نہ ہوتی، اگر پیٹ بھرا رہتا بھوک نہ ہوتی تو کسی کو پیٹ بھرنے کی قدر نہ ہوتی، اگر زندگی ہوتی موت نہ ہوتی تو کسی کو زندگی کی قدر نہ ہوتی اور اگر راحت ہی راحت ہوتی کبھی تکلیف نہ ہوتی تو راحت کی کسی کو قدر نہ ہوتی، پیاس کے بعد جو پانی کا لطف ہے وہ پیاس کے بغیر کہاں اور بھوک کے بعد جو کھانے کا لطف ہے وہ بھرے ہوئے پیٹ میں کھانے میں کہاں تو اللہ نے انسان کو خوش رکھنے کے لئے نا معلوم اس کائنات میں کیا کچھ بنا دیا ہے سمندروں میں دیکھیں تو کتنی دنیا آباد ہے، فضاؤں میں دیکھیں، جنگلوں میں دیکھیں، شہروں میں دیکھیں اس نکتے کو آپ اس وقت سوچیں تاکہ ہمیں اللہ پاک کی نعمتوں کی قدر ہو اور ہمارے دلوں میں اللہ پاک کی عظمت بیٹھے، اس کے

www.toobaaelibrary.com

احسانات کی عظمت ہمارے دلوں میں بیٹھے۔تو فرمایا کہ زمین میں ہم نے پہاڑ رکھ دیے تا کہ زمین حرکت نہ کر سکے سورۂ انبیاء آیت نمبر ۳۱ میں فرمایا: وَجَعَلْنَا فِي الْأَرْضِ رَوَاسِيَ أَنْ تَمِيدَ بِهِمْ ۠ وَجَعَلْنَا فِيهَا فِجَاجًا اس کا مفہوم بھی یہی ہے کہ یہ پہاڑ اس لیے رکھے گئے تا کہ زمین حرکت نہ کرے اور واقعی یہ بڑی مضبوط مخلوق ہے لیکن جب اللہ کا حکم آجائے گا تو یہ پہاڑ بھی ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گے اللہ نے قرآن میں مختلف انداز میں ان پہاڑوں کے بارے میں فرمایا۔ سورہ حاقہ میں بیان فرمایا: وَحُمِلَتِ الْأَرْضُ وَالْجِبَالُ فَدُكَّتَا دَكَّةً وَاحِدَةً ۔ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے گا، ریزہ ریزہ کر دیا جائے گا۔ سورہ نمل میں فرمایا: وَتَرَى الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَامِدَةً وَهِيَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ تم پہاڑوں کو سمجھتے ہو کہ وہ جمے ہوئے ہیں اور وہ تو چلیں گے بادلوں کی طرح اور یہاں پر فرمایا: وَتَكُونُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوشِ پہاڑ دھنی ہوئی روئی کے گالوں کی طرح ہو جائیں گے، اس لیے کہ یہ پہاڑ بھی انسان کے لئے، آسمان بھی انسان کے لئے، اور آسمان کی چھت پر چمکتے ہوئے ستارے بھی انسان کے لئے، یہ سورج اور چاند بھی انسان کے لئے، یہ چٹکتے ہوئے اور مہکتے ہوئے رنگا رنگ پھول بھی انسان کے لئے، یہ رنگا رنگ پھل انسان کے لئے، یہ سب کچھ اللہ نے انسان کے لئے پیدا کیا ہے اور انسان کو اللہ نے اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے۔

عبادت کا مفہوم

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ﴿۵۶﴾

(ہم نے جنوں اور انسانوں کو اس لئے پیدا کیا ہے تا کہ وہ ہماری عبادت کریں)

بار بار آپ یہ بات سنتے رہتے ہیں کہ عبادت کا یہ مطلب نہیں کہ ہر وقت آ کر نماز پڑھتے رہیں بلکہ عبادت کا مفہوم یہ ہے کہ انسان ایسی زندگی گزارے جیسے اللہ چاہتا ہے، پھر شادی بھی عبادت ہے، پھر دکان بھی عبادت ہے، پھر کارخانہ بھی عبادت ہے، پھر محنت مزدوری بھی عبادت ہے، پھر تجارت بھی عبادت ہے، پھر سیاست بھی عبادت ہے، پھر حکومت بھی عبادت ہے، ہر چیز عبادت ہے، جب یہ تصور دل میں بٹھالیا جائے کہ سب کچھ کرنا ہے مگر ایسے طریقے سے کرنا ہے جیسے میرا مالک چاہتا ہے جیسے میرا اللہ چاہتا ہے، اب قیامت کے دن جو مضبوط مخلوق (پہاڑ) کا حال ہوگا وہ بیان کرنے کے بعد انسان کا بیان، اور انسان کے اعمال کا بیان فرمایا:

کامیابی و ناکامی کی بنیاد

فَأَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ ﴿۶﴾ فَهُوَ فِي عِيشَةٍ رَاضِيَةٍ ﴿۷﴾

جس کے ترازو بھاری ہوں گے۔ فَهُوَ فِي عِيشَةٍ رَاضِيَةٍ۔ وہ دل پسند خوشی میں ہوگا، وہ من چاہی زندگی میں

www.toobaaelibrary.com

ہوگا اصل کام آنے والی چیز اعمال ہیں اعمال کا قیامت کے دن وزن ہوگا اس پر بڑی بحث ہوئی ہے۔ آپ حضرات نے بھی یہ بہت سے علماء سے سنا ہوگا جو پرانے علماء محدثین اور مفسرین تھے وہ جب اسطرح آیات اور حدیث پڑھتے اور پڑھاتے تھے اور یہ بحث کرتے تھے۔

وزنِ اعمال کی حقیقت

اعمال کا وزن کیسے ہوگا؟ بھائی دو چیزیں ہیں ایک ہے عرض اور دوسری ہے جوہر، جوہر کا تو وزن ہوتا ہے عرض کا وزن نہیں ہوتا یہ حرکت ایک عرض ہے، یہ عمل ایک عرض ہے، بھائی میں آپ کی طرف دیکھ رہا ہوں اور یہ میرا دیکھنا ایک عرض ہے، میں بول رہا ہوں یہ ایک عرض ہے، آپ سن رہے ہیں یہ ایک عرض ہے، تو بھائی ان چیزوں کا وزن کیسے ہوگا؟ یہ بولنے کا وزن، یہ سننے کا وزن، یہ دیکھنے کا وزن، یہ اٹھنے کا وزن، یہ بیٹھنے کا وزن، یہ رکوع میں جانے کا وزن، یہ سجدے میں جانے کا وزن، ان اعمال کا وزن کیسے ہوگا؟ بلکہ اعمال تو صرف یہ نہیں ہیں بلکہ میں دل میں اللہ کو یاد کر رہا ہوں دل ہی دل میں، تو یہ یاد کرنا کون سی ایسی چیز ہے کہ جس کا وزن ہوگا ان چیزوں کا وزن کیسے ہوگا یہ بحث کی جاتی تھی تو اس کا جواب پرانے محدثین اور مفسرین یہ دیتے تھے کہ اصل میں ان صحیفوں کا وزن ہوگا جن صحیفوں میں اعمال لکھے ہوئے ہیں اور بعد میں جب تحقیقات ہوئیں تو یہ ثابت ہوا کہ اعراض کا وزن بھی ہوسکتا ہے آج جو درجۂ حرارت اخبارات، ریڈیو، ٹی وی میں بتایا جاتا ہے کیا یہ درجہ حرارت ایک عرض نہیں ہے، ہوا کا وزن ہو رہا ہے، درجۂ حرارت کا وزن ہو رہا ہے، نمی کا وزن ہو رہا ہے بخار ہے اس کا وزن ہو رہا ہے تھرمامیٹر کے ذریعے سے، اب جدید تحقیق اور سائنس نے یہ ثابت کر دیا کہ ان چیزوں کا بھی وزن ہوسکتا ہے بلکہ اب یہ آڈیو اور ویڈیو انہوں نے تو ثابت کر دیا کہ انسان ختم ہوجاتا ہے لیکن انسان کے اعمال، انسان کی حرکات، انسان کی آواز یہ ساری چیزیں باقی رکھی جاسکتی ہیں اور اسی لیے کہا جاتا ہے کہ جوں جوں انسان کا علم اور ذہن اور سائنس ترقی کرتی جائے گی قرآن کی صداقت کھلتی چلی جائے گی ہم نے تو سائنس کو دے دیا بے دینوں کے ہاتھ میں، دینداروں نے سائنس کو ایک ایسا فن اور ایسا علم سمجھ لیا اللہ معاف فرمائے گویا کہ یہ صرف عیسائیوں اور یہودیوں کے لئے ہے۔ نہیں اصل میں تو قرآن نے سائنس کے دروازے کھولے ہیں، تحقیقات کے دروازے کھولے ہیں ارے سائنس میں کیا ہو رہا ہے سورج پر تحقیق ہو رہی ہے، چاند پر تحقیق ہو رہی ہے، ستاروں پر تحقیق ہو رہی ہے، سمندروں پر تحقیق ہو رہی ہے لیکن ان چیزوں کو تو پرانی قومیں خدا مانتی تھیں اور ان کے سامنے جھکتی تھیں اور ان سے ڈرتی تھیں اللہ نے کہا ارے ان کے سامنے جھکتے کیوں ہو، ان سے ڈرتے کیوں ہو، ان کو تو میں نے تمہاری خدمت کے لئے پیدا کیا ہے یہ میری مخلوق ہے جس کو میں نے تمہارے لیے پیدا کیا ہے۔ هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُم مَّا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا اللہ وہ ذات ہے جو کچھ

www.toobaaelibrary.com

زمین میں ہے وہ سارے کا سارا تمہارے لیے پیدا کیا ہے، لہٰذا ان سے مت ڈرو۔ قرآن نے سائنس اور تحقیق کا دروازہ کھولا ہے ارے چاند پر تحقیق کرو، سورج پر، ستاروں پر سمندروں پر، دریاؤں پر، زمین پر، یہ تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے یہ تمہاری خدمت کے لئے ہیں۔ تو عرض یہ کر رہا تھا کہ جوں جوں انسان کا علم اور ذہن ترقی کرتا جائے گا تو قرآن کے حقائق اور صداقتیں کھلتی چلی جائیں گی اور اسی لئے عرض کرتا ہوں کہ اس دنیا کا مستقبل قرآن ہے، قرآن کے سوا کوئی کتاب ہر دور کے انسان کو ہر سطح کے انسان کو مطمئن نہیں کر سکتی، ہاں قرآن مطمئن کر سکتا ہے ایک دیہاتی کو بھی اور ایک شہری کو بھی، ایک جاہل کو بھی اور ایک عالم کو بھی اور یہ بھی یاد رکھئے! یہ جو وزن ہوگا یہ اتمام حجت کے لئے ہوگا، ورنہ اللہ کو تو وزن کرنے کی ضرورت نہیں ہے اللہ انسان کی ایک ایک حرکت کو جانتا ہے، ایک ایک عمل کو جانتا ہے لیکن اللہ انصاف کرنے والا ہے اس کے سامنے وزن کیا جائے گا دیکھو یہ نیکیاں ہیں اور یہ تمہاری برائیاں ہیں، تمہارے وہ اعمال ہیں جن میں اخلاص تھا اور یہ وہ اعمال ہیں جن میں اخلاص نہیں تھا۔

حدیث تبسم

ایک بڑی عجیب حدیث ہے رسول اقدس ﷺ نے فرمایا ایک ایسا انسان بھی آئے گا جس کے پاس کچھ بھی نیکیاں نہیں ہوں گی لیکن اس نے توبہ کی ہوگی، اللہ سے ڈرا ہوگا اللہ کی اس پر رحمت ہوگی اللہ کا اس پر فضل اور احسان ہوگا اس سے پوچھا جائے گا کہ کیا لائے ہو؟ تو وہ کہے گا میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے کوئی نیکی بھی نہیں ہے اور ڈر رہا ہوگا کہ کہیں میرے گناہوں کا ذکر نہ ہو جائے، میرے گناہ سامنے نہ آجائیں لیکن کسی وجہ سے اس پر اللہ کا احسان ہوگا، اللہ کا فضل ہوگا، اس لئے کہ اللہ کی رحمت بہانے تلاش کرتی ہے۔ اللہ سے ڈر جاتا ہے توبہ کر لیتا ہے تو اللہ کی رحمت اس کی طرف متوجہ ہو جاتی ہے تو پہلے تو اپنے گناہوں کو چھپا رہا تھا لیکن جب اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دیں گے کہ اس کے گناہوں کو نیکیوں سے بدل دو ایسا نہیں ہوگا کہ اللہ پاک معاذ اللہ ظالم ہے ایسا مت سوچئے کہ کوئی سوچے کہ ایسے ہی تکّہ لگ جائے گا نہیں اللہ پاک کا ایک نظام ہے میں نے اسی لیے یہ ساری باتیں کیں کہ اس نے توبہ کی ہوگی اللہ سے ڈرا ہوگا کوئی چیز ہوگی۔ جیسا کہ حدیث میں آتا ہے کہ اللہ کے نبی نے فرمایا کہ ایک انسان نے مرنے سے پہلے یہ وصیت کی تھی کہ جب میں مر جاؤں تو مجھے جلا دینا اور میری راکھ کو سمندروں اور دریاؤں میں بہا دینا اور اس کے مرنے کے بعد اللہ قیامت کے دن اس کی راکھ کو جمع کر لیں گے، اکٹھا کر لیں گے اور پھر اس سے پوچھا جائے گا تم نے یہ کیوں کیا؟ عرض کرے گا اللہ آپ کے ڈر کی وجہ سے کیا تھا میں نے اپنی چھوٹی سی ناقص سوچ کی وجہ سے کیا ہے کہ راکھ ہو جاؤں گا، بکھر جاؤں گا تو شاید جمع نہ کیا جا سکوں اور میرے نامۂ اعمال میں کوئی نیکی تو ہے ہی نہیں پکڑا گیا تو مارا جاؤں گا اللہ کہیں گے کیا واقعی میرے ڈر کی وجہ سے کیا تھا کہے گا ہاں اللہ واقعی آپ کے ڈر کی وجہ سے کیا تھا اللہ کہیں گے جاؤ میں نے تمہاری مغفرت کر دی۔

www.toobaaelibrary.com

تو اسی طرح یہ شخص جس کے بارے میں حکم دیا جائے گا اچھا اس کے گناہوں کو نیکیوں سے بدل دو تو حدیث میں آتا ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ پھر وہ خود کہے گا یا اللہ! میرا ایک اور گناہ بھی تو تھا پہلے تو ڈر رہا تھا کہ میرے گناہ کہیں سامنے نہ آجائیں اب جب دیکھا کہ یہاں تو مٹی سونا بن رہی ہے اور گناہ نیکی میں بدل رہے ہیں تو اب خود نشاندہی کرے گا کہ اے اللہ! ایک اور گناہ بھی تو تھا، ایک اور گناہ بھی میں نے کیا تھا اس حدیث میں رسول اقدس ﷺ نے غالباً میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ سمجھانے کے لئے بات بیان فرمائی ہے تا کہ لوگوں میں امید قائم رہے، ناامیدی نہ رہے اور توبہ کی طرف ترغیب ملے اور دلوں میں اللہ کا ڈر پیدا ہو۔

تو بہرحال بات اس سے چلی کہ اعمال کا وزن ہوگا۔ فَأَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ ۝ جس کے ترازو بھاری ہوں گے۔ فَهُوَ فِي عِيشَةٍ رَّاضِيَةٍ ۝ وہ دل پسند عیش میں ہوگا اللہ کہیں گے دنیا میں زندگی گزاری تھی میری پسند کے مطابق آج آخرت میں زندگی گزارو اپنی پسند کے مطابق وہ جو اقبال نے کہا ہے۔

کہ خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے
خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے

خدا خود پوچھے کہ بتا تیری رضا کیا ہے دنیا میں تم سوچتے تھے اللہ کیا چاہتا ہے آج میں دیکھوں گا کہ تم کیا چاہتے ہو۔ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِي أَنفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُونَ جو تم چاہو گے وہ ملے گا تم بتلاؤ، اے میرے بندے آج تم مانگو میں قبول کرتا ہوں، میں دیتا ہوں، تم چاہو، تم دنیا میں میری چاہت کو دیکھتے تھے آج آخرت میں تمہاری چاہت اور پسند کو دیکھوں گا۔ من پسند عیش میں ہوگا اے اللہ! تو ہمیں بھی ان میں سے بنا دے جو فِي عِيشَةٍ رَّاضِيَةٍ من پسند زندگی میں ہوں گے۔

تین چیزوں سے اعمال کا وزن بھاری ہوگا

میرے بزرگو اور دوستو!

علماء نے لکھا ہے کہ تین چیزوں سے عمل میں وزن پیدا ہوتا ہے۔ ایمان، اخلاص، اتباع سنت ان تین چیزوں سے عمل میں وزن پیدا ہوتا ہے پلے باندھ لیجئے بنیادی شرط تو ایمان ہے ایمان کے بغیر تو کوئی عمل آخرت میں کام نہیں آئے گا دوسری چیز اخلاص کہ جو کیا جائے وہ اللہ کے لئے کیا جائے اور تیسری چیز سنت کی اتباع یعنی حضور اکرم ﷺ کے طریقے کی اتباع ہے ورنہ بدعتی شخص ایک بدعت کرتا ہے وہ بھی بسا اوقات اللہ کی رضا کے لئے کرتا ہے شیطان نے ذہن یہی بنایا ہے کہ تیری اس بدعت سے اللہ راضی ہوتا ہے لیکن سنت کا طریقہ چھوڑ دیا اور بدعت کو اختیار کیا اگرچہ اس کی نیت اللہ کو راضی کرنا ہے لیکن اس بدعت سے اس کو کوئی ثواب نہیں ملے گا بلکہ الٹا اس پر وبال بن جائے گا تو ان تین چیزوں سے

www.toobaaelibrary.com

اعمال میں وزن پیدا ہوتا ہے بالخصوص اخلاص یہ اعمال میں وزن پیدا کرنے کی بڑی موثر چیز ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: اَخْلِصْ دِیْنَکَ یَکْفِیْکَ الْقَلِیْلُ مِنَ الْعَمَلِ اپنے دین میں اخلاص پیدا کرلو تھوڑا سا عمل بھی تمہارے لیے کافی ہو جائے گا۔ ایک شخص نے اللہ کی راہ میں ایک روپیہ دیا مگر اخلاص تھا اور دوسرے نے ایک لاکھ روپیہ دیا لیکن اخلاص نہیں تھا تو اس کا ایک روپیہ اس کے ایک لاکھ سے بھاری ہے اخلاص سے عمل میں وزن پیدا ہوتا ہے۔

آگ کا گھڑا

وَاَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ ﴿۸﴾ فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ ﴿۹﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا هِيَهْ ﴿۱۰﴾

(جس کے ترازو اور جس کے اعمال ہلکے ہوں گے اس کا ٹھکانہ هَاوِيَة ہے)

هَاوِيَة جہنم کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔ ھاویہ اصل میں هَوٰى يَهْوِىْ سے مشتق ہے جس کا معنی آتا ہے ''گرنا'' اس میں انسان کو گرایا جائے گا اے اللہ! تو ہم کو اس میں گرنے سے بچالینا اس لیے اس کا نام ھاویہ ہے اللہ نے پھر سوال کیا تمہیں کیا خبر کہ وہ ھاویہ کیا ہے؟

نَارٌ حَامِيَةٌ ﴿۱۱﴾ (وہ بڑی تیز اور تند آگ ہے، بڑی سخت آگ ہے)

کتنی سخت ہے بخاری اور مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ یہ آگ جو تم دنیا میں جلاتے ہو یہ جہنم کی آگ کے ستر اجزاء میں سے ایک جزو ہے ستر آگیں جمع کی جائیں تو آخرت کی آگ بنے گی اور مسند احمد میں ایک روایت ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا قیامت کے دن سب سے ہلکا عذاب اس شخص کو ہوگا جس کو آگ کے دو جوتے پہنا دیے جائیں گے لیکن آگ کے جوتوں کی وجہ سے اس کا دماغ ایسے ابلے گا جیسے آگ پر ہنڈیا ابلتی ہے۔

میرے بزرگو اور دوستو! ہم بڑے کمزور ہیں ہم تو دنیا کی آگ برداشت نہیں کر سکتے آخرت کی آگ کیسے برداشت کریں گے؟ کچھ تیاری کر لی جائے۔ اللہ نے اس کے لئے بھی بڑے راستے رکھے ہیں، اپنی رحمت کے دروازے کھلے رکھے ہیں، مغفرت کے دروازے کھلے رکھے ہیں، اس آگ سے بچاؤ کے راستے کھلے رکھے ہیں کچھ اس طریقے سے زندگی گزر جائے کہ ہم اس آگ سے بچ جائیں۔ اور اللہ پاک ہمیں جہنم سے نجات دے دے۔ آمین

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

www.toobaaelibrary.com

سُوْرَةُ التَّكَاثُرِ مَكِّيَّة

موضوع

ایک نفسیاتی بیماری

www.toobaaelibrary.com

آیاتُها ۸ (۱۰۲) سُورَۃُ التَّکَاثُرِ مَکِّیَّۃٌ (۱۶) رُکُوعَاتُھَا ۱

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

اَلۡھٰکُمُ التَّکَاثُرُ ① حَتّٰی زُرۡتُمُ الۡمَقَابِرَ ② کَلَّا سَوۡفَ تَعۡلَمُوۡنَ ③ ثُمَّ کَلَّا
سَوۡفَ تَعۡلَمُوۡنَ ④ کَلَّا لَوۡ تَعۡلَمُوۡنَ عِلۡمَ الۡیَقِیۡنِ ⑤ لَتَرَوُنَّ الۡجَحِیۡمَ ⑥ ثُمَّ
لَتَرَوُنَّھَا عَیۡنَ الۡیَقِیۡنِ ⑦ ثُمَّ لَتُسۡـَٔلُنَّ یَوۡمَئِذٍ عَنِ النَّعِیۡمِ ⑧

ترجمہ:...... ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر (دُنیا کا عیش) حاصل کرنے کی ہوس نے تمہیں غفلت میں ڈال رکھا ہے۔(۱) یہاں تک کہ تم قبرستان میں پہنچ جاتے ہو، (۲) ہرگز ایسا نہیں چاہیے۔ تمہیں عنقریب سب پتہ چل جائے گا۔ (۳) ہرگز نہیں! اگر تم یقینی علم کے ساتھ یہ بات جانتے ہوتے (تو ایسا نہ کرتے) (۵) یقین جانو تم دوزخ کو ضرور دیکھو گے، (۶) پھر یقین جانو کہ تم اُسے بالکل یقین کے ساتھ دیکھ لوگے، (۷) پھر تم سے اُس دِن نعمتوں کے بارے میں پوچھا جائے گا (کہ اُن کا کیا حق ادا کیا)۔(۸)

اس سورت کا نام سورہ تکاثر ہے اس لیے کہ اس کی پہلی آیت کریمہ میں تکاثر کا لفظ آیا ہے اَلۡھٰکُمُ التَّکَاثُرُ اس میں آٹھ آیات ہیں

ایک نفسیاتی بیماری اور اس کا علاج

اس سورت میں انسان کی ایک نفسیاتی بیماری بیان کی گئی ہے جو بعض انسانوں کو لاحق ہو جاتی ہے اور اس بیماری کا نام تکاثر ہے۔ تکاثر کا معنیٰ کیا ہے؟ کثرت کی طلب، کثرت کی خواہش یعنی دنیا کی ہوس، مال اور دولت کے اعتبار سے ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کا جذبہ، معیارِ زندگی کی بلندی اور بلندی مکان میں، گاڑی میں، مسابقت شادی بیاہ کی رسموں میں، مسابقت زندگی کا معیار بلند کرنے میں، مسابقت ایک دوسرے سے آگے بڑھ جانے کا جذبہ اور مزید در مزید مال کمانے کی ہوس یہ تکاثر کا معنیٰ ہے۔ ویسے تو آپ سنتے رہتے ہیں، اکثر عرض کرتا رہتا ہوں کہ مال و دولت کمانے سے اسلام نے منع نہیں کیا بلکہ بعض صورتوں میں تو ترغیب دی گئی ہے تجارت کر کے محنت، و مزدوری کر کے، ملازمت کر کے بیوی بچوں، والدین اور دوسرے قریبی رشتوں داروں کے حقوق ادا کرنا لازم ہے اور جب نیک نیتی کے جذبے سے بندہ محنت کرے گا، رزق حلال کمائے گا چوکیداری کرے گا، ٹوکری اٹھائے گا، ٹھیلہ لگائے گا، دوکان

www.toobaaelibrary.com

کھولے گا، کوئی ملازمت کرے گا، کوئی صنعت اور فیکٹری لگائے گا تو یہ کام اللہ کے ہاں دین شمار ہوں گے، نیکی شمار ہوں گے اس پر بھی اس کو صلہ اور اجر ملے گا۔ تو ضروریات زندگی پوری کرنے کے لیے اور واجب حقوق ادا کرنے کے لیے مال کمانا اور چیز ہے اور مال کی حرص میں مبتلا ہو جانا اور چیز ہے۔ تو یہاں حرص اور ہوس کو بیان کیا گیا ہے اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ (تمہیں تکاثر نے غافل کر دیا ہے)، کثرت کی طلب نے اور مال کی ہوس نے تمہیں غافل کر دیا، فرائض سے غافل کر دیا، حقوق سے غافل کر دیا، نماز سے غافل کر دیا، اللہ کے ذکر سے غافل کر دیا، آخرت کی زندگی سے غافل کر دیا اور جن لوگوں کو یہ بیماری لاحق ہو جاتی ہے تو پھر ان کا علاج بڑا مشکل ہوتا ہے ایسا نہیں کہ ان کو زیادہ مل جائے تو ان کی حرص اور ہوس ختم ہو جائے گی اور اس بیماری کا علاج ہو جائے گا یہ تکاثر کی بیماری ان کے اندر سے ختم ہو جائے گی۔ نہیں جتنا مال بڑھتا چلا جاتا ہے اتنی ہی یہ بیماری بڑھتی چلی جاتی ہے جیسے کہ ایک بیماری ہوتی ہے جس کو جُوْعُ الْبَقَر کہتے ہیں جُوْعُ الْبَقَر کا معنی ہے گائے جیسی بھوک جن انسانوں کو یہ بیماری لگ جائے وہ جتنا بھی کھاتے ہیں پیٹ نہیں بھرتا، بعض لوگوں کو پیاس کی بیماری لاحق ہو جاتی ہے وہ جتنا بھی پیتے رہیں پیٹ پھٹنے کو آجاتا ہے لیکن پیاس کی بیماری ختم نہیں ہوتی ہے۔ تو ایسے ہی وہ لوگ جن کو مال کی حرص لگ جاتی ہے تو پھر جتنا بھی زیادہ آجاتا ہے تو یہ بیماری بڑھتی ہی چلی جاتی ہے گھٹتی نہیں ہے۔ بخاری شریف کی ایک حدیث ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: لَوْ كَانَ لِابْنِ اٰدَمَ وَادِيًا مِّنْ ذَهَبٍ اَحَبَّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ وَادِيَانِ اگر انسان کو سونے کی ایک وادی مل جائے پہاڑوں کے درمیان جو وادی ہوتی ہے پوری وادی سونے کی بھری ہوئی مل جائے تو اسے خواہش ہوگی کاش اور وادیاں مل جائیں وَلَنْ يَّمْلَاَ فَاهُ اِلَّا التُّرَابُ اس کے منہ کو، اس کے پیٹ کو قبر کی مٹی کے علاوہ کوئی اور چیز نہیں بھر سکتی وَيَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ تَابَ اللہ جسے چاہے اس بیماری سے بچالے ورنہ مال و دولت کی کثرت اس بیماری کا علاج نہیں ہے اور جسے اللہ توفیق دے اس کے پاس بقدر ضرورت ہوگا لیکن وہ اپنے دل کے اندر ایک اطمینان محسوس کرے گا، قناعت محسوس کرے گا اسی بات کو ایک دوسری حدیث میں بیان فرمایا وہ بھی بخاری شریف کی حدیث ہے لَيْسَ الْغِنٰى عَنْ كَثْرَةِ الْعَرَضِ وَتَكُوْنُ الْغِنٰى غِنَى النَّفْسِ مال و دولت کی کثرت کا نام غنیٰ اور مالداری نہیں ہے بلکہ غنیٰ کا تعلق تو انسان کے نفس کے ساتھ ہے بعض لوگوں کے پاس بہت تھوڑا مال ہوتا ہے لیکن وہ دل کے غنی ہوتے ہیں ہمارے آقا حضرت محمد الرسول صلی اللہ علیہ وسلم دل کے غنی تھے ایسا بھی ہوتا تھا کہ گھر میں کھانے کو کچھ نہیں، پکانے کو کچھ نہیں، کئی کئی دن سے فاقے پڑ رہے ہیں لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم ضرورت مندوں، فقراء اور غرباء کے کام کر رہے ہوتے تھے تو دل کا غنیٰ جس کو حاصل ہو جائے تو وہ اس بیماری سے بچ سکتا ہے لیکن اگر دل کا غنیٰ حاصل نہ ہو تو پھر اس بیماری کا علاج نہیں ہو سکتا۔ احیاء العلوم میں امام غزالیؒ نے ایک روایت نقل کی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ عنقریب میری امت کو بھی وہ بیماری لاحق ہو جائے گی جو بیماری پہلی امتوں کو لاحق ہوئی پوچھا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہلی امتوں کی بیماری کون سی تھی؟

www.toobaaelibrary.com

اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا:

اَلْحَسَدُ وَالْبَطَرُ وَالتَّکَاثُرُ وَالتَّنَافُسُ فِی الدُّنْیَا۔

پہلی امتوں کو بیماری لاحق ہوئی وہ تکبر کی بیماری، اکڑنے کی بیماری، تکاثر کی بیماری، مال کی طلب کی بیماری، دنیا میں ایک دوسرے سے آگے بڑھ جانے کی بیماری آپس میں حسد کرنے کی بیماری اور جب یہ بیماری ہوئی تو پھر وہ ایک دوسرے پر زیادتیاں کرنے لگے پھر ان کے درمیان قتل وقتال کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ اگر آپ غور کریں تو حضور اکرم ﷺ کی یہ حدیث ہمارے حالات پر بالکل صادق آرہی ہے اکڑنے کی، تکبر کی بیماری، حسد کی بیماری، ایک دوسرے سے دور ہونے کی بیماری اور دنیا میں ایک دوسرے سے آگے بڑھ جانے کی بیماری اور اس بیماری نے ہمیں سرکشی تک، چوری ڈاکے تک، ایک دوسرے کے حقوق غصب کرنے تک، ایک دوسرے کے حقوق دبا لینے تک اور پھر ایک دوسرے کی جان کے ساتھ کھیل لینے تک پہنچا دیا۔

مال کی محبت

ایک اور روایت ہے ترمذی میں حضرت مطرف اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ میں حضور اکرم ﷺ کے پاس حاضر ہوا تو آپ سورۂ تکاثر پڑھ رہے تھے اَلْھٰکُمُ التَّکَاثُرُ۔

پھر فرمایا کہ انسان کہتا ہے مَالِیْ مَالِیْ میرا مال، میرا مال، میری کوٹھی، میرا بنگلہ، میری دکان، میری فیکٹری، میرا خزانہ، میرا بینک بیلنس، مَالِیْ مَالِیْ اپنے مال کو بڑا یاد کرتا ہے اپنے مال پر بڑا فخر کرتا ہے لیکن آپ ﷺ نے فرمایا وَھَلْ لَکَ مِنْ مَالِکَ اِلَّا مَاتَصَدَّقْتَ تیرا مال وہ ہے جو تو نے اللہ کے راستے میں صدقہ کردیا، اللہ کے راستے میں دے دیا، یہ تمہارے ایسے اکاؤنٹ میں جمع ہو گیا جہاں بڑھوتری تو ہے لیکن گھاٹا اور نقصان نہیں ہے اَوْ اَکَلْتَ فَاَفْنَیْتَ یا تمہارا مال وہ ہے جو تم نے کھا لیا اور ختم کردیا اَوْ لَبِسْتَ فَاَبْلَیْتَ یا تمہارا مال وہ ہے جو تم نے پہن لیا اور پرانا کردیا باقی تو تمہارے ورثاء کا ہے اور ورثاء تمہارے مال سے کیا کریں گے؟ ممکن ہے کہ یہ مال ان کو آپس میں لڑا دے، یہ مال ان کے درمیان نفرتیں پیدا کردے ممکن ہے کہ یہ مال ان کے اندر بے دینی پیدا کردے، ان کے اندر فحاشی اور عریانیت پیدا کردے باپ کا محنت سے کمایا ہوا مال تھا لاپرواہ اور بگڑی ہوئی اولاد کے ہاتھ آیا وہ فحاشی اور عریانیت کے راستے پر چل پڑی اور چند برسوں میں اڑا کر کنگلے اور فقیر ہوگئے۔ تو فرمایا کہ تمہارا مال تو یہ نہیں ہے جس مال پر تم فخر کرتے ہو تمہارا مال تو وہ ہے جو تم اللہ کے راستے میں خرچ کرتے ہو یا تم جو کھا لیتے ہو یا جو تم پہن لیتے ہو باقی مال تمہارا نہیں ہے۔ عرض یہ کررہا تھا کہ یہ تکاثر کی بیماری، کثرت مال کی طلب کی بیماری جس کو لاحق ہوجائے تو اس بیماری کا کوئی علاج نہیں ہے بسا اوقات اس بیماری میں مبتلا انسان اپنے خونی رشتوں کو بھلا دیتا ہے، یہ بیماری اس

www.toobaaelibrary.com

کی دینداری کو تباہ کر دیتی ہے آپ اخبارات اٹھا کر دیکھئے سگے بھائیوں کے خون سے ہاتھ رنگتے ہیں، سگی بہنوں کو قتل کرتے ہیں، بعض اوقات اس مال کی خاطر ماں باپ کو قتل کر دیا جاتا ہے، تو یہ بیماری انسان کے لیے ایسی نقصان دہ ہے کہ اس کے دین کو تباہ کر دیتی ہے۔

ترمذی شریف کی ایک روایت ہے حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو بھوکے بھیڑیے اگر بکریوں کے ریوڑ میں چھوڑ دیے جائیں تو اتنا نقصان نہیں کرتے جتنا کہ مال و دولت کی حرص انسان کے دین کا نقصان کرتی ہے، جب مال و دولت کی حرص میں مبتلا ہو گیا تو پھر وہ جائز نا جائز، حلال اور حرام کے تقاضوں کو فراموش کر دیتا ہے اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ اے انسانو! تمہیں ہلاکت میں ڈال رکھا ہے کثرت کی طلب نے، کوئی حد ہی نہیں کہ ایک حد ہو کہ یہاں تک مجھے مل جائے تو صبر آ جائے نہیں مزید در مزید کی خواہش میں مبتلا ہے اور مال گویا کہ ضروریات کے لیے حاصل نہیں کر رہا بلکہ مال برائے مال صرف نام و نمود کے لیے، ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کے لیے حاصل کر رہا ہے۔ ہاں ایک صورت ہو سکتی ہے کہ مال و دولت کماتا ہے اور دل میں آرزو یہ رکھتا ہے، ارادہ یہ رکھتا ہے کہ اللہ کے دیے ہوئے مال کو اللہ کے غریب بندوں پر خرچ کروں گا، بیواؤں پر خرچ کروں گا، یتیموں پر، مسکینوں پر، آفت زدہ انسانوں پر، اپنے غریب رشتے داروں پر، اپنے کمزور قریبی عزیزوں پر خرچ کروں گا، اس مال کو مسجد بنانے کے لیے خرچ کروں گا، مدرسہ بنانے کے لیے خرچ کروں گا، دین کی اشاعت کے لیے خرچ کروں گا، کفر کے توڑ کے لیے خرچ کروں گا، اللہ کے نام کی سربلندی کے لیے خرچ کروں گا، کافروں کی سازشوں کا مقابلہ کرنے کے لیے خرچ کروں گا۔ تو پھر جتنا بھی کمائے تو اس کا کمانا عبادت بن جائے گا۔ ایک نیک مقصد سامنے ہو وہ مقصد جو حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا تھا بہت بڑے مالدار انسان تھے، لاکھوں کروڑوں کے مالک تھے، بڑے بڑے تجارتی قافلے لگے بندھے آتے تھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مطالبہ کرتے اللہ کے دین کے لیے، مجاہدین کی تیاری کے لیے، مال کو وقف کر دیتے اگر یہ نیت نہیں ہے محض دنیا پر فخر اور دوسروں پر اپنی برتری جتلانا مقصود ہے تو پھر مال میں آگے بڑھنا تباہی اور بربادی کا ذریعہ ہے۔

حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ﴿۲﴾ (یہاں تک کہ تم قبروں میں جا پہنچو)

اس وقت تک یہ بیماری ساتھ لگی رہتی ہے، جوانی سے بڑھاپے پر آ جاتا ہے لیکن یہ بیماری ساتھ نہیں چھوڑتی بلکہ اور بڑھتی جاتی ہے ایک حدیث میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انسان بوڑھا ہو جاتا ہے لیکن دو چیزیں اس میں جوان ہو جاتی ہیں اور وہ دو چیزیں کون سی ہیں؟ ایک مال کی حرص اور دوسری لمبی لمبی امیدیں اور منصوبے اور لمبی زندگی کا ارادہ یہ دو چیزیں جوان ہو جاتی ہیں بڑھاپے میں بھی یہ بیماری ختم نہیں ہوتی اس وقت تک یہ بیماری ساتھ لگی رہے گی جب تک کہ یہ قبر میں نہیں جا پہنچتا اور آپ جانتے ہیں کہ قبر میں یہ مال و دولت ساتھ نہیں جائے گا بلکہ قبر میں تو

www.toobaaelibrary.com

اعمال وایمان ساتھ جائیں گے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میت کے ساتھ تین چیزیں جاتی ہیں دو چیزیں واپس آجاتی ہیں اہل وعیال، رشتے دار، دوست واحباب اور مال، اور ایک چیز اس کے ساتھ جاتی ہے اور وہ ہیں اس کے اعمال۔

زیارت قبور کے شرعی احکام

یہاں مفسرین نے زیارت قبور کی بھی بحث کی ہے قبروں کی زیارت کرنا اس کا کیا حکم ہے؟ تو جواب یہ ہے کہ قبروں کی زیارت جائز ہے جبکہ شریعت کے آداب کو ملحوظ رکھا جائے اور قبروں کی زیارت کو ایک تفریح اور جشن اور فیشن نہ بنالیا جائے جیسا کہ بعض لوگ کرتے ہیں خاص مہینوں میں، شعبان کے مہینے میں جارہے ہیں، ایک جشن کی سی صورت ہے، بے پردہ عورتیں بھی جارہی ہیں، مرد بھی جارہے ہیں، ہنستے کھیلتے قبروں کی طرف جارہے ہیں اور ہنستے کھیلتے آرہے ہیں تو قبروں کی زیارت سے جو مقصد تھا وہ مقصد ہی پیش نظر نہیں ہوتا بلکہ ایک دکھلاوا سا، ایک تفریح سی ہے سب جارہے ہیں چلو ہم بھی جاتے ہیں کسی ایک کی آنکھوں میں آنسو نہیں ہیں، کسی ایک کے دل میں موت کا خوف نہیں ہے، کسی ایک کے چہرے پر غم کے آثار نہیں ہیں، کس منزل کو دیکھ کر آیا ہوں کس جگہ کو دیکھ کر آیا ہوں، جہاں مجھے بہرصورت جانا ہے وہ چیز ہی پیش نظر نہیں ہے۔

کہا جاتا ہے ایک اللہ والے، سادہ، درویش انسان تھے کسی نے ان کی چادر چوری کر لی وہ قبرستان میں جا کر بیٹھ گئے کسی نے کہا کہ عجیب آدمی ہو چور کو جا کر آبادی میں تلاش کرو تم یہاں ویرانے میں آکر بیٹھ گئے ہو اس نے کہا کہ میں اس لیے یہاں بیٹھا ہوں کہ کہاں چور کو تلاش کرتا پھروں گا یہاں تو ہر ایک کو آنا ہے چور بھی یہیں آئے گا تو یہ نیت پیش نظر نہیں ہوتی کہ میں قبروں کی زیارت اس لیے کروں کہ میرا دل نرم ہو جائے مجھے اپنی آخری اور حقیقی منزل یاد آجائے جس کی وجہ سے میں گناہوں سے رُک جاؤں، میرے دل کے اندر موت کا خوف پیدا ہو جائے، آخرت کا خوف پیدا ہو جائے، وہ چیز ہی پیش نظر نہیں ہوتی تو اس طریقے سے قبرستان جانا اور اس کو جشن بنانا اور بے پردہ ہونا اور گناہوں کا ارتکاب کرنا یہ تو ناجائز ہے لیکن اگر شریعت کے آداب کو ملحوظ رکھا جائے تو پھر قبروں کی زیارت کرنا سنت ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوا الْقُبُوْرَ میں تمہیں پہلے قبروں کی زیارت سے، قبرستان جانے سے منع کیا کرتا تھا لیکن اب تمہیں اجازت دے رہا ہوں قبرستان جایا کرو پہلے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کیوں منع کرتے تھے اس لیے کہ دلوں کے اندر جو شرکیہ عقائد جمے ہوئے تھے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہ چاہتے تھے کہ ان کی صفائی ہو جائے۔ قبر والوں سے امیدیں باندھتے تھے، ان سے مانگتے تھے، سجدے کرتے تھے، اور نذر و نیاز وہاں چڑھاتے تھے تو اللہ کے نبی چاہتے تھے

www.toobaaelibrary.com

کہ شرکیہ عقائد کی نفرت دلوں میں بیٹھ جائے، عقیدہ توحید دلوں کے اندر جم جائے اور جب دیکھا کہ واقعی عقیدۂ توحید دلوں کے اندر جم گیا ہے اللہ کے ماسوا سے امیدیں دل سے نکل گئی ہیں، بتوں سے امیدیں دل سے نکل گئیں، قبر والوں سے امیدیں دل سے نکل گئی ہیں، غیر اللہ کی امیدیں دل سے نکل گئیں۔ کیسے نکلیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا وہ قول آپ نے سنا ہوگا جو انہوں نے حجرِ اسود کے سامنے کھڑے ہو کر کہا تھا اے حجرِ اسود! میں جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے تو نہ نفع دے سکتا ہے نہ نقصان دے سکتا ہے اور میرے دل میں پتھروں کی ایسی نفرت بیٹھ گئی ہے کہ اگر میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو میں تجھے بوسہ نہ دیتا لیکن میں اس لیے تجھے بوسہ دے رہا ہوں کہ میں نے اپنے آقا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ وہ تجھے بوسہ دے رہے تھے وگرنہ میں اس لیے تجھے بوسہ نہیں دے رہا کہ تو مجھے کوئی نقصان پہنچا سکتا ہے یا نفع پہنچا سکتا ہے، حجرِ اسود کو خطاب کر رہے ہیں جو کہ جنت کا پتھر ہے کہ تجھ سے بھی مجھے نفع و نقصان کی کوئی امید نہیں ہے۔ تو پہلے تو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرما دیا قبرستان جانے کی اجازت نہیں بہت سی چیزیں ایسی تھیں کہ دلوں میں نفرت بٹھانے کے لیے ان سے منع کیا گیا مثال کے طور پر جن برتنوں میں شراب پی گئی ہو ان برتنوں کو استعمال کرنے سے منع فرما دیا کہ پاک کر کے، دھو کر کے بھی ان برتنوں کو تم استعمال نہیں کر سکتے آپ چاہتے تھے کہ دلوں کے اندر شراب کی خوب نفرت بیٹھ جائے جس برتن کو شراب لگ گئی اب اس برتن کو دھو کر بھی استعمال کرنا جائز نہیں ہے لیکن جب نفرت بیٹھ گئی تو اب اجازت دے دی گئی کہ برتن کو پاک کر کے دھو کر اس کو استعمال کیا جا سکتا ہے تو یوں ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں سے جانے سے منع کر دیا لیکن پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دے دی اور ساتھ ہی مقصد بیان کر دیا۔ فَإِنَّهَا تُزَهِّدُ فِي الدُّنْيَا وَتُذَكِّرُ الْآخِرَةَ اس لیے کہ جب قبروں کو دیکھا جاتا ہے تو دنیا سے بے رغبتی دل میں پیدا ہوتی ہے اور آخرت کی یاد دل میں پیدا ہوتی ہے۔

قساوتِ قلب کا علاج

بعض علماء نے کہا ہے کہ دل کی سختی کے علاج کے لیے تین چیزیں مناسب ہیں:

۱۔ ایک تو اللہ کی اطاعت کرنا۔ ۲۔ اور دوسری یہ کہ موت کو کثرت سے یاد کرے۔

۳۔ اور تیسری یہ کہ مسلمانوں کی قبروں کی زیارت کرنے سے دل کی سختی کا علاج ہوگا، دل کی قساوت کا علاج ہو گا غفلت کا علاج ہوگا کہ میری بھی یہی منزل ہے بالآخر مجھے بھی یہیں آنا ہے کب تک بچوں گا۔ وہ کسی نے کہا۔

بچ گئے تو کہا کہ مر مر کے بچے
تو اس نے کہا کہ ہاں بچ بچ کے مریں گے

بھائی! کتنا عرصہ انسان بچے گا بالآخر موت ہے اس سے تو کسی کو چھٹکارا نہیں ہے۔ تو قبروں کی زیارت اس لیے

www.toobaaelibrary.com

کرے کہ دل میں نرمی پیدا ہو، آخرت کی فکر پیدا ہو اور یہ تو اللہ والوں نے اپنا تجربہ لکھا ہے یہ تین چیزیں بتائیں دل کے علاج کے لیے میں ایک اور چیز کا اضافہ کرتا ہوں ظاہر ہے کہ یہ اضافہ کوئی ایسی چیز نہیں ہے کہ کوئی کہے کہ میں نے فرائض و واجبات میں اضافہ کر دیا ہے میرا ذاتی تجربہ ہے کہ:

ذاتی تجربہ

کبھی کبھی ہسپتالوں کا بھی چکر لگانا چاہیے، ہسپتالوں میں پڑے ہوئے بیماروں کو دیکھنا چاہیے ہسپتالوں کا چکر لگانے سے بھی اللہ یاد آتا ہے اور دل نرم ہوتا ہے اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کرنے کی توفیق ہوتی ہے میں دو ٹائم کھا رہا ہوں لیکن کچھ نہیں سمجھتا کہ کتنی بڑی اللہ کی نعمت ہے، اپنی آنکھوں سے آپ کو دیکھ رہا ہوں آپ مجھے دیکھ رہے ہیں، میں اپنی اولاد کو دیکھتا ہوں تو میری آنکھیں ٹھنڈی ہوتی ہیں، میرے دل کو سکون ملتا ہے میں ان آنکھوں سے اللہ کی کتاب کو دیکھتا ہوں میں ان آنکھوں سے اللہ کے قدرتی نظارے دیکھتا ہوں، آسمان کو دیکھتا ہوں، ستاروں کو دیکھتا ہوں، چاند کو دیکھتا ہوں، سورج کو دیکھتا ہوں، زمین کو دیکھتا ہوں، دوست اور دشمن کو دیکھتا ہوں، نیک لوگوں کے چہرے کو دیکھتا ہوں، لیکن مجھے کبھی احساس نہیں ہوتا کہ اللہ کی کتنی بڑی نعمت ہے، آنکھیں ہیں چلتا پھرتا ہوں، خود لیٹرین میں جاتا ہوں، وضو خود کرتا ہوں، رکوع کرتا ہوں لیکن ہسپتال میں ایسے لوگ بھی ہیں جن کی آنکھیں نہیں ہیں ایسے لوگ بھی ہیں جو کئی کئی سالوں سے بستر پر پڑے ہیں بستر پر لیٹے لیٹے جسم گل گئے، سوراخ ہو گئے، کروٹ نہیں بدل سکتے، پیشاب پاخانے سے عاجز ہیں لیٹرین میں نہیں جا سکتے، چاہتے ہیں سجدہ کرنا لیکن سجدہ نہیں کر سکتے چاہتے ہیں رکوع کرنا لیکن رکوع نہیں کر سکتے، چاہتے ہیں عبادت کرنا لیکن نہیں کر سکتے ایسی بیماری میں مبتلا ہیں، ایسی تکلیف میں مبتلا ہیں۔ تو کبھی کبھی ہسپتالوں کا بھی چکر لگایا کریں ان میں سے جو دکھی اور بے سہارا لوگ ہیں ان کے کام آیا کریں، ان کے دکھ درد میں شرکت کیا کریں۔

دل سوز واقعہ

کچھ عرصہ قبل عباسی ہسپتال (کراچی) میں جانے کا اتفاق ہوا اور بھی مریض تھے میں تو ایک خاص مریض کی عیادت کے لیے گیا تھا ایک نوجوان خوبصورت لڑکا، کسی بدبخت نے اس کے چہرے پر تیزاب ڈال دیا، آنکھوں کی بینائی بھی ختم ہو گئی، چہرے کی حالت بھی بگڑ گئی، وہ جو یاقوتی لب تھے وہ نیچے لٹک گئے، بدصورت بن گیا، اس کی عیادت کے لیے گیا، ہمارے محلے کا وہ غریب سا بچہ تھا تو پتہ چلا کہ ساتھ ہی قریب والے کمرے میں ایک بچہ تین سال سے پڑا ہوا ہے کسی پکوڑے والے کی دوکان پر کام کرتا تھا اتفاق سے نیچے جھکا چولہا سیدھا کرنے کے لیے تو

www.toobaaelibrary.com

کھولتا ہوا تیل اس کے جسم پر گر گیا اور جسم جل گیا اور ٹانگیں آپس میں ایسے جڑ گئیں جیسے ایک ٹانگ ہوتی ہے اور خود غرضی کی انتہاء دیکھیے کہ پتہ چلا کہ اور تو رشتے دار اس کی عیادت کے لیے کیا آئیں گے ماں باپ بھی صرف دو یا تین بار آئے ہیں ورنہ کوئی پوچھتا ہی نہیں ہے۔تو بھائی! ان چیزوں کو دیکھ کر اللہ کا شکر ادا کیا جائے، میں بیمار ہو گیا ہوں، کوئی تکلیف ہو گئی، میری بیوی میرے درد میں شریک ہے، میری والدہ میرے درد میں شریک ہے، میری اولاد میرے درد میں شریک ہے، میرے دوست احباب میرے درد میں شریک ہیں کتنے ایسے بھی ہیں جن کے درد میں کوئی بھی شریک نہیں ہے تو ایسے لوگوں کے درد میں شریک ہوا جائے، پچھلے دنوں اخبار میں پڑھا آج حال یہ ہے بعض لوگ مجبوری کی بناء پر اپنا خون تک بیچ رہے ہیں اپنا گردہ تک بیچ رہے ہیں اس میں شک نہیں ہے کہ اس میں بہت سے ہیرونچی اور نشے کرنے والے افراد بھی ہیں لیکن ایسے بھی ہیں جو اپنی مجبوریوں کی بناء پر ایسا کر رہے ہیں کوئی شادی بیاہ کی رسمیں سرانجام دینے کے لیے، کوئی ناک اونچی رکھنے کے لیے، کوئی معاشرے میں اپنا سر اونچا رکھنے کے لیے گردہ بیچ رہا ہے خون بیچ رہا ہے تا کہ جہیز کا کہیں نہ کہیں سے انتظام کر سکوں۔تو اللہ کے بندو! ہم تو مسلمان ہیں اللہ کے نبی ﷺ نے ہمیں ایک جسم کی طرح قرار دیا ہے جسم کے ایک حصے میں درد ہو تو سارا جسم اس میں مبتلا ہوتا ہے کیا وجہ ہے کہ ہمارے بہت سارے بھائی درد میں مبتلا ہیں لیکن ہمیں ان کے درد کا احساس نہیں ہوتا، عرض یہ کر رہا تھا کہ علماء نے دل کے علاج کے لیے یہ تین چیزیں بتلائی ہیں اللہ کی اطاعت، موت کو کثرت سے یاد کرنا، اور قبروں کی زیارت کرنا، فرمایا کہ یہ تین طریقے اختیار کیے جائیں تو دل کی قساوت اور غفلت دور ہوتی ہے، اللہ یاد آتا ہے اور دنیا کے مزے اور لذتیں پھیکی پڑ جاتی ہیں۔

دنیا کی محبت اور ہماری سوچ

حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ؕ۲ (یہاں تک کہ تم قبروں کی زیارت کر لو)

ارے تمہیں تکاثر نے غفلت میں ڈال رکھا ہے، کثرت کی طلب نے غفلت میں ڈال رکھا ہے آج ایک عجیب بات ذہن میں آ رہی تھی وہ عرض کر دوں یہ جو فرمایا تمہیں تکاثر نے غفلت میں ڈال رکھا ہے دنیا کی کثرت کی طلب نے تم کو دین سے غافل کر دیا ہے۔لیکن بعض ایسے خوش نصیب بھی ہوتے ہیں جن کو دین کی کثرت کی طلب، نیکیوں کی کثرت کی طلب، اللہ کی رضا کی طلب اور آخرت کی تیاری کی فکر دنیا سے غافل کر دیتی ہے ایسے خوش نصیب بھی ہوتے ہیں اور بعض لوگ ایسے لوگوں کو دیکھتے ہیں تو ان کی سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ کس کام میں لگے ہوئے ہیں؟ اس کا کیا فائدہ یہ جو دین میں لگے ہوئے ہیں، دین کی دعوت میں لگے ہوئے ہیں، یہ دین کی تبلیغ میں لگے ہوئے ہیں، دین کی فکر میں لگے ہوئے ہیں۔اس کا کیا فائدہ؟ وہ اس کو بے فائدہ اور فضول کام سمجھتے ہیں بعض لوگوں کی عقل تو ایسے

www.toobaaelibrary.com

جواب دے جاتی ہے وہ معاذ اللہ سمجھتے ہیں کہ یہ جو دین کا کام کر رہے ہیں یہ سب یہودیوں اور غیر ملکی سرمایہ سے کام کر رہے ہیں۔ پچھلے دنوں جمعہ پڑھاتے ہوئے ایک صاحب نے پرچہ بھیجا اس میں لکھا ہوا تھا کہ یہ جو تبلیغی جماعت والے ہیں ان کو امریکہ امداد دیتا ہے اور اس کے سرمائے سے یہ ملک میں اور بیرون ملک تبلیغ کے لیے جاتے ہیں۔ اللہ اکبر یعنی ان کی سمجھ میں نہیں آتا کہ کوئی شخص اپنی جیب سے روپیہ لگا کر اللہ کے دین کے لیے جا سکتا ہے، ارے یہودیوں اور عیسائیوں کی لیٹرینیں صاف کرنے کے لیے، ان کی گاڑیاں صاف کرنے کے لیے، ان کی سڑکوں پر جھاڑو دینے کے لیے، ان کے کتوں کو ناشتہ کرانے کے لیے اور غلیظ لوگوں کی خدمت کے لیے اور ان کے بوٹ پالش کرنے کے لیے تو جا سکتے ہیں یہ بات تو ان کی سمجھ میں آتی ہے لیکن یہ بات ان کی سمجھ میں نہیں آتی کہ کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جو اللہ کی رضا کے لیے جاتے ہیں یہ بات مسلمان کی سمجھ میں نہیں آتی۔ آج دنیا مسلمان کے ذہن پر اتنی چھا گئی ہے کہ وہ سمجھتا ہے کہ جو دین کا کام کر رہا ہے یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ کوئی اللہ کی رضا کے کے لیے کر رہا ہو، یہ غیر ملکی سرمائے سے کر رہے ہیں، مجاہدین شہید ہو رہے ہیں کہتے ہیں کہ یہ غیر ملکی سرمائے سے چل رہے ہیں ارے اللہ کے بندے اس مجاہد نے جان دی ہے ایک لاکھ لے کر دو لاکھ لے کر، بے وقوف! میں تجھے پانچ لاکھ دیتا ہوں تو بھی گولی کھا کر دکھا پتہ چلے کہ واقعی چند روپوں کی خاطر اپنی جان دی جا سکتی ہے۔ الحمد للہ آج بھی لوگ موجود ہیں جو اللہ کا دیا ہوا سرمایہ اللہ کی رضا کے لیے اللہ کے دین پر خرچ کر رہے ہیں۔ اگر ایسے لوگ بالکل ختم ہو جاتے تو قیامت آجاتی۔ ہاں الحمد للہ آج بھی یہ مسجدیں آباد ہیں ایک سے بڑھ کر ایک مسجد تعمیر ہو رہی ہے حکومت مدرسے بند کرنا چاہتی ہے اور ہر سال سینکڑوں مدرسے اور کھل جاتے ہیں الحمد للہ دین کی دعوت پھیلتی چلی جاتی ہے اور ان کی سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ کیسے ہو رہا ہے اللہ دلوں میں پیدا کر رہا ہے، خدا کی قسم! اللہ دلوں میں پیدا کر رہا ہے یہ میرے اور آپ کے بس کی بات نہیں ہے کہ کسی کے دل میں جذبہ پیدا کر دیں اس لئے کہ اپنے خون پسینے کی کمائی کی حرص و ہوس دین سے غافل کر دیتی ہے اور بڑے خوش نصیب ہیں وہ لوگ جن کو نیکیاں کمانے کی طلب اور آخرت میں مرتبہ اور مقام حاصل کرنے کی فکر اور اللہ کی رضا کا جذبہ دنیا سے غافل کر دیتا ہے۔

كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝۳ (ہرگز نہیں عنقریب جان لوگے)

ارے احمقو! زندگی یہی نہیں جو تمہیں نظر آ رہی ہے اصل زندگی تو ایک اور ہے جو اس زندگی کے اختتام پر آنے والی ہے۔ اگر تم نے اپنی روش نہ بدلی تو اس دنیا میں بھی دیکھ لوگے اور آخرت میں تو دیکھ ہی لوگے۔

ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝۴ (پھر ہرگز نہیں عنقریب تم جان لوگے)

بعض نے کہا کہ یہ جو دو مرتبہ فرمایا كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ۔ پہلے کا تعلق دنیا کے ساتھ

www.toobaaelibrary.com

ہے عنقریب تم اسی دنیا میں دیکھ لو گے کہ یہ تکاثر کی بیماری، یہ کثرت کی طلب کی بیماری یہ تمہیں فائدہ نہیں دے گی یہ تمہیں نقصان دے گی اس کا انجام اچھا نہیں ہوگا۔ ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُونَ پھر آخرت میں بھی جان لو گے، اور بعض حضرات نے کہا کہ یہ تاکید کے لئے فرمایا ہرگز نہیں عنقریب تم جان لو گے عنقریب تمہیں پتہ چل جائے گا۔

كَلَّا لَوْ تَعْلَمُونَ عِلْمَ الْيَقِينِ ۞

اگر تم یقین کے ساتھ جانتے ہوتے تو یہ کثرت کی طلب تمہیں دین سے غافل نہ کرتی، یہ کثرت کی طلب تمہیں اللہ سے اور اس کے رسول سے اور آخرت سے غافل نہ کرتی۔

عین الیقین کیا ہے؟

لَتَرَوُنَّ الْجَحِيمَ ۞ ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيْنَ الْيَقِينِ ۞

(تم ضرور جہنم کو دیکھو گے، پھر کہہ رہا ہوں تم ضرور جہنم کو دیکھو گے)

اور عَيْنَ الْيَقِينِ کے ساتھ دیکھو گے یاد رکھیے کہ دنیا میں عِلْمُ الْيَقِينِ تو ہو جائے گا لیکن عَيْنُ الْيَقِينِ اور حَقُّ الْيَقِينِ نہیں ہوگا۔ عَيْنُ الْيَقِينِ اور حَقُّ الْيَقِينِ تو آخرت میں ہی ہوگا۔

یہ حَقُّ الْيَقِينِ اور عَيْنُ الْيَقِينِ کیا ہے؟ مثال کے طور پر سمجھاتا ہوں کہ ایک شخص نے مکہ اور مدینہ نہیں دیکھا دوسرا شخص اس کو بتاتا ہے کہ اس دنیا میں مکہ اور مدینہ نام کے دو شہر ہیں وہاں اللہ کا گھر ہے، حضور اکرم ﷺ کا روضہ ہے یہ باتیں سن کر اس کے دل میں یقین آ جاتا ہے یہ تو عِلْمَ الْيَقِينِ ہو گیا اور ایک وہاں چلا جاتا ہے اور اپنی آنکھوں سے جا کر اللہ کے گھر کو دیکھ لیتا ہے، حضور اکرم ﷺ کے روضے کو دیکھ لیتا ہے یہ عَيْنَ الْيَقِينِ ہو گیا اسی طریقے سے آگ کی مثال دی جاتی ہے کوئی ہمیں بتاتا ہے کہ آگ جلا دیتی ہے ہمیں اس کی خبر پر یقین ہے یہ علم الیقین ہے۔ ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا آگ جلا رہی تھی تو یہ عین الیقین ہے اور اللہ نہ کرے ہم نے آگ میں ہاتھ ڈال دیا اور ہاتھ ڈالنے سے ہمارا ہاتھ جل گیا یہ حق الیقین ہے۔ آخرت کے جو معاملات ہیں دنیا میں ان کا یقین تو حاصل ہو سکتا ہے لیکن عَيْنَ الْيَقِينِ اور حق الیقین وہیں پر حاصل ہوگا جب ہم اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے یہ جہنم ہے یہ جنت ہے، جہنم میں جلایا جا رہا ہے، جنت میں نعمتیں عطا کی جا رہی ہیں، جہنم میں طرح طرح کے عذاب ہیں اور جنت میں طرح طرح کی نعمتیں مہیا ہو رہی ہیں تو یہ عین الیقین اور حق الیقین وہاں پر ہمیں حاصل ہوگا لیکن دنیا میں اگر علم الیقین حاصل ہو جائے تو پھر دنیا کی طلب انسان کو آخرت سے غافل نہیں کرتی، معلوم ہوا کہ ہم میں سے بہت سارے ایسے ہیں کہ جن کو علم الیقین بھی حاصل نہیں ہے بظاہر تو ہم کہتے ہیں کہ ہمیں یقین ہے، جنت پر یقین، جہنم پر یقین اور ایمان اور عمل صالح کے اچھے نتائج پر یقین اور بدکاری اور کفر و فسق کے برے نتائج کا یقین ہے لیکن ہمارے رویہ سے ایسا

www.toobaaelibrary.com

معلوم ہوتا ہے کہ ہمیں علم الیقین بھی حاصل نہیں ہے اگر علم الیقین ہوتا تو ہم آخرت سے غافل نہ ہوتے۔

ہر شخص سے پانچ سوال ہوں گے

ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ يَوْمَىِٕذٍ عَنِ النَّعِيْمِ ﴿۸﴾ (پھر اس دن تم سے اللہ کی نعمتوں کے بارے میں سوال کیا جائے گا)۔

اللہ قیامت کے دن اپنی نعمتوں کے بارے میں سوال کریں گے میں نے تجھے نعمتیں عطا کی تھیں ان نعمتوں کا تم نے کیا حق ادا کیا؟ ترمذی میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے فرمایا کہ قیامت کے دن انسان کو قدم اٹھانے کی اجازت نہیں دی جائے گی جب تک کہ پانچ سوالوں کا جواب نہ دے دے اللہ سوال کریں گے میں نے تمہیں عمر کی نعمت عطا کی تھی، زندگی کی نعمت عطا کی تھی زندگی کو کہاں خرچ کر کے آئے ہو؟ میری اطاعت میں یا معصیت میں، میری رضا میں یا میری نافرمانی میں وعن شبابہ فیما ابلاہ میں نے تمہیں جوانی کی نعمت عطا کی تھی تم نے جوانی کہاں گزاری؟ مجھے راضی کرنے والے کاموں میں یا ناراضگی والے کاموں میں؟ میرے دین کی سربلندی کے لیے تم نے جوانی کو خرچ کیا یا کہ فحاشی اور عریانیت میں اپنی جوانی کو خرچ کیا وَعَنْ مَالِهٖ مِنْ اَیْنَ اکْتَسَبَهٗ وَفِیْمَا اَنْفَقَهٗ مال کے بارے میں سوال ہوگا کہاں سے کمایا تھا؟ کہاں خرچ کیا؟ کیا کماتے وقت جائز اور ناجائز کو ملحوظ رکھا تھا؟ کیا خرچ کرتے وقت یہ ذہن میں رکھا تھا کہ کس مصرف پر خرچ کرنا چاہیے اور کہاں نہیں خرچ کرنا چاہیے وَعَنْ عِلْمِهٖ مَاذَا عَمِلَ بِهٖ اور علم کے بارے میں سوال ہوگا کہ علم پر کتنا عمل کیا تھا؟ کیا علم حاصل کیا؟ دنیا میں شہرت کے لیے، مال کمانے کے لیے، دکھاوے کے لیے یا علم پر عمل بھی کیا تھا؟ ان پانچ سوالوں کا جب تک جواب نہیں دے گا فرمایا اس وقت کسی کو قدم اٹھانے کی اجازت نہیں ہوگی کیسے خوش نصیب ہوں گے جو ان سوالوں کا جواب مثبت دے کر جنت کے حق دار ہوں گے۔ اے اللہ! تو نے عمر عطا کی تھی وہ تیری اطاعت میں گزار دی، اے اللہ! تو نے جوانی عطا کی تھی جوانی عفت وعصمت کے ساتھ گزار دی، اے اللہ! تو نے مال عطا کیا تھا میں نے مال تیری رضا کے مطابق خرچ کیا اور اے اللہ! تو نے علم عطا کیا تھا میں نے علم کے تقاضوں کے مطابق عمل کیا۔ اور کتنے بدنصیب ہوں گے جو ان سوالوں کا مثبت جواب نہیں دیں گے اور علماء فرماتے ہیں کہ یہ سوال تو مومن سے بھی ہوگا اور کافر سے بھی ہوگا، یہ سوال اللہ کے اولیاء سے بھی ہوگا اور یہ سوال اللہ کے دشمنوں سے بھی ہوگا لیکن اللہ کے اولیاء سے جو سوال ہوگا ان کی عزت بڑھانے کے لیے تشریف اور تکریم کے لیے اور اللہ کے دشمنوں سے سوال ہوگا ان کی تذلیل اور تحقیر کے لیے۔ اللہ اپنے نیک بندوں سے سوال کریں گے یہ نہیں کہ اللہ جانتے نہیں ہیں جانتے ہیں کہ میرے اس بندے نے ساری زندگی میری اطاعت میں گزاری، جوانی میرے دین کے لیے قربان کردی، مال میرے دین کی سربلندی کے لیے خرچ کرتا رہا اللہ جانتا ہے لیکن اللہ سوال کرے گا سارے لوگوں کے سامنے اس کی عزت کو بڑھانے کے لیے، لوگوں کو دکھانے کے لیے کہ دیکھو

www.toobaaelibrary.com

یہ میرا بندہ ہے اس نے کس طریقے سے زندگی گذاری، اور اپنے نافرمانوں سے جو سوال کرے گا وہ تذلیل اور تحقیر کے لیے، ان کو ذلیل کرنے کے لیے، سب کے سامنے رسوا کرنے کے لیے اور امام جعفر صادقؒ فرماتے ہیں کہ جن نعمتوں کے بارے میں قیامت کے دن سوال ہوگا ان میں قرآن بھی ہے، حضور اکرم ﷺ کی ذات مبارکہ بھی ہے۔ اللہ فرمائیں گے میں نے تمہیں قرآن جیسی نعمت عطا کی تھی، قرآن جیسی عظیم کتاب عطا کی تھی تم نے اس کے حقوق کہاں تک ادا کیے؟ اور تمہیں میں نے کائنات کے سردار محمد ﷺ کی غلامی کا شرف عطا کیا تھا، ان کی امت میں تمہیں پیدا کیا تھا تم نے امتی ہونے کا حق کہاں تک ادا کیا؟ فرمایا کہ ان دو نعمتوں کے بارے میں بھی سوال ہوگا۔

انعاماتِ الٰہی کے متعلق باز پرس

ساری چھوٹی اور بڑی نعمتوں کے بارے میں سوال ہوگا حضرت عمرؓ سے روایت ہے جب یہ آیت کریمہ اتری جس میں یہ فرمایا گیا کہ قیامت کے دن تم سے نعمتوں کے بارے میں سوال کیا جائے گا تو بعض صحابہ کرامؓ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! اَیُّ نَعِیْمٍ نُسْئَلُ عَنْهُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اے اللہ کے رسول! ہم سے کون سی نعمتوں کے بارے میں سوال ہوگا؟ حالت یہ ہے کہ ہمیں ہمارے گھروں سے نکال دیا ہے، ہم سے ہمارے اموال چھین لیے گئے، بعض اوقات کھانے کو بھی نہیں ہوتا تو کون سی نعمتیں ہیں ہمارے پاس جن کے بارے میں سوال ہوگا اللہ کے نبی نے کیا فرمایا کہ ظِلَالُ الْمَسَاکِنِ وَالْاَشْجَارِ وَالْاَخْبِیَۃِ فرمایا کیا تمہیں مکان کا سایہ میسر نہیں ہے؟ کیا تمہیں درختوں کا سایہ میسر نہیں ہے؟ کیا تمہیں ایسے خیمے میسر نہیں جو تمہیں گرمی اور سردی سے بچاتے ہیں اور گرمی کے دنوں میں کیا تمہیں ٹھنڈا پانی میسر نہیں ہے؟ ان نعمتوں کے بارے میں سوال ہوگا۔ صحابہ میں جو فقراء اور غرباء تھے اللہ کے نبی ﷺ ان کو یہ نعمتیں بتا رہے ہیں تمہیں چھت کا سایہ میسر ہے، خیمے میں تم رہتے ہو جو تمہیں گرمی اور سردی سے بچاتا ہے اگر تمہیں درخت کا سایہ میسر ہے، تمہیں گرمی میں ٹھنڈا پانی مل جاتا ہے یہ اللہ کی کتنی بڑی نعمت ہے لیکن میں اور آپ ذرا سوچیں کہ ہمیں اللہ کی کون کون سی نعمت میسر نہیں ہے۔ صحابہ کو تو صرف درختوں کے سائے اور چھت کے سائے اور خیمے کی رہائش اور گرمی میں ٹھنڈا پانی، اور ہم سب صبح آنکھ کھولنے سے لے کر شام تک اللہ کی کتنی نعمتوں سے فیض یاب ہوتے ہیں؟ اگر اللہ نے ہم سے ان نعمتوں کے بارے میں سوال کر لیا کہ میں نے تمہیں اتنا نوازا تھا فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ۔ تم اللہ کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ سر سے لے کر پاؤں تک تم اللہ کی نعمتوں میں ڈوبے ہوئے ہو۔ ایک نعمت ہو تم اس کو جھٹلا دو، دس نعمتیں ہوں تم ان کو جھٹلا دو، اکتیس بار اللہ نے سورہ رحمٰن میں سوال کیا ہے فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ تم اپنے رب کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ بعض حضرات نے یہ سوال کیا ہے اس چھوٹی سی سورت میں اکتیس بار یہ آیت آئی ہے اور یہ سوال آیا ہے فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ لیکن میں اپنی

www.toobaaelibrary.com

ناقص سوچ کے مطابق جب سوچتا ہوں تو میرا جی چاہتا ہے کہ اللہ کو اکتیس مرتبہ نہیں اکتیس ہزار مرتبہ سوال کرنا چاہیے تھا فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ اگر اکتیس ہزار مرتبہ بھی یہ سوال کرے تو یہ سوال کرنا مناسب ہے اللہ نے ہمیں اتنی نعمتوں سے نواز رکھا ہے اور ایک حدیث میں آیا رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے اپنے گھر میں امن وسکون کے ساتھ صبح کی اور اس کو جسمانی صحت حاصل ہے اور اس کے پاس ایک دن کا کھانا موجود ہے وہ ایسا ہے گویا کہ اس کو دنیا کی ساری نعمتیں میسر ہیں امن اور سکون ہے، جسمانی صحت ہے، ایک دن کا کھانا ہے۔ فرمایا کہ تمہیں تو اللہ کی ساری نعمتیں میسر ہیں اور کیا چاہتے ہو؟

میرے محترم بزرگو اور دوستو!

ہمیں تو سالوں کا کھانا میسر ہے، ہم نے تو سالوں کا انتظام کر رکھا ہے، صدیوں کا انتظام کر رکھا ہے، لیکن پھر بھی ہم ناشکرے ہیں، شکوہ کرنے والے ہیں، ہر وقت پریشانی کا رونا دھونا ہے اور ایک حدیث میں رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ دو نعمتیں ایسی ہیں کہ ان میں اکثر انسان خسارے میں ہیں یہ کون سی دو نعمتیں ہیں؟ ایک صحت اور تندرستی اور دوسری فراغت یہ دو نعمتیں ہیں فرمایا کہ اکثر انسان خسارے میں ہیں صحت اور تندرستی اللہ عطا کرتا ہے، چاہیے تو یہ تھا کہ خوب اللہ کو راضی کرنے والے کام کرتا، اپنی صحت کو اللہ کی رضا میں، اللہ کی اطاعت میں لگا دیتا، لیکن صحت کو اس نے عیاشی میں لگا دیا، صحت کو اس نے بدکاری میں لگا دیا، صحت کو اللہ کی نافرمانی میں لگا دیا، صحت کو اس نے شیطان کی غلامی میں لگا دیا، اور فراغت کے وقت کو کچھ وقت فارغ تھا چاہیے تو یہ تھا کہ وقت فارغ ہے مصروف ہونے سے پہلے کچھ نیک اعمال کر لو مگر اس فراغت کو اس نے ضائع کر دیا، اللہ کی نافرمانی میں ضائع کر دیا تو فرمایا کہ ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ یَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِیْمِ پھر اس دن، (قیامت کے دن) تم سے اللہ کی نعمتوں کے بارے میں سوال کیا جائے گا اللہ پاک مجھے اور آپ کو اس طریقے سے زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے کہ قیامت کے دن جب اللہ ہم سے اپنی نعمتوں کے بارے میں سوال کرے تو ہم عرض کر سکیں کہ اے اللہ! آپ نے ہمیں بے شمار نعمتیں عطا کی تھیں اور ہم نے ان نعمتوں کو آپ کی اطاعت میں خرچ کیا ہے معصیت اور نافرمانی میں خرچ نہیں کیا۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

www.toobaaelibrary.com

سُوْرَةُ الْعَصْرِ مَكِّيَّة

موضوع

کامیابی کے چار اصول

www.toobaaelibrary.com

اٰیَاتُھَا ۳ (۱۰۳) سُوْرَۃُ الْعَصْرِ مَکِّیَّۃٌ (۱۳) رُکُوْعَاتُھَا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

وَالْعَصْرِ ① اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ② اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۙ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ③

ترجمہ:...... زمانے کی قسم! (۱) انسان درحقیقت بڑے گھاٹے میں ہے۔ (۲) سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائیں، اور نیک عمل کریں، اور ایک دوسرے کو حق بات کی نصیحت کریں، اور ایک دوسرے کو صبر کی نصیحت کریں۔ (۳)

سورۂ عصر کی فضیلت

سورۂ عصر مکی سورت ہے اور اس میں اللہ پاک نے انسان کی کامیابی کے چار اصول بیان فرمائے ہیں، دیکھنے میں بہت مختصر اور چھوٹی سی سورت ہے لیکن معنی کے اعتبار سے بڑی جامع اور مقاصد کے اعتبار سے بڑی کامل اور مکمل سورت ہے اسی لیے امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ اگر لوگ صرف اس سورت میں غور اور تدبر کرلیں تو ان کی نجات کے لیے کافی ہے گویا پورے قرآن کریم کا خلاصہ اور مغز اس سورت میں آگیا ہے اور طبرانی میں عبید اللہ بن حفص کی روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کے صحابہ جب آپس میں ملتے تھے تو ایک دوسرے کو سورۂ عصر سنایا کرتے تھے گویا کہ زندگی کے مقصد کی اور کامیابی کے بنیادی اصولوں کی نشاندہی اور یاد دہانی کروادیا کرتے تھے فرمایا کہ:

وَالْعَصْرِ (عصر کی قسم!)۔

عصر کا مفہوم کیا ہے؟

پہلا قول: بعض حضرات نے کہا کہ عصر کا وقت مراد ہے عصر اور مغرب کے درمیان کا جو وقت ہوتا ہے اس کی اللہ پاک نے قسم کھائی ہے اور اس میں اشارہ ہے اس بات کی طرف کہ دنیا کی عمر بہت تھوڑی باقی رہ گئی ہے۔

نفع بخش تجارت کون سی ہے؟

انسان پر لازم ہے کہ وہ ایسی تجارت میں مشغول ہوجائے جس تجارت میں کوئی خسارہ نہیں ہے، دنیا میں جو

www.toobaaelibrary.com

انسان تجارت کرتا ہے اس میں نفع کا پہلو بھی ہوتا ہے اور خسارے اور گھاٹے کا پہلو بھی ہوتا ہے۔

تجارتی دنیا امکانات کی دنیا ہے کچھ ایسے بھی ہوتے ہیں جو اس دنیا میں مٹی لے کر داخل ہوتے ہیں اور سونا لے کر نکلتے ہیں اور کچھ ایسے بھی ہوتے ہیں جو تجارتی دنیا میں سونا لے کر داخل ہوتے ہیں اور خاک بن کر نکلتے ہیں۔

ایسے بھی ہوتے ہیں کہ زمین سے اٹھ کر آسمان تک پہنچ جاتے ہیں اور ایسے بھی ہوتے ہیں جو آسمان سے زمین پر گر کر اپنی ہڈی اور پسلی تڑوا بیٹھتے ہیں۔ تو تجارت کے اندر نفع و نقصان دونوں پہلو ہوتے ہیں لیکن ایک تجارت ایسی ہے کہ جس میں نفع کا پہلو تو ہے لیکن خسارے کا کوئی بھی پہلو نہیں ہے اور وہ کون سی تجارت ہے اللہ نے خود سورۂ صف کے اندر اس تجارت کا ذکر فرمایا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ تِجَارَةٍ تُنجِيكُم مِّنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ

(اے ایمان والو! کیا میں تمہیں ایسی تجارت کے بارے میں نہ بتلاؤں جو تمہیں دردناک عذاب سے نجات دے سکتی ہے۔)

اور آپ جانتے ہیں کہ ایک مسلمان کی سوچ یہ ہے کہ جو قیامت کے دردناک عذاب سے چھوٹ گیا وہ کامیاب ہوگیا۔

فَمَن زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ۔

(جس کو جہنم سے بچالیا گیا اور جنت میں داخل کردیا گیا تو وہ کامیاب ہوگیا۔)

جس کو جنت میں داخل ہونے کا پروانہ مل جائے گا اور اس کا اعمال نامہ دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا تو وہ لوگوں کو دکھاتا پھرے گا۔

هَاؤُمُ اقْرَءُوا كِتَابِيَهْ (آؤ میرا اعمال نامہ دیکھو)

آج اللہ نے میری کامیابی کا اعلان فرمادیا ہے کہ دنیا میں جو تو محنت کرتا رہا وہ ضائع نہیں گئی تو اللہ فرماتے ہیں کیا میں تمہیں ایسی تجارت کے بارے میں نہ بتلاؤں جو تمہیں دردناک عذاب سے نجات دلا کر کامیابی دلا سکتی ہے؟ اور خود ہی جواب دیا میں بتلاتا ہوں وہ کون سی تجارت ہے:

تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنفُسِكُمْ ۚ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿١١﴾

تم اللہ پر ایمان لاؤ اور اللہ کے رسول ﷺ پر ایمان لاؤ اور اپنے مالوں اور جانوں سے اللہ کی رضا کے لیے جہاد کرو یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو جب تم یہ تجارت کرو گے تو پھر کیا ہوگا

يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ (اللہ تمہارے گناہوں کو معاف فرمادے گا)

www.toobaaelibrary.com

وَيُدْخِلْكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ

وہ تم کو ایسے باغات میں داخل کر دے گا جن کے ساتھ ساتھ نہریں بہہ رہی ہیں وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً اور تمہیں پاکیزہ محلات میں یعنی رہائش گاہوں میں داخل کرے گا۔

فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ

یہ ہے بڑی کامیابی یہ تو آخرت میں ہوگا دنیا میں کیا ہوگا وَاُخْرٰى تُحِبُّوْنَهَا اور بات بھی ہے جس کو تم پسند کرتے ہو جس کو تم نقد چاہتے ہو وہ کیا ہے؟

نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِيْبٌ (اللہ کی مدد آئے گی اور فتح آئے گی۔)

وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ (اور ایمان والوں کو خوشخبری سنا دیجیے۔)

تو یہ تجارت ایسی ہے کہ اس میں نقصان کا کوئی پہلو نہیں ہے، نفع ہی نفع ہے تو اللہ نے عصر کے وقت کی قسم اٹھا کر اس بات کی طرف اشارہ کیا کہ دنیا کی عمر بہت تھوڑی باقی رہ گئی ہے ہمیں تو دیکھنے میں دنیا کی عمر بڑی لمبی نظر آتی ہے لیکن اللہ جو اس کائنات کا خالق ہے جس نے پہلے انسان حضرت آدم علیہ الصلوۃ والسلام سے اس دنیائے رنگ وبو کا سلسلہ چلایا اور قیامت تک وہ چلا رہا ہے اور قیامت کے بعد بھی وہ چلاتا رہے گا، قیامت کے نظام کو، جنت اور جہنم کے نظام کو، وہ اللہ جانتا ہے کہ آخرت کے مقابلے میں اس دنیا کی عمر بہت تھوڑی ہے تو اس طرف اشارہ کیا کہ دنیا کی بہت تھوڑی عمر باقی رہ گئی ہے لہٰذا اس تھوڑی سی عمر کو ایسی تجارت میں لگا لو جس میں خسارے کا کوئی بھی پہلو نہیں ہے۔

دوسرا قول: نماز عصر

بعض حضرات کہتے ہیں کہ عصر سے مراد نماز عصر ہے اس لیے کہ نماز عصر کی اہمیت اور عظمت خود اللہ نے بھی قرآن میں بیان فرمائی ہے اور رسول اقدس ﷺ نے بھی بیان فرمائی ہے۔ سورۂ بقرہ میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى

نمازوں کی حفاظت کیا کرو اور خاص طور پر صلوۃِ وسطیٰ کی حفاظت کرو، درمیانی نماز کی حفاظت کیا کرو۔

یہ صلوۃ وسطیٰ کون سی نماز ہے، درمیانی نماز کون سی ہے، بہت سارے اقوال ہیں لیکن زیادہ راجح قول یہ ہے کہ نماز وسطیٰ سے مراد نماز عصر ہے تو اللہ نے قرآن کریم میں اس نماز کی اہمیت اور عظمت بیان فرمائی اور حدیث میں حضور ﷺ نے فرمایا کہ جس سے نماز عصر فوت ہوگئی گویا کہ اس کے اہل وعیال اور مال ودولت سب کچھ تباہ ہوگیا۔ نماز عصر کا خاص اہتمام کریں اس لئے کہ وقت ایسا ہے کہ ہر انسان اس وقت بڑی کشمکش میں ہوتا ہے۔ ایک دوکاندار

www.toobaaelibrary.com

کے لیے، ایک تاجر کے لیے، ایک ملازمت پیشہ انسان کے لیے، کاروبار کے سمیٹنے کا وقت، ایک طرف گاہکوں کا ہجوم دوسری طرف مسجد کی طرف سے حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ اور حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کی آواز، گھر پہنچنے کی فکر اور دن غروب ہو رہا ہے اور کچھ کر لینے کی فکر اور ادھر اللہ کی طرف سے پکار حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ تو ایک امتحان کہ میرا بندہ دنیا کے فائدے کو ترجیح دیتا ہے یا میری پکار پر لبیک کہتا ہے تو بعض حضرات نے کہا کہ اللہ پاک نے نماز عصر کی قسم کھائی ہے۔

تیسرا قول: مبارک زمانہ

اللہ پاک نے حضور اکرم ﷺ کے مبارک زمانے کی قسم کھائی ہے عصر زمانے کے معنی میں ہے۔

والعصر اے میرے نبی! تیرے مبارک زمانے کی قسم! سارے زمانوں سے مبارک زمانہ حضور ﷺ کا زمانہ ہے، سارے شہروں سے مبارک حضور ﷺ کا شہر، سارے لیل ونہار سے بہتر حضور ﷺ کے لیل ونہار ہیں، سارے ساتھیوں اور شاگردوں سے بہتر حضور ﷺ کے شاگرد ہیں، سارے ملفوظات اور ارشادات سے مبارک وہ حضور ﷺ کے ملفوظات اور ارشادات ہیں، جس چیز کی نسبت حضور ﷺ کی طرف ہے وہ مبارک ہے شہر کی نسبت ہے تو وہ مبارک ہے گلیوں کی نسبت ہے تو وہ مبارک ہیں، سواریوں کی حضور ﷺ کی طرف نسبت ہے تو وہ مبارک ہیں، جوتیوں کی نسبت حضور ﷺ کی طرف ہے تو وہ مبارک ہیں، فضاؤں کی حضور ﷺ کی طرف نسبت ہے تو وہ مبارک ہیں اور میں عرض کروں اگر ہمارے جیسے گنہگاروں کی نسبت حضور ﷺ کی طرف ہو جائے تو ہم بھی ان شاء اللہ مبارک ہیں بشرطیکہ یہ نسبت سچی نسبت ہو، دکھاوے کی نسبت نہ ہو تو حضور ﷺ کے زمانے کی قسم کھائی۔

چوتھا قول: انسانی زندگی

عصر سے مراد ہر انسان کی عمر ہے **والعصر** اے انسان! تیری عمر کی قسم! عمر کی قسم اللہ نے کیوں کھائی اس لیے کہ انسان کے پاس ایمان کے بعد سب سے قیمتی سرمایہ وہ زندگی ہے اگر آپ غور فرمائیں تو زندگی کے علاوہ قیمتی سرمایہ انسان کے پاس کوئی نہیں ہے اور زندگی ایسی چیز ہے جو خریدی نہیں جا سکتی اگر زندگی خریدی جا سکتی ہوتی تو فرعون کو موت نہ آتی قارون کو موت نہ آتی شداد کو اپنی بنائی ہوئی جنت کے دروازے پر موت نہ آتی، بڑے بڑے سرمایہ داروں، وڈیروں اور جاگیرداروں کو موت نہ آتی حکیموں اور ڈاکٹروں کو موت نہ آتی لیکن زندگی خریدی نہیں جا سکتی پوری زندگی تو دور کی بات ہے زندگی کے چند لمحے بھی نہیں خریدے جا سکتے۔

اِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ فَلَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿۴۹﴾

جب موت آجائے تو نہ ایک گھڑی پیچھے ہو سکتی ہے اور آگے تو ہو ہی نہیں سکتی ایسا نہیں ہو سکتا کہ وقت سے پہلے

www.toobaaelibrary.com

موت آجائے اور ایسا بھی نہیں ہوسکتا کہ موت کا وقت آجائے پھر ٹل جائے اللہ نے جس کی موت کا جو وقت، جو سبب، جو جگہ مقرر کی ہے اس کے خلاف نہیں ہوسکتا ہے۔

انسان کا سب سے قیمتی سرمایہ زندگی ہے، عمر ہے، اس سرمایہ سے انسان جنت بھی خرید سکتا ہے اور جہنم بھی خرید سکتا ہے، اس سرمایہ سے اللہ کی رضا بھی خرید سکتا ہے اور اللہ کا غضب بھی خرید سکتا ہے اور یاد رکھیے کہ ہم میں سے ہر ایک تاجر ہے اور تجارت کر رہا ہے اپنے زندگی کے لمحوں، گھنٹوں کے ذریعے وہ کچھ نہ کچھ تجارت کر رہا ہے۔

اللہ اکبر۔ یہ جو میں نے اللہ اکبر کہا نہ معلوم میں نے ایک سیکنڈ میں کتنی نیکیاں خرید لیں میں نے یہ لمحہ اللہ اکبر کہنے میں صرف کردیا تو میں نے اس سے نیکیاں خرید لیں اور اگر اسی لمحے کو میں کسی کو گالی دینے میں استعمال کرتا، کسی کا دل دکھانے میں، کسی کی غیبت کرنے میں، کسی پر بہتان لگانے میں تو اسی لمحے کے ذریعے میں برائیاں خرید سکتا تھا رسول اقدس ﷺ نے فرمایا صحیح مسلم کی روایت ہے:

کل الناس یغدو افبائع نفسہ فمعتقھا او موبقھا۔

سارے کے سارے انسان صبح تجارت کے لیے نکلتے ہیں اپنے نفس کو، اپنی زندگی کو، ایک سرمایہ کے طور پر پیش کرتے ہیں کوئی، ایسی چیز خریدتا ہے کہ اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈال لیتا ہے اور کوئی ایسی چیز خریدتا ہے کہ اس کے ذریعے سے اپنے آپ کو جہنم سے آزاد کرالیتا ہے، ہم میں سے ہر ایک تاجر ہے اور اس کے پاس زندگی کا سرمایہ بہت بڑی متاع ہے، اس سرمایہ سے کچھ بھی خریدا جاسکتا ہے، زندگی کے سرمائے سے جنت بھی خریدی جاسکتی ہے اور جہنم بھی خریدی جاسکتی ہے۔

میرے بزرگو اور دوستو!

یہ سرمایہ ایک مرتبہ ہاتھ سے نکل گیا تو دوبارہ ہاتھ میں نہیں آئے گا یہ بھی پکی بات ہے یہ پیسے کا معاملہ تو ایسا ہے ایسے بھی لوگ ہیں کروڑوں روپے کا خسارہ ہوا لیکن اللہ نے اُن کو صلاحیت دی تھی تجارت کی، محنت کی لگا رہا دوبارہ کروڑوں کما لیے، جہاز اس کا تباہ ہوگیا، کارخانے کو آگ لگ گئی، مکان گر گیا، لیکن ایسے باہمت لوگ بھی ہوتے ہیں کہ دوبارہ اس مقام پر پہنچ جاتے ہیں جہاں نقصان سے پہلے ہوتے ہیں تو دنیا کا سرمایہ ایک مرتبہ ہاتھ سے جانے کے بعد بھی دوبارہ ہاتھ میں آسکتا ہے لیکن زندگی کا سرمایہ ایک مرتبہ ہاتھ سے جانے کے بعد دوبارہ ہاتھ میں نہیں آسکتا اللہ نے یہ زندگی جس کو دی ہے ایک دفعہ ہی دی ہے اور جب اللہ نے زندگی کی مہلت ختم کردی تو دوبارہ ہاتھ میں نہیں آسکتی پھر تو ہمیں اعلان ہی سننا ہوگا، نتیجہ سننا ہوگا کون کامیاب ہوا اور کون ناکام ہوا، کس نے زندگی کے سرمائے کو اللہ کی رضا کے کاموں میں لگا کر جنت خرید لی اور کس نے زندگی کے سرمائے کو اللہ کے غضب کے کاموں میں لگا کر جہنم خرید لی اور یہ بھی سن لیں کہ یہ سرمایہ دن بدن ہمارے ہاتھ سے نکل رہا ہے مجھے نہیں معلوم کہ میری عمر کتنی

www.toobaaelibrary.com

ہے، آپ میں سے کوئی نہیں جانتا اگر میں زندگی کے ساٹھ سال اور چالیس سال گذار چکا ہوں تو گویا کہ زندگی کے سرمائے میں سے اب بیس سال میرے پاس رہ گئے ہیں چالیس سال ہاتھ سے نکل گئے، بچہ بڑا ہوتا ہے تو ماں باپ سمجھتے ہیں کہ بڑا ہو رہا ہے اور وہ بھی سمجھتا ہے کہ میں بڑا ہو رہا ہوں لیکن حقیقت میں وہ چھوٹا ہو رہا ہے اس لیے کہ دس سال کا ہوگیا ہے اگر اس کی زندگی ساٹھ سال تھی تو پچاس سال رہ گئے، بیس سال کا ہوگیا تو چالیس سال رہ گئے اب مہلت کم ہوتی چلی جا رہی ہے وہ شعر آپ نے سنا ہوگا۔

غافل جو گھڑیال تجھے دیتا ہے منادی
گردوں نے گھڑی عمر کی اک اور گھٹا دی

گردون تو نہیں کہنا چاہیے، خدا نے تیری عمر کی گھڑی اک اور گھٹا دی یہ گھڑیال اور یہ ہمارے ہاتھ پر لگی ہوئی گھڑی ایک منٹ گزرتا ہے تو یہ بتاتی ہے کہ تیرا ایک منٹ اور زندگی سے کم ہوگیا اور اگر ایک گھنٹہ گزرتا ہے تو معلوم ہوا کہ میری زندگی کا ایک گھنٹہ اور کم ہوگیا ہے ایک دن کم ہوگیا ہے، ایک ہفتہ کم ہوگیا ہے لوگ سالگرہ مناتے ہیں۔

اور نکتہ نکالنے والوں نے نکتہ نکالا سال گرہ ایک اور سال گر گیا، ایک اور سال گر گیا، سال گرتے جاتے ہیں اور وہ چھوٹا ہوتا جا رہا ہے اور یہ خوشی منا رہے ہیں کہ اس کا ایک اور سال گر گیا ہے، تو انسان چھوٹا ہوتا جا رہا ہے اور یہ زندگی کا سرمایہ آہستہ آہستہ ہاتھ سے نکلتا جا رہا ہے۔ **والعصر** انسان کی عمر کی قسم! زندگی کی قسم!

اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ﴿۲﴾ (بے شک انسان خسارے میں ہے)

اگر وہ اس زندگی کے سرمائے کو کامیابی کے چار اصولوں میں استعمال نہیں کرتا تو انسان خسارے میں ہے۔

پانچواں قول: زمانے کی گواہی

ایک پانچواں قول یہ ہے کہ عصر سے مراد تاریخ ہے اللہ نے پورے زمانے اور پوری تاریخ کی قسم کھائی ہے والعصر زمانہ گواہ ہے حضرت آدم علیہ السلام کی ابتداء سے لے کر ہم تک جتنا زمانہ گزرا، جو تاریخ گزری یہ تاریخ گواہ ہے کہ بے شک انسان خسارے میں ہے۔ یہاں ایک بات سمجھ لیجئے۔ یہ فہم قرآن سے تعلق رکھتی ہے۔

قسم بطورِ گواہی

اللہ نے قرآن کریم میں کئی چیزوں کی قسمیں کھائیں اور یہ آخری پارے میں خاص طور پر بہت زیادہ قسمیں کھائیں۔

وَالضُّحٰی، وَاللَّیْلِ اِذَا سَجٰی ☆ وَالْعَادِیَاتِ ضَبْحًا، فَالْمُوْرِیَاتِ قَدْحًا ☆ وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا وَالْقَمَرِ اِذَا تَلٰهَا ☆ وَاللَّیْلِ اِذَا یَغْشٰی، وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰی یہ سب قسمیں ہیں

www.toobaaelibrary.com

قسمیں کھانے میں حکمت کیا ہے؟

یہ جو واؤ ہے یہ قسم کے لئے آتی ہے، تو قسمیں اللہ تعالیٰ نے بہت سی چیزوں کی کھائی ہیں یہ قسموں کا فلسفہ کیا ہے؟ اس کی حکمت کیا ہے؟ علماء فرماتے ہیں کہ قسم بعض اوقات کھائی جاتی ہے تاکید کے لئے اپنی بات کو اور پختہ کر کے پیش کرنے کے لئے اور بعض اوقات قسم کھائی جاتی ہے کسی چیز کو گواہ کے طور پر پیش کرنے کے لئے اور حقیقت میں دیکھا جائے تو یہ قسم جو ہے یہ گواہی کے طور پر استعمال کی جاتی ہے۔

آپ جانتے ہیں کہ دو شخصوں کے درمیان اگر جھگڑا ہو جائے ان دو میں سے ایک مدعی ہوتا ہے اور دوسرا مدعا علیہ ہوتا ہے شریعت کا اصول یہ ہے اَلْبَیِّنَۃُ عَلَى الْمُدَّعِیْ وَالْیَمِیْنُ عَلٰی مَنْ اَنْکَرَ مدعی کے ذمہ یہ ہے کہ وہ گواہ پیش کرے مدعی کے پاس اگر گواہ نہیں ہیں تو پھر مدعی علیہ جو منکر ہے وہ قسم کھائے گا۔ تو قسم حقیقت میں گواہی ہے۔

جب کوئی شخص اللہ کے نام کی قسم کھاتا ہے اللہ کی قسم! یہ مکان، یہ گاڑی، یہ پیسہ، میرا ہے تو گویا کہ وہ اللہ کو گواہ بنا رہا ہے، تو قسم کے اندر گواہی والا فلسفہ اور مفہوم پایا جاتا ہے اسی لیے جھوٹی قسم کھانا یہ کبیرہ گناہوں میں سے ہے اس لیے کہ اس بدبخت نے جھوٹے دعوے پر اللہ کو گواہ بنا کر پیش کیا۔ میں ایک معمولی سا انسان ہوں آپ کی نظر میں میری کچھ عزت ہے اب ایک شخص آوارہ سا وہ اپنے جھوٹے دعویٰ پر مجھے گواہ بنائے یہ مولوی صاحب گواہ ہیں اس بات پر کہ میں سچ کہہ رہا ہوں، ہے وہ جھوٹا تو مجھے کتنا دکھ ہوگا یا آپ کو کتنا افسوس ہوگا اپنے جھوٹے دعوے پر اس نے ہمارے مولوی صاحب کو گواہ بنا کر پیش کیا ہے مولوی صاحب کی کیا وقعت ہے اور جو شخص اپنے جھوٹے دعوے پر اللہ کو گواہ بنا کر پیش کرتا ہے۔ اس سے بڑا بدنصیب کون ہوگا تو قسم کے اندر گواہی کا فلسفہ پایا جاتا ہے تو اللہ پاک بعض چیزوں کی جو قسم اٹھاتے ہیں تو ان چیزوں کو گواہ بنا کر پیش کرتے ہیں جیسے یہاں پر جب یہ فرمایا:

وَالْعَصْرِ ۝۱ (زمانے کی قسم! تاریخ کی قسم!)

اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ۝۲ (بے شک انسان خسارے میں ہے۔)

گویا کہ اللہ نے یوں بیان فرمایا کہ ساری تاریخ پڑھ لو، ساری تاریخ گواہ ہے کہ جس انسان کے اندر یہ چار اوصاف نہیں پائے جاتے تو وہ انسان خسارے میں ہے، وہ معاشرہ خسارے میں ہے، وہ جماعت خسارے میں ہے، وہ گھرانہ خسارے میں ہے، وہ شہر خسارے میں ہے، وہ ملت خسارے میں ہے، وہ امت خسارے میں ہے، وہ دولت والے خسارے میں، وہ اقتدار والے خسارے میں، وہ چودھراہٹ والے خسارے میں، وہ طاقت والے خسارے میں، وہ مادیت والے خسارے میں، وہ علم والے خسارے میں، وہ کمالات والے خسارے میں، وہ فن والے خسارے میں، وہ شہرت والے خسارے میں، وہ بڑے بڑے کھلاڑی خسارے میں، وہ بڑے بڑے

www.toobaaelibrary.com

جرنیل خسارے میں، اور سپہ سالار خسارے میں، سب خسارے میں ہیں۔

اگر ان کے اندر یہ چار صفات نہیں پائی جاتیں پوری تاریخ گواہ ہے کہ وہ قابیل بھی خسارے میں، فرعون بھی خسارے میں، قارون خسارے میں، اور ابوجہل خسارے میں، اور ابولہب بھی خسارے میں۔

لیکن اگر آپ ان کے حالات پڑھیں جب وہ اقتدار پر تھے، جب وہ دولت میں کھیل رہے تھے اور جب وہ اپنی افواج کے ساتھ اور اپنے باڈی گارڈوں کے ساتھ زرق برق لباس میں اور شان وشوکت والی سواریوں پر سوار ہو کر باہر نکلتے تھے تو کتنے لوگ تھے جو دیکھتے تھے تو ان کے منہ میں پانی بھر آتا تھا حسرتیں کرتے، افسوس کرتے، آرزو کرتے تھے ہائے کاش! کہ ہمیں بھی ان جیسا مقام حاصل ہو جاتا:

یٰلَیْتَ لَنَا مِثْلَ مَآ اُوْتِیَ قَارُوْنُ (ہائے کاش! ہمیں اتنی دولت ملتی جتنی ان کو ملی)

لیکن جب وہ تباہ وبرباد ہوئے ان کا انجام خطرناک ہوا تو یہی تھے جو کل ان جیسا ہونے کی دعا کرتے تھے اور آج کہہ رہے ہیں کہ یہ اللہ نے کرم کیا کہ ہمیں ان جیسا ہونے سے بچا لیا اگر ہم بھی ان جیسے ہو جاتے تو ہمارا بھی انجام یہی ہوتا تو پوری تاریخ اس پر گواہ۔

وَالْعَصْرِ ① اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ②

سارے کے سارے انسان خسارے میں ہیں سوائے ان لوگوں کے جن کے اندر چار صفات پائی جاتی ہیں وہ خسارے سے بچے ہوئے ہیں۔

فلاحِ انسانی کی چار صفات

پہلی صفت: ایمان وعقائد کی درستگی

اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا (سوائے ان لوگوں کے کہ جو ایمان لائے)

اور جنہیں ایمان کی دولت اور ایمان کا خزانہ عطا کیا گیا اللہ پر ایمان، اس کی ذات پر ایمان، اس کی صفات پر ایمان، اس کی آیات پر ایمان، اس کے احکام پر ایمان، اس کے انبیاء پر ایمان، اس کے ملائکہ پر ایمان، آخرت کے دن پر ایمان، مرنے کے بعد کی زندگی پر ایمان، جنت اور جہنم پر ایمان، تقدیر پر ایمان، یہ نظریہ صحیح ہو بنیادی چیز نظریہ اور عقیدہ ہے جس کو آج کل کی زبان میں ''آئیڈیالوجی'' کہتے ہیں اس کی فکر ونظر صحیح ہو ایمان کے بغیر کوئی عمل فائدہ نہیں دیتا اللہ نے فرمایا: وَمَنْ یَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَکَرٍ اَوْ اُنْثٰی وَھُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِکَ یَدْخُلُوْنَ

www.toobaaelibrary.com

الجَنَّةَ جو نیک عمل کرے چاہے نیک عمل کرنے والا مرد ہو چاہے نیک عمل کرنے والی عورت ہو شرط یہ ہے کہ مؤمن ہو مؤمن ہونے کی شرط لگائی، جنس میں نہیں، اللہ کے ہاں عورت مرد سے نیک عمل میں آگے بڑھ سکتی ہے علم کے میدان پر، عمل کے میدان پر، عبادت کے میدان پر، کیا صرف مرد کی اجارہ داری ہے ایسا ہرگز نہیں ہے اسلام نے عورت کے لیے بھی برابر اس میں حصہ رکھا ہے اور کامیابی کے لیے راستے رکھے ہیں اور ترقی کے لیے زینے رکھے ہیں عورت مرد سے آگے بڑھ سکتی ہے اسی لیے کہا گیا ہے۔

خدا پنج انگشت یکساں نہ کرد
نہ ہر زن زن نہ ہر مرد مرد

خدا نے یہ پانچوں انگلیاں برابر نہیں کی ہیں کوئی انگلی چھوٹی ہے اور کوئی بڑی ہے اسی طریقے سے نہ ہر عورت عورت ہوتی ہے نہ ہر مرد مرد ہوتا ہے بعض عورتیں مردوں سے آگے بڑھ جاتی ہیں اور بعض مرد عورتوں سے کہیں پیچھے رہ جاتے ہیں۔

کون مرد ہے جو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی ہمسری کا دعویٰ کرے؟ کون مرد ہے جو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی برابری کا دعویٰ کرے؟

علم و عمل کے اعتبار سے وہ بہت آگے بڑھ گئیں ایسے آگے بڑھ گئیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم علمی مشکلات کے لیے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے دروازے پر حاضر ہوتے تھے۔

عرض یہ کر رہا تھا جو بھی نیک عمل کرے خواہ وہ مرد ہو یا عورت ہو شرط یہ ہے کہ وہ مؤمن ہو۔

فَأُولَٰئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ (پس یہ ہیں جو جنت میں داخل ہوں گے)

اللہ پاک نے ایمان کی شرط لگائی ایمان کے بغیر کوئی عمل فائدہ نہیں دیتا۔

میں اپنے آپ کو اور آپ حضرات کو اس بات کی یاد دہانی کرواتا رہتا ہوں ایمان سے مراد حقیقی ایمان ہے، قلبی ایمان ہے اصلی ایمان وہ ایمان ہے جو اللہ کے ہاں معتبر ہو صرف لفظی ایمان نہیں، رسمی ایمان نہیں، دفتری ایمان نہیں، قولی ایمان نہیں۔

وہ ایمان جو دل کے اندر اتر جائے، اللہ دل میں آجائے، اللہ پاک کی محبت ہمارے دل میں آجائے، اللہ پاک کا خوف ہمارے دل میں اتر جائے، اللہ کا یقین ہمارے دل میں اتر جائے، اللہ پاک ہمارے رگ و ریشہ میں رچ بس جائیں، ایمان کا نور ہمارے خون میں آجائے، ایمان کا نور ہماری آنکھوں میں آجائے، ہمارے کانوں میں آجائے، ہماری زبان میں آجائے، ہمارے دماغ میں آجائے، ہمارے دل میں آجائے، ہمارے ہاتھوں میں، ہمارے پیروں میں پورے جسم میں آجائے۔

www.toobaaelibrary.com

میں خود نہیں کہہ رہا اللہ کے نبی ﷺ اللہ سے دعا کیا کرتے تھے:

"اے اللہ! مجھے نور عطا فرما اے اللہ! دل میں نور پیدا فرما اے اللہ! کانوں میں نور، زبانوں میں نور، اے اللہ! آنکھوں میں نور، اے اللہ! اعضاء میں نور، اے اللہ! خون میں نور، اے اللہ! آگے نور پیچھے نور، دائیں نور بائیں نور"

اللہ پاک ایسی صورت پیدا فرما دیں کہ ہم بازار میں چل رہے ہوں تو ایمان کے نور کے ساتھ چل رہے ہوں، ایمان کا بھی ایک نور ہوتا ہے جیسا کہ کوئی سر پر روشنی رکھ کر یا ہاتھ میں ٹارچ پکڑے اندھیرے میں چل رہا ہوتا ہے۔
یاد رکھیے! ایمان والے کی مثال ایسی ہی ہوتی ہے اور جو گندے ماحول میں جاتا ہے، تاریکی والے ماحول میں جاتا ہے سڑے ہوئے ماحول میں جاتا ہے، وہ کہیں بھی چلتا ہے، پاکستان میں نہیں یورپ کے کسی شہر میں چلتا ہے اگر اس کو اللہ نے ایمان کا نور عطا کیا ہے تو ایسی صورت ہوتی ہے کہ اندھیرے میں چل رہا ہے لیکن اس کے ساتھ ایمان کی روشنی میں ڈوبا ہوا ہوتا ہے تو جب ایمان کی حقیقت دل میں آجائے ایمان کی حقیقت اللہ تعالیٰ ہم سب کو عطا کر دے تو یہ پہلی صفت ہے اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا جو ایمان لائے۔

دوسری صفت

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ (جنہوں نے نیک اعمال کیے)

یہ دوسری صفت ہے۔ اگر آپ قرآن کریم کا مطالعہ کریں تو اکثر و بیشتر مقامات پر اللہ نے ایمان کے ساتھ عمل صالح کا ذکر کیا ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ. اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ۔

ایمان اور عمل صالح اس لیے کہ ایمان بیج ہے اور بیج سے جو تنا پھوٹتا ہے اس پر جو پھل اور پھول لگتے ہیں تو یہ عمل صالح ہیں اگر ایمان موجود ہے تو اس کے پھل پھول نظر آنے چاہئیں، اچھے اخلاق ہونے چاہئیں اور ہماری زندگی کا رویہ کچھ اور ہونا چاہیے اگر واقعی ہمارے دل میں ایمان ہے۔ اور اگر اعلیٰ اخلاق نہیں، اعمال صالحہ نہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ابھی ایمان کے بیج نے ہمارے دل کی زمین میں جڑیں نہیں پکڑیں، وہ مضبوط نہیں ہوا اسی وجہ سے اعمال صالحہ کے پھول اور پھل نظر نہیں آرہے ایمان انسان کو عمل صالح پر مجبور کر دیتا ہے۔
وہ جو کہا جاتا ہے کہ "محبت خود آداب محبت سکھا دیتی ہے" یہ ایمان خود انسان کو عمل صالح پر لگا دیتا ہے بشرطیکہ دل میں ایمان پیدا ہو جائے جب ایمان دل میں پیدا ہوتا ہے تو یہ پیشانی کو اللہ کے سامنے جھکنے پر مجبور کر دیتا ہے انسان اللہ کے سامنے پیشانی جھکائے بغیر رہ ہی نہیں سکتا، جھوٹ نہیں بول سکتا، چوری نہیں کر سکتا، زنا نہیں کر سکتا،

www.toobaaelibrary.com

بدکاری نہیں کر سکتا اللہ کے نبی نے فرمایا:

لَا یَزْنِی الزَّانِیْ حِیْنَ یَزْنِیْ وَھُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا یَسْرِقُ السَّارِقُ حِیْنَ یَسْرِقُ وَھُوَ مُؤْمِنٌ

جب زانی زنا کر رہا ہوتا ہے، چور چوری کر رہا ہوتا ہے تو اس وقت ایمان کا نور ان کے ساتھ نہیں ہوتا اگر ایمان کا نور ساتھ ہوتا تو بدکاری نہیں کر سکتا تھا۔

روشنی اور اندھیرا دونوں کیسے اکٹھے ہو سکتے ہیں؟

جب چور چوری کر رہا ہوتا ہے تو ایمان کا نور ساتھ نہیں ہوتا الگ ہو جاتا ہے۔ تو ایمان انسان کو عمل صالح پر مجبور کر دیتا ہے۔

عمل صالح کیا ہے؟

آپ نے سنا ہے عمل صالح نیک عمل کو کہتے ہیں:

نماز نیک عمل ہے، روزہ نیک عمل ہے، حج نیک عمل ہے، صدقہ وخیرات نیک عمل ہے، عمرہ کرنا نیک عمل ہے،

یہ جب ہم سنتے ہیں تو ہم سب کا ذہن اس طرف جاتا ہے کہ یہ نیک عمل ہے اس میں کوئی شک بھی نہیں اس طرف ذہن جانا چاہیے یہ بڑے بڑے نیک عمل ہیں، نماز ہے، دین کا ستون ہے اللہ نے جہاں نماز کا ذکر کیا ہے، زکوٰۃ کا ذکر کیا ہے، حج ہے، اس کا منکر کافر ہے تو یہ نیک اعمال ہیں۔ لیکن نیک اعمال صرف یہ ہی نہیں ہیں۔

ہمارے اللہ نے اور ہمارے آقا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے نیک اعمال کا دائرہ بہت وسیع کر دیا ہے۔

اچھے اخلاق کتنا بڑا نیک عمل ہے۔

کیا آپ نے حضور ﷺ کی یہ حدیث نہیں سنی؟

اللہ کے نبی نے فرمایا:

"قیامت کے دن انسان کے اعمال نامہ میں اچھے اخلاق سے زیادہ وزنی کوئی چیز نہیں ہوگی۔"

سچائی نیک عمل ہے

دیانت نیک عمل ہے۔

محبت نیک عمل ہے

ایثار نیک عمل ہے،

احسان نیک عمل ہے،

کسی کی دلجوئی کرنا نیک عمل ہے

کسی مسلمان کے ساتھ مصافحہ کرنا نیک عمل ہے،

www.toobaaelibrary.com

مسکراتے ہوئے چہرے کے ساتھ ملنا نیک عمل ہے، کسی کے کام آجانا نیک عمل ہے،

کسی یتیم کے سر پر شفقت کا ہاتھ رکھ دینا نیک عمل ہے،

کسی بھوکے کو کھانا کھلا دینا، کسی ننگے کو کپڑا پہنا دینا نیک عمل ہے،

کسی دکھی دل کو خوش کر دینا یہ نیک عمل ہے۔ راستے سے پتھر ہٹا دینا یہ نیک عمل ہے،

کوئی صدقہ جاریہ کر دینا نیک عمل ہے۔

کتنی لمبی فہرست ہے میں بیان نہیں کر سکتا۔

اللہ نے نیک اعمال کا دائرہ کتنا وسیع کر دیا اور اللہ کے رسول ﷺ نے بتایا ہر وہ عمل جو جائز ہو، اللہ کی رضا کے لیے کیا جائے وہ نیک عمل ہے یہاں تک کہ اللہ کے نبی نے دائرہ وسیع فرمایا کہ:

رزق حلال کماتے ہو یہ نیک عمل،

اپنی بیوی کے منہ میں رزق حلال کا لقمہ رکھتے ہو یہ نیک عمل،

یہاں تک کہ جائز طریقے سے اپنی شہوت پوری کرتے ہو یہ نیک عمل ہے۔

پوچھا گیا اللہ کے نبی! یہ تو اس نے اپنی شہوت کو پورا کیا یہ نیک عمل کیسے ہو گیا؟

فرمایا کہ اگر وہ جائز طریقہ سے شہوت کو پورا نہ کرتا تو اندیشہ تھا کہ وہ ناجائز طریقے سے شہوت کو پورا کرتا، کہیں بدکاری میں مبتلا ہو جاتا لہٰذا یہ بھی نیک عمل ہے۔

کتنا دائرہ وسیع کر دیا قدم قدم پر نیک اعمال کا ثواب ملتا ہے، بازار میں چلتا ہے آنکھیں جھکائی ہوئی ہیں نیک عمل ہے،

ذکر کرتا ہوا جا رہا ہے نیک عمل ہے،

راستے میں کوئی مسلمان ملتا ہے سلام کرتے ہوئے جا رہا ہے نیک عمل ہے،

اپنے بچوں کو محبت سے دیکھتا ہے یہ نیک عمل ہے،

اپنی بیوی کو محبت کی نگاہ سے دیکھتا ہے نیک عمل ہے،

ارے اپنی والدہ کو دیکھتا ہے یہ نیک عمل ہے،

اتنا بڑا نیک عمل ہے کہ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حج و عمرے کے برابر ثواب ملتا ہے۔

اور کیا کیا اس نے صرف اپنی والدہ کو محبت کی نگاہ سے دیکھا اپنے فطری جذبات اور تقاضوں کو پورا کیا ہے اور اللہ نیکیاں دے رہا ہے، اللہ نیکیاں تقسیم کر رہا ہے اس کے نامۂ اعمال میں نیکیاں لکھی جا رہی ہیں۔

اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

www.toobaaelibrary.com

دوسری صفت بیان فرمائی کہ وہ لوگ خسارے سے بچ جائیں گے جو نیک اعمال کرتے ہیں۔

تیسری صفت: حق کی وصیت

وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ (وہ لوگ خسارے سے بچ جائیں گے جو حق کی وصیت کرتے ہیں۔)

اسلام اجتماعیت کا علمبردار ہے

ایک دوسرے کو حق بات کی تلقین، حق بات کی ترغیب، حق بات کی دعوت، حق بات کی تبلیغ کرنا یہ تواصی بالحق ہے۔

یاد رکھیں کہ اسلام اجتماعیت کا علمبردار ہے انفرادیت کا نہیں، اسلام نے یہ نہیں سکھایا کہ:

معاشرے سے بھاگ جاؤ اور پہاڑوں کی غاروں میں جا کر اللہ اللہ کرتے رہو،

جنگلوں کے گوشوں میں جا کر اللہ اللہ کرتے رہو،

مسجد کے ایک کونے میں بیٹھ کر اللہ اللہ کرتے رہا کرو،

سارے معاشرے سے کٹ جاؤ،

سوسائٹی سے کٹ جاؤ، خاندان سے کٹ جاؤ،

اسلام نے یہ نہیں سکھایا اسلام نے اجتماعیت کی تعلیم دی ہے۔

آپ دیکھیں تو اسلام کی ہر عبادت اجتماعیت کی علمبردار!،

آپ نماز کو دیکھ لیں جماعت کے ساتھ نماز پڑھی جاتی ہے،

زکوٰۃ کو دیکھ لیں ایک دوسرے کے ساتھ ہمدردی کی جاتی ہے،

یہ اجتماعیت کی صورت ہے، حج کو دیکھ لیں یہ اجتماعیت کی صورت ہے پوری دنیا کے مسلمان جمع ہو رہے ہیں۔

جہاد کو دیکھ لیں ظالم کی سرکوبی کرو اور مظلوم کے کام آؤ اجتماعیت کی شان ہے،

اسلام اجتماعیت کا علمبردار ہے اور اجتماعیت بھی ایسے کہ جس میں ایک دوسرے سے ہمدردی ہو، ایک دوسرے سے محبت ہو۔

آج محبت ہے ہی نہیں۔ اللہ اکبر میں تو دیکھتا ہوں کہ کس کس چیز کے بارے میں کہوں کہ یہ چیز ہم سے اٹھ گئی ،کتنی چیزیں ہیں لیکن محبت تو ایسی چیز ہے معلوم ہوتا ہے کہ وہ تو اٹھ ہی گئی میں اغراض کی محبت کی بات نہیں کرتا میں ایمان کی محبت کی بات کرتا ہوں محبت اٹھ ہی گئی کہ ایک دوسرے سے خالص اللہ کے لیے ایمانی محبت ہو وہ معاشرے سے اٹھتی چلی جارہی ہے حالانکہ یہ کتنی بڑی نیکی ہے اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا کہ:

''جب قیامت کے دن کوئی سایہ نہیں ہوگا اللہ اپنے عرش کے نیچے جن کو سایہ دے گا ان میں سے دو وہ شخص بھی

www.toobaaelibrary.com

ہوں گے جو اللہ کی رضا کے لیے آپس میں محبت کرتے تھے“۔

صرف اللہ کی رضا کے لیے، اللہ کو یہ بہت پسند ہے جب اجتماعیت ہوگی، ایک دوسرے سے محبت ہوگی ایک دوسرے سے ہمدردی ہوگی سب سے بڑی بات یہ ہے کہ ہم ایک دوسرے کو جہنم کی آگ سے بچائیں گے مسلمان کو اللہ کی ناراضگی سے بچالیں گے۔

ہمارا حقیقی محسن کون ہے

ارے بھائی! میں راستے سے جارہا ہوں ایک صاحب بتادیتے ہیں خطرناک راستہ ہے، آگے چور ہیں، ڈاکو ہیں میں نے راستہ بدل لیا بچ گیا بعد میں واقعی پتہ چلا کہ اس راستے میں ڈاکو تھے، چور تھے تو میں زندگی بھر اس کو اپنا محسن سمجھوں گا لیکن اس نے تو ایک چور اور ڈاکو سے مجھے بچالیا اس کو تو اپنا محسن سمجھتا ہوں لیکن وہ شخص ہمارا کتنا محسن ہے جو ہمیں جہنم کے گڑھے میں گرنے سے بچالیتا ہے، جو دائمی عذاب سے بچالیتا ہے یہ چور ڈاکو کیا کرتا دو گولیاں چلا کر میری زندگی کا چراغ گل کر دیتا، میری زندگی کے جو پندرہ بیس سال باقی ہیں وہ ختم کر دیتا اور میں تو سکون میں چلا جاتا لیکن یہ ایمان کی دولت اگر چلی گئی اور ایمان کے ڈاکوؤں نے ہم پر لوٹ مار کا حملہ کر دیا تو ہم جہنم کے گڑھے میں ہمیشہ کے لیے گر گئے، اگر آپ محسن سمجھتے ہیں تو وہ حقیقی محسن ہے جو جہنم کے گڑھے سے ہم کو بچالیتا ہے تو پھر سن لیجیے کائنات کے سب سے بڑے محسن حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ہیں اور اللہ نے خود ذکر فرمایا:

وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا

ارے تم تو جہنم کے گڑھے کے کنارے پر کھڑے تھے بہت قریب تھا کہ تم اس گڑھے میں چھلانگ لگا لیتے لیکن اللہ نے محمد رسول اللہ ﷺ کے ذریعے سے تم کو اس گڑھے سے بچالیا۔

اللہ نے کتنا بڑا احسان کیا اور حضور اکرم ﷺ کتنے بڑے محسن ہیں اور آپ نے خود بھی فرمایا کہ:

”ہماری مثال اور تمہاری مثال ایسی ہے جیسے کہ کچھ پتنگے اور پروانے آگ میں چھلانگ لگاتے ہیں اور ایک شخص بار بار ان کو روکتا ہے فرمایا کہ تم آگ میں چھلانگیں لگاتے ہو اور میں تم کو پکڑ پکڑ کے روکتا ہوں“

ارے آگ میں چھلانگیں مت لگاؤ!

میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اسلام اجتماعیت کی تعلیم دیتا ہے اور اجتماعیت بھی ایسی جس میں ایک دوسرے سے محبت ہو اور سب سے بڑی محبت یہ ہے کہ ایک دوسرے کو اللہ کی ناراضگی کے کاموں سے بچایا جائے، آخرت کی زندگی کو تباہ ہونے سے بچایا جائے اور اس کے لیے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا سلسلہ رکھا گیا ہے نیکی کا حکم دو اور برائی

www.toobaaelibrary.com

سے روکو فرمایا گیا کہ:

اُمت محمدیہ کی امتیازی خصوصیت

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ (تم بہترین امت ہو جسے لوگوں کے لیے پیدا کیا گیا ہے) تم کیا کام کرتے ہو؟ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ تم نیکی کا حکم دیتے ہو برائی سے روکتے ہو وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ اور تم اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔

عجیب بات دیکھیں ایمان تو اصل اور بنیاد ہے لیکن اللہ نے ایمان کو بعد میں ذکر کیا اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو پہلے ذکر کیا۔

علماء فرماتے ہیں کہ اس کی وجہ یہ کہ ایمان کا دعوٰی تو یہودی بھی کرتے تھے، ایمان کا دعوٰی عیسائی بھی کرتے تھے اور یہاں اللہ نے امت کی خصوصیت کو، امتیازی پہلو کو بیان کرنا تھا اور اس امت کی خصوصیت اور امتیازی پہچان یہ ہے کہ یہ نیکی کا حکم کرتی ہے اور برائی سے روکتی ہے اللہ نے قرآن میں بیان فرمایا کہ یہودیوں پر اللہ کی لعنت آئی اور اللہ کا عذاب آیا۔

لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ بَنِيْ إِسْرَآئِيْلَ یہودیوں پر لعنت کی گئی۔ کیوں؟ اللہ نے فرمایا کہ كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ وہ ایک دوسرے کو برائی سے نہیں روکتے تھے اس لیے ان پر اللہ کا عذاب آیا اور حضور اکرم ﷺ نے فرمایا تم ایک دوسرے کو نیکی کا حکم دیتے رہو اور برائی سے روکتے رہو اگر تم نے یہ کام چھوڑ دیا نیکی کا حکم دینا، برائی سے روکنا چھوڑ دیا فرمایا کہ پھر تم دعائیں کروگے تمہاری دعائیں قبول نہیں ہوں گی اور اللہ نے قرآن میں بیان فرمایا:

وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَآصَّةً

(اللہ کے اس عذاب سے بچو جو عذاب صرف گنہگاروں تک محدود نہیں رہے گا بلکہ نیک لوگ بھی اس کی لپیٹ میں آجائیں گے۔)

علماء فرماتے ہیں کہ یہ کون سا عذاب ہے؟ کہتے ہیں کہ یہ عذاب اس وقت آئے گا جب نیک لوگ جو ذاتی طور پر تو نیک ہیں لیکن دوسروں کو نیکی کی بات سمجھانا اور برائی سے روکنا چھوڑ دیں گے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ ترک کر دیں گے تو پھر اللہ کا عذاب جب گنہگاروں پر آئے گا تو نیک لوگ بھی اس کی لپیٹ میں آکر رہیں گے۔

میرے بزرگو اور دوستو! آج ہمارے گھروں میں، ہماری نظروں کے سامنے گناہ ہو رہے ہیں۔ ہم دیکھ رہے ہیں گھروں میں گناہوں کی آگ جل رہی ہے بیٹا کیا کر رہا ہے، بیٹی کیا کر رہی ہے، بیوی کیا کر رہی، میں کیا کر رہا ہوں، میرے بھائی کیا کر رہے ہیں، میرے رشتے دار کیا کر رہے ہیں، میرے اڑوس پڑوس میں کیا ہو رہا ہے، لیکن ہمیں اس کی توفیق نہیں ہوتی کہ ہم نیکی کا حکم دے سکیں اور برائی سے روک سکیں۔

www.toobaaelibrary.com

ہم یہ سمجھتے ہیں کہ میں نمازی ہوں۔ میں صبح وشام تلاوت کرتا ہوں تسبیح پڑھتا ہوں، اللہ والے سے میرا تعلق ہے، ہر سال حج اور عمرہ کرتا ہوں لہٰذا جو کچھ ہوتا رہے میں کامیاب ہوں، نہیں مسلمان کی ذمہ داری صرف یہ نہیں کہ وہ اپنے آپ کو بچالے مسلمان کی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ دوسروں کو بچانے کی فکر کرے۔ بڑا پیارا شعر کسی نے کہا ہے۔

حق نے کر ڈالی ہیں دوہری خدمتیں تیرے سپرد
خود تڑپنا ہی نہیں اوروں کو تڑپانا بھی ہے

مسلمان کی شان یہ نہیں کہ خود تڑپے مسلمان کی شان یہ ہے کہ دوسروں کو بھی تڑپائے، ارے کیا ہو رہا ہے اللہ کی نافرمانیاں ہو رہی ہیں اللہ کے حکم ٹوٹ رہے ہیں، رسول اکرم ﷺ کی سنتیں چھوٹ رہی ہیں، یہ صرف مولوی کی ذمہ داری نہیں ہے یہ خیال دل سے نکال دیجئے۔ یہ صرف تبلیغی جماعت کی ذمہ داری نہیں ہے۔

یہ ہم میں سے ہر ایک کی ذمہ داری ہے، اپنی اپنی استعداد کے مطابق، اپنے اپنے دائرہ کار میں نیکی کا حکم دے اور برائی سے روکے آج لوگ سر پیٹتے ہیں فلاں فتنہ بڑھتا جا رہا ہے، فلاں غلط فرقہ بڑھتا چلا جا رہا ہے ارے تمہارے ایسے سر پیٹنے سے، برائیاں کرنے سے کیا ہوگا تم کیا کر رہے ہو۔ کیا تم حق کو پھیلانے کی کوشش کر رہے ہو۔

ابھی ہم نے پچھلے دنوں اخبار میں پڑھا گمراہ کن لوگ قرآن کی تفسیر بیان کرتے ہیں اخبار میں اس کے فوٹو بھی چھپے۔ رہبانیت کا معنی کیا گیا دہشت گردی اور جہاد کا انکار اور نہ معلوم کس کس بات کا انکار اور وہاں جو نمائش لگی ہوئی تھی ایک ایک اسٹال کا خرچہ، ایک دن کا چالیس ہزار، پچاس ہزار روپے جہاں پر وہ کیسٹیں تقسیم کر رہے ہیں۔ سی ڈیز تقسیم کر رہے ہیں، ہم نے واویلا کیا شور کیا سر پیٹا، کیا ہم کو یہ توفیق ہوئی کہ وہ باطل پھیلانے میں اتنی کوشش کر رہے ہیں ہم حق کو پھیلانے کی کوشش کریں، انھیں باطل پھیلانے کا جتنا جوش ہے ہمیں حق پھیلانے کا اتنا جوش نہیں ہے، باطل کو برا کہنے سے کچھ نہیں ہوگا جب تک حق کو پھیلانے کی کوشش نہیں کی جائے گی اندھیرے کو گالی دینے سے اندھیرے کا کچھ نہیں بگڑے گا جب تک کہ اندھیرے میں ایمان کے نور کا چراغ روشن نہ کیا جائے، حق کو پھیلانے کی کوشش نہ کرے ہمیں تو اللہ نے اس لیے پیدا کیا یہ امت اس لیے آئی تھی کہ ساری دنیا میں، ایمان کی دعوت پہنچا دیں اور ہم کتنے بدنصیب ہیں کہ اپنے محلے میں بھی ایمان کی دعوت کو نہ پہنچا سکے اپنے گھر میں بھی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہ کر سکے۔

یاد رکھیے یہ چار صفات اگر ہیں تو ہم کامیاب، ورنہ خسارے میں۔

وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ (وہ ایک دوسرے کو حق کی تلقین کرتے ہیں)

میرے بزرگو اور دوستو!:

اگر ہمارے اندر کوئی برائی پائی جائے اور ہمارا کوئی دوست، ہمارا کوئی ساتھی اس کی نشاندہی کر دے تو ہمیں اس پر ناک منہ نہیں چڑھانا چاہیے اس کو اپنا محسن سمجھنا چاہیے اور اپنے آپ کو اس عیب سے پاک کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

www.toobaaelibrary.com

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ دعا فرمایا کرتے تھے:

رَحِمَ اللّٰہُ مَنْ اَھْدٰی اِلَیَّ عُیُوْبِیْ

اے اللہ! اس شخص پر رحم فرما جو مجھے میرے عیب بتلاتا ہے۔

کیا اخلاص ہے اے اللہ! اس پر رحم فرما جو مجھے میرے عیب بتلاتا ہے اگر ایک عورت نے بھی کہہ دیا اے عمر! تمہاری یہ بات غلط ہے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تھوڑی دیر کے لیے سوچا واقعی پتہ چلا کہ غلط ہے تو کہا عمر! تو کتنا کمزور ہے کہ عورتوں کے پاس بھی تجھ سے زیادہ علم ہے اور اس کا شکریہ ادا کیا ہے اور اپنی کمزوری کا اعتراف کیا ہے۔ تو ہمیں اگر کوئی ہمارے عیوب کی نشاندہی کرے تو ہمیں ناراض نہیں ہونا چاہیے ہمیں اس کو اپنا محسن سمجھنا چاہیے۔

چوتھی صفت: صبر کی تلقین

وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ﴿۳﴾ (وہ ایک دوسرے کو صبر کی تلقین کرتے ہیں)

جب حق بات کہی جائے گی تو مشکلات بھی آسکتی ہیں، آزمائشوں کا سامنا بھی کرنا پڑ جاتا ہے، تکالیف بھی پیش آسکتی ہیں، کوئی نقصان بھی ہوسکتا ہے تو ایسے موقع پر وہ ایک دوسرے کو صبر کی تلقین کرتے ہیں یاد رکھیں! صبر بے بسی اور بزدلی کا نام نہیں ہے صبر تو حق پر جمے رہنے کا نام ہے، حق پر جمارہے اور حق کو غالب کرنے کی کوشش کرتا رہے۔ اللہ ہم سب کو اس کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

www.toobaaelibrary.com

سُوۡرَةُ الۡهُمَزَةِ مَكِّيَّة

موضوع

انسان کی تین کمزوریاں

www.toobaaelibrary.com

اٰیَاتُهَا ۹ (۱۰۴) سُوْرَةُ الْهُمَزَةِ مَكِّيَّةٌ (۳۲) رُکُوْعَاتُهَا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِۨ ۝۱ الَّذِيْ جَمَعَ مَالًا وَّعَدَّدَهٗ ۝۲ يَحْسَبُ اَنَّ مَالَهٗٓ اَخْلَدَهٗ ۝۳
كَلَّا لَيُنْۢبَذَنَّ فِي الْحُطَمَةِ ۝۴ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْحُطَمَةُ ۝۵ نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ ۝۶ الَّتِيْ
تَطَّلِعُ عَلَى الْاَفْـِٕدَةِ ۝۷ اِنَّهَا عَلَيْهِمْ مُّؤْصَدَةٌ ۝۸ فِيْ عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ ۝۹

ترجمہ:...... بڑی خرابی ہے اُس شخص کی جو پیٹھ پیچھے دوسروں پر عیب لگانے والا، (اور) منہ پر طعنے دینے کا عادی ہو۔(۱) جس نے مال اِکٹھا کیا ہو اور اُسے گنتا رہتا ہو۔(۲) وہ سمجھتا ہے کہ اُس کا مال اُسے ہمیشہ زندہ رکھے گا۔(۳) ہرگز نہیں! اُس کو تو ایسی جگہ میں پھینکا جائے گا جو چورا چورا کرنے والی ہے۔(۴) اور تمہیں کیا معلوم وہ چورا چورا کرنے والی چیز کیا ہے؟(۵) اللہ کی سُلگائی ہوئی آگ (۶) جو دِلوں تک جا چڑھے گی!(۷) یقین جانو وہ اُن پر بند کردی جائے گی۔(۸) جبکہ وہ (آگ کے) لمبے چوڑے ستونوں میں (گھرے ہوئے) ہوں گے۔(۹)

تین بڑے گُناہ اور ان کی سزا

سورۂ ھمزہ مکی سورت ہے جس میں نو آیات ہیں۔ اس سورت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے بعض انسانوں کی تین کمزوریاں، تین خرابیاں بیان فرمائی ہیں فرمایا کہ:

وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ

وَیْلٌ خرابی ہے، ہلاکت ہے، تباہی اور بربادی ہے، عذاب ہے۔ یہ سب ویل کے معنیٰ ہو سکتے ہیں۔ بعض مفسرین فرماتے ہیں وَیْلٌ یہ جہنم کے ایک طبقہ اور درجہ کا نام ہے۔ اور تعجب کی بات یہ ہے کہ ہمارے ہاں خاص طور پر دیہاتوں میں یہ میراثی اور بانڈھ جو ناچتے گاتے ہیں یا دوسرے تماشے دکھاتے ہیں تو لوگ ان کو پیسے دیتے ہیں، بلکہ بعض دیہاتی آپس میں مقابلہ کے طور پر ان کو پیسے دیتے ہیں دکھاوے کے طور پر اور سب کے سامنے اپنا نام اونچا رکھنے کے لئے یہ دس روپے دے گا تو وہ بیس روپے دے گا یہ تیس تو وہ سو، ایسے ہی ہزار روپے بھی دیتے ہیں۔ تو وہ میراثی پیسے لے کر ہاتھ اوپر ہلاتے ہیں کہتے ہیں فلاں کی ویل، اس کا نام لیتے ہیں اور کہتے ہیں فلاں کی ویل۔

www.toobaaelibrary.com

تو ہم بھی شروع سے یہ لفظ سنتے آرہے ہیں، شادی بیاہ کے موقع پر ہمارے ہاں دیہاتوں میں یہ عام طور پر آتے ہیں عجیب عجیب تماشے کرتے ہیں۔ پڑھا تو پتہ چلا کہ یہ ویل جہنم کی ایک وادی کا نام ہے، اور ویل کا معنی تباہی اور بربادی ہے اس بے وقوف کو دیکھئے یہ اس کو ناچنے گانے پر پیسے دے رہا ہے اور اس کی عقلمندی دیکھیں کہ وہ پیسے لے کر اس کو تباہی اور بربادی کی خوشخبری سنا رہا ہے تیرے لئے ویل ہے تباہی اور بربادی ہے۔

۱) پہلا گناہ، ھُمَزَة......(۲) دوسرا گناہ، لُمَزَة

"وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ" ھُمَزَة پیٹھ پیچھے عیب بیان کرنے والا، لُمَزَة سامنے طعنے دینے والا اور بعض حضرات نے معنی یہ کیا کہ ھُمَزَة کا معنی ہے دوسرے کو اشارہ سے چڑانے والا، اس کی برائی بیان کرنے والا، اس کو گالی دینے والا، کیونکہ اشاروں سے بھی گالی دی جاسکتی ہے، اشاروں سے بھی دوسروں کو چڑایا جاسکتا ہے، اشاروں کی بھی اپنی ایک زبان ہوتی ہے، ہر شب جمعہ کو ہم مدنی مسجد (تبلیغی مرکز) میں دیکھتے ہیں گونگوں کی جماعت آئی ہوئی ہے تو ان میں سے ایک گونگا ساتھی دوسرے گونگے ساتھیوں کو اشاروں سے تبلیغ کر رہا ہے، اللہ پاک نے کسی کو محروم نہیں رکھا، اللہ تعالیٰ نے گونگوں کے لئے بھی افہام وتفہیم کا، سمجھنے سمجھانے کا ذریعہ نکال دیا ہے، نابیناؤں کے لئے نکال دیا، بہروں کے لئے نکال دیا خوش قسمت ہیں۔ گونگے ہیں لیکن دعوت وتبلیغ کا کام کر رہے ہیں، ایک گونگے کو دین کی بات سمجھا رہے ہیں۔ ورنہ یہاں ایسے بھی ہو رہا ہے کہ گونگے اور بہروں کو (ان کے جہاں اسکول بنے ہوئے ہیں) کہیں مصوری سکھائی جا رہی ہے کہیں میوزک بجانا سکھایا جا رہا ہے، کہیں ناچ بھنگڑا سکھایا جاتا ہے، یہ ان کی (جو دعوت وتبلیغ میں لگے ہوئے ہیں) خوش نصیبی ہے۔

تو میں عرض کر رہا تھا کہ اشاروں سے بھی بات چیت کی جاسکتی ہے، اشاروں سے تعریف بھی کی جاسکتی ہے اور برائی بھی کی جاسکتی ہے بعض دیہاتوں میں ایسے کرتے ہیں یعنی ہاتھ دکھانا اس کو کہتے ہیں بُجّہ دینا اور یہ بہت بڑی گالی ہوتی ہے۔ اس پر بڑی بڑی لڑائیاں ہو جاتی ہیں۔

بُجّہ دینے کا ایک واقعہ حضرت اقدس مفتی رشید احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ایک وعظ میں بیان فرمایا کہ" ہمارے ایک استاد صاحب نے نصیحت کی کہ تم مولوی ہو مولوی ہی رہنا خواہ مخواہ لوگوں کو نسخے نہ بتانا، اس لئے کہ اگر نسخے نے غلط اثر دکھایا تو یہ لوگ تمہاری جان کے درپے ہو جائیں گے، ہمارے استاد کہنے لگے کہ میں کچھ حکمت جانتا ہوں اس لئے تمہیں مجبوری کے وقت کوئی نسخہ بتا دیتا ہوں۔ اتفاق سے بیماری کے وقت ایک شخص کو نسخہ بتایا، موت تو اس کی آئی ہوئی تھی، بغیر دوائی کھائے بھی اس نے مرنا تھا لیکن میری دوائی کھا کر مر گیا۔ جب مر گیا تو جنازہ بھی میں نے پڑھایا۔ جب جنازہ پڑھ کر آرہے تھے تو راستے میں عورتیں گھروں سے نکل نکل کر مجھے بُجّے دے رہی تھیں کہ تو نے نسخہ دیا تھا یہ اسی کا اثر ہوا ہے کہ وہ مر گیا ہے تو اشاروں سے بھی گالیاں دی جاسکتی ہیں، اشاروں سے تعریف بھی

www.toobaaelibrary.com

کی جاسکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''وَیۡلٌ لِّکُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِ'' خرابی اور تباہی اور بربادی ہے پیٹھ پیچھے، عیب نکالنے والے کے لئے یا یوں کہیں اشاروں سے عیب نکالنے والے کے لئے ''لُمَزَة'' سامنے طعنے دینے والے کے لئے یا دوسرا معنی عیب جو کے لئے، عیب تلاش کرنے والے کے لئے۔ ان کے لئے یہ خرابی ہے، پہلے بھی عرض کر چکا ہوں، جو دوسروں کے عیب تلاش کرتا ہے اس کی بڑی وجہ یہ ہوتی ہے کہ اس کی اپنے عیبوں پر نظر نہیں ہوتی، بہت سے لوگوں کو دیکھا ہے کہ خود کئی بیماریوں میں مبتلا ہوتے ہیں لیکن دوسروں کی بیماری کا مذاق اڑا رہا ہے، ارے! اپنے آپ کو تو دیکھو، اپنے گھر کو تو دیکھو، کہتے ہیں کہ جو ایک انگلی دوسرے کی طرف اٹھاتا ہے تو تین انگلیاں اس کی طرف اُٹھتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ایسا نظام بنایا ہے کہ دوسروں کو دیکھنے سے پہلے تین گنا زیادہ اپنے آپ کو دیکھو، میں کیسا ہوں، اسی طرح جو دوسرے کو طعنے دیتا ہے، دوسرے کا مذاق اڑاتا ہے، دوسرے کو برا بھلا کہتا ہے، تو اس کی بڑی وجہ اپنی بڑائی اور تکبر ہوتا ہے۔

تکبر گناہوں کی جڑ ہے

سو خرابیوں کی ایک خرابی تکبر ہے اور سو اچھائیوں بلکہ ہزار اچھائیوں کی ایک اچھائی تواضع اور عاجزی وانکساری، اپنے آپ کو چھوٹا سمجھنا، اپنے آپ کو حقیر سمجھنا، اپنے آپ کو گنہگار سمجھنا ہے۔ اور جو تواضع اختیار کرتا ہے۔ اللہ پاک ایسے بندے سے بڑی محبت کرتے ہیں، تکبر سے اللہ پاک سخت نفرت کرتے ہیں اور بھائی تواضع صرف زبانی جمع خرچ کا نام نہیں ہے کہ میں اپنے آپ کو لوگوں کے سامنے کہہ دوں میں بڑا گنہگار ہوں، جاہل ہوں اور دل میں اپنے آپ کو بڑا سمجھتا رہوں تو یہ ڈرامے بازی ہے، لوگوں کو بیوقوف بنانا ہے۔

تواضع یہ ہے کہ دل میں اپنے آپ کو چھوٹا سمجھے، حقیر سمجھے، غریب سمجھے، گنہگار سمجھے اور اس کا امتحان تب ہوگا، جب کوئی واقعی اس کی عزت وناموس پر حملہ کرے، اس کو مشتعل کرے، اس کو غصہ دلانے والی بات کرے اور پھر یہ اپنے آپ کو چھوٹا بنا کے دکھائے، اپنے جذبات کو دبالے تو پھر واقعی سمجھیں گے کہ اس کے اندر تواضع ہے ویسے تو بڑی باتیں کرتا تھا لیکن جب ایسا موقع آیا تو بڑا مشتعل ہو گیا مجھے جانتے نہیں ہو میں کون ہوں؟ معلوم ہوا کہ تواضع نہیں ہے یہ ایسے ہی لوگوں کو بیوقوف بنا رہا ہے تو حقیقی تواضع نصیب ہو جائے تو بہت بڑی چیز ہے۔ وَیۡلٌ لِّکُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِ۔ عیب نکالنے والے کے لیے، طعنے دینے والے کے لیے اشارے کرنے والے کے لیے خرابی ہے۔

دین کا مذاق اُڑانا کفر ہے

اور یہاں یہ بھی عرض کر دوں کہ جیسے آج کل دوسرے کا مذاق اڑانا، اس کی شکل کا مذاق، اس کی غربت کا مذاق، اس کے لباس کا مذاق، اس کی جسمانی حیثیت کا مذاق، اس کے خاندان کا مذاق، اس کے ماں باپ کا مذاق، یہ ایک

www.toobaaelibrary.com

فن بن گیا ہے ایسے فنکار ہیں جو مذاق نگار ہیں وہ کسی کی بھی عزت کو اچھال دیتے ہیں، کسی کی پگڑی کو اچھال دیتے ہیں اور ڈراموں نے تو آخری حدوں کو چھو دیا وہاں ہر بات کا مذاق اڑایا جا رہا ہے۔

بعض اوقات دین کا مذاق اڑایا جاتا ہے، بعض اوقات حضور ﷺ کی سنتوں کا مذاق اڑایا جاتا ہے اور ان ڈراموں کو دیکھ کر نوجوان نسل میں بھی وہی اثرات آتے ہیں گویا کہ مذاق ہی مذاق کچھ بھی کہہ دو تو یہ جائز ہے۔ یہ عرض کروں کہ یہ فن آج کا فن نہیں ہے یہ بہت پرانا فن ہے مکے میں بھی اس کے فنکار موجود تھے، مذاق اڑانے والے ،دین کا مذاق اڑانے والے، اذان کا مذاق اڑانے والے، نماز کا مذاق اڑانے والے انبیاء کی تاریخ پڑھ لیں۔

حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم کیا کہتی ہے۔ يٰشُعَيْبُ اَصَلٰوتُكَ تَاْمُرُكَ اَنْ نَّتْرُكَ مَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَآ ۔ کیا تمہاری نماز کہتی ہے کہ ہم اپنے باپ دادا کے بتوں کی عبادت کو چھوڑ دیں، نماز کا مذاق اڑا رہے ہیں اِنَّكَ لَاَنْتَ الْحَلِيْمُ الرَّشِيْدُ ارے تم تو بڑے سمجھدار تھے مذاق اڑا رہے ہیں۔

لیکن میرے محترم بزرگو اور دوستو! اگر دین کا یا سنت کا مذاق اڑایا جائے تو یہ مذاق اڑانا انسان کو کفر تک پہنچا دیتا ہے، ٹھیک ہے میں گنہگار ہوں اور دوسرے کو اللہ پاک نے ایک کام کی توفیق دی ہوئی ہے اس کا مذاق اڑاتا ہوں۔ خود تو محروم ہوں چاہتا ہوں کہ اس کا دل بھی چھوٹا ہو جائے اور وہ بھی تنگ آ کر دین کے اس عمل سے ہٹ جائے تو یہ گناہ پر گناہ ہے خود بھی ڈوبا ہوا ہوں اور دوسرے کو بھی ڈبونا چاہتا ہوں۔ اور یہ مسلمان کا شیوہ نہیں ہے۔

یہ تو اصل میں یہود و نصاریٰ کا شیوہ ہے، وہ مذاق اڑاتے تھے، یہ منافقین کا شیوہ تھا ایک مسلمان آتا صاحب ثروت، مال والا خوب اللہ کے راستے میں خرچ کرتا اس کا مذاق اڑاتے ارے دکھاوا چاہتا ہے نام چاہتا ہے دوسرا مسلمان غریب ہوتا، فقیر ہوتا وہ تھوڑا سا لاتا، رات بھر مزدوری کی تھوڑی سے کھجوریں ملیں وہ لا کر حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیں ارے اللہ کو اس کی کیا ضرورت ہے یہ اتنی سی کھجوریں لے آیا ہے۔

اللہ نے قرآن میں اس کا ذکر فرمایا: اَلَّذِيْنَ يَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي الصَّدَقٰتِ وَالَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ اِلَّا جُهْدَهُمْ فَيَسْخَرُوْنَ مِنْهُمْ ان کا مذاق اڑاتے ہیں سَخِرَ اللّٰهُ مِنْهُمْ اللہ ان کا مذاق اڑاتا ہے۔ مجھ پر ایمان رکھنے والوں کا مذاق اڑالو، میرے دین کے لیے قربانی دینے والوں کا مذاق اڑالو، میں تمہارا مذاق اڑاؤں گا، قیامت کے دن مذاق اڑاؤں گا اور میرا مذاق تمہارے مذاق کی طرح ایسا نہیں ہوگا میرے مذاق کو تم برداشت نہیں کر سکو گے۔

اللہ کے مذاق کا مطلب

اللہ کے مذاق کا مطلب یہ ہے کہ اللہ اس مذاق کی سزا دے گا، اللہ اس مذاق کا بدلہ دے گا قرآن کو سمجھنے کے لیے یہ لفظ یاد رکھیں اس کو عربی اصطلاح میں کہتے ہیں مشاکلہ یعنی بعض اوقات جو ایک فعل کی جزاء و سزا ہوتی ہے

www.toobaaelibrary.com

اس پر بھی اسی فعل کا اطلاق کر دیا جاتا ہے۔ مثلاً کہا وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ اللّٰهُ انہوں نے بھی مکر کیا اللہ نے بھی مکر کیا مقصد تو یہ ہے کہ اللہ ان کے مکر کی سزا دے گا ان کے مکر کا توڑ کرے گا لیکن اللہ نے سزا پر بھی مکر کا اطلاق کر دیا وَجَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ برائی کا بدلہ برائی ہے حالانکہ دیکھیے برائی کا بدلہ برائی نہیں ہے بلکہ برائی کا بدلہ تو عدل ہے، انصاف ہے۔ مجھ پر ایک شخص نے زیادتی کی ہے اسلام اس کی اجازت دیتا ہے کہ اگر اس نے ایک تھپڑ لگایا ہے تو تم بھی ایک تھپڑ لگا لو برائی کا بدلہ، زیادتی کا بدلہ لیا جاسکتا ہے تو قرآن نے کیا کہا۔ وَجَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ۔ برائی کی سزا برائی ہے تو یہ مشاکلت کے طور پر کہا اس کو عربی اصطلاح میں مشاکلہ کہتے ہیں۔ فرمایا کہ یہ میرے بندوں کا مذاق اڑاتے ہیں، میں ان کا مذاق اڑاؤں گا ان کے مذاق کی انہیں سزا دوں گا۔

اور سورۂ حجرات میں اللہ فرماتے ہیں دیکھو! نہ مرد دوسرے مردوں کا مذاق اڑائیں نہ عورتیں دوسری عورتوں کا مذاق اڑائیں ہوسکتا ہے کہ تم جن کا مذاق اڑا رہے ہو وہ تمہاری نظر میں تو حقیر ہوں لیکن اللہ کی نظر میں وہ معزز ہوں اور تم سے بہتر ہوں اس لیے کہ معزز اور بہتر ہونے کا فیصلہ تو آج دنیا میں نہیں ہوسکتا یہ فیصلہ تو قیامت کے دن ہوگا وگرنہ فرعون کو بہت سے لوگ موسیٰ سے بہتر سمجھتے تھے ہارون علیہ السلام کے مقابلے میں قارون کو بہتر سمجھتے تھے اور بہت سے بے وقوف وہ ابوجہل کو ہمارے آقا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے بہتر سمجھتے تھے آج بھی ایسے لوگ ہیں جو حماقت کا شکار ہیں لیکن یہ فیصلہ فرمایا گیا کہ مذاق نہ اڑاؤ یہ مسلمان کی شان نہیں ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں لَيْسَ الْمُؤْمِنُ بِالطَّعَّانِ وَلَا بِاللَّعَّانِ نہ مسلمان طعنہ دینے والا ہوتا ہے اور نہ ہی مسلمان لعنت کرنے والا ہوتا ہے، طعنہ دینا، مذاق اڑانا، عیب لگانا یہ مسلمان کی شان نہیں ہے۔

وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ۔ خرابی ہے عیب لگانے والے کے لیے، طعنہ دینے والے کے لیے۔

تیسرا گناہ مال کی حرص

الَّذِيْ جَمَعَ مَالًا وَّعَدَّدَهٗ ﴿۲﴾ (جس نے مال جمع کر رکھا ہے اور اس کو گنتا رہتا ہے)

یوں کہنا چاہیے، کہ طعنے دینے، عیب لگانے اور مذاق اڑانے کا سبب بیان کیا، بات یہ ہے کہ اس کے پاس پیسہ ہے، پیٹ بھرا ہوا ہے، دولت کا نشہ ہے، مال کا غرور ہے جس کی وجہ سے یہ دوسروں کو حقیر سمجھتا ہے، ان کے عیب نکالتا ہے اور مذاق اڑاتا ہے اور مال کی محبت میں مبتلا ہے، مال کو گننے میں لگا رہتا ہے، ہر وقت مال کی فکر، کیسے دو کو چار کروں اللہ اکبر دو کو چار نہیں بلکہ ایک کو دس کروں۔ کسی نے کہا ہے ۔

بڑے میاں کو یہی فکر کہ کیسے ایک کو دس کیجیے ☆ آئے عزرائیل اور کہا کہ حضرت! اب بس کیجیے
ہاں اب بس کیجیے، مہلت ختم ہوگئی اب چلیے یہ تو اسی منصوبے، اور پروگراموں میں لگا ہوا ہے رات دن اسی کی

www.toobaaelibrary.com

فکر میں ہے میں پہلے بھی عرض کرتا رہا ہوں اور اب بھی عرض کرتا ہوں کیونکہ میں اس چیز کا حامی ہوں اور یہ نہیں کہ میری کوئی جدید فکر ہے نہیں بلکہ الحمد للہ قرآن وحدیث میں مال کمانا اور اس کے لیے محنت کرنا یہ کوئی بری بات نہیں اس کی ترغیب دی گئی ہے کہ رزق حلال کماؤ تا کہ تم کسی کے سامنے ہاتھ پھیلانے والے نہ بنو۔

مال مؤمن کا ہتھیار ہے

آپ کی معلومات کے لیے عرض کروں کہ اللہ نے قرآن کریم میں مال کو خیر کہا ہے خیر کا معنی بھلائی ہوتا ہے خیر کا معنی نیکی ہوتا ہے۔ آج ہم نے خیر کے معنی کو بھیک کے معنی میں لے لیا خیر مانگنے والا آیا ہے، ہمارے ہاں (پنجاب میں) لوگ کہتے ہیں خیر مانگنے والا آیا ہے بھیک مانگنے والا، تو خیر بھیک کے معنی میں نہیں خیر تو عربی زبان میں بھلائی کے معنی میں، نیکی اور اچھائی کے معنی میں ہے۔

اور حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قرآن کریم میں جہاں بھی خیر کا لفظ آیا ہے اس کا معنی مال ہے، اور اللہ تعالیٰ نے سورہ جمعہ میں مال کو اپنا فضل قرار دیا ہے۔ فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ نماز ختم ہو جائے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو یہ حلال مال کماؤ، تجارت کرو، دوکان کھولو، محنت کرو، فیکٹری بناؤ، مصنوعات ایجاد کرو خود بھی نفع اٹھاؤ اور خلق خدا کو بھی نفع پہنچاؤ یہ تجارت کرنا اور رزق حلال کمانا یہ کوئی عیب کی بات نہیں ہے اگر نیت صحیح ہو تو فضیلت کی بات ہے رزق حلال کو اللہ نے اپنا فضل قرار دیا ہے۔

بعض سلف کا قول ہے، عجیب قول ہے۔ اَلْمَالُ سِلَاحُ الْمُؤْمِنِ مال مؤمن کا ہتھیار ہے، مال ایک مومن کے پاس ہوگا تو اس مال سے اللہ کا گھر بنائے گا، اس مال سے قرآن کی اشاعت کرے گا، اس مال سے غریبوں، بیواؤں، یتیموں، مسکینوں کی آنکھوں سے آنسو پونچھے گا، دکھی دلوں کی دعائیں لے گا، اللہ کے دین کی سربلندی کرے گا، مجاہدین کے ساتھ تعاون کرے گا، طالبین علم کے ساتھ تعاون کرے گا، اور اگر یہ مال کافر کے ہاتھ میں ہوگا، یہودی کے ہاتھ میں ہوگا، عیسائی کے ہاتھ میں ہوگا تو وہ پھر وہی کرے گا جو آج کر رہا ہے۔ مال کے سرچشموں پر وہ قابض، جدید ہتھیار ان کے پاس، جدید ٹیکنالوجی ان کے قبضے میں، سائنس ان کے قبضے میں۔

ہم محض نقال ہیں جو کبھی امام ہوا کرتے تھے آج مقتدی، جو خود کفیل ہوا کرتے تھے آج وہ دوسروں کے دست نگر اور محتاج آج کفار مال سے کام لے رہے ہیں کفر کی اشاعت کا، اسلام کی اشاعت کا راستہ بند کرنے کا، بے حیائی پھیلانے کا، فحاشی پھیلانے کا، نئی نسل کو تباہ کرنے کا کام لے رہے ہیں۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کا عجیب قول

حضرت سفیان رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے بزرگ ہیں لیکن تاجر بھی تھے بہت بڑی تجارت کرتے تھے کسی نے طعنہ دیا

www.toobaaelibrary.com

کہ اس تجارت نے تم کو دنیا کے بہت قریب کر دیا ہے، آپ دنیا دار بن گئے، تجارت نے آپ کو دنیا کے قریب کر دیا تو جواب میں فرمایا کہ لَئِنْ دَانَتْنِی مِنَ الدُّنْیَا لَقَدْ صَانَتْنِی عَنْهَا اگر اس تجارت نے مجھے دنیا کے قریب کیا ہے تو اسی تجارت نے مجھے دنیا سے بچایا بھی ہے، اگر میں تاجر نہ ہوتا میری جیب میں کچھ نہ ہوتا تو میں دنیا داروں کے پیچھے پھرتا اور ان سے لالچ رکھتا، ان سے توقعات رکھتا، ان کے سامنے ہاتھ پھیلاتا، ان سے امیدیں باندھتا تو اس تجارت نے مجھے دنیا سے بچایا بھی ہے، دنیا سے میری حفاظت بھی کی ہے۔

اسلاف کا مال کے متعلق عجیب قول

اور بعض اسلاف کہا کرتے تھے اِتَّجِرُوْا وَاکْتَسِبُوْا ارے تجارت کرو اور رزق حلال کماؤ اس لیے کہ تم ایسے زمانے میں ہو اگر تم فقیر ہو گئے یا محتاج ہو گئے تو سب سے پہلی چیز جس کو بیچ کر کھاؤ گے وہ اپنا ایمان اور دین ہے، پیٹ کی خاطر جھوٹ بولو گے، پیٹ کی خاطر بے ایمان بن جاؤ گے، پیٹ کی خاطر حرام لینے پر مجبور ہو جاؤ گے، اس لیے تم رزق حلال کماؤ اور تجارت کرو یہ چیز تمہیں بے دین بننے سے روکے رکھے گی، دینداری کی حفاظت ہو گی، عرض کر رہا تھا مطلقاً حلال مال کمانا کوئی بری بات نہیں ہے اور جس کے دل میں دین کی خدمت کا جذبہ ہو تو اس کے لیے یہی دوکان یہی تجارت، یہی فیکٹری، یہی مال جنت میں جانے کا ذریعہ بن جاتا ہے۔

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ جن کی فقہ پوری دنیا میں پڑھی اور پڑھائی جاتی ہے، پوری دنیا میں سب سے زیادہ اس پر عمل کیا جاتا ہے اپنے وقت کے بہت بڑے تاجر تھے کتنے ہی علماء اور فقہاء جن کی کفالت اور ان کے اخراجات امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ذمے لے رکھے تھے۔

اور جن احادیث میں مال کی مذمت بیان کی گئی تو اس سے مراد وہ مال ہے جو انسان کو اللہ سے، اور اللہ کے دین سے اور آخرت سے غافل اور دور کر دے فرمایا: وَیْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِ ۙ﴿۱﴾ الَّذِیْ جَمَعَ مَالًا وَّعَدَّدَهٗ ۙ﴿۲﴾ وہ مال کو جمع کرتا ہے اور اس کو گنتا رہتا ہے اس کے منصوبے بناتا رہتا ہے۔

مالدار کی خام خیالی

یَحْسَبُ اَنَّ مَالَهٗۤ اَخْلَدَهٗ ﴿۳﴾ (وہ یہ سمجھتا ہے کہ اس کا مال اس کو دنیا میں ہمیشہ رکھے گا)۔

انسان کے خیالات کا علم اس کی زبان سے نہیں ہوتا بلکہ انسان کے خیالات کا علم اس کے رویے، اس کے کردار اور اس کے عمل سے ہوتا ہے۔ یہ تو ہم میں سے ہر ایک کہتا ہے ارے دنیا فانی ہے، دنیا میں تھوڑا اسا رہنا ہے، یہ دنیا فانی ہے ہر ایک کہتا ہے یہ تو عمل، کردار اور رویے سے پتہ چلتا ہے کہ ہم میں سے کتنے ہیں جو دنیا کو واقعی فانی سمجھتے ہیں

www.toobaaelibrary.com

کتنے ہیں جو زبان سے تو دنیا کو فانی کہتے ہیں لیکن ان کا عمل یہ بتاتا ہے کہ وہ دنیا کو ہمیشہ رہنے کی جگہ سمجھتا ہے وہ اسی دنیا کے لیے زندہ ہے اور اسی کے لیے مرتا ہے۔

يَحْسَبُ أَنَّ مَالَهُ أَخْلَدَهُ (وہ گمان کرتا ہے کہ اس کا مال اس کو دنیا میں ہمیشہ رکھے گا۔) لمبے لمبے منصوبے اور پروگرام بنائے بیٹھا ہے ایسے منصوبے اور پروگرام کہ حضرت نوح علیہ السلام جیسی ساڑھے نو سو سال کی زندگی اگر اس کو مل جائے تو وہ منصوبے اور پروگرام پورے نہیں ہو سکتے ایسے پروگرام بنا کے بیٹھ گیا، محلات بنا رہا ہے گویا اس کو ہمیشہ رہنا ہے۔ اللہ نے قرآن میں بیان فرمایا:

أَتَبْنُونَ بِكُلِّ رِيعٍ آيَةً تَعْبَثُونَ ﴿۱۲۸﴾ وَتَتَّخِذُونَ مَصَانِعَ لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُونَ ﴿۱۲۹﴾

ہر جگہ پر محل بنا لیتے ہیں اور ایسے معلوم ہوتا ہے کہ تم نے دنیا میں ہمیشہ رہنا ہے۔

اس کا یہ مطلب نہیں کہ انسان اپنی ضرورت کے لیے، سر چھپانے کے لیے، اپنے بچوں کے لیے مکان نہ بنائے اس سے منع نہیں کیا گیا لیکن فضول عمارات بناتے چلے جانا، مکانات اور بنگلے بناتے چلے جانا اس سے منع کیا گیا ہے جیسے آج کل کے اصحاب اقتدار اور اصحابِ دولت مسلمان اس بیماری میں مبتلا ہو چکے ہیں برطانیہ میں بھی ایک محل ہے فرانس میں بھی ایک مکان ہے اور جناب امریکہ میں بھی ایک بنگلہ ہے، پاکستان میں بھی ایک سیر گاہ بنا رکھی ہے فلاں اور فلاں ملک میں بھی ہے، جہاں بعض اوقات سالوں سال جانا نصیب نہیں ہوتا۔ ہر جگہ کوئی نہ کوئی محل، کوئی نہ کوئی بنگلہ بنا رکھا ہے پیسہ اس میں لگا رہا ہے وہ پیسہ جو امت مسلمہ کی بہبود میں لگنا چاہیے تھا۔ تو فرمایا کہ یوں معلوم ہوتا ہے کہ جیسے تم کو ہمیشہ یہاں رہنا ہے اور یہ سمجھتے ہو کہ پیسہ تمہیں دنیا میں ہمیشہ رکھے گا۔

مال کے متعلق حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فرمان

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے بڑی پیاری بات فرمائی ”مال انسان کو دنیا میں ہمیشہ نہیں رکھتا بلکہ اس کا علم اور عمل اس کو دنیا میں ہمیشہ رکھتا ہے“ فرمایا:

مَاتَ خُزَّانُ الْمَالِ وَهُمْ أَحْيَاءٌ وَالْعُلَمَاءُ بَاقُونَ مَا بَقِيَ الدَّهْرُ

فرماتے ہیں کہ پیسہ جمع کرنے والے مر گئے حالانکہ وہ زندہ ہیں لیکن ان کا کوئی نام نہیں لیکن جو اہل علم ہیں وہ زمانہ گزرنے کے باوجود باقی ہیں اور ان کا نام باقی ہے کسی کو کوئی علم سکھا گیا، کوئی کتاب لکھ گیا، کوئی علمی کارنامہ سرانجام دے گیا، کوئی پڑھنے پڑھانے والے شاگرد تیار کر گیا، کوئی ایسا عمل کر گیا، صدقہ جاریہ کر گیا جس کی وجہ سے اس کا نام ہمیشہ زندہ ہے اور اہلِ دنیا کی زبانوں پر زندہ نہ بھی ہو تو کوئی بات نہیں اصل تو یہ ہے کہ اللہ کے ہاں نام زندہ رہے، تو اللہ کے ہاں اس کا نام زندہ ہے جس نے علم و عمل کے ذریعہ سے دین کی خدمت کی ہے۔

www.toobaaelibrary.com

سرمایہ دار کا حشر

كَلَّا لَيُنْۢبَذَنَّ فِي الْحُطَمَةِ ۝٤ (اس کو پھینک دیا جائے گا، چورا چورا ٹکڑے ٹکڑے کر دینے والی آگ میں)

یہ دوسروں کو روندتا تھا، دوسروں کو ذلیل سمجھتا تھا اور ذلیل سمجھ کر ان کا مذاق اڑایا کرتا تھا۔ آج اس کو جہنم میں روندا جائے گا اور جہنم میں اس کو ذلیل کیا جائے گا كَلَّا لَيُنْۢبَذَنَّ فِي الْحُطَمَةِ وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْحُطَمَةُ اور تمہیں کیا خبر کہ وہ چورا چورا کر دینے والی، وہ ٹکڑے ٹکڑے کر دینے والی چیز کیا ہے؟ یہ بھی قرآن کا ایک انداز ہے۔ بعض اوقات متوجہ کر کے ایک بات کو بیان کیا جاتا ہے تاکہ اس کی حقیقت اچھے طریقے سے دل میں بیٹھ جائے آپ نے دیکھا کہ سورۂ قدر میں بیان فرمایا: إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ. وَمَا أَدْرَاكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ اور تمہیں کیا خبر کہ وہ لیلۃ القدر کیا ہے؟ اسی طریقے سے الْقَارِعَةُ. مَا الْقَارِعَةُ. وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْقَارِعَةُ تو یوں متوجہ کر کے ایک بات کو بیان کیا جاتا ہے یہاں پر بھی متوجہ کیا گیا۔

وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْحُطَمَةُ ۝٥ (ارے تمہیں کیا خبر کہ وہ چورا چورا کر دینے والی چیز کیا ہے؟) آگے خود جواب دیا

نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ ۝٦ (وہ اللہ کی جلائی ہوئی آگ ہے)

اللہ کی آگ نار اللہ جیسے بیت اللہ بیت کی نسبت اللہ کی طرف ہے نَارُ اللّٰهِ اللہ کی آگ یہ نسبت اور اضافت بعض اوقات تعظیم کے لیے ہوتی ہے۔ ایک بات کو بڑا کر کے بیان کرنے کے لیے جیسے بیت اللہ اللہ کا گھر تو وہاں اللہ رہتا تو نہیں ہے لیکن اس گھر کی نسبت اللہ کی طرف تعظیم کے لیے ہے، نار اللہ اللہ کی آگ، ارے بہت بڑی آگ، یہ نہیں کہا لکڑی کی آگ، پتھروں کی آگ، اللہ کی آگ۔ بہت بڑی آگ نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ اللہ کی جلائی ہوئی آگ، ایسی آگ جس کی حقیقت کا ادراک انسان کی عقل نہیں کر سکتی ہے۔

آگ کا اثر دل پر

الَّتِي تَطَّلِعُ عَلَى الْأَفْئِدَةِ ۝٧ (جو جا پہنچے گی دلوں تک)

ساری بیماریاں بھی تو دل کے اندر ہیں، ساری بیماریوں کی جڑ بھی تو یہی ہے ان کے دلوں میں مال کی محبت کے علاوہ کوئی محبت نہیں تھی، نہ اللہ کی محبت، نہ رسول کی محبت، نہ قرآن کی محبت، نہ دین کی محبت، نہ دین کے خادموں کی محبت، کوئی محبت نہیں تھی، اس لیے یہ آگ دلوں تک چڑھے گی وہ دل جس میں صرف مال کی محبت تھی۔ معلوم ہوا کہ اگر اس دل میں اللہ کی محبت ہوگی، اللہ کے رسول کی محبت ہوگی اور جس جگہ اللہ کی محبت ہوگی، اللہ کے رسول ﷺ کی

www.toobaaelibrary.com

محبت ہوگی ان شاء اللہ وہاں تک عذاب کی آگ نہیں پہنچ سکے گی لیکن اس کا دل تو ایسا بن گیا تھا کہ وہاں سے بالکل اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت جاتی رہی خالص دنیا کی محبت آ گئی تو وہ آگ دل تک پہنچ جائے گی جو دنیا کی محبت میں ڈوبا ہوا ہے۔

سورۂ فجر میں فرمایا: وَتَأْكُلُوْنَ التُّرَاثَ اَكْلًا لَّمًّا ﴿۱۹﴾ وَّتُحِبُّوْنَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا ﴿۲۰﴾ اور تم مال کھا جاتے ہو سمیٹ سمیٹ کر اور تم مال سے بہت زیادہ محبت کرتے ہو۔ وہ آگ دلوں پر چھا جائے گی دلوں تک جا پہنچے گی۔

اِنَّهَا عَلَيْهِمْ مُّؤْصَدَةٌ ﴿۸﴾ فِيْ عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ ﴿۹﴾ (وہ آگ ان پر لمبے لمبے ستونوں میں بند کردی جائے گی) اس آگ سے نکلنا چاہیں گے لیکن نکل نہیں سکیں گے۔

كُلَّمَآ اَرَادُوْٓا اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا مِنْ غَمٍّ اُعِيْدُوْا فِيْهَا سورۂ حج میں فرمایا: جب اس آگ سے نکلنا چاہیں گے گھٹن کی وجہ سے، گرمی کی وجہ سے، دوبارہ اسی میں لوٹا دیئے جائیں گے، آگ ان پر بند کردی جائے گی ایسے جیسے آگ کا خیمہ ہے، اوپر آگ، نیچے آگ، دائیں آگ، بائیں آگ، اللہ ہماری حفاظت فرمائے۔ (آمین) لمبے لمبے ستونوں میں، فرمایا کہ وہ آگ دلوں پر چھا جائے گی۔

حقیقی سکون کا راز

میرے بزرگو اور دوستو!

مال کی محبت میں جو ڈوبے ہوئے لوگ ہیں اور مال ہی کو جو سب کچھ سمجھنے والے لوگ ہیں اپنی زندگی کا مقصد، اپنا قبلہ، اپنا کعبہ، اپنی دنیا، اپنی آخرت مال کو سمجھنے والے ان پر آخرت میں یہ آگ آئے گی اور دلوں پر چھا جائے گی دنیا میں بھی دیکھا جائے تو وہ آگ جل اٹھتی ہے جو لوگ خالص دنیا کی محبت میں ڈوب جاتے ہیں۔ اور جن کے دل میں دنیا کی محبت کے علاوہ اللہ اور اس کے رسول کی محبت باقی نہیں رہتی ان کے دلوں میں بھی آگ جلنے لگتی ہے اور پھر ان کو کسی بھی چیز سے سکون نہیں ملتا۔

آج کتنے ہی لوگ ہیں جن کو ایسی آسائشیں، ایسی ایسی سہولتیں اور راحت کے ایسے اسباب میسر ہیں جن کا تصور ہمارے باپ دادا اور ان کے باپ دادا نہیں کر سکتے تھے۔ رہنے کے لیے بہترین مکان، کھانے کے لیے بہترین غذائیں، سواری کے لیے بہترین گاڑیاں، علاج کے لیے مہنگے سے مہنگے ڈاکٹر اور ہسپتال، پھر دل بہلانے کے لیے کیا میوزک، کیا موسیقی، کیا ناچ گانے، کیا کلب، کیا فلمیں، کیا ڈرامے نہ معلوم کیا کچھ خرافات لیکن اس کے باوجود ان کے دلوں کو سکون میسر نہیں ہے۔ ان سے پوچھو دل میں ایک آگ جل رہی ہے بظاہر ان کی تمام خواہشات پوری ہو رہی ہیں کیا پینا ہے یہ بھی موجود، کیا کھانا ہے یہ بھی موجود، کس قسم کا لباس چاہتے ہو یہ بھی موجود، جنسی خواہشات کی تکمیل کیسے

چاہتے ہو یہ بھی فراہم کر دیا جاتا ہے۔ شرابیں، نشے ہر چیز اس کے باوجود سکون نہیں آخر کچھ تو سوچیں دنیا کے ایسے ممالک جہاں پر رعایا کو، عوام کو حکومت کی طرف سے سہولتیں مہیا کی جارہی ہیں، حکام کی طرف سے بیروزگاری الاؤنس بھی دیا جارہا ہے ساری چیزیں دی جارہی ہیں سارے سامان دیے جارہے ہیں اس کے باوجود خودکشی کی شرح بہت زیادہ ہے خودکشی کرنا آسان ہے، اپنی زندگی کو ختم کرنا آسان ہے، انسان ذرا موت کے بارے میں سوچتا ہے، کبھی بیٹے سامنے آتے ہیں، کبھی بیٹیاں سامنے آتی ہیں، کبھی ماں سامنے آتی ہے، کبھی باپ سامنے آتا ہے، کبھی عزیز واقارب سامنے آتے ہیں، کبھی اپنی زندگی سامنے آتی ہے، کبھی دوست واحباب سامنے آتے ہیں ذرا بیماری کا جھٹکا لگتا ہے تو پریشان ہوجاتا ہے اگر میں مرگیا تو کیا بنے گا، خودکشی کرنا، اپنی زندگی کو ختم کرنا کوئی آسان کام نہیں ہے۔

جو ان سب ظاہری اور مادی سہولتوں کے باوجود خودکشی کرتے ہیں تو ایسے ہی لوگوں کے دلوں کے اندر ایک آگ جل رہی ہے اور یہ تو اللہ نے فرمایا ہے، کہ گانے بجانے میں سکون نہیں ملے گا، عیاشی فحاشی سے سکون نہیں ملے گا، بدکاری سے سکون نہیں ملے گا، دولت کے انبار لگانے سے سکون نہیں ملے گا، بڑی کرسی سے سکون نہیں ملے گا، اقتدار سے سکون نہیں ملے گا، یہ مادی اور ہوائی خواہشات کی تکمیل سے سکون نہیں ملے گا پھر سکون کیسے ملے گا؟ فرمایا اَلَا بِذِکۡرِ اللّٰہِ تَطۡمَئِنُّ الۡقُلُوۡبُ میں نے تمہیں پیدا کیا سن لو میں تمہاری ضرورتوں کو جانتا ہوں سن لو تمہارے دلوں کو سکون میرے ذکر سے ملے گا اور اللہ کا ذکر کیا ہے؟ سب سے بڑا اللہ کا ذکر یہ ہے کہ گناہوں کو چھوڑ دیا جائے اور نیکی کا راستہ اختیار کیا جائے۔

یاد رکھو! یہ ذکر ہے، ذکر یہ نہیں کہ سارے گناہ کرتے رہو، اور اللہ اللہ کرتے رہو ہاتھ میں تسبیح پکڑی ہوئی ہے اور بیٹھا ہوا ناچ گانا دیکھ رہا ہے اور ساتھ ساتھ اللہ اللہ بھی کر رہا ہے، غیبت چغلی بھی ہو رہی ہے، مجلس میں جھوٹ بہتان تراشی سب چل رہا ہے اور ساتھ ساتھ تسبیح بھی چل رہی ہے، یہ ذکر نہیں ذکر یہ ہے کہ گناہوں کو چھوڑ دے اور اللہ کی اطاعت اختیار کرے تو فرمایا: نَارُ اللّٰہِ الۡمُوۡقَدَۃُ اللہ کی آگ جو دلوں پر چڑھ جائے گی۔ اللہ پاک ہماری اس آگ سے حفاظت فرمائے ان اعمال سے حفاظت فرمائے جو اس آگ کی طرف جانے والے ہیں آمین

وَاٰخِرُ دَعۡوَانَا اَنِ الۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ

www.toobaaelibrary.com

سُوْرَةُ الْفِيْلِ مَكِّيَّةٌ

موضوع

عظمتِ کعبہ

www.toobaaelibrary.com

آیاتُھا ۵ (۱۰۵) سُوْرَةُ الْفِيْلِ مَكِّيَّةٌ (۱۹) رُکوعاتُھا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِ ۝۱ اَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِيْ تَضْلِيْلٍ ۝۲
وَّاَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا اَبَابِيْلَ ۝۳ تَرْمِيْهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّيْلٍ ۝۴ فَجَعَلَهُمْ
كَعَصْفٍ مَّاْكُوْلٍ ۝۵

ترجمہ:..... کیا تم نے نہیں دیکھا کہ تمہارے پروردگار نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیسا معاملہ کیا؟ (۱) کیا اُس نے ان لوگوں کی ساری چالیں بیکار نہیں کردی تھیں؟ (۲) اور اُن پر غول کے غول پرندے چھوڑ دیئے تھے، (۳) جو اُن پر پکی مٹی کے پتھر پھینک رہے تھے۔ (۴) چنانچہ اُنہیں ایسا کرڈالا جیسے کھایا ہوا بھوسا۔ (۵)

سورۃالفیل مکی سورت ہے اور اس میں پانچ آیات ہیں۔ فیل ہاتھی کو کہتے ہیں کیونکہ اس سورت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے ہاتھی والوں کا انجام بیان فرمایا ہے اس لیے اس کو سورۃالفیل کہتے ہیں اس سورت کا سادہ اور سلیس ترجمہ اور مفہوم یہ ہے اللہ پاک فرماتے ہیں:

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِ ۝۱

(کیا تو نے نہیں دیکھا کہ تیرے رب نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا کیا؟)

اس سورت میں اللہ پاک نے ان ہاتھی والوں کا اور ہاتھی کے لشکر والوں کا انجام بیان فرمایا ہے، جنہوں نے معاذاللہ بیت اللہ کو برباد کرنا چاہا تھا۔ قبل اس کے کہ میں ان کا واقعہ اور اس کا خلاصہ عرض کروں بیت اللہ کی تعمیر کے متعلق چند گزارشات پیش کرتا ہوں۔

تعمیر کعبہ کا اجمالی تذکرہ

بعض احادیث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ زمین کا سب سے پہلا ٹکڑا جو پانی سے نمودار ہوا وہ ٹکڑا ہے جہاں مکۃ المکرمہ اور پھر بیت اللہ ہے اور اس کے بعد زمین پر سب سے پہلا گھر جو اللہ کی عبادت کے لئے تعمیر کیا گیا وہ بھی بیت اللہ ہے جسے ہم کعبہ کہتے ہیں۔ کعبہ کے بالکل مقابل آسمانوں میں بیت المعمور ہے جس کا شب و روز فرشتے طواف کرتے ہیں اور زمین پر اس کی محاذات میں بیت اللہ ہے جس کا انسان طواف کرتے ہیں۔ سب سے پہلے کعبہ کی تعمیر فرشتوں

www.toobaaelibrary.com

نے کی پھر حضرت آدم علیہ السلام نے اسے بنایا تیسرے نمبر پر آپ کی اولاد نے اور چوتھے نمبر پر حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام نے مل کر بنایا پانچویں نمبر پر عمالقہ نے چھٹے نمبر پر قبیلہ بنو جرہم نے ساتویں نمبر پر قصی بن کلاب نے آٹھویں نمبر پر قریش نے۔

عبرت آموز واقعہ

قریش کے بنانے کا واقعہ آپ حضرات نے سنا ہوگا کہ جب انہوں نے بیت اللہ کی تعمیر اور اس کو بنانے کا ارادہ کیا تو کافر اور مشرک ہونے کے باوجود انہوں نے ارادہ کیا کہ اللہ کے گھر میں حلال پیسہ خرچ کرنا چاہئے حرام اور ناپاک پیسہ خرچ نہیں کرنا چاہئے، وہ جو کچھ کماتے تھے کچھ تجارت کے ذریعے، کچھ بھیڑ بکریاں پال کر، کچھ محنت مزدوری سے، کچھ دھوکے بازی سے، کچھ چوری ڈکیتی سے، کچھ جوے سے اس لیے انہوں نے ارادہ کیا ہم اللہ کے گھر میں حلال پیسہ لگائیں گے، حرام پیسہ نہیں لگائیں گے یہ ہمارے لیے سوچنے کا مقام ہے۔ بسا اوقات مسجدوں پر، مدرسوں پر حرام پیسہ خرچ کیا جاتا ہے جب حرام پیٹ میں جائے گا تو اپنا اثر ضرور دکھائے گا وہ دل کو کالا کرے گا، گناہوں کی طرف میلان پیدا کرے گا، وہ نیکی کے جذبات کو دور کرے گا، وہ ایمان کی محبت کا چراغ گل کرنے کی کوشش کرے گا، تو رزق کا اثر اس کے اعمال پر، اس کے جذبات پر، اس کے مال پر، بلکہ اس کی اولاد پر اثر انداز ضرور ہوتا ہے، ہمیں ان مشرکین یعنی قریش کے اس عہد سے سبق حاصل کرنا چاہئے کہ وہ دین سے دور ہونے کے باوجود کہہ رہے ہیں کہ ہم بیت اللہ کی تعمیر پر حلال پیسہ خرچ کریں گے حرام پیسہ خرچ نہیں کریں گے لیکن حلال پیسہ اتنا جمع نہ ہوسکا جس سے پورے بیت اللہ کی تعمیر ہوسکتی چنانچہ انہوں کچھ حصہ چھوڑ دیا اور باقی حصہ کی تعمیر کردی جسے "حطیم" کہتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ میں سے بہت سارے حضرات کو دیکھنے کی توفیق عطا فرمائی ہوگی اور بہت ساروں نے تصویروں میں دیکھا ہوگا کہ ایک چھوٹی سی دیوار بنی ہوئی ہے تو اس دیوار اور بیت اللہ کے درمیان کا جو حصہ ہے اسے "حطیم" کہا جاتا ہے یہ گویا کعبہ میں شامل تو ہے لیکن کعبہ کے کوٹھے اور کمرے میں وہ نہیں آسکا تو کہا جاتا ہے کہ یہ وہی جگہ ہے جو تعمیر کرنے سے رہ گئی تھی اس لئے طواف کرنے والے کے لئے ضروری ہے کہ حطیم کی دیوار کے اوپر سے طواف کریں اندر سے طواف کرنا یہ جائز نہیں ہوگا اور اللہ پاک کے ہر کام میں حکمت ہوتی ہے یہ جو حصہ کمرے میں، کعبہ میں شامل ہونے سے رہ گیا تو شاید اللہ پاک کو ہمارے جیسے کمزوروں، عاجزوں، بیماروں، اور ناقصوں کی تشنگی اور جذبات کو بجھانا مقصود تھا، کتنا ہی گنہگار انسان کیوں نہ ہو اس کا یہ جذبہ ہوتا ہے کہ میں کعبہ کے اندر داخل ہوں لیکن داخل تو نہیں ہوسکتا داخل تو سربراہانِ مملکت، سلاطین، رؤسا، وزراء، صدور، بڑے لوگ داخل ہوتے ہیں اور کمزور لوگ داخل نہیں ہو پاتے لیکن جو حطیم میں داخل ہوگیا گویا کہ وہ کعبہ میں داخل ہوگیا۔ حطیم میں

www.toobaaelibrary.com

داخل ہونے سے کوئی پہرہ دار، کوئی شرطہ، اور کوئی وہاں کا ذمہ دار نہیں روک سکتا۔ تو یہ قریش نے کعبہ کو تعمیر کیا اور تو ین تعمیر حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے کی جب حجاج نے مکہ پر گولہ باری کی تو کعبہ کا بھی کچھ حصہ جل گیا تو حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کے مشورے سے تعمیر نو کی اور انہیں خیال آیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش یہ تھی کہ میں حطیم کو کعبہ میں شامل کر دوں آپ نے ایک دفعہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کہا تھا کہ میرا دل چاہتا ہے کہ اس حصہ کو بھی کعبہ میں شامل کر دوں لیکن تیری قوم نئی نئی مسلمان ہوئی ہے مجھے ڈر لگتا ہے کہیں یہ مشتعل نہ ہو جائیں، کہیں یہ نہ سوچنے لگیں میں کعبہ میں کوئی تبدیلی کر رہا ہوں اس لیے میں اس کو اس طرح رہنے دیتا ہوں تو حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بھانجے ہیں تو ان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تمنا یاد تھی تو انہوں نے یہ کیا کہ حطیم کو بھی کعبہ میں شامل کر دیا اور دروازے بھی دو رکھ دیئے ایک شرقی دروازہ اور ایک غربی دروازہ ایک داخل ہونے کے لئے ایک نکلنے کے لئے تا کہ کعبہ کے اندر داخل ہونے والوں کو تکلیف نہ ہو اور ازدحام اور بھیڑ کی وجہ سے کوئی کچلا نہ جائے کہ ایک ہی دروازے سے جا بھی رہے ہوں اور آ بھی رہے ہوں۔ تو حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد جو ان کا سخت ترین مخالف دشمن تھا، سیاسی مخالف تھا حجاج بن یوسف، یہ بھی اللہ کی عجیب شان ہے حجاج بن یوسف کو اس امت کا فرعون قرار دیا ہے، اتنا بڑا ظالم اور قاتل کہ جس نے ایک لاکھ سے زائد اللہ کے نیک بندوں کو شہید کیا بڑا سنگدل اور بڑا ظالم لیکن جو عبرت کی بات بتانا چاہتا ہوں۔

درسِ عبرت

کہا جاتا ہے کہ قرآن کریم پر جو اعراب لگوائے یہ حجاج بن یوسف نے لگوائے سمجھا یہ رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اپنے دین کا کام جس سے چاہے لے لے، چاہے متقی و پرہیز گار سے لے لے، چاہے کسی فاسق و فاجر سے، اس دین کی خدمت پر کسی کی ٹھیکہ داری اور اجارہ داری نہیں ہے جس سے چاہے اللہ تعالیٰ دین کی خدمت لے لے اور حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اس کے سخت مخالف تھے، لیکن کسی نے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کو بتلایا حضرت! حجاج کا میرے سامنے انتقال ہوا وہ انتقال سے پہلے کہہ رہا تھا کہ اے اللہ! لوگوں کا یہ ذہن ہے کہ تو مجھے معاف نہیں کرے گا لیکن اے اللہ! میں تجھ سے درخواست کرتا ہوں کہ تو مجھے معاف کر دے خاتمہ اس پر ہوا جب حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے خاتمے یہ الفاظ سنے تو فرمانے لگے ہو سکتا ہے کہ اللہ اسے معاف فرما دے بیشک ظالم تھا، قاتل تھا، ستم گر تھا لیکن مسلمان تھا، صاحب ایمان تھا اور خاتمہ بھی ایمان پر ہوا تو اگر اللہ معاف کرنا چاہے تو میں اور آپ کون ہیں معاذ اللہ اللہ کا ہاتھ روکنے والے جنت اس کی، رحمت اس کی، عذاب اس کا اور وہ اختیار والا اور طاقت والا اللہ اگر کسی کو معاف کر دینا چاہے تو کوئی اس کے ہاتھ کو روک نہیں سکتا۔

www.toobaaelibrary.com

حجاج بن یوسف نے تو بظاہر یوں کہا کہ کعبہ اسی حالت اور ہیئت میں ہونا چاہئے جیسا کہ حضور اکرم ﷺ کے زمانے میں تھا لیکن دل میں اس کے یہ خیال تھا کہ میرے سیاسی مخالف عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے اس کی تعمیر نو کی ہے تو اب جب لوگ تذکرہ کریں گے تو عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا کریں گے یہ کعبہ کو کس نے بنایا تھا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے بنایا تھا دل میں یہ ایک قسم کا حسد تھا کہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا نام نہ لیا جائے لیکن اپنے اس حاسدانہ جذبے کو سب کے سامنے ظاہر نہ کرسکا اور یوں کہنے لگا کہ کعبہ اسی صورت پر ہونا چاہئے، اسی بنیاد پر ہونا چاہئے جس بنیاد پر اور جس حالت پر وہ حضور ﷺ کے زمانہ میں تھا چنانچہ اس نے کعبہ کو گرا کر اس کی دوبارہ تعمیر کروائی۔

ہارون الرشید رحمہ اللہ نے بعد میں پھر ارادہ کیا میں ویسے ہی تعمیر کردوں کہ جیسے حضور اکرم ﷺ کی خواہش تھی اور جیسے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے اس کی تعمیر کی تھی لیکن امام مالک رحمہ اللہ کھڑے ہوگئے اور فرمانے لگے اے ہارون! خدا کے لئے اب کعبے کو ہاتھ نہ لگاؤ، خدا کے واسطے کعبہ کو کھیل نہ بناؤ ایک بادشاہ آئے تو اپنے ڈھنگ کے مطابق بنائے اور دوسرا بادشاہ آئے تو اپنے نقشے کے مطابق بنائے لہٰذا تم اللہ کے گھر کو کھیل نہ بناؤ تو چنانچہ حجاج بن یوسف کے زمانے تک ۱۰ دفعہ اس کی تعمیر ہوئی بعد میں مختلف ادوار میں مختلف بادشاہ اس کی تعمیر کی سعادت حاصل کرتے رہے ساری تفصیل بیان کرنا اس وقت مقصود نہیں میں اختصار کے ساتھ یہ بتا رہا تھا کہ کعبہ کو اس طرح تعمیر کیا گیا۔

فضیلت کعبہ

جہاں تک فضائل کا تعلق ہے تو اللہ تعالیٰ نے خود قرآن میں کعبہ کی فضیلت کو بیان کیا ہے فرمایا کہ اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِيْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ بیشک سب سے پہلا وہ گھر جو لوگوں کے لئے بنایا گیا ہے وہ بکہ میں ہے مکہ کا دوسرا نام بکہ بھی ہے۔ اور بھی کئی نام ہیں بعض حضرات کہتے ہیں کہ بکہ کا معنی ناف ہوتا ہے بچہ جب ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے تو اس کو ناف کے ذریعے غذا ملتی ہے اس طرح مکہ سے تمام دنیا کو روحانی غذا ملتی ہے بعض کہتے ہیں کہ بکہ کا معنی ہے بَكَّ يَبُكُّ بَكًّا توڑ دینا کہ اللہ تعالیٰ نے مکہ کو ایسا بنایا ہے کہ وہاں سارے متکبروں کی گردنیں ٹوٹتی اور جھکتی ہیں۔ بہر حال فرمایا کہ پہلا وہ گھر جو لوگوں کے لئے بنایا گیا ہے وہ مکہ میں ہے مُبٰرَكًا برکت والا ہے هُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ۔ اور نبی اکرم ﷺ نے بیت اللہ کے بارے میں فرمایا حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت ہے اِنَّ هٰذَا الْبَيْتَ دِعَامَةُ الْاِسْلَامِ یہ بیت اللہ یہ اسلام کا ستون ہے جو شخص اس بیت اللہ کی زیارت کے لئے نکلے گا خواہ حج کے ارادے سے خواہ عمرے کے ارادے سے اگر اس کو اس راستہ سفر میں موت آگئی تو اللہ اس کا ضامن ہے کہ اس کی مغفرت فرما کر اس کو جنت میں داخل فرمادے اور اگر وہ واپس پلٹا تو اجر و ثواب کے ساتھ پلٹے گا خالی ہاتھ نہیں پلٹے گا۔

www.toobaaelibrary.com

خارجی لوگوں کے لئے مکہ کی سب سے افضل عبادت:

اسی بیت اللہ کا طواف باہر سے آنے والوں کیلئے فرض عبادات کے بعد افضل عبادت ہے بہر حال فرض عبادت تو ایسی عبادت ہے کہ اس کی کوئی مثال اور متبادل نہیں ہو سکتا لیکن جو نفلی عبادت ہے نفلی عبادت میں سے یہ ہے کہ انسان میں اگر ہمت ہے تو وہ نفلی طواف کرے خاص طور پر باہر سے آنے والوں کے لئے کیونکہ جو وہاں ہیں وہ ہر وقت طواف کر سکتے ہیں لیکن ہمارے جیسے عاجز اور کمزور اور کم وسیلہ لوگ جن کو اللہ تعالیٰ کبھی کبھار وہاں جانے کی توفیق عطا فرماتا ہے ان کے لئے افضل ترین طواف کی عبادت ہے جتنا ہو سکے طواف کی عبادت کریں بلکہ بعض حضرات فرماتے ہیں کہ عمرے کرنے سے بھی افضل یہ ہے کہ طواف کریں بلکہ ایک حدیث میں آتا ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں اِنَّ اللّٰہَ یُبَاھِیْ بِالطَّآئِفِیْنَ اللہ طواف کرنے والوں پر فخر کرتا ہے اللہ فرشتوں سے کہتا ہے تم جس انسان کے بارے میں کہتے تھے یہ زمین میں فساد مچائے گا، خونریزی کرے گا دیکھو کیسے پروانہ بن کر میرے گھر کے ارد گرد گھوم رہا ہے۔ اللہ اکبر۔

حج ایک عاشقانہ عبادت ہے:

علماء فرماتے ہیں کہ ہر عبادت کا اپنا ایک الگ انداز ہے، الگ مزاج ہے، الگ خصوصیات ہیں، الگ اثرات ہیں، یہ جو حج وعمرے کی عبادت ہے یہ عاشقانہ عبادت ہے یوں معلوم ہوتا ہے کہ جیسے دیوانگی سی اس پر طاری ہوگئی ہے کپڑے اتار دیئے، دو چادریں باندھ لیں، بال نہیں منڈوانے، خوشبو نہیں لگانی، ناخن نہیں کٹوانے، بال نہیں کاٹنے اور دیوانوں کی طرح اور معشوق کی طرح اپنے محبوب حقیقی اور معشوق حقیقی کے گھر کا طواف کرتا ہے اور حجر اسود کو دیوانہ وار بوسے دیتا ہے اور کبھی صفا و مروہ پر جا کر دوڑ لگاتا ہے اور پھر کبھی منیٰ اور عرفات میں جنگل کی طرف نکل جاتا ہے جیسے ایک دیوانگی سی اس پر طاری ہوگئی ہے۔

عبادت طواف بیت اللہ کے ساتھ خاص ہے

طواف کی عبادت وہیں کی جاسکتی ہے اور دنیا میں کہیں بھی نہیں کی جاسکتی وہ دوست، وہ حضرات، وہ بزرگ سخت غلطی کر رہے ہیں جو قبروں کا طواف کرتے ہیں اور جو خود کعبہ اور روضے کی تصویریں بنا کر ان کا طواف کرتے ہیں ارے دنیا میں کعبہ صرف ایک ہے اور کوئی کعبہ نہیں اور دنیا میں روضہ بھی صرف ایک ہے اور دوسرا کوئی روضہ بھی نہیں وہ کعبہ مکہ میں ہے اور وہ روضہ مدینے میں ہے کوئی ان کی تصویر اور کوئی ان کا ماڈل قائم مقام نہیں ہو سکتا اور اس کے ساتھ وہ رویہ اور وہ انداز اختیار نہیں کیا جاسکتا جو حقیقی کعبہ کے ساتھ ہے اور جو حقیقی روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہے

www.toobaaelibrary.com

اور طواف بھی وہیں ہو سکتا ہے اور طواف کے بارے میں حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ قدم اٹھاتا ہے تو ثواب اور قدم رکھتا ہے تو ثواب اور ترمذی میں ایک روایت ہے رسول ﷺ نے فرمایا جس نے پچاس مرتبہ کعبہ کا طواف کیا وہ گناہوں سے ایسے پاک صاف ہو جائے گا جس دن کہ اس کی ماں نے اس کو جنا، حجر اسود بھی وہیں، بیت اللہ بھی وہیں، طواف بھی وہیں۔

حجرِ اسود کی فضیلت اور بوسہ

حجر اسود کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اِنَّ الْحَجَرَ وَ الْمَقَامَ یَاقُوْتَانِ مِنْ یَاقُوْتِ الْجَنَّۃِ یہ حجر اسود اور مقام ابراہیم یہ جنت کے موتیوں میں سے دو موتی ہیں۔ حجر اسود اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا یہ حجر ابیض تھا، حجر انور تھا، حجر منور تھا، بڑا روشن پتھر تھا لیکن اللہ نے اس کے نور کو سلب کر لیا اگر اللہ اس کے نور کو سلب نہ کرتا تو مشرق و مغرب اس کے نور سے منور ہو جاتے، روشنی ہی روشنی رہتی اللہ نے اس کے نور کو سلب کر لیا حجر اسود بھی وہیں اور اس کے بوسے بھی وہیں لیے جا سکتے ہیں کسی اور جگہ نہیں دل میں تمنا تو ہونی چاہیے کہ ہم میں سے جس کو اللہ وہاں جانے کی توفیق عطا فرمائے تو حجر اسود کا بوسہ بھی نصیب ہو جائے لیکن یاد رکھئے کسی کو تکلیف دے کر اور دھکے دے کر اور دوسروں کو پریشان کر کے حجر اسود کو بوسہ دینا جائز نہیں ہے مسلمان کو تکلیف سے بچانا یہ فرض اور حجر اسود کو بوسہ دینا زیادہ سے زیادہ سنت اور مستحب۔ ایک نفلی کام کی وجہ سے فرض کو ترک کر دینا یہ جائز نہیں ہے اسی طرح خواتین مردوں میں گھس جائیں حجر اسود کو بوسہ دینے کے لئے یہ بھی غلط۔ ارے کیا آسانیاں پیدا کر دیں ہمارے آقا حضور ﷺ نے کعبہ کا طواف کیا، آپ چاہتے تو ہر چکر میں حجر اسود کو بوسہ دے سکتے تھے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ کے لئے جگہ خالی کر دیتے آپ بسہولت ہر چکر میں حجر اسود کو بوسہ دے سکتے تھے لیکن آپ ﷺ نے ہر چکر میں حجر اسود کو بوسہ نہیں دیا ہاتھ میں جو چھڑی تھی اس سے اشارہ کر کے اسی چھڑی کو چوم لیا بس اللہ کے نبی ﷺ نے ایسا کیوں کیا؟ تاکہ میری امت کے لئے سہولت اور آسانی کا پہلو رہے کہ بوسہ دینا ضروری نہیں اگر حجر اسود کو ہاتھ لگا کر اس کو چوم لو تو اس پر اللہ تعالیٰ وہی ثواب عطا فرمائیں گے جو بوسہ دینے پر ہے۔ ہاں اللہ توفیق دے تو اس سعادت کو حاصل کرنا چاہیے۔

بیت اللہ کی زیارت اور ملتزم کی فضیلت

بیت اللہ کو دیکھنے کا بھی ثواب ہے، اگر محبت کی نظر سے دیکھے، ایمان کی نظر سے دیکھے، تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اس دیکھنے والے پر اللہ کی بیس رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔ حضرت سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جو شخص ایمان اور تصدیق کے جذبے اور اخلاص نیت کے ساتھ دیکھے تو گناہوں سے ایسے ہی پاک ہو جاتا ہے جیسا کہ

www.toobaaelibrary.com

جس دن ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا تھا اور میرا ناقص تجربہ یہ ہے کہ میں بیٹھا الحمدللہ خوب نظریں جما کے دیکھتے ہی رہتا تھا تو میرا ناقص تجربہ یہ ہے کہ بیت اللہ کو مسلسل دیکھنے سے دل میں ایمانی بارش برسنا شروع ہو جاتی ہے اور ایمان کا نور پیدا ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے اس گھر میں کچھ ایسے ہی انوارات رکھے ہیں کہ کیسا ہی انسان ہو لیکن اگر سچا جذبہ ہو تو اللہ پاک اس کو محروم نہیں کرتا اور پھر ملتزم بھی وہیں جہاں چمٹ چمٹ کر دعائیں کی جا سکتی ہیں کعبہ کے دروازے اور حجر اسود کے درمیان ملتزم سے چمٹ کر دعا کرے یوں تو وہاں پر ہر جگہ ہی دعا کی ہے لیکن یہ خاص جگہ ہے دعا کی کہ چمٹ جائے اور لپٹ لپٹ کر اللہ سے مانگے، دین بھی مانگے اور دنیا بھی مانگے عربی دعائیں یاد ہوں تو ٹھیک ورنہ اپنی زبان میں مانگے اللہ سب کی سنتا ہے شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خانؒ نے ایک عجیب واقعہ بیان فرمایا مجھ پر تو بڑا ہی اس کا اثر ہوا فرماتے ہیں کہ میں ملتزم پر اللہ سے دعا کر رہا تھا تو میرے قریب ہی ایک دیہاتی اللہ سے دعا مانگ رہا تھا اپنی ٹوٹی پھوٹی زبان میں عجیب دعا اس نے مانگی کہنے لگا اے اللہ! ہمارے ہاں رواج یہ ہے کہ ہمارے گھر میں اگر کوئی آ جائے تو اس کو خالی ہاتھ واپس نہیں کرتے اس کی کچھ نہ کچھ مہمان نوازی ضرور کرتے ہیں اے اللہ! میں تیرے گھر پر آ گیا ہوں اے اللہ! مجھے خالی ہاتھ نہ لوٹانا۔ مولانا فرماتے ہیں کہ میں نے کہا کہ لوٹ گیا یہ دیہاتی، یہ تو بڑے بڑے علماء کو پیچھے چھوڑ گیا کہ اللہ سے کیسے مانگنا چاہئے کیسے اس کو واسطے دے دے کر اس سے درخواست کرنی چاہئے تو ملتزم بھی وہیں، حطیم بھی وہیں میزاب بھی وہیں اور مقام ابراہیم بھی وہیں۔

مقام ابراہیم کس کو کہتے ہیں؟

بعض حضرات فرماتے ہیں کہ وہ پتھر جس پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ کی تعمیر کی، بعض حضرات کہتے ہیں کہ وہ پتھر جس پر کھڑے ہو کر اعلان کیا تھا۔ اللہ نے فرمایا اے ابراہیم! تم نے اور تمہارے بیٹے نے مل کر کعبہ تو تعمیر کر دیا اب آ و لوگوں میں اعلان بھی کر دو کہ حج کے لئے آ و وَاَذِّنۡ فِی النَّاسِ بِالۡحَجِّ۔ اے اللہ! کہاں اعلان کروں کوئی مجمع نہیں، آبادی نہیں، شہر نہیں، بستی نہیں اور کوئی سننے والا نہیں اور آج کے جو آلات ہیں خبر کو دور دور تک پہنچانے والے ان میں کوئی بھی آلہ نہیں، اسپیکر نہیں، ریڈیو نہیں، اخبار نہیں، اے اللہ! کیسے اعلان کر دوں؟ کس میں اعلان کر دوں؟ کیسے لوگ سنیں گے؟ تو فرمایا کہ اے ابراہیم! اعلان کرنا تیرا کام اور جن کے مقدر میں نے یہاں آنا لکھا ہے ان تک پہنچانا میرا کام ہے اعلان کر دیا کہ لوگو! تم پر حج فرض ہے اللہ فرماتے ہیں: یَاۡتُوۡكَ رِجَالًا وَّعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ يَّاۡتِيۡنَ مِنۡ كُلِّ فَجٍّ عَمِيۡقٍ اللہ فرماتا ہے اے ابراہیم! محبت والے آئیں گے، طلب والے آئیں گے، ایمان والے آئیں گے، پیدل بھی آئیں گے، سوار ہو کر بھی آئیں گے، دبلی پتلی کمزور لاغر قسم کی اونٹنیوں پر بھی سوار ہو کر آئیں گے، یہاں پہنچنے پر اپنے آپ کو تھکا دیں گے، لیکن آئیں گے اللہ کہہ رہا ہے آئیں گے چنانچہ وہ آئے آج

www.toobaaelibrary.com

تو بہترین سہولتوں والے حمل ونقل کے ذرائع ہیں لیکن اس وقت تو ان میں سے کوئی بھی ذریعہ نہیں تھا لوگ پیدل آتے تھے، سواریوں پر آتے تھے، اور بادبانی کشتیاں جو کبھی حادثوں کا شکار ہوجاتی تھیں لیکن اللہ کے گھر میں آتے تھے اللہ تعالیٰ کے گھر کی محبت اور کشش ان کو لے کر آتی تھی۔ تو بعض نے کہا مقام ابراہیم وہ پتھر ہے جس پر کھڑے ہوکر حضرت ابراہیم نے اعلان کیا تھا اور بعض نے کہا ہے کہ سارا حرم ہی مقام ابراہیم ہے اس لیے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سارے حرم میں کھڑے ہوئے سارے حرم میں انہوں نے اللہ تعالیٰ کی عبادت فرمائی اللہ نے ذکر فرمایا: **فِيْهِ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِيْمَ** اس میں میری قدرت کی واضح نشانیاں ہیں جن میں سے ایک مقام ابراہیم ہے تو مقام ابراہیم بھی وہیں ہے اور زمزم بھی وہیں ہے۔

ماءِ زمزم حوضِ کوثر کے پانی سے افضل ہے:

وہ زمزم جس کے بارے میں ہمارے آقا ﷺ نے فرمایا دنیا میں ماءِ زمزم سے بہتر کوئی پانی نہیں اور یہ بات آپ نے شاید نہ سنی ہو سن لیجیے! بعض علماء فرماتے ہیں کہ ماءِ زمزم یہ حوضِ کوثر کے پانی سے بھی افضل ہے اور اس کی وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ ماءِ زمزم وہ پانی ہے کہ جس پانی سے رسول اکرم ﷺ کا سینہ دھویا گیا تھا جب بچپن میں شق صدر ہوا تو ماءِ زمزم سے آپ ﷺ کے سینہ مبارک کو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے دھویا ہے تو جس پانی سے ہمارے آقا، کائنات کے آقا کے سینہ کو دھویا گیا تو وہ پانی حوضِ کوثر کے پانی سے بھی افضل کیوں نہ ہو؟ اور یہاں آپ کو اس طرف متوجہ کروں بہت سے حضرات وہاں جاتے ہیں لیکن ماءِ زمزم کو چھوڑ کر منرل واٹر اور دنیا کے دوسرے پانی پیتے رہتے ہیں ارے کیسی محرومی ہے کہ وہاں جا کر بھی زمزم سے محروم۔ اللہ اکبر۔

سچی طلب پر بیت اللہ کی حاضری کا ثواب

اور یہاں یہ بات بھی عرض کردوں کعبہ کے فضائل سن کر کون سا مسلمان ہے جس کا دل نہیں چاہتا کہ یا اللہ! مجھے وہاں لے جا، بار بار لے جا۔ اور کسی کے پاس جانے کی سکت اور وسائل ہیں اور کسی کے پاس جانے کے وسائل نہیں ہیں جان لیجیے جن کے پاس وسائل نہیں ہیں وہ مایوس اور دل شکستہ نہ ہوں کہ ہم اتنی بڑی فضیلت کو حاصل کرنے سے محروم رہے جس کے دل میں بھی سچی طلب ہے دنیا میں جہاں بھی رہ رہا ہے اللہ اس کو کعبہ میں جانے کا ثواب عطا فرما دے گا چاہے وہ پاکستان کے کسی دور دراز علاقے میں ہو، چاہے وہ ہندوستان کے کسی دور دراز علاقے میں ہو بس سچی طلب ہونا ضروری ہے وہ جو حضور ﷺ نے فرمایا کہ اگر شہادت کی سچی طلب موجود ہے پھر اگر بستر پر بھی مرے گا تو شہادت کی موت مرے گا یوں ہی جس کے دل میں وہاں جانے کی سچی طلب اور تڑپ اور آرزو ہے اگر اپنی

www.toobaaelibrary.com

غربت کی وجہ سے نہیں جاسکتا تو اس کو یہیں پر اللہ ثواب دے گا بلکہ ممکن ہے اللہ پاک وہاں پہنچنے والوں کے مقابلے میں اس دل شکستہ کو اور زیادہ ثواب عطا فرمائے اس لیے کہ اس کے اندر طلب زیادہ ہے یہ تڑپتا زیادہ ہے اللہ پاک کے یہاں طلب کو دیکھا جاتا ہے تڑپ کو دیکھا جاتا ہے، جذبے کو دیکھا جاتا ہے، نیت کو دیکھا جاتا ہے تو اس لئے دل شکستہ نہ ہوں اور یہ بھی ممکن ہے کہ اگر ہمارے دل میں سچی طلب ہوئی اور وہاں پہنچنے کے بظاہر کوئی وسائل نہیں لیکن اللہ کوئی پہنچانے کی صورت پیدا فرما دیں۔ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے بات سمجھانے کے لئے یہ واقعہ لکھا ہے ہمارے بعض بزرگ جو فرضی حکایات لکھتے وہ بات کو سمجھانے کے لئے فرماتے ہیں ایک چھوٹی سی چیونٹی تھی اس کے دل میں یہ طلب پیدا ہوئی کہ اے اللہ! مجھے اپنا گھر دکھا دے اب چیونٹی کہیں دور دراز رہتی تھی اور دل میں یہ تڑپ کہ اللہ مجھے اپنا گھر دکھا دے اتفاق سے حرم کا کبوتر کہیں سے اڑتا ہوا آ گیا نیچے دانہ چگنے کے لئے اترا تو چیونٹی اس کے پاؤں سے چمٹ گئی حرم کا کبوتر تھا اڑتا ہوا حرم تک پہنچا پھر اس چیونٹی کی تمنا کو پورا کر دیا۔

واقعۂ فیل کا تاریخی پسِ منظر

اب آیئے اس واقعے کی طرف جو اللہ نے اس سورت میں بیان فرمایا ہے عرب میں ایک حمیر نام کا قبیلہ تھا جس کا سردار ذونواس تھا، مشرک بھی تھا، اور بڑا ظالم بھی تھا اس نے بیس ہزار عیسائیوں کو روم میں زندہ جلا دیا تھا عیسائیوں کی حکومت تھی عیسائی بادشاہ کے سامنے فریاد کی گئی اس نے حبشہ کے بادشاہ کو تاکید کی ذونواس کے اس ظلم کا انتقام لیا جائے حبشہ کے بادشاہ نے دو جرنیل بھیجے ایک کا نام ارباط تھا اور دوسرے کا نام ابرہہ تھا ذونواس سے انتقام لینے کے لئے، ذونواس سے ان کا مقابلہ ہوا جس میں اسے شکست ہوئی قتل ہو گیا اور اس کی افواج میدان چھوڑ کر بھاگ گئیں یہ جو دو جرنیل تھے ارباط اور ابرہہ پھر ان دونوں میں آپس میں اختلاف ہو گیا اور ابرہہ نے ارباط کو قتل کر کے یمن میں اپنی حکومت کا اعلان کر دیا اور حبشہ کے بادشاہ نے اس کو اپنا گورنر مقرر کر دیا ابرہہ چونکہ اپنے مقابل کو شکست دے چکا تھا اس کے دل میں بڑائی اور تکبر پیدا ہو گیا تھا اور اس کو بیت اللہ سے حسد ہو گیا، اس نے یمن کے علاقے صنعاء میں ایک بڑا خوبصورت گرجا بنایا اور لوگوں کو دعوت دی کہ تم اتنی دور جانے کے بجائے کعبہ کے طواف کے بجائے اس گرجا گھر کا طواف کر لیا کرو اس گرجے کا نام رکھا گیا ہے "کنیسہ" اس کا طواف کیا کرو وہ سادہ سا کوٹھا ہے جس کے گرد تم گھومتے ہو اور ایسا خوبصورت گھر تمہیں کہاں ملے گا۔

پہلا واقعہ

اس دوران دو واقعات پیش آئے۔ بنو کنانہ کا ایک آدمی تھا وہ ابرہہ کی باتیں سن کر مشتعل ہو گیا اور اس بیوقوف نے یہ حرکت کی کہ اس گرجے کے اندر جا کر پاخانہ کر دیا۔ جاہل کا انتقام بھی جاہلانہ ہوتا ہے وہ ابرہہ سے انتقام لینا

www.toobaaelibrary.com

چاہتا تھا۔ انتقام یوں لیا کہ اس گرجے میں جا کر پاخانہ کر دیا ظاہر ہے کہ یہ غلط حرکت تھی اسلام بھی اس کی اجازت نہیں دیتا کہ کسی کی بھی عبادت گاہ ہو، چاہے عیسائیوں کی، چاہے یہودیوں کی، چاہے ہندوؤں کی، چاہے سکھوں کی، ان کی بے حرمتی جائز نہیں ہے ان کے خداؤں کو برا بھلا کہنا جائز نہیں ہے۔ اگر تم ان کے عبادت خانوں کی بے حرمتی کرو گے تو وہ تمہارے عبادت خانوں کی بے حرمتی کریں گے تم ان کے جھوٹے خداؤں کو گالیاں دو گے تو وہ تمہارے سچے خدا کو گالیاں دیں گے اس لئے اسلام اس کی اجازت نہیں دیتا۔ یاد رکھئے! جو لوگ اسلام کے نام پر اس قسم کی حرکتیں کرتے ہیں وہ غلط کرتے ہیں، اسلام کی غلط ترجمانی کرتے ہیں ایک واقعہ تو یہ پیش آیا۔

دوسرا واقعہ

یہ پیش آیا کہ عربوں کا کوئی قافلہ اس گرجے کے قریب اترا ہوا تھا انہوں نے کھانا پکانے کے لئے آگ جلائی تو چنگاری اڑ کر گرجے تک پہنچ گئی دانستہ انہوں نے ایسا نہیں کیا لیکن ایک چنگاری اڑتی ہوئی گرجے میں پہنچ گئی اس سے گرجے میں آگ لگ گئی اور اسکا کچھ سامان جل گیا ان دونوں واقعات نے ابرہہ کو پاگل کر دیا جوش دیوانگی میں اٹھا کہ میں اب اس کا انتقام لوں گا اور میں کعبہ کو گرا کر رہوں گا ساٹھ ہزار کا لشکر تیار کیا جس کی ایک خاص بات یہ تھی کہ اس میں ہاتھی بھی شامل تھے اور عربوں نے آج تک ہاتھی دیکھا نہیں تھا اور عرب غیر منظم تھے وہاں کوئی حکومت تو تھی نہیں ہر قبیلہ الگ الگ تھا اور یہ منظم حکومت، منظم فوج، ساٹھ ہزار کا لشکر اس میں ہاتھی بھی شامل مزدلفہ کے قریب مکہ سے کوئی چار پانچ کلومیٹر کے فاصلے پر وادیٔ محصر میں اس نے پڑاؤ ڈالا اور عبدالمطلب کے پاس اس نے اپنا ایلچی بھیجا کہ ہم کعبہ کو برباد کرنے کے لئے آئے ہیں لہٰذا ہمارے راستے میں رکاوٹ نہ بننا اور اسی دوران اس کے فوجیوں نے عبدالمطلب کے دو سو اونٹ بھی پکڑ لیے اور ابرہہ نے عبدالمطلب کو اپنے خیمے میں بات چیت کے لئے بلایا، عبدالمطلب حضور اکرم ﷺ کا دادا، بڑا حسین و جمیل، بڑا قد آور، قریش کا سردار جب وہاں پہنچا تو ابرہہ دیکھ کر بڑا متاثر ہوا اور اپنی جگہ سے نیچے اتر آیا بات چیت شروع کی عبدالمطلب نے اس سے اپنے دو سو اونٹوں کی واپسی کا مطالبہ کر دیا ابرہہ نے کہا کہ میں تو تم کو بڑا دانشمند انسان سمجھتا تھا لیکن تم تو بڑے خود غرض نکلے تمہیں ایک سردار ہونے کی حیثیت سے اور کعبہ کے متولی ہونے کی حیثیت سے کعبہ کی تو فکر نہیں ہے اپنے اونٹوں کی فکر ہے بعض روایات میں آتا ہے کہ عبدالمطلب نے کہا ہاں میں اونٹوں کا مالک ہوں اس لیے مجھے اپنے اونٹوں کی فکر ہے اور جو کعبہ کا مالک ہے وہ اپنے کعبہ کی خود فکر کرے گا اور پھر اس نے واپس آ کر کعبہ کا غلاف پکڑ کر دعا کی کہ اے اللہ! ہم اس کے مقابلے سے عاجز ہیں بعض تفاسیر میں چند اشعار بھی لکھے ہیں کہنے لگا۔

اَللّٰھُمَّ اِلْاِنْسَانُ یَمْنَعُ رَحْلَهٗ فَامْنَعْ رِحَالَکَ

www.toobaaelibrary.com

کہنے لگا اے اللہ! انسان اپنے بچوں کی حفاظت کرتا ہے تو بھی اپنے بچے کی حفاظت کر اے اللہ! ہم تیرے بچے ہیں جاہلانہ زبان میں کہہ رہا ہے اے اللہ! ہم تیرے بچے ہیں تیرے ماننے والے ہیں اے اللہ! تو ہماری حفاظت فرما۔ لَا یَغْلِبَنَّ صَلِیْبَهُ وَ مِنیَحَالًا ابداً مینحالک ان کی صلیب تیری طاقت پر کبھی غالب نہیں آسکتی

اِنْ کُنْتَ تَارِکُهُمْ وَ قِبلَتَهُمْ فَاَمْرٌ مَا بَدَالَکَ اگر تو ہمارے قبیلے کو ان کی رحم وکرم پر چھوڑنا چاہتا ہے تو تیری مرضی تو جو چاہے کرے یہ کہہ کر قریش کو ساتھ لے کر پہاڑوں کی طرف چلے گئے۔ ابرہہ آگے بڑھا اور محمود نامی ہاتھی پر سوار تھا بہت ڈیل ڈول والا اور خطرناک قسم کا ہاتھی لیکن جب اس کو کعبہ کی طرف مکہ کی طرف ہانکنے لگتا تو وہ بد کنے لگتا واپس لے کر جاتے یا دائیں بائیں موڑتے تو چلتا تھا بس مکہ کی طرف آگے نہیں بڑھتا تھا بڑی کوشش کی لیکن جب بھی مکہ کی طرف اس کو ہانکتے تو وہ رک جاتا مار مار کر اسے تھک جاتے لیکن اس کے قدم آگے نہیں بڑھتے۔ بعض اوقات مخلوق اللہ کے عذاب کی اطلاع پالیتی ہے حیوانوں جیسی مخلوق لیکن انسان جو اشرف المخلوقات ہے وہ اللہ کے عذاب کی اطلاع نہیں پا سکتا، ایسی کئی خبریں اخباروں میں شائع ہوئی ہیں کہ بعض ممالک میں زلزلے آئے اور زلزلے آنے سے قبل سانپ اور بچھو اور دوسری مخلوق وہ اپنے بلوں میں گھس گئے اور ان میں افراتفری پھیل گئی لیکن انسان بے خبر ہے۔ ہاتھی نے آگے جانے سے اور آگے بڑھنے سے انکار کر دیا۔

ابابیل کا کارنامہ

اسی وقت جدہ کی طرف سے یا بحر شعیب کی طرف سے چھوٹے چھوٹے پرندے سرخ چونچ والے نمودار ہوئے جن کے چونچ اور پنجوں میں کنکریاں تھیں تین کنکریاں ہر پرندے کے پاس اور انہوں نے آکر ان کنکریوں سے اللہ کے حکم سے بمباری کر دی جس ہاتھی پر وہ کنکر لگتے جسم سے آرپار ہو جاتے، جس جسم پر لگتے اس جسم سے آرپار ہو جاتے اور اُن کے جسم پر چیچک جیسے دانے نمودار ہو جاتے جس میں زہر بھر گیا ان میں سے بعض وہیں گل سڑ گئے، مر گئے ابرہہ واپس چلا گیا لیکن جذامیوں کی طرح اس کی انگلیاں اور ناخن اور جسم سے گوشت جھڑتا رہا یہاں تک کہ سسک سسک کے اور تڑپ تڑپ کے اپنی رعایا اور عوام کے سامنے مر گیا۔

واقعہ اصحاب فیل تمہید نبوت تھی

اللہ پاک نے اس کا ذکر فرمایا: اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِ ① کیا تم نے نہیں دیکھا تمہارے رب نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا کیا؟ یہ واقعہ حضور اکرم ﷺ کی ولادت سے کوئی پچاس یا پچپن دن پہلے پیش آیا نبوت ملنے سے پہلے اس قسم کے جو واقعات پیش آئیں انہیں ارہاص کہا جاتا ہے ابھی حضور کی ولادت نہیں ہوئی لیکن

www.toobaaelibrary.com

ایسی نشانیاں ظاہر ہوئیں جن سے پتہ چل رہا تھا کہ ایسا انسان پیدا ہونے والا ہے جو کعبہ کو آباد کرے گا اور کعبہ کی حفاظت کرے گا اور جس وقت حضور اکرم ﷺ کو نبوت ملی اور اس سے تقریباً پینتالیس سال یا چھیالیس سال پہلے یہ واقعہ پیش آیا تھا اس لیے ابھی تک اس واقعہ کے دیکھنے والے موجود تھے اور سننے والے تو بکثرت تھے۔

اللہ فرماتا ہے اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِ ۝۱ اے قریش! تمہیں اپنی طاقت پر گھمنڈ ہے کیا تم نے اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھا، وہ ابرہہ؟ وہ ہاتھیوں والے ان کے ساتھ میں نے کیا کیا تھا اگر میں ابرہہ کو، ہاتھی والوں کو، طاقت والوں کو برباد کر سکتا ہوں تو تمہاری طاقت کو بھی توڑ سکتا ہوں۔

اَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِيْ تَضْلِيْلٍ ۝۲ (کیا ان کی تدبیر کو اللہ نے برباد نہیں کر دیا؟)

کیا تدبیر تھی ان کی عجیب تدبیر ساٹھ ہزار کا لشکر ہاتھی بھی شامل پھر کہتے ہیں کہ آئے تو حج کے دنوں میں آئے اور حج کے دنوں میں آپ جانتے ہیں کہ عرب لڑتے نہیں تھے۔ اسلام سے پہلے بھی نہیں لڑتے تھے بلکہ ان دنوں میں عرب حج کرنے میں مصروف رہتے تھے تو خیال کیا کہ مکہ خالی پڑا ہوگا حرم میں کوئی نہیں ہوگا اس وقت کوئی مقابلہ میں طاقت نہیں ہوگی۔ اتنا بڑا لشکر لے کر جاؤں گا اور کعبہ کی اینٹ سے اینٹ بجا دوں گا اللہ کہتا ہے اَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِيْ تَضْلِيْلٍ ۝۲ اتنی بڑی تدبیر تھی تو میں نے ان کی تدبیر کو برباد کر دیا۔

وَّاَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا اَبَابِيْلَ ۝۳ تَرْمِيْهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّيْلٍ ۝۴ فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّاْكُوْلٍ ۝۵

(جب انسانوں نے میرے گھر کی حفاظت سے معذرت کر لی تو میں نے پھر پرندوں کو حکم دیا کہ جاؤ آج میرے گھر کی حفاظت کرو)

ارے میرے بزرگو! اور دوستو! بار بار عرض کرتا ہوں اللہ کا دین، اللہ کا قرآن، اللہ کا گھر، اللہ کا نبی ہمارے محتاج نہیں ہیں ہم محتاج ہیں خدا کی قسم! ارے ہمارا پیسہ لگ جائے گا اللہ کے دین پر تو ہمارا پیسہ قیمتی بن جائے گا، ہماری جانیں لگ جائیں گی، تو قیمتی بن جائیں گی، ہماری گردنیں لگ جائیں تو قیمتی بن جائیں گی، ہماری اولادیں لگ جائیں تو قیمتی بن جائیں گی، اللہ کا دین قیمتی نہیں بنے گا وہ تو ہے ہی قیمتی ارے ہم قیمتی بن جائیں گے اللہ محتاج نہیں ہے اللہ کے گھر کو، اللہ کی کتاب کو اللہ کے دین کو کوئی ختم نہیں کر سکتا میرا یقین ہے اگر انسان قرآن کو نہیں پڑھے گا تو میرا اللہ قادر ہے کہ وہ پرندوں کو زبان دیدے کہ انسان قرآن نہیں پڑھتے تم قرآن پڑھا کرو۔ اللہ اس بات پر قادر ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین کی قرآن کی صحیح سمجھ عطا فرمادے آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

www.toobaaelibrary.com

بسم الله الرحمن الرحيم

www.toobaaelibrary.com

سُوْرَةُ الْقُرَيْشِ مَكِّيَّة

موضوع

دو نعمتیں

www.toobaaelibrary.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

لِاِیْلٰفِ قُرَیْشٍ ۝۱ اٖلٰفِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّیْفِ ۝۲ فَلْیَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا
الْبَیْتِ ۝۳ الَّذِیْٓ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ ۙ وَّاٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ ۝۴

ترجمہ:...... چونکہ قریش کے لوگ عادی ہیں (۱) یعنی وہ سردی اور گرمی کے موسموں میں (یمن اور شام کے) سفر کرنے کے عادی ہیں (۲) اس لئے انہیں چاہئے کہ وہ اس گھر کے مالک کی عبادت کریں (۳) جس نے بھوک کی حالت میں انہیں کھانے کو دیا، اور بدامنی سے انہیں محفوظ رکھا (۴)۔

سورۂ قریش کی فضیلت

سورۂ قریش مکہ میں نازل ہوئی ہے اور اس میں چار آیات ہیں بہت سی دوسری سورتوں کی طرح اس سورت کی فضیلت میں بھی روایات نقل کی گئی ہیں مثلاً بیہقی میں ام ہانی بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کی سات خصوصیات بیان فرمائیں اور ان میں سے ایک خصوصیت یہ بیان فرمائی کہ قریش کے بارے میں اللہ نے سورت نازل فرمائی ہے۔ بزرگوں میں امام ابوالحسن قزوینی رحمۃ اللہ علیہ امام جزری رحمۃ اللہ علیہ اور قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب دشمن کا سخت خوف ہو تو یہ سورت پڑھنی چاہئے اور قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرا بارہا کا تجربہ ہے کہ جب دشمن کا خوف ہوا تو میں نے یہ سورت پڑھی اللہ نے مجھے خوف سے نجات عطا فرمائی۔

قریش کا شجرۂ نسب

اس سورت میں اللہ نے قریش پر اپنے دو احسانات کا ذکر فرمایا ہے۔ قبل اس کے کہ میں ان احسانات کا تذکرہ کروں خود قریش کے بارے میں چند باتیں سن لیجئے، اصل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلۂ نسب میں بارھویں نمبر پر نضر بن کنانہ ہے ان کی اولاد کو قریش کہا جاتا ہے اس خاندان سے کئی قبیلے اور کئی شاخیں نکلی ہیں خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جدامجد ھاشم بھی قریش کی ایک شاخ میں سے ہیں۔

www.toobaaelibrary.com

بیت اللہ کے لئے سرزمین مکہ کا اللہ نے انتخاب کیوں کیا؟

مکۃ المکرمہ جن حضرات کو اللہ پاک نے زیارت نصیب فرمائی ہے وہ جانتے ہیں کہ مکہ کی وادی دو پہاڑوں کے درمیان واقع ہے نہ وہاں زرخیز زمین، نہ پانی کے چشمے، نہ غلہ، نہ باغات، نہ پھل، نہ پھول، جسے اللہ نے بِوَادٍ غَيْرِ ذِي زَرْعٍ فرمایا کہ جہاں کچھ بھی پیدا نہیں ہوتا اللہ نے اپنا گھر بنانے کے لئے اسی وادی کو منتخب فرمایا۔ ایک صاحب عجیب بات فرمار ہے تھے اگر مکہ کی وادی سرسبز ہوتی، اس میں پانی کے چشمے ہوتے، قدرتی مناظر ہوتے، اچھا موسم ہوتا، قدرتی نظارے ہوتے، باغات اور پھل ہوتے تو کوئی وہاں سبزہ دیکھنے کے لئے جاتا، کوئی قدرتی نظارے اور مناظر سے لطف اندوز ہونے کے لئے جاتا اور کوئی باغات اور پھل پھول سے اپنا دل خوش کرنے کے لئے جاتا اور کوئی چشموں کے نغمے سننے کے لئے جاتا اور کوئی طبیعت کو فرحت پہنچانے کے لئے جاتا لیکن اللہ نے اپنا گھر بنانے کے لئے ایسی وادی کا انتخاب فرمایا جہاں ظاہری کشش کا کوئی سامان نہ تھا۔ تاکہ جو آئے وہ اللہ کے گھر کی زیارت اور محبت کے لئے آئے اور کوئی غرض نہ ہو۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تین دعائیں

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب حضرت ہاجرہ اور اپنے دودھ پیتے لخت جگر کو لا کر اس وادی میں آباد کیا تو اس وقت اللہ سے دعا کی تھی۔ پہلے پارے سورۂ بقرہ میں بھی ہے اور سورۂ ابراہیم میں بھی ہے۔ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا اے میرے رَبّ! اس شہر کو امن والا بنا۔ وَّاجْنُبْنِيْ وَبَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ ؕ اور مجھے اور میری اولاد کو بتوں کی عبادت کرنے سے بچالے۔ رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ اے میرے رَبّ! ان بتوں کی عبادت نے بہت سارے لوگوں کو گمراہ کر دیا ہے فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ جس نے میری اتباع کی وہ تو مجھ سے ہے، میرا ہے وَمَنْ عَصَانِيْ اور جس نے میری نافرمانی کی تو اس کا معاملہ تیرے حوالے ہے، میں یہ نہیں کہتا کہ تو ان کو عذاب دے بلکہ میں تو یہ کہتا ہوں فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ تو بڑا بخشنے والا بڑا مہربان ہے۔ رَبَّنَآ اِنِّيْٓ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ بِوَادٍ غَيْرِ ذِيْ زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ میں نے اپنی اولاد کو تیرے محترم گھر کے پاس لا کر بسایا جہاں کچھ پیدا نہیں ہوتا میرا یہاں پر لا کر بسانے کا مقصد کیا ہے رَبَّنَا لِيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ اے میرے پروردگار! تاکہ یہ نماز قائم کریں فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ اے میرے پروردگار! تو لوگوں کے دلوں کو ان کی طرف مائل کر دے، لوگوں کے دلوں میں ان کی محبت ڈال دے وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُوْنَ اے اللہ! تو ان کو پھلوں کا رزق عطا فرما تاکہ یہ تیرا شکر ادا کریں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ سے تین دعائیں کی (۱) یا اللہ! مجھ کو اور

www.toobaaelibrary.com

میری اولاد کو بتوں کی عبادت سے بچا (۲) اور لوگوں کے دلوں میں ان کی محبت ڈال دے اور تیسری دعا یہ کہ یا اللہ! ان کو پھلوں کا رزق عطا فرما اور اس شہر کے رہنے والوں کو امن عطا فرما اللہ نے تینوں دعاؤں کو قبول فرمایا۔

تینوں دعائیں قبول ہوئیں

حضرت ابراہیم علیہ السلام قربانی والے تھے اللہ کے لئے سب کچھ قربان کر چکے تھے اللہ تعالیٰ قربانی والوں کی دعائیں قبول فرماتے ہیں جو اللہ کے لئے اپنے مال، جان، وقت، عزت، راحت و آرام، عیش و عشرت کی قربانی دیتے ہیں ان کی دعاؤں میں تاثیر کچھ اور ہوتی ہے اور ہمارے جیسے نکمے جو مال اور اولاد کی قربانی تو دور کی بات اللہ کے لئے اپنے نفس اور خواہشات کی قربانی دینے کے لئے تیار نہیں ہوتے ان کی دعاؤں میں یہ تاثیر نہیں ہوتی جو قربانی دینے والوں کی دعاؤں میں تاثیر ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مکہ اور اس کی اردگرد کی جگہ کو حرم قرار دے دیا یہاں تک کہ زمانہ جاہلیت میں وہ عرب کہ جن کی فطرت میں انتقام داخل تھا جن کا خیال یہ تھا کہ اگر دشمن سے انتقام نہ لیا جائے تو مقتول کی روح بے چین رہتی ہے۔ وہ بھی جب اپنے سگے بھائی اور باپ کے قاتل کو حرم میں دیکھ لیتے تھے تو اس سے انتقام نہیں لیتے تھے اللہ نے وہاں ایسا امن کا ماحول پیدا فرما دیا، کسی جانور کا شکار کرنا وہاں حرام قرار دے دیا اللہ تعالیٰ نے یہ بھی دعا قبول فرمائی۔ اور دوسری دعا کی اے اللہ! لوگوں کے دلوں میں ان کی محبت ڈال دے تو اللہ تعالیٰ نے اس سرزمین کی محبت بھی لوگوں کے دلوں میں ڈال دی، کعبہ کی محبت بھی دلوں میں ڈال دی اور کعبہ کے خادموں کی محبت بھی ڈال دی اور ایسی محبت ڈال دی گویا کہ کعبہ لوگوں کے دلوں میں مقناطیس کی حیثیت رکھتا ہے جیسے مقناطیس لوہے کو اپنی طرف کھینچتا ہے ایسے کعبہ لوگوں کو اپنی طرف کھینچتا ہے، جتنی بار زیارت کرتا ہے اتنی ہی اس کی پیاس اور طلب بڑھتی ہے اور تیسری دعا یہ فرمائی کہ اے اللہ ان کو پھلوں کا رزق عطا فرمائیے تو اللہ نے یہ دعا بھی قبول فرمائی۔

غور کیجئے کہ کن حالات میں اور کس مقام پر یہ دعا کر رہے ہیں اس مقام پر جہاں کوئی پھل پیدا ہی نہیں ہوتا اے اللہ! تو ان کو پھلوں کا رزق عطا فرما اور اللہ نے ان کو پھلوں کا رزق عطا فرمایا آج تو آپ کہہ سکتے ہیں کہ نقل و حمل کے ذرائع بڑی ترقی کر گئے ہیں ہوائی جہاز، بحری جہاز، گاڑیاں، کاریں وغیرہ لیکن وہ زمانہ جب کہ ان میں سے کوئی چیز بھی نہیں تھی اس وقت بھی مکہ والوں کو پھلوں کا رزق ملتا تھا ایک پھل طائف میں پیدا ہوتا اللہ نے طائف والوں کے دل میں بٹھا دیا کہ اگر تمہارے باغ کا پہلا پھل مکہ والے کھائیں گے تو تمہارے پھلوں کے باغ میں برکت ہوگی چنانچہ وہ پھل طائف والوں کو میسر نہیں آتا تھا بلکہ مکہ والے کھا رہے ہوتے تھے اللہ تعالیٰ نے تینوں دعائیں قبول فرمائیں۔

www.toobaaelibrary.com

قریش کا پیشہ تجارت اور عزت و اکرام

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی دعاؤں میں فرمایا کہ ایسی جگہ ہے جہاں پر کچھ بھی نہیں پیدا ہوتا تو یہاں کے لوگوں کا ذریعہ معاش کیا ہوگا تو نبی اکرم ﷺ کے جد امجد ہاشم نے لوگوں کو تجارت کا مشورہ دیا چنانچہ انہوں نے اس مشورہ کو اپنا لیا گرمیوں میں ان کا تجارتی قافلہ شام جاتا کیونکہ شام ٹھنڈا علاقہ تھا سردیوں میں ان کا تجارتی قافلہ یمن جاتا کیونکہ یمن گرم علاقہ تھا یمن کی چیزیں شام میں اور شام کی چیزیں یمن میں اور وہاں کی چیزیں یہاں اور مکہ کی چیزیں وہاں اِدھر سے اُدھر منتقل کر کے انہوں نے تجارت کو پھیلا لیا ان کے تجارتی قافلے یوں کہہ لیں کہ ایک لمیٹڈ کمپنی کی حیثیت رکھتے تھے مکہ کا ہر گھر اپنی حیثیت اور طاقت کے مطابق اس میں حصہ ڈالتا تھا جب تجارتی قافلہ واپس آتا تھا تو اس کے منافع پورے مکہ کے لوگوں میں تقسیم کئے جاتے یہ تجارتی قافلہ جب مکہ سے نکلتا ہر جگہ ان کو عزت اور تحفظ ملتا، استقبال ہوتا، عزت و تحفظ کی ایک وجہ یہ تھی کہ لوگوں کے ذہنوں میں تھا کہ یہ بڑوں کی اولاد ہے، قریش کی اولاد ہے تو اللہ نے لوگوں کے دلوں میں قریش کی عزت ڈالی ہوئی تھی جیسا کہ خود حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے کنانہ کو منتخب کیا اور کنانہ کی اولاد میں سے قریش کو منتخب کر لیا اور قریش کی اولاد میں سے خاص طور پر ہاشم کو منتخب کر لیا اور ہاشم کی اولاد میں سے خود مجھ محمد ﷺ کو منتخب فرمالیا۔

اس قبیلے کی لوگوں میں عزت تھی کہ یہ بڑوں کی اولاد ہے کہ ان کی حیثیت چوہدریوں اور وڈیروں کی سی نہیں تھی بلکہ پیرزادوں، مخدوموں اور سیدوں جیسی تھی پیر صاحب کے بیٹے ہیں، سید صاحب کے صاحبزادے ہیں، مخدوم کے بیٹے ہیں، اس حیثیت سے لوگ ان کی عزت کرتے تھے دوسری وجہ یہ تھی یہ کعبہ کے متولی تھے، کعبہ کے خادم اور مذہبی قیادت ان کے ہاتھ میں تھی اور تیسری وجہ یہ تھی کہ قریب ہی زمانہ میں ابرہہ نے لشکر لے کر مکہ پر چڑھائی کی تو اللہ تعالیٰ نے معجزانہ طور پر پرندوں کے جھنڈ بھیج کر ابرہہ کے لشکر کو تباہ و برباد کیا تو اس وجہ سے لوگوں کے دلوں میں قریش کی عزت اور بڑھ گئی لیکن وہ اس عزت سے دھوکہ کھا گئے کہ یہ عزت ہمارے کسی کمال کی وجہ سے ہے، ہمارے اندر کوئی ایسی خصوصیت اور خاصیت پائی جاتی ہے جس کی وجہ سے ہماری عزت ہے وہ یہ بات بھول گئے کہ ہماری عزت کعبہ کی نسبت کی وجہ سے ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نسبت کی وجہ سے ہے چنانچہ وہ گھمنڈ اور تکبر کا شکار ہو گئے۔

بعض اوقات تعریف تکبر کا سبب بن جاتی ہے

جیسے بعض اوقات ہو جاتا ہے کہ جن لوگوں کو عزت مل جاتی ہے تو وہ کبھی کبھی گھمنڈ اور تکبر کا بھی شکار ہو جاتے ہیں سوچنے لگتے ہیں کہ میری ذات میں کوئی کمال ہے جس کی وجہ سے سارے لوگ میرا استقبال کرنے لگے ہیں۔ تو بعض

www.toobaaelibrary.com

اوقات تعریف وتوصیف سے دماغ خراب ہوجاتا ہے۔اس لئے بڑا ڈرنے کا مقام ہے کہ جب لوگ مصافحہ کررہے ہوں، دعاؤں کی درخواست کررہے ہوں، حضرت حضرت کہہ رہے ہوں۔ مجھے ایک واقعہ بڑا یاد آتا ہے جو اپنے حضرت استاذ محترم سے سنا ہے کہ جس زمانے میں ختم نبوت کی تحریک چل رہی تھی بھٹو صاحب کے دور میں مجلس عمل بنی تھی اور اس کے صدر تھے محدث العصر حضرت مولانا محمد یوسف بنوری نور اللہ مرقدہ بڑے اللہ والے انسان تھے اللہ پاک نے علم وعمل سے نوازا تھا اب ظاہر ہے کہ پورے ملک میں جلسے نکلتے تھے،جلوس نکلتے تھے تقریریں ہوتی تھیں، نعرے بھی لگتے تھے،تعریفیں بھی ہوتی تھیں،زندہ باد بھی کہا جاتا تھا تو حضرت مولانا عزیز گل صاحب رحمۃ اللہ علیہ اسیر مالٹا حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کے خادم خاص وہ بڑی عمر کے تھے حضرت بنوری ان کے مقابلے میں بچے تھے وہ پیار میں حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ کو یوسف جان کہتے تھے جب ان کو اطلاع ملی کہ اس طرح جلسے جلوس ہوتے ہیں اور اس میں یوسف بنوری شریک ہوتے ہیں تو حاضرین سے کہنے لگے کہ مجھے ڈر لگتا ہے کہ کہیں یوسف جان کا دماغ نہ خراب ہوجائے نعرے سن کر،تعریفیں سن کر، استقبال دیکھ کر تو حاضرین میں سے کسی نے کہا کہ ان کا دماغ کیسے خراب ہوسکتا ہے میں نے ان کو خود کہتے سنا ہے کہ میں تو کتے سے بھی بدتر ہوں تو جس شخص کا یہ تصور ہو کہ میں ان جانوروں سے بھی گھٹیا ہوں اس کا دماغ ان نعروں سے کیسے خراب ہوگا یہ اللہ والے بھی بڑی عجیب نظر رکھنے والے ہوتے ہیں عجیب بات فرمائی مولانا عزیز گل رحمۃ اللہ علیہ نے کہ زبان سے ایسے الفاظ کہہ دینا آسان ہوتا ہے،زبان سے ایسا کہہ دینا آسان ہے ہم میں سے بہت سارے ایسے ہیں کہ جو اپنے آپ کو کہہ دیتے ہیں کہ میں بڑا گنہگار ہوں، بڑا حقیر، بڑا فقیر ہوں، خطاکار ہوں، خاکسار ہوں، زبان سے کہہ دیتے ہیں زبانی جمع خرچ اور سمجھتے ہیں کہ میں بڑا متواضع انسان ہوں کہ دیکھو میں اپنے آپ کو کیا کہہ رہا ہوں میں بڑا گنہگار انسان ہوں مزا تو تب ہے کہ جب کوئی دوسرا کہے کسی گناہ کی نشاندہی کرے ارے تمہارے اندر یہ گناہ پایا جاتا ہے، یہ غلطی پائی جاتی ہے اقرار کرے کہ واقعی بھائی یہ غلطی پائی جاتی ہے میں درستگی کی کوشش کروں گا پھر تو مانا کہ دل کے اندر تواضع اور عاجزی ہے اور اگر دوسرے کے کہنے سے بھڑک اٹھے تو پتہ چلا کہ یہ جو اپنے کو گنہگار کہہ رہا ہے یہ دوسرے لوگوں کو بیوقوف بنانے کے لئے ،لوگوں کے دلوں میں اپنی قدر بڑھانے کے لئے لوگ کہیں کہ دیکھو ہمارے حضرت کے اندر کتنی عاجزی ہے، بہت پہنچے ہوئے ہیں پھر بھی اپنے آپ کو کہتے ہیں کہ میں کچھ بھی نہیں بعض اوقات جو اس قسم کی باتیں کہی جاتی ہیں وہ لوگوں کے دلوں میں اپنا مقام پیدا کرنے کے لئے اور لوگوں کو بیوقوف بنانے کے لئے اللہ کے ہاں اس قسم کی تواضع جو زبانی جمع خرچ پر مشتمل ہو وہ کسی کام کی نہیں اللہ کے ہاں تو وہ تواضع کہ دل سے اپنے آپ کو چھوٹا سمجھے،دل سے اپنے آپ کو حقیر سمجھے۔

تو عرض کررہا تھا کہ لوگوں نے جو قریش کا استقبال کیا اور ان کو تحفظ دیا اور ان کے تجارتی قافلے ملکوں ملکوں، شہروں شہروں گھومتے تھے اور کوئی ان سے تعرض نہیں کرتا تھا بلکہ لوگ ان کا استقبال کرتے، مہمان نوازی کرتے اس

www.toobaaelibrary.com

چیز نے قریش کے دماغ خراب کر دیئے، وہ تکبر کا شکار ہو گئے، قوم پرستی میں مبتلا ہو گئے اور بجائے اس کے کہ اس پر وہ اللہ کا شکر ادا کرتے اور خدا پرستی اختیار کرتے وہ بت پرستی میں لگ گئے اللہ پاک نے اس سورت میں ان کو اسی کی یاد دہانی کرائی ہے فرمایا کہ لِاِیْلٰفِ قُرَیْشٍ ① (قریش کو مانوس کر دینے کی وجہ سے) اٖلٰفِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّیْفِ ② (ان کو سردی اور گرمی کے سفر کے مانوس کر دینے کی وجہ سے انہیں چاہئے) کہ فَلْیَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَیْتِ ③ (اس گھر کے رب کی عبادت کریں) بیت اللہ کے رب کی عبادت کریں اللہ پاک نے مجھ گنہگار کو عمرے کی سعادت نصیب فرمائی تو ایک دن مغرب میں امام صاحب نے یہی سورہ قریش کی تلاوت کی، نماز میں اب بیت اللہ سامنے ہے اور یہ پڑھ رہے ہیں فَلْیَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَیْتِ اس گھر کے رب کی عبادت کرو جو یہ سامنے گھر ہے تو یہ پڑھتے ہوئے امام صاحب کی روتے روتے ہچکیاں بندھ گئیں وہاں تو یہ منظر سامنے تھا کہ اللہ کا گھر نظر آ رہا تھا فَلْیَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَیْتِ ③ ارے بے وقوف مت بنو، اپنے آپ کو بڑا نہ سمجھو، خود فریبی میں مبتلا نہ ہو جاؤ، خود پسندی کا شکار نہ ہو جاؤ تمہارے اندر کوئی ذاتی کمال نہیں ہے۔

دینی نسبت اور اس کے تقاضے

اور لوگوں کے اندر تمہاری جو عزت پائی جاتی ہے وہ اس گھر کی وجہ سے ہے ورنہ اس گھر سے تمہیں اگر نسبت نہ ہو تمہاری کوئی عزت نہیں اس نسبت کا خیال کرو۔ ہم میں سے بعض حضرات ایسے بھی ہیں کہ جن کو اللہ نے نسبت عطا فرمائی ہے مسجد کی نسبت، بعض کو اللہ نے قرآن کی نسبت عطا فرمائی، بعض کو مدرسے کی نسبت عطا فرمائی، بلکہ بعض کو منبر و محراب کی نسبت عطا فرمائی ایسے لوگوں کی اگر تعظیم کی جائے تو انہیں خود فریبی کا شکار نہیں ہونا چاہئے بلکہ یہ سمجھنا چاہئے ہماری ذات میں کوئی کمال نہیں بلکہ مسجد کی وجہ سے کہ یہ مسجد کے امام صاحب ہیں یہ اس مدرسہ کے مدرس صاحب ہیں، یہ قرآن کے عالم ہیں، قرآن کے قاری ہیں، قرآن کے مبلغ ہیں اس نسبت کی وجہ سے وہ لوگ عزت کر رہے ہیں حقیقت تو اللہ جانتے ہیں میں ڈرتا ہوں کہیں یہ بھی زبانی جمع خرچ نہ ہو جائے بعض اوقات تو اپنی ذات پر تعجب ہوتا ہے میں تو ان سب سے گیا گزرا، خالی ہاتھ لیکن یہ لوگ عزت کرتے ہیں قرآن کی وجہ سے، میں حقیقت بتاتا ہوں۔ بعض حضرات مصافحہ فرماتے ہیں تو مسئلہ بھی سمجھ لیجئے یہ مصافحہ کرنا کوئی درس قرآن کا حصہ نہیں اور نہ ہی یہ ضروری ہے جیسے جمعہ کا خطبہ سننا ضروری ہے۔ اگر اس کو لازمی اور ضروری سمجھ لیں گے تو یہ بدعت بن جائے گا کیونکہ غیر لازم چیز کو لازم سمجھ لیا۔ اور جو لوگ مصافحہ کرنے آتے ہیں تو دل میں نیت کر لیتا ہوں کہ یا اللہ! یہ جس گمان سے مجھ سے مصافحہ کر رہے ہیں اے اللہ! مجھے اس کے مطابق عمل والا بنا دے اور اکثر نیت یہ ہوتی ہے کہ یہ مصافحہ کرنے والے مجھ سے بہتر ہیں اسی لیے ہاتھ ملاتا ہوں کہ اس کی برکت اللہ تعالیٰ میری طرف منتقل فرما دے۔ تو عرض کر رہا تھا کہ جس شخص کو نسبت ہونے کی وجہ سے عزت

www.toobaaelibrary.com

ملے وہ کبھی دھوکہ کا شکار نہ ہو ورنہ اللہ تعالیٰ اس کو اوندھے منہ گرا دے گا۔ الحمدللہ اللہ کا لاکھ شکر ہے کہ اللہ نے جو اولاد عطا فرمائی ان کو دین کے علم سیکھنے سکھانے میں لگا رکھا ہے تو کبھی کبھی لوگ پوچھتے ہیں اور اپنے رشتہ داروں میں اور اپنے خاندان والوں میں میں واحد ہوں جو حافظ ہوں، قاری ہوں، عالم کہہ لیں، آپ نام نہاد قسم کا اکیلا، اب خاندان والوں کو تو یہی ہوتا ہے کہ بچے کہاں لگائے تو عرض کرتا ہوں کہ جس دین کی نسبت سے اللہ پاک مجھے روٹی دے رہا ہے، عزت دے رہا ہے ان شاء اللہ اولاد بھی اسی دین پر لگے گی نمک حرامی نہیں کروں گا، بے وفائی نہیں کروں گا مجھے تو عزت اللہ نے اس دین کی نسبت سے دی رزق اس دین کی نسبت سے دیا اور میں اپنی اولاد کو کہیں اور لگا دوں نہیں اپنی اولاد کے ساتھ یہ بے وفائی نہیں کریں گے جس شخص کو اللہ تعالیٰ دین کی نسبت سے، اللہ کے گھر کی نسبت سے، مدرسہ کی نسبت سے عزت عطا فرمائے اسے اس نسبت کا لحاظ رکھنا چاہئے اور کبھی گھمنڈ کا شکار نہیں ہونا چاہئے ورنہ خطرہ ہے کمال تو کیا سرے سے ایمان ہی سے ہی ہاتھ نہ دھو بیٹھے۔ دلوں کے بدلتے خیالات کے اندر تغیر آتے دیر نہیں لگتی۔

حضور ﷺ کی دعائیں

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ حضور ﷺ جو دعا کثرت سے پڑھتے تھے وہ دعا یہ بھی تھی یَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِیْ عَلٰی دِیْنِکَ اے دلوں کو بدلنے والے! میرے دل کو اپنے دین پر جمائے رکھنا۔ عرض کیا اے اللہ کے رسول! ﷺ کیا آپ کو اپنے دل کے بارے میں ڈر ہے کہ یہ دل بدل جائے گا، دین سے ہٹ جائے یہ آپ اتنی کثرت سے دعا کیوں فرماتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا یہ جتنے بھی دل ہیں چاہے تمہارے شوہر، تمہارے سرتاج، محمد رسول اللہ ﷺ کا دل ہو یا کسی اور کا دل سب دل اللہ کے قبضے میں ہیں وہ جدھر چاہے پھیر دے چاہے تو ہدایت کی طرف پھیر دے، چاہے تو گمراہی کی طرف پھیر دے اس لئے اللہ سے یہ دعا کثرت سے کرتے رہنا چاہئے۔ یَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِیْ عَلٰی دِیْنِکَ اے دلوں کے بدلنے والے اللہ! تو میرے دل کو دین سے نہ پھرنے دینا، دین پر جمائے رکھنا بالخصوص یہ زمانہ تو دلوں کے تغیرات کا زمانہ ہے، دلوں کے بدلنے کا زمانہ ہے صبح کچھ شام کو کچھ، صبح نیکی کے جذبات شام کو برائی کے جذبات، صبح ایمانی احساسات اور شام کو کفر کی طرف میلان۔ اس لئے آج کے زمانے میں یہ دعا کثرت سے پڑھنی چاہئے، تو عرض کر رہا تھا کہ جس کی نسبت کی وجہ سے یہ عزت ملی تو اس کی وجہ سے گھمنڈ کا شکار نہ ہوں ورنہ اللہ یہ نسبت بھی چھین سکتا ہے اور عزت بھی چھین سکتا ہے اس سلسلہ میں ہمارے لئے یہ زندہ مثال ہے۔ قریش اتنا بڑا خاندان، اتنا معزز خاندان، خاندانِ ابراہیم علیہ السلام سے تعلق رکھنے والا، خاندانِ اسماعیل علیہ السلام سے تعلق رکھنے والا وہ خاندان جس میں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ تشریف لائے جب یہ گھمنڈ میں مبتلا ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے دور دراز خطوں سے لوگوں کو بھیج دیا اور ان میں جو گھمنڈ کا شکار تھے ان کو

www.toobaaelibrary.com

عزت وقیادت اور ایمان سے محروم کردیا فرمایا کہ لِاِيْلٰفِ قُرَيْشٍ ۝١ اٖلٰفِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّيْفِ ۝٢ فَلْيَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ ۝٣ ارے اس گھر کے رب کی عبادت کرو۔ الَّذِيْٓ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ ۙ وَّاٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ ۝٤ (وہ رب جس نے ان کو بھوک میں کھلایا) ایسے وقت میں جب خوردونوش کا سامان دستیاب نہیں تھا۔

اللہ کے رزق دینے کا مطلب

اور آپ جانتے ہیں کہ اللہ نے ان کو کیسے رزق دیا ان کے دلوں میں ڈال دیا کہ ہم تجارت کریں گے قافلے لے کر گئے کبھی یمن کی طرف، کبھی شام کی طرف اللہ پاک نے اس میں برکت ڈال دی پھل بھی آئے اور پھلوں کا رزق بھی آیا اور اس کی برکت بھی آئی لیکن ایسا مت سوچئے کہ وہ اپنے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھے رہے اور ایسے ہی آسمان سے رزق برسنا شروع ہو گیا انہوں نے اپنی طاقت کے مطابق کوشش کی، تجارتی قافلے لے کر گئے اللہ پاک نے اس میں برکت دی لہٰذا اللہ کے رزق دینے کا مطلب یہ نہیں کہ انسان کچھ بھی نہ کرے اور اس انتظار میں بیٹھ جائے کہ اللہ کہیں سے کسی کو بھیج دے جو مجھے کچھ کھلا دے، نہیں اپنی طاقت کے مطابق کوشش کرے اللہ پاک اس پر رزق کے دروازے کھول دے گا توکل یہ نہیں ہے کہ ہم لوگوں کی طرف دیکھتے رہیں کہ کوئی مجھے ہدیہ دے گا، کوئی نذرانہ دے گا، کوئی تحفہ پیش کرے گا تو ایسے طریقے سے میرے گھر کا خرچہ چلے گا، نہیں یہ توکل نہیں ہے اسلام نے اس کی اجازت نہیں دی توکل یہ ہے کہ جائز حد تک اسباب اختیار کرو، محنت کرلو، دوکان میں سامان رکھ لو، اچھے اخلاق اختیار کرلو، گاہک کو متوجہ کرنے والے سارے وسائل اختیار کرلو اور اس کے بعد اللہ کے سامنے ہاتھ پھیلا دو کہ یا اللہ! جو کچھ میرے اختیار میں تھا میں نے کر دیا اب گاہکوں کے دلوں کو متوجہ کرنا تیرا کام ہے۔

آج کا مسلمان بھکاری بن گیا

آج مسلمان بھکاری بن گیا توکل کا مطلب غلط سمجھ لیا۔ جتنے بھکاری مسلمانوں کے اندر ہیں اتنے بھکاری شاید کسی مذہب میں نہ پائے جاتے ہوں جہاں دیکھیں بھکاری ہیں، مسجدوں میں بھکاری، بازاروں میں بھکاری، گھر پر بھکاری، دوکانوں پر بھکاری ہر طرف بھکاری ہی بھکاری نظر آتے ہیں اور تحقیق کریں تو اکثریت مسلمانوں کی ہے اسلام نے تو یہ تعلیم نہیں دی تھی حضور اکرم ﷺ نے تو اس کی مذمت بیان فرمائی ہے کہ بھیک مانگنے والا قیامت کے دن ایسی حالت میں اٹھے گا کہ اس کے چہرے پر گوشت نہیں ہوگا۔ آج صنعت، تجارت، زراعت، ہر شعبہ پر کفار چھا گئے اور یہ ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھا ہوا ہے اگر کوئی اس نیت سے صنعت، تجارت، زراعت، کاروبار کرتا ہے تاکہ میں اس کے ذریعے سے کافروں پر چھا جاؤں اور جو کچھ مجھے اللہ اس میں سے نفع دے اس کو اللہ کے دین پر اللہ کے

www.toobaaelibrary.com

بندوں پر خرچ کروں تو پھر یہ صنعت، تجارت، ملازمت، محنت و مشقت یہ دنیا نہیں ہوگا دین ہوگا یہ عبادت ہوگی آپ ﷺ دنیا اور دین کا فرق مٹانے کے لئے آئے۔ آپ ﷺ نے دین و دنیا کا فرق کیسے مٹایا وہ یہ کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ نیت کا قبلہ درست کرلو دنیا بھی دین بن جائے گا پھر ٹوکری اٹھانا بھی دین، تجارت کرنا بھی دین، پھر ٹیکسی چلانا بھی دین، پھر بوٹ پالش کرنا بھی دین بن جائے گا، جھاڑو لگانا بھی دین، صنعت و تجارت یہ تو بہت بڑا دین ہے۔ اگر نیت درست ہو تو اللہ اس سے راضی ہوتا ہے۔

تو عرض کر رہا تھا کہ الَّذِیْٓ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ وہ بھوکے تھے میں نے ان کو کھلایا اور کیا وہ ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھے رہے اس انتظار میں کہ آسمان سے من وسلویٰ اتر تا رہے تیتر اور بٹیر آنے لگے اور پکی پکائی روٹیاں آنے لگیں یا گندم کی بوریاں اترنے لگیں نہیں اللہ نے ان کے دلوں میں ڈالا کہ تجارت کرو۔ تجارت کی تو اللہ نے اس میں برکت دی دوسری نعمت وَّاٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ ﴿۴﴾ اور اللہ پاک نے ان کو خوف میں امن عطا کیا قریش ایسی جگہ پر آباد تھے جہاں پر جنگل کا قانون تھا قبائل ہی قبائل اور قبائل میں خاندانی طاقت چلتی ہے۔ لیکن وہاں اللہ نے ان کو امن اور تحفظ عطا فرمایا خود اللہ نے سورۃ العنکبوت میں فرمایا: اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا اٰمِنًا وَّيُتَخَطَّفُ النَّاسُ مِنْ حَوْلِهِمْ کیا وہ دیکھتے نہیں کہ ہم نے حرم کو امن والا بنا دیا جب کہ اس کے ارد گرد سے لوگ اچک لئے جاتے تھے لیکن ان کو ہم نے امن عطا کیا۔ یہ دو نعمتیں اللہ پاک نے ذکر فرمائیں۔

پیٹ کا مسئلہ اور ایمان

یہ دو نعمتیں اللہ کی بہت بڑی نعمتیں ہیں رزق حلال ضروریات کے مطابق اور دوسرا امن سلامتی اور تحفظ بلکہ خواجہ فریدالدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ ان کا ایک واقعہ یاد آتا ہے بات تو شاید انہوں نے بطور مذاق اور لطیفہ کے کہی ہوگی لیکن ہے حقیقت پر مبنی۔ ان سے کسی نے پوچھا کہ حضرت دین کے ارکان کتنے ہیں فرمایا چھ ہیں اس نے کہا ہم نے تو پانچ سنے ہیں، ایمان، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، یہ چھٹا کون سا آ گیا فرمایا چھٹا پیٹ ہے، یہ بھی دین کا ایک رکن ہے رزق حلال کا ہونا بھی ضروری اگر رزق حلال نہیں ہوگا اور انسان پر مجبوری آ گئی تو پیٹ کو بھرنے کے لئے سب سے پہلے انسان جو چیز بیچے گا وہ اپنا دین بیچے گا، اپنی عزت و آبرو بیچ دے گا، ایمان بیچے گا۔ بات سمجھانے کے لئے عرض کرتا ہوں ایک صاحب نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم زمانہ جاہلیت میں کیسے بے وقوف لوگ تھے زمانہ جاہلیت میں سفر پر جارہا تھا اہلیہ سے کہا کہ کوئی چھوٹا موٹا بت دے دو جس کو اٹھانا آسان ہو ساتھ لے جاتا ہوں تاکہ کوئی مشکل پیش آئے تو اس کے سامنے دعا کرسکوں اس نے بہت تلاش کیا لیکن کوئی بت نظر نہیں آیا ضرورت ایجاد کی ماں ہوتی ہے اس نے آٹے کا ایک بت بنا دیا وہ آٹے کا بت اپنے ساتھ لے کر چلا گیا راستے میں زاد راہ ختم ہوگیا اور

www.toobaaelibrary.com

بھوک نے خوب ستایا اور جب زندگی خطرے میں پڑ گئی تو آجا کے نظر اپنے اسی بت پر جاتی تھی کہ یہ کھالوں تو ایک دن تو زندہ رہ سکوں گا چنانچہ کہنے لگا کہ حضور ہماری حماقت دیکھئے کہ جن کی ہم عبادت کرتے تھے میں اسی کو کھا گیا جو پاخانے کی صورت میں نکل بھی گیا۔ تو چنانچہ انسان پر جب بھوک آتی ہے تو سب سے پہلے وہ جس چیز کو بیچتا ہے وہ اپنے ایمان اور دین کو بیچتا ہے اسی لئے رسول اقدس ﷺ نے فرمایا کَادَ الْفَقْرُ اَنْ یَّکُوْنَ کُفْرًا ہوسکتا ہے کہ فقر اور غربی انسان کو کفر تک پہنچادے یہ پیسہ ایمان کا محافظ بھی ہے اور ایمان کے لئے خطرہ بھی ہے۔ کبھی کبھی میں طلبہ سے کہتا ہوں یہ جو بائیں طرف جیب بنائی ہے دل کے اوپر اس میں حکمت یہ ہے کہ اگر اس میں کچھ ہو تو دل بھی مضبوط رہتا ہے ایمان بھی مضبوط رہتا ہے اور اگر جیب خالی ہو تو ہم تو ایسے کمزور ہیں کہ ایمان بھی ڈانواں ڈول ہو جاتا ہے یہ ایمان کا محافظ بھی ہے، عزت کا محافظ ہے، آبرو کا محافظ ہے، پیسے کو اتنا برا مت کہو اس میں اللہ تعالیٰ نے دین و دنیا کے بہت سارے فائدے رکھے ہیں یہ دین کا محافظ ہے تو دوسری طرف دین کا ڈاکو بھی ہے۔ بعض دفعہ انسان اسی کی خاطر ایمان کو چھوڑ دیتا ہے۔ میں نے اکثر دیکھا دینی جماعتوں میں جہاں کوئی جھگڑا ہو گیا اب تو مجھے تحقیق کرنے کی ضرورت ہی نہیں ورنہ تحقیق کی تو پوچھا کہ جھگڑے کی وجہ کیا بنی پتہ چلا کہ پیسے کا جھگڑا ہے۔ بنیاد پیسہ یا عہدہ اور منصب ان دونوں کی خاطر جماعتیں قربان کر دی جاتی ہیں، مقاصد قربان کر دئے جاتے ہیں، ایمان کو قربان کر دیا جاتا ہے۔ یہ دو بہت بڑی نعمتیں ہیں رزق حلال ضرورت کے مطابق مل جائے اور اس کے لئے کوشش کرنا چاہئے تو کوشش کرنا نیک نیتی کے ساتھ ہو یہ عبادت میں شامل ہے اس سے اللہ کی رحمت متوجہ ہوتی ہے اور دوسری چیز امن، تحفظ، سلامتی یہ بھی اللہ پاک کی بہت بڑی نعمت ہے۔

بدامنی اور بدسکونی کا سبب

امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو شخص اللہ کے حکم کو قبول کرے گا اور اللہ کی عبادت کرے گا اللہ پاک اس کو دنیا میں امن عطا فرمائے گا اور جو شخص اللہ کی نافرمانی کرے گا اللہ پاک اس سے دنیا کا امن بھی چھین لے گا۔ اور آخرت کا امن بھی چھین لے گا اگر آپ غور فرمائیں تو آج ہم اللہ کی نافرمانی کی وجہ سے دو نعمتوں سے محروم ہوتے جارہے ہیں۔ چند گھرانوں، چند خاندانوں، چند افراد کو مت دیکھئے وہ خوشحال ہیں، ان لوگوں کو دیکھئے جن کے ہاں صبح چولہا جلتا ہے اور شام کو نہیں جلتا، مہنگائی، بے روزگاری، غربت، پسماندگی عام ہوتی جارہی ہے اور امن اور تحفظ عنقاء ہو گیا ہے نہ کوئی دوکان میں محفوظ، نہ مکان میں محفوظ یہاں تک کہ مسجد میں بھی محفوظ نہیں۔ امن اور سلامتی اور تحفظ نہ رہا ہر شخص عدم تحفظ اور خوف کا شکار ہے اور یہ بھی جان لیجئے یہ جو کہا کہ میری عبادت کیجئے۔ وہ عبادت کیا ہے؟ عبادت یہ ہے کہ آخری حد تک اللہ کے سامنے اپنے آپ کو جھکا دینا، اللہ کے حکموں کے سامنے اپنے آپ کو جھکا دینا، صرف

www.toobaaelibrary.com

نماز ہی عبادت نہیں زندگی کے ہر شعبے میں اپنے آپ کو جھکا دینا یہ عبادت ہے، خواہ وہ معیشت کا شعبہ ہو، خواہ وہ معاشرت کا شعبہ ہو، خواہ وہ اقتصادیات کا شعبہ ہو۔ اپنے آپ کو اللہ کے حکم کے سامنے جھکا دے تو پھر اللہ پاک یہ دو نعمتیں عطا فرمائے گا ایک رزق حلال کی نعمت اور دوسری امن وسلامتی کی نعمت۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو یہ دونوں نعمتیں عطا فرمائے۔ آمین

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

www.toobaaelibrary.com

سُوۡرَةُ الۡمَاعُوۡنِ مَكِّيَّة

موضوع

ریاکار کی مذمت

www.toobaaelibrary.com

اٰیَاتُھَا ۷ (۱۰۷) سُوْرَۃُ الْمَاعُوْنِ مَکِّیَّۃٌ (۱۷) رُکُوْعَاتُھَا ۱

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

اَرَءَیْتَ الَّذِیْ یُکَذِّبُ بِالدِّیْنِ ۝۱ فَذٰلِکَ الَّذِیْ یَدُعُّ الْیَتِیْمَ ۝۲ وَلَا یَحُضُّ عَلٰی
طَعَامِ الْمِسْکِیْنِ ۝۳ فَوَیْلٌ لِّلْمُصَلِّیْنَ ۝۴ الَّذِیْنَ ھُمْ عَنْ صَلَاتِھِمْ سَاھُوْنَ ۝۵
الَّذِیْنَ ھُمْ یُرَآءُوْنَ ۝۶ وَیَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ ۝۷

ترجمہ:...... کیا تم نے اُسے دیکھا جو جزا و سزا کو جھٹلاتا ہے؟ (۱) وہی تو ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے (۲) اور مسکین کو کھانا دینے کی ترغیب نہیں دیتا۔ (۳) پھر بڑی خرابی ہے اُن نماز پڑھنے والوں کی جو اپنی نماز سے غفلت برتتے ہیں۔ (۴-۵) جو دِکھاوا کرتے ہیں۔ (۶) اور دُوسروں کو معمولی چیز دینے سے بھی انکار کرتے ہیں۔ (۷)

ابولہب کی صفات

یہ سورۃ الماعون ہے اکثر حضرات کہتے ہیں کہ یہ مکی ہے مکہ میں نازل ہوئی بعض حضرات کہتے ہیں مدنی ہے ایک قول یہ ہے کہ آدھی سورت مکہ میں اور آدھی مدینہ میں نازل ہوئی اس میں کل سات آیات ہیں۔ اس سورت میں اللہ نے ایک شخص کا تذکرہ کیا ہے جو جزاء کے دن کو جھٹلاتا ہے اور یتیموں کو دھکے دیتا ہے اور مسکینوں کو کھانا کھلانے کی ترغیب نہیں دیتا لیکن اللہ نے اس شخص کا نام ذکر نہیں کیا کہ یہ کون شخص ہے؟ اکثر مفسرین فرماتے ہیں کہ یہ ابولہب ہے۔ بیت اللہ کے جو مالی وسائل تھے ان کا متولی تھا، خزانچی تھا اور بیت اللہ کے سلسلے میں جو مال جمع کیا جاتا تھا اس کا مقصد صرف بیت اللہ کی تعمیر نہیں تھا بلکہ ان کا ایک مقصد یہ بھی تھا کہ یتیموں کی خبر گیری کی جائے، مسکینوں کو کھانا کھلایا جائے، مسافروں کا خیال رکھا جائے، ان کی خدمت کی جائے لیکن یہ شخص اس کے برعکس کرتا تھا۔

صفات ذکر کیں، نام کا تذکرہ کیوں نہیں کیا؟

تو قرآن نے اس شخص کی صفات تو بتلائیں، اس کی گندی عادتیں تو ذکر کیں، برے اخلاق تو بیان فرمائے لیکن اس کا نام ذکر نہیں کیا اور قرآن کا یہی انداز ہے۔ قرآن اکثر صفات، اخلاق، اعمال، عادات ذکر کر دیتا ہے لیکن نام

www.toobaaelibrary.com

ذکر نہیں کرتا۔ میرے ناقص مطالعہ کے مطابق حضور اکرم ﷺ کے زمانے میں جو کفار اور مشرکین آپ کے دشمن تھے ان میں سے ابولہب کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے کسی کا نام لے کر مذمت بیان نہیں فرمائی اور میری ناقص سوچ یہ ہے کہ قرآن ایسے اس لیے کرتا ہے کہ قرآن کی تعلیم یہ ہے کہ گناہ سے نفرت کرو گنہگاروں سے نفرت نہ کرو کسی خاص شخصیت کی نفرت دل میں بٹھانا مقصود نہیں ہے بلکہ اس شخص کے اندر جو بری عادات اور اعمال پائے جاتے ہیں ان سے نفرت دلانا مقصود ہے۔ اگر قرآن نام لے کر کسی کافر، کسی مشرک، کسی ظالم کی برائی بیان کرتا تو ہم لوگ کہتے کہ یہ تو فلاں کی برائی ہے اور اب بھی جو سورتوں کا شانِ نزول بیان کیا جاتا ہے تو اس کی وجہ سے بعض حضرات یہ کہہ کر اپنے آپ کو مطمئن کر لیتے ہیں کہ یہ آیت تو ابوجہل کے بارے میں نازل ہوئی، یہ آیت تو ابولہب کے بارے میں نازل ہوئی، یہ تو عبداللہ بن ابی کے بارے میں، یہ فلاں اور فلاں کے بارے میں نازل ہوئی یہ کہہ کر اپنے آپ کو مطمئن کر لیتے ہیں ورنہ آپ حضرات قرآن کا مطالعہ کریں تو جو بات میں اکثر عرض کرتا رہتا ہوں کہ قرآن زندہ اور تازہ کتاب ہے قرآن پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جیسے قرآن آج نازل ہوا، قرآن نے جن جن کرداروں کا ذکر کیا ہے تو وہ کردار آج پندرہویں صدی میں اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے، کفر و شرک کرتے، ظلم کرتے دکھائی دیتے ہیں اور قرآن یہی چاہتا ہے۔ عبداللہ بن ابی سے نفرت کرنے سے کیا ہوگا اس کے کردار و اعمال سے نفرت کرو ابولہب اور ابوجہل کو گالیاں دینے سے کیا ہوگا ان کے کردار سے، ان کے برے اخلاق سے، برے اعمال سے اپنی حفاظت کرو۔

قرآن عمل کی نیت سے سننا چاہیے

یہاں میں آپ حضرات سے گذارش کروں گا کہ جب قرآن کی کوئی آیت پڑھی جائے اور اللہ پاک سمجھنے کی توفیق عطا فرما دیں یا مجلس درس میں بیٹھے ہیں جس میں کوئی آیت سمجھی یا سمجھائی جائے تو عمل کی نیت ضرور کر لیا کریں۔ برے لوگوں کا ذکر ہو تو ان کی صفات اور کردار سے بچنے کا دل میں ارادہ ضرور کر لیا کریں اس سے بچنے کی کوشش بھی کریں اور اگر اچھے لوگوں کا ذکر ہو تو اللہ تعالیٰ سے دعا بھی کر لیا کریں اور ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی نیت بھی ضرور کر لیا کریں۔ ارے اللہ کے بندو! نیت تو کر لیا کریں کہ میں کوشش کروں گا توفیق دینے والی ذات تو اللہ کی ہے ممکن ہے کہ اللہ پاک توفیق دے دیں وہ دعا قبول ہو جائے، وہ تمنا قبول ہو جائے عمل کی نیت ضرور کر لیا کریں اس سورت میں ابولہب کا ذکر ہے یا ابوجہل کا لیکن جو ان کے اخلاق و اعمال و عادات بتائی گئی ہیں دل میں نیت بھی ضرور کریں کہ میں ان سے بچوں گا دعا بھی کرتا رہے کہ اے اللہ! تو میرے لیے بچنا آسان کر دے۔ فرمایا اَرَءَیْتَ قرآن کا یہ بھی انداز ہے آپ جگہ جگہ دیکھیں گے، پڑھیں گے قرآن میں اللہ فرماتا ہے اَرَءَیْتَ۔ اَرَءَیْتُمْ یہ وہاں استعمال کیے جہاں تعجب کے ساتھ یا نفرت کے ساتھ کسی کی طرف متوجہ کرنا مقصود ہوتا ہے، کہیں تو تعجب کے ساتھ اَلَمْ تَرَ

www.toobaaelibrary.com

كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِأَصْحٰبِ الْفِيْلِ ① کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ تیرے رب نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا کیا؟ اَرَءَيْتَ الَّذِيْ يُكَذِّبُ بِالدِّيْنِ ① کیا آپ نے اس شخص کو نہیں دیکھا جو روز جزاء کو جھٹلاتا ہے؟ اب اس شخص کے اعمال وکردار کی نفرت دل میں بٹھانا مقصود ہے۔

دین کے کئی معانی آتے ہیں

دین کس کو کہتے ہیں؟ عربی زبان میں دین کے بہت سارے معانی آتے ہیں قانون، ملت، جزاء، ملکیت، مذہب، عادت، سیرت، فرمانبرداری، پرہیزگاری اور بہت سے معانی لغت کی کتابوں میں لکھے ہیں زیادہ تر مفسرین نے دین کا جو معنی کیا ہے وہ جزاء ہے۔ یہ جزاء کے دن کو جھٹلاتا ہے سورۂ فاتحہ میں بھی یہی معنی ہیں اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ وہ جزاء کے دن کا مالک ہے، حساب کے دن کا مالک ہے، قیامت کے دن کا مالک ہے، یہ شخص جزاء کے دن کا، حساب وکتاب کے دن کا انکار کرتا ہے اس شخص کے اس انکار نے اس کے دل کو سخت کر دیا، اس کو گناہوں پر جری کر دیا۔ یاد رکھیں میں قیامت پر حقیقی ایمان کی بات کر رہا ہوں ہمارا جو ایمان ہے رسمی ایمان ہے، کتابی ایمان، لفظی ایمان، ظاہری ایمان میں ایسے ایمان کی بات نہیں کر رہا ہوں۔

آخرت کا خوف گناہوں سے روک دیتا ہے

قیامت پر جو حقیقی ایمان ہے یہ دل کے اندر خوف پیدا کرتا ہے، یہ ہاتھوں کو ظلم سے روک دیتا ہے، یہ پیروں کو گناہوں کی طرف جانے سے روک دیتا ہے، یہ گندی جگہ کی طرف نظر اٹھانے سے آنکھوں کو جھکا دیتا ہے، اونچا بول بولنے سے زبان کو بند کر دیتا ہے، گونگا بنا دیتا ہے اگر واقعی حقیقی ایمان ہے۔

یہ شخص جس کے کردار کا اللہ پاک تذکرہ کر رہے ہیں قیامت کے انکار نے اس کے دل کو سخت کر دیا اب یہ کیا کرتا ہے؟۔

یتیم کے ساتھ شفقت کا معاملہ

فَذٰلِكَ الَّذِيْ يَدُعُّ الْيَتِيْمَ ② (یہ وہ شخص ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے)

ایک بات ذہن میں آ گئی قرآن ایک لفظ استعمال کرتا ہے جو شخص عربی نہیں جانتا وہ لفظ سن کر کچھ نہ کچھ معنی کا اندازہ کر لیتا ہے یہ لفظ کس طریقہ سے پڑھا جا رہا ہے يَدُعُّ الْيَتِيْمَ سختی کیساتھ اب یہ لفظ بتا رہا ہے کہ اس میں کوئی سختی والا معنی پایا جا رہا ہے فَذٰلِكَ الَّذِيْ يَدُعُّ الْيَتِيْمَ یہ یتیم کو دھکے دیتا ہے یہی لفظ قرآن میں دو دفعہ آیا

www.toobaaelibrary.com

ہے یُدَعُّوْنَ اِلٰی نَارِ جَهَنَّمَ دَعًّا، اب یہ الفاظ، ان کا لہجہ، ان کا انداز، ان کا اسلوب یہ بتا رہا ہے کہ ان میں کچھ سختی پائی جا رہی ہے۔

اللہ فرماتے ہیں قیامت کے دن جہنم کی آگ کی طرف ان کو دھکے دے دے کر لایا جائے گا، آنا نہیں چاہیں گے، اٹکیں گے، لیکن اللہ فرماتے ہیں کہ ان کو کھینچ کر جہنم کی طرف لایا جائے گا چیخیں گے، چلائیں گے غلطی ہو گئی، ایک مرتبہ مہلت دی جائے آگ کی بھڑک کو سنیں گے، عذاب کی بد بو سونگھیں گے، فرشتوں کی آواز سنیں گے، جہنمیوں کی چیخ و پکار سنیں گے، نہیں جانا چاہیں گے اللہ فرماتا ہے کہ ان کو کھینچ کر جہنم کی طرف لایا جائے گا تو یہی لفظ یہاں بھی استعمال ہوا ہے فَذٰلِكَ الَّذِيْ يَدُعُّ الْيَتِيْمَ یہ شخص یتیم کو دھکے دیتا ہے جبکہ اللہ اور، اللہ کے رسول نے یتیم کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کا حکم دیا ہے۔ اللہ نے جو قرآن کریم میں یتیم کے حقوق کے احساس دلانے کے لیے اور دلوں کو جھنجوڑنے کے لیے، سوئے ہوئے ضمیروں کو بیدار کرنے کے لیے اور سخت دلوں پر دستک دینے کے لیے جو الفاظ استعمال فرمائے ہیں پڑھتے پڑھتے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں کہ یا اللہ! اس سے بچا لے۔ سورہ نساء میں فرمایا وَلْيَخْشَ الَّذِيْنَ لَوْ تَرَكُوْا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّةً ضِعٰفًا

جو لوگ یتیموں پر ظلم کرتے ہیں وہ بھی اس انداز سے سوچیں کہ اگر میں مر جاؤں اور میرے چھوٹے چھوٹے بچے بچ جائیں تو میرے دل میں ان کے لیے کیا احساسات ہوں گے، میں ان کے لیے کیا سوچوں گا اگر کوئی ظلم کرے تو میرے جذبات کیا ہوں گے چھوٹے چھوٹے بچے اور باپ کا سہارا اٹھ گیا ذرا ایک لمحے کے لیے سوچیں، خود ہی تصور کریں کہ میرے بچے دھکے کھا رہے ہیں وہ ابا نہیں رہا جو شفقت کا ہاتھ رکھے۔ تھوڑا سا یہ بھی سوچیں کہ یہ بچہ یتیم ہے جس پر ظلم کر رہے ہو۔ اس کا بھی باپ تھا حالات اور حوادث نے اس کے سر سے باپ کا سایہ اٹھا لیا اللہ بسا اوقات یہ حالات اور حوادث اس لیے پیدا کرتا ہے تاکہ دوسروں کو آزمائے کہ وہ حالات اور حوادث اور یتیموں کا خیال کرتے ہیں یا نہیں، بھوکوں کو کھلاتے ہیں یا نہیں۔

حضور ﷺ نے یتیموں کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا

اللہ کے نبی نے تو حسن سلوک کا حکم دیا۔ مسلم کی حدیث ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: اَنَا وَ كَافِلُ الْيَتِيْمِ لَهٗ اَوْ لِغَيْرِهٖ۔ میں اور یتیم کا کفیل خواہ اپنی اولاد ہو یا کسی اور کی، جنت میں ایک ساتھ ہوں گے۔

ہمارے آقا رسول اللہ ﷺ کمزوروں کو اٹھانے کے لیے آئے تھے، یتیموں کے سر پر شفقت کا ہاتھ رکھنے آئے تھے مظلوموں کو حق دلانے کے لیے آئے تھے، ہاں ہمارے نبی صرف نماز، روزے، حج کی تلقین کرنے کے

www.toobaaelibrary.com

لیے نہیں آئے تھے بلکہ مظلوموں کے سر پر ہاتھ رکھنے کے لیے آئے تھے، جس کا کوئی باپ نہ ہوتا تو کہتے گھبرایئے نہیں محمد تمہارا باپ ہے آپ اس کے سر پر شفقت کا ہاتھ رکھتے تھے۔ مسند احمد کی حدیث ہے بیواؤں کی خبر گیری کیا کرو۔ ایک صاحب آئے اور درخواست کی کہ میرا دل سخت سا ہو گیا ہے قساوت سی ہے۔ کبھی دل سخت ہو جاتا ہے لیکن مستقل دل سخت ہو جائے خدا کی قسم! اس سے بڑا عذاب اور کوئی نہیں۔ لیکن کبھی کبھی تو معاملہ ہر ایک کے ساتھ پیش آسکتا ہے، تلاوت سنتا ہے دل نہیں لگتا، دل پر کوئی اثر نہیں ہوتا، وعظ سنتا ہے دل متاثر نہیں ہوتا، ذکر میں دل نہیں لگتا، دعا کرنے میں دل نہیں لگتا تو بھائی دل میں سختی محسوس ہوتی ہے صوفیاء کے ہاں اس کو قبض کہتے ہیں دل تنگ سا ہونے لگتا ہے۔ تو حضور سے درخواست کی کہ میرے دل میں کچھ سختی ہے اس کا کوئی علاج تو بتایئے کہ سختی دور ہو جائے تو اللہ کے نبی نے فرمایا کہ کسی یتیم کے سر پر ہاتھ رکھ دے، یوں یتیموں کے حقوق کی ترغیب دی جیسا کہ پہلے عرض کیا، جو بھی بات سنیں عمل کی نیت سے سنیں آج سے نیت کرلیں کسی یتیم کو تکلیف نہیں پہنچاؤں گا اگر ہو سکے تو اس کی کفالت کروں گا، اپنی بیٹی کے نکاح پر لاکھوں خرچ کرتا ہوں کسی یتیم بیٹی کے نکاح پر ہزاروں خرچ کروں گا اللہ پاک آسان فرمائے۔ آمین۔

مسکین کو کھانا کھلانا

وَلَا يَحُضُّ عَلَىٰ طَعَامِ الْمِسْكِينِ ﴿۳﴾ (اور یہ یتیم کو کھانا کھلانے کی ترغیب بھی نہیں دیتا)

خود بھی نہیں کھلاتا دوسروں کو بھی ترغیب نہیں دیتا، ارے بھوکوں کو کھلایا کرو، یتیموں کے سر پر شفقت کا ہاتھ رکھا کرو، بیواؤں کی خبر گیری کیا کرو، اس کو یہ کہنے کی توفیق بھی نہیں ہوتی۔ اصل میں جو بخیل ہوتے ہیں وہ چاہتے ہیں کہ سارے ہی لوگ بخیل بن جائیں تاکہ مال کا کوئی طعنہ نہ دیں۔

بخل کی مذمت

حضور اقدس ﷺ بخل سے اللہ کی پناہ مانگا کرتے تھے۔ جن چیزوں سے آپ پناہ مانگتے تھے ان میں سے ایک چیز بخل بھی ہے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْبُخْلِ۔ اے اللہ! میں بخل سے تیری پناہ مانگتا ہوں اللہ کے نبی نے فرمایا کہ بخل سے بڑی کوئی بیماری نہیں ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے عجیب روایت بیان کی ہے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا جب اللہ نے جنت کو پیدا فرمایا اور اس میں نعمتوں کو پیدا فرمایا، ایسی نعمتیں جو کسی آنکھ نے دیکھی نہیں اور جن کا خیال کسی دل میں پیدا نہیں ہوا تو اللہ نے جنت سے فرمایا بول! تو جنت بولی، قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ایمان والے کامیاب ہو گئے۔ تو اللہ نے فرمایا

www.toobaaelibrary.com

وَعِزَّتِیْ لَا یُجَاوِزُنِیْ اِلَّا فِیْكَ بَخِیْلٌ لیکن میری عزت کی قسم! بخیل کو تیرے اندر نہیں آنے دوں گا۔

جہاں خرچ کرنے کی ضرورت ہے وہاں بھی ہاتھ کو روک کر رکھتا ہے اور پیسوں کو گن گن کر رکھتا ہے کہ کہیں اس میں کمی نہ ہو جائے تو اللہ نے فرمایا کہ کسی کو یتیم پر خرچ کرنے کی ترغیب نہیں دیتا۔ اللہ نے یہی بات سورۃ الحاقہ میں بھی بیان فرمائی کہ بعض لوگ وہ ہوں گے جن کو نامۂ اعمال دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا اور بعض وہ ہوں گے جن کو نامۂ اعمال بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا اور جن کا نامہ اعمال بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا تو وہ کہے گا فَیَقُوْلُ یٰلَیْتَنِیْ لَمْ اُوْتَ كِتٰبِیَهْ کاش! کہ مجھے میرا نامۂ اعمال نہ ملتا وَلَمْ اَدْرِ مَا حِسَابِیَهْ ﴿۲۶﴾ اور مجھے پتہ بھی نہ چلتا کہ میرا حساب کیا ہے۔ یٰلَیْتَهَا كَانَتِ الْقَاضِیَةَ ﴿۲۷﴾ کاش کہ میرا قصہ ختم ہو جاتا۔ مَاۤ اَغْنٰى عَنِّیْ مَالِیَهْ ﴿۲۸﴾ میرے مال نے مجھے کچھ فائدہ بھی نہیں دیا، میری وہ عزت، میری وہ کرسی، میرے اقتدار نے مجھے کچھ نفع نہیں دیا۔ اللہ کی طرف سے حکم ہوگا کہ خُذُوْهُ پکڑو اس کو فَغُلُّوْهُ جکڑو ثُمَّ الْجَحِیْمَ صَلُّوْهُ جا کر اس کو جہنم میں ڈال دو، زنجیروں میں اس کو بند کرو، ستر ہاتھ لمبی زنجیروں میں بند کرو۔ کیا گناہ ہے اس کا؟ اِنَّهٗ كَانَ لَا یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ الْعَظِیْمِ کہ اللہ جیسی عظیم ہستی پر یہ ایمان نہیں رکھتا تھا۔ وَلَا یَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِیْنِ وہی الفاظ یہاں پر ہیں یہ یتیموں کو کھانا کھلانے کی ترغیب بھی نہیں دیتا تھا۔ فَلَیْسَ لَهُ الْیَوْمَ هٰهُنَا حَمِیْمٌ ﴿۳۵﴾

وَلَا طَعَامٌ اِلَّا مِنْ غِسْلِیْنٍ اس کا کھانا جہنمیوں کے زخموں کی پیپ ہے لَا یَاْكُلُهٗۤ اِلَّا الْخَاطِئُوْنَ اور اس کو جہنمیوں کے علاوہ کوئی نہیں کھائے گا۔ سورۂ مدثر میں اللہ نے فرمایا کہ مجرمین سے سوال کیا جائے گا کہ تمہیں جہنم میں کس چیز نے ڈالا تو وہ کہیں گے کہ لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّیْنَ وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِیْنَ ہم نماز نہیں پڑھتے تھے اور ہم یتیم کو کھانا نہیں کھلاتے تھے، نہ کھلاتے تھے، نہ دوسروں کو ترغیب دیتے تھے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اَلدَّالُّ عَلَى الْخَیْرِ كَفَاعِلِهٖ نیکی کی دعوت دینے والا، نیکی کی ترغیب دینے والا، نیکی کا راستہ دکھانے والا، دوسروں کو نیکی کی راہ پر چلانے والا ایسا ہے جیسے خود نیکی کرنے والا ہے۔ جس نے نیکی کا راستہ دکھایا اللہ ثواب اس کو بھی دے گا اس کے خزانوں میں تو کمی نہیں ہے وہ کرنے والے کو بھی ثواب دے رہا ہے اور راستہ دکھانے والے کو بھی ثواب دے رہا ہے۔

فَوَیْلٌ لِّلْمُصَلِّیْنَ ﴿۴﴾ الَّذِیْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ﴿۵﴾

ڈرنے کا مقام ہے میرے نمازی دوستو! یہاں اللہ نے جن لوگوں کا ذکر فرمایا ہے وہ لوگ ہیں جو بظاہر مذہبی لوگ تھے آپ سوچیں گے کہ ابولہب کہاں سے مذہبی آدمی تھا؟ یہ سب مذہبی لوگ تھے؟ کعبہ کے متولی؟ خادم، کعبہ کے بڑے تھے، کعبہ کی بناء پر ہی تو عزت ملی ہوئی تھی، قریش اپنی سوچ کے مطابق نماز بھی پڑھتے تھے، کعبہ کی تو بنیاد ہی نماز کے لئے رکھی گئی تھی، حضرت ابراہیم علیہ السلام جب اپنی بیوی کو اور دودھ پیتے بچے کو چھوڑ کر جا رہے تھے تو کیا کہہ

www.toobaaelibrary.com

رہے تھے لِيُقِيمُوا الصَّلٰوةَ اللہ! اس لئے چھوڑ کے جا رہا ہوں تاکہ یہ نماز کو قائم کریں۔ یہ ساری قربانی اور کعبہ کی تعمیر یہ تو نماز کیلئے ہوئی تھی یہ دنیا کیلئے نہیں ہوئی تھی۔ تو نماز یہ بھی پڑھتے تھے اپنی سوچ کے مطابق، اپنے نظریہ کے مطابق اللہ نے فرمایا فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ہلاکت ہے، عذاب ہے ان نمازیوں کیلئے جو صرف نماز پڑھ کر اپنے آپکو جنت کا ٹھیکے دار سمجھتے ہیں۔ دین تو ایک پورا نصاب ہے، صرف نماز تک محدود نہیں ہے پوری زندگی کو بدلنا ہوگا میرے بھائی، میرے دوست، اپنی تجارت کو، اپنی معیشت کو، اپنی معاشرت کو، اپنے اعمال کو، اپنے گھر کو، اپنی دوکان کو، اپنی سیاست کو، اپنے رویّوں کو، اپنی ترجیحات، سب کو بدلنا ہوگا۔

نماز سے غفلت اور اس کا اثر

الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ۝ (جو اپنی نمازوں سے غافل ہیں)

سہو کا معنی ہے بھول جانا آپ جانتے ہیں کہ سجدہ سہو نماز میں اس وقت کیا جاتا ہے جب کوئی نماز میں بھول جائے نماز میں بھول جانا اور چیز ہے اور نماز کو بھول جانا اور چیز ہے، نماز میں بھول جانا غیر اختیاری چیز ہے اس میں بھول جائے تو گناہ نہیں سجدہ سہو کرے تو نماز مکمل ہو جاتی ہے۔ نماز کو بھول جانا یہ قابل مذمت ہے ایک یہ کہ نماز کو چھوڑ دے، نماز پڑھتا ہی نہیں، نماز کی اہمیت ہی دل میں نہیں جبکہ اللہ کے نبی فرماتے ہیں کہ مسلمان اور کافر کے درمیان فرق کرنے والی چیز نماز ہے اور فرمایا کہ نماز دین کا ستون ہے، میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے یہ اللہ کے نبی فرمارہے ہیں اور مسلمان کے دل میں نماز کی اہمیت ہی نہیں، نماز کی عظمت ہی نہیں ہے تو نماز کو بھول جانے کی ایک صورت تو یہ ہے کہ نماز پڑھتا ہی نہیں، نماز کو چھوڑ دیتا ہے۔

نماز کو بھول جانے کی دوسری صورت یہ ہے کہ غفلت سے پڑھتا ہے، لاپرواہی سے پڑھتا ہے۔ دل میں نماز کی عظمت نہ ہونے کی وجہ سے اس کا حال یہ ہے کہ ثواب کی امید نہیں اور نہ پڑھے تو عذاب کا ڈر نہیں، بظاہر نماز میں ہے لیکن دل نماز میں نہیں نہ تو وقت کی پابندی، نہ دوام، نہ تسلسل جب شیطان کا غلبہ ہوا تو نہیں پڑھتا، اور جب پڑھتا ہے تو خشوع خضوع نہیں، اللہ کے ہاں جس ادب سے کھڑا ہوتا ہے اس سے کہیں زیادہ اپنے افسر کے سامنے کھڑا ہوتا ہے، دنیا کے کھوٹے سکوں کے مالک کے سامنے کھڑا ہوتا ہے، اپنے سیٹھ کے سامنے، فیکٹری کے مالک کے سامنے کھڑا ہوتا ہے جس ادب کے ساتھ اللہ کے سامنے کھڑا ہونا چاہیئے تھا اس ادب کے ساتھ کھڑا نہیں ہوتا ہے اب نماز میں کھڑا ہے کہیں کپڑے صحیح کر رہا ہے، اُدھر کھجلی، اِدھر کھجلی، جمائی پہ جمائی آرہی ہے اور نماز پڑھ رہا ہے۔ ان نمازیوں کے لیے جو اپنی نماز سے غافل ہیں اللہ نے فرمایا: یہ صفت یہ انداز یہ تو منافقین کا ہے مسلمان کا نہیں ہے۔

سورۂ نساء میں فرمایا: اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى

www.toobaaelibrary.com

جب نماز میں کھڑے ہوتے ہیں تو بے دھیانی، سستی، کاہلی، بے توجہی سے کھڑے ہوتے ہیں۔ چلو پڑھ ہی لیں لیکن عظمت دل کے اندر نہیں ہے، جب عظمت دل کے اندر نہیں تو نماز کا اثر بھی نہیں ہوتا زندگی بھر نماز کا کوئی اثر دکھائی نہیں دیتا، اخلاق میں اثر دکھائی نہیں دیتا، وہی کچھ جو بے نمازی کر رہے ہیں وہی نمازی بھی کر رہے ہیں جھوٹ بول رہے ہیں سودا بیچنے کے لئے دوسروں سے خیانت کر رہا ہے، بہتان لگا رہا ہے، چغلی کر رہا ہے، اسی طریقے سے اللہ معاف کرے ایسے لوگ نماز کو بدنام کرنے کا ذریعہ بن رہے ہیں کہ اس نمازی سے سودا نہ خریدنا، یہ ایسا ہے، یہ ویسا ہے کیا اس نے نماز کو بدنام نہیں کیا؟ جب نماز کی عظمت دل میں ہوگی تو نماز کا اثر سر سے لے کر پاؤں تک پورے جسم پر ہوگا ایک عجیب بات دل میں سوار ہے، ذہن پر چھائی ہوئی ہے، خیال اور تصور کی صورت میں ہے کہ نماز ایک طاقتور دوا ہے، ایک مقوی ٹانک ہے، ایک شفاء دینے والی دوا ہے ہمیں تو اس سے کچھ فائدہ نہیں ہوتا نہ اعمال میں، نہ اخلاق میں تو کوئی اثر ہی نہیں ہے، ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ ہر نماز اس کی ترقی کا ذریعہ بنے، ہر نماز اس کو مزید اللہ تعالیٰ کے قریب کردے اس لئے یاد رکھئے کہ اللہ تعالیٰ کے قرب کی کوئی انتہاء نہیں ہے بہت قرب حاصل ہوگا اس لئے کہ قرب کی کوئی انتہاء نہیں ہے انسانوں میں سب سے زیادہ اللہ کا قرب جس کو حاصل ہے وہ حضرت محمد ﷺ ہیں اور دنیا میں نچلا اور گھٹیا مرتبہ شیطان کا ہے اور ان کے درمیان ہزاروں نہیں لاکھوں مرتبے ہیں تو ہر نماز اس کو مزید اللہ کے قریب کرے گی جب کہ دل میں عظمت ہو۔

اخلاص کے بغیر عمل بے کار ہے

الَّذِينَ هُمْ يُرَآءُونَ ۝٦ (وہ جو کچھ دکھلاوا کرتے ہیں)

دل کے اندر اخلاص نہیں ہے، دکھاوا ہے۔ ہر نیکی کی بنیاد اخلاص ہے ہر دعوت کی بنیاد اخلاص ہے، نماز کی جان اخلاص ہے، روزے کی جان اخلاص ہے، عمرے کی جان اخلاص ہے، صدقے کی جان اخلاص ہے، جہاد کی جان اخلاص ہے، تدریس تبلیغ کی جان اخلاص ہے، اخلاص ہو تو وہ عمل جان والا ہوتا ہے۔ اللہ کے ہاں مقبولیت کے زیادہ لائق ہوتا ہے، اخلاص نہ ہو تو وہ عمل بیکار ہے اللہ کے ہاں اس کی کچھ بھی قدر و قیمت نہیں ہے اگر اخلاص ہو تو اللہ کے ہاں اس کی قدر و قیمت بڑھتی چلی جاتی ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ بخاری شریف کی پہلی روایت اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ اعمال کا دارومدار نیت پر ہے۔ جیسی نیت ہوگی ویسا عمل، اگر نیت کھوٹی ہے تو بڑے سے بڑا عمل بھی اللہ تعالیٰ کے ہاں کھوٹا، کھوٹا سکہ ہم قبول نہیں کرتے تو قیامت کے دن بھی کھوٹے اعمال نہیں چلیں گے ایسے اعمال جو اخلاص سے خالی ہوں، جو لوگوں کو دکھانے کے لئے کئے جائیں۔

www.toobaaelibrary.com

ریاکاری کا عذاب

مسلم شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ قیامت کے دن سب سے پہلے جن لوگوں کا فیصلہ ہوگا وہ تین شخص ہوں گے، تین قسم کے آدمی، تین جماعتوں کا فیصلہ ہوگا تین آدمی سب سے پہلے ہوں گے ان میں سے ایک شہیدوں کی جماعت اللہ ان سے پوچھے گا کہ میں نے تمہیں جوانی دی طاقت دی تم نے کہاں خرچ کی؟ تو وہ کہیں گے کہ ہم نے تیری راہ میں جہاد کیا کفار کے ساتھ لڑتے رہے، اور تیری راہ میں شہید ہو گئے تو اللہ پاک کہے گا نہیں! میری رضا کے لئے نہیں، میرے لئے جان قربان نہیں کی، بلکہ تم اس لئے لڑتے رہے تا کہ لوگ ہماری بہادری کے تذکرے کریں اور وہ ہو گئے، وہ مقصد تو حاصل ہو گیا لوگوں نے تمہاری بڑی تعریفیں کیں، لوگوں نے تو تمہارے نام کے بڑے بڑے نعرے لگائے، تذکرے تو ہو گئے، شہرت تو ہو گئی، جو تم چاہتے تھے۔

اللہ تعالیٰ سوال کریں گے کہ میں نے تمہیں زندگی دی تھی، قرآن کی نعمت دی تھی، تو کیا کرتا رہا؟ کہے گا یا اللہ! میں ساری زندگی قرآن پڑھتا رہا اور پڑھاتا رہا، اللہ فرمائیں گے کہ جھوٹ بولتا ہے، تم مجھے خوش کرنے کے لئے، مجھے راضی کرنے کے لئے قرآن نہیں پڑھتے تھے بلکہ تم اس لئے پڑھتے تھے کہ لوگ مجھے قاری کہیں، علامہ صاحب کہیں، اور مجھے دنیا کی عزت مل جائے اور وہ مل گئی۔

جس کو اللہ نے بے تحاشا مال و دولت عطا کی تھی اللہ اس سے پوچھے گا کہ دنیا میں بڑے فقیر، غریب لوگ تھے، تو نے اس روپے پیسے کو کہاں خرچ کیا؟ عرض کرے گا یا الٰہی! میں تیری راہ میں مال لٹاتا رہا، میں نے ہسپتال بنوایا، میں نے یتیم خانہ بنوایا، میں نے یہ کیا وہ کیا اللہ کہیں گے کہ یہ سب تو نے میرے لئے نہیں کیا بلکہ دنیا کو دکھانے کے لئے کیا، پھر ان تینوں کے بارے میں حکم ہوگا کہ ان تینوں کو پیشانی کے بل گرا دو اور تینوں کو گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دو، جو کچھ کیا میری رضا کے لئے نہیں کیا، بلکہ لوگوں کی رضا کے لئے کیا ہے۔

آپ جانتے ہیں کہ علم دین بڑی فضیلت والا عمل ہے، یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "جب طالب علم گھر سے نکلتا ہے تو چیونٹیاں بلوں میں، مچھلیاں پانی میں طالب علم کے لئے مغفرت کی دعا کرتی ہیں لیکن فرمایا کہ جس شخص نے دین کا علم، قرآن و حدیث کا علم دنیا کمانے کے لئے حاصل کیا وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں پائے گا، ریا ہر عمل کو باطل کر دیتا ہے۔

ارے! اچھی نیت اور اخلاص ایسی قیمتی چیز ہے کہ عمل کئے بغیر بھی اجر مل جاتا ہے اور دکھلاوا ایسی چیز ہے کہ عمل کرنے کے باوجود بھی کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

اچھی نیت کریں، یا اللہ! اگر مجھے اتنا مال مل گیا تو تیرے راستہ میں خرچ کروں گا، لیکن نیت پختہ، خالص اور

www.toobaaelibrary.com

سچی ہو۔

ایمان افروز واقعہ

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے کا واقعہ لکھا ہے واللہ اعلم بالصواب۔ایک غریب انسان جارہا ہے راستے میں ایک ریت کا ڈھیر دیکھا، دل میں آرزو پیدا ہوئی کہ یا اللہ! تو اگر مجھے اتنی دولت عطا فرمادے تو میں ساری تیرے راستہ میں لٹادوں۔نیت خالص اور سچی تھی، اللہ نے اپنے نبی علیہ السلام سے کہا کہ اس مسافر کو بتادو کہ میں نے تیرے نامۂ اعمال میں اس ڈھیر کے برابر سونا چاندی خرچ کرنے کا ثواب لکھ دیا ہے۔

نیت خالص تھی کہ یا اللہ! کہیں شریعت کے قاعدہ کے مطابق جہاد ہو اور اس میں حصہ لوں، تیرے راستے میں تیری دی ہوئی جان قربان کردوں، نیت سچی اور خالص تھی اللہ کے نبی نے فرمایا اگر بستر پر بھی موت آگئی تو شہید ہوگا کیونکہ نیت خالص تھی شہادت کا مقام ملے گا، اخلاص کی عظمت یہ ہے کہ بغیر عمل کے ثواب مل رہا ہے اور ریا اور دکھلاوا کیے ہوئے عمل کو بھی باطل کرتا ہے۔

حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ریاکار اور دکھلاوا کرنے والا اس شخص کی طرح ہے جو سفر پر جاتا ہے اور اپنا تھیلا ریت سے بھر لیتا ہے کہ ریت کی بوری اور تھیلا زادِ راہ ہے۔مشقت بھی اور مٹی اس کے کسی کام میں نہیں آئی سونے جیسے اعمال جو لوگوں کو دکھانے کے لئے کئے تھے قیامت کے دن جب اٹھے گا تو ان کا کچھ فائدہ نہیں ہوگا۔

ساری رسومات میں دکھلاوا ہے

فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ۝۴ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ۝۵ الَّذِيْنَ هُمْ يُرَآءُوْنَ ۝۶

(ان نمازیوں کے لئے ہلاکت ہے جو اپنی نماز سے غافل ہیں، جو دکھلاوا کرتے ہیں)

یہ صرف چند افراد کا تذکرہ نہیں ہے بلکہ ہمارے ہاں جو سیاسی اور مذہبی جماعتیں ہیں ان کو بھی اپنا جائزہ لینا چاہئے۔آج کل یہ جو مرنے پر رسمیں ہوتی ہیں دکھاوا نہیں تو اور کیا ہے؟ کیا یہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا کے لئے کیا جاتا ہے؟ یہ شادی پر جو اتنا خرچ کرتے ہیں یہ سب دکھاوا ہے اپنے آپ کو اتنا پریشان کیا ہوا ہے، مشکلات میں ڈالا ہوا ہے جانتا ہے کہ سب کچھ غلط ہے لیکن مشکلات میں ڈالا ہوا ہے۔

حضرت شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسموں کے بغیر اتنی شادیاں کی ہیں آکر دیکھ لو میری ناک بچی ہوئی ہے اور فرمایا کہ میں نے آج تک کوئی ایسا شخص نہیں دیکھا جس نے سنت کے مطابق نکاح کیا ہو اور اس کی ناک کٹی ہو۔

www.toobaaelibrary.com

وَيَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ۝ (اور ضرورت کی چیز بھی دینے سے انکار کردیتے ہیں)

اتنے بخیل ہیں، عام ضرورت کی چیز اگر کوئی مستعار مانگے تو وہ بھی نہیں دیتے۔ اللہ ہم سب کو ریا کاری اور بخل سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

www.toobaaelibrary.com

سُوْرَةُ الْكَوْثَرِ مَكِّيَّة

موضوع

قرآن خیر کثیر

www.toobaaelibrary.com

اٰیَاتُهَا ۳ (۱۰۸) سُوْرَةُ الْكَوْثَرِ مَكِّيَّةٌ (۱۵) رُكُوْعَاتُهَا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ۝۱ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ۝۲ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ ۝۳

ترجمہ:......(اے پیغمبر!) یقین جانو کہ ہم نے تمہیں کوثر عطا کردی ہے۔(۱) لہٰذا تم اپنے پروردگار (کی خوشنودی) کے لئے نماز پڑھو، اور قربانی کرو۔(۲) یقین جانو تمہارا دشمن ہی وہ ہے جس کی جڑ کٹی ہوئی ہے۔(۳)

منکرین قرآن کے لئے قرآنی چیلنج

یہ قرآن کریم کی سب سے چھوٹی سورت ہے جس طرح قرآن ہمارے آقا حضرت محمد الرسول ﷺ کا معجزہ ہے۔اسی طریقہ سے قرآن کریم کی یہ چھوٹی سی سورت بھی قرآن کریم کا معجزہ ہے۔ پہلے قرآن کے منکروں کو چیلنج دیا تھا کہ اگر تمہیں قرآن کے بارے میں شک ہے تو تم قرآن کے مقابلے میں دوسرا قرآن بنا کر لے آؤ لیکن کوئی بھی اس چیلنج کو قبول کرنے کے لئے تیار نہ ہوا تو اللہ نے فرمایا: قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ اگر سارے جن اور سارے انسان جمع ہو جائیں اور کوشش کریں کہ اس جیسا ایک اور قرآن بنا لائیں تو نہیں بنا سکتے وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا اگر چہ وہ ایک دوسرے کے مددگار بھی بن جائیں۔ پھر ان کو چیلنج دیا گیا کہ اگر پورا قرآن نہیں بنا سکتے۔

فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ مُفْتَرَيٰتٍ چلو دس سورتیں بنا کر لے آؤ اور ہم یہ بھی نہیں کہتے کہ تم اکیلے بنا کر لاؤ ایک شاعر، ایک ادیب، ایک خطیب، ایک ذہین آدمی نہیں وَادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اللہ پاک کو چھوڑ کر جتنوں کو چاہو بلا لو اور سارے جمع ہو جاؤ مگر تم قرآن جیسی دس سورتیں نہیں بنا سکتے پھر آخر میں یہ چیلنج دیا گیا۔

وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ قرآن جیسی دس سورتیں نہیں بنا سکتے تو ایک ہی سورت بنا کر لے آؤ اور اس میں تمہیں اختیار دیا جاتا ہے کہ اپنے معاونین کو بلا لو اور سب جمع ہو جاؤ ایک سورت بنا کے لے آؤ۔ جو قرآن نے کہا کہ ایک سورت بنا کر لے آؤ تو جیسے یہ چیلنج سورۂ بقرہ کے لیے تھا سورۂ آل عمران کے لیے تھا تو یہ چیلنج سورۂ کوثر جیسی چھوٹی سورت کے لیے بھی ہے کہ اس جیسی ایک سورت بنا کے لے آؤ۔

www.toobaaelibrary.com

قرآن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے

یہ چھوٹی سی سورت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک معجزہ ہے اور اعجاز کا شاہکار، لفظی فصاحت کے اعتبار سے دیکھیں تو اس کا ہر حرف اور لفظ سلیس اور برمحل، کلامی فصاحت کے اعتبار سے دیکھیں تو کلمات کی ترتیب قواعد کے مطابق اور ترکیب دل پسند اور معانی بہت بلند ایسے الفاظ جڑے ہوئے ہیں نگینہ کی طرح کہ ایک لفظ نکال کر اگر دوسرا لفظ رکھ دیں تو اس کے اندر جو فصاحت، بلاغت، جو سلاست، جو روانی، جو کشش ہے وہ ختم ہو جائے گی بعض حضرات نے ایک واقعہ لکھا ہے۔ کہ جب سورۂ کوثر نازل ہوئی تو ایک منچلے نوجوان نے یہ سورت ایک کاغذ وغیرہ کے ٹکڑے پر لکھی اور لکھ کر ایک بوڑھے گوشہ نشین شاعر کے پاس لے گیا اور کہا کہ تین مصرعے میں نے اس نظم کے بنا لیے ہیں چوتھا مصرعہ تم بنا دو تا کہ رباعی ہو جائے وہ دیکھتا رہا، غور کرتا رہا پھر آخر میں اس نے ایک مصرعہ لکھ ہی دیا۔ وَاللّٰہِ مَا ھٰذَا قَوْلُ الْبَشَرِ یہ کسی بشر کا کلام نہیں ہے تم جھوٹ بولتے ہو کہ یہ نظم میں نے خود بنائی ہے اور یہ مصرعے میں نے خود بنائے ہیں یہ کلام بتا رہا ہے کہ یہ کسی انسان کا کلام نہیں ہے۔

فضائل سورۃ الکوثر

جہاں تک اس سورت کی فضیلت کا تعلق ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک دن کچھ غشی سی طاری ہوئی آپ سر جھکا کر بیٹھے رہے پھر آپ نے مسکراتے ہوئے سر اوپر اٹھایا حاضرین نے پوچھا اے اللہ کے نبی! آپ کیوں مسکرا رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ ابھی مجھ پر یہ سورت نازل ہوئی ہے۔ اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ① فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ② بے شک ہم نے آپ کو کوثر عطا کی ہے۔ پھر اللہ کے نبی نے خود ہی پوچھا اَتَدْرُوْنَ مَا الْكَوْثَرُ کیا تم جانتے بھی ہو کوثر کیا ہے؟ اور جواب بھی خود ہی ارشاد فرمایا کہ یہ جنت میں ایک نہر ہے جو اللہ مجھے عطا فرمائے گا اس نہر پر آسمان کے ستارے کی طرح چمکتے ہوئے صاف ستھرے برتن ہوں گے میری امت آئے گی اور میں اس میں سے ان کو بھر بھر کے پلاؤں گا لیکن کچھ لوگ آئیں گے اور ان کو روک دیا جائے گا اَقُوْلُ يَا رَبِّ اِنَّهٗ مِنْ اُمَّتِيْ میں عرض کروں گا کہ یا اللہ! یہ بھی تو میرا امتی ہے، میری امت کا ایک فرد ہے جواب دیا جائے گا۔ اِنَّكَ لَا تَدْرِيْ اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم آپ نہیں جانتے کہ آپ کے دنیا سے چلے جانے کے بعد انہوں نے کیا کیا حرکتیں کیں، یہ اس نہر سے اور آپ کے دست مبارک سے پینے کے قابل نہیں ہیں۔

شانِ نزول

اس سورت مبارکہ کا شانِ نزول مفسرین نے یہ بیان کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جب ایک بیٹے یا دو بیٹوں کا

www.toobaaelibrary.com

انتقال ہوگیا تو قریش کے سردار عاص بن وائل، عتبہ بن ابی نعیم، ابولہب جو آپ کے مشہور دشمن تھے انہوں نے کہا بُتِرَ مُحَمَّدَ ﷺ محمد کی تو نسل کٹ گئی، سلسلہ ختم ہوگیا۔ نسل بیٹوں سے چلتی ہے اور محمد ﷺ کے بیٹے فوت ہوگئے اب اس کی نسل نہیں چلے گی، اب اس کا نام لینے والا کوئی باقی نہیں رہے گا۔ اس پر اللہ پاک نے یہ سورت نازل فرمائی۔ اِنَّآ اَعۡطَيۡنٰكَ الۡكَوۡثَرَ ؕ﴿۱﴾ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانۡحَرۡ ؕ﴿۲﴾ بے شک ہم نے آپ کو کوثر عطا فرمائی تو آپ اپنے رب کے لیے نماز پڑھیے اور قربانی دیجیے۔ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الۡاَبۡتَرُ ﴿۳﴾ آپ کی نسل نہیں کٹے گی آپ ابتر نہیں ہیں بلکہ آپ کا دشمن ابتر ہے۔

کوثر کی مختلف تفاسیر

یہ کوثر کیا چیز ہے؟ ابھی آپ نے حدیث کے حوالے سے پڑھ لیا کہ کوثر جنت میں ایک نہر کا نام ہے اور بعض روایات میں آیا ہے کہ کوثر ایک حوض کا نام ہے۔ حوض کوثر عام طور پر زبانوں پر چڑھا ہوا بھی ہے لیکن حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کوثر کا ایک اور معنیٰ کیا ہے خیر کثیر۔ جس کا معنی ہے بہت زیادہ بھلائی، بہت بڑی خیر، بہت زیادہ خیر ہم نے آپ کو عطا کی ہے اور حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے کسی نے سوال کیا کہ لوگ کہتے ہیں کہ کوثر جنت میں ایک نہر کا نام ہے انہوں نے فرمایا کہ ہاں کوثر جنت میں ایک نہر ہے لیکن اللہ نے جو فرمایا کہ ہم نے آپ کو کوثر عطا فرمائی ہے ہم نے آپ کو خیر کثیر عطا فرمائی، بہت زیادہ بھلائی عطا کی ہے نہر اس خیر کا ایک حصہ ہے یہ کل خیر نہیں ہے یہ نہیں کہ صرف حوض کوثر عطا فرمائی ہے بلکہ اللہ تے اپنے نبی کو بہت زیادہ خیر عطا فرمائی اس کا ایک حصہ یہ نہر بھی ہے۔ وگرنہ اللہ نے جو اپنے نبی کو خیر کثیر عطا کی تو نبوت بھی خیر کثیر ہے، آپ کو جو حکمت عطا کی گئی وہ بھی خیر کثیر ہے، آپ کو جو علم دیا گیا وہ علم بھی خیر کثیر ہے، آپ کو جو قیامت کے دن شفاعت کی اجازت عطا کی گئی اور شفاعت کا جو مقام عطا کیا گیا وہ مقام بھی خیر کثیر ہے، آپ کو جو مقام محمود عطا کیا جائے گا جس کی ہم ہر اذان کے بعد دعا کرتے ہیں۔ وَابۡعَثۡهُ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا محمود بھی خیر کثیر ہے، دنیا میں آپ کی امت ہر نبی کی اُمت سے زیادہ یہ بھی خیر کثیر ہے، دشمنوں پر اللہ تعالیٰ نے آپ کو مدد عطا فرمائی یہ بھی خیر کثیر ہے، آپ کے معجزات سارے انبیاء سے زیادہ، کبھی آپ کے ہاتھوں میں کنکریاں بول پڑیں، کبھی آپ نے اشارہ کیا تو درخت چلتا ہوا آپ کی خدمت میں حاضر ہوگیا، کبھی بکری کے خشک تھنوں پر ہاتھ پھیرا تو دودھ کی نہریں جاری ہوگئیں، کبھی چند قطرے پانی میں انگلیاں ڈالیں تو پانی کے چشمے جاری ہوگئے، کبھی تھوڑے سے کھانے پر دم کردیا تو وہ بہت بڑے لشکر کو کافی ہوگیا یہ سارے معجزات خیر کثیر ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو اعلیٰ اخلاق عطا کیے وہ اعلیٰ اخلاق بھی خیر کثیر ہیں جس کی گواہی اللہ تعالیٰ نے خود دی ہے۔ وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيۡمٍ ہم نے آپ کو خلق عظیم کے مقام پر فائز کیا۔ آپ کے لیے کعبہ کو جو قبلہ بنایا گیا یہ کعبہ بھی خیر کثیر ہے۔

www.toobaaelibrary.com

قرآن کریم بھی خیر کثیر ہے

لیکن میرا ایک اپنا ناقص سا ذوق ہے ایسا نہیں کہ میں بغیر کسی دلیل کے اجتہاد کرتا ہوں۔ ذوق تھا اور الحمد للہ اس پر کئی دلیلیں بھی مل گئیں کوثر سے مراد یہاں پر، خیر کثیر سے مراد قرآن کریم ہے اِنَّآ اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرَ، ہم نے آپ کو کوثر عطا کیا خیر کثیر عطا کیا یہ میں کیسے کہہ رہا ہوں۔ سورہ البقرہ کی آیت نمبر ۲۶۹ میں آتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَمَنْ یُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِیَ خَیْرًا كَثِیْرًا۔ جس کو میں نے حکمت عطا کر دی وہ سمجھ لے کہ مجھے خیر کثیر مل گئی جس کو حکمت مل گئی وہ سمجھ لے کہ مجھے بڑی بھلائی مل گئی اور مفسرین نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے کہ حکمت سے مراد فہم قرآن ہے اللہ کہتا ہے کہ جس کو میں نے قرآن کی سمجھ عطا کر دی اس کو میں نے خیر کثیر عطا کر دی۔

قرآن کا علم سب سے بڑی نعمت ہے

اس لیے بعض حکماء اور علماء نے کہا کہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کا علم عطا کیا اس کو چاہیے کہ وہ اپنا مقام پہچانے اور دنیا والوں کے سامنے سر نہ جھکائے اور ان کے آگے ہاتھ نہ پھیلائے کیونکہ اس کو اللہ تعالیٰ نے دنیا کی سب سے افضل اور بہتر اور علمی چیز عطا کر دی دنیا کے بارے میں کہتے ہیں قُلْ مَتَاعُ الدُّنْیَا اِلَّا قَلِیْلٌ فرما دیجیے کہ دنیا کا سارا سامان یہ قلیل ہے اور اللہ قرآن کے بارے میں کہتے ہیں کہ یہ خیر کثیر ہے یہ بہت بڑی بھلائی ہے اور قرآن کا علم، قرآن کا فہم، قرآن کا تعلق یہ خیر کثیر ہے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جسے اللہ تعالیٰ نے قرآن جیسی نعمت عطا کی ہو پھر وہ اپنے آپکو دنیاداروں کے مقابلے میں حقیر سمجھے، احساس کمتری کا شکار ہو اور دنیاداروں کو اونچا سمجھے اور اپنے آپکو نیچا سمجھے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں **فقد عظم صغیرا و صغر عظیما** کہ اس بد بخت نے چھوٹی چیز کو بڑا سمجھا اور بڑی چیز کو چھوٹا سمجھا۔ دنیا چھوٹی چیز تھی اور اس کو وہ بڑا سمجھنے لگا اور قرآن بڑی چیز تھی اس کو وہ چھوٹا سمجھنے لگا۔ میرے وہ دوست، میرے وہ پیارے ساتھی جن کو اللہ نے قرآن کا علم عطا کیا، وہ قرآن کے حافظ ہیں ،وہ قرآن کے قاری ہیں، وہ قرآن کے عالم ہیں یہ روایت پڑھنے سے پہلے ان کی خدمت میں عرض ہے کہ خدارا کبھی بھی احساس کمتری کا شکار نہ ہوں، دنیاداروں کے مقابلے میں اپنے آپ کو چھوٹا اور حقیر مت سمجھیں، غریب اور حقیر مت سمجھیں آپ کے سینے میں تو کائنات کی سب سے بڑی دولت ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جسے اللہ پاک نے قرآن کی نعمت عطا کی اور پھر وہ فقر کی شکایت کرتا ہے، غربت کی شکایت کرتا ہے، اپنے آپ کو غریب، فقیر اور حقیر سمجھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی پیشانی کے درمیان موت تک فقر لکھ دے گا پھر کوئی چیز اس کے فقر کو مٹا نہیں سکے گی جسے اللہ پاک نے قرآن کی نعمت عطا کی، قرآن کی دولت عطا کی ہو یہ قرآن کی عظمت کے خلاف ہے قرآن کے مقام اور

www.toobaaelibrary.com

مرتبے کے خلاف ہے کہ وہ اپنے آپ کو حقیر سمجھے، دنیاداروں کے دروازوں پر جائے، ان کے سامنے ہاتھ پھیلائے ان کی خوشامد، چاپلوسی کرے اور ان کو اپنے آپ سے بڑا سمجھے، اس نے قرآن کی عظمت نہیں سمجھی۔

نصیحت آموز واقعہ

حضرت معمر بن سلیمان رحمۃ اللہ علیہ کا کوئی کام اٹکا ہوا تھا۔ ان سے کسی نے کہا کہ بادشاہ آپ کی اتنی عزت کرتا ہے ان سے کیوں نہیں کہتے، انہوں نے کہا کہ میں نے بھی ایک دن ارادہ کیا تھا کہ اپنے اس کام کے سلسلہ میں بات کروں لیکن اللہ نے میرے سینے میں جو قرآن رکھا ہے اس نے مجھے بادشاہ کے دروازے پر جانے سے روک دیا ہے کہ تجھے اللہ نے قرآن کا علم عطا کیا ہے تو اس کے دروازے پر چل کے نہ جا رہے تو تو چھوٹا آدمی ہے لیکن اللہ نے جو تجھے نعمت عطا کی ہے وہ بہت بڑی ہے۔

اپنا خیال نہیں کرتا تو نہ کر اپنی وردی کا تو خیال کر، بہت سے پولیس والے ہوتے ہیں کہتے ہیں وردی میں بہت عزت بنی ہوئی ہے۔ ایک انسان فوجی ہے نامعلوم اس کے اندر کیا عیوب ہیں لیکن وہ وردی کا خیال کرتا ہے وہ جرم کرنے سے پہلے اس وردی کو اتارتا ہے لیکن قرآن والے کو جو وردی عطا کر دی گئی ہے وہ وردی تو اتاری نہیں جاسکتی یہ تو اللہ نے اپنا کلام سینے میں ڈالا اس کی عظمت کا خیال کرے، اس کے مرتبہ کا خیال کرے

میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں ہم نے آپ کو بہت زیادہ بھلائی عطا کی ہے اور میں نے مفسرین کے حوالے سے بتایا کہ ساری چیزیں کوثر ہو سکتی ہیں نبوت بھی کوثر، علم بھی کوثر، مقام محمود بھی کوثر ہے، یہ امتی بھی کوثر ہے، حکمت بھی کوثر معجزات بھی کوثر، جنت میں جو نہر ہے وہ بھی کوثر ہے لیکن سب سے بڑی کوثر سب سے بڑی بھلائی سب سے بڑی خیر کثیر وہ قرآن ہے جو اللہ نے اپنے نبی کو عطا فرمایا ہے۔ اور حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول نظر سے گزرا اور دل خوش ہوا کہ مجھ جیسے جاہل کے دل میں جو بار بار خیال آ رہا تھا کہ کوثر سے مراد قرآن بھی ہو سکتا ہے اور اتنے بڑے محدث، اتنے بڑے مفسر، اتنے بڑے اللہ والے سے خیر کثیر کی تائید مل گئی۔ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کوثر سے مراد قرآن ہے۔

میرے بزرگو اور دوستو! یہ دل میں بٹھالو اور عمل کرلو فرماتے ہیں کہ جو شخص دنیا میں قرآن سے جتنا زیادہ تعلق رکھے گا وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں سے اتنا ہی زیادہ سیراب ہوگا۔ قرآن سے محبت کرے گا، قرآن سے جڑے گا، قرآن کا ادب کرے گا، قرآن کو پڑھے گا، قرآن پر عمل کرے گا اور اس کے حرام کو حرام سمجھے گا اور اس کے حلال کو حلال سمجھے گا اتنا ہی زیادہ اس کو حوض کوثر سے سیراب کیا جائے گا۔

www.toobaaelibrary.com

اللہ کے خواص کون ہیں؟

میرے بزرگو اور دوستو! اس عظیم کتاب کی عظمت کو پہچانو اور اس کے ساتھ اپنا سچا تعلق جوڑو، فہم قرآن کی عظمت کو پہچانیں گے، اس کے ساتھ سچا تعلق جوڑیں گے اور دل کی گہرائی سے اس پر ایمان لائیں گے، اسے پڑھیں گے جیسا کہ پڑھنے کا حق ہے، اسے سمجھیں گے اور اس کے مطابق عمل کریں گے، اس کے نور کو اس کے علوم کو دنیا میں پھیلانے کی کوشش کریں گے تو دیکھنا پھر تم اللہ کے خواص میں سے شمار ہوں گے۔ اللہ اکبر۔ اللہ کے خواص وہ ہیں جو اللہ کے قرآن کی سچے دل سے خدمت کرنے والے ہیں۔ قرآن کے حقوق ادا کرنے والے، قرآن کی تلاوت کرنے والے، قرآن کے مطابق عمل کرنے والے، قرآن کی اشاعت کرنے والے، اگر قرآن کی سچی خدمت کی جائے گی اور اس کے ساتھ سچا تعلق جوڑا جائے گا تو یقین جانیں کہ بہت ساری اندر کی گندگیاں تو ویسے ہی ختم ہو جائیں گی۔

اصلاح کے لئے اہل اللہ کی صحبت ضروری ہے

آپ سنتے رہتے ہیں کہ اپنی اصلاح ضروری ہے اور اصلاح کے لیے اللہ والوں کی صحبت ضروری ہے۔ یہ سلسلہ جناب نبی کریم ﷺ سے چلا آرہا ہے۔ صحابہ کرام نے آپ ﷺ سے اصلاح کروائی، آپ کی صحبت میں بیٹھے، دلوں کی صفائی کروائی اور تابعین صحابہ کرام کی صحبت وخدمت میں اور تبع تابعین نے تابعین سے اصلاح کروائی یہ سلسلہ چلا آرہا ہے آج تو ایسی صحبتیں بھی عنقاء ہو گئیں، بہت کم ہو گئیں، حقیقی اللہ والے بہت کم رہ گئے، دوکانداروں کی کثرت ہو گئی دین کا نام لے کر دنیا کمانے والوں کی کثرت ہے۔

قرآن کی صحبت بھی اصلاح کا ذریعہ ہے

کوئی صحبت نہیں رہی قرآن کی صحبت تو باقی ہے، قرآن کی صحبت میں آؤ، اس کو ہاتھوں میں لو محبت سے چومو، آنکھوں پر رکھو، سینے سے لگاؤ، سر پر رکھو، محبت کا اظہار کرو، اس کو پڑھو، اس کو سمجھو، اس پر عمل کرنے کی کوشش کرو۔ اللہ کی قسم! اس سے محبت کرو گے تو دل صاف ہوگا، اس کو دیکھیں گے تو دل صاف ہوگا اس کو پڑھیں گے تو دل صاف ہوگا، اس کو چومیں گے تو انوار حاصل ہوں گے اور اس کو سمجھ کر عمل کریں گے تو اللہ سے امید ہے کہ ساری گندگیاں دور ہو جائیں گی۔ جو شخص زندگی بھر قرآن پڑھے گا تو موت کے وقت اس کی زبان پر قرآنی آیات جاری ہوں گی۔ اگر تکلیف کی وجہ سے قرآن نہ پڑھ سکا تو توجہ تو اس کی اس طرف ہوگی ورنہ دعا تو اللہ سے یہ کرنی چاہیے کہ ہمارا خاتمہ قرآن پڑھتے ہوئے ہو۔

www.toobaaelibrary.com

عشاقِ قرآن

حافظ سید قربان علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ ایک سیدھے سادھے قرآن پڑھنے والے انسان تھے، مختصر سی زندگی قرآن پڑھتے پڑھاتے گزاری، موت کے وقت اپنے سب عزیز واقارب کو بلایا الحمد سے قرآن پڑھنا شروع کیا والناس تک پڑھ دیا اور پھر کہا کہ تم قیامت کے دن گواہی دینا کہ میں قرآن کا حافظ تھا، قرآن پڑھتا تھا اور اسی حالت میں انتقال فرما گئے۔ زندگی بھر قرآن پڑھا تھا اور مرتے وقت بھی قرآن نصیب ہوا۔ ان سے زیادہ نصیحت آموز واقعہ حافظ ارادۃ الحق گیاوی رحمۃ اللہ علیہ کا میں نے پڑھا، انڈیا کے رہنے والے تھے، بے لوث قرآن کی خدمت کی ،کوئی معاوضہ نہیں لیتے تھے جب کسی بچے کا قرآن ختم ہوتا تو کہتے ہیں کہ لمبی چوڑی تقریر نہیں کرتے تھے رقت طاری ہو جاتی اور آنکھوں میں آنسو آجاتے اور کہتے اے بیٹا! دیکھو قرآن کو پہچاننا! قرآن کی خدمت کرنا اللہ کی رضا کے لیے رمضان کا مہینہ آتا تو ایسی مساجد تلاش کرتے جہاں پر کوئی بھی حافظ قرآن سنانے کے لیے تیار نہ ہوتا وہاں پر جا کر تھوڑا تھوڑا قرآن سناتے۔ مجھے خیال آتا ہے کہ دل میں جذبہ یہ ہوتا ہوگا کہ قرآن کے نازل ہونے کا مہینہ ہے کہ کہیں اللہ کے حضور قیامت کے دن شکوہ نہ کر دیں کہ اللہ نزول قرآن کا مہینہ تھا، مسجدیں قرآن کے لیے ترستی رہیں جہاں کوئی بھی قرآن پڑھنے کے لیے تیار نہ ہوتا جو زندگی گذری قرآن پڑھتے پڑھاتے گزری، جب انتقال کا وقت آیا سخت بیمار تھے، چارپائی پر تھے، تیماردار بھی جمع تھے ایک دم ان سے کہنے لگے ارے یہ میرے نیچے تم نے قرآن کے اوراق بچھار کھے ہیں ان کو تو ہٹاؤ تو لوگ کہنے لگے حضرت آپ کے نیچے تو کوئی اوراق نہیں لیکن وہ اپنی اس بات پر بار بار اصرار کر رہے ہیں کہ قرآن کے ان اوراق کو ہٹاؤ مجھے بے ادب کیوں بنا رہے ہو، کس حال میں مجھے دنیا سے رخصت کر رہے ہو کہ میرے نیچے قرآن کے اوراق ہیں، مگر ان کی سمجھ میں بات نہ آئی پھر ان کے استاد مولانا خیر الدین رحمۃ اللہ علیہ کو بلا لائے کو ان سے بھی یہ کہنے لگے کہ حضرت! دیکھیں انہوں نے میرے نیچے قرآن کے اوراق بچھا رکھے ہیں، بے ادبی کی حالت میں دنیا سے جا رہا ہوں۔ استاد تھے تھوڑا سا غور کیا تو بات سمجھ میں آگئی عجیب بات ارشاد فرمائی، فرمایا کہ حافظ صاحب کہ نیچے قرآن کے اوراق نہیں لیکن ساری زندگی جو آپ نے بے لوث قرآن کی خدمت کی ہے آج آپ سراپا قرآن بن گئے آج آپ کو دائیں بائیں، اوپر نیچے قرآن ہی نظر آرہا ہے۔ اللہ اکبر اقبال کا ایک شعر ہے بڑا پیارا شعر ہے۔

یہ حقیقت کسی کو نہیں معلوم
قاری نظر آتا ہے حقیقت میں ہے قرآن

مسلمان بظاہر قرآن کا قاری نظر آتا ہے لیکن حقیقت میں تو وہ قرآن بن جاتا ہے۔ تو جس طریقے سے خدمت

www.toobaaelibrary.com

کی، خاتمہ اس طرح ہوا کہ ہر طرف قرآن ہی قرآن نظر آرہا ہے۔

خدمتِ قرآن کا صلہ

جب قرآن کی عظمت کو دل میں بٹھایا جائے گا اور سچے دل سے قرآن کی خدمت کی جائے گی تو ایک بڑا صلہ اللہ کی طرف سے یہ ملنے کی امید ہے کہ اللہ پاک ہماری اولاد کو بھی خدمت قرآن کے لیے قبول فرمائے گا۔ ہاں یہ بھی بہت بڑا صلہ ہے جو کوئی اس کو صلہ سمجھے۔ کتنے لوگ ہیں جن کو اپنی اتنی فکر نہیں ہوتی جتنی اولاد کی فکر ہوتی ہے کہ اولاد بے وقوف ہیں، بچے ہیں، چھوٹے ہیں، نا سمجھ ہیں ادھر میری زندگی ختم ہوا اور ادھر جو دنیا میں نے کمائی ہے ایسے ہی اڑا دیں گے تو آپ چاہتے ہیں کہ آپ کی دنیا آپ کی اولاد کی طرف ہی منتقل ہو۔ کون مسلمان ہوگا جس کے دل میں یہ خواہش نہ ہو کہ یہ میرا دین اور ایمان بھی میری اولاد کی طرف منتقل ہو، یہ سچے دل سے قرآن کی خدمت کرے، قرآن سے تعلق جوڑے گا اللہ سے امید ہے کہ اس کو ایک صلہ یہ بھی ملے گا کہ اللہ اس کی اولاد کو قرآن کی خدمت کے لئے قبول فرمائے گا۔ یہ اللہ کے فیصلے ہیں ابھی میں شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کا نام لے رہا تھا ان کے دادا تھے شاہ وجیہ الدین رحمۃ اللہ علیہ ایک دن قرآن کی تلاوت کر رہے تھے ڈاکوؤں نے حملہ کیا تلاوت کرتے ہوئے شہید ہو گئے۔ شاہ ولی اللہ کے والد تہجد میں فوت ہوئے۔ شاہ عبد الرحیم رحمۃ اللہ علیہ قرآن کے بہت بڑے حافظ، قاری، عالم بہت بڑے مفسر تھے پھر خود شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی ساری زندگی قرآن کریم کی خدمت میں گزری اللہ نے چار بیٹے عطا فرمائے شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ، شاہ عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ، شاہ عبد الغنی رحمۃ اللہ علیہ اور شاہ رفیع الدین رحمۃ اللہ علیہ چاروں قرآن کے خادم، کوئی فارسی میں قرآن کا ترجمہ کر رہا ہے کوئی اردو میں قرآن کا ترجمہ کر رہا ہے دنیا میں جہاں کہیں بھی اردو اور فارسی میں قرآن کی خدمت ہو رہی ہے تو اس کا پہلا سہرا شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹوں کے سر بندھتا ہے اور قرآن کا کوئی مفسر اور قرآن کا کوئی مترجم ان حضرات کے احسانات کا انکار نہیں کر سکتا چاہے وہ کسی بھی مکتبہ فکر سے تعلق رکھنے والا ہو اور پھر شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے شاہ محسوس اللہ اور شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ ان کی زندگی بھی قرآن کی خدمت میں گذری۔ اللہ قبول کرے تو ایسے کرتا ہے کہ نسلوں کو بھی خدمت قران کے لیے قبول کرتا ہے۔ عرض کر رہا تھا کہ بزرگو! یہ قرآن خیر کثیر ہے اللہ کی بہت بڑی نعمت، بہت بڑی دولت، بہت بڑا خزانہ ہے اس کی قدر کیجیے اس کی عظمت پہچانیے، دلوں میں اتاریے، اس کو دوسروں تک پہنچانے کی کوشش کیجیے، اپنی طاقت کے مطابق پہنچانے کی کوشش کیجیے اور اپنی طاقت کے مطابق اس کو پھیلانے کی کوشش کیجیے۔ اس دنیا کا مستقبل کتاب کے اعتبار سے قرآن کے علاوہ کوئی نہیں اور قائد کے اعتبار سے میرے آقا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے علاوہ کوئی قائد نہیں بن سکتا آج نہیں تو کل جب بھی وہ وقت آئے گا کہ پوری دنیا قرآن پر جمع ہوگی اور میرے آقا کی قیادت پر جمع ہوگی یہ اسی کائنات کے خالق کا فیصلہ

www.toobaaelibrary.com

ہے اللہ نے فرمایا اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ. ہم نے آپ کو کوثر عطا کی بہت بڑی بھلائی عطا کی تو اب آپ کیا کریں؟

نعمت کی قدردانی

فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ۝۲ (لہٰذا تم اپنے پروردگار کے لئے نماز پڑھو اور قربانی کرو)

اللہ کا شکر ادا کریں اور اللہ کے شکر کی تین صورتیں ہیں:

۱۔ پہلا یہ کہ دل میں اللہ کی نعمت کی قدر ہو کہ اللہ نے مجھے یہ نعمت عطا فرمادی۔

۲۔ دوسرا یہ کہ زبان سے اللہ کی حمد و ثناء، اللہ کی تعریف ہو۔

۳۔ اور تیسرے نمبر پر یہ کہ عمل کے ذریعے سے اللہ کا شکر ادا کیجیے کہ اللہ نے جو حکم دیا ہے اپنے جسم کو اللہ کے حکم کی تعمیل میں لگا دیجیے اللہ نے یہاں پر اپنے نبی کو عملی شکر کا حکم دیا فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ آپ خالص اپنے رب کے لیے نماز پڑھیے اور قربانی دیجیے نماز بدنی عبادت اور قربانی مالی عبادت گویا کہ حکم دیا جا رہا ہے کہ جب اللہ نے آپ پر اتنا بڑا احسان کیا ہے تو اپنے بدن کو بھی اس کی عبادت میں لگا دیجیے اور اپنے مال کو بھی اس کی عبادت میں لگا دیجیے اللہ کی ہر نعمت کا شکر ادا کرنا واجب ہے اور حضور کے بارے میں تو آتا ہے کَانَ يُعَظِّمُ النِّعْمَةَ وَاِنْ قَلَّتْ اگرچہ چھوٹی سی بھی نعمت ہوتی حضور اس کو بڑا کر کے بیان کرتے، کہیں سے ٹھنڈا پانی مل جاتا تو اللہ کا شکر ادا کرتے کہ اللہ نے کرم کر دیا روٹی اور چند بوٹیاں مل گئیں تو اللہ کے نبی نے شکر ادا کرنا شروع کر دیا اللہ نے بہت کرم کر دیا۔ چھوٹی چھوٹی نعمتیں ، کھجوریں مل جاتیں تو اس کو بڑا کر کے بیان کرتے قرآن تو چھوٹی نعمت نہیں اللہ اس کو بڑا کہہ رہے ہیں جس نعمت کو اللہ کہے کہ یہ بڑی ہے اللہ کی تو چھوٹی نعمت بھی چھوٹی نہیں ہے اور جس کو اللہ کہے کہ یہ بڑی ہے اور اس کا شکر کیسے ادا ہوگا۔ ایمان، قرآن اور حضور اکرم ﷺ کی غلامی یہ ایسی نعمتیں ہیں کہ ہم ان کا شکر ادا نہیں کر سکتے جو بھی کر لیں لیکن شکر ادا نہیں کر سکتے حق ادا نہیں کر سکتے، لیکن شکر ادا کرنے کی کوشش تو کرنی چاہیے فرمایا کہ میرے نبی شکر ادا کیجیے نماز پڑھیے خالص اپنے رب کے لیے اور قربانی کیجیے خالص اپنے رب کے لیے بدن کو بھی لگائیے رب کی عبادت کے لیے اور مال کو بھی لگائیے اپنے رب کی عبادت کے لیے۔

دشمن کی ناکامی

اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ ۝۳ (تمہارا دشمن ہی ہے جس کی جڑ کٹی ہوئی ہے)

یہ کہتے ہیں کہ آپ کا نام و نشان مٹ جائے گا، آپ کی نسل نہیں چلے گی۔ آپ ابتر نہیں ہیں آپ کے دشمن ابتر

www.toobaaelibrary.com

ہیں۔عربی لفظ ہے اس کا معنیٰ دم کٹا بھی ہے، بے عزت بھی ہے، ایک خبیث سانپ کا نام بھی ہے آپ کے دشمن ابتر ہیں آپ ابتر نہیں ہے آپ نے ابھی پڑھا کہ وہ کون سے دشمن تھے جنہوں نے میرے آقا کو ابتر کہا کسی نے کہا سارے قریش مراد ہیں یہ بھی سن لیجیے کسی نے ابولہب کا نام لیا کسی نے عاص بن وائل کا نام لیا لیکن اللہ نے کسی کا نام کیوں نہیں لیا عام رکھا ہے۔کہ اے میرے نبی جو بھی تیرا دشمن ہوگا، جو بھی تجھ سے بغض رکھے گا وہ ابولہب ہو یا کوئی دوسرا وہ پہلی صدی کا ہو یا آخری صدی کا جو بھی تیرا دشمن ہوگا اس کا نام ونشان مٹ جائے گا آپ کا نام ونشان نہیں مٹے گا اس لیے اس کو عام رکھا اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ تیرا دشمن تجھ سے نفرت کرنے والا ہے اس کا نام ونشان ختم ہو جائے گا۔

حضور ﷺ کی کامیابی

آپ جانتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کے بیٹے تو تھے لیکن فوت ہو گئے جس اللہ نے بیٹے دیے اسی نے لے لیے، بیٹیاں تھیں، اس میں بھی اللہ کی کوئی حکمت تھی اللہ کے ہر کام میں کوئی نہ کوئی حکمت ہوتی ہے مجھے تو ایک واضح حکمت یہ سمجھ میں آتی ہے کہ بیٹیوں کے وجود پر باپ شرمندگی سے سر جھکا دیتا ہے اللہ نے کائنات کے آقا کو صرف بیٹیاں عطا کر کے سمجھا دیا کہ اے میرے نبی کے ماننے والو! بیٹی کی ولادت پر سر کو نیچا نہ کرنا، شرمندہ نہ ہونا اگر بیٹیوں کا وجود کوئی شرم کی بات ہوتی تو اللہ اپنے محبوب کو بیٹیاں عطا نہ کرتا ایک نہیں چار بیٹیاں اور بیٹا ایک بھی زندہ نہیں رہا اللہ پاک نے ایک ہی بیٹی حضرت فاطمہ ؓ سے آپ کا سلسلہ کہاں تک پہنچا دیا یہ تو آپ کی حقیقی اولاد ہے لیکن آپ کی جو معنوی اولاد ہے۔ ہم سب کے روحانی باپ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ہیں آپ کے روحانی بیٹے اور روحانی بیٹیاں بے شمار ہیں آج کوئی ایک بھی نہیں دنیا میں جو یہ کہے کہ میرا سلسلہ نسب ابولہب سے جڑتا ہے، میرا سلسلہ نسب عاص بن وائل سے جڑتا ہے، عتبہ بن ابی نعیم سے جڑتا ہے کوئی فخر سے کہہ دے کہ میرے سلسلہ نسب ابوجہل سے جڑتا ہے لیکن الحمد للہ میرے آقا کے قدموں کی خاک کی طرف نسبت کرنے والے لاکھوں نہیں کروڑوں اور اربوں ہیں جو اس بات پر فخر کرتے ہیں کہ ہماری نسبت آقا کے قدموں کی خاک کی طرف ہے۔ ہمیں اس نسبت پر فخر ہے، یہ نسبت بھی بہت اونچی نسبت ہے اس نسبت پر بھی شکر ادا کرنا چاہیے فرمایا اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ آپ کا نام ونشان نہیں مٹے گا آپ کے دشمنوں کا نام ونشان مٹ جائے گا میں آپ کے نام کو زندہ رکھوں گا قیامت تک زندہ رکھوں گا اقبال نے کہا۔

نبضِ ہستی تپش آمادہ اسی نام سے ہے
یہ فلک بھی ایستادہ اسی نام سے ہے

یہ جو زندگی کی نبض حرکت کر رہی ہے یہ محمد رسول اللہ ﷺ کے نام سے ہے۔ یہ فلک جو کھڑا ہے یہ بھی حضور اقدس ﷺ کی وجہ سے ہے حضور کا نام زندہ رہے گا اور میرے دوستو! جنہوں نے حضور کے کام کیساتھ اپنے آپ کو

www.toobaaelibrary.com

جوڑلیا ان کا نام بھی زندہ رہے گا اس دنیا میں بھی ان کا نام زندہ رہے گا اور آخرت میں بھی ان کا نام زندہ رہے گا جن بزرگوں کے ہم نام لیوا ہیں حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت ابن عربی وغیرہ ان کو یہ عزت اور مرتبہ اور ان کے ذکر کو دوام کیوں ملا انہوں نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہستی میں اپنے آپ کو فنا کر دیا تھا اللہ نے ہمیشہ کی عزت، ہمیشہ کا تذکرہ، ہمیشہ کی شہرت عطا کر دی۔ اور ان کا آخرت میں بھی نام انشاء اللہ تعالیٰ روشن ہوگا اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ ہمیں سچے دل سے حضور کے دامن سے وابستہ رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

www.toobaaelibrary.com

سُوۡرَۃُ الۡكَافِرُوۡنَ مَكِّيَّةٌ

موضوع

تمہارا دین

www.toobaaelibrary.com

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ۝١ لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ ۝٢ وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ ۝٣ وَلَآ
اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ ۝٤ وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ ۝٥ لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ ۝٦

ترجمہ:......تم کہہ دو کہ: ''اے حق کا انکار کرنے والو! (۱) میں اُن چیزوں کی عبادت نہیں کرتا جن کی تم عبادت کرتے ہو۔ (۲) اور تم اُس کی عبادت نہیں کرتے جس کی میں عبادت کرتا ہوں۔ (۳) اور نہ میں (آئندہ) اُس کی عبادت کرنے والا ہوں جس کی عبادت تم کرتے ہو۔ (۴) اور نہ تم اُس کی عبادت کرنے والے ہو جس کی میں عبادت کرتا ہوں۔ (۵) تمہارے لئے تمہارا دین ہے، اور میرے لئے میرا دِین ہے۔ (۶)

سورۃ الکافرون کے فضائل

سورۃ الکافرون مکی سورت ہے اس میں چھ آیات ہیں۔ حدیث میں حضور اقدس ﷺ نے اس کی بڑی فضیلت بیان فرمائی ہے:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اس سورت کے پڑھنے سے چوتھائی قرآن کے برابر ثواب حاصل ہوتا ہے۔ اور خود عام طور پر نبی اکرم ﷺ کا معمول یہ تھا کہ طواف کے بعد جو دو رکعتیں پڑھی جاتی ہیں ان کے اندر، اور فجر کی جو دو رکعتیں سنت ہیں اور مغرب کے بعد کی دو سنتوں میں سورۂ کافرون اور سورۂ اخلاص پڑھا کرتے تھے۔

تشریح مضامین

اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے کفار اور مشرکین کے ساتھ گویا کہ اعلان جنگ کیا ہے اور ان کو واضح طور پر بتادیا ہے کہ اب تمہارے درمیان اور اہل ایمان کے درمیان مصالحت نہیں ہوسکتی، مصالحت اس معنی میں کہ تم اگر یہ چاہو کہ کچھ حصہ ہمارے شرکیہ دین کا مسلمان اختیار کرلیں اور کچھ حصہ مسلمانوں کے توحیدی دین کا ہم اختیار کرلیں اس مصالحت کا اب کوئی امکان نہیں ہے۔

www.toobaaelibrary.com

سیرت کی سب سے زیادہ مستند کتاب

حضورِ اکرم ﷺ کی جو ابتدائی دعوت کا زمانہ ہے اس میں مختلف موڑ آئے اور مختلف مراحل آئے اور قرآن کریم کی سورتوں اور آیات سے ان کی نشاندہی ہوتی ہے۔ حضورِ اکرم ﷺ کی سیرت پر تو بہت ساری کتابیں لکھی گئی ہیں لیکن حضور ﷺ کی سب سے زیادہ مستند سیرت خود اللہ نے قرآن پاک میں بیان فرمائی ہے اس سے زیادہ مستند سیرت حضور کی کوئی نہیں ہے۔ بہت سے لوگوں نے قرآن کو سامنے رکھ کے حضور کی پوری سیرت کو بیان کیا ہے۔

آنحضرت ﷺ کا سلسلہ نسب حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملتا ہے:

حضور ﷺ کا نسب دیکھیں تو حضرت ابراہیم علیہ السلام دعا کر رہے ہیں رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ ہمارے نسب سے ایک رسول بھیج۔

معلوم ہوا کہ ہمارے حضور ﷺ کے نسب کا تعلق حضرت ابراہیم سے ہے۔ ہمارے حضور کے وطن کا تعلق دیکھیں تو حضرت ابراہیم علیہ السلام ہی دعا کر رہے ہیں:

رَبَّنَا إِنِّي أَسْكَنتُ مِن ذُرِّيَّتِي بِوَادٍ غَيْرِ ذِي زَرْعٍ عِندَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ

"اللہ! تیرے حرمت والے گھر کے پاس اپنی اولاد کو چھوڑ کر آیا ہوں یا اللہ! تو ان کے سلسلے کو چلا دے"

اور اللہ سورۂ بلد میں فرماتے ہیں: لَا أُقْسِمُ بِهَٰذَا الْبَلَدِ وَأَنتَ حِلٌّ بِهَٰذَا الْبَلَدِ "میں اس شہر کی قسم اٹھاتا ہوں میرے نبی! آپ اس شہر میں رہنے والے ہیں"

اسی طرح حضور کے غزوات کو دیکھیں تو غزوۂ بدر کا ذکر ہے:

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللَّهُ بِبَدْرٍ

غزوہ احد کا ذکر ہے:

وَإِذْ غَدَوْتَ مِنْ أَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِينَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ

صلح حدیبیہ کا ذکر ہے:

لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ

فتح مکہ کا ذکر ہے:

إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا ۝ لِّيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِن ذَنبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ

حضورِ اکرم ﷺ کے اخلاق کا ذکر ہے:

www.toobaaelibrary.com

وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ. فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ

دشمن کو جو کچھ کہتے تھے ان کے جوابات اللہ نے ذکر فرمائے سورۂ لہب میں ہے کہ ابولہب نے کہا: تَبًّا لَكَ يَا مُحَمَّدُ اَلِهٰذَا جَمَعْتَنَا ''ہلاکت ہو تیرے لئے اے محمد کیا تو نے ہم (معززین) کو اس مقصد کے لیے جمع کیا تھا''۔

اللہ نے اس کا جواب دیا۔ تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ وَّتَبَّ ۝١ مَآ اَغْنٰى عَنْهُ مَالُهٗ وَمَا كَسَبَ ۝٢

حضور کے بیٹے فوت ہو گئے تو دشمنوں نے کہا کہ یہ تو ابتر ہے معاذ اللہ اس کی نسل ختم ہو گئی۔ سورۂ کوثر میں اللہ نے جواب دیا: اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ۝١ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ۝٢ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ ۝٣

تیری نسل نہیں کٹے گی اے محمد! تیرے دشمنوں کی نسل کٹ جائے گی۔ تیرا نام لینے والے پوری دنیا میں رہیں گے۔ لیکن تیرے دشمنوں کا نام لینے والا کوئی نہیں رہے گا۔ تو قرآن کریم حضور اکرم ﷺ کی سیرت کو بیان کرتا ہے۔

صحابہ کی استقامت دین

جب کافروں نے دیکھا کہ حضور ﷺ دن بدن ترقی کرتے جا رہے ہیں اور ایمان لانے والے دن بدن بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔ یہ ایسا نشہ ہے کہ چڑھ جائے تو اترنے کا نام ہی نہیں لیتا اگر ہمیں اس نشہ کی لذت محسوس نہیں ہوتی تو میرے بزرگو اور دوستو! سچ جانیے کہ ہمیں یہ ایمان کا نشہ چڑھا ہی نہیں۔ ہم تو ایسے ہی خواہ مخواہ زبانی کہہ رہے ہیں کہ ہمارے اندر ایمان آیا ہوا ہے ورنہ تو ایمان کا نشہ چڑھ جائے تو اترتا ہی نہیں ہے۔

ابوسفیان سے نجاشی نے پوچھا تھا مختلف سوالات کیے ان میں سے ایک سوال یہ بھی تھا کہ جو ایمان قبول کر لیتا ہے تو کیا وہ چھوڑ بھی دیتا ہے؟ تو ابوسفیان نے کہا کہ نہیں ابھی تک تو کوئی مثال ایسی نہیں کہ اس نے ایمان قبول کیا ہو پھر اس کو چھوڑ دیا ہو ہم ان کو مارتے بھی ہیں، بائیکاٹ بھی کرتے ہیں، بھوک سے تڑپاتے بھی ہیں، مال و متاع ان سے چھین لیتے ہیں، گھر سے نکال دیتے ہیں سب کچھ گوارہ کر لیتے ہیں لیکن ایمان چھوڑنا گوارہ نہیں کرتے۔

حضور اکرم ﷺ کی استقامت

قریش یہ سوچ رہے تھے یہ تو دن بدن بڑھتے ہی چلے جا رہے ہیں۔ کچھ تو کیا جائے مختلف تدبیریں اختیار کیں کبھی تو ابوطالب کے پاس گئے۔ ابوطالب! اپنے بھتیجے کو باز رکھو! اب تو بات حد سے آگے بڑھ گئی، پانی سر سے اوپر جا رہا ہے۔ بھائی بھائی سے جدا ہو گیا بیٹا والدین سے جدا ہو گیا اور گھروں میں پھوٹ پڑ گئی ہے، اور ہماری طاقت، قریش کی اجتماعیت تقسیم ہوتی جا رہی ہے۔ معاذ اللہ یہ نیا فتنہ کھڑا کر دیا تیرے بھتیجے نے، ابوطالب جب بہت مجبور

www.toobaaelibrary.com

ہو گئے حضور کو بلا کر سمجھانا چاہا کہ میرے بھتیجے! میرے اوپر میری طاقت سے زیادہ بوجھ نہ ڈال اب تو یہ سارے ایک ہو گئے میں اکیلا رہ گیا ہوں۔ حضور ﷺ نے محسوس کیا کہ اب چچا بھی بوجھ محسوس کر رہے ہیں۔ حضور اکرم ﷺ روتے ہوئے اٹھے اور کہا کہ چچا! نہیں، میں دین کی دعوت سے (توحید کی دعوت) سے باز آنے والا نہیں ہوں۔ اللہ کی قسم! اگر یہ میرے دائیں ہاتھ میں سورج اور بائیں ہاتھ میں چاند رکھ دیں تو بھی میں دین کی دعوت نہیں چھوڑوں گا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ دین کی دعوت کو دور دور تک پہنچا دے یا پھر اس راستے میں اللہ پاک میری جان قبول فرمالیں۔

ابو طالب بھی سمجھ گئے کہ میرا بھتیجا ان کی دھمکیوں سے ڈرنے والا نہیں اور اپنے مشن سے ہٹنے والا نہیں تو کہا اچھا بھتیجے! جو چاہتے ہو کرتے رہو۔ کبھی آپ کو ایذائیں دیں، تکلیفیں دیں تا کہ آپ باز آجائیں۔ طریقے سوچتے تھے کہ کیسے ستایا جائے صحن کعبہ میں بیٹھے ہوئے اور حضور اکرم ﷺ کعبہ میں عبادت کے لیے تشریف لاتے ہیں اور عقبہ بن ابی نعیم ایک اونٹ کی اوجھڑی کہیں سے اٹھا کر لاتا ہے اور حضور اکرم ﷺ جب سجدے میں جاتے ہیں تو آپ کی کمر پر رکھ دیتا ہے اتنی بوجھل اوجھڑی کہ آپ سر نہیں اٹھا سکتے۔ خاتونِ جنت حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ابا کو اس پریشانی میں دیکھتی ہیں اور بھاگتی ہوئی آتی ہیں اور اوجھڑی کو کمر سے ہٹاتی ہیں۔ مشرکین مکہ پھر سوچتے ہیں کہ اس شخص کو کیسے بدنام کیا جائے، لوگوں کو کیسے اس سے دور کیا جائے کوئی کہتا ہے کہ اس کو شاعر کہا جائے، کوئی کہتا ہے کہ جادوگر کہا جائے، لیکن کسی بات پر اتفاق نہیں ہوتا کہنے لگے کہ شاعر ایسے نہیں ہوتے شاعروں کے دل میں درد کہاں ہوتا ہے؟

تو کہنے لگے شاعر تو نہیں ہے، جادوگر بھی نہیں ہے جادوگر تو چھوٹا سا تعویذ بھی نہیں دیتا کہ جب تک نذرانہ طے نہ کرلے اور محمد ﷺ صبح سے لے کر شام تک وعظ و نصیحت کرتا ہے۔ اور کسی سے ایک لقمہ بھی لینے کا روادار نہیں ہوتا، کاہن بھی نہیں ہے تو خود ہی تردید کرتے تھے کہ یہ نہیں ہے تو مختلف طریقے سوچتے تھے کہ اس بڑھتے ہوئے ایمانی سیلاب کے آگے کیسے بند باندھا جائے۔

مشرکین مکہ کا منصوبہ

مشرکین نے ایک دن عتبہ کو بھیجا قریش کا بڑا جہاندیدہ اور وڈیرہ، سردار، باتوں میں بڑا فصیح و بلیغ، مجمع میں بات کرنے والا آدمی حضور کے پاس آیا بات چیت شروع کی۔ بڑی محبت سے، بڑے پیار سے کہنے لگے بھتیجے! تیری قوم قریش بڑی طاقت والی تھی، تو نے اسی قوم کو لڑا دیا، ان کے معبودوں کو تم برا بھلا کہتے ہو، ہم کمزور ہو کر رہ گئے۔ ہمارے اندر پھوٹ پڑ گئی دیکھو اگر تمہیں مال کی خواہش ہے تو بتا دے ہم تمہارے قدموں میں مال کا ڈھیر لگا دیں گے، اگر بادشاہت چاہتے ہو تو ہم متفقہ طور پر تمہیں قریش کا بادشاہ تسلیم کر لیتے ہیں، اگر کسی اچھے خاندان میں رشتہ چاہتے ہو تو نشاندہی کر دیں ہم رشتہ فراہم کر دیں گے۔ اور آخر میں کہنے لگے تمہیں کچھ آسیب ہے کسی نے کچھ کر دیا

www.toobaaelibrary.com

ہے اور تم علاج نہیں کروا سکتے تو ہم کسی اچھے ماہر عامل کا انتظام کر دیتے ہیں تمہارا آسیب اتار دے گا حضور اکرم ﷺ سنتے رہے کچھ بھی نہیں کہا اور آخر میں چند آیات پڑھ دیں چچا! تم نے تو بہت کچھ کہہ دیا میں اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتا اللہ کا حکم سناتا ہوں کیا سنایا۔۔۔۔ ایسے بیٹھ گئے حضور اکرم ﷺ نے سورۂ فصلت پڑھنی شروع کی۔ حٰمٓ تَنۡزِيۡلٌ مِّنَ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ‌ۚ كِتٰبٌ فُصِّلَتۡ اٰيٰتُهٗ قُرۡاٰنًا عَرَبِيًّا۔ سنتا رہا سجدے کی جگہ آئی حضور نے سجدہ کیا تو عتبہ خاموشی سے اٹھ کر چلا گیا، دور سے قوم نے دیکھا تو چہرے سے دیکھ کر پہچان گئے کہ یہ وہ عتبہ نہیں ہے جو ہم نے بھیجا تھا اس کے چہرے پر تو کچھ تاثرات ہی اور ہیں کہاں تو کامیابی کا ایک بڑا جنون لے کر گیا تھا۔ آج تو ہر صورت میں حضور ﷺ کو قابو کروں گا کسی نہ کسی طریقے سے اور اب سر جھکا ہوا چہرے پر ندامت کے آثار اور شرمندگی سے کہنے لگے یہ وہ عتبہ نہیں ہے عتبہ کہنے لگا اے میری قوم کے لوگو! میں نے بڑے بڑے شاعروں کو سنا ہے، خطیبوں کو سنا ہے، ادیبوں کو سنا ہے درباریوں کو سنا ہے لیکن محمد جو کلام سناتا ہے وہ میں نے کہیں بھی نہیں سنا نہ یہ کہانت ہے، نہ شعر، نہ نثر ہے، محمد کو اپنے حال پر چھوڑ دو۔ قوم نے کہا اس پر بھی محمد کا جادو چل گیا ہے۔

شانِ نزول

بعض کہتے ہیں اسی نشست میں، بعض کہتے ہیں کسی دوسری نشست میں حضور اکرم ﷺ سے کہا یَا مُحَمَّدُ! هَلُمَّ اتَّبِعْ دِيْنَنَا وَ نَتَّبِعْ دِيْنَكَ اے محمد! ﷺ آؤ لڑائی جھگڑا ختم کرتے ہیں تم ہمارے دین کی اتباع کرلو ہم تمہارے دین کی اتباع کر لیتے ہیں، تم ہمارے معبودوں کی عبادت کرلیا کرو ہم تمہارے معبود کی عبادت کرلیا کریں گے کچھ لو اور کچھ دو کی بنیاد پر صلح کر لیتے ہیں تا کہ قوم میں جو یہ پھوٹ پڑ گئی ہے یہ ختم ہو جائے۔ حضور اکرم ﷺ نے سنتے ہی فرمایا: يَا مَعَاذَ اللهِ لَا أُشْرِكُ بِهٖ غَيْرَهٗ اے اللہ کی پناہ! میں اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کر سکتا۔ اس موقعے پر یہ سورت نازل ہوئی قُلۡ يٰۤاَيُّهَا الۡكٰفِرُوۡنَ اے کافرو! لَاۤ اَعۡبُدُ مَا تَعۡبُدُوۡنَ ”میں ان چیزوں کی عبادت نہیں کرتا جس کی عبادت تم کرتے ہو“ وَلَاۤ اَنۡتُمۡ عٰبِدُوۡنَ مَاۤ اَعۡبُدُ ”اور نہ تم عبادت کر سکتے ہو اس کی جس کی میں عبادت کرتا ہوں“۔

اللہ تعالیٰ شرکت کو برداشت نہیں کرتا

یہ کیسے فرما دیا کہ تم عبادت نہیں کر سکتے؟ کہ اس کی عبادت بھی ہو اور اس کے ساتھ کسی دوسرے کی عبادت بھی ہو تو اللہ فرماتا ہے، کہ مجھے تیری یہ عبادت بھی قبول نہیں ہے۔ اللہ غیرت والا ہے وہ غیرت کا خالق ہے۔ وہ ہمارے سجدوں کا محتاج نہیں ہے۔ کہ تم دس سجدے کسی اور کو کرلیا کرو اور بیس سجدے مجھے بھی کر لیا کرو تا کہ میری حکومت

www.toobaaelibrary.com

وبادشاہت برقرار رہے نہیں، تم یہ چاہتے کہ ان کی بھی عبادت کرلیں اور ساتھ ساتھ میری عبادت کرلیں جب غیروں کی عبادت کرو گے تو پھر جب اللہ کی عبادت کرو گے تو اس کا بھی کوئی اعتبار نہیں ہوگا اللہ یکجائی کو پسند کرتا ہے۔ ہرجائی کو پسند نہیں کرتا اس کو پسند کرتا ہے جو ایک کا ہو کر رہے۔ اس کو پسند نہیں کرتا جو اس کا بھی ہو اور غیر کا بھی ہو۔ اللہ شرکت کو برداشت نہیں کرتا ہے۔

شرکت غم بھی گوارہ نہیں کرتی محبت میری

شاعر کہتا ہے کہ خوشی میں دوسروں کی شرکت تو دور کی بات ہے۔ میں غم میں بھی شرکت کو گوارا نہیں کرتا۔ اللہ کہتا ہے کہ مجھے شرکت گوارا نہیں، شرک گوارا نہیں ہے۔ ماننا ہے تو پھر مجھے ہی مانو ہر حال میں مانو۔ خوشی میں بھی مجھے اور غمی میں بھی مجھے ہر حال میں مجھے ہی مانو اور مجھے ہی معبود سمجھو۔ لَآ اَعۡبُدُ مَا تَعۡبُدُوۡنَ. وَلَآ اَنۡتُمۡ عٰبِدُوۡنَ مَآ اَعۡبُدُ- میرا معبود اور تمہارے معبود اور میرا طریقہ عبادت اور تمہارا طریقہ عبادت اور توحید کا نظام الگ ہے اور شرک کا نظام بالکل الگ ہے توحید انسان کو اور پوری کائنات کو اللہ سے ملاتی ہے۔ اللہ کی طرف رجوع ہو، لینا ہے تو بھی اسی سے، عبادت کرنی ہے تو بھی اسی کی، آداب لینے ہیں تو وہ بھی اسی سے، اخلاق لینے ہیں تو وہ بھی اسی سے، توحید کا مطلب یہ ہے کہ سارے کے سارے انسان صرف اللہ سے مل جائیں سارے کے سارے انسان اللہ سے رجوع، اللہ سے توکل، اللہ سے تقویٰ، اللہ سے محبت، اللہ سے سرگوشی، اللہ کے لیے عبادت، اللہ کے لیے سجدہ، اللہ کے لیے صدقہ وخیرات، اللہ کے لیے گردن کٹوانا، اللہ کے لیے شہادت، اندر اور باہر سب کچھ اللہ کے لیے ہو کر رہ جائے یہ توحید کا تقاضا ہے اور ساری کی ساری کائنات اور دنیا اللہ پاک سے جڑ جائے یہ توحید ہے۔ یہ نظام بالکل الگ ہے اور تمہارا نظام الگ ہے۔ تم یہ چاہتے ہو توحید کے اندر کسی اور کو بھی ملا لیا جائے، شرک کی ملاوٹ کر لی جائے۔ دودھ کے بھرے ہوئے گلاس میں اور بالٹی میں شراب کا ایک قطرہ، پیشاب کا ایک قطرہ سارے دودھ کو ناپاک کر دیتا ہے۔ یاد رکھیے توحید میں ذرّہ بھر ملاوٹ بھی پورے عقیدہ توحید کو خراب کر دیتی ہے۔ قرآن کہتا ہے وَمَا يُؤۡمِنُ اَكۡثَرُهُمۡ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمۡ مُّشۡرِكُوۡنَ ان میں اکثر ایمان نہیں لاتے مگر اس طرح ایمان لاتے ہیں کہ ساتھ شرک بھی کر رہے ہوتے ہیں۔ ایسے لوگ جو ہر حال میں توحید پر رہتے ہیں اور اس میں ذرہ برابر بھی شرک کی ملاوٹ نہ ہونے دیں ایسے لوگ بہت کم ہیں، یاد رکھیے توحید کا تقاضا اور توحید کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اللہ کے بندوں سے محبت نہ کی جائے، ولیوں سے محبت نہ کی جائے، قطب وابدالوں سے محبت نہ کی جائے، نبیوں سے محبت نہ کی جائے، جیسے بہت سے بیوقوف لوگ اس کا پروپیگنڈا کرتے ہیں۔ ولیوں سے اور اولیاء اللہ سے کاٹ دینا چاہتے ہیں۔ لیکن ولیوں کو جو کمالات دیے، علماء کو علم دیا تو کس نے دیا؟ زاہدوں کو ذوق عبادت اور شوق زہد دیا تو کس نے دیا؟ صوفیاء کو تصوف کا ذوق دیا تو کس نے دیا؟ انبیاء کو نبوت عطا کی تو کس نے عطا کی؟ اور محمد رسول اللہ کو ساری کائنات کا سردار بنایا اور آپ کے سر پر

www.toobaaelibrary.com

نبوت کا تاج سجایا تو کس نے سجایا ہے؟ تو اللہ ہی نے ان کو یہ مقام اور مراتب عطا کیے۔ مولانا عبد الماجد رحمۃ اللہ علیہ نے مشہور شاعر اکبر الٰہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں لکھا ہے بڑے موحد انسان تھے، توحید میں ڈوبے ہوئے انسان، ابتدائی زندگی میں تو عشقیہ غزلیں لکھتے رہے۔ لیکن بعد میں جو اللہ تعالیٰ نے دستگیری فرمائی تو پھر عبادت اور اللہ ہی کے لیے ہو کر رہ گئے۔ تو کہتے ہیں توحید میں ڈوبے ہوئے انسان تھے۔ یہاں تک کہ ان کی خدمت میں کسی کی عظمت کا، شان کا کوئی تذکرہ شروع کر دیتا تو سنتے رہتے۔ کسی ولی اور نبی سے دشمنی نہیں تھی سنتے رہتے اور آخر میں عرض کرتے او بھائی! قربان جاؤں اس اللہ پر جس نے اس ولی کو یہ مقام عطا کیا۔

توحید اور شرک دو الگ الگ نظام

قربان جاؤں اللہ کی اس شان پر جس نے اس نبی کو عظمت عطا فرمائی۔ ارے دینے والا تو وہی ہے اسی نے سب کو دیا، مقامات اسی نے دیے، عظمتیں اسی نے دیں، تو عرض یہ کر رہا تھا کہ یہ دو الگ الگ نظام۔ قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ (اے کافرو) لَاۤ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ (میں عبادت نہیں کروں گا جن کی تم عبادت کرتے ہو۔) وَلَاۤ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَاۤ اَعْبُدُ (اور نہ تم عبادت کرتے ہو جس کی میں عبادت کرتا ہوں) وَلَاۤ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ (اور نہ میں ان کی عبادت کرنے والا ہوں جن کی تم عبادت کرتے ہو۔) ماضی کے اعتبار سے نفی ہے وَلَاۤ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَاۤ اَعْبُدُ (اور نہ تم اس کی عبادت کرنے والے ہو جس کی میں عبادت کرتا ہوں۔ آپ جانتے ہیں کہ مشرکین اللہ کی عبادت کرتے تھے، اللہ کے لیے طواف کرتے تھے۔ لَبَّیْکَ اَللّٰهُمَّ لَبَّیْکَ کہتے تھے نذر و نیاز اس کی دیتے تھے لیکن ساتھ ساتھ بتوں کی پوجا کرتے تھے تو جب بتوں کی بھی پوجا کرتے تھے تو جیسا کہ میں نے عرض کیا کہ پھر اللہ کی عبادت کا کوئی اعتبار نہیں ہوگا۔ لَكُمْ دِیْنُكُمْ وَلِیَ دِیْنِ (تمہارے لیے تمہارا دین ہے اور میرے لیے میرا دین ہے۔) تمہارا دین الگ، میرا دین الگ ان دونوں دینوں میں اتحاد نہیں ہو سکتا کچھ لو اور کچھ دو کی بنیاد پر مصالحت نہیں ہو سکتی اور یہ ایسا کامل دین ہے عقیدہ سے عبادت تک، تجارت سے سیاست تک، معیشت سے معاشرت تک، معاملات سے اخلاق تک، حدود و قصاص سے آداب تک ایک ایک شعبہ میں ایسا کامل دین ہے کہ اس میں کوئی جگہ ہی نہیں ہے کہ اس میں اس کی پیوندکاری کی جائے۔

بدنصیب لوگ

بعض بدنصیب ایسے ہیں کہ جنہوں نے دین میں شرکت کا نظریہ ایجاد کیا جیسے اکبر کا آپ سنتے ہیں کہ جب ایک ہزار سال گزر گئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کو تو اس کو بعض درباریوں نے توجہ دلائی کہ معاذ اللہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی عمر تو ایک ہزار سال تھی اب نئے دین کی ضرورت ہے چنانچہ دین اکبری کے نام سے جس کا نام دین الٰہی بھی رکھا

www.toobaaelibrary.com

گیا اس نے ایک نیا دین ایجاد کرنے کی کوشش کی جس میں کچھ باتیں ہندوؤں سے، کچھ سکھوں سے اسلام میں ملا کر اسلام کا ایک نیا ایڈیشن تیار کرنے کی کوشش کی یہاں تک کہ اس بدبخت نے کتے اور خنزیر کے گوشت کو پاک قرار دیا اور بکری اور گائے کے گوشت کو حرام قرار دیا شراب اور جوے کو حلال قرار دیا اور اسلامی نام رکھنے سے منع کر دیا اور ایک نیا کلمہ تیار کیا: لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَكْبَرُ خَلِيْفَةُ اللّٰهِ۔ واقعۃً ایسا نظر آ رہا تھا کہ دین اکبری کا چراغ اب ہند میں واقعی ٹمٹما رہا ہے اور اب دین مصطفوی دین اسلام چند دنوں کا مہمان ہے۔ اب یہ نیا دین رائج ہو جائے گا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو کھڑا کر دیا، شیخ احمد سرہندی اور شیخ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ، اللہ ان کی قبر پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے۔ الف ثانی کا مطلب الف کا معنی ہزار اور ثانی کا معنی دوسرا دوسرے ہزار سال کے مجدد بن کر کھڑے ہوئے۔ حضرت شیخ احمد سرہندی (مجدد الف ثانی) جیل میں گئے، تکلیفیں بھی برداشت کیں لیکن دین اکبری کے خلاف ڈٹ کر کھڑے ہو گئے۔ وہ دین جس کا نام اس نے توحید ایسے ہی رکھا تھا چنانچہ اس کا وہ دین نہ چل سکا۔ وہ دین اسلام کا چراغ بجھانا چاہتا تھا لیکن خود بجھ گیا اور دین کا چراغ پہلے سے زیادہ روشن ہو گیا۔ تو اس دین کے اندر کسی دوسرے دین کی پیوند کاری نہیں ہو سکتی۔

کامل مسلمان کون ہے؟

اور میرے بزرگو اور دوستو! اگر ہم کامل مسلمان بننا چاہتے ہیں کامل وہی ہوگا جس کے عقائد سے لے کر معاملات تک ساری چیزیں اللہ تعالیٰ اور حضور اکرم ﷺ کے طریقے کے مطابق ہیں پیوند کاری نہ ہو، قرآن کی بعض آیات پر ایمان اور بعض آیات کا انکار اور حضور اکرم ﷺ کی بعض احادیث پر ایمان اور بعض احادیث کا انکار، دین کے کچھ حصے پر عمل اور باقی حصہ سے بے اعتنائی، نماز تو پڑھتا ہے لیکن تجارت اپنی مرضی کے مطابق کرتا ہے، غیروں کے طریقوں کے مطابق کرتا ہے اس میں جھوٹ بھی بولتا ہے، بد دیانتی بھی کرتا ہے اس میں وعدہ خلافی بھی کرتا ہے، اس میں سود کی آمیزش بھی کرتا ہے حلال وحرام کی کوئی تمیز نہیں کرتا حکم یہ دیا گیا يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً اے ایمان والو! اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ۔ زکوٰۃ، صدقہ، خیرات بھی کرتا ہے حج وعمرے بھی کرتا اور تبلیغ بھی کرتا ہے، جہاد میں بھی جاتا ہے، وعظ بھی کرتا ہے، منبر پر بیٹھ کر دوسرے دین داری کے کام بھی کرتا ہے لیکن شادی کا موقعہ آتا ہے اور اس کے درمیان اور ایک بے دین شخص کے درمیان کوئی فرق نہیں ہوتا جو کچھ وہ رسم و رواج کرتا ہے۔ یہ بھی وہی کرتا ہے کبھی بھول کر بھی نہیں پوچھتا کہ حضور اکرم ﷺ کا طریقہ کیا تھا؟ حضور ﷺ نے بھی تو شادیاں کی تھیں ایک نہیں گیارہ شادیاں کی تھیں کیسے کیں؟ آپ کی بیٹیاں تھیں ایک نہیں چار بیٹیاں تھیں چار بیٹیوں کو گھر سے رخصت کیا تھا۔ صحابہ کرام شادیاں کیسے کرتے تھے؟ ان کے ہاں نکاح کا طریقہ کیا تھا؟ بیٹیوں کو گھر سے کیسے رخصت کیا جاتا تھا؟ جہیز کا معاملہ کیا تھا؟ دوسری رسمیں کیسی تھیں؟ قطعاً نہیں پوچھتا برادری سے فتویٰ پوچھتا ہے

www.toobaaelibrary.com

خاندان سے پوچھتا ہے۔ سوسائٹی سے پوچھتا ہے، معاشرے سے پوچھتا ہے اپنی ذاتی ترجیحات کو سامنے رکھتا ہے اللہ کے دین کو بھول جاتا ہے۔

بدعتی کو توبہ کی توفیق نصیب نہیں ہوتی؟

بدعتی ایک ایسا بدنصیب ہے کہ جس کو توبہ کی توفیق نصیب نہیں ہوتی۔ کیوں؟ اس لیے کہ توبہ کی توفیق تو اس کو ہوتی ہے جو اپنے عمل کو گناہ سمجھتا ہو اور جو اپنے عمل کو گناہ نہیں سمجھتا، عبادت سمجھتا ہے اس کو توبہ کی توفیق کیسے نصیب ہوگی۔ واللہ اعلم کسی نے سمجھانے کے لیے کہا کہ کسی نے شیطان کو خواب میں دیکھا کہ بڑا پریشان ہے پوچھا کیوں پریشان ہو؟ شیطان نے کہا کیوں نہ پریشان ہوں بڑی محنت سے وسوسے ڈال کر اور سبز باغ دکھا کر لوگوں سے گناہ کرواتا ہوں لیکن یہ توبہ کر لیتے ہیں، اللہ معاف کر دیتا ہے، میری ساری محنت ضائع چلی جاتی ہے۔ بہت پریشان ہوں اللہ نے توبہ کا دروازہ کھلا رکھا ہے۔ لیکن کہنے لگا کہ میں نے بھی ایک نیا طریقہ سوچا ہے کہ اب یہ توبہ نہیں کریں گے اور وہ یہ کہ ان کو بدعات میں مبتلا کر دوں گا گناہ بھی کریں گے اور توبہ بھی نہیں کریں گے اس لیے کہ اس کو گناہ انہوں نے سمجھا ہی نہیں تو یہ دین کے اندر پیوندکاری ہے جو چیزیں حضور اکرم ﷺ اور صحابہ کرام کے زمانے میں نہیں تھیں نہ اذان کے ساتھ، نہ نماز کے ساتھ، نہ دوسرے اعمال کے ساتھ، نہ عبادات کے ساتھ اور معاذ اللہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ میں زیادہ متقی ہوں زیادہ سمجھدار ہوں۔ زیادہ عبادت کرنا چاہتا ہوں اور اپنی طرف سے اس میں اضافہ کرنا چاہتا ہوں تو اس کا یہ مطلب ہوا کہ صحابہ کرام مجھ سے پیچھے تھے جنت کی طلب میں، اللہ کی رضا میں اور جس شخص کے دل میں یہ ہے کہ میں صحابہ رضی اللہ عنہم سے بھی زیادہ اللہ کی رضا کا طلب گار ہوں۔ اس سے زیادہ دیوانہ اور پاگل دنیا میں کوئی نہیں ہے اللہ کے نبی کا کوئی طریقہ ایسا نہیں جو صحابہ کرام نے اختیار نہ کیا ہو۔ تو میرے دوستو! دین میں پیوندکاری نہیں ہوسکتی کفر الگ ہے اور اسلام بالکل الگ ہے، عیسائیت الگ ہے، یہودیت الگ ہے اور دین اسلام بالکل الگ ہے اور اس پر اللہ کا شکر ادا کیا کریں کہ اللہ پاک نے ہمیں دین اسلام کی عظیم نعمت اور عظیم دولت عطا فرمائی تو بہرحال اس صورت میں اللہ نے مشرکین اور کافروں کو مایوس کر دیا اور اس میں اللہ تعالیٰ نے ان کو قُلْ يَآ اَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ کہہ کر خطاب فرمایا تم کبھی توقع نہ رکھو کہ ہم ان کی عبادت کریں گے جن کی تم عبادت کرتے ہو۔ اور ایسا شخص مسلمان نہیں ہوسکتا۔

بدعملی کا عجیب بہانہ

پچھلے دنوں میں نے اخبار میں ایک شخص کے بارے میں پڑھا جو کہ مسلمان ہے اور کہتا ہے کہ ہاں میں مندر بھی چلا جاتا ہوں اور بتوں کے سامنے سر بھی جھکا لیتا ہوں اور ساتھ کہتے ہیں کہ یہ میرا ذاتی معاملہ ہے اور میں ہوں مسلمان

www.toobaaelibrary.com

میرے اسلام پر کوئی فرق نہیں آتا یہ بھی لوگوں نے ایک عجیب بہانہ گھڑ لیا جو چاہیں کرتے رہیں کہتے ہیں کہ یہ میرا ذاتی معاملہ ہے، میری بیوی بے پردہ رہتی ہے، بہنیں، بیٹیاں بے پردہ ہیں، ہمارے گھر میں شرابیں چلتی ہیں، گانے بجتے ہیں، سود کھاتے ہیں، یہ کرتے ہیں، وہ کرتے ہیں، بس جی یہ ہمارا ذاتی معاملہ ہے، ان صاحب کی انتہاء، مندر بھی جاتے ہیں اور بت کے سامنے سجدہ بھی کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ میرا ذاتی معاملہ ہے، ہوں میں مسلمان۔ بعض اوقات ہمارے ملک کے بادشاہ، وزراء باہر جاتے ہیں تو کوئی گھڑیال بجاتا ہے کوئی گھنٹہ بجاتا ہے، سکھوں اور مشرکوں والے اعمال کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں یہ ہمارا ذاتی معاملہ ہے اس سے ہمارے دین پر کوئی حرف نہیں آتا تو عیسائیوں کے ساتھ عیسائی، یہودیوں کے ساتھ یہودی اور ہندوؤں کے ساتھ ہندو بھی بن جائیں اور ان کی رسمیں بھی کرتے رہیں اور پھر یہ بھی کہتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں یہ ہمارا ذاتی معاملہ ہے۔

میرے بزرگو اور دوستو! سورۂ کافرون سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسا نہیں ہوسکتا، عقیدہ توحید میں ذرہ بھر ملاوٹ نہیں ہوسکتی دین اسلام میں ذرّہ برابر بھی پیوندکاری اللہ کو پسند نہیں ہے اللہ تعالیٰ ہمیں خالص اسلام پر زندہ رہنے اور اس پر مرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

www.toobaaelibrary.com

بسم الله الرحمن الرحيم

www.toobaaelibrary.com

سُوۡرَۃُ النَّصۡرِ مَكِّيَّة

موضوع

توبہ واستغفار

www.toobaaelibrary.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ① وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ②
فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ③

ترجمہ:...... جب اللہ کی مدد اور فتح آجائے (۱) اور تم لوگوں کو دیکھ لو کہ وہ فوج در فوج اللہ کے دِین میں داخل ہو رہے ہیں۔ (۲) تو اپنے پروردگار کی حمد کے ساتھ اُس کی تسبیح کرو، اور اُس سے مغفرت مانگو۔ یقین جانو وہ بہت معاف کرنے والا ہے۔ (۳)

سورۂ نصر کا نزول اور آپ ﷺ کی جدائی کا صدمہ

سورۃ النصر مدنی سورت ہے، اس میں تین آیات ہیں صحیح قول کے مطابق یہ ۱۰ ھ میں نازل ہوئی اور اس کے نازل ہونے کے تقریباً ۷۰ دن بعد کائنات کے آقا، ہمارے آقا، صحابہ کے آقا، حضرت محمد الرسول ﷺ دنیا سے رخصت ہو گئے۔ ایک روایت میں ہے کہ جب یہ سورۃ النصر نازل ہوئی تو اللہ کے نبی نے فرمایا کہ مجھے میری موت کی اطلاع دے دی گئی ہے، ایک دوسری حدیث میں ہے کہ اس سورت کے نازل ہونے کے بعد حضور اقدس ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا اور اس میں فرمایا کہ اللہ نے اپنے بندے کو اختیار دیا ہے کہ دنیا میں رہنا چاہتے ہو تو دنیا میں رہ لو اور میری ملاقات کے لئے آخرت میں آنا چاہتے ہو تو آخرت میں آجاؤ اور اس بندے نے آخرت میں جانے کو پسند کر لیا ہے، بعض روایات میں آتا ہے کہ جب حضور اقدس ﷺ کی یہ بات سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے سنی تو وہ اپنے آنسوؤں پر قابو نہ رکھ سکے اور بے ساختہ رو پڑے، لوگوں کو بڑا تعجب ہوا اور ایک دوسرے کو کہا کہ حضور ﷺ تو بندوں میں سے ایک بندے کی بات کر رہے ہیں اللہ نے اس کو اختیار دیا اپنی بات تو نہیں کر رہے، لیکن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نبوت کے مزاج شناس تھے وہ جانتے تھے کہ حضور ﷺ اشاروں، کنایوں میں اپنی جدائی کے لئے ہمیں تیار فرما رہے ہیں اسی لیے حضور ﷺ کی توجہ بھی صدیق اکبر کی طرف مبذول ہوگئی فرمایا کہ میں نے سب کے احسانات کا بدلہ چکا دیا ہے، لیکن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے احسانات کا بدلہ نہیں دے سکا، اور آپ نے اس موقعہ پر فرمایا کہ مسجد کی طرف جو کھڑکیاں کھلتی ہیں سب لوگ اپنے گھر کی کھڑکیاں بند کریں سوائے ابوبکر

www.toobaaelibrary.com

صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر کی کھڑکی کے اس کو کھلا رہنے دیں، چنانچہ اگر اللہ تعالیٰ آپ کو حج وعمرہ کی سعادت نصیب فرمائے اور آپ مسجد نبوی کی زیارت سے مشرف ہوں تو آپ دیکھیں گے کہ آج اس جگہ جہاں ابوبکر کے مکان کی طرف سے کھلنے والی کھڑکی تھی اس جگہ آج بھی وہ نشان موجود ہے اور عبارت بھی لکھی ہوئی ہے کہ یہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی کھڑکی کی جگہ ہے۔

قربانی کے بعد مدد آئی

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ۝ (جب اللہ کی مدد آ گئی اور فتح آ گئی)

اللہ کی مدد آئی لیکن بڑی مشکلات کے بعد، بڑی آزمائشوں کے بعد، بڑی ابتلاؤں کے بعد، بڑے امتحانوں کے بعد، اللہ کی مدد ایسے نہیں آتی، ہمارے آقا حضرت محمد الرسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مکۃ المکرمہ میں ایمان اور توحید کی دعوت کا آغاز کیا تھا تو آپ اکیلے تھے، سارا مکہ کفر وشرک میں ڈوبا ہوا تھا۔ بت پرستی کے خلاف کوئی ایک حرف سننے کے لئے تیار نہ تھا اللہ نے اپنے نبی سے فرمایا کہ آپ حق بات، توحید کی دعوت ان کو دیجئے تو آپ نے توحید کا پیغام بھی ان کو دے دیا، جب آپ نے توحید کا پیغام پہنچایا تو اس وقت سے لیکر آج تک مختلف مراحل ہیں اس میں وہ مرحلہ بھی ہے جس میں آپکی بیٹیوں کو طلاقیں دی گئیں، وہ مرحلہ بھی ہے جب آپ کے جسم کو پتھر مار مار کر زخمی کیا گیا وہ مرحلہ بھی ہے جب آپ کے صحابہ کو تڑپایا گیا، ستایا گیا، ان کا بائیکاٹ کیا گیا چھوٹے چھوٹے بچے بھوک اور پیاس سے بلکتے تھے اور مکہ والے قہقہے لگاتے تھے، کسی کو تپتی ہوئی ریت پر لٹایا گیا، کسی پر بھاری بھرکم چٹان رکھ دی گئی، کسی کی ٹانگوں میں رسی ڈال کر مکہ کی گلیوں میں گھسیٹا گیا، کسی کو چمڑے میں بند کر کے دھونی دی گئی، کسی سے اس کا سب کچھ چھین لیا گیا مال، جائیداد، بیوی، بچے بدن کے کپڑے بھی چھین لیے، یہ مختلف مراحل ہیں اس میں ہجرت کا مرحلہ بھی ہے، جب ایمان والوں نے اللہ کے لیے اور ایمان کے لئے اپنا سب کچھ چھوڑ دیا مکہ میں ان کی زمینیں تھیں، مکانات تھے، دوست تھے، رشتہ دار تھے اور اپنے وطن سے کسے محبت نہیں ہوتی وطن چیز ہی ایسی ہے بہت لوگ ایسے ہیں جو ایسے ایسے مقامات پر رہتے ہیں جس کو ہم دیکھیں تو ہمیں ان کیحالت پر ہنسی آتی ہے جہاں زندگی کی کوئی ضرورت میسر نہیں، کوئی ہسپتال نہیں، اسکول نہیں اور بجلی نہیں ہے، پانی کئی میل دُور سے اُٹھا کر لاتے ہیں، بڑی تکلیفیں ہیں۔ بعض دیہاتی یہاں کراچی میں اچھے خاصے علاقوں میں رہتے ہیں پھر بھی اپنے ملک کو ملامت کرتے رہتے ہیں، ہمارے دیہاتی بھائی اپنے گاؤں کو بھی ملک کہتے ہیں تو اس کو بڑا یاد کرتے ہیں، آپ جانتے تو ہیں کہ جن صحابہ کی مظلومیت کا حال بیان کیا جاتا ہے اس میں سرفہرست حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ ہیں۔

''اللہ اکبر'' باقی صحابہ رضی اللہ عنہم کے تو رشتہ دار تھے کوئی رشتہ داروں کا خیال کرتا، کوئی پیسے والا تھا، اس کے پاس

www.toobaaelibrary.com

پیسے کی وجہ سے دب جاتے، کوئی طاقت والا تھا، اس کی طاقت سے دب جاتے اور اللہ کا یہ بندہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نہ وہاں قبیلہ، نہ خاندان، نہ روپیہ، پیسہ، نہ مال، نہ دولت، نہ کاروبار، نہ تجارت، رنگ وروپ بھی سادہ، حبشے کا ایک غلام ہے چنانچہ جی بھر کر مارتے تھے کہ اس کو تو چھڑانے والا کوئی نہیں آپ جانتے ہیں کہ بالآخر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ترس آیا اور کہا تھا کہ اس کو چھوڑ دو اس کے بدلے میں تمہیں اور غلام دے دیتا ہوں، یہ رنگ کا کالا ہے مگر دل کا سفید ہے میں تم کو ایسے غلام دے دیتا ہوں جو رنگ کے بڑے سفید ہیں لیکن اس کے مقابلے کے نہیں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یوں خرید کر آزاد کر دیا تھا۔ لیکن خود بلال حبشی رضی اللہ عنہ کا حال یہ ہے کہ جب ابتداء میں مدینہ منورہ آئے تو آب وہوا موافق نہ آئی، مکہ کو یاد کرتے تھے مکہ کے پہاڑوں کو، مکہ کے چشموں کو، مکہ کی گھاس کو، مکہ کی گلیوں کو، مکہ کے کوچوں کو، اب بتلائیے ایسی سرزمین کہ جہاں پر ان کو چین نہیں لینے دیا جاتا تھا لیکن اس کے باوجود مکہ جہاں چند دن گزارے تھے، اس کو یاد کرتے تھے تو وطن کی محبت انسان کی فطرت میں داخل ہے۔

آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ

عرض کر رہا تھا کہ اللہ کی مدد آنے کے مختلف مراحل ہیں ایسے نہیں آ گئی مدد، طویل جان بلب قربانیوں سے آئی پھر ان مراحل میں بدر بھی ہے، احد بھی ہے، اور خندق بھی ہے، یہ سارے مراحل ہیں اور اللہ کی مدد پھر آئی۔ وہی مکہ جس سے بے بسی کے عالم میں نکال دیا گیا تھا اور نکلنے پر مجبور کر دیا تھا، ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ فاتحانہ انداز میں داخل ہوتے لیکن صورت یہ تھی کہ ہمارے آقا عاجزانہ انداز میں داخل ہوئے فتح کا موقع تھا آپ فاتح بن کر مکہ آئے تھے، دس ہزار کا لشکر آپ کے پاس تھا اور ایسا لشکر کہ انگلی کا اشارہ کر دیتے تو خون کی ندیاں بہہ جاتیں اور حق تھا کہ ان سے انتقام لیا جائے اور بے ساختہ آپ کے ایک جانثار کی زبان پر انتقام کا نعرہ بھی آ گیا۔ اَلْيَوْمَ يَوْمُ الْمَلْحَمَةِ آج تو بدلہ لینے کا دن ہے، ہمارے آقا کو جو ستایا گیا آج ہم اس کا بدلہ لیں گے حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا کے جسم کے پرخچے اڑائے گئے، حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو جو مارا گیا ہم اس کا بدلہ لیں گے، حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو جو گلیوں میں گھسیٹا گیا ہم اس کا بدلہ لیں گے، حضرت خباب رضی اللہ عنہ کو جو دہکتے ہوئے انگاروں میں لٹایا گیا ہم اس کا بدلہ لیں گے، حضرت ابوسفیان جو ابھی نئے مسلمان ہوئے تھے، انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہا تھا کہ آپ کا ایک جان نثار انتقام کی صدائیں لگا رہا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بلایا اور منع فرمایا یہ مت کہو، ہاں کوئی دوسرا فاتح ہوتا تو یہی نعرہ لگواتا لیکن میں عام فاتح نہیں ہوں میں تو محمد الرسول صلی اللہ علیہ وسلم ہوں میرا نعرہ میری شان کے مطابق ہو آپ نے فرمایا سعد! یوں مت کہو، یوں کہو الیوم یوم المرحمۃ۔ ''آج رحم کرنے کا دن ہے''۔

بسا اوقات ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعات، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے

www.toobaaelibrary.com

ارشادات بیان کرتے ہیں، لیکن عمل کی نیت سے نہیں ایسے ہی محفل کو گرمانے اور تقریریں سجانے کے لئے۔ بڑے بڑے لیڈروں کو دیکھا کہ حضور ﷺ کے واقعات، حضور ﷺ کے ارشادِ عفو ودرگزر کرنے کے واقعات بیان کرتے ہیں لیکن خود ان کا یہ حال ہے کہ ذرا ان کو طاقت مل جائے تو وہ انتقام لئے بغیر نہیں رہتے، فرعون بن جاتے ہیں لیکن حضور کی سیرت یہ نہیں ہے۔ تو اللہ کی مدد آئی لیکن اس مدد کے آنے میں مختلف مراحل ہیں وہ سارے مراحل ہمیں اپنے سامنے رکھنے ہوں گے بسا اوقات ہم بھی کہہ دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی مدد آئے گی۔

اللہ کی مدد کب آئے گی؟

اللہ کی مدد کب آئے گی، بدر والا منظر کب دیکھیں گے؟، ہم نعرہ لگا دیتے ہیں لیکن یہ نہیں سوچتے کہ جن پر مدد آئی تھی وہ کیسے تھے اور ہم کیسے ہیں اپنے گریبان اور اپنے دامن کو نہیں دیکھتے، اپنی سیرت کو، اپنی صورت کو، اپنے اعمال کو، اپنے دنوں کو، اپنی راتوں کو نہیں دیکھتے ہاں بدر میں اترنے والے فرشتوں کو دیکھتے ہیں، اور صرف اس بات کو دیکھتے ہیں وہ بھی، لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھتے تھے اور ہم بھی پڑھتے ہیں اور کبھی یہ نہیں سوچتے کہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ جیسے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پڑھتے تھے، عمر فاروق رضی اللہ عنہ پڑھتے تھے اسی طریقے سے عبداللہ بن ابی بھی تو پڑھتا تھا، عبداللہ بن ابی کی پارٹی والے بھی تو پڑھتے تھے، وہ جو منافقت کرتے تھے سازشوں میں لگے رہتے تھے، وہ بھی تو یہ کلمہ پڑھتے تھے، کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم ابوبکر کی طرح کلمہ نہ پڑھ رہے ہوں، ہم عبداللہ بن ابی کی طرح کلمہ پڑھ رہے ہوں معاذ اللہ۔ ہم اپنا جائزہ لے لیں، اپنے آپ کو دیکھ لیں کہ یہ کلمہ صرف زبان پر ہے یا دل میں بھی اترا ہے، زندگی میں بھی اس کا کوئی اثر نظر آتا ہے آنکھوں میں اس کی چمک اور زبان میں اس کی صداقت اور ہمارے دل میں اس کا نور محسوس ہوتا ہے اس کو بھی دیکھ لیا جائے۔

جب اللہ کی مدد آگئی اور مکہ فتح ہو گیا، مکہ دائرہ اسلام میں شامل ہو گیا، اسلامی حکومت وہاں قائم ہو گئی کعبہ جو بنایا ہی اللہ کی عبادت کے لیے تھا لیکن وہاں اللہ کی عبادت نہیں ہوتی تھی اللہ کے شریکوں کی عبادت ہوتی تھی آج اس کعبہ کو بتوں سے پاک کر دیا فتح حاصل ہو گئی۔ وَرَاَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ۝ (آپ لوگوں کو دیکھتے ہیں کہ وہ اللہ کے دین میں فوج در فوج داخل ہو رہے ہیں)۔

حضور ﷺ کا غم

ایک وقت تھا کہ بعض اوقات آپ صبح سے نکلتے شام تک جو ملتا اس کے سامنے اللہ کے دین کی دعوت پیش کرتے اور شام کو دل گرفتہ، پریشان سے ہو کر واپس پلٹتے کہ شام تک کسی ایک نے بھی کلمہ نہیں پڑھا جو ملا اس نے ٹھکرا دیا تھا جاؤ

www.toobaaelibrary.com

(معاذ اللہ) تم جھوٹے ہو ہم تمہاری بات ماننے کے لئے تیار نہیں۔ حالت یہ ہے کہ آپ مکہ والوں سے نا اُمید ہو کر طائف والوں کے پاس جاتے ہیں یہ نہیں مانتے شاید وہ مان لیں لیکن طائف والوں نے تو مکہ والوں سے بھی زیادہ برا حشر کیا ایک وقت وہ تھا کہ پورا پورا دن گزر جاتا ایک بھی کلمہ نہ پڑھتا، کوئی بھی ایمان قبول نہ کرتا ایسا بھی ہوا کہ آپ دل شکستہ ہو کر آ کر چادر اوڑھ کے لیٹ گئے، غم تھا تو ایک ہی غم، امت کا غم گمراہی کی طرف جانے والوں کا غم تھا، نہ مکان کا غم، نہ روزی کا نہ بیوی بچوں کا تھا اور جہنم میں چھلانگیں لگانے والوں کا غم دین کی دعوت قبول نہ کرنے والوں کا غم، نہ اپنی ذات کا غم تھا نہ پیٹ کا غم ایک ہی غم ایسا غم کہ سارے غم اس کے سامنے دب کے رہ گئے، بھول گئے آپ اپنے آپکو بس ایک ہی غم تھا، امت کا غم، امت کی فکر غم زدہ ہو کر آپ لیٹ گئے تسلی دینے والا سوائے اللہ کے کوئی نہیں تھا، اللہ نے فرمایا۔

حضور ﷺ کے اخلاق حمیدہ

يَٰٓأَيُّهَا ٱلۡمُدَّثِّرُ ①

بڑے پیار سے خطاب اے چادر اوڑھ کر لیٹ جانے والے! اُٹھیے آپ ڈرایئے اور سمجھایئے دل شکستہ نہ ہو جایئے۔ میں آپ کے ساتھ ہوں اور اس موقعہ پر کوئی ساتھ دینے والی ہستی ہے تو عورتوں کے لئے صد افتخار کی بات ہے کہ وہ ہستی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی تھی۔ کہا جاتا ہے کہ ہر مرد کی کامیابی کے پیچھے کسی نہ کسی عورت کا ہاتھ ہوتا ہے بیٹے کی کامیابی کے پیچھے ماں کا ہاتھ، بھائی کی کامیابی کے پیچھے بہن کا ہاتھ اور شوہر کی کامیابی کے پیچھے بیوی کا ہاتھ بیوی ساتھ دیتی ہے۔ کتنی ہی مثالیں ایسی ہیں میں نہیں کہتا کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نہ ہوتیں تو آپ یہ دعوت چھوڑ دیتے لیکن جو ظاہر نظر آتا ہے وہ یہی ہے کہ آپ کے زخمی دل پر مرہم رکھنے والی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا تھیں آپ کو تسلی دینے والی حضور! ﷺ آپ کیوں پریشان ہوتے ہیں مت گھبرایئے اللہ آپ کو ضائع نہیں جانے دے گا آپ تو غریبوں کے کام آنے والے ہیں، یتیموں کے سر پر شفقت کا ہاتھ رکھنے والے ہیں، آپ بیواؤں کی خبر گیری کرنے والے ہیں آپ مسافروں کی خدمت کرنے والے ہیں، آپ مظلوم کا ساتھ دینے والے ہیں۔ اللہ اکبر، عرض کر رہا ہوں کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ کی عبادت کا ذکر نہیں کیا، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ کے اخلاق کا ذکر کیا ہے، صرف نماز روزے پر اکتفاء مت کیجئے حضور اکرم ﷺ والے اعلیٰ اخلاق اختیار کیجئے وہ سچائی وہ امانت وہ دیانت، وہ غریبوں کی خبر گیری، وہ مظلموں کی نصرت، یہ اعلیٰ اعمال ہمارے آقا حضرت محمد ﷺ کے اندر پائے جاتے تھے تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا تسلی دیتی پورا پورا دن گزر جاتا ایک آدھ آدمی ایمان لاتا اور بعض اوقات ایک آدمی بھی نہیں لیکن اب وہ موقعہ آیا ہے کہ حضور ﷺ نے مسجد نبوی میں خیمہ لگوا کر ان کو ٹھہرایا، ان کی مہمان نوازی کی، آپ ان کے

www.toobaaelibrary.com

پاس جا کر اپنا دکھ سکھ بیان کرتے اور اپنے معاملات بیان کرتے آپ نے ان کو طعنے نہیں دیئے کہ تم نے تو مجھے طائف سے پتھر مار کر نکال دیا تھا نہیں بلکہ آپ نے ان کو سینے سے لگایا۔

تکمیل مشن

وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ۝۲

(آپ لوگوں کو دیکھتے ہیں کہ وہ اللہ کے دین میں داخل ہو رہے ہیں فوج در فوج)

جماعت در جماعت ،قبیلہ در قبیلہ ،قوم در قوم ، جو تیئس سال محنت کی تھی ، اپنی آنکھوں سے اس کا پھل دیکھ لیں آپ کے دل کو کتنا اطمینان ، کتنا سکون ملا ، اس کا اندازہ کرنا ہو تو حضرت انس رضی اللہ عنہ کی وہ حدیث سامنے رکھیں زندگی کی آخری رات کی وہ صبح تھی نماز فجر کا وقت اور حضور بیماری کی وجہ سے مسجد تشریف نہیں لے جا سکتے تھے اور آپکی جگہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نماز پڑھا رہے ہیں صفیں قائم ہو چکی ہیں ابوبکر رضی اللہ عنہ مصلّٰی پر کھڑے ہو چکے ہیں حضور نے اچانک کھڑکی کھولی اور صفوں کی طرف دیکھا حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ کے چہرے پر مسکراہٹ تھی وہ مسکراہٹ جو ایک کاشتکار کے چہرے پر ہوتی ہے جو بیج بوتا ہے ، محنت کرتا ہے ، ہل چلاتا ہے ، پھر جب کھیتی اگتی ہے اور پھلنے لگتی ہے تو اس کے چہرے پر مسکراہٹ ہوتی ہے حضور کے چہرے پر مسکراہٹ تھی اور کمال کی تشبیہ دی ہے فرماتے ہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ اس وقت ایسا لگ رہا تھا جیسے قرآن کریم کا ورق ہوتا ہے چہرہ بیماری کی وجہ سے پیلا تھا لیکن مقدس چہرہ تھا ، مبارک چہرہ جیسے قرآن کا ورق ہوتا ہے میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ یہ جو مسکراہٹ تھی یہ اپنا نتیجہ دیکھ کر کہ جس کے لئے محنت کی تھی کہ اللہ کے بندے اللہ کے سامنے جھک جائیں ، اللہ کی عبادت کرنے والے بن جائیں وہ منظر آج اپنی نظروں سے دیکھ رہے تھے آج جب صحابہ رضی اللہ عنہم نے چہرہ انور کی تابانی اور نورانیت کو محسوس کیا تو بے تاب ہو گئے بہت دنوں سے بعض صحابہ ایسے تھے جنہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انور نہیں دیکھا تھا ان میں سے کتنے ہی ایسے تھے جو سارے غم برداشت کر لیتے تھے سارے غم بھول جاتے تھے جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور کو دیکھ لیتے تھے ، اللہ نے دلوں میں ایسی محبت پیدا کر دی ۔ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں آتا ہے کہ وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بار بار حاضر ہوتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا بار بار کیوں آتے ہو؟ کہا کہ حضور گھر میں چین نہیں آتا آپ کا چہرہ دیکھنے کو جی کرتا تھا۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ انصار کہیں بیٹھے ہوئے تھے ایک صحابی کا گزر ہوا دیکھا کہ انصار رو رہے ہیں پوچھا کیوں رو رہے ہو؟ کہنے لگے بہت دن ہو گئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انور نہیں دیکھا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ کی تابانی اور نورانیت کو دیکھا تو قریب تھا کہ صفیں درہم برہم ہو جاتیں ، ٹوٹ پھوٹ جاتیں ، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑکی

www.toobaaelibrary.com

کا دروازہ بند فرمالیا اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ۝ (آپ لوگوں کو دیکھ رہے ہیں کہ فوج درفوج دین میں داخل ہورہے ہیں)

حصول نعمت کے بعد ادائیگی شکر ضروری ہے

فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ ط (تو اپنے پروردگار کی حمد کے ساتھ تسبیح کیجئے اور اس سے مغفرت طلب کیجئے)

دو باتوں کا حکم دیا کہ جب آپ نے اپنی محنت کا نتیجہ نظروں سے دیکھ رہے ہیں ہو تو دو کام کریں ایک تو اپنے پروردگار کی تسبیح تحمید تقدیس بیان کریں اللہ! تیرا شکر، اللہ! تو نے کرم کردیا۔ اللہ پاک اگر کسی کو عبادت کی توفیق دے دیں تو شکر ادا کرنا چاہیئے۔ آج بہت سے لوگوں کو شکر کرنے کی توفیق نہیں ہوتی بلکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ۔ میرے بندوں میں سے شکر کرنے والے بہت تھوڑے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک اعرابی کو دیکھا کہ وہ عجیب دعا کررہا تھا اے اللہ! مجھے اپنے تھوڑے بندوں میں بنادے وہ وہاں سے فارغ ہوا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ نے عجیب دعا کی ہے تو اس نے کہا کہ اللہ فرماتے ہیں کہ بہت تھوڑے ہیں جو شکر ادا کرنے والے ہیں میں اللہ سے مانگ رہا تھا کہ ان تھوڑوں میں سے مجھے بھی بنادے، میں بھی تیرا شکر ادا کرنے والا بن جاؤں۔ تو میں عرض کررہا تھا کہ کسی کو عبادت کی توفیق دے دیں تو شکر ادا کرنا چاہیے بہت سارے ایسے ہیں کہ وہ شکر ادا کرتے نہیں اور جو شکر ادا کرتے ہیں تو تب جب اُس کو دنیا کی نعمت مل جائے، لیکن جب دین کی، عبادت کی کوئی نعمت مل گئی تو اس پر شکر ادا نہیں کرتے وہ شاید اس کو نعمت ہی نہیں سمجھتے، اللہ نے تلاوت کی توفیق دے دی، اللہ نے نماز پڑھنے کی توفیق دی، اللہ نے روزوں کی توفیق دی اس پر اللہ کا شکر ادا کریں اللہ حج وغیرہ کی توفیق دے، صدقہ وخیرات کی توفیق دے تو اس پر ذرہ بھی دل میں خیال نہ آئے کہ میں نے بڑا کمال کیا بلکہ یہ کہے اے اللہ! میں کہاں اور یہ عبادت کیا، یا اللہ! اگر تو توفیق نہ دیتا تو یہ عبادت کیسے کرپاتا، یہ پیشانی بھی تیری، یہ جسم بھی تیرا، یہ دل بھی تیرا، یہ دماغ بھی تیرا، دل میں جذبہ تو پیدا کرتا ہے۔

قدم اٹھانے کی توفیق بھی تو دیتا ہے اور سر جھکانے کی توفیق بھی تو دیتا ہے۔

میری طلب بھی تیرے کرم کا صدقہ ہے
یہ قدم اٹھتے نہیں اٹھائے جاتے ہیں

اللہ اٹھانے کی توفیق دیتا ہے ورنہ میں اور آپ کون؟ اللہ توفیق نہ دے تو سر نہیں جھکا سکتے اور اللہ توفیق نہ دے تو ہم تلاوت، ذکر، عبادت نہیں کرسکتے اس کا شکر تو ادا نہیں کیا جاسکتا یہ اس کی نعمتیں ہیں سجدے رکوع، دعا کی توفیق یہ دعوت، یہ تبلیغ، یہ میرا اسنانا رب کعبہ کی قسم! میں خود تھوڑا ہی سنا سکتا ہوں میں خود نہیں بول سکتا اگر اللہ پاک توفیق نہ دے۔

www.toobaaelibrary.com

ساری زندگی اگر سجدہ میں پڑا رہے تب بھی شکر ادا نہیں ہو سکتا

اسی لیے کہا گیا کہ اللہ کا شکر تو ادا ہو ہی نہیں سکتا اگر میں ساری رات صبح تک سجدے میں پڑا رہا، روتا رہا کیا اللہ کا شکر ادا ہو گیا؟ ایک اور بہت بڑی نعمت مل گئی کہ اتنا لمبا سجدہ کرنے کی توفیق ہو گئی اس نعمت پر ایک اور سجدہ کرنا چاہئے اور اس سجدہ کا شکر ادا کرنے کے لئے ایک سجدہ کروں نعمتیں بڑھتی چلی جائے گی لیکن شکر ادا نہیں ہوا۔ بعض حضرات کہتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ ایک عبادت کے بعد دوسری عبادت کی توفیق دے دے تو جان کہ میں اللہ کی نظر میں آ گیا ہوں ورنہ اللہ تعالیٰ شاید دوسری عبادت کی توفیق نہ دیتے لیکن عبادت ایسی ہو جسے اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے ویسے کلمہ پڑھنے کی، تلاوت کرنے کی، ذکر کرنے کی توفیق اسے دیتا ہے جس سے وہ راضی ہوتا ہے جسے وہ پسند کرتا ہے۔ تو اب آپ کیا کریں کہ لوگ فوج در فوج دین میں داخل ہو رہے ہیں تو پہلا کام یہ ہے کہ میری تسبیح بیان کریں حضور اکرم ﷺ اللہ کی حمد و ثناء کرنے والے تھے جب آپ مکہ داخل ہوئے تو آپ کی زبان پر یہی تھا ساری تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے میری مدد کی اسی اللہ نے سارے لشکروں کو شکست دی اپنی ذات کے لئے ایک لفظ بھی نہیں بولا کہ میں نے یوں کر دیا، میں نے یوں کر دیا۔ تو میں عرض کر رہا تھا کہ اللہ ایک عبادت کی توفیق دے تو اس پر اللہ کی حمد و ثناء کرے یا اللہ! یہ تیرا ہی کرم ہے ورنہ میں اس قابل نہیں تھا۔ دوسرا کام یہ ہے کہ۔

نبی علیہ السلام کا استغفار

وَاسْتَغْفِرْهُ ۚ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ﴿۳﴾ (آپ اللہ سے مغفرت طلب کریں، استغفار کریں اللہ بڑا توبہ قبول کرنے والا ہے)

اب سوچیے تو اللہ کس کو استغفار کرنے کا حکم دے رہا ہے جو بخشے بخشائے ہیں اللہ نے خود اعلان کر دیا۔

اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا ۙ﴿۱﴾ لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ۙ﴿۲﴾

ہم نے آپ کو واضح فتح عطا فرمائی اور ہم نے آپ کے اگلے پچھلے سب گناہ معاف فرما دیئے گناہ تو تھے نہیں لیکن جو آپ کے دل میں کھٹک تھی اس کو ہم نے معاف کر دیا۔ واللہ اعلم بالصواب۔ دل میں خیال آ رہا تھا اور سوچ رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ جب اپنی نظروں سے لوگوں کو دین میں داخل ہوتا ہوا دیکھ لیا تو اب کیا کریں؟ استغفار کریں کہ کہیں ایسا تو نہیں تیئس سال کے عرصہ میں جیسا دعوت کا حق تھا وہ ادا نہ ہو سکا اس پر بھی استغفار کریں۔ میں یہ بات اس لیے کہہ رہا ہوں کہ نماز کے بعد جو مسنون اذکار ہیں انمیں سے ایک ذکر استغفار بھی یہ ہے کہ استغفر اللہ، استغفر اللہ، استغفر اللہ پڑھیں یہ کیوں بعض حضرات فرماتے ہیں کہ پڑھی تو نماز ہے لیکن

www.toobaaelibrary.com

جیسے نماز پڑھنے کا حق تھا یا اللہ! وہ مجھ سے ادا نہیں ہو سکا اس لیے استغفار کر رہا ہوں ۔ استغفر اللہ، استغفر اللہ، استغفر اللہ، بعض اوقات نیک کام کے بعد استغفار کیا جاتا ہے، اللہ نے ایمان والوں کے لیے فرمایا اور اپنی راہ میں خرچ کرنے والوں کے بارے میں فرمایا:

وَالَّذِیْنَ یُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ اَنَّهُمْ اِلٰى رَبِّهِمْ رٰجِعُوْنَ۔

اللہ کی راہ میں خوب دیتے ہیں، خرچ کرتے ہیں اور ساتھ ان کے دل بھی ڈر رہے ہوتے ہیں کیوں؟ ان کو پتہ ہے کہ ہم اللہ کی طرف لوٹنے والے ہیں وہاں جا کر معلوم ہوگا کہ یہ خرچ کرنا قبول ہوا بھی ہے یا نہیں اللہ نے اپنے نبی کو استغفار کا حکم دیا حضور اکرم معصومین کے سردار، سید المعصومین، سید المرسلین، سید الانس والجن، انسانوں کے بھی سردار، جنوں کے بھی سردار، رسولوں کے بھی سردار، سارے صلحاء، سارے انبیاء کے سردار لیکن اس کے باوجود حضور اکرم کثرت سے استغفار کیا کرتے تھے صحابہ کرام کہتے ہیں بعض اوقات آپ ایک ہی مجلس میں سو (۱۰۰) سے زیادہ مرتبہ استغفار پڑھتے تھے ۔ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ وَتُبْ عَلَیَّ ۔ اللہ! مجھے معاف فرما دے اور اے اللہ! میری توبہ قبول فرمالے اللہ! میری طرف توجہ فرمایئے استغفار کرنا انبیاء، صلحاء کا شیوہ، ان کا اسوہ، ان کی عادت اور ان کا طریقہ ہے ۔ حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہو جائیں ایک ایک نبی کو لیں ۔

حضرت آدم علیہ السلام کیا فرماتے ہیں ۔

رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا ٚ وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ

اے اللہ! ہم نے اپنے اوپر بڑا ظلم کیا ہے اور اگر تو نے معاف نہ کیا تو ہم تباہ ہو جائیں گے

حضرت نوح علیہ السلام اللہ سے یوں کہہ رہے ہیں ۔

رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَیْتِیَ مُؤْمِنًا وَّلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ؕ

اے اللہ! مجھے معاف کر دے، میرے والدین کو معاف کر دے، ایمان والے مردوں کو معاف کر دے، ایمان والی عورتوں کو معاف کر دے اور موحد اعظم حضرت سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام اللہ انکی قبر پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے عجیب قربانی والی زندگی، وطن بھی قربان، گھر بار قربان، والدین قربان یہاں تک کہ بیوی بچے بھی قربان بے آباد زمین میں لا کر چھوڑ دیا پھر اللہ کا حکم ہوا تو ذبح کے لئے تیار ہو گئے بیت اللہ کی تعمیر بھی کر لی ساری زندگی قربانی میں گزر گئی تو آخر عمر میں اللہ سے دعا کر رہے ہیں:

رَبَّنَا اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ

حضرت موسیٰ علیہ السلام دعا کرتے ہیں

www.toobaaelibrary.com

رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَلِاَخِیْ یا اللہ! مجھے بھی معاف کردے یا اللہ! میرے بھائی کو بھی معاف کردے۔
آپ ﷺ کی زندگی کو دیکھیں مختلف قسم کی مختلف موقعوں پر دعائیں ہیں کیسے اللہ سے مانگتے تھے۔

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ خلقتنی وانا عبدک وانا علی عھدک ووعدک ما استطعت

اے اللہ! تو نے مجھے پیدا کیا یا اللہ! میں تیرے قبضے میں ہوں یا اللہ! میں تیرے وعدے پر قائم ہوں اپنی طاقت کے مطابق تیری عبادت کرتا ہوں اپنی طاقت کے مطابق تیرے حکموں پر چلتا ہوں تیرا حق ادا نہیں ہوتا مجھے معاف فرمادیجیے حضور اکرم ﷺ دعا کرتے ہیں یا اللہ! مجھے معاف کردینا کثرت کے ساتھ استغفار کرتے ہیں۔

گناہوں کا تریاق توبہ واستغفار

ارے میرے بزرگو اور دوستو! میرے آقا اور انبیاء کرام اتنے اونچے مقام پر ہونے کے باوجود کثرت سے استغفار کرتے ہیں اور ہم تو سر سے پاؤں تک گناہوں میں ڈوبے ہوئے ہیں کبھی استغفار کی توفیق ہی نہیں ہوتی یہ جو گناہ ہیں یہ زہر ہیں اور اللہ نے اس کا تریاق رکھا ہے وہ توبہ واستغفار ہے یہ گناہ آگ ہیں، دنیا کی آگ چھوٹا سا گھر دو سو گز کا جلا کر راکھ کردیتی ہے اور گناہوں کی آگ آخرت کے گھر کو جلا کے راکھ کردیتی ہے آخرت کو انگاروں سے بھر کر راکھ بنادیتی ہے سندھی کا ایک مشہور، قدیم شاعر گذرا ہے جنگل میں اپنی والدہ کے ساتھ تھا، والدہ نے کہا کہ جاؤ کہیں سے آگ تلاش کر کے لاؤ کھانا پکانا ہے کافی ڈھونڈ کر آگیا اور کہا کہ آگ نہیں ملی ماں نے غصہ سے کہا کہیں نہیں آگ ملی تھی تو جہنم ہی سے آگ لے آتا، اس نے بڑی معصومیت سے کہا اماں! جہنم میں آگ کہاں جہنم تو خالی پڑی ہے وہاں ہر شخص اپنی اپنی آگ اپنے ساتھ لے کر جاتا ہے، ہاں جو شخص جھوٹ بول رہا ہے، غریبوں کا حق دبا رہا ہے، ظلم کر رہا ہے اور بے حیائی کر رہا ہے گناہوں میں مبتلا ہے یہ اپنے حصے کی آگ جمع کر رہا ہے اور جو اللہ کی عبادت، محمد ﷺ کی اطاعت میں لگا رہے وہ جنت میں اپنے لیے پھل اور پھول اکٹھے کر رہا ہے یہاں سُبْحَانَ اللہ کہتا ہے جنت میں ایک درخت لگا رہا ہے، ساتھیوں نے بتایا ایک نو مسلم جماعت میں چل رہا تھا تنہائی میں بیٹھا سُبْحَانَ اللہ، سُبْحَانَ اللہ پڑھ رہا ہے اس سے کسی ساتھی نے پوچھا کہ کیا کر رہے ہو؟ اس نے یہ نہیں کہا میں سُبْحَانَ اللہ، سُبْحَانَ اللہ پڑھ رہا ہوں بلکہ اس نے کہا کہ میں جنت میں درخت لگا رہا ہوں، کیونکہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا جو شخص سُبْحَانَ اللہ کہتا ہے تو وہ جنت میں بڑے طویل وعریض سائے والا درخت لگا دیتا ہے۔ تو ہم اپنی آگ بھی اپنے ساتھ لے کر نہ جائیں اور ہم جو گناہوں کی آگ جمع کئے ہوئے بیٹھے ہیں اور اللہ نے اس آگ کو بجھانے کا ذریعہ بھی بتادیا ارے دنیا کی آگ کو بجھانے کے لئے تو بالٹیاں لے کر بھاگنے کی ضرورت، پڑوسیوں کو بلانے کی

www.toobaaelibrary.com

ضرورت، فائر بر گیڈ کو بلانے کی ضرورت، لیکن گناہوں کی آگ کو، آخرت کی آگ کو بجھانے کے لئے کسی کو بلانے کی ضرورت نہیں۔ اللہ فرماتے ہیں جب تیرے دل میں گناہوں کا احساس پیدا ہوجائے، اللہ کی نافرمانی کا احساس پیدا ہوجائے جو کھلاتا ہے اسی کے حکموں کو ٹھکراتا ہو، جب تیرے دل میں ندامت پیدا ہوجائے تو تو جہاں بھی ہو مسجد میں ہو یا گھر میں ہو، آبادی میں ہو یا جنگل میں ہو تو وہیں پر سر جھکا دینا، دو آنسو بہا دینا اگر تو نے سچے دل سے آنسو بہا دیئے اور توبہ کرلی تو میں اللہ تیرے سارے گناہوں کو معاف کردوں گا اور تجھ پر جہنم کی آگ کو حرام کردوں گا، وہ گناہوں کی آگ جو تو ستر سال اپنے لیے جمع کرتا رہا۔ اسی۔ لیے اللہ فرماتا ہے کہ اپنے اوپر ظلم نہ کرو جو گناہ کرتے ہیں اللہ فرماتا ہے کہ میرے اوپر تو ظلم نہیں کر رہے میری بادشاہی میں، میرے جلال میں، میرے جمال میں کوئی فرق نہیں آئے گا میری کبریائی میں، میری سلطنت میں میری بادشاہت میں کوئی فرق نہیں آئے گا ارے مت اپنے پر ظلم کرو، باز آجاؤ، توبہ کرو، استغفار کرلو، ارے وہ اللہ توبہ کرنے والے پر بڑا خوش ہوتا ہے۔ یاد رکھیے شیطان کسی عبادت پر اتنا پریشان نہیں ہوتا جتنا کہ کسی گنہگار کے سچے دل سے توبہ کرنے پر پریشان ہوتا ہے اور اللہ توبہ کرنیوالوں پر اتنا ہی زیادہ خوش ہوتا ہے۔

توبہ کرنے پر اللہ کی خوشی

حضور اکرم ﷺ نے بڑے عجیب انداز سے یہ بات سمجھائی فرمایا کہ ایک شخص عرب کے صحراء میں سفر کر رہا ہے اونٹ ساتھ ہیں اور اونٹ پر ہی زادِ سفر ہے کھانے پینے کا سامان ہے اور یہ تھک گیا راستے میں آرام کرنے کے لئے لیٹ گیا، اونگھ آگئی اور اسی دوران وہ اونٹ چھوٹ کر کہیں بھاگ گیا بہت تلاش کیا ادھر ادھر مارا مارا پھرا لیکن وہ اونٹ کہیں نہیں ملا زادِ راہ اسی پر تھا عرب کا صحراء ہے، پانی کا نام ونشان نہیں، آبادی قریب نہیں یقین آگیا کہ اب موت سے نہیں بچ سکتا لیٹا ہوا تھا اچانک آہٹ سی محسوس ہوئی تو آنکھ کھول کر دیکھا تو وہ اونٹ موجود ہے تو بے ساختہ کہنا تو یہ چاہتا تھا اَنْتَ رَبِّیْ وَاَنَا عَبْدُکَ اے اللہ! تو میرا رب ہے اور میں تیرا بندہ ہوں حضور اس کی خوشی کی انتہاء کو بتانا چاہتے ہیں بتانا چاہتے ہیں (خوشی میں پاگل ہوگیا) اور کہنے لگا اَنْتَ عَبْدِیْ وَاَنَا رَبُّکَ یہ کلمہ کفر ہوا کیونکہ بنا قصد اور ارادے کے کیونکہ حضور ﷺ تو اس کی خوشی کی انتہاء کو بیان کر رہے ہیں۔

حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ اس کی دیوانگی سے اندازہ کرسکتے ہو کہ کتنا خوش ہوا کہ جب ایک گنہگار اور بھولا بھٹکا انسان توبہ کرتا ہے تو اللہ کو اس شخص سے زیادہ خوشی ہوتی ہے جب کوئی توبہ کرتا ہے اور میرے بزرگو اور دوستو! بہت سے لوگ ابھی توبہ اس لیے نہیں کرتے کہ ابھی زندگی پڑی ہے دیکھا جائے گا، ابھی تو میں جوان ہوں۔ ارے اللہ کے بندو! مت بڑھاپے کا انتظار کرو پتہ نہیں کہ بڑھاپا آئے گا بھی یا نہیں، کتنے ہی جوانی میں چل بستے ہیں ہم کون سی

www.toobaaelibrary.com

تحریر لائے ہیں جس میں ہے کہ جوانی میں نہیں مریں گے، میرے پاس کونسی تحریر ہے جس میں لکھا ہوا ہے کہ کل صبح تک زندہ رہوں گا، کیا دنیا میں ہم سب امور نہیں دیکھتے؟ صحت مند، ہٹے کٹے، نارمل زندگی گزار رہے ہیں رات کو سوتے میں دل کی دھڑکن بند ہوئی تو چل بسے۔ کون لکھوا کر لایا ہے؟ کس کے پاس ضمانت ہے؟ اس لیے انتظار مت کیجیے بہت سے لوگ اس وجہ سے توبہ نہیں کرتے کہ ہوسکتا ہے کہ گناہ پھر ہو جائے۔ ارے کیسا بیوقوف ہے کیا کوئی ایسا شخص ہے جو اس وجہ سے روٹی نہ کھاتا ہو کہ روٹی کھانے کے بعد پھر بھوک لگ جائے گی ارے پھر بھوک لگی تو پھر کھا لینا پھر پیاس لگی تو پھر پی لینا قصد اور ارادہ تو یہ ہو کہ اب گناہ نہیں کروں گا لیکن اگر ہو جائے تو پھر دروازہ کھٹکھٹا دے اللہ! مجھ سے پھر غلطی ہوگئی یا اللہ! پھر معاف فرمادے۔

میرے بزرگو اور دوستو! توبہ کیجیے جوانی میں توبہ کرنے کا لطف اور مزہ ہی کچھ اور ہے "در جوانی توبہ کردن شیوۂ پیغمبری" ارے جوانی میں توبہ کرنا انبیاء کا شیوہ ہے کیونکہ بڑھاپے میں تو بھیڑیے کا بچہ بھی پرہیز گار بن جاتا ہے اب تو وہ کچھ کر ہی نہیں سکتا کرنا بھی چاہے تو ہمت نہیں مزہ تو تب ہے جب اعضاء درست ہوں تو پھر گناہوں سے اپنے آپ کو بچائے جوانی کی توبہ اللہ پاک کے ہاں بہت بڑا مقام رکھتی ہے یہ مطلب نہیں کہ جو بوڑھا ہے وہ توبہ نہ کرے اس کو تو اور زیادہ شرمندہ ہونا چاہیے اور بات یہ ہے اللہ فرماتا ہے کہ بوڑھا سفید بالوں والا شرمندہ ہو یا نہ ہو میں شرمندہ ہوتا ہوں اللہ کہتا ہے کہ مجھے سفید بالوں سے حیاء آتی ہے ارے تجھے تو حیاء نہیں آتی بال سفید ہو گئے پھر بھی گناہ کرتا ہے مجھے تجھ سے حیاء آتی ہے جب بڑھاپے میں، سفید بالوں میں میرے سامنے ہاتھ اٹھاتا ہے مجھے حیاء آتی ہے مجھ سے معافی مانگ رہا ہے میں اس کی توبہ کیوں نہ قبول کروں میں تیرے سفید بالوں کو دیکھ کر تیری توبہ قبول کر لیتا ہوں جوانی میں توبہ کرنے کا مزہ ہی کچھ اور ہے۔

توبہ واستغفار کے فوائد

میرے دوستو! عرض کردوں کہ توبہ واستغفار ایک تو گناہوں کے لئے اور دوسرا درجات کی بلندی کے لئے ہے بکثرت توبہ اور استغفار ہر مشکل اور پریشانی کا علاج ہے۔ ابوداؤد میں حضرت عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جو شخص مسلسل استغفار کرتا رہتا ہے تو اللہ پاک اس کے لئے ہر غم اور پریشانی اور بیماری سے بچنے اور دور رہنے کا کوئی نہ کوئی راستہ نکال دیتے ہیں اور ایسی جگہ سے اس کو رزق عطا کرتے ہیں جہاں سے اس کو وہم وگمان بھی نہیں ہوتا۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں آتا ہے کہ ان کے پاس ایک شخص آیا کہ وظیفہ بتادو، اولاد نہیں، فقر وفاقہ، قحط سالی ہے، کوئی وظیفہ بتادو، آپ نے کہا استغفار کرو، شاگردوں نے پوچھا کہ آنے والے نے مختلف پریشانیوں کا اظہار کیا لیکن وظیفہ آپ نے ایک ہی بتایا فرمایا کہ یہ وظیفہ میں نے نہیں بتایا بلکہ خود اللہ تعالیٰ نے سورۂ نوح میں ارشاد فرمایا

www.toobaaelibrary.com

نوح علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا تھا:

''اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ۙ يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا ۙ وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا ﴿۱۲﴾

ترجمہ: وہ تم پر آسمانوں سے بارش برسائے گا اور تمہارے لیے باغات پیدا کرے گا اور تمہارے لئے نہریں جاری کردے گا

اللہ پاک ہمیں سچے دل سے توبہ واستغفار کرنے کی توفیق عطاء کرے۔ آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

www.toobaaelibrary.com

سُوۡرَۃُ اللَّھَبِ مَکِّیَّۃ

موضوع

مال کا غرور

www.toobaaelibrary.com

آیاتُھا ۵ (۱۱۱) سُوْرَۃُ اللَّھَبِ مَکِّیَّۃٌ (۶) رکوعاتُھا ۱

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ وَّتَبَّ ۝۱ مَآ اَغْنٰى عَنْهُ مَالُهٗ وَمَا كَسَبَ ۝۲ سَيَصْلٰى نَارًا ذَاتَ
لَهَبٍ ۝۳ وَّامْرَاَتُهٗ ۭ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ۝۴ فِيْ جِيْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ ۝۵

ترجمہ:...... ہاتھ ابولہب کے برباد ہوں، اور وہ خود برباد ہو چکا ہے۔(۱) اُس کی دولت اور اُس نے جو کمائی کی تھی، وہ اُس کے کچھ کام نہیں آئی۔(۲) وہ بھڑکتے شعلوں والی آگ میں داخل ہوگا۔(۳) اور اُس کی بیوی بھی، لکڑیاں ڈھوتی ہوئی،(۴) اپنی گردن میں مونجھ کی رسّی لئے ہوئے۔(۵)

ابولہب اور اس کی بیوی کا تعارف:

جیسا کہ آپ نے ترجمہ سے جان لیا ہوگا کہ اس سورت مبارکہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے ابولہب اور اس کی بیوی کا انجام بیان فرمایا ہے۔ ابولہب کا نام عبدالعزّیٰ بن عبدالمطلب تھا اور رشتے میں حضور اکرم ﷺ کا چچا تھا، آپ کے والد جناب عبداللہ اور ابولہب دونوں کے والد ایک تھے لیکن مائیں مختلف تھیں ایسے بھائی بہن کو عربی میں علاتی بہن بھائی کہتے ہیں کہ باپ شریک ہیں لیکن ماں میں شریک نہیں باپ ایک ہے اور ماں دونوں کی مختلف ہے۔ ابولہب انتہائی متموّل، بڑا وجیہ اور خوبصورت انسان تھا بعض حضرات کہتے ہیں کہ اس کو جو ابولہب کہا جاتا تھا اس کی وجہ یہ تھی کہ لہب کا معنی انگارہ ہوتا ہے تو اس کا چہرہ انگارے کی طرح چمکتا اور دہکتا تھا تو اس کی کنیت ہی ابولہب پڑ گئی ورنہ اس کا نام عبدالعزّیٰ تھا اس کی بیوی جس کی کنیت اُم جمیل اور نام اروی تھا یہ حضرت ابوسفیان کی بہن تھی حضور اکرم ﷺ کے ساتھ عداوت، نفرت اور دشمنی میں دونوں میاں بیوی حد سے بڑھے ہوئے تھے خاندانی رشتہ داری کا بھی کوئی لحاظ نہیں کرتے تھے حضور ﷺ پر پہلی بار وحی نازل ہونے کے بعد تین سال تک وحی کا سلسلہ رکا رہا۔ تین سال کے بعد جب وحی نازل ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو حکم دیا۔

اِنذار کا معنی

وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ (آپ اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرائیں، سمجھائیں، خبردار کریں۔)

یہ جو اَنْذِرْ کا معنی میں نے ''ڈرائیں'' کیا ہے یہ اس لیے چونکہ ہر نبی نذیر بھی ہوتا ہے اور بشیر بھی ہوتا ہے۔

www.toobaaelibrary.com

ڈرانے والا بھی اور خوشخبری دینے والا بھی، دنیا کی کسی زبان میں ایسی وسعت نہیں کہ عربی زبان کا ترجمہ پوری نزاکت کے ساتھ کیا جاسکے۔

نذیر کا معنیٰ صرف ڈرانا نہیں بلکہ نذیر کا معنیٰ محبت اور پیار کے ساتھ ڈرانا ہے ایسا ڈرانا جس کی بنیاد محبت پر ہو شفقت اور خیر خواہی پر ہو۔ ڈرانا تو چور، دشمن اور ڈاکو کا بھی ہے اور ڈرانا ماں باپ کا بھی ہے لیکن دونوں کے ڈرانے میں زمین آسمان کا فرق ہے اللہ تعالیٰ کے نبی نذیر تھے ڈرانے والے تھے، لیکن آپ کا ڈرانا خیر خواہی اور محبت کی بناء پر تھا آپ ایک طرف عذاب سے ڈراتے تھے دوسری طرف دعائیں بھی کرتے تھے کہ اے اللہ! ان کو جہنم سے بچنے کی توفیق عطا فرمادے اور ان کو ایمان قبول کرنے کی توفیق عطا فرمادے۔

دعوت وتبلیغ کا طریقہ کار

تو میں عرض کر رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَ اَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ آپ اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرائیں، سمجھائیں، خبردار کریں، تبلیغ اور دعوت کا طریقہ یہی ہے جب اللہ تعالیٰ دین کی سمجھ عطا فرمائے اور دین کا علم عطا فرمائے سب سے پہلے اپنے اس جسم پر اس علم کو عملی شکل میں لانے کی کوشش کی جائے، اس کے بعد اپنے گھر والوں کو اور قریبی رشتہ داروں کو ڈرایا جائے اس کے بعد یہ دعوت وتبلیغ کا سلسلہ وسیع سے وسیع تر کیا جائے۔ اگر اللہ تعالیٰ توفیق دے تو پوری دنیا میں دین کی بات کو پہنچایا جائے، لیکن جو خود عمل نہیں کرتا اور اپنے گھر میں عمل کروانے کی فکر نہیں کرتا تو ایسوں کے لئے یہ لمحہ فکریہ ہے۔ کم از کم کوشش کرتا رہے۔

کوشش کا لفظ اس لیے استعمال کر رہا ہوں کیونکہ اپنے گھر والوں کو بھی بدلنا یہ انسان کے بس میں نہیں ہے لیکن کوشش کرنا تو بس میں ہے۔ بعض اوقات شوہر سمجھاتا ہے لیکن بیوی نہیں مانتی، والدین سمجھاتے ہیں لیکن اولاد نہیں مانتی، بھائی سمجھاتا ہے لیکن بھائی نہیں مانتا، دوسرے رشتہ دار بات پر کان نہیں دھرتے، میں اور آپ تو کیا حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے کنعان کو سمجھایا لیکن اس پر کچھ اثر نہ ہوا لیکن کوشش کرنا تو ضروری ہے۔

شانِ نزول

چنانچہ اللہ تعالیٰ کے نبی نے دعوت کا آغاز اپنے قریبی رشتہ داروں سے کیا اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہی حکم دیا تھا کہ آپ اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرائیں۔ تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صفا پہاڑ پر چڑھ گئے۔ آج تو حاجیوں اور عمرہ کرنے والوں کی سہولت کے لیے صفا اور مروہ پہاڑ کو کاٹ کاٹ کر بالکل چھوٹا کر دیا گیا ہے لیکن اس وقت اونچے پہاڑ تھے تو صفا پہاڑ پر چڑھ گئے اور اپنے عرب کے دستور کے مطابق وہاں کھڑے ہو کر نعرہ لگایا یَا صَبَاحَاہ! یہ

www.toobaaelibrary.com

لوگوں کو اکٹھا کرنے کے لیے نعرہ لگایا جاتا تھا بعض اوقات تو لوگ یوں بھی کیا کرتے تھے کہ اپنے جسم کے کپڑے اتار کر یَا صَبَاحَاہ! اور وَا صَبَاحَاہ! کہہ کر پکارتے تھے۔ تو لوگ سمجھتے تھے کہ کوئی ایمرجنسی اور خطرناک صورتحال درپیش ہے ممکن ہے کوئی مخالف قبیلہ حملہ کرنے والا ہو یا کوئی خطرہ ہماری سلامتی کو درپیش ہے۔ جب حضور ﷺ نے یَا صَبَاحَاہ! کی آواز بلند کی تو لوگ اکٹھے ہو گئے تو آپ نے اس موقع پر اپنے قبیلوں اور قریبی رشتہ داروں کے نام لے کر پکارا یا بنی فلاں یا بنی فلاں یا بنی عبد مناف یا بنی عبد المطلب جب سب جمع ہو گئے۔ تو اللہ تعالیٰ کے نبی نے کہا اگر میں تمہیں خبر دوں کہ اس پہاڑ کے پیچھے ایک بہت بڑا لشکر ہے جو ممکن ہے کہ تم پر حملہ آور ہو جائے کیا تم میری اس بات کی تصدیق کرو گے؟ کہنے لگے کیوں نہیں ہم ضرور تصدیق کریں گے۔ مَا جَرَّبْنَا عَلَيْكَ كَذِبًا اے محمد! ﷺ آپ نے ہمارے اندر زندگی کے تینتالیس یا چوالیس سال گزارے ہیں ہم نے آپ کو کبھی آج تک جھوٹ بولتے نہیں سنا اس لیے ہم آپ کی بات کی تصدیق کریں گے تو آپ نے فرمایا فَإِنِّي نَذِيرٌ لَكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيدٍ میں کسی انسانی لشکر کے حملہ آور ہونے سے نہیں ڈراتا بلکہ اللہ تعالیٰ کے آسمانی عذاب کے آنے سے پہلے تم کو ڈراتا ہوں کہ توبہ کرلو اور ایمان قبول کرلو جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان سے یہ الفاظ نکلے تو ابولہب جو جمع ہونے والوں میں شامل تھا وہ کہہ اٹھا۔ تَبًّا لَكَ يَا مُحَمَّدُ! أَلِهٰذَا جَمَعْتَنَا اے محمد! تم ہلاک ہو جاؤ، تمہاری بربادی ہو، نیست نابود ہو جاؤ کیا ہمارے جیسے مصروف اور معزز لوگوں کو تو نے یہ بات سنانے کے لیے جمع کیا تھا حضور کی عادتِ مبارکہ گالی کا جواب گالی کے ساتھ دینے کی نہیں تھی آپ نے تو خاموشی اختیار فرمائی لیکن اللہ پاک نے ان گستاخانہ کلمات کا جواب خود دیا۔ یہ سورت نازل ہوئی جس میں فرمایا تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَّتَبَّ ابولہب! ہلاکت میرے نبی ﷺ کے لیے نہیں بلکہ ہلاکت تیرے لیے ہے تیرے ہاتھ ٹوٹیں، تو تباہ ہو جائے، تو ہلاک ہو جائے، تو نیست و نابود ہو جائے، میرے بندے اور میرے نبی جو دنیا تک میرا پیغام پہنچانے کے لئے آئے ہیں ہلاکت ان کے لئے نہیں بلکہ ہلاکت تیرے جیسے دشمنوں کے لئے ہے۔

ابولہب کی دشمنی کی انتہاء

اس کی عداوت اور نفرت کی انتہا یہ تھی کہ طارق محاوری کہتے ہیں کہ میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا کہ ذوالمجاز کے مقام پر ایک منڈی اور بازار لگتا تھا اور حضور تو حیلے بہانے کی تلاش میں رہتے تھے کہ کبھی ایسا موقعہ مل جائے کہ میں اللہ تعالیٰ کا پیغام اس کے بندوں تک پہنچا سکوں ہمارے آقا ﷺ بے مثال داعی تھے اور بے مثال مبلغ تھے میں عرض کردوں کہ مثالی خطیب، مثالی مبلغ، مثالی داعی ہماری نظر میں تو وہ ہوتا ہے جس کی آواز پرسوز جس کو آواز اور جملوں پر قابو حاصل ہو، جو بولنے کا ڈھنگ جانتا ہوں، جو مجمع کو تڑپانا جانتا ہو، رلانا جانتا ہو، ہنسا سکتا ہو، اٹھا سکتا

www.toobaaelibrary.com

ہو،لیکن قرآن وحدیث کے مطالعہ سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ مثالی مبلغ اور مثالی داعی وہ ہوگا جس کے دل میں انسانیت کا درد اور اللہ تعالیٰ کے پیغام پہنچانے کا جذبہ ہو اس کے لئے دعوت ایسی ہو جس طرح لوگوں کے لئے بھوک کے وقت کھانا اور پیاس کے وقت پانی ہوتا ہے۔

چنانچہ ہمارے ہاں مثالی خطیب وہ ہے جس کی آواز بہت اچھی ہو خواہ اس کے دل میں انسانیت کا درد ہو یا نہ ہو اللہ تعالیٰ کے دین پہچانے کا جذبہ ہو یا نہ ہو۔

ہمارے آقا ﷺ کے دل میں انسانیت کا درد تھا ان کو دین پہنچانے کا جذبہ تھا اور دین کی دعوت دینے کے لئے آپ موقع کی تلاش میں رہتے تھے وہاں میلا لگا ہوا تھا آپ وہاں پہنچ گئے طارق محاوری کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ ایک خوبصورت نوجوان کہتا پھرتا ہے قُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ تُفْلِحُوْنَ لوگو! تم لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھ لو کامیاب ہو جاؤ گے میں نے دیکھا اس کے پیچھے ایک اور شخص لگا ہوا ہے وہ کہہ رہا ہے یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّهٗ كَذَّابٌ فَلَا تُصَدِّقُوْهُ لوگو! یہ جھوٹا ہے اس کی بات کی تصدیق نہ کرنا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ نہ کہنا۔ اور اس کے ہاتھ میں کچھ پتھر ہیں اور وہ اس کی پنڈلیوں پر مارتا ہے یہاں تک کہ پنڈلیوں سے خون بہنے لگا میں نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ دونوں کون ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ جو نوجوان لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی تبلیغ کر رہا ہے یہ محمد ﷺ ہیں جن کا دعویٰ یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا نبی ہے اور یہ جو پیچھے گالیاں دے رہا ہے اور پھر مار رہا ہے یہ اس کا چچا ابولہب ہے اس حد تک اس کی نفرت پہنچی ہوئی تھی، اور عداوت میں حد سے گزرا ہوا تھا اس کے دو بیٹے عتبہ اور عتیبہ تھے دونوں کے نکاح میں حضور ﷺ کی دو بیٹیاں تھیں اس نے زبردستی دونوں بیٹوں سے طلاق دلوا دی اور جو بڑا بیٹا تھا عتبہ اس نے تو گستاخی کی حد کر دی حضور کے پاس آیا آپ کی بیٹی کو طلاق بھی دی اور معاذ اللہ آپ کے چہرۂ انور پر تھوک دیا اسوقت حضور علیہ السلام کی زبان مبارک سے یہ الفاظ نکلے اَللّٰهُمَّ سَلِّطْ عَلَيْهِ كَلْبًا مِنْ كِلَابِكَ اے اللہ! اپنے کتوں میں سے کوئی کتا اس پر مسلط فرما دے۔

چنانچہ ایسے ہی ہوا شام کے سفر میں قافلہ نے ایک جگہ پڑاؤ ڈالا تھا اور یہ بھی ساتھ تھا کہ رات کو بھیڑیا آیا اس کو اٹھا کر لے گیا اور اس کو چیر پھاڑ دیا۔

اُمِ جمیل کی حضور ﷺ سے عداوت

اسی طریقے سے ابولہب کی بیوی ام جمیل وہ بھی آپکو تکلیف پہنچانے کا موقع تلاش کرتی رہتی تھی جیسا کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ابولہب کی بیوی حَمَّالَةَ الْحَطَبِ جو کہ لکڑیاں چنتی تھی۔ بعض حضرات کہتے ہیں کہ واقعتاً وہ بخل اور کنجوسی کی وجہ سے جلانے کے لئے لکڑیاں چنتی تھی، تھے تو بڑے امیر لیکن طبیعت میں بخل اور کنجوسی تھی بجائے اس کے کہ لکڑی خرید تے لیکن وہ جنگل میں جا کر جلانے کے لئے لکڑیاں جمع کر کے لاتی تھی بعض دوسری

www.toobaaelibrary.com

تفسیروں میں یہ بھی ہے کہ کسی نے کعبۃ اللہ کی نذر میں ایک سونے کا ہرن دیا اور اسے ابولہب ہی نے چرالیا تھا تو بخل
کنجوسی طبیعت میں تھی اس لیے وہ لکڑیاں چن کر لاتی تھی۔

بعض دوسرے حضرات کہتے ہیں کہ وہ خاردار کانٹے والی لکڑیاں چن کر لاتی تھی اور ایسی جگہ بکھیر دیتی تھی جہاں سے حضور ﷺ کا رات کو گزر رہتا، تا کہ آپ کانٹوں سے الجھ کر زخمی ہو جائیں یہ بھی کہا گیا ہے کہ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ کا عربی زبان میں معنی ہوتا ہے لگائی بجھائی کرنا، اِدھر اُدھر کی باتیں پہنچانا ام جمیل یہ کام بھی کرتی تھی واللہ اعلم جو بھی تفسیر کرلیں مطلب یہ ہے کہ وہ حضور ﷺ کو اذیت پہنچانے کے مواقع تلاش کرنے کی فکر میں رہتی تھی۔

ابولہب اور اس کے خاندان کا انجام

اللہ تعالیٰ نے بیٹے کا انتظام تو بھیڑیئے کے ذریعے چیر پھاڑ کے ساتھ کیا اور ابولہب کا انجام یہ ہوا کہ غزوہ بدر کی شکست کے ساتویں دن مراوہ اس طریقہ سے کہ اس کو کوئی خطرناک قسم کا پھوڑا نکل آیا اس متعدی بیماری میں بیٹے اس کے قریب نہیں جاتے تھے جن بیٹوں پر اس کو ناز تھا وہ کہتے تھے کہ کہیں یہ بیماری ہمیں نہ لگ جائے اسی حال میں وہ مر گیا تین دن تک اس کی لاش پڑی رہی کسی نے ہاتھ تک نہ لگایا پھر حبشیوں کو پیسے دے کر اٹھوایا انہوں نے بھی ہاتھ نہیں لگایا بلکہ ایسے ہی لکڑیوں سے دھکیل دھکیل کر ایک کھڈے میں گرادیا۔

اور اُمِ جمیل حضور اقدس ﷺ کی جو دشمن تھی اسکا انجام یہ ہوا کہ لکڑیاں جنگل سے کاٹ کر لا رہی تھی گٹھا باندھا ہوا تھا اور رسی گلے میں باندھی ہوئی تھی وہ اسی کے گلے ہی میں پھنس گئی اور لکڑیاں پیچھے کیطرف الٹ گئیں گویا کہ وہ ایک پھندہ سا بن گیا اور اسی سے وہ ہلاک ہو کر رہ گئی پورا خاندان جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخیاں اور بے ادبیاں کیں اللہ تعالیٰ نے تینوں کو دردناک انجام سے دو چار کیا۔ فرمایا:

تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ وَّتَبَّ ۝١ (ابولہب کے دونوں ہاتھ ہلاک ہو گئے۔)

مَآ اَغْنٰى عَنْهُ مَالُهٗ وَمَا كَسَبَ ۝٢ (نہیں کام آیا اس کے اس کا مال اور نہ ہی اس کی کمائی۔)

مَا كَسَبَ سے کیا مراد ہے؟ حضور اکرم ﷺ نے کمائی کا اطلاق اولاد پر فرمایا اگر دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اولاد بھی انسان کی بہت بڑی کمائی ہے اگر اولاد نیک ہو تو اللہ تعالیٰ ان کے والدین کے لئے دنیا کی نیک کمائی کے ساتھ بسا اوقات آخرت کی کمائی بھی بنا دیتا ہے کتنے خوش نصیب ہیں وہ لوگ جن کی اولاد ان کے لئے ذخیرۂ آخرت ثابت ہوتی ہے۔

ایک حدیث شریف میں ہے حضور ﷺ نے فرمایا کہ انسان کا سب سے پاک مال وہ ہے جس کو وہ اپنے ہاتھوں سے کماتا ہے اور فرمایا کہ اولاد بھی اس کی کمائی ہے۔ تو میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ حضور علیہ السلام نے اولاد کو

www.toobaaelibrary.com

بھی کمائی کیا ہے تو آیت کے معنی یوں بھی کر سکتے ہیں کہ ابولہب کا مال اور نہ ہی اس کی اولاد اس کے کام آئی۔

بعض تفاسیر میں لکھا ہے کہ ابولہب کے دس بیٹے تھے اور عرب کے معاشرے میں بیٹوں کا ہونا بڑے فخر اور قوت کی بات سمجھی جاتی تھی قبائلی علاقوں کیطرح جس کی لاٹھی اس کا قانون، آج ہم بظاہر بڑے مہذب معاشرے اور ملک میں رہتے ہیں لیکن دین کی روشنی نہ ہونے کیوجہ سے ہمارا معاشرہ بھی قبائلی معاشرہ بن چکا ہے جس کی لاٹھی اس کی بھینس، قانون کو بھی خرید سکتا ہے، پولیس کو بھی خرید سکتا ہے، عدالت کو بھی خرید سکتا ہے، پیسے کی وجہ سے ایمان تک خریدے جا رہے ہیں اللہ تعالیٰ ہمارے حال پر رحم فرمائے اور اس جنگل کے قانون اور وحشی زندگی سے ہماری حفاظت فرمائے یہ جو قتل و غارت گری ہے یہ ہماری قبائلی زندگی کی وجہ سے اور جنگلی زندگی کی وجہ ہے قاتل بھی جانتے ہیں دہشت گرد بھی جانتے ہیں کہ یہاں تو کوئی قانون ہی نہیں ہے کہ جس سے وہ ڈریں مساجد میں حملے، مدارس پر حملے، رکوع سجدے کی حالت میں یہ ڈر لگا رہتا ہے کہ کوئی کہیں سے حملہ نہ کر دے یہ ہمارے گناہوں کی نحوست ہے کہ آج ہم عدم تحفظ کا شکار ہیں یہ تحفظ، امن اور سلامتی یہ اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ تو عرض کر رہا تھا کہ ابولہب کا مال اور اس کی اولاد اس کے کام نہ آئی یہ تو دنیا کے اندر اللہ تعالیٰ نے اس کو عذاب دیا آخرت کے بارے میں فرمایا:

سَيَصْلٰى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ ۝۳ نام بھی ابولہب تھا اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جس آگ میں داخل ہوگا وہ آگ بھی لہب والی یعنی شعلوں والی ہوگی اور بھڑکنے والی ہوگی جس میں وہ اور اس کی بیوی داخل ہوگی۔

وَّامْرَاَتُهٗ ۭ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ (اور اس کی بیوی جو کہ لکڑیاں چنتی ہے)

فِيْ جِيْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ ۝۵ (اس کی گردن میں مونجھ کی رسی ہوگی)

اس سورت کی تفسیر، شان نزول، پس منظر آپ حضرات نے ملاحظہ فرمالیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس سورت میں ایسے آدمی کا ذکر فرمایا جس کو اپنے مال پر بڑا غرور تھا۔

حلال مال اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے

حلال مال اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے حلال مال کو اللہ تعالیٰ نے اپنا فضل قرار دیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل کو تلاش کرنا چاہیے مسلمانوں کو تجارت میں، صنعت میں آگے بڑھنا چاہیے وہ لوگ جو دین اسلام کو رہبانیت کا دین بنا کر پیش کرتے ہیں گویا وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ تجارت کرنا، فیکٹری چلانا، سائنس میں ترقی کرنا یہ تقویٰ توکل اور نیک ہونے کے منافی ہے وہ ایسے لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے دین کی صحیح سمجھ عطا نہیں فرمائی ایسے لوگ دین کے غلط ترجمان ہیں۔ دین یہ نہیں کہتا کہ تجارت سے کنارہ کش ہو جاؤ اور صنعت سے کنارہ کش ہو جاؤ اور غیروں کے بھکاری بن جاؤ اور غیروں کے محتاج بن کر بیٹھ جاؤ۔

www.toobaaelibrary.com

آج ہم کیسے مسلمان ہیں کہ چھوٹی سی چھوٹی چیز میں بھی ہم غیروں کے محتاج ہیں ہماری سستی، کاہلی اور بے ایمانی نے ہمیں یہاں تک پہنچا دیا کہ اول تو صنعت اور تجارت میں ہم ہیں ہی پیچھے اگر ہم کوئی چیز بناتے بھی ہیں تو دونمبر کی تین نمبر کی یا چار نمبر کی گھٹیا چیزیں بناتے ہیں اب جو کہا گیا ہے کہ غیر ملکی مصنوعات کا بائیکاٹ کرو تو بہت سے لوگوں نے اشکال کیا کہ ہم بائیکاٹ تو کریں لیکن انکا متبادل تو ہو یہاں تو دونمبر تین نمبر کی اشیاء بناتے ہیں ہم بے ایمانی کی وجہ سے پیچھے رہ گئے۔ تو عرض یہ کر رہا تھا کہ ہمیں ترقی کرنا چاہیے یہ کوئی ایمان، توکل، نیک ہونے کے اور عبادت کے منافی نہیں ہے ہمیں تو اس کی ترغیب دی گئی ہے آگے بڑھنے کا حکم دیا گیا ہے اس سے منع تو نہیں کیا گیا۔

مال کا دھوکہ

مال اللہ تعالیٰ کا فضل ہے یہ اس کی عظیم نعمت ہے لیکن یہ اللہ تعالیٰ کی نعمت بعض اوقات ہمارے گناہوں کی وجہ سے زحمت بن جاتی ہے اور عذاب بن جاتی ہے اللہ تعالیٰ سے دوری کا سبب بن جاتی ہے خاص طور پر اسوقت جب مال کے بارے میں غرور کا شکار ہوجائے۔ غرور کس کو کہتے ہیں دھوکے کو غرور کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں سمجھایا ہے۔

يَاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ

اے لوگو! اللہ کے وعدے سچے ہیں اللہ تعالیٰ نے قیامت کا وعدہ کیا سچا ہے، جنت کا وعدہ کیا سچا ہے، جہنم کا وعدہ کیا سچا ہے، نیکیوں کا اور ان کے بدلے کا وعدہ کیا سچا ہے، تمہاری محنت ٹھکانے لگے گی یہ وعدہ سچا ہے حق والے غالب اور اہل باطل مغلوب ہوں گے یہ وعدہ سچا ہے، اللہ تعالیٰ کے سارے وعدے سچے ہیں لہٰذا دیکھنا کہیں تمہیں دنیا کی زندگی دھوکے میں نہ ڈال دے روپیہ، پیسہ اور اولاد تمہیں دھوکہ میں نہ ڈال دے ان چیزوں میں لگ کر کہیں اللہ تعالیٰ کو نہ بھول جانا۔

دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

يَاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ وَاخْشَوْا يَوْمًا لَّا يَجْزِيْ وَالِدٌ عَنْ وَّلَدِهٖ ؗ

لوگو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اس دن سے ڈرو جس دن اولاد اپنے والد کے کام نہ آسکے گی اور نہ والد اپنی اولاد کے کام آئے گا، اور فرمایا کہ یہ دنیا کی زندگی میں مال تمہیں کہیں دھوکہ میں نہ ڈال دے کہ میرے پاس تو مال ہے میں اس سے کام چلا لوں گا، سب کچھ خرید لوں گا، مال میرے پاس ہمیشہ رہیگا یہ مال میرے پاس کئی نسلوں تک چلے گا نسلوں کے کام آئے گا لیکن آپ دیکھتے ہیں کہ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ مال سے ہم سب کچھ خرید سکتے ہیں کتنے لوگ

www.toobaaelibrary.com

ہیں جو بستروں پر پڑے سسکیاں لے رہے ہیں مال ہے لیکن صحت نہیں خرید سکتے، کتنے ہیں بے اولاد، مال ہے لیکن اولاد نہیں خرید سکتے، کتنے ہیں غموں میں، پریشانیوں میں، اضطراب میں اور عدم سکون کا شکار ہیں، مال ہے لیکن وہ مال سے سکون اور اطمینان کو نہیں خرید سکتے تو یہ دھوکہ ہے کہ اس مال کے ذریعے ہم سب کچھ خرید سکیں گے، یہ مال ہمارے پاس ہمیشہ رہے گا یہ دھوکہ صرف آج کے مال داروں کو نہیں لگا یہ دھوکہ بہت پرانا ہے کئی مال والوں کو اسی زندگی اور اقتدار نے دھوکہ دیا، فرعون کو اسی مال اور اقتدار نے دھوکہ دیا، قارون کو بھی اسی مال نے دھوکہ دیا، اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا کہ اتنا مال تھا اس کے پاس کہ اس کے خزانے کی چابیاں ایک طاقتور جماعت اٹھاتی تھی، خزانوں کی چابیاں، بھاری بھاری بڑے بڑے تالے ہوتے تھے ان کی چابیاں پوری ایک جماعت اٹھاتی تھی لیکن موسیٰ علیہ السلام نے اس سے کہا کہ مال پر اتراؤ نہیں، دھوکہ کا شکار نہ ہونا فخر اور گھمنڈ مت کرنا اس لیے کہ اللہ تعالیٰ فخر کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔ وَابْتَغِ فِيمَآ اٰتٰكَ اللّٰهُ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ اللہ تعالیٰ نے تمہیں جو کچھ مال دیا اس کے ذریعے آخرت اور آخرت کی کامیابی کو تلاش کرو یہ مال جو اللہ تعالیٰ نے دیا ہے اگر انسان چاہے تو اس سے اپنی آخرت سنوار سکتا ہے کیونکہ یہ مال ہے جس کے ذریعے مسجد تعمیر کر سکتا ہے یہ مال ہے جس کے ذریعے کسی مدرسہ کو آباد کر سکتا ہے، یہ مال ہے جس کے ذریعے کسی غریب کے گھر میں خوشیاں پھیلا سکتا ہے، یہ مال ہے جس کے ذریعے سے کسی یتیم اور بیوہ کی سرپرستی کر سکتا ہے، یہ وہ مال ہے جس کے ذریعے سے وہ دین کی اشاعت کر سکتا ہے، یہ وہ مال ہے جس کے ذریعے وہ مجاہدین کی خدمت کر سکتا ہے، یہ وہ مال ہے جس کے ذریعے مدارس میں طلباء کی خدمت کر سکتا ہے، مال کے ذریعے آخرت کو خریدا جا سکتا ہے اور آخرت کو حاصل کیا جا سکتا ہے۔

بشرطیکہ وہ ایسا مال ہو جیسا مال اللہ تعالیٰ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو دیا تھا وہ مال ہو جو اللہ تعالیٰ نے حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو دیا تھا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس مال تھا اللہ تعالیٰ کے نبی نے مطالبہ فرمایا، چندے کی اپیل کی کہ مسلمانوں کا کفار کے ساتھ مقابلہ کا وقت ہے تعاون کرو، اب اپنی استطاعت کے مطابق چندہ دو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سب سے آگے بڑھ گئے آپ کے پاس لا کر مال کا ڈھیر لگا دیا، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مال کو ہاتھ میں لے کر یوں اچھالتے تھے اور فرماتے تھے کہ عثمان رضی اللہ عنہ کو آج کے بعد کوئی عمل نقصان نہ دے گا اللہ تعالیٰ عثمان رضی اللہ عنہ سے راضی ہو گیا، تو مال ایسا ہو۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو مال دیا تھا بہت مال دار اور تاجر تھے لیکن دین کی ایسی خدمت کی کہ پوری ایک جماعت وقف کر دی، بہت بڑی علماء کی ایک جماعت مقرر فرما دی کہ قرآن کریم میں غور کرو اور احادیث میں غور کرو نئے پیش آنے والے مسائل کے لئے قواعد اور ضوابط کے ذریعے حل تلاش کرو ان سب کے اخراجات حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ذمہ لے رکھے تھے آج دنیا میں سب سے زیادہ جو فقہ پڑھائی جاتی ہے اور جس

www.toobaaelibrary.com

فقہ پر عمل کیا جاتا ہے وہ فقہ حنفی ہے جو امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں ان کی سرپرستی میں اور ان کے مال خرچ کرنے کے نتیجہ میں دنیا کے سامنے آئی۔

قارون بھی مال کے دھوکے کا شکار ہو گیا

تو قارون سے کہا گیا (وَابْتَغِ فِيمَا آتَاكَ اللّٰهُ الدَّارَ الْآخِرَةَ) یعنی اللہ تعالیٰ نے جو تجھ کو مال دیا ہے اس کے ذریعے تو آخرت کی زندگی تلاش کرے اور آخرت کو سنوارے اور تجھے یوں نہیں کہا گیا کہ سارے کا سارا مال اللہ تعالیٰ کے راستہ میں اٹھا کر دے بلکہ دنیا میں جو ذمہ داریاں ہیں اور حقوق ہیں وہ ادا کرو۔ وَأَحْسِنْ كَمَا أَحْسَنَ اللّٰهُ إِلَيْكَ ارے اللہ کے بندے! جیسے اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ احسان کیا ہے ویسے تم اللہ تعالیٰ کے بندوں کے ساتھ احسان کرو یہ مال تیرا نہیں ہے یہ اللہ تعالیٰ نے تجھے دیا ہے اگر اللہ چاہتا تو تجھے فقیر بنا دیتا اور فقیر کو مالدار بنا دیتا تو اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ احسان کیا ہے تم اللہ تعالیٰ کے بندوں کے ساتھ احسان کرو۔ وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِي الْأَرْضِ اور زمین میں فساد نہ کرو۔ إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ بے شک اللہ تعالیٰ فساد کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ قارون نے جواب دیا: إِنَّمَا أُوتِيتُهُ عَلَىٰ عِلْمٍ عِنْدِي یہ مال مجھے میری علمی صلاحیت، میرے تجربے، میری مہارت میری ذکاوت اور میری ذہانت کی بنا پر ملا ہے ہم میں سے بہت سے لوگ اسی دھوکہ کا شکار ہو جاتے ہیں کہ یہ مال ہماری ذہانت کی وجہ سے ملا، ہماری علمی قابلیت اور محنت کی وجہ سے ملا اور ہماری تجارت کی وجہ سے ملا۔

تو قارون بھی اسی دھوکہ کا شکار ہو گیا۔ أَوَلَمْ يَعْلَمْ أَنَّ اللّٰهَ قَدْ أَهْلَكَ مِنْ قَبْلِهِ مِنَ الْقُرُونِ کیا قارون نہیں جانتا کہ اس سے پہلے کتنے ہی بڑے مال دار اور پیسے والے تھے ہم ان کو ہلاک کر چکے ہیں۔ فَخَرَجَ عَلَىٰ قَوْمِهِ فِي زِينَتِهِ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ایک دن قارون پورے لشکر کے ساتھ اور کروفر کے ساتھ باہر آیا، آگے پیچھے سواریاں تھیں، ہٹو بچو کی صدائیں بلند اور آوازیں لگ رہی تھیں خدام اور نوکر چاکر، سونے چاندی جن کی نظر۔ قَالَ الَّذِينَ يُرِيدُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا جن کی نظر صرف دنیا پر تھی اس کے کروفر، شان و شوکت کو دیکھ کر کہنے لگے: يَا لَيْتَ لَنَا مِثْلَ مَا أُوتِيَ قَارُونُ کاش ہمیں بھی ایسے ہی شان و شوکت ملی ہوتی جیسے قارون کو ملی ہے بڑے نصیب اور بڑی قسمت والا ہے۔ اللہ اکبر اللہ تعالیٰ ان قصوں کو ایسے ہی بیان نہیں کرتا بلکہ میرے اور آپ کے اور پورے انسانوں کے دماغ کو صاف کرنے کے لئے اور ان کو ایمان کا راستہ دکھانے کے لئے بیان کرتا ہے ہم میں سے کتنے ہیں کہ کسی کی چمکتی ہوئی گاڑی کو دیکھتے ہیں تو منہ سے رال ٹپکتی ہے بنگلوں کو دیکھتے ہیں تو ایمان خراب ہو جاتا ہے۔

بہت سارے ایسے لوگ ہیں ان سے راستہ میں چلا ہی نہیں جاتا یہ دیکھو، وہ دیکھو، یہ گاڑی، وہ مکان بھائی یہ ہمارا تو نہیں ہے وہ تو اسکا ہے، احساس کمتری کا شکار ہو جاتے ہیں اور دل ہی دل میں حسرت پیدا ہونے لگتی ہے اے

www.toobaaelibrary.com

کاش! ہم بھی ایسے ہی ہوتے تو ان لوگوں نے ایسے ہی کہا قارون کی شان وشوکت کو دیکھ کر اور اہل علم نے کہا:
وَقَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ اور علم والوں نے کیا کہا علم والے کون ہوتے ہیں؟ علم والے وہ لوگ ہیں جن کے پاس علم ہو جو اللہ تعالیٰ کو پہچانتے ہوں یہ اس لیے عرض کر رہا ہوں کہ بہت سارے علم والے ایسے ہوتے ہیں اگر وہ مالداروں کو دیکھیں تو ان کے دل حسرتیں اور آرزوؤں سے بھر جاتے ہیں یہ مراد نہیں ہیں بلکہ جان لیں کہ حقیقی علم وہ ہے جس سے اللہ تعالیٰ کی معرفت آجائے اللہ تعالیٰ کی قدرت اس کی ذات وصفات کی پہچان ہو جائے وہ بڑا رحمٰن اور بڑا رحیم ہے، وہ بڑا غفار اور بڑا رزّاق ہے ان ساری باتوں کا یقین دل میں اتر جائے یہ وہ علم ہے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی رضا ملتی ہے جس کی وجہ سے ہدایت اور جنت ملتی ہے علم والوں نے کہا کہ ارے میاں مال کو دیکھ کر دھوکے کا شکار ہو گئے ہو، پاگلو! یہ تو دنیا کی چیزیں ہیں عارضی چیزیں ہیں اور فانی چیزیں ہیں آخرت طلب کرو آخرت کی زندگی اور آخرت کی نعمتیں بہترین ہیں اس شخص کے لئے جس کے پاس ایمان اور عمل صالح ہو تو آخرت میں ثواب اس کو ضرور ملے گا جو صبر کرنے والا ہوگا، جو مالداروں کو دیکھ کر احساس کمتری کا شکار نہیں ہوگا جو کافروں کی زیب وزینت کو دیکھ کر ان جیسا بننے کی تمنائیں اور آرزوئیں نہیں کرے گا۔

قارون کا انجام

پھر قارون کا کیا ہوا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: فَخَسَفْنَا بِهٖ وَبِدَارِهِ الْاَرْضَ ہم نے اس کی بداعمالیوں کی وجہ سے قارون کو اور اس کے بنگلے اور اس کے روپے پیسے کو زمین میں دھنسا دیا۔

وَمَا كَانَ لَهٗ مِنْ فِئَةٍ يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ۔

نہ اس کی فوج، نہ اس کی جماعت، نہ اس کی پولیس، نہ چابیاں، اٹھانے والی جماعت، نہ نوکر، نہ خدام اس کو بچا سکے ان تمام چیزوں کو دھنستا ہوا سب دیکھ رہے تھے کہ زمین میں دھنس رہا ہے۔ وَاَصْبَحَ الَّذِيْنَ تَمَنَّوْا مَكَانَهٗ بِالْاَمْسِ وہ لوگ جو کل حسرتیں پال رہے تھے اور منہ سے رال ٹپکا رہے تھے جن کے دل میں آرہا تھا کہ اے کاش! ہم بھی قارون جیسے ہوتے آج جب اس کے انجام کو دیکھا تو کہنے لگے یہ تو اللہ کا فضل ہے جس کے لیے چاہے رزق کشادہ کردے اور جس کے لئے چاہے تنگ کردے ہم نے بہت غلط تمنا کی تھی کہ ہم قارون جیسے ہو جائیں اگر ہمارے اوپر اللہ تعالیٰ کا احسان نہ ہوتا تو ہمیں بھی دھنسا دیتا کافر تو کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔

خلاصہ کلام

عرض یہ کر رہا تھا کہ میرے بھائیوں اور دوستو! مال کی وجہ سے انسان دھوکہ کا شکار نہ ہو جائے کہ مال ہمیشہ رہے گا

www.toobaaelibrary.com

اور مال سے ہر چیز خرید سکتا ہوں اگر اللہ تعالیٰ نے مال دیا ہے تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو، سب سے پہلے اپنے حقوق ادا کرو، اپنے بیوی بچوں کے حقوق ادا کرو، غریب رشتہ داروں پر خرچ کرو، غریب مسلمانوں پر خرچ کرو، اللہ تعالیٰ کے دین کے لئے خرچ کرو اللہ تعالیٰ نے یہ مال نمود، نمائش، فخر، غرور اور تکبر کے لئے نہیں دیا یہ مال اللہ تعالیٰ نے حقوق کو ادا کرنے کے لئے دیا ہے، اگر مال کے حقوق ادا کئے جائیں گے تو یہ مال جنت میں پہنچانے کا ذریعہ بن جائے گا، اگر مال کے حقوق ادا نہ کئے اور مال کی وجہ سے فخر، غرور اور تکبر کا شکار ہو گیا تو یاد رکھیے یہی مال جہنم میں جانے کا ذریعہ بن جائے گا آج ہم میں سے کتنے ہیں جو کل تک غریب تھے اور فقیر تھے آج اللہ تعالیٰ نے ان کو نواز دیا ہے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَآ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

www.toobaaelibrary.com

سُوْرَةُ الْاِخْلَاصِ مَكِّيَّةٌ

موضوع

توحید کی حقیقت

www.toobaaelibrary.com

آیاتُها ۴ (۱۱۲) سُوْرَةُ الْاِخْلَاصِ مَكِّيَّةٌ (۲۲) رُکوعاتُها ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝۱ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝۲ لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ۝۳ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝۴

ترجمہ:...... کہہ دو: "بات یہ ہے کہ اللہ ہر لحاظ سے ایک ہے۔(۱) اللہ ہی ایسا ہے کہ سب اُس کے محتاج ہیں، وہ کسی کا محتاج نہیں، (۲) نہ اُس کی کوئی اولاد ہے، اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے۔(۳) اور اُس کے جوڑ کا کوئی بھی نہیں"۔(۴)

سورۃ الاخلاص کی وجہِ تسمیہ:

یہ سورۃ الاخلاص ہے اس کو سورۂ اخلاص اس لیے کہا جاتا ہے کہ یہ توحید خالص کو بیان کرتی ہے اور دوسری بات یہ کہ جو اس سورت پر سچے دل سے ایمان لے آتا ہے اور اس کو دل اور دماغ میں بٹھا لیتا ہے تو وہ شرک سے پاک ہو جاتا ہے، اور یہ سورت اس کو شرک سے بچا لیتی ہے، اور جہنم کی آگ سے نجات دلاتی ہے، یہ سورت اس کو شرک سے بچا کر خالص موحد بنا لیتی ہے۔

اس کا ایک نام سورۂ توحید بھی ہے کیونکہ اس میں عقیدہ توحید کو بیان کیا گیا ہے اس کا ایک نام سورۂ نجات بھی ہے وجہ یہ ہے کہ اس سورت پر ایمان رکھنے والا جہنم کی آگ سے نجات پا جاتا ہے۔

اس کو سورۂ ولایہ بھی کہا جاتا ہے کیونکہ جو شخص اس کو دل کی گہرائی سے پڑھ لیتا ہے اور اس پر ایمان لے آتا ہے تو وہ اللہ کے اولیاء میں سے ایک ولی بن جاتا ہے اس کو سورۂ اساس بھی کہا جاتا ہے اساس کا معنی بنیاد ہے کیونکہ یہ سورت دین کی بنیاد ہے دین کی بنیاد عقیدہ توحید ہے اگر بنیاد میں کچھ نقص ہو، کمزوری ہو تو اس پر اٹھنے والی عمارت میں کمزوری اور نقص ہوگا اور اگر بنیاد مضبوط ہوگی تو اس پر اُٹھنے والی عمارت بھی مضبوط ہوگی۔

فضائل سورت

حدیث میں آتا ہے رسول ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اس سورت کی تلاوت کرتا ہے اس کو ایک تہائی قرآن پڑھنے کا ثواب ملتا ہے۔

www.toobaaelibrary.com

بخاری میں حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ ایک دفعہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے خطاب کر کے فرمایا کہ تم پر کیا مشکل ہے کہ تم رات کو ایک تہائی قرآن پڑھ لیا کرو صحابہ پر یہ بات تھوڑی سی شاق اور مشکل گزری تو عرض کیا اَيُّنَا يُطِيقُ ذٰلِكَ کون ہے کہ جو ہم میں سے ایک تہائی قرآن پڑھنے کی طاقت رکھتا ہو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم سورۂ اخلاص نہیں پڑھ سکتے فرمایا کہ تم اگر ایک مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھ لو گے تو تمہیں ایک تہائی قرآن پڑھنے کا ثواب ملے گا۔

یہ بڑی عظیم سورت ہے اس میں بنیادی اور اصولی اور اساسی نظریہ حیات جو دین کا ہے اس کا بیان ہے یعنی عقیدہ توحید، نظریہ توحید۔

توحید کی پہلی قسم توحید ربوبیت

علماء نے توحید کی تین قسمیں بیان فرمائی ہیں انمیں سے پہلی قسم توحید ربوبیت ہے رب وہ ہے، پالنے والا وہ ہے، اسی توحید ربوبیت کو اللہ نے سورہ فاتحہ کی پہلی آیت میں بیان فرمایا ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ اور توحید کی یہ قسم ایسی ہے کہ اس کا انکار کافر اور مشرک بھی نہیں کرتے تھے۔ مانتے تھے کہ ہمیں اور ہمارے آباؤ واجداد کو اور آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کرنے والا وہ اللہ ہے، بنانے والا وہ ہے، رزق دینے والا وہ ہے، مالک وہ ہے۔

سورۂ یونس میں ہے اللہ فرماتے ہیں کہ ان سے پوچھیے!

قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ

(کون ہے جو تم کو رزق دیتا ہے آسمانوں اور زمین میں سے؟)

اَمَّنْ يَّمْلِكُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَمَنْ يُّخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ

کانوں کا مالک، آنکھوں کا مالک کون ہے؟ زندہ کو مردہ سے پیدا کرنے والا اور مردہ کو زندہ سے پیدا کرنے والا کون ہے؟ وَمَنْ يُّدَبِّرُ الْاَمْرَ اور سارے جہان کا نظام چلانے والا کون ہے؟ آسمان کو تھامنے والا کون ہے؟ زمین کو بچھانے والا کون ہے؟ زمین سے غلہ اگانیوالا کون ہے؟ آسمان سے بارش برسانے والا کون ہے؟ پیاسوں کو پانی پلانے والا کون ہے؟ بھوکوں کو کھانا کھلانے والا کون ہے؟ آگے فرمایا فَسَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ یہ ضرور کہیں گے کہ یہ سارے کام کرنے والا اللہ ہے اللہ کے علاوہ کوئی نہیں فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ارے جب مانتے ہو تو پھر بھی ڈرتے نہیں ہو، پھر گناہوں سے اور نافرمانی سے بچتے نہیں ہو۔

سورۂ مومنون میں اللہ نے فرمایا کہ ان سے پوچھئے

www.toobaaelibrary.com

قُلْ لِّمَنِ الْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهَآ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ زمین میں جو کچھ ہے یہ کس کا ہے تو کہیں گے سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ کہ اللہ کا ہے قُلْ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ کیا تم سمجھتے نہیں ہو کس نے تم پر جادو کر دیا ہے کہ بات تمہاری سمجھ میں نہیں آتی اور ایمان قبول نہیں کرتے۔

قُلْ مَنْۢ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ يُجِيْرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ

کون ہے جس کے قبضے میں ہے بادشاہت، کون ہے پناہ دینے والا؟ اس کے علاوہ کوئی پناہ دینے والا نہیں ہے۔ یہ ہے توحید کی پہلی قسم توحید ربوبیت، کہ جس کا کافر اور مشرک بھی انکار نہیں کرتے تھے۔

یہ بات جان لیجیے! کہ دنیا میں پہلے بھی بہت کم قومیں رہیں جو اللہ کے وجود کا انکار کرتی ہوں اور آج بھی ایسی قوم نہ ہونے کے برابر ہے کہ جو اللہ کے وجود کا انکار کرتی ہو اور مشرک بھی اللہ کو مانتے تھے اور اللہ کو راضی کرتے تھے اپنے انداز کے مطابق طریقے بھی اختیار کرتے تھے اور کوشش بھی کرتے تھے توحید ربوبیت کا وہ انکار نہیں کرتے تھے۔

توحید کی دوسری قسم توحید الوہیت

توحید کی دوسری قسم ہے توحید الوہیت کہ عبادت کی جائے تو صرف اللہ کی، دعا کی جائے تو صرف اللہ تعالیٰ سے، نذر و نیاز مانی جائے تو صرف اللہ کے لئے صدقہ خیرات کیا جائے تو صرف اللہ کے لئے اور سجدہ کیا جائے تو صرف اللہ کو، عبادت کی جائے تو صرف اللہ کی، اس قسم میں اختلاف ہوا اس میں لوگ شرک میں مبتلا ہو گئے یوں سمجھئے کہ جو کچھ اللہ بندے کو دیتا ہے اس کو تسلیم کرتے تھے کہ یہ سب کچھ اللہ دیتا ہے لیکن اللہ کی عطاء کے جواب میں بندہ اللہ کے سامنے سجدہ کرتا ہے، اللہ کے لیے صدقہ و خیرات کرتا ہے، بندے اللہ کے حضور سجدے کرتے رہے دعائیں کرتے رہے اس میں شرک کا ارتکاب کرتے تھے اور ہر نبی نے اسی توحید الوہیت پر زور دیا آپ جانتے ہیں کہ کلمہ طیبہ کا جو پہلا جز ہے۔ (لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ) اس میں تمام نبی مشترک ہیں کہ اللہ کے علاوہ کوئی اِلٰہ نہیں کوئی عبادت کے لائق نہیں کوئی عبادت کا مستحق نہیں ہے (لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ) نہیں کوئی معبود، مگر اللہ معبود ہے۔

حضرت مولانا فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی ہندی زبان میں اللہ کا معنیٰ کرتے تھے۔ (مَنْ موہ) دل کو موہ لینے والا دل کا محبوب اور پیارا اور اردو زبان میں اللہ کا معنیٰ یہ نہیں کہ عبادت کے لئے لائق ہے بلکہ محبوب ہے تو وہی ہے صرف اس کی محبت کام آنے والی ہے ایسا محبوب جو دیتا ہے لیتا کچھ نہیں، ایسا احسان کرنے والا کہ جس کے احسان تو سب پر ہیں لیکن اس پر کسی کا احسان نہیں، ایسا محبوب جو ازل سے محبوب اور قیامت تک محبوب رہے گا، جس سے فرشتے بھی محبت کرتے ہیں جنات اللہ کے محبّ، کیڑے مکوڑے اور جانور بھی اس سے محبت کرتے ہیں۔

www.toobaaelibrary.com

شرک کا آغاز کیسے ہوا؟

تو میں عرض کرر ہا تھا کہ توحید الوہیت یہ ہے کہ اللہ کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں، ہر نبی نے اس پر زور دیا کہ عبادت صرف اللہ کی کی جائے، سب سے پہلے جس نبی نے شرک کی تردید کی وہ نوح علیہ السلام ہیں کیونکہ نوح علیہ السلام کی قوم سے پہلے شرک نہیں تھا آپ کی قوم میں سب سے پہلے شرک آیا اللہ کے کچھ نیک بندے تھے وہ دنیا سے چلے گئے ان کی یاد کو زندہ رکھنے کے لیے ان کے کچھ عقیدت مندوں نے ان کی تصویریں بنالیں ان کی مورتیاں بنالیں ان کو محبت سے دیکھ لیا کرتے تھے بعد والوں نے جھکنا شروع کر دیا پھر مانگنا شروع کر دیا یوں شرک میں مبتلا ہو گئے بعض اوقات برائی کی بنیاد بالکل چھوٹی اور معمولی ہوتی ہے اگر اس کا ازالہ نہ کیا جائے تو وہ بنیاد پھر بہت بڑی عمارت کی حیثیت اختیار کر لیتی ہے۔ تو حضرت نوح علیہ السلام آئے اور فرمایا: يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ کہ اے میری قوم! صرف اللہ کی عبادت کرو اس کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں۔ یہ صرف حضرت نوح علیہ السلام کی دعوت نہیں تھی اللہ کہتا ہے وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ اے میرے پیغمبر! ہم نے آپ سے پہلے جتنے بھی رسول بھیجے ہر نبی کی طرف دعوت بھیجی کہ صرف اللہ کی عبادت کرو اور آپ جانتے ہیں کہ عبادت قولی بھی ہے اور بدنی بھی ہے اور مالی بھی ہے تین قسم کی عبادت ہے نماز میں تشہد میں بیٹھ کر کہتے ہیں (اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ) ہم زبان سے پکاریں گے تو صرف اللہ کو اور ہم بدن استعمال کریں گے تو اللہ کے لیے ہم مال خرچ کریں گے تو صرف اللہ کے لیے اللہ کے نبی نے یہ تعلیم دی کہ تمام عبادتیں صرف اللہ کے لئے۔ اکثر لوگوں کو شیطان نے دھوکہ دیا کہ تم بڑے پست ہو ذلیل ہو، گنہگار ہو، گندے ہو، ناپاک ہو، تم براہِ راست اللہ کے سامنے اپنی دعائیں اپنے صدقے اور نذر و نیاز پیش نہیں کر سکتے تم پیش کرو اللہ کے نیک بندوں کے سامنے وہ پیش کریں گے اللہ کے سامنے پھر اللہ کے نیک بندوں کا تصوّر بدلتے بدلتے بدل گیا یہاں تک کہ بتوں کے سامنے اپنی دعائیں اور حاجتیں پیش کرنے لگے۔

چنانچہ وہ کہتے تھے "مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى" ہم ان کو رب، مالک اور خالق اور رازق نہیں مانتے لیکن ہماری سوچ یہ ہے کہ یہ ہماری دعائیں، حاجتیں اللہ کے سامنے پیش کریں گے۔

اللہ سے براہِ راست مانگیں

اللہ نے فرمایا اپنے بندوں کو کہ مجھے پکارنے کے لئے، مجھ سے مانگنے کے لئے کسی واسطے کی ضرورت نہیں۔ تمہارا رب فرماتا ہے "وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ" مجھے پکارو میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔ "اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ"

www.toobaaelibrary.com

اگر ان الفاظ کا حاصل معنی کیا جائے تو یہ مطلب بنے گا کہ اگر مجھ سے نہیں مانگو گے تو میں تمہیں ذلیل کر کے جہنم میں ڈالوں گا، مانگو تو خوش ہوں گا، نہیں مانگو گے تو ناراض ہوں گا ''وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ'' جب میرے بندے میرے بارے میں آپ سے پوچھیں تو آپ بتا دیجئے کہ میں قریب ہوں۔ ''اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ'' میں دعا کرنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے۔ لہٰذا مجھے پکاریں میری اطاعت کریں، مجھ پر ایمان لائیں، میں ان کی جائز خواہشات کو پورا کرتا ہوں۔

انبیاء اور اولیاء کی تعلیم

اللہ کے نبیوں نے یہ تعلیم دی کہ ہم سے نہ مانگو جس سے ہم مانگتے ہیں اس سے مانگو، ولیوں سے، نبیوں سے، قطب، ابدال سے نہ مانگو، ارے اس سے مانگو جس سے ہر نبی، ہر ولی، قطب، ابدال مانگتے رہے، ارے اس سے مانگو جس سے حضرت آدم علیہ السلام نے مانگا ''رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا'' اللہ! غلطی ہو گئی معاف کر دینا، اگر تو نے معاف نہ کیا تو ہم تباہ ہو جائیں گے، اس سے مانگو جس سے حضرت نوح علیہ السلام نے مانگا ''رَبِّ اغْفِرْلِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ'' ارے اس سے مانگو جس سے حضرت زکریا علیہ السلام نے اولاد مانگی ''رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ۔ اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَاءِ'' یا اللہ! نیک اولاد عطا فرما، یا اللہ! تو ہی دعاؤں کا سننے والا ''اِنِّيْ وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّيْ وَاشْتَعَلَ الرَّاْسُ شَيْبًا'' اللہ میری ہڈیاں کمزور ہو گئیں، یا اللہ! بال سفید ہو گئے لیکن پھر بھی تجھ سے مانگتا ہوں ناامید نہیں ہوئے مانگتے رہے، ارے اس سے مانگو جس سے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مدین کی تنہائی میں مانگا، رَبِّ اِنِّيْ لِمَا اَنْزَلْتَ اِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيْرٌ یہاں میری جان پہچان والا کوئی نہیں یا اللہ! بھوک بھی لگ رہی ہے جو بھی تو مجھے بھلائی عطا کرے میں اس بھلائی کا محتاج ہوں، ارے اس سے مانگو جس سے کائنات کے سردار، انبیاء کے سردار حضرت محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بیسیوں موقعوں پر مانگا، تڑپ تڑپ کے رو رو کے مانگا، راتوں کو مانگا، دنوں کو مانگا جنگ کے موقعوں پر مانگا، امن کے موقع پر مانگا، بدر میں مانگا، احد میں مانگنے کا کیا انداز ہے؟ بدر کے موقع پر فرمایا یا اللہ! مدد فرما، نصرت فرما، فرشتے بھیج، یا اللہ! اگر تو نے اس جماعت کی آج مدد نہ کی تو تیرا نام لینے والا زمین میں کوئی نہیں رہے گا ارے اس سے مانگو جس سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے تہمتوں کی بدبودار فضا میں مانگا کہ اے اللہ! آج تو منافقین نے میرے سرتاج کو بھی مجھ سے بدگمان کرنے کی کوشش کی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے روٹھے نظر آ رہے ہیں، اے اللہ! میں کس کے پاس جاؤں، اپنی پاکدامنی کا کیسے یقین دلاؤں، تو اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی برأت کا اعلان خود ان کی توقع کے خلاف آسمان سے قرآن کی شکل میں فرمایا ''وَلَوْلَا اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ قُلْتُمْ مَّا يَكُوْنُ لَنَا اَنْ نَّتَكَلَّمَ بِهٰذَا سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ'' اللہ کے نبیوں نے، اللہ کے ولیوں نے اللہ

www.toobaaelibrary.com

سے مانگنے کی تعلیم دی۔

یاد رکھیں! حضرت علی ہجویری ؒ نے اس بات کی تعلیم نہیں دی کہ مجھ سے مانگو۔ توحید الوہیت یہ ہے کہ عبادت، نذر و نیاز، صدقہ، خیرات کیا جائے تو اللہ کے لئے، توحید کے مضمون میں غور کرنا چاہئے۔

خلاصہ توحید

ایک نکتہ اللہ نے دل میں ڈالا، توحید کا خلاصہ یہ ہے کے اللہ پر نظر رکھیں اور ایک اللہ کی نظر میں آنے کی کوشش زندگی بھر کریں، اللہ کھلانے والا تو، پلانے والا تو، دینے والا تو اللہ سب کچھ تیرے ہاتھ میں ہے یہ پہلی بات ہوئی، دوسری بات یہ کہ اس اللہ کی نظر میں آنے کے لئے زندگی بھر کوشش کرتا رہے، کیا مطلب؟ کیا ہم اللہ کی نظر میں نہیں ہیں، معاذ اللہ میرا مطلب یہ نہیں ہے بلکہ زمین کے پیٹ میں جو ہے وہ بھی اللہ کی نظر میں ہے، پہاڑوں میں جو ہے وہ بھی اللہ کی نظر میں ہے، حتی کہ پتھر کے اندر جو مخلوق ہے وہ بھی اللہ کی نظر میں ہے، فضاؤں میں جو مخلوق ہے وہ بھی اللہ کی نظر میں، اللہ کی نظر میں آنے کا مطلب یہ ہے کہ زندگی بھر یہ کوشش کرتا رہے کہ میرے اللہ مجھ سے کسی طرح راضی ہو جائے، نماز پڑھیں تو اللہ کو راضی کرنے کے لئے، حج و عمرہ، زکوۃ، صدقات، والدین کی خدمت کریں تو اللہ کو راضی کرنے کے لئے، کسی سے محبت رکھیں تو اللہ کے لئے، کسی سے دشمنی رکھیں تو اللہ کے لئے، کسی کو کچھ دیں تو اللہ کے لئے، کسی سے کچھ لیں تو اللہ کے لئے، سوئے تو اللہ کے لئے، جاگے تو اللہ کے لئے لکھیں تو اللہ کے لئے، بولیں تو اللہ کے لئے، ہر کام اللہ کی رضا والا بن جائے، کہ میرا اللہ مجھ سے راضی ہو جائے، تو عرض کر رہا تھا لوگ اللہ سے لینے والے ہو جائیں، لیکن یہ مشرکین بدبخت صدقہ، خیرات کرتے تو کچھ حصہ اللہ کے لئے نکالتے اور کچھ حصہ اپنے بتوں اور دیوتاؤں کے لئے نکالتے اگر کچھ حصہ غلہ اللہ کے حصے میں چلا جاتا تو اس کو نکال لیتے اور کہتے کہیں ہمارے شرکاء ہم سے ناراض نہ ہو جائیں اور اگر بتوں کے حصے میں اللہ کا حصہ چلا جاتا تو اس کو نہیں نکالتے اور کہتے کہ اللہ تو غنی ہے، اللہ کو کسی چیز کی ضرورت نہیں، توحید الوہیت میں شرک کا ارتکاب کرتے تھے۔

توحید کی تیسری قسم توحید اسماء وصفات

توحید کی تیسری قسم توحید اسماء وصفات ہے اللہ کے ننانوے نام آپ جانتے ہیں، قرآن کریم کے ساتھ عام طور پر لکھے ہوئے ہیں تو ان، اسماء صفات میں توحید کا کیا مطلب ہے؟ کہ اللہ تعالیٰ اپنی ہر صفت میں کامل، وہ رحمان ہے تو رحمانیت میں کامل، وہ غفّار ہے تو غفاری میں کامل، وہ رزّاق ہے تو رزّاقیت میں کامل، وہ خالق ہے، پیدا کرنے والا، وہ خالقیت میں کامل، وہ علیم ہے تو علم میں کامل، وہ سمیع ہے تو سننے میں کامل، وہ خبیر ہے تو باخبر ہونے

www.toobaaelibrary.com

میں کامل، ہر ہر صفت اللہ کی کمال درجہ کی ہے اس کی کوئی صفت ناقص درجہ کی نہیں ہے، کتنا بڑا ہی انسان کیوں نہ ہو اس کی کوئی صفت ایسی نہیں جو کمال درجہ کی ہو کہ معاذاللہ اللہ کی صفت کا مقابلہ کرسکتی ہو، اللہ عالم الغیب ہے، نبیوں کا علم سارے انسانوں سے زیادہ اور ہمارے نبی کو جو علم اللہ نے عطا کیا، وہ سارے نبیوں سے زیادہ تھا، حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک اللہ نے جتنے نبیوں کو علم دیا، وہ ہمارے آقا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو دیدیا، غیب کا علم آپ کے پاس نہیں تھا بلکہ وہ صرف اللہ کے پاس ہے، قرآن کریم میں اللہ فرماتا ہے وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ ۔ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ ۚ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْحَامِ ۭ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا ۭ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌۢ بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ۝۳۴ قیامت کے وقوع کی متعین تاریخ اللہ کو معلوم ہے، جبرائیل امین انسانی شکل میں آئے حضور ﷺ کی خدمت میں اور پوچھا، قیامت کب آئے گی؟ فرمایا اے پوچھنے والے جیسا تم کو معین تاریخ معلوم نہیں مجھے بھی معلوم نہیں ہاں کچھ علامات ہیں، بارش کب برسے گی اور کہاں برسے گی؟ صرف اللہ کو علم ہے، ماں کے پیٹ میں کیا ہے؟ یہ اللہ کو علم ہے۔ آج کل لوگوں کو اس پر اشکال ہوتا ہے پس اللہ کے کلام پر قربان جاؤں اللہ نے فرمایا ''وَيَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْحَامِ'' اللہ ہی جانتے ہیں کہ یہ عالم بنے گا یا جاہل بنے گا، امیر ہوگا یا غریب، بد بخت ہوگا، نیک بخت اس کی عمر لمبی ہوگی، یا چھوٹی ہوگی، مَنْ ذات کے لئے آتا ہے مَا صفات کے لئے آتا ہے اگر مان لیا جائے تو ابھی تک کوئی الٹرا ساؤنڈ ایسا ایجاد نہیں ہوا جو یہ بتائے کہ جو بچہ یا بچی ماں کے پیٹ میں ہے اس کی قسمت کیسی ہے، اس کی صفات کیسی ہیں، اخلاق، اعمال کیسے ہیں، وہ کس قسم کی زندگی گزارے گا، انسان کل کیا کمائے گا، ہم تو منصوبے بناتے ہیں تکمیل اللہ ہی کرتے ہیں موت کہاں آئے گی، کب آئے گی اس کا علم اللہ ہی کو ہے کتنے ہی انسان جو سفر پر گئے بڑے مال دار، سفر میں انتقال ہوگیا، کروڑوں کا مالک لیکن سفر میں انتقال اس حالت میں ہوا کہ چندہ مانگ کر کفن کا انتظام کیا گیا اس لئے کہ پتہ ہی نہیں تھا کہ کب اور کہاں موت آئے گی لاوارث لاش پڑی ہے، کیڑے کھا رہے ہیں پتہ چلا کہ بڑے حسین اور بڑے مالدار آدمی کی لاش ہے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے خواب کی تعبیر

اللہ نے پانچ چیزوں کو بیان کیا ہے کہ ان کا علم میرے ہی پاس ہے خوابوں کی تعبیر کے ماہر اور مشہور محدث امام ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ ان کے زمانے میں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے مدینہ میں ساری زندگی گزاری خواہش تھی کہ مجھے مدینہ ہی میں موت آئے اس لئے باہر نہیں جاتے تھے فرض حج ادا کرلیا تھا لیکن نفل حج کے لئے نہیں جاتے تھے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ مدینہ سے باہر موت آجائے لیکن دل کرتا تھا کہ اگر مجھے کسی سے علم ہوجائے کہ کب موت آئے گی تو حج بھی

www.toobaaelibrary.com

کرلوں، عمرہ بھی کرلوں، کعبہ کا طواف کرلوں، خواب میں حضور اقدس ﷺ کی زیارت ہوئی تو ان سے پوچھا کہ میری زندگی میں کتنا وقت باقی ہے؟ تو حضور ﷺ نے خاموشی سے پانچ انگلیوں سے اشارہ کیا، صبح اٹھے تو پریشان کہ پانچ انگلیوں سے کیا مراد ہے؟ پانچ دن ہیں یا پانچ سال شش وپنج میں تھے، امام ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ پانچ انگلیوں سے اشارہ سے مقصود اس آیت کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے اور وہ آیت یہ ہے:

إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ ﴿۳۴﴾

اے مالک! تم مجھ سے پوچھ رہے ہو کہ موت کب آئے گی؟ میری زندگی کتنی باقی ہے؟ اے مالک! یہ موت کا علم تو ان پانچ چیزوں میں سے ہے جن کا علم اللہ تعالیٰ نے کسی کو بھی نہیں دیا حتیٰ کہ محمد رسول اللہ کو بھی نہیں دیا۔ اسماء وصفات میں توحید کہ دوسرا بندہ اس کی صفات میں شریک نہیں ہو سکتا جیسے وہ سنتا ہے کوئی سن نہیں سکتا اس جیسا کوئی دیکھ نہیں سکتا جیسے وہ علیم ہے ایسے کوئی علم والا نہیں بڑے بے وقوف ہیں لوگ جو اللہ کے ولیوں کو اللہ کے ساتھ جا ملاتے ہیں بڑے ظالم لوگ ہیں واللہ بڑے ظالم لوگ ہیں، اپنے اوپر ظلم کرتے ہیں، یہ اللہ کے ولیوں اور نبیوں کی تعریف نہیں (معاذ اللہ) یہ اللہ کے ولیوں اور نبیوں کی توہین ہے، اللہ کے نبی تو کہہ گئے ہمیں معبود نہیں بناؤ جنہوں نے اللہ کے نبیوں کو اپنا رب بنالیا، انہوں نے کتنا بڑا شرک کیا؟ ہمیں تو اللہ کے نبیوں نے یہی سبق دیا ہے، بھائی خدا کے واسطے سمجھو، یہ کوئی اختلافی بات نہیں ہے یہ اللہ کے قرآن کی بات ہے، نبی کی تعلیم کی بات ہے، کہ اللہ کے اسماء و صفات میں کسی کو شریک نہ کیا جائے توحید کی تین قسمیں ہیں (۱) توحید ربوبیت پالنے والا وہ، رزق دینے والا وہ (۲) دوسری قسم توحید الوہیت کہ عبادت کے لائق وہ، عبادت کا مستحق وہی، دعا اسی سے، صدقہ خیرات اسی کے لئے، جھکنا ہے تو اسی کے سامنے۔ (۳) تیسری قسم توحید اسماء وصفات، اللہ اپنی صفات میں کامل، کوئی اس کی صفت میں شریک نہیں خدا کرے کہ جب ہمارا خاتمہ ہو تو عقیدۂ توحید پر ہو۔

شرک کو اللہ کیسے برداشت کرسکتا ہے؟

اے اللہ کے بندو! اگر ہم کسی سے دودھ لیں اور ہمیں پتہ چل جائے کہ اس نے اس میں ملاوٹ کی ہے تو ہمیں کتنا اس پر غصہ آجاتا ہے اور ہم اللہ کے حضور ایسی عبادت کریں جس میں ملاوٹ ہو اور جو کہا جاتا ہے کہ کتنا ہی بے غیرت شوہر کیوں نہ ہو جو میاں بیوی کی آپس کی محبت ہوتی ہے اگر بیوی اس محبت میں کسی اور کو شریک کرلے تو وہ اس کو برداشت نہیں کرتا۔ تو اللہ غیرت کا خالق ہے، مالک ہے، وہ کیسے برداشت کرسکتا ہے کہ اس کے ساتھ کس کو شریک کیا

www.toobaaelibrary.com

جائے اللہ قرآن پاک میں فرماتا ہے "وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ" ہر قسم کے شرک سے بچئے، ایک ہے شرک بتوں کی عبادت کرنا مخلوق کو اللہ کے ساتھ شریک کرنا، اور ایک ہے شرک خفی، عبادت کرے تو دکھاوے کے لئے، شہرت کے لئے مخلوق کے لئے کرے، اللہ کے لئے نہ کرے یہ بھی شرک ہے، یہ شرک خفی ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں ہر قسم کے شرک سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے، اللہ تعالیٰ ہمارا خاتمہ عقیدہ توحید پر کرے آمین

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

www.toobaaelibrary.com

سُوْرَةُ الْفَلَقِ مَدَنِيَّة

موضوع

مخلوق کا شر

www.toobaaelibrary.com

آیاتُھا ۵ (۱۱۳) سُوْرَۃُ الْفَلَقِ مَکِّیَّۃٌ (۲۰) رُکُوْعَاتُھَا ۱

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ﴿۱﴾ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ﴿۲﴾ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ﴿۳﴾ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الْعُقَدِ ﴿۴﴾ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ﴿۵﴾

ترجمہ:......کہو کہ: ''میں صبح کے مالک کی پناہ مانگتا ہوں (۱) ہر اُس چیز کے شر سے جو اُس نے پیدا کی ہے۔ (۲) اور اندھیری رات کے شر سے جب وہ پھیل جائے۔ (۳) اور اُن جانوں کے شر سے جو (گنڈے کی) گرہوں میں پھونک مارتی ہیں۔ (۴) اور حسد کرنے والے کے شر سے جب وہ حسد کرے''۔ (۵)

فضیلت معوذتین

سورۂ فلق مکی سورت ہے اور اس میں پانچ آیات ہیں۔ سورۂ فلق اور سورۂ ناس کی فضیلت کے بارے میں سرور کائنات ﷺ کی دو حدیثیں سن لیجیے!

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ جنوں کی نظر سے اور انسانوں کی نظر سے خاص طور پر اللہ کی پناہ مانگا کرتے تھے۔ لیکن جب یہ دو سورتیں نازل ہو گئیں یعنی سورۂ فلق اور سورۂ ناس تو پھر آپ نے ان دو سورتوں کو ہی اپنا معمول بنا لیا اور انہی کے ذریعے سے اللہ کی پناہ مانگا کرتے تھے اور اس کے علاوہ کو آپ نے چھوڑ دیا۔

موطا امام مالک میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ کو جب کوئی تکلیف ہوتی تھی تو آپ یہ دونوں سورتیں پڑھ کر اپنے اوپر دم کر لیا کرتے تھے۔ وفات سے قبل جب آپ کی بیماری شدت اختیار کر گئی تو پھر میں نے یہ دونوں سورتیں آپ کے ہاتھوں پر پڑھیں اور آپ کے ہاتھوں کو آپ کے جسم پر پھیر دیا۔ یہ نہیں کہ ایک ہی دفعہ ہوا ہو کوئی دفعہ ایسا واقعہ پیش آیا کہ تکلیف کے وقت مرض الموت میں جبکہ آپ خود نہ پڑھ سکتے تھے تو میں سورتیں پڑھتی تھی اور پھر پڑھ کر آپ کے ہاتھوں پر دم کرتی تھی پھر آپ کے ہاتھوں ہی کو آپ کے جسم پر پھیر دیتی تھی خود میں اپنے ہاتھوں پر کیوں نہیں دم کرتی تھی تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں حضور اکرم ﷺ کے ہاتھوں میں جو برکت تھی وہ میرے ہاتھوں میں نہیں تھی۔ تو برکت کے حصول کے لیے پڑھتی تو میں خود تھی لیکن دم کر دیتی آپ کے ہاتھوں پر اور پھر ان ہاتھوں کو آپ اپنے جسم اطہر پر پھیر لیتے یہ تو ان دو سورتوں کی فضیلت کے بارے میں دو احادیث ہو گئیں۔

www.toobaaelibrary.com

شانِ نزول

بخاری وغیرہ میں یہ حدیث موجود ہے کہ ایک یہودی لبید بن عاصم تھا اس نے یا اس کی بیٹیوں نے حضور اکرم ﷺ پر جادو کردیا۔ آپ کے کچھ بال لیے، بالوں میں گرہیں لگائیں اور جیسے جادو اور ٹونے ٹوٹکے کیے جاتے ہیں ایسے اس نے کیا۔ آپ ﷺ اس سے کچھ متاثر ہوئے لیکن یہ متاثر ہونا نبوت کی ذمہ داریوں کے حوالے سے نہ تھا بلکہ اپنی انسانی، اور بشری اور طبعی ضروریات کے حوالے سے تھا مثلاً کھانا کھایا ہے یا نہیں کھایا، یہ بات یاد نہ رہی، تو اس طرح کے جو انسانی تقاضے اور بشری ضروریات تھیں ان کے حوالے سے آپ متاثر ہوئے۔ لیکن نبوت کی ذمہ داریوں پر اس جادو کا کوئی اثر نہیں پڑا۔ یہ وضاحت اس لیے کر رہا ہوں کہ بہت سے لوگ سرے سے اس روایت کا انکار کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ پر جادو ہو ہی نہیں سکتا تھا اس لیے کہ اگر آپ پر بھی جادو ہو سکتا ہے تو پھر تو آپ کی نبوت سے اور نبوت کے کام سے اور نبوت کے پیغام سے اور وحی سے معاذ اللہ اعتماد اٹھ جائے گا۔ لیکن میں نے عرض کیا کہ اس جادو کا اثر صرف بشری تقاضوں اور طبعی ضروریات تک محدود تھا، نبوت کی ذمہ داریاں اس سے متاثر نہیں ہوئیں۔ اور جیسے اللہ کے نبی کو سر درد ہو سکتا تھا، اللہ کے نبی کو بخار ہو سکتا تھا، اللہ کے نبی کو بھوک لگتی تھی، اللہ کے نبی کو پیاس لگتی تھی جیسے دوسرے بشری تقاضے اللہ کے نبی کے ساتھ جڑے ہوئے تھے اسی طریقہ سے جادو بھی طبعی اسباب میں سے ایک سبب ہے جس سے آپ متاثر ہوئے۔ لیکن اس کا اثر نبوت پر نہیں پڑا ہے۔ اور جب یہ دو سورتیں نازل ہوئیں اور حضور اکرم ﷺ نے ان دونوں سورتوں کو پڑھنا شروع کیا تو جادو کا اثر ختم ہو گیا۔ اسی لیے ان دو سورتوں کو جادو کے توڑ میں اور اللہ کی پناہ مانگنے کے سلسلے میں بے مثال قرار دیا گیا ہے۔ اور اللہ کی ذات سے امید یہ ہے کہ اگر کوئی شخص پورے یقین کے ساتھ ان دونوں سورتوں کو ہر نماز کے بعد پڑھ لیا کرے اور سونے سے پہلے پڑھ کر اپنے دونوں ہاتھوں پر دم کر کے پھیر لیا کرے تو اللہ پاک جادو اور ٹونے ٹوٹکے سے اس کی حفاظت فرمائے گا۔

معوذتین کی تعلیم

اور ان دونوں سورتوں میں اس بات کی تعلیم دی گئی، کہ پناہ مانگی جائے تو صرف اللہ سے مانگی جائے کسی اور سے نہیں۔ اس لیے کہ اللہ سب سے بڑا ہے اور اللہ سب سے طاقتور ہے۔ اسی سے پناہ مانگنی چاہئے مسلمان کے لیے مناسب نہیں ہے نہ کسی انسان سے، نہ کسی جن سے، نہ کسی فرشتے سے، نہ کسی ولی سے، نہ غوث سے اور نہ قطب اور ابدال سے بلکہ پناہ مانگنی ہے تو صرف اور صرف اللہ پاک سے۔

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۙ﴿۱﴾ (فرمادیجیے کہ میں پناہ مانگتا ہوں فلق کے رب کی۔)

فلق عربی زبان کا لفظ ہے اس کا معنی ہے پھٹنا۔ ویسے تو دیکھیے ہر چیز کسی نہ کسی چیز سے نکلتی ہے۔ گٹھلی پھٹتی ہے تو

www.toobaaelibrary.com

اس سے پودا نکلتا ہے، دانہ پھٹتا ہے تو اس سے کونپل نکلتی ہے، زمین کا سینہ پھٹتا ہے تو اس سے نباتات نکلتی ہیں۔ پہاڑ پھٹتے ہیں تو ان سے چشمے نکلتے ہیں، انڈہ پھٹتا ہے تو اس سے بچہ نکلتا ہے۔ یہاں پر عام طور ہر پھٹنے والی چیز مراد نہیں لی گئی بلکہ فلق کا معنی ''صبح'' کیا گیا۔ گویا کہ وہ اللہ جو رات کے اندھیرے کو پھاڑ کر اس سے صبح کا اجالا نکال سکتا ہے وہ اللہ مصیبت، پریشانی، جادو، ٹونے، ٹوٹکے کی تکلیف کو ہٹا کر تمہیں راحت اور سکون کی روشنی بھی عطا کر سکتا ہے۔

ہر چیز میں خیر اور شر کا پہلو

مِنۡ شَرِّ مَا خَلَقَ ۙ﴿۲﴾ (میں پناہ مانگتا ہوں مخلوق کے شر سے۔)

جو چیزیں اللہ نے پیدا کی ہیں ان کے شر سے پناہ مانگتا ہوں۔

یاد رکھیے! ہر چیز میں شر کا پہلو بھی ہے، اور خیر کا پہلو بھی ہے اور بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ ہوتی تو ایک چیز خیر کے لیے ہے لیکن انسان اپنے گناہوں کی وجہ سے اور اللہ کی نافرمانیوں کی وجہ سے اس کو اپنے حق میں شر بنا لیتا ہے۔ آپ عبادت ہی کو دیکھ لیں۔ عبادت اگر اللہ پاک کی رضا کے لیے ہے تو یہ خیر ہے اور اگر دکھاوے کے لیے ہے تو یہ شر ہے، صدقہ و خیرات کو دیکھ لیں اگر اللہ پاک کو خوش کرنے کے لیے ہے تو یہ خیر ہے اور اگر شہرت اور نمود و نمائش کے لیے ہے تو یہ شر ہے، آپ جہاد کو دیکھ لیں جہاد اگر اللہ کے دین کی سربلندی کے لیے ہے، کفار کی گردن توڑنے کے لیے ہے، ملک کے دفاع کے لیے ہے، اسلام کی اشاعت کے لیے ہے تو خیر ہے لیکن اگر اس کے برعکس ہے تو یہ جہاد فساد بن جاتا ہے، یہ جہاد شر بن جاتا ہے۔ اسی لیے اللہ کے نبی سے پوچھا گیا کہ ایک شخص لڑتا ہے تاکہ اس کی بہادری کی شہرت ہو، دوسرا شخص لڑتا ہے قومیت کے لیے، عصبیت کے لیے، تیسرا شخص لڑتا ہے دولت کے لیے، مال غنیمت کے لیے۔ تو ان میں سے جہاد کرنے والا کون سا ہے؟ اللہ کے نبی نے فرمایا ان میں سے کوئی بھی مجاہد نہیں ہے۔ مجاہد وہ ہے اور جہاد تب ہوگا جبکہ صرف اللہ کے دین کی سربلندی کے لیے ہو۔ تو اس میں بھی خیر کا پہلو بھی ہے اور شر کا پہلو بھی ہے۔

اولاد کو دیکھ لیجیے اللہ پاک کی کتنی بڑی نعمت ہے اور اس نعمت کی قدر ان سے پوچھیے جو اولاد سے محروم ہیں لیکن یہ اولاد بعض اوقات انسان کے لیے سراسر شر، مصیبت، بے آرامی، بے سکونی کا سبب بن جاتی ہے۔ شوہر کے لیے بیوی اور بیوی کے لیے شوہر کتنی بڑی نعمت ہے اللہ پاک کہتا ہے کہ یہ جوڑے میں نے اس لیے بنائے تاکہ سکون ملے، تاکہ محبت ہو، تاکہ رحمت ہو، تاکہ گھروں میں جوڑ ہو، تاکہ گھر آباد ہوں۔ لیکن بعض اوقات بیوی شوہر کے لیے اور شوہر بیوی کے لیے شر ہی شر بن جاتا ہے۔ خیر کا کوئی پہلو اس میں نہیں رہتا۔

مال میں خیر کے پہلو

دولت اللہ پاک کی بہت بڑی نعمت ہے۔ رزق حلال روپیہ، پیسہ یہ اللہ پاک کی بہت بڑی نعمت ہے۔ آپ

www.toobaaelibrary.com

جانتے ہیں کہ اللہ پاک نے دولت اور مال کو اپنا فضل قرار دیا ہے۔ اتنی مذمت بھی مناسب نہیں جیسے بعض لوگ مال و دولت کی اتنی مذمت بیان کرتے ہیں گویا کہ بالکل اس سے بچ کر رہنا چاہیے۔ اللہ نے سورۂ جمعہ میں فرمایا:

فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ

جب نماز ختم ہو جائے تو مسجد میں مت بیٹھے رہو، زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو۔

سارے مفسرین کہتے ہیں کہ یہاں اللہ کے فضل سے مراد ہے اللہ کا رزق تلاش کرو، رزق حلال کو اللہ نے اپنا فضل قرار دیا ہے۔ مشرکین اللہ سے دنیا مانگتے تھے۔ دنیا کی خوبی، دنیا کی بھلائی، دنیا کی اچھائی لیکن آخرت نہیں مانگتے تھے۔ لیکن اللہ نے فرمایا کہ ان کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں، میرے بندے وہ ہیں جو مجھ سے یوں دعا کرتے ہیں کہ اللہ! مجھے دنیا میں بھی حَسَنَہ عطا فرما اور آخرت میں بھی بھلائی اور حسنہ عطا فرما۔ گویا کہ اللہ سے دنیا مانگنا یہ کوئی توکل اور تقویٰ کے خلاف نہیں ہے۔

تو عرض کر رہا تھا کہ دولت اللہ کا فضل، اللہ کی بہت بڑی نعمت کہ یہ دولت دوسروں کے سامنے ہاتھ پھیلانے سے بچاتی ہے۔ یہی پیسہ جب اللہ کی راہ میں خرچ کیا جاتا ہے تو بلند مقام نصیب ہوتا ہے۔ کہ اخلاص والے ایک روپیہ خرچ کرتے ہیں تو اللہ سات گنا ثواب دیتے ہیں اور بعض وہ ہیں جن کو دس گنا اور بعض وہ ہیں جن کو سات سو گنا اور بعض وہ ہیں جن کو زیادہ ثواب ملنے کی کوئی حد اور انتہا ہی نہیں۔

وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ

جتنا اخلاص ہوتا ہے، یہی پیسہ حج وعمرہ کی سعادت حاصل کرنے کا ذریعہ بنتا ہے، یہی پیسہ مساجد کی تعمیر کا ذریعہ بنتا ہے، یہی پیسہ قرآن کی نشر و اشاعت کا ذریعہ بنتا ہے۔ یہ تو اس کے خیر کے پہلو ہیں۔

مال میں شر کے پہلو

لیکن بعض اوقات یہی دولت اور یہی روپیہ، پیسہ انسان کے لیے شر بھی بن جاتا ہے۔ پیسہ ہے اور پیسے کی وجہ سے تکبر کا شکار ہو گیا، پیسے کی وجہ سے اپنے آپ کو بڑا سمجھنے لگا، پیسے کی وجہ سے شراب نوشی شروع کر دی، پیسے کی وجہ سے رنڈی خانوں میں جانے لگا، پیسے کی وجہ سے رقص و سرور کی محفلیں برپا کرنے لگا، پیسے کی وجہ سے اولاد تباہ ہو گئی، پیسے کی وجہ سے بیوی بچے آوارہ ہو گئے۔ ایسے ایسے گھرانے جہاں غربت تھی، دین تھا، ایمان تھا، حیا تھی، اخلاق تھے، اعمال تھے، نماز کی پابندی تھی لیکن روپیہ پیسہ آیا، گھر کا کوئی فرد باہر چلا گیا۔ ڈالر، ریال اور درہم اور دینار اور پونڈ آنے لگے۔ پیسے کی ریل پیل ہو گئی۔ حیاء بھی اٹھ گئی۔ ایمان بھی جاتا رہا، نماز بھی ختم، جس گھر سے تلاوت کی آواز آتی تھی آج اس گھر سے گانوں کی آواز آ رہی ہے، تو وہ روپیہ، پیسہ شر کا سبب بن گیا۔

www.toobaaelibrary.com

سواری میں خیر اور شر کا پہلو

گاڑی اللہ پاک کی بہت بڑی نعمت ہے۔سواری کوئی بھی سواری ہو اللہ پاک کی نعمت ہے۔حضور اکرم ﷺ کے زمانے میں گدھا، گھوڑا، اونٹ یہ سواریاں تھیں آج سائیکل، موٹر سائیکل، کار، بس وغیرہ یہ سواریاں ہیں اللہ پاک کی بہت بڑی نعمت ہیں لیکن یہ سواری جیسے اس میں خیر کا پہلو ہے ویسے ہی اس میں شر کا پہلو بھی ہے۔بعض اوقات وہی گاڑی ایکسیڈنٹ کا ذریعہ بن گئی۔اگر گاڑی پر نہ ہوتا تو شاید ایکسیڈنٹ نہ ہوتا تو ہر چیز میں خیر کا پہلو بھی ہے اور شر کا پہلو بھی ہے۔اللہ نے حکم دیا کہ تم مجھ سے پناہ مانگو مخلوق کے شر سے۔

اور یاد رکھیے ایک ہے خیر اور دوسرا ہے شر۔خیر کا حاصل ہونا اتنی بڑی نعمت نہیں ہے جتنا شر سے بچ جانا بڑی نعمت ہے۔

شر سے بچنا اہم ہے خیر کے حصول سے

ہمارے ہاں دو الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔دفع مضرت اور جلب منفعت۔

ایک ہے کسی نقصان سے بچ جانا اور ایک ہے کسی نفع کا حاصل ہو جانا تو کہتے ہیں دفع مضرت زیادہ اہم ہے جلب منفعت سے۔شر سے بچ جانا یہ زیادہ اہم ہے خیر کے حاصل ہو جانے سے۔جس کو اللہ پاک نے شر سے بچا لیا اس پر اللہ پاک کا خاص کرم ہو گیا۔اسی لیے امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ سورتیں ایسی ہیں کہ اس سے کوئی انسان بھی مستغنی نہیں ہو سکتا اس لیے کہ ان دونوں سورتوں میں شر سے پناہ مانگی گئی ہے۔اور شر سے بچنا انسان کے لیے کھانے پینے اور لباس سے بھی زیادہ ضروری چیز ہے۔ بھائی! اولاد نہ ملتی خیر سے محروم رہ گیا۔ایک نعمت سے محروم رہ گیا تو زندگی میں اتنی بے سکونی نہ ہوتی جتنی کہ اولاد تو ملی لیکن نافرمان اولاد ملی۔

اقتدار نہ ملتا تو اتنی بڑی نعمت سے محرومی نہیں تھی لیکن اقتدار ملا اور یہ اقتدار اس کا دماغ خراب کرنے، اس کو بے ایمان بنانے اور اس کو جہنمی بنانے اور اس کو جنت سے دور کرنے اور اللہ کو ناراض کرنے کا ذریعہ بن گیا۔تو یہ زیادہ خطرناک چیز ہے۔تو خیر سے محرومی اتنی بڑی چیز نہیں جتنا شر کے اندر مبتلا ہو جانا بڑی چیز ہے۔لیکن خیر کا مطلب کہ یہاں پر میں ایمان نہیں لے رہا ہوں۔خیر کا مطلب قرآن نہیں لے رہا ہوں۔خیر کا مطلب یہ دنیاوی راحت و آرام اور اللہ کی نعمتیں ان سے محروم رہ جانا اتنی بڑی چیز نہیں جتنا کہ شر کے اندر مبتلا ہو جانا ہے۔اور میں نے عرض کیا کہ ہر چیز میں خیر کا پہلو بھی ہے۔اور شر کا پہلو بھی ہے۔

خیر اور شر کا مالک اللہ ہے

اللہ پاک نے اس دنیا میں زہر بھی پیدا کیا ہے اور اللہ پاک نے تریاق بھی پیدا کیا ہے۔آپ جانتے ہیں کہ

www.toobaaelibrary.com

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اگر مکھی کھانے کی چیز کے اندر یا پینے کی چیز کے اندر گر جائے تو اس کو اچھے طریقے سے ڈبو کر نکال دیا کرو فرمایا اس لئے کہ اس کے ایک جانب زہریلے جراثیم ہیں اور اس کی دوسری جانب انہی جراثیم کو ختم کرنے کا اللہ پاک نے علاج بھی پیدا فرمایا ہے۔ اس میں بیماری پیدا کرنے والے جراثیم بھی ہیں اور بیماری کو ختم کرنے والے جراثیم بھی ہیں۔ اللہ نے اسی میں بیماری پیدا کی ہے اور اسی میں علاج بھی پیدا فرمایا ہے اللہ پاک نے خیر کو بھی پیدا فرمایا ہے۔ بہت سے لوگوں کو اپنی نظافت پسندی کی وجہ سے یہ حدیث بڑی عجیب معلوم ہوتی ہے اور گویا کہ مولوی کی تنگ نظری اس کو اس میں دکھائی دیتی ہے۔ یہ کیسی بات کرتے ہیں کہ مکھی پانی کے اندر گر جائے تو اس کو پانی کے اندر اور ڈبکی لگاؤ۔ اس کے بجائے بہتر نہیں ہے کہ اسی گلاس کو پھینک دیا جائے۔ لیکن اگر ان کے گھی کے کنستر میں یا شربت کی بڑی بوتل میں مکھی گر جائے تو اس وقت ان کو نظافت یاد نہیں رہے گی۔ بلکہ اس وقت دیکھتے ہیں کہ مولوی کی رائے کیا ہے اس وقت حضور اقدس ﷺ کی حدیث پر عمل کرنے میں ہی عافیت نظر آئے گی۔ تو جہاں اللہ نے شر کا پہلو پیدا کیا تو وہاں خیر کا پہلو بھی پیدا کیا۔

اسی لیے حدیث میں آیا اللہ کے نبی نے فرمایا:

لِكُلِّ دَاءٍ دَوَاءٌ۔ ہر بیماری کے لیے اللہ پاک نے علاج پیدا کیا ہے۔

اگر انسان کو کسی بیماری کا علاج ابھی تک معلوم نہیں ہوسکا تو یہ انسان کی عقل، علم اور تجربے کی کمی ہے ورنہ ایسا ہو نہیں سکتا یہ اللہ کے رحمن اور رحیم ہونے کی شان کے خلاف ہے کہ اللہ بیماری تو پیدا کرے لیکن اس کا علاج پیدا نہ کرے۔ یقینی بات ہے کہ اللہ نے جو بیماریاں پیدا کی ہیں ان کا علاج بھی پیدا کیا ہے اور جس علاقے میں جو بیماری اسی علاقے میں اللہ نے اس کا علاج بھی پیدا کیا۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم نے یہ واقعہ سنایا افریقہ کے کسی جنگل میں بائی روڈ جا رہے تھے تو راستے میں ایک جگہ رکے تو وہاں کے خودرو پودے تھے۔ بڑے خوبصورت اور ان کے پھول بڑے خوشنما، تو فرماتے ہیں کہ ہاتھ لگایا تو ایسے محسوس ہوا کہ جیسے پورے جسم میں زہر پھیل گیا تو مقامی ساتھیوں نے بتایا کہ اس کے قریب ایک اور جھاڑی بھی ہے اس کو ہاتھ لگایئے تو اس کا سارا اثر ختم ہو جائے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ سارا وہ اثر ختم ہو کے رہ گیا۔ اور انہوں نے بتایا کہ جہاں جہاں یہ زہریلا مادہ پایا جاتا ہے وہیں وہیں اللہ پاک نے یہ جھاڑی بھی پیدا کی ہوئی ہے۔ تو ایسا ہو نہیں سکتا کہ اللہ پاک نے اگر بیماری پیدا کی ہو اس کا علاج پیدا نہ کیا ہو۔ ہاں اگر اللہ پاک کسی کو کسی عذاب میں گرفتار کرنا چاہے، پکڑنا چاہے، اس کا پھر کوئی علاج نہیں۔ وقت سے پہلے اس کا علاج بھی ہے اور وہ ہے توبہ اور استغفار لیکن اگر اللہ پکڑے تو پھر توبہ اور استغفار کے علاج سے بھی اس سے چھوٹا نہیں جاسکتا۔ تو عرض یہ کر رہا تھا کہ مخلوق کے اندر بھی شر پایا جاتا ہے کہ بعض اوقات شوہر کے اندر شر اور بیوی کے اندر شر، اولاد کے

www.toobaaelibrary.com

اندر اور عبادت کے اندر انسان یہ شر کا پہلو پیدا کر لیتا ہے۔

اگر آپ تنہائی میں بیٹھ کر اس پر غور کریں تو اللہ پاک نے کتنی بڑی دعا مانگنے کا حکم دیا ہے۔ اے اللہ! ساری مخلوق کے شر سے اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں۔ دولت بھی اللہ کی مخلوق ہے، مال بھی اللہ کی مخلوق ہے، گاڑی اللہ کی مخلوق ہے، بیوی اللہ کی مخلوق ہے، یہ بیماریاں بھی اللہ کی مخلوق ہیں، یہ ظالم حکمران یہ اللہ کی مخلوق ہے، یہ پولیس اللہ کی مخلوق ہے، یہ فوج اللہ کی مخلوق ہے اور پناہ مانگتا ہے اے اللہ! میں مخلوق کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں، مخلوق کے شر میں اے اللہ! مجھے مبتلا نہ کرنا۔

اندھیرے کا شر

وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ﴿۳﴾ (اے اللہ! میں پناہ مانگتا ہوں اندھیرے کے شر سے جبکہ وہ چھا جائے)

ہمارے ہاں علمی اصطلاح میں اس کو کہتے ہیں تخصیص بعد از تعمیم یعنی ایک بات کو پہلے عمومی انداز میں ذکر کیا جائے پھر اس کے خاص خاص پہلوؤں کو دوبارہ ذکر کر دیا جائے۔ اب جب اللہ نے یہ فرمایا کہ مخلوق کے شر سے پناہ مانگتا ہوں تو اس میں اندھیرا بھی آ گیا اس میں حاسد بھی آ گئے اس میں ٹونے ٹوٹکے کرنے والے بھی آ گئے، سب آ گئے لیکن عمومی طور پر ذکر کرنے کے بعد اللہ نے تین چیزوں کو خاص طور پر ذکر فرمایا۔ اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں مخلوق کے شر سے اور اس مخلوق میں سے خاص طور پر اندھیرے کے شر سے جبکہ وہ چھا جائے۔

آپ دیکھیں اکثر شر جو ہوتا ہے وہ اندھیرے میں ہوتا ہے، چور، ڈاکو، حملہ آور ہوتے ہیں تو عام طور پر اندھیرے میں، کیڑے مکوڑے عام طور پر نکلتے ہیں تو اندھیرے میں، اور جنات نکلتے ہیں تو اندھیرے میں یہاں تک کہ بعض کتابوں میں دیکھا کہ بیماریوں کے جو جراثیم پھلتے پھولتے ہیں تو وہ بھی اندھیرے میں، بہت سے جراثیم ایسے ہیں کہ جہاں روشنی پڑے تو وہ خود بخود ختم ہو جاتے ہیں اور یہ تو عام مشاہدے اور تجربے کی بات ہے کہ کہا جاتا ہے اپنے بستر اور چادر وغیرہ ایسی چیزوں کو دھوپ میں پھیلایا جائے کہ بہت سے جراثیم اسی حرارت سے مر کھپ جاتے ہیں۔

اور جادوگر عام طور پر یہ جو اپنے عملیات کرتے ہیں یہ بھی اندھیرے میں کرتے ہیں۔ آج زمانہ اتنی ترقی کر گیا کہ آج اتنی روشنی کہ راتوں پر دنوں کا گمان ہوتا ہے۔

وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الْعُقَدِ ﴿۴﴾ (اور گرہوں میں پھونکیں مارنے والیوں کے شر سے)

اے اللہ! ان کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں جادو اور ٹونے ٹوٹکے یہ مرد بھی کرتے ہیں اور عورتیں بھی کرتی ہیں لیکن عام طور پر عقیدے کی کمزوری اور حسد، بغض کی بیماری میں مبتلا ہونے کی وجہ سے عورتیں اس مرض کا زیادہ شکار ہوتی ہیں اس لیے خاص طور پر عورتوں کا ذکر کیا۔

www.toobaaelibrary.com

اللہ! کیسا بے حیائی کا زمانہ ہے مائیں، بہنیں، بیٹیاں وہ غیر محرموں کے پاس جاتی ہیں ٹونے ٹوٹکے کروانے کے لئے، جادو کروانے کے لئے، جادو کے توڑ کروانے کے لئے، اور بن ٹھن کر، بے حجاب ہو کر، بے پردگی کے ساتھ، اور آپ اخبارات میں پڑھتے رہتے ہیں ابھی پچھلے دنوں کراچی کے ایک علاقے میں ایک جاہل پیر کا جو سلسلہ چلتا رہا، عزت بھی لوٹی گئی، مال بھی لوٹا گیا، عصمت بھی لوٹی گئی، ایمان بھی لٹا دیا اور ان سے جادو اور ٹونے ٹوٹکے جا کر کرواتی تھی۔

نبی ﷺ پوری امت کے روحانی باپ تھے اور پوری امت کی عورتیں وہ آپکی روحانی بیٹیاں اگر چہ وہ آپ سے عمر میں بڑی ہی کیوں نہ ہوں۔ لیکن اس روحانی باپ نے اپنی روحانی بیٹیوں کو کبھی بے پردگی کیساتھ اپنے سامنے آنے کی اجازت نہیں دی۔ ازواج مطہرات حضور اکرم ﷺ کی بیویاں، پوری امت کی روحانی مائیں اور ایسی مائیں کہ اللہ نے کہا:

وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ۔

میرے نبی کی بیویاں مسلمانوں کی مائیں ہیں لیکن فرمایا کہ دیکھو اگر ان میں سے کوئی، تمہارے روحانی بیٹوں میں سے کوئی پردے کے پیچھے سے بھی ان سے کوئی بات کرے تو اس کو لچک دار اور نزاکت والے لہجے میں جواب نہ دینا۔ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِي فِي قَلْبِهِ مَرَضٌ کہیں ایسا نہ ہو کہ جس کے دل میں مرض ہو، گناہ کے جراثیم ہیں تمہاری نزاکت والی آواز سن کر اس کے دل میں کوئی بری خواہش پیدا نہ ہو جائے۔ اللہ اکبر روحانی ماؤں کے بارے میں، نبی اکرم ﷺ کی بیویوں کے بارے میں فرمایا پردے کے پیچھے لچک دار آواز میں، نزاکت والے لہجے میں، روحانی ماؤں کو اپنے روحانی بیٹوں کے ساتھ بات کرنے کی اجازت نہیں تو آج کے بگڑے ہوئے ماحول میں جہاں ایسے ایسے واقعات بھی پیش آرہے ہیں کہ باپ نے اپنی سگی بیٹی کے ساتھ منہ کالا کیا۔ تو اس ماحول کے اندر یہ کیسے اجازت دی جا سکتی ہے کہ کسی پیر، فقیر کے پاس ٹونا ٹوٹکا کروانے کے لیے کوئی ماں بہن اور بیٹی بے پردگی کے ساتھ جائے اور لچکدار لہجے میں اس سے بات کرے اللہ جانتا تھا کہ یہ بیماری عورتوں کے اندر زیادہ پائی جاتی ہے اس لیے اللہ نے خاص طور پر عورتوں کا ذکر کیا۔

عاملوں کے چکر اور لوگوں کی بیوقوفی

یہاں یہ بھی سن لیجیے کہ جتنے بھی یہ سفلی اعمال ہیں اور تعویذ، گنڈے اور سحر اور جادو ہیں ان میں سے اکثر تو فراڈ، دھوکے ہوتے ہیں، لوگوں نے دوکانداری بنا رکھی ہے۔ یہ ایک ایسا کاروبار ہے جس میں لگتا کچھ نہیں اور آتا بہت کچھ ہے۔ دھوکہ اور فراڈ، جو آیا اس کو کہہ دیا تیرے اوپر کسی کا سایہ ہے، اور کسی نے کچھ کیا ہوا ہے۔ اور بد بخت ایسی گول مول باتیں کرتے ہیں کہ ساس کو بہو کے ساتھ لڑا دیتے ہیں، بھاوج کے ساتھ لڑا دیا، گھروں میں نفرتیں ڈال دیں، گھر کا کوئی بندہ ہے، گھر ہی کی کوئی عورت ہے جس نے تیرے اوپر کچھ کیا ہوا ہے۔ اب وہ سوچنے لگتی ہے گھر میں کون ہے جس نے

www.toobaaelibrary.com

کچھ کیا۔ اب لوگ بھی کیسے بے وقوف ہیں اب بھائی! دوکان نہیں چلتی کیا مسئلہ ہے، کوئی سایہ ہے، رشتہ نہیں ہوتا کیا مسئلہ ہے، کوئی سایہ ہے، اولاد نہیں ہوتی، کیا مسئلہ ہے کسی نے کچھ کیا ہے۔ یعنی ہر چیز کا ایک ہی علاج بھائی! بہت سی بیماریاں ہیں نفسیاتی بیماریاں، جسمانی بیماریاں ان کا علاج کروایا جائے۔ اس کے بجائے ہر چیز کے لیے یہی کہ تم پر کسی نے کچھ کیا ہوا ہے۔ دوکان نہیں چلتی ہوسکتا ہے کہ یہ دوکاندار ہی بداخلاق قسم کا ہو لوگ اس کے پاس آتے ہی نہیں ہیں، یا ہوسکتا ہے ملاوٹ کرتا ہے، دونمبر مال بیچتا ہے۔ اور اچھی ڈیلنگ نہیں کرتا اس لئے لوگ اس کے پاس نہیں آتے۔

دوسری طرف صحیح سامان ملتا ہے با اخلاق ہے، لوگ اس کے پاس زیادہ جاتے ہیں لیکن عامل صاحب نے ان کو بھی یہی وہم ڈال دیا کہ کسی نے تمہارے اوپر کچھ کیا ہوا ہے، ہر ایک کو یہی وہم۔ میں نے عرض کیا کہ یہ فراڈ ہوتا ہے اور یہ عامل اپنی دوکانداری چلانے کے لیے ایسی ایسی حرکتیں کرتے ہیں کہ اللہ کو بھول جاتے ہیں، اللہ کے رسول کو بھول جاتے ہیں اور اپنی موت اور آخرت کو بھول جاتے ہیں پیسہ کمانے کے لیے۔

تعویذ مؤثر بالذات نہیں

لیکن اگر کچھ ہوتا بھی ہے، کوئی جادو، کوئی عمل، تو یاد رکھیے کوئی جادو، کوئی عمل، اور کوئی تعویذ مؤثر بالذات نہیں ہے، خود اثر نہیں کرسکتا جب تک کہ اللہ پاک کا حکم نہ ہو۔ اللہ نے پہلے پارے میں ذکر فرمایا یہودیوں کے بارے میں کہ یہ لوگ جادو کرتے ہیں کہا کہ ایسے ایسے جادو جن کے ذریعے سے میاں بیوی کے درمیان جدائی پیدا کردی جائے۔

فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهٖ ؕ

اور آگے فرمایا:

وَمَا هُمْ بِضَآرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ

لیکن یاد رکھو! یہ جتنے بھی جادو گر تے رہیں اللہ کے حکم کے بغیر کسی کو کوئی نقصان نہیں دے سکتے۔ ایک مسلمان کا یہ یقین ہونا چاہیے۔

اور یاد رکھیے! اللہ پاک انسان کے ساتھ اس کے گمان کے مطابق فیصلہ کرتا ہے۔ یہ بات پہلے بھی بتائی جا چکی اللہ کے نبی نے حکم دیا کہ تم اللہ کے ساتھ اچھا گمان رکھو۔ یہ یقین رکھو کہ میرا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا، کوئی جادوگر اور کوئی تعویذ گنڈا کرنے والا میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتا جب تک اللہ کا حکم نہیں ہوگا۔ اگر اللہ کے بارے میں یہ گمان رکھے گا تو اللہ پاک بھی اس کی حفاظت فرمائے گا کوئی تعویذ اس پر اثر انداز نہیں ہوسکے گا۔

عبرت انگیز واقعہ

وہ بڑا عبرت انگیز واقعہ ہے عالمگیر بادشاہ کا، ان کا کوئی ہندو راجہ تھا، اس کا انتقال ہوگیا اب اس کا وارث کسے

www.toobaaelibrary.com

بنایا جائے، اس کا بچہ تھا لیکن نو عمر تھا اس کے بارے میں تردد تھا کہ یہ جانشینی کا حق ادا کرسکے گا یا نہیں، تو بادشاہ نے امتحان لینے کے لیے اس کو بلوایا، اتفاق سے جب وہ آیا تو حوض کے پاس کھڑے تھے تو اس کو پکڑا اور دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر حوض میں لٹکا دیا کہنے لگا، گرادوں؟ پریشان تو نہیں ہو؟ اس نے کہا کہ جس کے ہاتھ بادشاہ کے ہاتھ میں ہیں اس کو پریشان ہونے کی کیا ضرورت ہے۔ ایک بچہ ہے لیکن اسے اتنا یقین ہے کہ میرے بادشاہ کے ہاتھ میں میرے ہاتھ ہیں، میرے محسن کے ہاتھوں میں میرے ہاتھ ہیں تو مجھے گھبرانے اور پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔

اگر یہ یقین ہمارا اللہ کے بارے میں آجائے کہ میرا ہاتھ تو اللہ کے ہاتھ میں ہے، میں تو اللہ کے قبضے میں ہوں اگر وہ نہ چاہے اور ساری دنیا مجھے نقصان پہنچانا چاہے تو نقصان نہیں پہنچا سکتی تو ان شاء اللہ اللہ بھی اپنے بندے کے ساتھ ایسا ہی معاملہ کرے گا۔ لیکن جب ہم اللہ کے ساتھ یہ گمان نہیں رکھتے بلکہ ہمارا گمان تو یہ ہوتا ہے یہ بہت کرسکتا ہے، اس کو بہت اختیار ہے، یہ بہت کرنے والا ہے اور یہ بہت پہنچا ہوا ہے، اور یہ میرا گھر تباہ کرسکتا ہے، اور میرے حالات کو بگاڑ سکتا ہے تو پھر اللہ پاک بھی بندے کے ساتھ ایسا ہی معاملہ کرتا ہے۔

تو عرض یہ کررہا تھا کہ اوّلاً تو ان میں سے اکثر فراڈ ہے اور جن کی کچھ حقیقت بھی ہے تو وہ مؤثر بالذات نہیں ہے جب تک کہ اللہ نہ چاہے کوئی جادو ٹونا ٹوٹکا اثر نہیں کرسکتا اور جب اللہ کہہ رہا ہے کہ تم یہ دو سورتیں پڑھ کر میری پناہ مانگا کرو تو ہمیں اللہ کے کلام پر یقین نہیں آتا اور ایک گھٹیا قسم کے تعویذ فروش اور جادو فروش کے جادو پر یقین آتا ہے وہ کچھ کرسکتا ہے اور اللہ کے کلام میں کوئی تاثیر نہیں ہے۔ تو اللہ کی ذات پر یقین رکھا جائے تو کوئی کسی کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔

زمین و آسمان میں سب سے پہلے ہونے والا گناہ

وَمِنۡ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ۝۵ (اور اے اللہ! میں حاسد کے شر سے پناہ مانگتا ہوں جبکہ وہ حسد کرے۔)

حسد بھی بدترین گناہ ہے اور حرام ہے، اللہ پاک اس گناہ سے بچائے۔ حسد کیا ہے؟ کسی کے پاس نعمت دیکھ کر جلنا اور دل میں یہ آرزو کرنا خدا کرے کہ یہ اس نعمت سے محروم ہوجائے۔ اور یاد رکھیں کہ بعض علماء نے کہا کہ آسمان پر بھی سب سے پہلے گناہ یہی ہوا اور زمین پر سب سے پہلے گناہ یہی ہوا۔ ابلیس نے حسد کیا حضرت آدم علیہ السلام پر اور قابیل نے حسد کیا ہابیل پر دونوں حسد کا شکار ہوئے اور دونوں حسد کا شکار ہونے کی وجہ سے راندۂ درگاہ، مردود ہوگئے۔ یہ ایسی بیماری ہے کہ بعض اوقات انسان کو ایمان تک سے محروم کردیتی ہے۔

امیہ بن خلف بڑا عقلمند، ذکی، ذہین اور تیز طرار انسان تھا اور اللہ کی شان دیکھیے حضور اکرم ﷺ کی بعثت سے قبل وہ ہدایت کی طلب میں مارا مارا پھرتا تھا، مشرک تھا۔ عیسائی بنا، چین نہ آیا آقائے کائنات حضرت محمد رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو آپ کو دیکھ کر حسد میں مبتلا ہوگیا جیسے کہ بہت سے سردار حسد میں مبتلا ہوگئے تھے۔ تو اس نے کہا تھا۔

www.toobaaelibrary.com

وَقَالُوا لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ

ایک غریب اور یتیم کو نبوت کیوں عطا کی گئی ہے کسی سردار اور مشہور لیڈر کو نبوت کیوں نہیں ملی۔ حسد میں مبتلا ہو گئے، حسد میں مبتلا ہونے کی وجہ سے امیہ بن خلف اور اس جیسے کئی بدنصیب وہ ایمان سے محروم ہو گئے۔

حسد سے بچنے کا علاج

اور سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ یہ حسد نیکیوں کو ایسے کھا جاتا ہے جیسے آگ لکڑیوں کو کھا جاتی ہے۔ اللہ نہ کرے، اللہ نہ کرے اگر ہمارے دل میں کسی کے لیے حاسدانہ جذبات پیدا ہوں تو اپنا علاج یوں کرے کہ زبردستی تکلف کے ساتھ اس کے لیے خوب دعا کرے اے اللہ! تو اس کو اور عطا فرما، دل نہیں چاہتا پھر بھی اس کے لیے دعا کرے کہ اے اللہ! تو اس کو اور خوشحالی عطا فرما، اور نعمتیں عطا فرما جب شیطان اور نفس دیکھیں گے کہ یہ تو اس کے لیے اور زیادہ دعا کر رہا ہے تو وہ خود بخود پھر اس کو حسد میں مبتلا نہیں ہونے دیں گے اور یہ بیماری اللہ پاک دور فرما دیں گی اور اللہ پاک سے دعا بھی کرتا رہے۔

حسد اور غبطہ میں فرق

اور ساتھ یہ بھی سن لیجیے کہ ایک ہے حسد اور ایک ہے غبطہ۔ عربی زبان میں جس کو غبطہ کہتے ہیں اردو زبان میں اس کو رشک کہتے ہیں۔ غبطہ اور رشک کیا ہے؟ کسی کے پاس نعمت دیکھ کر اللہ سے دعا کرنا کہ اے اللہ! تو نے جیسے اس کو نوازا ہے مجھے بھی نواز دے یہ ہے غبطہ۔ غبطہ صحیح ہے لیکن حسد حرام ہے۔

ایک حدیث میں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ صرف دو آدمیوں کے بارے میں حسد کرنا جائز ہے ایک وہ شخص جس کو اللہ نے مال دیا ہے اور وہ خوب اللہ کی راہ میں خرچ کرتا ہے اور دوسرا وہ شخص جس کو اللہ پاک نے قرآن دیا ہے اور وہ شب و روز اس کی تلاوت میں لگا رہتا ہے لیکن یہاں پر حسد غبطہ کے معنی میں ہے، رشک کرنے کے معنی میں ہے۔ صرف ان کے بارے میں فرمایا کہ رشک کرنا جائز ہے تو غبطہ اور رشک کرنا جائز ہے لیکن حسد حرام ہے۔ اللہ پاک ہم سب کو اس سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

www.toobaaelibrary.com

سُورَةُ النَّاسِ مَكِّيَّة

موضوع

وساس کی یلغار

www.toobaaelibrary.com

رکوعاتہا ۱ (۱۱۴) سُوْرَةُ النَّاسِ مَكِّيَّةٌ (۲۱) اٰیاتہا ۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۝۱ مَلِكِ النَّاسِ ۝۲ اِلٰهِ النَّاسِ ۝۳ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ ۙ الْخَنَّاسِ ۝۴ الَّذِيْ يُوَسْوِسُ فِيْ صُدُوْرِ النَّاسِ ۝۵ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ۝۶

ترجمہ:..... کہو کہ: ’’میں پناہ مانگتا ہوں سب لوگوں کے پروردگار کی۔(۱) سب لوگوں کے بادشاہ کی۔(۲) سب لوگوں کے معبود کی۔(۳) اُس وسوسہ ڈالنے والے کے شر سے جو پیچھے کو چھپ جاتا ہے۔(۴) جو لوگون کے دِلوں میں وسوسہ ڈالتا ہے۔(۵) چاہے وہ جنات میں سے ہو، یا انسانوں میں سے۔(۶)

وجہ تسمیہ

یہ قرآن کریم کی آخری سورت ہے۔ اس کا نام ’’سورۃ الناس‘‘ ہے۔ اس لیے کہ اس میں ’’ناس‘‘ کا لفظ آیا ہے۔ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ۔ ویسے یہ جو آخری دونوں سورتیں ہیں ’’سورۃ الفلق‘‘ اور ’’سورۃ الناس‘‘ ان کو معوذتین بھی کہا جاتا ہے۔ یعنی وہ دو سورتیں جن کے ذریعے اللہ کی پناہ مانگی جاتی ہے۔ چونکہ ان دونوں سورتوں میں اللہ نے بندوں کو حضور اکرم ﷺ کے واسطہ سے یہ حکم دیا کہ:

’’تم میری پناہ مانگو مخلوق کے شر سے، جادوگروں کے شر سے، اندھیرے کے شر سے، حاسدوں کے شر سے۔‘‘ اور وسوسہ ڈالنے والوں کے شر سے پناہ مانگو، تو اس لیے ان دونوں سورتوں کا نام معوذتین بھی ہے۔

فضائل سورت

حدیث میں حضور اقدس ﷺ نے ان دونوں سورتوں کی بڑی فضیلت بیان فرمائی ہے:

مسلم شریف میں حضرت عقبہ بن عامر کی روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ:

’’آج رات مجھ پر دو ایسی سورتیں نازل ہوئی ہیں کہ اب تک ان جیسی سورتیں مجھ پر نازل نہیں ہوئی تھیں اور وہ کون سی دو سورتیں ہیں؟ تو وہ یہی قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ‘‘ ہیں۔

اور ایک حدیث میں نبی اکرم ﷺ نے حکم دیا ہے کہ:

www.toobaaelibrary.com

"ہر فرض نماز کے بعد ان دونوں سورتوں کو پڑھا جائے۔"

فرض نمازوں کے بعد جو مسنون اذکار احادیث سے ثابت ہیں تو ان میں اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِکْرِکَ وَشُکْرِکَ وَ حُسْنِ عِبَادَتِکَ آیت الکرسی اور یہ دونوں سورتیں اور پھر سبحان اللہ، الحمد للہ، اللہ اکبر وغیرہ اذکار ہیں تو ان کے پڑھنے کا اللہ کے نبی نے حکم دیا۔

خود حضور اقدس ﷺ کا معمول یہ تھا کہ آپ رات کو سونے سے پہلے آخری جو تین سورتیں ہیں۔ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ، قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ یہ پڑھتے اور پڑھ کر اپنے ہاتھوں پہ دم فرماتے اور پھر حدیث میں آتا ہے کہ سر سے لے کر پیروں تک جہاں ہاتھ پہنچ سکتے تھے وہاں تک آپ ہاتھ پھیر لیتے۔

وساوس اور جادو ٹونے سے بچنے کا مجرّب عمل

اور بعض حضرات نے اس عمل کو وساوس سے محفوظ رہنے کے لیے بڑا مجرب عمل اور وظیفہ بتلایا ہے۔ جو شخص چاہتا ہے کہ میں شیطانی وساوس سے محفوظ رہوں اسے چاہیے کہ وہ رات کو سونے سے پہلے یہ آخری تین سورتیں پڑھ کر اپنے ہاتھوں پر دم کرے اور پھر اپنے پورے جسم پر پھیر لے، اللہ تعالیٰ کی ذات سے امید ہے کہ اللہ پاک وساوس سے اس کی حفاظت فرمائیں گے۔

اور ایک بات یہ بھی عرض کردوں کہ یہ دونوں سورتیں چونکہ اس وقت نازل ہوئی تھیں جب حضور اکرم ﷺ پر ایک یہودی لبید بن عاصم نے جادو کردیا تھا۔ میرا اپنا ذاتی خیال کہہ لیں اور تجربہ کہہ لیں وہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص پورے یقین کے ساتھ یہ دونوں سورتیں نماز کے بعد پڑھتا ہے اور رات کو سونے سے پہلے پڑھتا ہے بعد میں اپنے اوپر دم کرلیتا ہے تو کسی کا جادو، ٹونا، ٹوٹکا، تعویذ اس پر اثر انداز نہیں ہوگا اللہ پاک اس کی حفاظت فرمائے گا۔ لیکن "یقین" شرط ہے۔

آج ہر چیز کی صورت رہ گئی حقیقت غائب ہے

بہت سے لوگوں کو یقین نہیں آتا آج ہمارے پاس ہر چیز کی صورت رہ گئی ہے حقیقت غائب ہے۔ ایمان کی صورت رہ گئی حقیقت غائب ہوگئی، مسلمان کی صورت رہ گئی حقیقت غائب ہوگئی، تلاوت کی صورت رہ گئی حقیقت غائب ہوگئی، حج و عمروں کی صورت رہ گئی ہے اور حقیقت غائب ہوگئی ہے۔ آپ میں سے بہت سارے حضرات حرمین شریفین جاتے ہوں گے، اللہ پاک نے مجھے بھی الحمد للہ یہ سعادت نصیب فرمائی۔ اب صورت ایسی ہے کہ وہاں جو لوگ عمرے کے لیے جاتے ہیں تو بسا اوقات یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ عبادت کے لیے نہیں آئے ہیں سیاحت کے لیے

www.toobaaelibrary.com

آئے ہیں، تجارت کے لیے آئے ہیں، نہ عورتوں میں پردہ، نہ مردوں کے اندر اپنی آنکھوں کی حفاظت، نہ نمازوں کا اہتمام، نہ ذکر، نہ تلاوت، نہ طواف، نہ گریہ وزاری، نہ رونا دھونا، بہت سے لوگ دن بھر ہوٹلوں میں پڑے رہتے ہیں اور پھر بازاروں میں سامان کی تلاش میں گھومتے رہتے ہیں۔ اور وہ جو کسی نے کہا ہے کہ:

''جاتے تو ہیں ایمان کے لیے اور لے کر آجاتے ہیں سامان''

ایمان نہیں لا پاتے۔ تو عرض یہ کر رہا تھا کہ بہت ساری ہمارے پاس ایسی چیزیں ہیں کہ ان کی صورت رہ گئی حقیقت غائب ہوگئی ہے۔ اب یقین نہیں رہا کہ ہمیں یہ دو سورتیں جادو، ٹونہ اور ٹوٹکے اور تعویذ کرنے والوں کے شر سے محفوظ رکھ سکتی ہیں، لہٰذا جعلی پیروں، نقلی فقیروں اور کاروباری قسم کے تعویذ فروشوں کے پاس جاتے ہیں اور جب تک ان سے تعویذ نہ لکھوالیں اور جب تک ان کو نذرانہ نہ دے لیں اس وقت تک ان کو یقین نہیں آتا کہ ہم کسی کے جادو سے محفوظ رہ سکتے ہیں اور کسی کے ٹونے ٹوٹکے سے اللہ کے کلام کے ذریعے ہماری حفاظت ہوسکتی ہے، یہ یقین نہیں آتا حالانکہ اکثر میں ایک بات عرض کیا کرتا ہوں بہت سے حضرات پوچھتے ہیں کہ فلاں کام کے لیے کون سا وظیفہ ہے، فلاں کام کے لیے کون سا وظیفہ ہے، فلاں کام کے لیے کون سی دعا ہے؟ سب سے موثر دعا وہ ہے جو آپ دل کے درد کے ساتھ اور یقین کے ساتھ کریں گے وہ چاہے کتنی بھی سادہ دعا کیوں نہ ہو لیکن اگر دعا تو بہت زوردار ہے، اس کے الفاظ بھی بڑے موثر ہیں سب کچھ ہے لیکن آپ کے دل میں درد نہیں اور دل کے اندر اللہ کی ذات کا اور اللہ کی صفات کا یقین نہیں، ایمان نہیں توجہ نہیں، اور اس کے سامنے آہ وزاری نہیں تو پھر قیمتی سے قیمتی دعا بھی بے اثر ہوگی، تو بہر حال یہ دو سورتیں ایسی ہیں کہ اللہ کے نبی سونے سے پہلے ان کو پڑھا کرتے تھے اور اپنے جسم پر دم کیا کرتے تھے۔

اس سورت میں فرمایا گیا ہے:

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۝۱ مَلِكِ النَّاسِ ۝۲ اِلٰهِ النَّاسِ ۝۳

(فرمادیجئے کہ میں پناہ مانگتا ہوں لوگوں کے رب کی، لوگوں کے بادشاہ کی، لوگوں کے معبود کی۔)

رَبّ کس کو کہتے ہیں؟

اللہ کی تین صفات اس میں ذکر فرمائی گئی ہیں وہ رب ہے، وہ ملک ہے، وہ الٰہ ہے۔ رب اُس کو کہتے ہیں جو کسی چیز کی پرورش کرتا ہے یہاں تک کہ اسے کمال تک پہنچا دیتا ہے، وہ ایک بیج کی پرورش کرتا ہے اسے ایک تناور درخت بنا دیتا ہے، وہ منی کے ایک گندے قطرے کی پرورش کرتا ہے اور اس کو ایک جیتا جاگتا خوبصورت، ذہین فطین اور بعض اوقات عالم، محدث، مفسر کی شکل دے دیتا ہے۔ تو رب اسے کہتے ہیں جو کسی چیز کو آہستہ آہستہ کمال

www.toobaaelibrary.com

تک پہنچادیتا ہے اور پرورش کرتا ہے۔ اردو میں ہم اس کا معنی کر دیتے ہیں پروردگار یہ فارسی کا لفظ ہے جس کا مطلب ہے پالنے والا، بے شک وہ سب کا پالنے والا ہے، وہ سارے جہانوں کا پالنے والا ہے۔ انسانوں کا نہیں بلکہ جنوں کا پالنے والا بھی وہی، فرشتوں کا پالنے والا وہی، حیوانات کا پالنے والا وہی، کیڑے مکوڑوں کا پالنے والا وہی، جمادات، نباتات کا پالنے والا وہی، سب کا پالنے والا وہی اللہ ہے، مومن کا پالنے والا وہی ہے اور کافر کا پالنے والا وہی ہے۔ اسی لیے پہلی سورت جو فاتحہ ہے اس میں اللہ نے یہ نہیں فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْمُؤْمِنِيْنَ، رَبِّ الْمُسْلِمِيْنَ، رَبِّ الْمُتَّقِيْنَ، رَبِّ الصَّالِحِيْنَ، رَبِّ النَّبِيِّيْنَ، رَبِّ الشُّهَدَآءِ، رَبِّ الصُّلَحَاءِ، بلکہ فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ سارے جہانوں کا پالنے والا۔ اور جہان بے شمار ہیں ابھی تک سائنس بھی سارے جہانوں کو دریافت نہیں کر سکی، سمندروں میں کتنے جہان ہیں، آسمانوں میں کتنے جہاں ہیں، ابھی تک انسان کا علم ان سارے جہانوں تک رسائی حاصل نہیں کر سکا، اس تیز رفتار ترقی کے باوجود۔

یہاں اللہ تعالیٰ نے اپنے آپ کو رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ نہیں کہا بلکہ رَبِّ النَّاسِ کہا قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ① مَلِكِ النَّاسِ ② اِلٰهِ النَّاسِ ③ لیکن ناس کا ذکر کیا انسانوں کا رب یہ انسان کی عظمت کو ظاہر کرنے کے لیے، انسان کی تکریم اور انسان کی تشریف کو ظاہر کرنے کے لیے۔

بعض اوقات جو کسی چیز کی طرف نسبت کی جاتی ہے تو اس کی عظمت کو بڑھانے کے لیے، کسی بڑے کی طرف اگر چھوٹے کی نسبت ہو جائے تو اس چھوٹے کا مقام بھی بڑھ جاتا ہے بیت اللہ اللہ کا گھر اللہ تو ہر جگہ ہے یہ گھر بھی اللہ کا ہے اور ہمارے سارے گھر بھی اللہ کے ہیں، یہ ساری زمین آسمان اللہ کے ہیں۔ بیت اللہ اللہ کا گھر کیوں؟ صرف اس کی نسبت اللہ کی طرف کیوں؟ یہ اس گھر کی عظمت کو ظاہر کرنے کے لیے، عظمت کو بتانے کے لیے جس چیز کی نسبت کسی بڑے کی طرف ہو جائے اس کی عظمت بڑھ جاتی ہے۔ نسبت سے بھی مقام حاصل ہوتا ہے۔ پتھر جو مسجد میں لگا ہوا ہے اس سے قیمتی پتھر بہت سے سرمایہ داروں کے محلات، مکانوں بلکہ اگر یوں کہوں کہ ان کی لیٹرینوں میں بھی لگا ہوا ہے تو یہ بات بے جا نہیں ہے، لیکن اس پتھر کو جو قدر و قیمت حاصل ہے وہ اس پتھر کو قدر و قیمت حاصل نہیں۔ کیوں؟ اس لیے کہ اس پتھر کی نسبت اللہ کے گھر کی طرف ہو گئی ہے۔ اسی لیے جس کی نسبت آقائے کائنات حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف ہو گئی، سچی نسبت، تو ان شاء اللہ العزیز اس کو مقام اور عظمت حاصل ہو جائے گی۔ اللہ کے نزدیک صحابہ کرام کا مقام کیوں اعلیٰ ہے؟ اس لیے کہ ان کو نسبت حاصل ہو گئی حضور اکرم ﷺ کی وہ حضور ﷺ کے صحابی تھے، حضور کے ساتھی تھے، ان کی آنکھوں کی نسبت حضور کی طرف، ان کی زبانوں کی نسبت حضور کی طرف، اور ان کی قربانیوں کی نسبت حضور کی طرف، اس لیے ان کا مقام بڑھ گیا۔

www.toobaaelibrary.com

انسان کا مقام و مرتبہ

تو یہاں پر جو ذکر کیا بِرَبِّ النَّاسِ وہ لوگوں کا رب ہے تو یہ ناس کا جو ذکر کیا یہ انسان کی عظمت کو بتلانے کے لیے ہے اس لیے کہ اللہ کے نزدیک انسان مکرم ہے، انسان محترم ہے، قابل عزت ہے۔ اللہ نے خود کہا:

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ ہم نے آدم کی اولاد کو یعنی انسان کو عزت بخشی ہے۔ سورۃ التین میں فرمایا:

وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ ۝۱ وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ ۝۲ وَھٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ ۝۳ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ ۝۴

قسمیں اٹھا کر فرمایا کہ ہم نے انسان کو بڑا خوبصورت بنایا ہے تو انسان مکرم ہے۔

انسان کی بے تکریمی کرنا جائز نہیں

اور یاد رکھیے کہ انسان کی بے تکریمی جائز نہیں ہے، انسان کی بے احترامی جائز نہیں ہے۔ انسان کی جان کا ضائع کرنا یہ جائز نہیں ہے، انسان کی آبرو کو ریزی جائز نہیں ہے، انسان کے مال کا نقصان کرنا یہ جائز نہیں ہے، اگر چہ کافر ہی کیوں نہ ہو۔ جہاد کی بات الگ ہے جہاں مسلمانوں کے دشمنوں سے جہاد ہوگا اس کی بات الگ ہے لیکن اگر اسلامی مملکت میں ہندو، سکھ، یہودی، عیسائی، مجوسی رہتا ہے، کافر ہے، مشرک ہے لیکن ہمارے لیے جائز نہیں ہے کہ ہم اس کی آبرو، اس کی جان اور اس کے مال میں ناجائز طریقے سے تصرف کریں، ہمیں اسلام اس کی اجازت نہیں دیتا ہے۔

یہ جو بعض لوگوں نے جوش میں آکر پاکستان میں رہنے والے ہندوؤں پر حملے شروع کر دیے، ان کے گھروں کو جلانا شروع کر دیا، ان کی عبادت گاہوں کو نقصان پہنچانا شروع کر دیا، اسلام اس کی اجازت نہیں دیتا ہے، یہ اسلامی تعلیم نہیں ہے۔ تو عرض یہ کر رہا تھا کہ اللہ نے انسان کی عظمت، شرافت اور اس کی کرامت ظاہر کرنے کے لیے اپنے آپ کو کہا کہ میں لوگوں کا رب ہوں، میں انسانوں کا رب ہوں حالانکہ وہ تو حیوانوں کا بھی رب ہے، وہ ساری مخلوق کا رب ہے۔ تو فرمایا۔ فرما دیجیے میں پناہ مانگتا ہوں انسانوں کے رب کی، انسانوں کے بادشاہ کی، اور انسانوں کے معبود کی۔

سورۂ فاتحہ اور سورۂ ناس میں مناسبت

یہاں یہ بات بھی ملحوظ رکھیں کہ اللہ کے کلام میں لوگوں نے بڑی مناسبتیں بیان فرمائی ہیں۔ اس سورت کی اس سورت کے ساتھ مناسبت ہے، اس آیت کی اس آیت کے ساتھ مناسبت ہے۔ یہ مناسبت جس کو ہماری علمی زبان

www.toobaaelibrary.com

میں ربط کہا جاتا ہے کہ ان آیتوں میں ربط کیا ہے؟ مناسبت کیا ہے؟ جوڑ کیا ہے؟ اگر آپ جوڑ اور مناسبت کو دیکھنا چاہتے ہیں تو اللہ کے کلام کو دیکھیں کہ سورۂ ناس اور سورۂ فاتحہ کے درمیان کیا مناسبت ہے؟ سورۂ فاتحہ کے اندر بھی ہم نے اللہ کی تین صفتیں بیان کی ہیں اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وہ رب ہے اور دوسری اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وہ بھی اشارۃً اس سے ثابت ہوسکتا ہے مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ وہ قیامت کے دن کا مالک ہے، اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔ سورۂ ناس میں بھی اللہ پاک نے یہ تین صفات ذکر فرمائی ہیں۔ وہ رب ہے، وہ مالک ہے، بادشاہ بھی ہے، الٰہ ہے، معبود ہے، عبادت بھی اسی کی ہے، اور استعانت بھی اسی سے ہے۔

استعانت کس کو کہتے ہیں مدد مانگنا، یہ ہم مدد ہی تو مانگ رہے ہیں اے اللہ! میں پناہ مانگتا ہوں، میں کمزور ہوں میرے دشمن طاقت ور ہیں۔ اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں تو مجھے پناہ دے دے۔ جیسے بعض اوقات چھوٹے لوگ بڑے لوگوں کی پناہ میں آجاتے ہیں۔

آپ جانتے ہیں کہ ہمارے پاکستان میں یہ ہوتا ہے کہ کسی نے کوئی جرم کیا یا قتل وغیرہ کیا اور علاقہ غیر میں چلا گیا اور کسی سردار اور وڈیرے کی پناہ لے لی۔ اب بعض سردار اور وڈیرے جو غیور قسم کے ہوتے ہیں وہ جان دے دیتے ہیں لیکن جس نے اس کی پناہ لی ہوا سے نقصان نہیں پہنچنے دیتے تو اللہ سے بڑا غیور کون ہوگا؟ اللہ سے بڑا غیرت والا کون ہوگا؟ جو سچے دل سے اللہ کی پناہ لے لے گا۔ اللہ کی پناہ میں آجائے گا تو انشاء اللہ اللہ پاک بھی اس کی اس کے دشمنوں سے حفاظت فرمائے گا۔ تو وہ صفات جو سورۂ فاتحہ میں تھیں وہ صفات یہاں پر بھی بیان فرمائیں اور میں نے کہا تین صفات: رب۔ ملک۔ الٰہ۔ عام طور پر انسان ان تین پہلوؤں سے متاثر ہوتا ہے، کبھی تو متاثر ہوتا ہے اپنے پالنے والے سے، اپنے محسن سے، ہمیں ایک شخص دو وقت کی روٹی دے رہا ہے، ماہانہ ہمارے ساتھ تعاون کر رہا ہے یا وقتاً فوقتاً ہمارے ساتھ اعانت کرتا ہے تو ہم اس سے متاثر ہوتے ہیں ہے۔

اولاد اپنے والدین سے متاثر ہوتی ہے کہ میرے والدین مجھے پال رہے ہیں ان کے دل میں ان کی قدر ہوتی ہے جو نیک اولاد ہو۔ تو انسان پالنے والے سے متاثر ہوتا ہے اور بعض اوقات ان کے سامنے جھک جاتا ہے۔ یاد رکھیں کہ یہ جو بہت سے لوگ شرک میں مبتلا ہوئے خصوصاً یہ ہندو اور دوسرے بت پرست تو بہت سی ایسی چیزوں کے سامنے انہوں نے سر جھکایا جن کے بارے میں ان کا خیال تھا کہ ہمیں ان سے فائدہ پہنچتا ہے، سورج کے سامنے سر جھکا دیا، چاند کے سامنے سر جھکا دیا، بادلوں کو خدا بنالیا، نہروں اور دریاؤں کو خدا بنالیا کہ ہمیں ان سے فائدہ پہنچتا ہے اور یہ جو لوگ شرک میں مبتلا ہوتے ہیں اس قبر والے کی عبادت، اس قبر والے کی پوجا، اور اس ڈھیری پر سجدے، اور اس ڈھیری پر سجدے اس مزار پر چڑھاوے اور اس مزار پر چڑھاوے کیوں؟ اس لئے کہ ان کا خیال یہ ہوتا ہے کہ

www.toobaaelibrary.com

ہمیں یہ پالتے ہیں، ہمیں ان سے نفع ملتا ہے، یہ ہمیں دیتے ہیں۔ معاذ اللہ اولاد دیتے ہیں، رزق دیتے ہیں، شفا دیتے ہیں اور ہم پہ مقدمے ہوجاتے ہیں تو ہمیں یہ لوگ بری کروا دیتے ہیں۔ تو انسان ایک تو کسی کے سامنے جھکتا ہے جبکہ اس کو کسی سے نفع ملتا ہو اور یا پھر قوموں نے کسی کو خدا بنایا ڈر اور خوف کی وجہ سے، بعض چیزوں کو ہیبت ناک دیکھا، ڈراؤنا دیکھا تو ان کو بھی خدا بنالیا، سانپ کو خدا بنالیا، بچھو کو خدا بنالیا، بہت سی ایسی چیزیں جن سے ڈر اور خوف تھا ان کو خدا بنالیا تو یہاں اللہ نے پہلی صفت اپنی ذکر فرمائی: بِرَبِّ النَّاسِ تم متاثر ہوتے ہو اپنے پالنے والے سے اور متاثر ہوتے ہو نفع پہنچانے والے سے تو حقیقی پالنے والا تو میں ہوں۔

اللہ کمزوروں کی برکت سے رزق دیتا ہے

حقیقی نفع دینے والا تو میں ہوں، جن کو تم سمجھتے ہو کہ یہ ہمیں پالتے ہیں، ان کو بھی میں پالتا ہوں وہ تمہیں نہیں پالتے تم سمجھتے ہو کہ والدین ہمیں پالتے ہیں نہیں تمہارے والدین کو بھی میں پالتا ہوں۔

وَلَا تَقْتُلُوٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ

اے لوگو اپنی اولاد کو فقر و فاقہ کے ڈر سے قتل نہ کرو اولاد کو بھی ہم رزق دینے والے ہیں اور تم کو بھی ہم رزق دیتے ہیں۔

تم سمجھتے ہو کہ ہم اولاد کو پالتے ہیں، نہیں اولاد کو بھی میں پالتا ہوں اور تمہیں بھی میں پالتا ہوں بلکہ صحیح بات تو یہ ہے کہ اس اولاد کی برکت سے میں تمہیں دے رہا ہوں، تمہیں پالتا ہوں اس لیے کہ اللہ کمزوروں کی برکت سے انسان کو پالتا ہے۔

یاد رکھیے ہوسکتا ہے کہ ہمیں جو رزق کے چند لقمے میسر آرہے ہیں یہ کمزوروں کی برکت سے میسر آرہے ہیں، ہم اپنی کمزور اولاد کو پال رہے ہیں اللہ ہمیں دے رہا ہے، ہم اپنے گھر میں بیٹی بیوی پر خرچ کررہے ہیں اللہ ہمیں دے رہا ہے ہم اپنے غریب رشتہ داروں کو دے رہے ہیں اللہ ہمیں دے رہا ہے۔ ہم بیواؤں، یتیموں، مسکینوں کو نواز رہے ہیں اللہ ہمیں ان کی برکت سے نواز رہا ہے۔

حقیقی مالک اللہ ہے

دوسری صفت مَلِكِ النَّاسِ۔ انسان متاثر ہوتا ہے اپنے مالک سے، مالک کا بندہ غلام بن جاتا ہے، غلاموں کو تو آپ جانتے ہی ہیں کہ غلام جو ہوتے ہیں وہ اپنے مالک کے ہوتے ہیں، اس کے حکم کے تابع ہوتے ہیں۔ مالک جو چاہے وہ کرتے ہیں۔ عام طور پہ فیکٹریوں وغیرہ میں جو ملازمت وغیرہ کرتے ہیں تو اکثر یہ اپنے سیٹھ کو مالک کہتے ہیں۔ تو فرمایا کہ تم مالک سے متاثر ہوتے ہو یا بادشاہ سے متاثر ہوتے ہو تو مالک بھی میں ہوں، حقیقی مالک میں ہوں

www.toobaaelibrary.com

جو تمہارے مالک ہیں ان کا مالک بھی میں ہوں۔

معبودانِ باطلہ کو برا بھلا کہنا درست نہیں

اور تیسری صفت بیان فرمائی اِلٰهِ النَّاسِ اس لیے کہ انسان متاثر ہوتا ہے اپنے معبود سے، چاہے وہ سچا معبود ہو یا معاذ اللہ اس نے کوئی جھوٹا معبود گھڑ رکھا ہو اس سے متاثر ہوتا ہے، اس کے دل میں اپنے معبود کی عقیدت ہوتی ہے، محبت ہوتی ہے، عظمت ہوتی ہے۔ اسی لیے ہمیں حکم دیا گیا کہ یہ جو بت پرست ہیں تم ان کے بتوں کو گالیاں مت دیا کرو اس لیے کہ ان کے دلوں میں اپنے بتوں کی محبت اور عقیدت ہے اور تم گالیاں دو گے تو وہ تمہارے سچے اللہ کو گالیاں دیں گے تو تم اللہ کو گالی دلوانے کا ذریعہ بن جاؤ گے۔

كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ

اللہ نے فرمایا کہ ہر جماعت خوش ہے جو ان کے پاس ہے۔ ہندو اپنے مذہب پر خوش، سکھ اپنے مذہب پر خوش، یہودی اپنے مذہب پر خوش، عیسائی اپنے مذہب پر خوش، اس لیے علمی انداز میں ان کو اسلام کی دعوت تو دینی چاہیے لیکن گالی نہیں دینی چاہیے۔ ہمارا دین اس کی اجازت نہیں دیتا کہ ان کے معبودوں کو گالیاں دیں، چاہے وہ گندی سے گندی چیز کو معبود بنا لیں، آپ جانتے ہیں انتہاء یہ ہے کہ ان کے ہاں شرمگاہ کو بھی معبود کا درجہ حاصل ہے لیکن اس کے باوجود ہم ان کے معبودوں کو گالیاں نہیں دیں گے ہاں عقلی دلائل سے، علمی دلائل سے، قرآنی دلائل سے، کائناتی دلائل سے، تجرباتی دلائل سے ان کے مذہب کا غلط ہونا ثابت کریں گے یوں دعوت دیں گے لیکن گالی دینا جائز نہیں ہے۔ بعض اوقات لوگ گالی دینا شروع کر دیتے ہیں، مخالف کو گالی دینا یہ حضور اکرم ﷺ کا طریقہ نہیں ہے اور اس سے دل بدلتے نہیں ہیں دل اور سخت ہو جاتے ہیں۔ کسی کو سخت کرنا ہے تو آپ اس کو گالیاں دیں، اس کے بزرگوں کو گالیاں دیں، اس کے معبودوں کو گالیاں دیں، لیکن اگر اس کو قریب کرنا ہے تو پھر اس کو دلائل کے ذریعے سے، براہین کے ذریعے سے قائل کریں، اپنے قریب کریں۔ تو تین صفات ذکر کرنے کے بعد ایک چیز کے شر سے پناہ مانگنے کا حکم دیا۔

مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ ﴿٤﴾

میں اس پر زور دے رہا ہوں اس لیے کہ سورۂ فلق میں اللہ کی ایک صفت ذکر فرمائی۔ رَبِّ الْفَلَقِ اور چار چیزوں کے شر سے پناہ مانگنے کا حکم دیا، مخلوق کے شر سے، ان اندھیرے کے شر سے، گرہوں پر پڑھ کر پھونکنے والیوں کے شر سے اور حاسد کے شر سے، اور سورۂ ناس میں تین صفات ذکر کیں اور ایک چیز کے شر سے پناہ مانگنے کا حکم دیا۔

www.toobaaelibrary.com

الَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ ۙ﴿۵﴾ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ﴿۶﴾

(اس کے شر سے جو لوگوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالتا ہے۔ چاہے وہ جنوں میں سے ہو یا انسانوں میں سے۔)

وسوسہ کی بیماری بہت خطرناک ہے

وسوسہ کی بیماری بہت خطرناک ہے اللہ ہم سب کو اس سے پناہ عطا فرمائے آمین۔ ایک بڑے عالم کے بارے میں سنا کہ وہ ایک بڑے حوض پر بیٹھ کر وضو کرتے تھے لیکن کئی دفعہ دھونے کے بعد شک رہتا تھا کہ شاید کوئی بال برابر جگہ خشک رہ گئی ہو تو انہوں نے یہ کیا کہ حوض کے اندر پورا ہاتھ ڈال دیا، جب ہاتھ ڈالا تو پھر بھی تسلی نہیں ہوئی تو پھر کندھے تک ڈال دیا اور ڈالتے ہوئے اُلٹ گئے اور سیدھے حوض میں جاگرے۔ بھئی! جب اللہ کے نبی نے فرمادیا کہ تین دفعہ جب عضو کو دھولو گے تو پاک ہوجائے گا تو پھر تمہیں وسوسہ کا شکار ہونے کی کیا ضرورت ہے، اللہ کے نبی نے تو عجیب آسانی پیدا فرمادی فرمایا کہ پیشاب کر کے آتے ہو، استنجاء کر کے آتے ہو تو تھوڑے سے پانی کے قطرے ایسے شلوار کے اوپر اور ازار کے اوپر گرالیا کرو کیوں کہ ایسا نہ ہو کہ کوئی قطرہ نظر آئے تو شیطان وسوسہ ڈالے کہ ہوسکتا ہے کہ یہ کوئی پیشاب کا قطرہ ہو۔ تو کیسی حکمت اللہ کے نبی نے بیان فرمائی کہ پانی کے چند قطرے ہوں گے تو شیطان کا راستہ بند ہوجائے گا کہ یہ تو پانی میں نے خود پھینکا ہے۔ تو ایسے وسوسہ کے مریض ہوجاتے ہیں کہ یقین ہی نہیں آتا۔ (یہاں وضاحت کردوں کہ اگر کوئی واقعتاً پیشاب کے قطروں کا مریض ہے تو وہ علماء سے رجوع کر کے مسئلہ پوچھ لے)۔

وساوس کے علاج کا ایک دلچسپ واقعہ

شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کا بڑا عجیب واقعہ پڑھا کہ ان کی ایک باندی تھی کوئی مسئلہ پوچھنے کے لیے آگیا، باندی کو باہر بھیجا کہ دیکھو کون ہے؟ تو کافی دیر لگادی، وہ واپس آئی تو پوچھا کون تھا؟ تو کہنے لگی، غبد اللہ تھا، عبد اللہ نہیں کہا بلکہ عین کے اوپر نقطہ لگادیا غبد اللہ تھا۔ لونڈی بڑی ذہین تھی شیخ سعدی نے کہا کہ یہ غبد اللہ کا کیا مطلب؟ عبد اللہ تو ہوتا ہے غبد اللہ کیا ہے؟ چونکہ شروع میں عین ہے اور عربی زبان میں عین آنکھ کو کہتے ہیں تو اس نے نقطہ لگا کر اس طرف اشارہ کیا کہ وہ ایک آنکھ سے کانا تھا یعنی غبد اللہ۔ اور اچھا تم نے اتنی دیر کیوں لگادی؟ کہنے لگی کہ وہ مسئلہ پوچھ رہا تھا کہ کتنی مرتبہ استنجاء کریں تو استنجاء ہوجاتا ہے، کتنی دفعہ کرنا چاہیے؟ میں نے اس کو کہا کہ میں جب برتن دھوتی ہوں تو خوب مانجھتی ہوں تو جب تک چیں چیں کی آواز نہیں آتی میں دھوتی رہتی ہوں لہٰذا تم بھی ایسا کیا کرو تب استنجاء ہوگا، جب تک چیں چیں کی آواز نہ آئے استنجاء کرتے رہو۔ تو شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ تو نے خوب علاج کیا ہے میں اس

www.toobaaelibrary.com

کا فتویٰ نہیں دے سکتا تھا تو نے اس وسوسے والے انسان کا خوب مسئلہ حل کیا ہے۔ کہ بھائی جب اللہ کے رسول نے ایک طریقہ بتلا دیا کہ جب نجاست دور ہوگئی اور پانی ڈال دیا تو صاف اب اس میں بال کی کھال نکالنے کا شریعت نے ہمیں حکم نہیں دیا۔

وساوس سے بچنے کا علاج

تو عرض یہ کر رہا تھا کہ بھائی وسوسے ہر جگہ آتے ہیں ایک تو وسوسے کے لیے معوذتین پڑھ کر اپنے اوپر دم کیا جائے اور وسوسوں کی زیادہ پرواہ نہ کیجیے آتے ہیں تو آتے رہیں اور اگر اللہ توفیق دے بعد میں یہ دعا بھی یاد کر لیجیے۔ خصوصی دعا اللہ کے نبی نے وساوس کے لیے بیان فرمائی:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ وَسَاوِسَ قَلْبِیْ خَشْیَتَکَ وَذِکْرَکَ وَاجْعَلْ ھَمَّتِیْ وَھَوَایَ فِیْمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی

اے اللہ! میرے جو وسوسے ہیں ان کو اپنے خوف اور خشیت اور ذکر میں بدل دے اور اے اللہ! میرے ارادے اور میری خواہشات اپنے پسندیدہ کام میں لگا دے۔ یہ اللہ کے نبی نے دعا سکھلائی کہ یا اللہ! جو میرے دل میں بُرے وسوسے آتے ہیں تو ان کو نیکی میں بدل دے، اپنے خوف کے خیالات میں بدل دے، اپنے ذکر میں بدل دے۔ تیرے ذکر کے خیال آئیں اور تیری طرف میری توجہ ہو، تو یہ دعا بھی پڑھا کریں۔ اللہ پاک میری اور آپ سب کی ایسے وساوس سے حفاظت فرمائے جو ہمارے دین کے لیے نقصان دہ ہو سکتے ہیں۔ آمین

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

www.toobaaelibrary.com

صدق الله العظيم

www.toobaaelibrary.com

قرآن کریم واحد کتاب ہے جو اپنی افادیت، تاثیر، ہدایت، بلاغت، شوکت، برکت، وجوہ اعجاز اور حقائق کو واشگاف انداز میں بیان کرنے میں منفرد اور یکتا ہے اسی لئے قرآن کریم کی طرح تلاوت کی کثرت کسی کتاب کو نصیب نہیں ہوتی، اس کی تلاوت معنی سمجھ کر ہو یا معنی کو سمجھے بغیر ہر صورت میں قاری متأثر ہوئے بغیر نہیں رہتا اور اجر و ثواب کا مستحق قرار پاتا ہے، قرآن کے حافظ دنیا میں لاکھوں کی تعداد میں نہیں بلکہ بے شمار ہیں۔

قرآن کی تفسیر و ترجمے ہر زمانے میں اور ہر علاقے میں اور ہر زبان میں ہوتے رہے ہیں ہندو پاک میں علماء ربانی اور فضلاء حقانی کی تفسیر و ترجمے کی خدمات متداول اور معروف ہیں۔ فی زمانہ حضرت مولانا محمد اسلم شیخوپوری کو اللہ تعالیٰ نے اس عظیم الشان خدمت کے لئے منتخب فرمایا ہے۔ مولانا موصوف کا علمی مقام علماء معتبرین کے یہاں مسلم ہے، ان کا شغف، افہام، محنت، کاوش اور خطاب کا انداز قابل رشک ہے، مولانا موصوف کے درس قرآن کو ذوق و شوق سے سنا جاتا ہے، تمام طبقات کے حضرات اس میں شرکت کرتے ہیں، ماشاء اللہ (اللہ پاک نظر بد سے محفوظ رکھیں)

شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خاں صاحب دامت برکاتہم

Designed by Faraz: 0302-2691277

مکتبہ عمر فاروق

4/491 شاہ فیصل کالونی کراچی

Tel: 021-34594144 Cell: 0334-3432345

www.toobaaelibrary.com